صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

پیر' 17 فروری 1986ء

(دو شنبہ 7 جمادی الثانی 1406ھ)

جلد 5 ---- شمارہ 1

سرکاری رپورٹ

مندرجات

پیر 17 فروری 1986ء

		صفحہ نمبر
تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ	----	1
صدر نشینوں کی جماعت کی تشکیل	----	2
جہانگیر بھٹی ایم پی اے کی وفات پر دعائے مغفرت	----	2
پوائنٹ آف آرڈر	----	5
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	----	12
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	----	33
غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	----	49

(جاری).....

.....(جاری)

تحاریک التوائے کار

		صفحہ نمبر
سروسز ہسپتال لاہور میں لیڈی ڈاکٹر کے ساتھ زیادتی کی کوشش	-----	55
سیشن کورٹ میں دو متحارب گروپوں میں فائرنگ	-----	62
تجارتی حساب 84-1983ء پر آڈیٹر جنرل پاکستان کی رپورٹ (جو ایوان کی میز پر رکھی گئی)	-----	67
تجارتی حساب 83-1982، 82-1981ء پر آڈیٹر جنرل پاکستان کی رپورٹ (جو ایوان کی میز پر رکھی گئی)	-----	67

مسودات قانون

پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس ترمیم۔ بل مصدرہ 1986ء	-----	68
مشرقی پاکستان کے سابق ملازمین کی صوبائی آسامیوں پر تقرری مصدرہ 1986ء	-----	69

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس

پیر 17 فروری 1986ء
(دو شنبہ 7 جمادی الثانی 1406ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 9 بج کر 15 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا
يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ
لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ
اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ
يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا

سورہ النباء 78 : آیت 37 تا 40

وہ جو آسمانوں اور زمین میں اور جو ان دونوں میں ہے سب کا مالک ہے بڑا مہربان کسی کو اس سے بات کرنے کا چارا نہ ہو گا۔ جس دن روح الامین اور فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہوں گے تو کوئی بول نہ سکے گا مگر جس کو خدائے رحمٰن اجازت بخشے گا اور اس نے بات بھی درست کہی ہو یہ دن برحق ہے پس جو شخص چاہے اپنے پروردگار کے پاس ٹھکانا بنائے ہم نے تم کو عذاب سے جو عنقریب آنے والا ہے آگاہ کر دیا ہے جس دن ہر شخص ان اعمال کو جو اس نے آگے بھیجے ہوں گے دیکھ لے گا اور کافر کہے گا کہ اے کاش میں مٹی ہوتا۔

وما علینا الا البلاغ ○

صدر نشینوں کی جماعت کی تشکیل

سیکرٹری اسمبلی: قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ نمبر 14 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اجلاس ہذا کے لئے چار معزز اراکین پر مشتمل بحسب ترتیب و تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے۔

1- چودھری نعیم حسین چٹھہ (شیخوپورہ)
2- رائے رب نواز خان (فیصل آباد)
3- مسز شاہدہ ملک (سرگودھا)
4- رانا پھول محمد خاں (قصور)

جہانگیر بھٹی کی وفات حسرت آیات پر دعائے مغفرت اور فاتحہ خوانی

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! میں آپ کی اجازت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ایک ساتھی جہانگیر بھٹی صاحب رضا الٰہی سے فوت ہو چکے ہیں لہٰذا ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب سپیکر: محترم قائد ایوان' معزز خواتین و حضرات! موسم بہار کے اس اجلاس کے موقع پر میں آپ سب کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ یہ موسم اپنی رعنائیوں کے لحاظ سے کونپلوں کے پھوٹنے کا موسم ہے۔ کلیوں کے چٹکنے کا موسم ہے اور اس رت میں ہر دل کی کلی کھل جاتی ہے --------

راجہ خلیق اللہ خاں: یا کھلنے والی ہے۔

جناب سپیکر: یقیناً ذہنوں پر اور قلب و جگر پہ ایسے موسم کا اثر خوشگوار اثرات مرتب کرتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس اجلاس میں ہم بہتر طریقے سے Contribute کر سکیں گے اور بہتر طریقے سے سوچ سکیں گے۔

معزز خواتین و حضرات! محمد جہانگیر بھٹی ایم پی اے (مرحوم) ہمارے ساتھی تھے۔ ہمارے ہمدم تھے۔ ہمارے رفیق کار تھے۔ وہ آج ہم میں نہیں ہیں جس کا ہمیں بے حد افسوس ہے۔ انہوں نے ہمارے ساتھ اس خوبصورت انداز میں وقت گزارا ہے کہ ہمیشہ ان کی یادوں کے نشتر ہماری رگ جاں میں پیوست رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

معزز خواتین و حضرات! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ اس اجلاس کے موقع پر یہ ایوان غیر جماعتی ایوان سے جماعتی ایوان میں تبدیل ہو چکا ہے۔ یہ ایک بہت بڑی ڈویلپمنٹ ہے۔ اس میں ہاؤس ایک ڈسپلن کے تحت چلے گا۔ نظم و ضبط کارفرما ہو گا اور جماعتی فیصلے ہر لحاظ سے سپریم ہوں گے۔ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سے قبل ہاؤس کے طریقہ کار کے مطابق میں نے حتی المقدور دوستوں کو اظہار رائے کی اور ان کو ہر لحاظ سے اپنے معاملات ہاؤس میں پیش کرنے کی اجازت دی اس میں جس طریقہ سے بھی یا جس انداز میں بھی معزز اراکین اسمبلی نے مناسب خیال کیا انہوں نے اظہار خیال فرمایا۔ لیکن اب میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں جماعتی نظم و ضبط اس ایوان میں کارفرما ہو گا وہاں اب ہمیں اس بات کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا ہو گا کہ رولز اور ریگولیشنز اور رولز آف پروسیجر کو Strictly follow کیا جائے اور اس کو Adopt کیا جائے۔ پوائنٹ آف آرڈر اٹھاتے وقت۔ تحاریک التوا ہوں۔ تحاریک استحقاق ہوں یا دوسرے معاملات ہوں تو میرے خیال میں اب آپ مجھے یہ اجازت دیں گے کہ میں اس سلسلے میں رولز کو Strictly follow کروں اور آپ سے بھی میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ یہ آپ کے تعاون کے بغیر ممکن نہیں لہٰذا آپ بھی رولز اینڈ پروسیجر کو Strictly follow کریں گے اور اس معزز ایوان کی روایات' پنجاب اسمبلی کی روایات کو درخشندہ اور نہایت عمدہ بنانے میں ہم سب مل جل کر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں گے۔ شکریہ۔

اب میں ایک روایت آپ کے نوٹس میں اور خاص طور پر محترم قائد ایوان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی میں یہ Convention رہی ہے کہ ہمارے ایم پی اے ساتھیوں میں سے جو کوئی بھی اس دنیا سے چلے جاتے ہیں ہم سے جدا ہو جاتے ہیں تو ان کی تعزیت کے لئے ہمیشہ قائد ایوان قرارداد پیش کیا کرتے ہیں۔ آپ موجود ہیں۔ اگر آپ مناسب خیال فرمائیں تو آپ خود تعزیتی قرارداد پیش کریں۔

جناب وزیر اعلیٰ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ ایوان جناب محمد جہانگیر خاں بھٹی رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی وفات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں ممتاز جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

جناب سپیکر: اب مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا! ہمیں بڑی مسرت ہوئی کہ آپ نے بڑی دلچسپ اور مدلل تقریر فرمائی اور کچھ نصیحتیں بھی فرمائی ہیں اور ایوان آج سے جماعتی بن چکا ہے تو سب سے پہلے میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کراتا ہوں کہ پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کے تحت ہمارے کچھ ممبران جو Un-Registered Party کے ممبر بن چکے ہیں وہ اپنی سیٹیں کھو بیٹھے ہیں۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی (جناب غلام حیدر وائیں): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ بتایا جائے کہ فاضل رکن اس وقت کس نکتے پر بات کر رہے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا! انہوں نے کیا فرمایا ہے؟

جناب سپیکر: آپ یہ کس نکتے پر ارشاد فرما رہے ہیں۔

MAKHADOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: Under Constitutional provisions. Under Article 63 of the Constitution.

MR. SPEAKER: This is not a point of order.

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: No, Sir. I am not raising a point of order. I am raising a Constitutional point where violation of the Constitution has taken place.

MINISTER FOR LAW: (CH. ABDUL GHAFOOR) Under what Rules of Procedure? Sir, the member must state under what rule he is raising this point.

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: All rules are subservient to provisions of the Constitution. The Article which I am going to read out gives me clearly the authority to raise this point. Article 63 (2) lays down.

63. (2) If any question arises whether a member of the Majlis-e-Shoora (Parliament) has become disqualified from being a member, the Speaker or, as the case may be, the Chairman shall refer the question to the Chief Election Commissioner and, if the Chief Election Commissioner is of the opinion that the member has become disqualified, he shall cease to be member and his seat shall become vacant.

MINISTER FOR LAW: On a point of order.

I have already submitted that business of this House is conducted under the Rules of Procedure framed in 1973 and brought up-to-date for this House. I would like to know whether it is an adjournment motion or his privilege has been breached. Whatever may be the objection, Constitutional or otherwise.

وہ ہمارے ان رولز آف پروسیجرز جو اسمبلی کے ہیں' اس کے تحت یہ تمام کارروائی Conduct ہوتی ہے۔

Before my learned friend is allowed to speak on the point, I would liked to address you honour, and ask the Fazil Member that under what rules of procedure the House is being addressed.

تاکہ اس Clarification کے بعد ہم آگے چل سکیں کہ ابھی تک میں کم از کم یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ Constitutional objection جو ہے وہ درست ہے لیکن اس کے لئے رولز آف پروسیجر کی کونسی دفعہ' کونسی پروویژن ہے۔ کیا یہ تحریک التوائے کار ہے' کیا پریویلج موشن' کس نکتہ کے تحت یہ اس ہاؤس کو ایڈریس کر رہے ہیں اور اس ایوان کا وقت ضائع کر رہے ہیں' اس کو پہلے Clerify ہونا چاہیے اور اس کے بعد آپ کی اجازت سے یہ پوائنٹ Raise ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ کے خیال میں کوئی بھی نکتہ وضاحت یا Constitutional matter جو ہے وہ اس ہاؤس میں رولز آف پروسیجر کے کس مد کے تحت اٹھایا جا سکتا ہے۔ آپ کا یہی مطلب ہے؟ اور جس معاملہ میں رولز خاموش ہوں اور Constitutional Provision ہو' تو اس بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

وزیر قانون: جناب والا! میں عرض کروں گا کہ اول تو اس بارے میں رولز خاموش نہیں ہیں' یہ علیحدہ بات ہے کہ میرے فاضل دوست کا ذہن اس بارے میں Clear نہ ہو کہ وہ کہنا کیا چاہتے ہیں' اصل میں رولز موجود ہیں اور ان کو کم از کم اپنے ذہن کو اس بارے میں پہلے صاف کرنا چاہیے کہ آیا ان کا کوئی پریویلج Violate ہوا ہے۔ Constitutional or Otherwise یا اس بارے میں وہ کوئی Adjournment motion دینا چاہتے ہیں' یا اس بارے میں کوئی پوائنٹ آف آرڈر Raise کرنا چاہتے ہیں؟ تو اس بارے میں پوائنٹ آف آرڈر بھی آ سکتا ہے۔ اس بارے میں بے شمار پروویژن موجود ہیں اور پھر میں عرض کروں کہ اگر کسی وجہ سے کوئی ایسی پروویژن موجود نہ ہوں تو پھر بھی no doubt کہ Residuary powers جو ہیں وہ جناب سپیکر کے پاس موجود ہیں کہ وہ اس کی اجازت دیں لیکن اس بارے میں تو رولز آف پروسیجرز کی کافی دفعات موجود ہیں' اس لئے میں فاضل ممبر کی خدمت میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ وہ پہلے اپنے ذہن کو Clear کریں یہ تو صحیح ہے کہ وہ اعتراض اٹھانا چاہتے ہیں لیکن وہ کم از کم کسی قانون اور ضابطے کی پابندی کریں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! آپ نے ابھی ابھی وزیر قانون سے یہ دریافت کیا تھا کہ Constitutional matter ہو اور کوئی question arise ہو جائے۔ تو کونسا ایسا رول ہے جو کہ اسے Prohibit کرتا ہے۔ اس کا یہ تسلی بخش جواب نہیں دے سکے ہیں' میں مثال کے طور پر میں کہتا ہوں کہ میں یہ کہوں کہ .The House is not in order کوئی رولز مجھے Prevent کرتا ہے' جب ممبرز نے disqualify کیا ہے۔

A question under the Constitution of Pakistan has arisen and I am bringing it to your notice. Let it be elaborated. I will prove it that it has happened. They are the non-members. They are disqualified. The question has to be referred to the Chief Election Commissioner as it provides a mandatory provision.

وزیر صنعت و معدنیات (جناب غلام حیدر وائیں): جناب سپیکر میری گزارش یہ ہے کہ اگر کسی فاضل رکن یا کسی شہری کی نظر میں اگر کہیں پر آئین کی Violation ہوئی ہو' تو آئین میں اس کے اپنے فورم ہیں' جہاں پر جا کر اس معاملہ کو لایا جائے اور اسے agitate کیا جائے۔ اس طرح سے رولز آف پروسیجرز جو ہیں' یہ ہمارا اس اسمبلی کا ایک ضابطہ ہے اور اس میں کوئی بھی نکتہ جو کہ رولز آف پروسیجر کے زیر قاعدہ آتا ہو وہ یہاں پر اٹھایا جا سکتا ہے اور اس پر فیصلہ کی بات تو بعد میں ہو گی' لیکن اس وقت تو صرف یہ بات زیر بحث ہے کہ فاضل رکن جو نکتہ اٹھانا چاہتے ہیں جناب سپیکر ہم صرف یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اس رولز آف پروسیجر کے تحت جو کہ ہم پر۔ اس وقت محیط اور دائرہ کار تفویض کرتا ہے' یہ ان کا نکتہ استحقاق ہے یہ ان کا پریویلج ہے' یہ ان کا سوال ہے اور وہ کس دائرے میں آتا ہے اگر اس میں آتا ہے تو پھر آپ اس پر غور فرمائیں اور ہم اس کے لئے جواب دینے کے لئے تیار ہیں' لیکن نہ تو فاضل رکن نے پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات شروع کی ہے اور نہ ہی انہوں نے کسی اور نکتہ پر اس پوائنٹ کو اٹھایا ہے اور نہ ہی وہ اس کی کوئی تشریح فرما رہے ہیں۔ اس لئے جس بات کو وہ کہنا چاہتے ہیں پہلے ہم رولز آف پروسیجر کے دائرہ کار میں آئیں' پھر اس پر غور کرنے کے بعد آپ اپنے خیالات کا بھی اظہار فرمائیں اور اس کے بعد ہم اس پر اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔

جناب سپیکر: یہ کونسی Constitutional Provision کو ہم Refer کر رہے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: یہ 1973ء کے آئین کے صفحہ 45' آرٹیکل 2 ہے۔

63. (2) If any question arises whether a member of the Majlis-e-Shoora (Parliament) has become disqualified from being a member, the Speaker or, as the case may be, the Chairman shall refer the question to the Chief Election Commissioner and, if the Chief Election Commissioner is of the opinion that the member has become disqualified, he shall cease to be member and his seat shall become vacant.

اس پر جو دلائل پیش کئے گئے ہیں حکومت کی طرف سے' وہ کسی قانون کے تحت اس کو over ride نہیں کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب آپ نے یہ صفحہ 45 پر دیکھا ہے؟

وزیر قانون: جناب والا وہ تو میں دیکھ لوں گا' پہلے اس نکتہ کی وضاحت تو ہو جائے کہ جو دلائل میرے فاضل دوست نے پیش کئے ہیں کہ اگر کوئی غیر ممبر اس ایوان میں آ جائے تو کیا اس سلسلہ میں کوئی آئینی اعتراض ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہی رولز آف پروسیجر کہتا ہے کہ اس میں یہ بات موجود ہے کہ جو غیر ممبر اس ایوان میں آئے تو اس کا پریویلج Breach ہوتا ہے۔ تو اس استحقاق کے متعلق نہ تو انہوں نے نکتہ استحقاق اٹھایا ہے۔ اس میں میں عرض کروں کہ پوائنٹ آف آرڈر ہو سکتا ہے' ریزولیشن ہو سکتا ہے' تحریک استحقاق ہو سکتا ہے۔ تحریک التوائے کار ہو سکتی ہے۔ بے شمار آئینی پروویژن موجود ہیں اور اس کو اٹھانے کے لئے اگر ان کے ذہن میں ایک مسئلہ موجود ہے۔

My learned friend must adopt some of the measures which have been given in the Rule of Procedures.

اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ بغیر کسی رول کے' بغیر کسی قاعدے اور قانون کے یہ نہیں ہو سکتا ہے۔ جہاں تک آئین کی خلاف ورزی کا تعلق ہے' اس کی Interpretation کا تعلق ہے۔ اس سلسلہ میں یہ عرض کروں گا کہ وہ بات تو پہلے سے ہی سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے دائرہ کار میں موجود ہے کہ آئین کو Interpretation کے لئے وہاں پر لے جایا جا سکتا ہے۔ صرف یہ بات کہنا کہ کسی آئینی دفعہ کی Violation ہو گئی ہے۔

Every body can go to the court of law and establish their point in that court.

لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ یہ نکتہ اٹھانے کے لئے کم از کم یہ کتاب پڑھ لینی چاہیے تاکہ اس کے مطابق اپنے آپ کو Confine کیا جا سکے اور صرف یہ بات کہہ دینا کہ کیوں کہ یہ Constitutional

ہے اس لئے مجھے اس کا حق ہے تو میرے فاضل دوست کو پہلے اپنے آپ کو کسی ایک شق میں Confine کرنا چاہیے کہ کیا وہ اس آئینی خلاف ورزی کے بارے میں ایک ریزولیشن لانا چاہتے ہیں۔ کیا ان کا کوئی پریویلج Breach ہوا ہے۔ جس کو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ میرا حق ہے کیا وہ اس کو پوائنٹ آف آرڈر پر لانا چاہتے ہیں؟ یا اس کے علاوہ ان کے ذہن میں کوئی اور بات ہے' یہ مجھے ان کو ایڈوائس کرنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن پہلے میرے فاضل دوست کو اپنے طور پر کسی نکتہ پر Confine کرنا ہو گا اور ہم اس کے لئے تیار ہیں' جو بات ان کے ذہن میں' اس کا جواب دینے کے لئے ہم تیار ہیں لیکن پہلے انہیں اپنے ذہن کو Clear کرنا ہو گا کہ وہ کس پروویژن کے تحت بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری غلام رسول صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری غلام رسول: جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج صبح سویرے ہی جناب نے یہ فرمایا ہے کہ ساری کارروائی Strictly according to the Rules. ہو گی۔ تو حسن محمود صاحب نے سب سے پہلے اٹھ کر بغیر اجازت لئے آئینی معاملہ پر گفتگو شروع کر دی ہے تو اس بارے میں جس طرح چودھری عبدالغفور صاحب نے فرمایا ہے There is a High Court. There is a Supreme Court. وہ اس سلسلے میں رٹ دائر کریں۔ اس اسمبلی میں یہ کس پروویژن کے تحت انہوں نے یہ سوال اٹھایا ہے اور نہ ہی جناب سے Permission seek کی ہے۔ تو سب ممبران کے لئے پروسیجر برابر ہونا چاہئے' یہ نہیں کہ ایک ممبر without getting any permission he started this point اٹھ کر شروع کر دے۔ نہ اس کی کوئی پریویلج موشن ہو اور نہ ہی تحریک التوائے کار ہو اور نہ اس کا کوئی اور طریقہ ہو' جس وقت جو دماغ میں آئے اٹھ کر کتاب پڑھنا شروع کر دیں۔ تو میں جناب یہ گزارش کروں گا کہ Strictly according to the Rules. کسی ممبر کو allow کیا جائے۔

جناب محمد صدیق انصاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر میرے فاضل دوست نے جو پوائنٹ اٹھایا ہے کہ اس ایوان میں کچھ غیر ممبر داخل ہو چکے ہیں۔ جناب سپیکر ممبران کو غیر ممبر تسلیم کرنے کے لئے ایک Proper forum موجود ہے' ٹریبونل ہیں' عدالتیں ہیں۔ فاضل رکن جب تک اس Proper forum سے کسی ممبر کو غیر ممبر Declare نہ کروا لیں۔ اس وقت تک فاضل ممبر ہمیں یا کسی دیگر ممبر کو غیر ممبر نہیں کہہ سکتے اور اسی طرح یہ اس ایوان کی توہین کر رہے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ فاضل رکن اپنے یہ الفاظ واپس لیں۔

Mr. SPEAKER : Your point of order is valid.

اور میں مخدوم زادہ صاحب سے یہ کہوں گا کہ انصاری صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کے مطابق جسے میں جائز سمجھتا ہوں کہ کسی فاضل ممبر کو جس وقت تک وہ Dismember declare نہ ہو چکے ہوں ان کو غیر ممبر کہنا نامناسب ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر جہاں تک فورم کا تعلق ہے ------

According to the Constitution I am pointing out this in the right forum and you are the authority to decide on this issue.

یہ کہنا کہ rules of procedure cover نہیں ہوتا

This is a constitutional issue and it clearly says

"If a question arises whether a member has incurred disqualification.

جناب سپیکر: مخدوم صاحب اس میں کوئی ابہام نہیں ہے کہ یہ سوال جو ہے ----- Constitutional Provision Act 65 (2) اس کے مطابق اس سوال کو اس معزز ایوان میں اٹھایا جا سکتا ہے۔ لیکن اس میں سوال جو پیدا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ اس میں آپ میری مدد فرمائیں کہ یہ جو Constitutional matter ہے۔ اس میں وزیر قانون صاحب کی یہ رائے ہے کہ یہ provision Constitutional رولز آف پروسیجر کے تابع ہے جو اسمبلی نے adopt کئے ہوئے ہیں۔

وزیر قانون: نہیں میں یہ نہیں کہنا چاہتا میرا کہنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آئین رولز کے تابع ہے۔ آئین کسی رولز کے تابع نہیں ہے۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس ایوان کا Business ان رولز آف پروسیجر کے تحت conduct ہو رہا ہے constitutional or otherwise جو matter بھی ہو' جو مسئلہ بھی اٹھانا ہے ہمیں ان رولز آف پروسیجر کی پابندی کرنا پڑے گی۔ اس لئے آئین کی Interpretation کے لئے میں یہ نہیں کہتا کہ یہ فورم نہیں ہے' میں یہ بھی نہیں کہتا کہ یہ مسئلہ اٹھا نہیں سکتے۔ میں تو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو بات بھی یہ کہنا چاہیں گے۔ اس ایوان کے قواعد و ضوابط جو یہاں بنائے گئے ہیں اس کے مطابق کہیں گے اور آج تک اس کے خلاف ان کی طرف سے کوئی ترمیم بھی نہیں آئی اور نہ ہی کسی نے اس کو Object کیا ہے۔ یہ ایوان ان رولز آف پروسیجر کے مطابق Conduct ہو گا اور میں یہ عرض کروں گا کہ جس بات کو یہ زیر بحث لانا چاہتے ہیں' اب اس کو میں پھر ایک دفعہ repeat کروں گا کہ مثلاً" interpretation of constitution کا مسئلہ درکار

ہے۔ تو even then under a point of order میں سارا قانون تو بتانے سے رہا اور بھی بہت سی چیزیں ہیں لیکن میں مثال کے طور پر یہ بتانا چاہتا ہوں کہ

Point of order shall relate to the interpretation or enforcement of these rules or such articles of the Constitution as regulate the business of the Assembly.

جناب سپیکر: یعنی آپ انہیں یہ seggest کر رہے ہیں کہ پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے ------

وزیر قانون: نہیں جناب میں یہ seggest نہیں کر رہا یہ ان کی اپنی صوابدید پر ہے۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ interpretation of constitution or those interpretations جو کہ ایوان کے business کو regulate کرتے ہیں۔ اس کے بعد پوائنٹ آف آرڈر پر بھی بات کی جا سکتی ہے اور violation of privileges کے تحت بھی بات ہو سکتی ہے adjournment کے تحت بھی بات ہو سکتی ہے۔ کوئی تحریک بھی پیش کی جا سکتی ہے۔ constitutional resolution بھی آ سکتی ہے۔ لیکن انہیں اپنے آپ کو کسی دائرہ کے تحت لانا ہو گا۔ میں پھر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اپنے آپ confine کریں کہ میں فلاں رول کے تحت پوائنٹ آف آرڈر raise کر رہا ہوں۔ میں تحریک التواء پیش کر رہا ہوں اور اس کے لئے باقاعدہ طریقہ کار ہے اور یا وہ یہ نکتہ اٹھانا چاہتے ہیں کہ ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ after all we must know کہ کس قاعدے قانون کے تحت اس ایوان کا business regulate ہو رہا ہے اور اس قاعدے قانون کے تحت ہم proceed کرتے ہیں۔

دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ------

Under the Rules of Business first hour is fixed for the question hour.

اور اس کو کسی طور پر بھی اگر یہ کوئی سوال raise بھی کرنا چاہیں تو پہلے یہ کہ

Rule 35. Except as provided in these rules, the first hour of a very sitting, after the recitation from the Holy Qur'an and the swearing in of members, if any, shall be available for the asking and answering questions.

اور قرآن پاک کی قرات کے بعد یہ ضروری ہے کہ پہلا گھنٹہ وقفہ سوالات کے لئے reserve ہو اور اس کو ہم کسی طور پر violate نہیں کر سکتے۔ ایک بات تو یہ ہے کہ اس طرح رولز کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اپنے آپ کو واضح کریں کہ کس قانون اور قاعدے کے تحت وہ

ایوان کو ایڈریس کر رہے ہیں یا اپنا point raise کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جناب وائیں صاحب۔

وزیر صنعت (جناب غلام حیدر وائیں): جناب سپیکر فاضل وزیر قانون کے ارشادات کے بعد ایک بات کی توجہ جناب کی وساطت سے دلانا چاہتا ہوں کہ فاضل رکن نے آئین کی آرٹیکل 63 دفعہ (2) کا حوالہ دیا ہے اور اس میں انہوں نے if any question arises کی بات کی ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ابھی question arise نہیں ہوا اس وقت تو سوال put کیا جا رہا ہے۔

It is not the arising of the question, it is just any question which is being put by a member.

اور کوئی سوال اس اسمبلی میں جناب سپیکر put نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ وہ رولز آف پروسیجر کے دائرہ کار میں نہ آتا ہو۔ اس لئے کوئی سوال arise ہونے کا سوال رولز کے مطابق اس وقت پیدا نہیں ہوا۔ جو سوال put کر رہے ہیں۔

Just to put a question and that is not confining their any role of Rules of Procedure.

Hence this would be ruled out.

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: I am not putting a question. I am raising a question as provided under the constitution and it is not governed or subservient to any Rules of Procedure and there is no rastriotion is regard to question hour, because where a question of constitution comes this becomes supreme and I would be allowed to raise this question.

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: Yes even before the question hour.

جناب سپیکر: یہ تو رولز کی Violation ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر آپ دیکھ لیں کیونکہ آپ سپیکر ہیں ---

But this supersodes all business where there is a question of

MR SPEAKER: If you are on a point of order I will allow you even before the question hour.

MAKHDUMZADA SYED HASAN MAHMUD: I did not raise a point of order.

جناب سپیکر: لیکن چونکہ آپ نے پوائنٹ آف آرڈر raise نہیں کیا ہے اس لئے ہم پہلے وقفہ

سوالات کو take up کرتے ہیں اور اس کے بعد اگر آپ اسے constitutional question کے طور پر پیش کرنا چاہتے ہیں تو پھر ہم اس کو دیکھ لیں گے۔

وزیر قانون: جناب والا اس کے لئے میں جناب والا کی توجہ دلانا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: اس میں اب یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ پہلے ہم وقفہ سوالات کو لیں گے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

راولپنڈی ڈویژن کے اضلاع میں سڑکوں اور بجلی کی فراہمی

☆ 18- **راجہ محمد خالد خان:** کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ صدر مملکت نے اپنے دورہ ریفرنڈم دسمبر 1984ء کے موقع پر تحصیل چکوال کو ضلع کا درجہ دیا تھا اور راولپنڈی ڈویژن کے چاروں اضلاع معہ نئے ضلع چکوال کے دیہات کو 25/25 میل لمبی سڑکیں 25/25 دیہات کو بجلی فراہم کرنے کا وعدہ فرمایا تھا۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ احکامات پر عملدرآمد شروع ہو گیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو تفصیل سے آگاہ کیا جائے اور اگر نہیں تو تاخیر کی کیا وجوہ ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: (الف) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) تحصیل چکوال کو ضلع کا درجہ دیا جا چکا ہے اور یکم جولائی 1985ء سے اس پر باقاعدہ طور پر عمل درآمد بھی شروع ہو چکا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک افسر بکار خاص کا تقرر کیا جا چکا ہے جو تحصیل کو ضلع کا درجہ دینے کے لئے ابتدائی کاموں کی تکمیل میں راولپنڈی ڈویژن کے چاروں اضلاع کے لئے 25/25 میل لمبی سڑکیں اور 25/25 دیہاتوں کو بجلی فراہم کئے جانے کے متعلق تاحال مرکزی حکومت سے باقاعدہ طور پر احکامات موصول نہیں ہوئے اور نہ ہی ان کی تکمیل کے لئے رقوم فراہم کی گئی ہیں اس سلسلہ میں جیسے ہی مرکزی احکامات مع رقوم موصول ہوں گے ان منصوبوں پر عمل درآمد شروع کر دیا جائے گا۔

راجہ محمد خالد خان: ضمنی سوال۔ میں موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا آپ نے اس سلسلے

میں مرکزی حکومت سے کچھ Pursue کیا ہے۔ آپ کی کوئی Correspondence ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (ملک احمد اقبال ٹوانہ) : مرکزی حکومت بذات خود اس چیز کو Pursue کرے گی ہم ان کو صرف remind کر سکتے ہیں اور وہ کیا جا چکا ہے۔

راجہ محمد خالد خان : جناب والا! اس ضلع کو بنے ہوئے آٹھ ماہ گزر چکے ہیں اور یہ سوال بھی بجٹ سیشن میں دیا گیا تھا تو کیا اس وقت سے لے کر اب تک آپ اسی انتظار میں ہیں کہ مرکزی حکومت آپ کو Pursue کرے گی۔ کیا یہ ہمارا صوبائی معاملہ ہے یا مرکزی معاملہ ہے۔ چکوال کو تو ضلع کا درجہ دیا جا چکا ہے تو کیا آپ از راہ کرم یہ بیان فرمائیں گے کہ اسے Pursue کرنا ہمارا کام ہے یا مرکزی حکومت کا کام ہے۔ انہوں نے تو ایک جلسہ عام میں اعلان کر دیا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات : جناب سپیکر میں معزز رکن سے عرض کروں گا کہ اس میں ہمارا فائدہ ہے کہ ہم اس کو Pursue کریں لیکن احکامات صدر صاحب کے تھے اور مارشل لاء کے دور میں کئے گئے اور اس وقت سے ہم طریق کار کے مطابق یہی کر سکتے ہیں کہ ان کو یاد دہانی کرائیں۔ پھر جیسے ان کو رقوم موصول ہو گی انہوں نے بھی شاید اس کا انتظام کرنا ہو گا۔ یہ تو ہم نہیں کہہ سکتے ہیں کہ کہاں سے انتظام کرنا ہو گا لیکن جونہی ان کا انتظام ہو جاتا ہے تو مجھے یہ نظر نہیں آتا کہ وہ ایک بار اعلان کر کے اور خاص طور پر اب بحالی' جمہوریت کے بعد وہ اس چیز کو روکیں یا مارشل لاء کے دوران بھی وہ جان بوجھ کر اس چیز کو روکتے۔ یہ بات نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ پیسہ جب موصول ہو گا تو تب ہی ہم ارکان کو ملے گا اور نہ صرف ہم کو بلکہ یہ پورے ملک کے لئے غالباً" انتظام ہو گا۔

راجہ محمد خالد خان: کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب کیا یہ بھی ضمنی سوال ہے _____ (قہقہے)

بیگم شاہین منور احمد: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی بیگم صاحبہ' ضمنی سوال ہے۔

بیگم شاہین منور احمد: جی ضمنی سوال ہے۔ آپ کے توسط سے میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ ایک بات تو میرے علم میں یہ ہے کہ آپ کے سول سیکرٹریٹ میں ایک ایسا سیل ہے جو کہ پریذیڈنٹ کے

ڈائریکٹوز کی Implementation کے لئے ہے۔ آیا یہ درست ہے یا نہیں کہ ہمارے سول سیکرٹریٹ میں پنجاب میں سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن اینڈ انفارمیشن کے تحت ایک خصوصی سیل ہے جو کہ پریذیڈنٹ کے ڈائریکٹوز پر عمل درآمد کرنے کے لئے پیش رفت کرتا ہے تو آیا یہ درست ہے یا نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات: جناب والا یہ ضمنی سوال تو اس سوال کے ساتھ غالباً منسلک نہیں ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے اگر معزز رکن علیحدہ سوال کریں تو بہتر رہے گا۔

بیگم شاہین منور احمد: جناب والا! میرا سوال جو ہے یہ سپلیمنٹری ہے اس سوال سے نکلتا ہے۔ آپ کے ضلع کو پریذیڈنٹ صاحب نے دسمبر 1984ء میں Announce کیا تھا جب وہ ریفرنڈم کے سلسلے میں وہاں گئے تھے۔ تو اس ضمن میں آپ جیسے کہہ رہے ہیں کہ یہ وفاقی مسئلہ ہے۔ یہ وفاقی مسئلہ تو ہے لیکن میں آپ سے یہ دریافت کر رہی ہوں کہ آپ کو یہ معلوم ہے کہ ایک سیل اس کام کے لئے آپ کے سول سیکرٹریٹ میں موجود ہے۔ میرا یہ سپلیمنٹری سوال بنتا ہے چونکہ وہ انہی احکامات کے لئے سیل ہے تو میں آپ سے یہ پوچھ رہی ہوں کہ آپ کو یہ معلوم ہے کہ یہ سیل ہے اور اگر یہ سیل ہے تو اس نے چکوال کے معاملے میں کیا پیش رفت کی ہے۔ کیونکہ یہ پریذیڈنٹ کا ایک ڈائریکٹو تھا اور انہوں نے یہ بات 1984ء میں کہی تھی۔ چکوال ڈسٹرکٹ کے announce کرنے کو ایک سال دو مہینے ہونے کو آئے ہیں اور آپ نے جو مارشل لاء کی بات کی ہے تو مجھے تو اس طرح لگتا ہے کہ اگرچہ یہ میرا سپلیمنٹری سوال نہیں ہے کہ چونکہ پریذیڈنٹ صاحب کے اختیارات چونکہ آپ لوگوں نے کچھ کم کر دیئے ہیں تو اب ان کے ڈائریکٹوز پر عمل بھی نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: ملک صاحب یہ ضمنی سوال بنتا ہے۔

MRS SHAHEEN MUNAWAR AHMED:

Sir, there is a cell which is present in the Civil Secretariat. I want to know what has been done so far.

MR. SPEAKER:

The question is relevant. I would ask the worthy Parliamentary Secretary to answer the question whether there is any cell for the implementation of the orders of the President or the Federal Government.

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات: جناب یہ سیل جنرل ڈائریکٹوز کے لئے ایس اینڈ جی اے ڈی میں قائم ہے۔ پی اینڈ ڈی کا اس میں وہ limited تعلق ہے۔ جہاں تک کہ پی اینڈ

ڈی کا دائرہ کار ہے۔

This is a separate organization.

بیگم شاہین منور احمد: جناب سپیکر میں نے تو ضلع کے متعلق پوچھا تھا کہ ضلع کے متعلق پریذیڈنٹ صاحب نے جو احکامات جاری کئے تھے ان کے اوپر اس سیل نے کہاں تک عملدرآمد کیا ہے۔ کیونکہ یہ سیل ڈائریکٹوز کے لئے ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے ایک سوال کا جواب وہ دے چکے ہیں کہ سیل موجود ہے تو اب اس ڈائریکٹو کے بارے میں سوال کا جواب باقی ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس سوال کے دوسرے حصے میں جو Refer کیا گیا ہے کہ آیا اس سیل نے پریذیڈنٹ صاحب کے ڈائریکٹو پر عملدرآمد کرانے کے لئے کوئی پیش رفت کی ہے یا نہیں اس کا جواب دیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات: اگر جناب سپیکر حکم دیں تو اس چیز کا پتہ کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ سیل ایس اینڈ جی اے ڈی میں ہے یہ پی اینڈ ڈی میں نہیں ہے۔ ہم اس سیل کو contact کر کے ان سے پتہ کر کے ہاؤس میں عرض کر دیں گے۔

بیگم شاہین منور احمد: یہ بڑی حیرت کی بات ہے کہ یہ پچھلے سیشن کا سوال ہے اور اس کا جواب ابھی انہوں نے لینا ہے۔

جناب سپیکر: اصل سوال کا جواب یہ دے چکے ہیں۔ آپ کا یہ ضمنی سوال ہے اور اس میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کہہ چکے ہیں کہ یہ سیل جو ہے یہ پی اینڈ ڈی میں نہیں ہے۔ آپ کے دوسرے حصے کے سوال کا جواب یہ دریافت کر کے اور معزز ایوان کو بتا سکتے ہیں۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو اجازت دیتا ہوں اس بات کی کہ یہ آپ کے دوسرے حصے کے سوال کا جواب حاصل کر کے اس معزز ایوان کی میز پر رکھ دیں ---- کوئی اور ضمنی سوال؟

آوازیں: نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جناب پھول محمد خان صاحب۔

صوبہ پنجاب میں ترقیاتی منصوبوں پر رقوم کا مصرف

☆ 69- **رانا پھول محمد خان:** کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم بیان کریں گے کہ :-

(الف) کیا گزشتہ سال 85-1984ء کے ترقیاتی منصوبوں کے لئے جو رقوم صوبہ پنجاب کے بجٹ میں مختص کی گئی تھی وہ پنجاب کے ترقیاتی کاموں پر خرچ کی گئی ہے اگر نہیں تو مذکورہ رقوم کا مصرف بتایا جائے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ رقم نہ ملنے کی وجہ سے صوبہ میں ترقیاتی منصوبوں پر کام مکمل نہیں ہو سکا اگر ایسا ہے تو کون کون سے منصوبے نا مکمل رہے ہیں اور ان کے لئے مجموعی طور پر کتنی رقم کی کمی ہوئی ہے اور اس کی تفصیل کیا ہے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات:

(الف) مالی سال 85-1984ء کے دوران ترقیاتی منصوبوں کے لئے مختص شدہ رقوم صوبہ میں ترقیاتی کاموں پر ہی خرچ کی گئی ہیں۔

(ب) جی نہیں۔

گزشتہ مالی سال (85-1984) کے دوران منصوبہ وار سالانہ ہدف کے مطابق پوری رقوم مختص کی گئیں۔ جو تمام خرچ ہو گئیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال۔

آوازیں: نہیں

جناب سپیکر: سردار غلام عباس خان صاحب۔

ضلع چکوال کے دیہاتوں میں سڑکوں اور بجلی کی فراہمی

☆ 272- **سردار غلام عباس خان:** کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ——

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صدر مملکت نے اپنے دورہ ریفرنڈم دسمبر 1984ء کے موقع پر تحصیل چکوال کو ضلع کا درجہ دیا تھا اور راولپنڈی ڈویژن کے چاروں اضلاع مع نئے ضلع چکوال کے دیہات کو 25/25 میل لمبی سڑکیں اور 25/25 دیہات کو بجلی فراہم کرنے کا وعدہ فرمایا تھا۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ احکامات پر عمل درآمد شروع ہو گیا ہے۔

اگر ایسا ہے تو تفصیل سے آگاہ کیا جائے اور اگر نہیں تو تاخیر کی کیا وجوہ ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات

(الف) جی ہاں۔

(ب) ضلع چکوال مورخہ یکم جولائی 1985ء سے معرض وجود میں آ چکا ہے۔ البتہ راولپنڈی ڈویژن کے چاروں اضلاع کے لئے 25/25 میل لمبی سڑکیں اور 25/25 دیہات کو بجلی فراہم کئے جانے سے متعلق تاحال مرکزی حکومت سے باقاعدہ طور پر احکامات موصول نہیں ہوئے اور نہ ہی ان کی تکمیل کے لئے رقوم فراہم کی گئی ہیں۔ اس سلسلے میں جیسے ہی مرکز سے احکامات معہ رقوم موصول ہوئے ان منصوبوں پر عمل درآمد شروع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جناب غلام سرور خان صاحب۔

موضع بھلڑ توپ میں آب رسانی کا منصوبہ

☆ 283- **جناب غلام سرور خان:** کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع بھلڑ توپ ضلع راولپنڈی کے لئے جس کی آبادی 1981ء کی مردم شماری کے مطابق 3750 نفوس پر مشتمل ہے۔ ڈسٹرکٹ کونسل راولپنڈی نے منصوبہ آب رسانی کے لئے اپنی سفارشات بھیجی تھیں۔ مگر 86-1985ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل نہیں کیا گیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 86-1985ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں کئی ایسے مواضعات کو شامل کیا گیا ہے۔ جن کی آبادی 1981ء کی مردم شماری کے مطابق مذکورہ موضع سے کم ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ موضع کو نظرانداز کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات:

(الف) حکومت نے ضلعی کونسل کو دیہی آب رسانی کے منصوبہ کو سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کرنے کے لئے جگہ کا انتخاب اور ترجیحات کا تعین کرنے کا اختیار دیا ہوا ہے۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام 86-1985ء میں ضلع راولپنڈی کے لئے تین آب رسانی کے منصوبے شامل کئے

گئے ہیں جن میں تحصیل گوجر خان تحصیل راولپنڈی اور تحصیل کہوٹہ کا ایک ایک منصوبہ شامل ہے۔ یہ منصوبے ضلع کونسل راولپنڈی کی سفارشات کی بنیاد پر شامل کئے گئے ہیں۔ موضع ملاڑ توپ ضلع کونسل کی تحصیل راولپنڈی کے لئے دیہی منصوبوں کی ترجیحات میں سے چھٹے نمبر پر رکھا گیا ہے۔ جبکہ سر فہرست موضع چاہان ہے جس کے لئے آب رسانی کا منصوبہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کیا گیا ہے۔

(ب) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے دیہی آب رسانی منصوبہ جات سالانہ ترقیاتی پروگرام 86-1985ء میں ضلع کونسل راولپنڈی کی سفارشات کی بنیاد پر شامل کئے گئے ہیں۔ جو تین منصوبے شامل کئے گئے ہیں ان کی آبادی درج ذیل ہے۔

موضع چاہاں	2716 افراد
موضع پھلیانہ	مردم شماری کتاب میں اندراج نہیں ہے
موضع بہنام	3914

(ج) موضع مذکور کو شامل نہ کرنے کی وجوہات جزو (الف) اور (ب) میں بیان کر دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: جناب چودھری محمد اصغر صاحب۔

85-1984ء -- 100 میل فی ضلع سکیم کے تحت سڑکوں کی تعمیر پر کل رقم کا اصراف

☆ 290- **چودھری محمد اصغر:** کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

صوبہ میں کھیتوں سے منڈیوں تک 100 میل فی ضلع سکیم کے تحت سال 85-1984ء میں سڑکوں کی تعمیر کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی تھی اس میں سے کتنی خرچ ہوئی اور کتنی بقایا ہے اور اس کے خرچ نہ ہونے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: کھیت سے منڈی تک کی سڑکوں کے پروگرام کے تحت مالی سال 85-1984ء کے دوران 60 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی تھی جو تمام خرچ ہو چکی ہے۔ اس میں سے 46.84 کروڑ روپے کھیت سے منڈی تک کی سڑکوں کے پروگرام پر خرچ ہوئے اور بقایا رقم صوبہ میں دیگر شاہرات کے علاوہ اہم اہم مدوں کے لئے مختص کی گئی۔ کھیت سے منڈی تک کی سڑکوں کے پروگرام کے تحت پوری رقم خرچ نہ ہونے کی خاص وجہ یہ تھی کہ دوران سال 85-1984ء 21 کروڑ

روپے (کل رقم کا 36 فیصد) کی خطیر رقم نئے منصوبوں کے لئے مختص تھی۔ نئے منصوبوں پر کام شروع کرنے میں اس لئے تاخیر ہوئی کہ ضلع کونسلوں نے سکیموں کی تفصیل بھیجنے میں کافی وقت صرف کر دیا۔ اس کے علاوہ پروگرام پر کام شروع کرنے سے پہلے کئی اور مراحل مثلاً" سروے و دیگر اعداد و شمار کی فراہمی' مجاز اتھارٹی سے سکیموں کی منظوری سربراہ اعلیٰ سے پروگرام کی منظوری' انتظامی و فنی' منظوری کا اجراء ٹنڈروں کا اجراء وغیرہ طے کرنے پڑتے ہیں جن پر کافی وقت صرف ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جناب احمد یار وارن صاحب۔

سالانہ ترقیاتی پروگرام 83-1982ء میں ضلع بہاولپور کے منصوبوں پر عمل درآمد نہ ہونے کی وجوہات

☆ 324- **جناب احمد یار وارن:** کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

سالانہ ترقیاتی پروگرام 83-1982ء میں ضلع بہاولپور کے لئے کتنے منصوبے رکھے گئے ان منصوبوں کو اب تک عملی جامہ کیوں نہیں پہنایا گیا؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: ضلع بہاولپور کے لئے 83-1982ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں 95 عدد منصوبہ جات رکھے گئے تھے جن میں سے 81 عدد منصوبہ جات مکمل ہو چکے ہیں اور بقیہ 14 عدد منصوبہ جات پر عمل درآمد جاری ہے۔

ان منصوبہ جات کے مکمل نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ منظور شدہ شیڈول کے مطابق انہیں پانچ سے چھ سال تک کا عرصہ درکار ہے ان منصوبوں میں سے سات عدد منصوبہ جات 86-1985ء کے مالی سال میں مکمل ہو جائیں گے جبکہ باقی پر کام جاری رہے گا۔

چونکہ منصوبہ سازی ضلعی سطح پر نہیں کی جاتی بلکہ منصوبہ سازی کے لئے شعبہ وار ترجیحات اور صوبائی حکمت عملی کو مدنظر رکھا جاتا ہے اس لئے بہاولپور میں مذکورہ منصوبوں کے علاوہ ایسے منصوبہ جات بھی پایا تکمیل کو پہنچے ہیں جنہیں صوبائی مربوط پروجیکٹ کے تحت شروع کیا گیا جس میں کھیتوں سے منڈی تک کی سڑکیں' ڈیزل ٹیوب ویلوں کے لئے رقوم کی فراہمی' دیہی ترقیاتی پروگرام کے تحت چھوٹی چھوٹی دیہی سکیمیں اور ٹریکٹر آپریٹر کی تربیت وغیرہ شامل ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری محمد اصغر صاحب۔

لالہ موسیٰ تونانوالی روڈ کی تعمیر

☆344- چودھری محمد اصغر: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ اہالیان علاقہ تحصیل کھاریاں نے ایک درخواست جناب گورنر پنجاب کو مورخہ 20 فروری 1985ء کو دی تھی جس میں لالہ موسیٰ تا تونانوالی روڈ کی تعمیر کی استدعا کی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ جناب گورنر نے یہ درخواست چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات کو بذریعہ چٹھی نمبر جی ایس (پی) 947 مورخہ 22 فروری 1985ء ارسال کی تھی۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ڈسٹرکٹ کونسل گجرات نے 13 ستمبر 1984ء اور مارچ 1985ء کو ریزولیشن پاس کر کے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو دیا تھا کہ مذکورہ سڑک کھیت سے منڈی تک کے پروگرام کے تحت ترجیحی بنیاد پر تعمیر کی جائے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کی تعمیر شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک تعمیر شروع ہو جائے گی اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر منصوبہ و ترقیات:

(الف) جی ہاں اس موضوع پر درخواست 11 فروری 1985ء کو گورنر صاحب کو ارسال کی گئی تھی۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) جی ہاں۔

(د) مذکورہ بالا سڑک کے بارے میں ضروری اطلاعات اور دستاویز محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو 9 جولائی 1985ء کو موصول ہوئی تھیں۔ اس سلسلہ میں یہ کیس وزیر اعلیٰ اور گورنر صاحب کو حکم صادر کرنے کے لئے پیش کیا گیا تھا۔ موصولہ احکامات کے مطابق سڑک کو ضلع گجرات کے کھیت تا منڈی سڑکوں کے پروگرام میں شامل کیا جا رہا ہے۔ ضلع کی فی الوقت چار زیر تعمیر کھیت سے منڈی تک سڑکوں کی مکمل تعمیر کے بعد تجویز شدہ سڑک کی تعمیر کے لئے حکومت رقم فراہم کرے گی۔

چودھری محمد اصغر: پارلیمنٹری سیکرٹری صاحب یہ بتائیں گے کہ ضلع گجرات میں کون کونسی چار

سڑکیں زیر تعمیر ہیں۔ ان کے نام کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ: چار سڑکیں جو زیر تعمیر ہیں وہ یہ ہیں سرائے عالمگیر رسول روڈ سرائے عالمگیر سے ہیڈ بکو اور جلال پور براستہ کوٹلہ' رائے وال تا جلال پور براستہ حاجی والا' (یہ گورنر صاحب کی ہدایت کے مطابق تعمیر کی گئی تھی) اور لالہ موسیٰ ڈنگا روڈ۔

جناب سپیکر: جناب راؤ مراتب علی خاں صاحب۔

ضلع بہاولنگر اور منچن آباد تحصیلوں میں گرانٹ کی فراہمی

☆ 359- **راؤ مراتب علی خان:** کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ بہاولپور ڈویژن میں ضلع بہاولنگر کی پانچ تحصیلوں میں سے تحصیل بہاولنگر اور تحصیل منچن آباد نسبتاً" کم ترقی یافتہ ہیں دونوں تحصیلیں سیم اور تھور کی تباہیوں اور بربادیوں کی وجہ سے انتہائی پسماندہ ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ 80-1979ء تا 85-1984ء گورنمنٹ نے ترقیاتی کاموں کے لئے جس قدر سرمایہ فراہم کیا اس کا بہت تھوڑا حصہ ان دو تحصیلوں کے ترقیاتی کاموں پر خرچ کیا گیا۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا تحصیلوں کے ترقیاتی کاموں کے لئے مخصوص گرانٹ فراہم کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

(د) ضلع کونسل بہاولنگر نے اپنے وسائل سے تحصیل وار کس قدر پختہ سڑکیں تعمیر کرائی ہیں اور کس قدر سولنگ لگوائی ہے اور ہر تحصیل میں تعمیر کی جانے والی پختہ سڑک اور سولنگ کی لمبائی اور اخراجات کیا ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات:

(الف) کسی علاقے کو حتمی طور پر ترقی یافتہ اور غیر ترقی یافتہ قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ ایک ہی مخصوص علاقہ میں کچھ خطے چند امور میں زیادہ ترقی یافتہ ہو سکتے ہیں اور بعض دوسرے امور میں کم ترقی یافتہ۔ اسی طرح سیم و تھور کے تحصیل وار اعداد و شمار کی عدم موجودگی میں قطعی

طور پر یہ کہنا ناممکن ہے کہ کون سی تحصیل سیم و تھور کی وجہ سے زیادہ پسماندہ ہے۔

(ب) منصوبہ سازی تحصیل کی سطح پر نہیں کی جاتی بلکہ یہ شعبہ وارانہ ترجیحات اور صوبائی حکمت عملی کو مدنظر رکھ کر کی جاتی ہے۔ لہٰذا تحصیل کی سطح پر مختص شدہ رقوم اور ان کے اخراجات کا موازنہ کرنا ممکن نہیں۔

(ج) جیسا کہ سوال کے جزو (الف) و جزو (ب) کے جواب میں وضاحت کر دی گئی ہے گرانٹس تحصیل وار مہیا نہیں کی جاتیں۔

(د) سوال کے اس جزو میں کسی عرصہ کا ذکر نہیں کیا گیا کہ کس سال سے لے کر کس سال تک کے اعداد و شمار درکار ہیں۔ تاہم سوال کے جزو (ب) میں سال 80-1979 تا 85-1984ء عرصہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ لہٰذا ضلع کونسل بہاولنگر نے اس عرصہ میں اپنے وسائل سے جتنی رقم پختہ سڑکوں اور سولنگ کی تعمیر پر خرچ کی ہے۔ اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

تحصیل	لمبائی کلومیٹر	پختہ سڑکیں	لمبائی کلومیٹر	سولنگ
		لاگت لاکھ روپے		لاگت لاکھ روپے
بہاول نگر	2.05	6.47	22.47	46.47
منچن آباد	9.25	29.55	14.89	27.34
چشتیاں	2.27	9.23	18.41	36.24
ہارون آباد	6.75	18.82	14.75	30.01
فورٹ عباس	0.75	2.50	16.33	32.20

پارلیمانی سیکرٹری: جناب سپیکر! سابقہ سوال میں چار سڑکوں کا ذکر ہوا ہے یہ چار سڑکیں نہیں ہیں۔ غالباً 9 سڑکیں ہیں۔

جناب سپیکر: اس جواب کی تصحیح کر دی گئی ہے۔ مزید نام بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ سوال نمبر 359 زیر غور ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں ممتاز احمد قیانہ: کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتائیں گے کہ ضلع بہاولنگر میں سیم اور تھور

کی کسی بھی سکیم کے لئے کوئی رقم مختص کی گئی ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری: اس سوال پر ضمنی سوال نہیں بنتا۔ بہرحال اگر معزز رکن چاہیں تو ہم کوشش کریں گے کہ اس سلسلہ میں معلوم کر کے ایوان میں پیش کریں۔

جناب سپیکر: This is a relevant question اس کے جزو الف میں سیم اور تھور کے بارے میں دریافت کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ سوال relevant بنتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری: تو جناب سپیکر اگر آپ اجازت دیں تو یہ figures لے کر ہاؤس کے سامنے پیش کر دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: آپ اتفاق کرتے ہیں کہ یہ figures مہیا کر دی جائیں۔

(معزز رکن نے اتفاق کیا)

جناب سپیکر: راؤ مراتب علی خاں صاحب۔

بہاولنگر تا فورٹ عباس سڑک کی تعمیر میں رکاوٹیں

☆ 361- **راؤ مراتب علی خان:** کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ حکومت پنجاب نے سال رواں میں پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بورڈ کی وساطت سے 100 میل فی ضلع سکیم کے تحت ضلع بہاولنگر میں پختہ سڑک روندہ از بہاولنگر تا فورٹ عباس نہر ملک واہ سے ہیڈ چاندنہ اور وہاں سے فتح اور مراد نہروں کے ساتھ ساتھ 40 میل لمبی ایک ہی پختہ سڑک تعمیر کرنے کی منظوری دی تھی۔ تاکہ ضلع بہاولنگر کے درمیانی علاقہ کے سینکڑوں مواضعات و چکوک میں آباد لوگوں کو نقل و حمل اور اپنی زرعی پیداوار کو منڈیوں تک لے جانے میں سہولتیں مہیا ہوں۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ چند دنوں میں پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بورڈ کے سامنے غلط واقعات اور حالات پیش کئے گئے جس پر مذکورہ بورڈ نے یہ منصوبہ تبدیل کر دیا۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ عوام نے متذکرہ بالا حالات اور واقعات کے بارے میں چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بورڈ اور جناب گورنر کو تاروں اور درخواستوں کے ذریعہ آگاہ کیا تھا۔

(د) اگر جزو (الف) تا (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے کن وجوہات کی بناء پر مذکورہ منصوبہ کو تبدیل کیا اور یہ بھی وضاحت فرمائی جائے کہ متذکرہ بالا تبدیلی کے بعد اب یہ سڑک سیاسی مقاصد کے حصول کی خاطر ٹکڑوں کی صورت میں کن کن مقامات پر اور کس کی نگرانی میں تعمیر کی جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری:

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ صرف ایک ہی سڑک 100 میل فی ضلع سکیم کے تحت تعمیر کرانے کے لئے منظوری دی گئی تھی۔ دراصل مندرجہ ذیل دو سڑکیں جن کی کل لمبائی 39 میل بنتی ہے منظور ہوئی تھیں۔

1- تعمیر سڑک میل نمبر 10 بہاولنگر فورٹ عباس روڈ تا میل نمبر 7 چشتیاں قاضی والا روڈ چاندنہ ہیڈ ریگولیٹر براستہ ملک برانچ و فتح ڈسٹری بیوٹری (لمبائی 21 میل)

2- تعمیر سڑک چاندنہ ہیڈ ریگولیٹر تا میل نمبر 13 چشتیاں ڈھرانوالہ سڑک براستہ مراد ڈسٹری بیوٹری (لمبائی 18 میل)

(ب) ان سڑکوں کی تعمیر کا منصوبہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے تبدیل نہیں کیا تھا البتہ محکمہ مواصلات و تعمیرات کے تجزیہ کے مطابق ان دونوں سڑکوں کی تعمیر تکنیکی لحاظ سے قابل عمل نہیں ہے۔ (یہ ترمیم شدہ جواب ہے)

(ج) اس منصوبہ کے حق میں ایک تار اور اس کی مخالفت میں تین تار اور 13 درخواستیں پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بورڈ کو موصول ہوئیں۔

(د) اس کا جواب جزو ب میں دیا جا چکا ہے۔ (یہ بھی ترمیم شدہ جواب ہے)

جناب سپیکر: جی راجہ خلیق اللہ خان صاحب۔

راجہ خلیق اللہ خان: میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کونسی وجوہات ہیں جن کی وجہ سے یہ ناقابل عمل سوال کا جواب دے رہے ہیں۔ وہ کونسی وجوہات ہیں جن کی بناء پر ناقابل تعمیر سڑکیں declare کی گئی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (منصوبہ بندی و ترقیات): جناب والا! ویسے تو رپورٹ کافی لمبی ہے لیکن مختصراً Water-Table کی بات ہے۔ Water-Table وہاں پر کسی جگہ بہت اونچا ہے کسی جگہ پر کچھ نیچا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کی Technically cost بہت بڑھ جائے گی اور اتنے بڑے گاؤں کو وہ

سڑکیں Serve نہیں کریں گی۔ اس لئے یہ چیز Recommend کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی ضمنی سوال فرمائیں۔

میاں ممتاز احمد تتیانہ: کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتائیں گے کہ ان تمام منصوبہ جات کو حکومت جاری رکھنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (منصوبہ بندی و ترقیات): جو چیزیں مناسب ہوں گی وہ جاری رکھی جائیں گی اور جو چیزیں مناسب نہیں ہوں گی وہ جاری نہیں رکھی جائیں گی۔

میاں ممتاز احمد تتیانہ: اس چیز کا تعین کتنے عرصے میں کر لیا جائے گا کہ یہ مناسب ہیں یا نہیں؟

جناب پارلیمانی سیکرٹری (منصوبہ بندی و ترقیات): یہ On-going process ہے کہ سکیمیں جیسے جیسے آتی ہیں ان کا تجزیہ کیا جاتا ہے جو ہر لحاظ سے موزوں ہوتی ہیں وہ رکھ لی جاتی ہیں جو موزوں نہیں ہوتیں انہیں نہیں رکھا جاتا اور جو سکیمیں یہاں ہیں ان کا تو خاص طور پر فیصلہ ہو چکا ہے۔

میاں ممتاز احمد تتیانہ: کیا فاضل رکن ہمیں بتائیں گے کہ ان کا کیا فیصلہ ہوا ہے؟

جناب پارلیمانی سیکرٹری (منصوبہ بندی و ترقیات): پہلے عرض کر چکا ہوں کہ وہ technical لحاظ سے ممکن نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: فاضل رکن یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ اس کے لئے کیا مقرر کیا گیا ہے۔ فاضل رکن اپنے ضمنی سوال میں یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس کے لئے Criteria کیا مقرر کیا گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری (منصوبہ بندی و ترقیات): اگر معزز رکن خاص طور پر پوچھنا چاہتے ہیں تو یہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بورڈ کے بیچ میں موجود ہے۔ چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بورڈ تشریف لے آئیں ہم سے جو بھی ہو گا ہم ان کی خدمت کریں گے اور انہیں مکمل Criteria سمجھا دیں گے۔ جو ممبر صاحبان اس چیز کو پسند کرتے ہیں تو پھر ایک دن مقرر کر لیں گے اور ایک Intimation کر کے ان کو بتا دیں گے۔

میاں ممتاز احمد تتیانہ: جناب ہم تصور کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری غلام احمد صاحب۔

ضلع سیالکوٹ میں بجلی کی فراہمی اور سڑکوں کی تعمیر

☆543- چودھری غلام احمد: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ صدر مملکت نے مورخہ 11 دسمبر 1984ء کو اپنے دورہ سیالکوٹ کے دوران اعلان فرمایا تھا کہ ضلع سیالکوٹ کو 25 میل سڑکیں اور 25 دیہات کو بجلی فراہم کی جائے گی۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس پر تاحال عملدرآمد نہ ہونے کی کیا وجوہات ہیں اور کب تک عملدرآمد ہو گا؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: ضلع سیالکوٹ کے لئے 25 میل لمبی سڑکیں اور 25 دیہات کو بجلی فراہم کئے جانے سے متعلق تاحال مرکزی حکومت سے باقاعدہ طور پر احکامات موصول نہیں ہوئے اور نہ ہی ان کی تکمیل کے لئے رقوم فراہم کی گئی ہیں' اس سلسلہ میں جیسے ہی مرکزی احکامات مع رقوم موصول ہوئے ان منصوبوں پر عملدرآمد شروع کر دیا جائے گا۔

چودھری غلام احمد: 11 دسمبر کو وہاں واضح طور پر صدر مملکت نے ان منصوبہ جات کی تکمیل کے متعلق اعلان فرمایا تھا۔

جناب سپیکر: یہ تو آپ کے سوال میں بھی موجود ہے۔ اب کوئی ضمنی سوال ہے تو فرمایئے ____

چودھری غلام احمد: یہ سوال ہی ہے جناب والا میں تو ان کے جواب سے مطمئن ہی نہیں ہوا ہوں' سال بھر میں رقوم ہی نہیں آ سکیں یہ کوئی میری ذمہ داری تو نہیں ہے کہ میں وہاں سے جاکر لاؤں۔ کوئی ایجنسی تو ہو گی اور ضرور ہے جس کے ذمے یہ کام ہے اس کو لانا چاہیے یا اس کا جواب یہ ہونا چاہیے کہ یہ بات سرے سے ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال میں آپ suggestions نہیں دے سکتے۔ یہ آپ کے ضمنی سوال کا ایک حصہ کسی حد تک درست ہے کہ اس کے لئے کوئی ایجنسی مقرر ہونی چاہیے جو ان آرڈر پر عمل درآمد ensure کرے۔

چودھری غلام احمد: جناب والا کیا یہ بتائیں گے کہ یہ رقم کتنے سالوں میں یہاں پہنچ سکے گی؟

جناب سپیکر: جی پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری (منصوبہ بندی و ترقیات): جناب والا اس قسم کے دو سوال پہلے بھی آ چکے ہیں۔ میں نے گزارش کی ہے کہ یہ صدر صاحب کا وعدہ مرکزی حکومت کی ذمہ داری ہے اور اس کے متعلق ان کو یاد دہانی بھی کرائی جا چکی ہے۔ اب یہ ان کے وسائل کی مجبوری ہے جب بھی وہ یہ چیز کر سکیں گے تو وہ ضرور کریں گے وعدہ انہوں نے کیا ہوا ہے اس سے کسی کو انکار نہیں لیکن یہ چیز ہے کہ جب وسائل ملیں گے تب ہی وہ کام شروع کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری گل نواز خان وڑائچ ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جی ہاں۔ عرض یہ ہے کہ دوران الیکشن مختلف اضلاع میں صدر صاحب نے 25 میل لمبی سڑکوں کے متعلق فرمایا تھا۔ میری استدعا یہ ہے کہ حکومت وہ کدھر لے گئی انہیں یہ یاد دہانی کرائی جائے کیونکہ عوام میں سے ہر آدمی یہ پوچھتا ہے۔

جناب سپیکر: کیا یہ تجویز ہے؟

چودھری گل نواز خان وڑائچ: نہیں تجویز نہیں ہے صرف انہیں یاد دہانی کرائی جائے کہ جو وعدے کئے ہیں وہ پورے کئے جائیں۔

جناب سپیکر: یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔ جناب رفیق صاحب ضمنی سوال کریں گے۔

چودھری محمد رفیق: السلام علیکم! جناب والا ضمنی سوال یہ ہے کہ صدر صاحب نے اپنے ریفرنڈم کے دورہ کے دوران میرے خیال میں نہ صرف سیالکوٹ میں بلکہ تمام اضلاع میں یہ اعلان فرمایا تھا کہ 25 دیہات کو بجلی فراہم کی جائے گی اور ہر ضلعے کو 25 میل لمبی سڑک فراہم کی جائے گی۔ اگر اسے یہ سمجھ لیا جائے کہ یہ محض اخباری خبر یا اخباری اعلان تھا تو کوئی اچھا نہیں لگتا' اس پر کوئی عمل درآمد بھی ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر: یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔

میاں ممتاز احمد قتیانہ: کیا متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب' ہاؤس کو حکومت پنجاب کے ایما پر یہ یقین دہانی کرانے کے لئے تیار ہیں کہ وہ اس سلسلے میں وفاقی حکومت سے رابطہ قائم کرنے کے بعد ایوان کو اس قسم کی کوئی معلومات فراہم کریں گے اور کیوں نہ اس وقت تک اس سوال کو التواء میں رکھ لیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات: جناب سپیکر' Taking the last first جہاں تک پینڈنگ کا سوال ہے۔ تو سوال تو ہو چکا ہے اور جواب بھی ہو چکا ہے۔ جہاں تک ایوان کی تسلی کا تعلق ہے تو حکومت بھی اس ایوان کا حصہ ہے اور حکومت پنجاب بھی یہ چاہتی ہے کہ جن ترقیاتی کاموں کا وعدہ ہو چکا ہوا ہے وہ ضرور عمل میں لائے جائیں اور اس کے لئے ہم بصد خوشی یہ کوشش کریں گے کہ مرکز سے ملاپ کر کے اور ان کو یاد دہانی کرا کے ایوان کو اس چیز کی پراگریس وقتاً" فوقتاً" عرض کرتے رہیں جب تک کہ یہ چیز حاصل نہیں ہو جاتی۔

میاں مختار احمد شیخ: میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے دریافت کروں گا کہ کیا یہ وضاحت فرمائیں گے کہ گزشتہ دس ماہ میں مرکزی حکومت کو یاد دہانی کے لئے کتنی دفعہ لکھا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (برائے منصوبہ بندی و ترقیات): جناب سپیکر' جہاں تک یاد دہانی کرانے کی صحیح تعداد کا تعلق ہے' اس کے لئے تو میں وقت چاہوں گا۔ لیکن نہ صرف ان کی یاد دہانی کرائی گئی' بلکہ ہمارے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بورڈ والوں کی فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ میٹنگ بھی ہوئی ہے اور انہیں پریس کیا گیا ہے کہ جناب' یہ صدر صاحب کا وعدہ ہے۔ اس کو پورا کیا جائے۔ لیکن میں جیسا کہ عرض کر چکا ہوں' رقم کی مجبوری ہے اور اسی وجہ سے وہ ابھی تک موصول نہیں ہوئی۔ پھر بھی' جیسا کہ معزز رکن چاہتے ہیں' ان کے ساتھ ملاپ کیا جائے گا' ان کے ساتھ میٹنگ کی جائے گی' ان کو یاد دہانی کرائی جائے گی اور پراگریس ایوان کے سامنے رکھی جائے گی۔

جناب سپیکر: بیگم شاہین منور صاحبہ۔ یہ اس پر آخری سوال ہے۔

بیگم شاہین منور احمد: میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ ہمارا جو اپنا سیل ہے' اس سے پوچھ کر جواب تیار ہوتے ہیں۔ تو یہ جواب جو اس چیز سے متعلقہ ہیں' بجائے اس کے کہ ہم یہ کہیں کہ ہم اس کو سنٹرل گورنمنٹ کو ریفر کریں گے' یہ درست نہ تھا کہ آپ کے پاس جو سیل موجود تھا' ان کے جواب ان سے پوچھنے چاہئیں تھے؟

MR. SPEAKER: This is not supplementary question.

Begum Shaheen Manawar Ahmed: But he can ask than an answer rather than to say that the Federal Government.

آباد سکیم ضلع سیالکوٹ پر عملدرآمد

☆ 548- چودھری غلام احمد: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ آباد سکیم ضلع سیالکوٹ میں کس کس تحصیل کا نوٹیفکیشن ہو چکا ہے اور اس پر کب تک عملدرآمد متوقع ہے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: آباد کی سکیموں کے لئے کسی تحصیل کا نوٹیفکیشن نہیں کیا جاتا۔ اس وقت آباد سکیم ضلع سیالکوٹ کی تحصیل شکرگڑھ اور تحصیل پسرور کے منصوبوں پر کام کر رہا ہے۔

چودھری غلام احمد: میں بڑی انکساری کے ساتھ پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اس کی نشان دہی کر سکیں گے کہ پسرور تحصیل میں اس سکیم کے تحت کہاں کہاں کام شروع ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات: جناب والا! سب سے پہلے تو میں یہ عرض کروں گا کہ میں نے پسرور تحصیل کا نام نہیں لیا' میں نے شکرگڑھ کا نام لیا ہے۔ ہاں' تحصیل پسرور میں منصوبے ہیں۔ میں معافی چاہتا ہوں۔ اگر ممبر چاہیں تو وہ پی اینڈ ڈی میں تشریف لا کر ان منصوبوں کی مکمل تفصیل اپنے آپ لے سکتے ہیں۔ یہ مختلف ہیڈز کے نیچے آتے ہیں۔ کافی لمبا جواب ہو جائے گا۔ میرے پاس جواب تو ہے لیکن وہ تین صفحوں پر لکھا ہوا ہے' اس لئے میں درخواست کروں گا کہ ممبر صاحب وہاں تشریف لے آئیں وہ جب بھی چاہیں اور اپنا جواب وہاں بیٹھ کر سمجھ سکتے ہیں۔

چودھری غلام احمد: جناب والا! جب ایوان میں سوال کیا جاتا ہے تو اس کا جواب یہیں لینے کے لئے کہا جاتا ہے' کسی اور ادارے میں جانے کے لئے نہیں کیا جاتا۔ اس میں میں اور بھی گزارش کروں گا کہ اگر میں یہ کہوں کہ نارووال اور سیالکوٹ کے علاقے بھی اس سکیم میں شامل ہیں تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کا کیا جواب دیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات: جناب' میں بہت خوش ہوں گا کہ ممبر صاحب کی معلومات مجھ سے زیادہ ہیں۔ لیکن آباد کی طرف سے جو نارمل سکیمیں in hand ہیں' ان کے متعلق میں نے عرض کر دیا ہے کہ وہ ان تحصیلوں میں کام کر رہے ہیں۔ جہاں تک ممبر صاحب کے ضمنی سوال کا تعلق ہے' آٹو فارم مشینری' مشین شاپ تربیتی شعبہ جات میں آتے ہیں۔ لکڑی کا کام' بجلی کا کام' سلائی کا کام' ویلڈنگ' بلڈوزر آپریٹر' بلڈوزر مکینک اور ریڈیو مکینک سب تربیتی شعبہ جات میں آتے ہیں۔ ان میں آباد نے مختلف کورس شروع کئے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا آپ اس جواب سے مطمئن ہیں؟

چودھری غلام احمد: ٹریننگ سنٹر تو نارووال میں بھی قائم ہے۔ جس کا یہ ذکر کر رہے ہیں' جو خصوصیت پسرور کے لئے ہیں وہ ٹریننگ سنٹر نارووال میں بھی قائم ہے اور بلڈوزر بھی ادھر ملتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات: غالباً" معزز رکن دوسری ایجنسیوں کی سہولت کی بات کر رہے ہیں جو وہاں کام کر رہی ہیں۔ آباد کا ایسا مقصد وہاں نارووال میں کوئی نہیں ہے۔

جناب محمد صدیق انصاری: جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھوں گا کہ جو تین صفحے کا جواب ان کے پاس تحریر شدہ ہے' وہ ہاؤس کے جواب کے ساتھ منسلک کرنا ضروری نہ تھا؟

محکمہ صنعت و معدنی ترقی

ڈیرہ غازی خان ڈویژن میں نئی صنعتیں

☆ 30- **سردار امجد حمید خان دستی:** کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت کی واضح پالیسی ہے کہ ڈیرہ غازی خاں ڈویژن میں نئی صنعتیں لگانے کے لئے مقامی درخواست دھندوں کو ترجیح دی جائے گی۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مظفر گڑھ کے ایک درخواست دہندہ کو فلور مل لگانے کی اجازت نہیں دی گئی اور اسے بجائے مظفر گڑھ کے علی پور میں لگانے کے لئے کہا گیا۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ درخواست دہندہ کے جواب کا انتظار کئے بغیر ملتان کی شاہین اینڈ کمپنی کو علی پور میں مل لگانے کی اجازت دے دی گئی۔

(د) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ حکومت کی پیشگی اجازت کے بغیر محکمہ خوراک کی اجازت سے مظفر گڑھ میں ایک مل چل رہی ہے۔

(ھ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس تضاد کی کیا وجوہات ہیں اور کیا حکومت مقامی درخواست دہندگان کو غیر مقامی درخواست دہندگان پر ترجیح دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی:

(الف) حکومت نے پسماندہ علاقوں میں نئی صنعتیں لگانے کے لئے متعدد مراعات دے رکھی

ہیں۔ جن سے تمام لوگ مستفید ہو سکتے ہیں ڈی جی خاں اور راجن پور کے اضلاع میں پانچ سال کے لئے انکم ٹیکس سے چھوٹ اور درآمدی مشینری پر کسٹم کی مکمل چھوٹ حاصل ہے۔ مظفرگڑھ اور لیہ کے اضلاع میں درآمدی مشینری پر کسٹم کی مکمل چھوٹ حاصل ہے۔ مظفرگڑھ اور لیہ کے اضلاع میں درآمدی مشینری پر 50 فیصد چھوٹ دی گئی ہے۔ حکومت ڈی جی خاں ڈویژن میں صنعتی ترقی کے لئے بھرپور کوشش کر رہی ہے اور نئی صنعتیں لگانے والوں کی بغیر کسی تخصیص کے ہر ممکن حوصلہ افزائی کرتی ہے۔

(ب) درخواست دہندہ نے 31 مئی 1984ء کو ڈی جی خان ڈویژن میں کسی مناسب جگہ پر —— صرف علی پور میں فلور ملز لگانے کی گنجائش ہے۔

(اس کے آگے ترمیم شدہ جواب)

آخری صورت حال یہ ہے کہ اگرچہ درخواست گزار کی جانب سے جواب دینے میں کافی تاخیر ہوئی اور اس دوران ایک اور پارٹی کو وہاں پر فلور مل کی اجازت دے دی گئی تھی۔ تاہم اس کے باوجود درخواست گزار کو تحصیل علی پور ضلع مظفرگڑھ میں پچاس ٹن یومیہ پٹے پر مل لگانے کی اجازت بذریعہ چٹھی مورخہ 11 دسمبر 1985ء دی جا چکی ہے۔

(ج) درخواست دہندہ نے پھر محکمہ سے 30 اپریل 1985ء کو رجوع کیا کہ انہیں علی پور میں ہی فلور ملز لگانے کی اجازت دی جائے۔ لیکن چونکہ ان کو اس کی اجازت مل گئی ہے اس لئے ج جز کے باقی حصہ کی اب ضرورت نہیں رہی۔

(د) یہ درست ہے کہ مظفرگڑھ میں ایک فلور ملز حکومت کی پیشگی منظوری کے بغیر چل رہی ہے۔ اس ملز کے خلاف قواعد و ضوابط کے مطابق پہلے ہی کارروائی کی جا رہی ہے۔

(ھ) مندرجہ بالا معروضات سے واضح ہے کہ اس ضمن میں حکومت کی پالیسی میں کوئی تضاد نہ ہے۔ درخواست دہندہ سے بارہا پوچھا گیا کہ وہ علی پور میں ملز لگانے کی خواہش کا اظہار کریں۔ لیکن جب ان کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا تو واحد زیر غور درخواست پر کارروائی کرتے ہوئے شاہین فلور ملز ملتان کو ملز لگانے کی اجازت دی گئی یہ تاثر غلط ہے کہ غیر مقامی درخواست دہندہ کو مقامی درخواست دہندہ پر ترجیح دی گئی ہے۔ جس کا عملی ثبوت یہ ہے کہ درخواست گزار کی جانب سے تاخیر کے باوجود ان کو بھی علی پور میں مل لگانے کی اجازت دے دی گئی ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ یہ جو اجازت دی گئی ہے یہ حکومت

کی طرف سے اجازت ہے۔ لیکن جو مل مظفر گڑھ میں چل رہی ہے اور اس کے متعلق جناب وزیر صاحب نے خود ہی اعتراف کیا ہے کہ وہ بغیر اجازت کے چل رہی ہے اور اس کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے۔ کیا یہ درست ہے کہ جس مل کے لگانے کی اجازت دی گئی ہے اسے محکمہ فوڈ سے گندم لینے کی اجازت نہیں ہے اور جس نے حکومت کی اجازت کے بغیر مظفر گڑھ میں مل سٹ اپ کی ہے وہ باقاعدہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ سے کوٹہ لے رہا ہے کیا یہ درست ہے۔ یا غلط ہے اگر یہ درست ہے تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی: جناب سپیکر یہ مختلف وجوہات کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ پہلی بات یہ درست ہے کہ مظفر گڑھ میں ایک مل حکومت کی منظوری کے بغیر تعمیر کی گئی ہے اور وہ کام کر رہی ہے۔ اور یہ اس دور کی بات ہے جس سے موجودہ اسمبلی اور موجودہ حکومت اس کی جواب دہ نہیں ہے۔ تاہم اور بھی کئی جگہوں پر حکومت کی منظوری کے بغیر کئی ملیں تعمیر ہوئیں اور اب حکومت نہ صرف ان کے خلاف کارروائی کر رہی ہے بلکہ ان پر بھاری جرمانے تجویز کر کے ان کو ریگولر کرنے کی پالیسی زیر غور ہے کہ جو مل آج سے کئی سال پہلے لگ چکی ہے اب یہ عملی طور پر ممکن نہ ہو گا کہ اس مل کو گرانے کا آغاز کیا جائے۔ جہاں تک فاضل رکن کے ضمنی سوال کے دوسرے حصہ کا تعلق ہے۔ تو اس پہلی مل کو محکمہ فوڈ سے پسائی کے لئے گندم مل رہی ہے اور نئی مل کو نہیں مل رہی ہے۔ اس کی صورت حال یہ ہے کہ پہلے تو ابھی دوسری مل کی تعمیر ہی شروع نہیں ہوئی اس لئے ابھی اس کی گندم کی پسائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حکومت نے یہ طے کیا تھا کہ بہت سی جگہوں پر صنعت کاروں نے یہ چاہا تھا کہ وہ مزید ملیں لگائیں جس پر پابندی تھی اور حکومت نے صنعت کاروں کی حوصلہ افزائی کے لئے حکومت نے حال ہی میں سہولت دی ہے اور ان کو اجازت دی ہے۔ ماسوائے چند ایک شہروں کے جہاں پہلے ہی ملوں کی تعداد زیادہ ہے اور ساتھ یہ شرط لگائی تھی کہ ان ملوں کو محکمہ فوڈ سے صرف اس شرط پر اجازت دی گئی کہ ان کو محکمہ فوڈ سے گندم کو اٹھانے کی اجازت نہیں ہو گی لیکن چونکہ ابھی تو یہ مل لگی نہیں ہے۔ ممکن ہو سکتا ہے کہ جب یہ مل لگے اس وقت اس پالیسی پر از سر نو غور کیا جائے جہاں تک میرے بھائی کی موجودہ بات کا تعلق ہے اس کا اس وقت عملی طور پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور وہ اپنی مل کو تعمیر کریں اور انشاء اللہ حکومت کی پالیسی یقینی طور پر صنعت کاروں کی حوصلہ افزائی کے لئے اس پر دوبارہ غور کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی: جناب سپیکر بقیہ! سوالات کو ایوان کی میز پر رکھنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات
(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ملتان میں شکر سازی کے کارخانہ کا قیام

☆ 39- **میاں مختار احمد شیخ:** کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا موصوف اس امر سے آگاہ ہیں کہ صدر پاکستان نے 20 دسمبر 1983ء کو اپنے دورہ ملتان کے دوران اعلان فرمایا تھا کہ حکومت ملتان میں شکر سازی کا کارخانہ قائم کرے گی۔

(ب) اگر جزو الف کا جواب اثبات میں ہے تو تاحال اس سلسلے میں کیا پیش رفت ہوئی ہے اور اس ضمن میں (1) کتنی درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔ (2) درخواست دہندگان کے نام کیا ہیں اور (3) ان درخواستوں پر کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی:

(الف) مجوزہ شکر سازی کے کارخانے کے لئے مناسب جگہ کے چناؤ کے لئے ایک کمیٹی ترتیب دی گئی تھی۔ جس نے سارے عوامل کا بغور جائزہ لیا۔ مذکورہ کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ مجوزہ شکر سازی کا کارخانہ میاں چنوں یا اس کے نواحی علاقے میں قائم کیا جائے۔

(ب) (3,2,1) محکمہ صنعت نے اخبارات کے ذریعے متوقع سرمایہ کاروں سے شکر سازی کے لئے کارخانے لگانے کے لئے درخواستیں طلب کی ہیں۔ درخواستیں وصول کرنے کی آخری تاریخ 30 جون 1986ء ہے۔ فی الحال کوئی درخواست مقررہ فارم پر وصول نہ ہوئی ہے۔ حتمی صورت 30 جون 1986ء کے بعد ہی معلوم ہو سکے گی۔

جھنگ میں انڈسٹریل اسٹیٹ کا قیام

☆ 83- میاں ریاض حشمت جنجوعہ: کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جھنگ میں انڈسٹریل سٹیٹ قائم کرنے کے دیرینہ منصوبہ پر اب تک عملدرآمد نہیں ہوا۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ منصوبہ پر اب تک عملدرآمد نہ ہونے کی کیا وجوہات ہیں۔

(ج) صوبائی حکومت نے جھنگ کی صنعتی ترقی کے لئے کون کون سے منصوبے مرتب کئے ہیں اور اس مقصد کے تحت سرمایہ کی فراہمی کی کیا صورت حال ہے؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی:

(الف) یہ درست نہ ہے اور نہ ہی ایسا کوئی منصوبہ اس وقت زیر غور ہے۔

(ب) جواب (الف) کی رو سے تبصرہ کی ضرورت نہ ہے۔

(ج) ضلع جھنگ میں اس وقت نجی شعبہ میں 175 بڑے' درمیانے اور چھوٹے صنعتی کارخانے کام کر رہے ہیں۔ متذکرہ صنعتوں میں سوتی دھاگہ شکر سازی دودھ کا پاؤڈر تیار کرنا' فلور ملز' گرم کپڑا اور کمبل تیار کرنا صابن' انجینئرنگ' برف اور کولڈ سٹوریج' چاول کی چھڑائی' زرعی آلات' ماچس' فرنیچر تیار کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ ضلع جھنگ سے سوتی دھاگہ اور کپڑا بیرون ملک برآمد کیا جاتا ہے اور اس طرح 82-1981ء میں 90ء62 ملین روپے کی برآمدات کی گئیں۔ حکومت نے صنعتی سرمایہ کاری کے لئے فراخدلانہ پالیسی اختیار کی ہوئی ہے جس کی رو سے کوئی بھی سرمایہ کار 10 کروڑ روپے مالیت تک جس میں پانچ کروڑ روپے کی درآمدی مشینری شامل ہو بغیر کسی اجازت نامے کے سرمایہ کاری کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ صنعت (Specified List) محدود شدہ فہرست میں شامل نہ ہو اور مجوزہ کارخانے کا قیام حکومت کی طرف سے شائع کردہ (Location Policy) مورخہ 23-8-84 سے مطابقت رکھتا ہو۔ اگر وہ صنعتی منصوبہ متذکرہ فہرست میں شامل ہو تو اس سلسلے میں وفاقی حکومت کے ادارہ فروغ سرمایہ کاری (Investment Promotion Bureau) سے رجوع کیا جاتا ہے۔ حکومت نے ضلع جھنگ میں سرمایہ کاری کے لئے درآمدی مشینری پر 50 فیصد کسٹم ڈیوٹی کی چھوٹ دے رکھی ہے۔ مستقبل

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

کے منصوبہ جات میں ضلع جھنگ میں ایک شکر سازی کے کارخانے کے نجی شعبہ میں قیام کی گنجائش ہے جس کے لئے مطلوبہ فارم پر نجی شعبہ سے درخواستیں طلب کی گئی ہیں۔ جس کی آخری تاریخ 30-6-86 ہے اس کے علاوہ شور کوٹ میں ایک فلور ملز کی گنجائش ہے۔ جس کے لئے درخواستیں موصول ہو چکی ہیں۔ جو زیر غور ہیں۔ ضلع میں اسی وقت مندرجہ ذیل صنعتوں کے قیام کی گنجائش ہے۔

1- کاغذ اور گتہ سازی۔
2- ٹیکسٹائل پراسنگ۔
3- مشین سے تیار شدہ قالین۔
4- پولٹری۔
5- برف اور کولڈ سٹوریج۔
6- چاول کی چھڑائی کا جدید کارخانہ۔
7- لائٹ انجینئرنگ ورکشاپس۔
8- سٹیل فرنیچر۔
9- بولٹ اور نٹ وغیرہ۔

حکومت نجی صنعتی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کے لئے کوشاں ہے اور اس سلسلے میں ہر ممکن امداد مہیا کرے گی۔ حکومت کی واضح پالیسی ہے کہ آئندہ زیادہ سے زیادہ سرمایہ کاری نجی شعبہ میں ہو۔ جہاں تک سرکاری شعبہ کا تعلق ہے ضلع جھنگ میں اس وقت مندرجہ ذیل منصوبے کام کر رہے ہیں۔

1- گورنمنٹ وولن سپننگ اینڈ ویونگ ڈویلپمنٹ کم ٹریننگ سنٹر۔ جھنگ۔
2- کارپٹ ٹریننگ سنٹر۔ گڑھ مہاراجہ۔ بھوانہ۔ لالیاں۔ شور کوٹ۔
3- دیہی مزدور ٹریننگ سنٹر۔ گڑھ مہاراجہ۔

گورنمنٹ وولن سنٹر جھنگ ملک بھر میں اپنی نوعیت کا واحد ادارہ ہے۔ جہاں اون کی صنعت کے شعبے میں لڑکوں کو ایک سال کی بنیاد پر تکنیکی تعلیم/تربیت دی جاتی ہے۔ بعد ازاں وہ ملک میں قائم صنعتی کارخانوں میں روزگار حاصل کرتے ہیں یا اپنا کاروبار کرنے کے اہل ہو جاتے ہیں۔ دوران تربیت انہیں ماہوار وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔ اس ادارے میں تقریباً" ایک کروڑ روپے کے سرمایہ سے جدید مشینری نصب کی جا رہی ہے۔ جو متذکرہ تربیت کے سلسلے میں بہت

مفید ثابت ہو گی۔ علاوہ ازیں نجی شعبہ کی حوصلہ افزائی کے لئے پنجاب سمال انڈسٹری کارپوریشن نے ایک منصوبہ بنام (Rural Industries Loan Fund) ایک کثیر سرمایہ سے شروع کیا ہے۔ جس کے تحت دیہی علاقوں میں صنعتی منصوبوں بالخصوص جو زراعت پر مبنی ہوں Agro-based نہایت آسان شرائط پر قرضہ جات کی سہولت بہم پہنچائی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل منصوبے منظور کئے گئے ہیں۔

1- غازی سوپ فیکٹری۔
2- سیال پولٹری فارم۔
3- ڈینٹ پولٹری فارم۔

علاوہ ازیں چھوٹی صنعتوں کی حوصلہ افزائی کے لئے عالمی بینک کے تعاون سے قرضے کی ایک سکیم بنام 1982ء IDA Credit سے جاری کی گئی ہے۔ اس سکیم کے تحت پنجاب سمال انڈسٹری کارپوریشن نے ضلع جھنگ میں 16 مختلف منصوبوں کے لئے 75.15 لاکھ روپے کے قرضہ جات قابل منظوری قرار دیئے۔ اس کے علاوہ پنجاب کے معدنی ترقیاتی کارپوریشن ضلع جھنگ میں کوئلہ کی تلاش کے سلسلہ میں کھدائی کر رہی ہے۔ حتمی نتائج تلاش کے بعد ہی بتائے جا سکیں گے۔

صوبہ پنجاب میں سیمنٹ کی تقسیم

☆ 132- **جناب اعجاز احمد شیخ:** کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پنجاب میں ضلعی انتظامیہ نے سیمنٹ کی تقسیم اپنے ہاتھ میں لے رکھی ہے۔

(ب) کیا موصوف اس امر سے آگاہ ہیں کہ عوام کو سیمنٹ با آسانی نہیں مل رہا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت سیمنٹ کے حصول میں آسانی پیدا کرنے کے لئے کیا انتظامات کر رہی ہے؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی:

(الف) سیمنٹ کی تقسیم پاکستان سٹیٹ سیمنٹ کارپوریشن جو کہ ایک وفاقی ادارہ ہے اپنے مقرر کردہ ڈیلروں ایجنٹوں کے ذریعے انجام دیتی ہے۔ ضلعی انتظامیہ کا دخل محض علاقائی محصولات

چونگی اور بار برداری کے اخراجات کے پیش نظر سیمنٹ کی مقامی قیمت کے تعین یا پھر ذخیرہ اندوزی اور منافع خوری کے انسداد تک ہے۔

(ب) کچھ عرصہ سے بجلی اور گیس کی کمی یابی کی وجہ سے جہاں اور صنعتیں متاثر ہوئی ہیں وہاں سیمنٹ کی پیداوار بھی کسی حد تک کم ہوئی ہے۔ بایں ہمہ صوبائی حکومت کی کوشش رہی ہے کہ علاقائی ضروریات کو ملحوظ رکھتے ہوئے جہاں کہیں بھی سیمنٹ کی کمی واقع ہوئی فوراً" سٹیٹ سیمنٹ کارپوریشن سے رابطہ قائم کر کے سیمنٹ کی ترسیل کا مناسب بندوبست کیا جاتا رہا ہے۔

(ج) 1985-86ء کے وفاقی بجٹ میں سیمنٹ کی قیمتوں اور فروخت وغیرہ سے کنٹرول ختم کر دیا گیا ہے۔ نیز بغیر پیشگی اجازت کے نجی شعبہ میں سیمنٹ کے کارخانے لگائے جا سکیں گے۔ ان اقدامات سے امید کی جاتی ہے کہ سیمنٹ کی پیداوار میں اضافہ کے ساتھ ساتھ لوگوں کو سیمنٹ آسانی سے دستیاب ہو گا اور قیمتیں بھی کافی حد تک مستحکم ہو سکیں گی۔

پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ کے تحت چلنے والے کارخانے

☆ 138- جناب اعجاز احمد شیخ : کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ کے تحت کتنے کارخانے چل رہے ہیں اور ان کی نوعیت کیا ہے۔ نیز مالی سال 1979-80ء, 1980-81ء, 1981-82ء, 1982-83ء اور 1983-84ء کے دوران مذکورہ بورڈ نے کتنا منافع کمایا' کتنا خسارہ برداشت کیا۔ تفصیل سال وار بتائی جائے؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی : پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ کے تحت اس وقت 7 کارخانے کام کر رہے ہیں اس کے علاوہ راہوالی شوگر مل کا انتظام بھی مذکورہ بورڈ کے پاس ہے۔ کارخانوں کی تفصیل اور ان کی نوعیت درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	کارخانے کا نام	نوعیت
1	کمالیہ شوگر ملز	چینی
2	چوکی شوگر ملز	چینی
3	پسرور شوگر ملز	چینی
4	رحوالی شوگر ملز	چینی
5	غازی ٹیکسٹائل ملز ڈیرہ غازی خاں	ٹیکسٹائل

6	ہڑپہ ٹیکسٹائل ملز۔ ہڑپہ	ٹیکسٹائل
7	پارس ٹیکسٹائل ملز بہاولپور	ٹیکسٹائل

مذکورہ بورڈ کے کارخانوں نے سال وار مجموعی طور پر حسب ذیل نقد منافع یا خسارہ برداشت کیا۔

نمبر شمار	سال	نقد منافع یا خسارہ
1	1979-80ء	65 لاکھ روپیہ (خسارہ)
2	1980-81ء	ایک کروڑ چورانوے لاکھ روپے (خسارہ)
3	1981-82ء	چھ کروڑ نو لاکھ روپے (منافع)
4	1982-83ء	چھ کروڑ ستاسی لاکھ روپے (منافع)
5	1983-84ء	چھ کروڑ 30 لاکھ روپے (خسارہ)

دیہاتوں میں فیئر پرائس شاپس کا اجراء

☆ 208- **چودھری محمد خان جسپال:** کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کے زیر انتظام شہروں میں فیئر پرائس شاپس کھلی ہوئی ہیں۔ جہاں سے عوام کو مناسب قیمت پر اشیائے ضرورت میسر آ جاتی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دیہاتی علاقوں میں فیئر پرائس شاپس موجود نہیں ہیں اور دیہاتی عوام کو اشیائے ضرورت حاصل کرنے کے لئے دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت دیہاتوں میں فیئر پرائس شاپس کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی:

(الف) محکمہ صنعت و معدنی ترقی کے زیر انتظام شہروں یا دیہاتوں میں کوئی فیئر پرائس شاپس نہیں کھولی گئی البتہ ماہ صیام کے دوران بعض شہروں میں محکمہ ہذا کی ترغیب پر کچھ تاجروں نے رضا کارانہ طور پر فیئر پرائس شاپس قائم کی تھیں جہاں کچھ روزمرہ استعمال کی اشیاء صارفین کو نسبتاً" سستے داموں مہیا کی جاتی رہیں۔ مزید برآں لاہور اور فیصل آباد میں (کوآپ) (Coop) سٹورز کھولے ہوئے ہیں نیز یوٹیلیٹی سٹورز سے بھی اشیاء صرف مناسب داموں پر عوام کو

فراہم کی جاتی ہیں۔ یہ سٹورز وفاقی وزارت صنعت کے ماتحت کام کرتے ہیں اس کے علاوہ صوبائی محکمہ خوراک نے سابقہ راشن ڈپوؤں کو فیئر پرائس شاپس میں تبدیل کر دیا ہے۔ جہاں سے آٹا Suhsidised نرخوں پر مہیا کیا جا رہا ہے۔ یہ دکانیں شہروں کے علاوہ دیہات میں بھی قائم ہیں۔

(ب) صورت حال الف کے تحت بیان کر دی گئی ہے۔

(ج) صورت حال الف کے تحت بیان کر دی گئی ہے۔ مندرجہ ذیل نوعیت کی شاپس کے اجراء کے سلسلہ میں متعلقہ محکموں (جن کا اندراج کر دیا گیا ہے) سے رجوع کیا جانا چاہیے۔

کوآپ محکمہ امداد باہمی۔ یوٹیلٹی سٹورز۔ وفاقی وزارت صنعت' فیئر پرائس شاپس (برائے آٹا وغیرہ) صوبائی محکمہ خوراک۔

کمالیہ پیپر مل میں اخباری کاغذ تیار نہ کرنے کی وجوہات

☆ 343- **سردار الطاف حسین:** کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کاغذ بنانے کا کارخانہ لگانے کی منظوری دے چکی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کارخانے میں اخباری' کاغذ بنانے کا پروگرام بھی تھا۔ مگر یہ پروگرام ترک کیا جا رہا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب اخباری کاغذ کی تیاری کا پروگرام خارج کرنے کی وجہ سے کارخانے کی تعمیر کے سلسلہ میں تخمینہ میں رد و بدل کیا جا رہا ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ کارخانے میں اخباری کاغذ کی تیاری کو خارج کرنے کی کیا وجوہات ہیں۔ نیز مل کو لگانے میں کتنا عرصہ درکار ہو گا؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی:

(الف) جی ہاں۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کارخانے میں اخباری کاغذ بنانے کا پروگرام تھا۔ لیکن اس کی جگہ لکھائی چھپائی کا کاغذ بنانے کی منظوری ملی ہے۔ اخباری کاغذ کا صرف پائلٹ پروجیکٹ لگایا جائے گا۔

(ج) جی ہاں۔

(د) اخباری کاغذ کی بین الاقوامی مارکیٹ میں قیمتیں نسبتاً کم ہیں اور گنے کے چھلکے سے اخباری کاغذ تیار کرنے کے بارے میں وفاقی حکومت کی رائے مختلف تھی۔ لہٰذا یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس سے لکھائی چھپائی والا کاغذ تیار کیا جائے کارخانے کی تکمیل کو 3-4 سال کا عرصہ درکار ہو گا۔

رچنا ٹیکسٹائل مل کی بندش

☆ 376- راجہ جاوید اخلاص: کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل گوجر خان میں رچنا ٹیکسٹائل مل عرصہ سے مالکان نے بند کر رکھی ہے۔ جس کی وجہ سے مل کی پیداواری صلاحیت متاثر ہو رہی ہے اور بیروزگاری میں بھی اضافہ ہوا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ مالکان کو مل چلانے کے لئے احکامات صادر فرمانے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ رچنا ٹیکسٹائل ملز تحصیل گوجر خان جون 1980ء سے بند پڑی ہے جس کی بناء پر تقریباً 1200 کارکن ملازمتوں سے فارغ کر دیئے گئے۔

(ب) مل انتظامیہ اس کو چلانے کے لئے کوشاں ہے اور اس ضمن میں سرمائے کی فراہمی کے لئے انہوں نے بینکنگ کونسل سے رابطہ قائم کیا ہوا ہے جو اب ان کے زیر غور ہے۔

غازی ٹیکسٹائل ملز ڈیرہ غازی خاں کے جنرل مینجر کے خلاف تحقیقات

☆ 389- سردار محمد عمر خاں لغاری: کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) غازی ٹیکسٹائل ملز ڈیرہ غازی خاں جب سے لگائی گئی ہے اس وقت سے لے کر آج تک اس کا سالانہ نفع یا نقصان کیا ہوتا رہا ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ سال 83-1982ء میں مذکورہ بالا مل کا نقصان دو کروڑ روپیہ تھا۔ جس کی بنا پر مذکورہ مل کے جنرل مینجر کو تبدیل کر دیا گیا۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سال 85-1984ء میں مل کا نقصان چھ کروڑ تک پہنچ گیا ہے۔ اگر

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ایسا ہے تو کیا حکومت موجودہ جنرل مینجر کے متعلق کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی:

(الف) غازی ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ کا سالانہ منافع یا نقصان کی تفصیل درج ذیل ہے۔ نقصان بریکٹ میں دیا گیا ہے۔ ملز کا مالی سال یکم اکتوبر سے شروع ہو کر اگلے سال 30 ستمبر کو ختم ہوتا ہے۔

مالی سال		نفع (نقصان)
1979-80ء	نقصان	(4,36,000) روپے
1980-81ء	نفع	2,15,000 روپے
1981-82ء	نقصان	(62, 91,000) روپے
1982-83ء	نقصان	(70,70,000) روپے
1983-84ء	نقصان	(4,98,60,000) روپے
مجموعی نقصان		(6,34,42,000) روپے

(ب) جیسا کہ اوپر ظاہر کیا گیا ہے کہ مل کا مجموعی نقصان 1982-83ء تک 1,35,82,000 روپے تھا نہ کہ دو کروڑ روپے۔

جہاں تک سابقہ جنرل مینجر کی تبدیلی کا سوال ہے یہ مفروضہ حقیقت پر مبنی نہ ہے کہ اس کو نقصان کی وجہ سے تبدیل کیا گیا تھا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ سابقہ جنرل مینجر نے جنوری 1984ء میں نوکری سے استعفیٰ دے دیا تھا اور قاعدہ کے مطابق 3 ماہ کا نوٹس دیا تھا۔ چونکہ نوٹس دینے کے بعد کام میں اس کی دلچسپی کم ہو گئی تھی لہٰذا اس کو نوٹس کا عرصہ مکمل کرنے کے لئے صدر دفتر میں بلا لیا گیا تھا بعد میں اس کا استعفیٰ منظور کر لیا گیا۔

(ج) 1984-85ء کا مالی سال یکم اکتوبر 1984ء کو شروع ہوا تھا۔ اس مالی سال کے پہلے 6 ماہ یعنی 31 مارچ 1985ء تک مل ہذا کا نقصان 1,89,00,000 (ایک کروڑ 89 لاکھ روپے) ہے۔ یعنی نقصان کی وجہ ملک سے کپڑے اور دھاگے کی برآمد میں کمی ہے جس کی جناب وفاقی وزیر خزانہ نے ابھی تائید کی تھی اور برآمدات کو بڑھانے کے لئے اپریل 1985ء میں دھاگہ اور کپڑے پر برآمدی امداد (Export Rebate) بڑھانے کا اعلان کیا تھا۔ ملک میں دھاگے اور کپڑے کی پیداوار ملکی کھپت سے زیادہ ہے اور اگر برآمدات کا مجوزہ ہدف پورا نہ کیا جا سکے تو ملکی منڈی

میں دھاگے اور کپڑے کی قیمتیں لازماً گر جاتی ہیں جس کی بنا پر موجودہ جنرل مینجر کو جس نے مئی 1984ء میں اپنا چارج سنبھالا تھا ذمہ دار ٹھہرانا مناسب نہ ہو گا۔

سیمنٹ فیکٹری ڈیرہ غازی خان میں ملازمت کے لئے بھرتی پر بندش

☆ 439- سردار محمد امجد فاروق خان کھوسہ: کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سیمنٹ فیکٹری ڈیرہ غازی خان میں ٹیکنیکل و نان ٹیکنیکل آفیسرز منظور شدہ عملہ کی بلحاظ درجہ بندی تعداد کتنی ہے اور ان میں ضلع ڈیرہ غازی خان سے تعلق رکھنے والوں کی تعداد کیا ہے۔

(ب) درجہ چہارم کے ملازمین کی تعداد کتنی ہے اور ان میں ضلع ڈیرہ غازی خان سے تعلق رکھنے والوں کی تعداد کیا ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ فیکٹری میں ملازمت کے لئے بھرتی بند ہے۔ لیکن دیگر اضلاع کی سیمنٹ فیکٹریوں میں ملازم بھرتی کئے جا رہے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی: سیمنٹ فیکٹری ڈیرہ غازی خان زیر تکمیل ہے اس میں ٹیکنیکل و نان ٹیکنیکل آفیسر کی تعداد بلحاظ درجہ بندی درج ذیل ہے۔

عہدہ	گریڈ	جن کا تعلق ڈیرہ غازی خان سے ہے	دیگر علاقوں سے تعلق رکھنے والے	کل تعداد
مینجنگ ڈائریکٹر	M - I	----	1	1
جنرل مینجر	M - II	----	1	1
ڈپٹی جنرل مینجر	E - V	----	1	1
مینجر ٹیکنیکل	E - IV	----	3	3
مینجر نان ٹیکنیکل	E - VI	----	1	1
ڈپٹی مینجر ٹیکنیکل	E - III	----	4	4
ڈپٹی مینجر نان ٹیکنیکل	E - III	----	6	6

اسسٹنٹ مینجر ٹیکنیکل	E - II	4	27	31
اسسٹنٹ مینجر نان ٹیکنیکل	E-II	-	6	6
جونیئر آفیسر ٹیکنیکل	E - I	1	5	6
جونیئر آفیسر نان ٹیکنیکل	E - I	3	7	10
میزان		8	62	70

اس وقت سرکاری شعبہ میں کوئی درجہ چہارم نہ ہے لیکن اگر درجہ چہارم سے مراد کارکنان ہیں تو ان کی کل تعداد 180 ہے جس میں سے 160 کا تعلق ڈیرہ غازی خان سے ہے۔

یہ درست نہ ہے وفاقی حکومت نے تمام سینٹ فیکٹریوں میں بھرتی پر پابندی عائد کر رکھی ہے۔ لیکن اس فیکٹری میں 160 آسامیوں کو پر کرنے کے لئے وہاں کے مقامی اخباروں اور دوسرے اخبار مثلاً" پاکستان ٹائمز اور ڈان میں اشتہارات دے دیئے گئے ہیں ان آسامیوں کو پر کرتے وقت مقامی باشندوں کو ترجیح دی جائے گی۔

عبدالقادر اینڈ کمپنی کی لیز کی فوری منسوخی

☆ 187- میاں محمود احمد: کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ راوی پل شاہدرہ کے بائیں جانب بارہ دری کے ساتھ ہی عبدالقادر اینڈ کمپنی کو ریت اور مٹی نکالنے کے لئے رقبہ 30 سالہ لیز پر حکومت نے دے رکھا ہے اگر ایسا ہے تو پھر باقی ماندہ رقبہ بلاکوں کی صورت میں کیوں نیلام کیا جاتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ عبدالقادر اینڈ کمپنی حکومت کے آفیسران سے مل کر مختصر رائیلٹی کے عوض حکومت کو لاکھوں روپے کا نقصان پہنچا رہی ہے اور 100 ٹرک ملبہ نکالنے پر صرف 10 ٹرکوں کا اندراج کیا جاتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات کر رہی ہے اور کیا حکومت عبدالقادر اینڈ کمپنی کی طرح دوسرے بلاکوں کو بھی لیز پر دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو عبدالقادر اینڈ کمپنی کی لیز کو فوری طور پر منسوخ کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب

تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ عبدالقادر اینڈ کمپنی کو ایک رقبہ 288 ایکڑ دریا کے بہاؤ کی جانب (پل سے جنوب مغرب کی جانب) برائے نکاسی ریت پٹہ پر عطا شدہ ہے۔ یہ رقبہ اس کمپنی کو 15 اکتوبر 1965ء کو عرصہ پانچ سال کے لئے پٹہ پر دیا گیا تھا۔ مورخہ 12 مارچ 1969ء کو پٹہ کی برائے 30 سال کی تجدید کر کے اس کی معیاد 14 اکتوبر 2000ء تک بڑھا دی گئی۔

حکومت کی موجودہ پالیسی کے تحت جو 1973ء سے لاگو ہے ریت کے رقبہ جات تھوڑی مدت کے پٹہ بذریعہ نیلام عطا کئے جاتے ہیں۔ ان میں وہ رقبہ شامل نہیں جن پر پہلے سے ہی لمبی مدت کے پٹہ جات عطا کئے جا چکے تھے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ عبدالقادر اینڈ کمپنی مختصر رائیلٹی کے عوض حکومت کے افسران سے مل کر لاکھوں روپے کا نقصان پہنچا رہی ہے۔ پاکستانی معدنی قوانین مجریہ 1960ء کے تحت تمام پٹہ داروں کو معدنیات کی نکاسی کا پورا ریکارڈ زیر پٹہ رقبہ پر رکھنا پڑتا ہے جس کی پڑتال وقتاً" فوقتاً" محکمہ کے افسران کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ پٹہ دار ماہانہ نکاسی کی رپورٹ دفتر کو بھیجتا ہے اور اس پر رائیلٹی حکومت کے مقرر کردہ نرخ کے مطابق سرکاری خزانہ میں جمع کرواتا ہے۔ سوال میں دیئے گئے اس الزام کا کہ پٹہ دار اپنی پیداوار کا صرف دسواں حصہ اندراج کرتا ہے۔ کوئی ثبوت نہ ہے۔ محکمہ وقتاً" فوقتاً" رقبہ کا اچانک معائنہ کر کے اس بات کی پڑتال کرتا رہتا ہے کہ پٹہ دار ریت کی نکاسی کا صحیح اندراج کر رہا ہے۔

حکومت عبدالقادر اینڈ کمپنی کی طرح دوسرے بلاکوں کو بھی پٹہ پر دینے کا ارادہ نہیں رکھتی کیونکہ اب پالیسی تبدیل ہو چکی ہے۔ نئی پالیسی کے تحت ادنیٰ معدنیات کے رقبہ جات بذریعہ نیلام عام ہی پٹہ پر دیئے جاتے ہیں۔ حکومت کا عبدالقادر اینڈ کمپنی کے پٹہ کو منسوخ کرنے کا ارادہ نہ ہے۔ پٹہ مذکورہ معدنی قوانین مجریہ 1960ء کے تحت عطا کیا گیا تھا اور ان ہی قوانین کی خلاف ورزی پر منسوخ کیا جا سکتا ہے۔ مذکورہ کمپنی کے قانونی حقوق کو بلا جواز نہیں چھینا جا سکتا ہے۔ رقبہ مذکور کے بلاک پٹہ کی معیاد ختم ہونے کے بعد بذریعہ نیلام عطا کئے جائیں گے۔

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

دریائے راوی کے درمیان سے مٹی نکالنے کی اجازت

☆ 488- میاں محمود احمد: کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ دریائے راوی پر واقع ریل کے پل سے دائیں اور بائیں طرف حکومت نے دو میل کا علاقہ ریت اور مٹی نکالنے کے لئے ممنوع قرار دیا ہوا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے بارہ دری کے عقب میں دریائے راوی کے درمیان میں بہت سا ملبہ ریت اور مٹی پڑی ہوئی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت کی بندش کے سبب اس جگہ سے مٹی نہیں اٹھائی جاتی اور جب پانی آتا ہے تو چونکہ یہ جگہ پہلے ہی بہت اونچی ہوتی ہے۔ اس لئے پانی دائیں اور بائیں کناروں کی طرف چلا جاتا ہے جس سے دونوں کناروں پر واقع باغات۔ دیہات اور زمینیں تباہ ہو جاتی ہیں۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت درمیان سے مٹی وغیرہ نکالنے کی اجازت دینے کو تیار ہے تاکہ دریا اپنی صحیح جگہ پر چلنا شروع کر دے؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی:

(الف) درست تسلیم ہے کہ حکومت نے دریائے راوی پر واقع ریلوے کے پل سے دو میل اوپر کی جانب اور دو میل نیچے کی جانب ریت کی نکاسی کرنے اور پٹہ دینے کی ممانعت کی ہوئی ہے۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ج) اس حد تک درست ہے کہ جب سیلابی پانی آتا ہے تو دائیں اور بائیں کناروں کی جانب پھیل جاتا ہے لیکن اس کی وجہ صرف کامران کی بارہ دری ہے جس کو حکومت نے آثار قدیمہ ہونے کی وجہ سے Protect کیا ہوا ہے۔ اگر یہ بارہ دری ہٹا دی جائے تو دریائی پانی سیلاب کے دنوں میں بارہ دری کے عقب میں جمع شدہ مٹی اور ریت کو خود بخود بہا کر لے جائے گا۔

(د) محکمہ نہر کو بارہ دری کے عقب میں واقع جمع شدہ مٹی ریت ملبہ جو کہ دریا کی دونوں شاخوں کے درمیان واقع ہے اٹھوانے پر کوئی اعتراض نہیں۔

اشیائے خوردنی میں ملاوٹ اور مہنگائی کی روک تھام

☆ 515- بیگم فرحت خواجہ رفیق: کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبے میں اور خاص طور پر لاہور میں روز مرہ کے استعمال کی اشیائے خوردنی انتہائی مہنگی۔ ناقص اور ملاوٹ شدہ فروخت ہو رہی ہیں۔

(ب) اگر جزو الف کا جواب اثبات میں ہے۔ تو کیا حکومت ملاوٹ کے تدارک اور مہنگائی کی روک تھام کے لئے فوری اقدامات کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی: اشیائے ضروریہ کی قیمتوں کے موازنہ سے پتہ چلا ہے کہ پچھلے سال کی نسبت آٹا' دودھ' گوشت اور دالوں کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے اور گڑ' انڈے اور گوشت مرغی کی قیمتوں میں کمی واقع ہوئی ہے' جب کہ دیگر اشیائے صرف کی قیمتوں میں اضافے کی ایک وجہ حالیہ بجٹ میں پٹرولیم کی مصنوعات اور ریلوے کے کرایوں میں اضافہ بھی ہے۔ قیمتوں میں استحکام کا مسئلہ کافی حد تک گھمبیر ہے۔ اشیائے صرف کی طلب و رسد کا تعین زیادہ تر وفاقی حکومت کی زرعی' مالیاتی اور درآمدی و برآمدی پالیسیوں کی بناء پر ہوتا ہے۔ ان حالات میں ہم صوبائی سطح پر ذخیرہ اندوزی چور بازاری ناجائز منافع خوری اور سمگلنگ وغیرہ کی روک تھام کے لئے اصلاحی و انتظامی اقدامات ہی کر سکتے ہیں۔

نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ میں شوگر مل کی تنصیب

☆ 541- **چودھری خالد جاوید ورک:** کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ میں کوئی' صنعت یا کارخانہ حکومت کی طرف سے قائم نہیں کیا گیا جس سے اس علاقہ میں صنعت کے قیام سے لوگوں کو روزگار مہیا ہو سکے۔

(ب) کیا حکومت مذکورہ علاقہ میں گنے کی بہتات کی وجہ سے مذکورہ علاقہ میں شوگر مل لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی:

(الف) حکومت نے صنعتوں کی حوصلہ افزائی کے لئے فراخدلانہ پالیسی اختیار کر رکھی ہے۔ جس کے تحت نجی شعبہ کسی بھی صنعت کے لئے جس کی کل لاگت 10 کروڑ روپے جس میں 5 کروڑ روپے کی درآمدی مشینری شامل ہو ہر قسم کے اجازت نامے سے مستثنیٰ قرار دیا ہے بشرطیکہ وہ

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

صنعت محدود فہرست (Specified List) میں شامل نہ ہو محدود فہرست میں درج شدہ صنعتیں وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں آتی ہیں صنعتوں کے قیام کے لئے سفارشات وفاقی حکومت کو بھجوائی جاتی ہیں۔ جہاں تک سرکاری شعبہ میں صنعتوں کے قیام کا تعلق ہے حکومت چاہتی ہے کہ نجی شعبہ کی زیادہ سے زیادہ حوصلہ افزائی کی جائے۔ سرکاری شعبہ میں صرف وہی صنعتیں لگائی جانی چاہئیں۔ جہاں نجی شعبہ سرمایہ کاری میں تامل سے کام لے رہا ہو۔

(ب) حکومت نے صوبے میں شوگر ملیں لگانے کے لئے وزراء پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی تھی جس نے مذکورہ علاقے میں شوگر مل لگانے کی سفارش نہیں کی۔

رینالہ خورد ضلع اوکاڑہ میں صنعت کی منظوری

☆ 554- چودھری ارشاد علی: کیا وزیر صنعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت کے حالیہ فیصلہ کے مطابق صوبہ پنجاب میں نئی صنعتیں لگائی جا رہی ہیں اگر ایسا ہے تو کون کونسی صنعت کس کس علاقہ میں لگائی جا رہی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا رینالہ خورد ضلع اوکاڑہ میں بھی کوئی صنعت لگانے کی منظوری دی گئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو وہاں کس قسم کی صنعت لگائی جانے کی منظوری دی گئی ہے اور اگر جواب نفی میں ہے تو اس کی کیا وجوہ ہیں اور کیا حکومت رینالہ خورد ضلع اوکاڑہ میں آئندہ کوئی صنعت لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی:

(الف) صوبے میں صنعتی ترقی کی رفتار کو تیز تر کرنے کے لئے حکومت نے فراخدلانہ پالیسی اختیار کر رکھی ہے جس کے تحت کوئی بھی صنعتی منصوبہ جس کی کل مالیت 10 کروڑ روپے جس میں 5 کروڑ روپے کی درآمدی مشینری شامل ہو کسی قسم کے اجازت نامے کے بغیر لگایا جا سکتا ہے بشرطیکہ وہ صنعت محدود فہرست (Specified List) میں شامل نہ ہو اور مجوزہ کارخانہ کے لئے جگہ کا انتخاب (Location Policy) سے مطابقت رکھتا ہو محدود فہرست میں شامل صنعتی وفاقی حکومت کے دائرہ کار میں آتی ہیں اور اس سلسلے میں سفارشات ان کو بھجوا دی جاتی ہیں۔ حکومت نجی شعبہ میں سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی چاہتی ہے۔ 85-1984ء کے دوران مختلف مالیاتی اداروں نے بہت سی صنعتوں مثلاً" آٹے کی ملیں' ٹیکسٹائل پولٹری فارم زرعی آلات'

مشروبات، سلے سلائے کپڑے وغیرہ کے لئے قرضوں کی منظوری دی۔

(ب) صورت حال الف کے تحت بیان کر دی گئی ہے کہ اوکاڑہ میں فی الوقت مندرجہ ذیل صنعتی ادارے نجی شعبہ میں قائم ہو رہے ہیں۔

1- ایم۔ اے۔ اسلم خان اینڈ برادرز Construction and Engineering

2- پاکستان ایسوسی ایٹڈ کنسٹرکشن لمیٹڈ Construction and Engineering

3- کشمیر ڈیریز لمیٹڈ ڈیری فارم Diary Form

4- کے ٹیکس انٹرفیشن (پرائیویٹ) لمیٹڈ Specialized Textiles

نجی شعبہ کو چاہیئے کہ وہ صنعتی سرمایہ کاری میں آگے بڑھے۔

محنت کشوں کے لئے رہائشی پلاٹوں یا فلیٹوں کی فراہمی

☆ 406- میاں مختار احمد شیخ: کیا وزیر محنت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

30 جون 1985ء تک تجارت و صنعت کے شعبہ سے پانچ فیصد منافع/معاوضہ کی مد میں کل کتنی رقم جمع کی گئی اور اس رقم میں سے مختلف مقامات پر محنت کشوں کے لئے رہائشی پلاٹوں یا فلیٹوں کی فراہمی پر کتنی رقم خرچ کی گئی ہے؟

وزیر محنت: کمپنیز پرافٹس (ورکرز پارٹیسپوشن) ایکٹ 1968

(Companies Profit workers Participation Act-1968)

ایک وفاقی قانون اور اس کا انتظام وفاقی حکومت (وزارت محنت) کی ذمہ داری ہے لہٰذا صوبائی محکمہ محنت کو علم نہ ہے کہ اس مد میں کل کتنی رقم جمع کی گئی ہے۔

البتہ وفاقی وزارت محنت نے ورکرز ویلفیئر فنڈ میں سے جس کا انتظام بھی وفاقی وزارت محنت کے پاس ہے اور جس میں مندرجہ بالا منافع کا کچھ حصہ بھی شامل ہوتا ہے۔ صوبہ پنجاب میں بذریعہ صوبائی ویلفیئر بورڈ 30 جون 1985ء تک محنت کشوں کے لئے مختلف مقامات پر اراضی کی خرید پلاٹوں، فلیٹوں اور مکانات کی تعمیر پر تقریباً 786 لاکھ روپے خرچ کئے ہیں۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

18- جناب راجہ محمد خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صدر مملکت نے اپنے دورہ ریفرنڈم دسمبر 1984ء کے موقع پر تحصیل چکوال کو ضلع کا درجہ دیا تھا اور راولپنڈی ڈویژن کے چاروں اضلاع معہ نئے ضلع چکوال کے دیہات کو 25/25 میل لمبی سڑکیں اور 25/25 دیہات کو بجلی فراہم کرنے کا وعدہ فرمایا تھا۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ احکام پر عمل درآمد شروع ہو گیا ہے اگر ایسا ہے تو تفصیل سے آگاہ کیا جاوے اور اگر نہیں تو تاخیر کی کیا وجوہ ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی:

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) تحصیل چکوال کو ضلع کا درجہ دیا جا چکا ہے اور یکم جولائی 1985ء سے اس پر باقاعدہ طور پر عمل درآمد شروع ہو چکا ہے۔

راولپنڈی ڈویژن کے چاروں اضلاع کے لئے 25/25 میل لمبی سڑکیں اور 25/25 دیہات کو بجلی فراہم کئے جانے سے متعلق تاحال مرکزی حکومت سے باقاعدہ طور پر احکامات موصول نہیں ہوئے اور نہ ہی ان کی تکمیل کے لئے رقوم فراہم کی گئی ہیں۔ اس سلسلہ میں جیسے ہی مرکزی احکامات مع رقوم موصول ہوئے ان منصوبوں پر عمل درآمد شروع کر دیا جائے گا۔

اضافی منصوبہ واٹر سپلائی سکیم سمبڑیال

28- **جناب اعجاز احمد شیخ:** کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اضافی منصوبہ واٹر سپلائی سکیم سمبڑیال (نظرثانی) کو ترقیاتی پروگرام برائے 86-1985ء میں کن وجوہات کی بناء پر شامل نہیں کیا گیا۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ منصوبہ کی منظوری پر تخمینہ ثانی مبلغ 24,756 لاکھ روپے کی منظوری کمشنر گوجرانوالہ نے مورخہ 7 جون 1984ء کو دے دی تھی۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ٹاؤن کمیٹی سمبڑیال نے مذکورہ منصوبہ کے لئے اپنے حصہ کی پوری رقم محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے پاس جمع کرا دی ہے۔

(د) اگر جزو (ب) و (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سکیم کو ترقیاتی پروگرام 86-1985ء میں شامل نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات:

(الف) سالانہ ترقیاتی پروگرام کی حکمت عملی اور فراہم شدہ وسائل کے پیش نظر جاری شدہ سکیموں کی تکمیل کو فوقیت دیتے ہوئے کسی نئی سکیم کو شہری آب رسانی کے پروگرام میں شامل نہیں کیا گیا۔ اضافی منصوبہ واٹر سپلائی سکیم ہمبڑیال بھی چونکہ ایک نئی سکیم تھی اس لئے رواں مالی سال میں شامل نہ ہو سکی۔

(ب) انتظامی منظوری ابھی تک متعلقہ محکمہ کو موصول نہیں ہوئی۔

(ج) جی ہاں! درست ہے۔

(د) اس نکتہ کی وضاحت سوال کے جزو (الف) کے جواب میں کر دی گئی ہے۔ تاہم اس منصوبہ کی شمولیت پر آئندہ مالی سال میں دیگر اسی نوعیت کے منصوبوں کے ساتھ غور کیا جائے گا۔

نکاسی آب سکیم جاکے چیمہ تحصیل ڈسکہ

29- جناب اعجاز احمد شیخ: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) نکاسی آب سکیم جاکے چیمہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کو ترقیاتی پروگرام برائے 1985-86ء میں کن وجوہات کی بناء پر شامل نہیں کیا گیا۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ کمشنر گوجرانوالہ ڈویژن نے مورخہ 22 جنوری 1985ء کو مذکورہ سکیم کی منظوری پر تخمینہ 21.61 لاکھ روپے کی دے دی تھی۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ٹاؤن کمیٹی جاکے چیمہ ضلع سیالکوٹ نے مبلغ 250 لاکھ روپے برائے تعمیر نکاسی آب سکیم محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کو بھی جمع کرا دیئے ہیں۔

(ب) اگر جزو (ب) و (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سکیم کو ترقیاتی پروگرام 1985-86ء میں شامل نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات:

(الف) (الف تا د) نکاسی آب جاکے چیمہ تحصیل ڈسکہ سکیم کو رواں مالی سال 1985-86ء کے ترقیاتی پروگرام میں شامل کر لیا گیا ہے اور اس کے لئے سات لاکھ روپے کی رقم مختص کی جا چکی ہے۔

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

صوبے میں آٹے کی ملیں لگانے کی اجازت

35- میاں مختار احمد شیخ : کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ صوبے میں مختلف مقامات پر آٹے کی ملیں لگانے کے لئے حکومت کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی تصدیق کی جائے اور اگر جواب نفی میں ہے تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی : صوبے میں آٹے کی ملیں لگانے کے لئے حکومت کی اجازت کی ضرورت ہے۔ یہ پابندی اس لئے لگائی گئی ہے کیونکہ صوبے میں موجود آٹے کی ملوں کی تعداد ضرورت سے زیادہ ہے۔ موجودہ آٹے کی ملوں کی استعداد تقریباً 40 لاکھ ٹن سالانہ ہے جب کہ ضرورت صرف 16 لاکھ ٹن ہے۔ مزید برآں موجودہ آٹے کی ملیں زیادہ تر بڑے شہروں مثلاً لاہور، گوجرانوالہ، ملتان، راولپنڈی وغیرہ میں قائم ہیں جو کہ مانگ سے کافی زیادہ ہیں جبکہ چھوٹے اور دور دراز شہروں میں آٹے کی ملیں قائم نہیں اس لئے فیصلہ کیا گیا ہے کہ نئی ملیں صرف ان شہروں میں لگائی جائیں جن میں کوئی آٹے کی مل پہلے سے موجود نہیں ہے یا موجودہ ملوں کی استعداد ضرورت سے کم ہے۔

غیر ترقی یافتہ علاقوں کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دینے پر غور

55- میاں مختار احمد شیخ : کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت مندرجہ ذیل غیر ترقی یافتہ علاقوں کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دینے پر غور کر رہی ہے تاکہ صنعتوں کے فروغ کے ساتھ ساتھ مقامی باشندوں کو ملازمت کے مواقع فراہم ہوں اور سرمایہ کاروں کی حوصلہ افزائی ہو۔ خانیوال، وہاڑی، ساہیوال، کبیروالا، سرگودھا، جھنگ، مظفر گڑھ، لیہ، بہاولپور، ملتان اور ساہیوال کے صنعتی علاقے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کب تک اس منصوبے کو عملی جامہ پہنایا جائے گا؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی:

(الف) وفاقی حکومت سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ قصور، چکوال، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور شکر گڑھ کو ٹیکس سے مستثنیٰ علاقے قرار دے جہاں تک دیگر اضلاع مثلاً خانیوال، ساہیوال، مظفر گڑھ، لیہ، بہاولپور کا تعلق ہے وہاں پہلے ہی صنعتوں کے قیام کے سلسلے میں درآمدی مشینری پر 50

فیصد کسٹم ڈیوٹی کی رعایت حاصل ہے۔ یہ سہولت ساہیوال اور بہاول پور کی صنعتی بستیوں میں 75 فیصد تک ہے جبکہ ملتان کی صنعتی بستی میں 50 فیصد تک۔

(ب) وفاقی حکومت کے احکام کا انتظار ہے۔

ایف۔ ایم۔ آر پروگرام کے تحت سڑک کی تعمیر

70- چودھری غلام احمد: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایف۔ ایم۔ آر پروگرام کے تحت تحصیل نارووال میں ظفر وال سے دیولی تک راستہ جنڈیالہ چھ میل لمبی سڑک کی تعمیر کی منظوری دی گئی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس سڑک کی تعمیر کب تک شروع ہو گی؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات:

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ اس سڑک کی منظوری پہلے ہی دی جا چکی ہے۔

(ب) اس سڑک کی تعمیر پر موجودہ "کھیت تا منڈی" پروگرام کی تکمیل کے بعد غور کیا جائے گا۔ بشرطیکہ اس پر دفاعی نقطہ نظر سے کوئی اعتراض نہ ہو۔

مولانا غیاث الدین احمد: جناب سپیکر میرے سوال کے متعلق جواب میں یہ درج ہے کہ ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا اس کی کیا وجہ ہے کہ اس کا جواب ابھی تک موصول نہیں ہو سکا۔

ملک ممتاز احمد خان: جناب سپیکر اجلاس کی کارروائی 55-9 پر شروع ہوئی تھی ابھی وقفہ سوالات کا ایک گھنٹہ ختم نہیں ہوا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کو 55 اور 35 میں مغالطہ ہو گیا ہے میرے خیال میں اجلاس کی کارروائی 35-9 پر شروع ہوئی تھی۔ مولانا صاحب آپ کا سوال کیا ہے؟

مولانا غیاث الدین احمد: میرا سوال نمبر 612 ہے اور یہ صفحہ 20 پر ہے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی: جناب سپیکر! اس کا جواب میں پیش کرنے والا تھا لیکن وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے اور وہ ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔ اگر اس میں نہیں آیا تو یہ تو آپ کے لئے بہتر ہے۔ یہ دھرایا جائے گا وگرنہ میرے پاس اس کا جواب تھا میں زبانی پیش کر دیتا لیکن وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

جناب سپیکر: مولانا صاحب آپ نے یہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی ہے اور میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کو تسلیم کرتا ہوں اگر اس کا جواب نہیں آیا تو یہ آپ کی سہولت ہے۔ اگلی دفعہ آپ کا سوال دوبارہ آئے گا اور اس کا جواب آئے گا آپ اس پر بات کر سکتے ہیں ضمنی سوالات بھی کر سکتے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر.....

جناب سپیکر: سیکرٹری اسمبلی۔ معزز ایوان کو دوران اجلاس رولز اور Procedure کے بارے میں تفصیل بتانا چاہتے ہیں۔

سیکرٹری اسمبلی: ایک دو اعلانات ہیں معزز اراکین اسمبلی کی سہولت کے لئے حسب سابق دو حاضری رجسٹر رکھوا دیئے گئے ہیں۔ یہ رجسٹر بمطابق حلقہ انتخابات تیار کئے گئے ہیں رجسٹر نمبر1

1- حلقہ نمبر1 سے 130 تک جو مشرقی لابی میں ہے اور رجسٹر 2 حلقہ نمبر131 سے 260 تک ہے جو مغربی لابی میں رکھا گیا ہے لہٰذا اراکین سے درخواست ہے کہ مذکورہ بالا رجسٹروں میں اپنے اپنے نام کے سامنے حاضری لگائیں۔

2- معزز اراکین سے درخواست ہے کہ وہ اجلاس کے دوران لاہور میں اپنے رہائشی پتہ جات اسمبلی سیکرٹریٹ کے شعبہ قانون سازی کمرہ نمبر9 کو مطلع فرما دیں تاکہ اس پتہ پر ان کو اسمبلی کی کارروائی کے متعلق تمام کاغذات پہنچائے جا سکیں۔

3- جن معزز اراکین نے ابھی تک مطلوبہ فوٹو اور قومی شناختی کارڈ کی نقول ارسال نہیں کیں وہ اپنا ایئرپورٹ سکیورٹی کارڈ بنوانے کے لئے 1 x 1 سائز کی دو عدد فوٹو شناختی کارڈ کی ایک عدد نقل شعبہ قانون سازی میں جلد از جلد مہیا فرما دیں۔

4- جن معزز اراکین نے کوائف نامہ فارم ابھی تک نہیں بھجوائے وہ اپنے کوائف نامے جلد از جلد سیکرٹریٹ ہذا کو ارسال فرمائیں یہ بہت ضروری ہے ہمارا کام رکا ہوا ہے۔

5- اجلاس کے دوران اسمبلی بلڈنگ میں ملاقاتیوں کا داخلہ ممنوع ہے وزراء صاحبان اپنے عملہ کو ہدایت فرما دیں کہ جب اسمبلی کا اجلاس جاری ہو تو کسی بھی ملاقاتی کو ملاقات کا وقت نہ عنایت فرمائیں۔

6- معزز اراکین سے التماس ہے جب کسی قرارداد مسودہ قانون یا دیگر کسی تحریک کا نوٹس دیں یا اسمبلی سیکرٹریٹ کے ساتھ کسی قسم کی خط و کتابت کریں از راہ کرم اپنے دستخطوں کے علاوہ اپنا

پورا نام اور اپنا پی پی نمبر واضح طور پر تحریر فرمائیں تاکہ ان سے رابطہ قائم کرنے میں آسانی ہو نیز معزز اراکین سے مزید گزارش ہے کہ وہ اپنے نام اور دستخطوں کے ساتھ حلقہ انتخاب ایزاد فرما دیا کریں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: مخدوم صاحب! آپ کا جو آئینی نکتہ ہے اس پر آپ کی طرف سے اور جناب لاء منسٹر صاحب اور جناب غلام حیدر وائیں صاحب کی طرف سے کچھ دلائل دیئے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس لحاظ سے یہ نکتہ کہ کوئی آئینی معاملہ صرف اسمبلی کے رولز اینڈ پروسیجر کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے ہی اٹھایا جا سکتا ہے یا نہیں۔ کیا یہی مسئلہ ہے؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا! یہ مسئلہ نہیں ہے۔ مجھے یہ رولز بتائے جائیں کہ جب آئینی Breach ہو آئینی پریولیج کا سوال ہو تو کونسے رولز کے ماتحت مجھے منع کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ میں یہی بات کر رہا ہوں کہ اب مسئلہ زیر بحث یہی ہے کہ کیا کوئی آئینی معاملہ صرف اسمبلی کے رولز اینڈ پروسیجر کے تابع ہی اٹھایا جا سکتا ہے یا رولز کی شقوں کے بغیر بھی اسمبلی میں اٹھایا جا سکتا ہے۔

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: Sir, I am invoking the Constitutional provisions and rules are subservient to the Constitution. There is no such rule which prohibits me in this case.

جناب سپیکر: آپ نے پہلے بھی یہ بات کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں جناب لاء منسٹر بھی اور مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب بھی میری مزید راہنمائی فرمائیں۔ اس کے لئے میں آپ کو کچھ وقت دینا چاہتا ہوں اور آپ سے کچھ وقت لینا چاہتا ہوں اور اس بحث کو موخر کرتا ہوں۔ اس کو آپ بھی مزید Study کر لیں۔ مجھے بھی تھوڑا سا وقت دیں۔ پھر ہم اس معاملے کو take up کرتے ہیں لیکن آج نہیں۔

اب ہم پریولیج موشن کو take up کرتے ہیں۔ ہمارے پاس ایک ہی پریولیج موشن ہے جو کہ ملک سلطان محمود صاحب کی طرف سے ہے۔ مجھے اس سلسلے میں ایک written document ملا ہے جس میں معزز رکن اسمبلی نے اپنی پریولیج موشن واپس لے لی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوا کو لیتے ہیں۔ یہ جناب ملک سلطان محمود صاحب کی تحریک التوا ہے۔ کیا ملک صاحب تشریف فرما ہیں؟ (معزز ممبر تشریف فرما نہیں تھے) اگلی تحریک التوا میاں محمد اسحاق صاحب کی طرف سے ہے۔

سروسز ہسپتال لاہور میں لیڈی ڈاکٹر کے ساتھ زیادتی کی کوشش

میاں محمد اسحاق: جناب والا! اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کرنے کی اجازت طلب کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" لاہور کی اشاعت مورخہ 11-2-86 میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ سروسز ہسپتال لاہور کے دو ڈاکٹروں نے ایک لیڈی ڈاکٹر کو بے ہوش کر کے اس کی برہنہ تصاویر اتاریں اور زیادتی کرنے کی کوشش بھی کی گئی۔ جس سے عوام کے ہر طبقہ میں سخت غم و غصہ اور شدید اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔ لہٰذا اس نہایت اہم اور سنگین مسئلہ کو فی الفور زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر! یہ مسئلہ ایک بڑا اہم اور معزز طبقہ سے تعلق رکھتا ہے جو کہ اس وقت میں سمجھتا ہوں ہمارے ملک میں اور خاص کر پنجاب کے ہسپتالوں میں آپ کے سامنے اور معزز اراکین اسمبلی کے سامنے جو نقشہ ہے اس میں میرا خیال ہے کہ تمام ممبران میرا ساتھ دیتے ہوئے اور اسے زیر بحث لاتے ہوئے کم سے کم کوئی مستقل اور حتمی حل لانا چاہیے کیونکہ یہ مسئلہ جو پیدا ہوا ہے یہ ایک معزز طبقہ سے تعلق رکھتا ہے اور آئے دن ہسپتالوں میں جو ہمارے مریض داخل ہیں انہیں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جو کہ ناقابل برداشت ہے۔ اس سے پہلے بھی ایک دفعہ ڈاکٹروں کا مسئلہ پیدا ہوا تھا اس وقت بھی ہمارے قائد ایوان موجود تھے اور ڈاکٹروں کے ساتھ جو زیادتی ہوئی تھی اس کا ابھی تک کوئی حل تلاش نہیں کیا گیا اور اس کے بعد آئے دن ہسپتالوں میں کوئی نہ کوئی ایسا واقعہ ہو رہا ہے جس کے متعلق ہم سمجھتے ہیں کہ یہ نہایت اہم مسئلہ ہے اور اس کو حل کرنے میں کوتاہی کی جا رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلے کا صحیح حل تلاش کرنے میں حکومت ابھی تک ناکام ہے۔ پتا نہیں اس کی وجہ کیا ہے اس سے زیادہ اور کیا مسئلہ ہو سکتا ہے کہ ہمارے ہسپتالوں میں مریض مر رہے ہیں

اور حکومت اس کی طرف توجہ نہ دے۔ حالانکہ صحت سب سے اولیت کی حامل ہے اور اس میں مریضوں کے ساتھ جو سلوک کیا جا رہا ہے اور ڈاکٹروں کے جو اہم مسائل ہیں ان کی طرف توجہ کیوں نہیں دی جا رہی۔ یا یہ جو مسئلہ پیدا ہوا ہے یہ ایک ایڈمنسٹریشن کا مسئلہ ہے۔ اگر ایک ہی دفعہ ان مسائل کو take up کیا جائے اور جو حضرات صحیح سزا کے مستحق ہیں ان کو کیوں نہ سزا دی جائے۔ کیا یہ سفارشات پر مبنی ہیں کہ یہ مسائل حل نہیں ہو رہے؟ یا کیا بات ہے کہ یہ مسائل جو توجہ طلب ہیں ان کی طرف توجہ نہیں دی جا رہی؟ تو میں معزز اراکین سے یہ التماس کرتے ہوئے یہ مسئلہ حکومت کے زیر بحث لانا چاہوں گا اور گوش گزار کرنا چاہوں گا کہ اس مسئلے کو اولیت دی جائے اور یہ ڈاکٹر اور نرسیں جو ابھی تک سڑکوں پر ہیں ان کی طرف کیوں نہیں توجہ دی جا رہی۔

پارلیمانی سیکرٹری (سردار محمد عارف): پوائنٹ آف آرڈر سر۔ میرے فاضل رکن نے ابھی جو تحریک پیش کی ہے۔ اس سے یہ ہٹ رہے ہیں' ان کو چاہیے کہ وہ اس تحریک پر آئیں جو تحریک انہوں نے پیش کی ہے۔ اگر کسی ڈاکٹر کے ساتھ کوئی ڈاکٹر زیادتی کرتا ہے یا برہنہ تصویر اتارتا ہے تو اس میں گورنمنٹ کا کیا قصور ہے۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا! میں تو نہیں سمجھ سکا ہوں کہ سردار صاحب کیا کہہ رہے ہیں۔ میں نے کونسی اس مسئلہ سے ہٹ کر بات کی ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب' پوائنٹ آف آرڈر relevant ہے اور ان کا مقصد ہے کہ ایک ڈاکٹر کی ڈاکٹر سے زیادتی جو ہے' آپ اپنی تقریر کو اسی تحریک التوائے کو اردگرد رکھیں۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا! یہ ڈاکٹروں کا مسئلہ ہے اور ہسپتال سے یہ تعلق رکھتا ہے اگر میں اس سے باہر جاؤں تو میرا خیال ہے کہ یہ میری کوتاہی ہو گی۔ جو مسئلہ مریض اور ڈاکٹر سے تعلق رکھتا ہے۔ ہسپتال سے تعلق رکھتا ہے وہ اسی ضمن میں ہی لایا جا سکتا ہے کہ جب ایک بات زیر بحث ہو اور اس سے انٹرلنک ہو تو اس سے ہی یہ ساری بات کی وضاحت ہو سکتی ہے۔ یہ ہسپتال کے متعلق ہی میں عرض کر رہا ہوں اور یہ مریضوں سے ہی تعلق رکھتا ہے تو یہ جتنے بھی مسائل ایک دفعہ زیر بحث آتے ہیں اور یہ اگر آپ کے اور اس معزز ایوان کے گوش گزار نہ کئے جائیں تو پھر یہ جو تمام تکالیف ہیں وہ کیسے منظرعام پر آئیں گی۔ اس لئے میں آپ سے یہ اجازت چاہوں گا کہ یہ جو ہسپتالوں کا منظر جو اس وقت آپ کے سامنے پیش ہے' میرا خیال ہے کہ کوئی بھی درد دل رکھنے والا انسان اس کو برداشت نہیں کر سکتا تو میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے اور میں یہ جناب وزیراعلیٰ کی خدمت میں

عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس معاملہ کو سب سے اولیت دی جائے اور یہ ڈاکٹرز اور نرسز کے مسائل جلد از جلد حل کئے جائیں۔

چودھری خادم حسین: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب والا! جس طرح سے میاں صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ ڈاکٹرز اور لیڈی ڈاکٹرز کا مسئلہ ہے۔ اگر تو باقی جو دشواریاں اس وقت ہسپتال میں پیش آ رہی ہیں۔ اگر تو وہ اس پوائنٹ کی وجہ سے ہیں پھر تو میاں صاحب کو ان کا حوالہ دینا اس ایوان میں جائز ہے اور اگر میں آپ کی وساطت سے میاں صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس وجہ سے اگر کوئی واقعہ ہو رہا ہے مثلاً" یہ نرسز جو ہڑتال وغیرہ کر رہی ہیں یا اور کوئی بات ہے اگر اس وجہ سے ظہور پذیر ہوئی ہے' یہ تو خالصتاً" دو یا تین آدمیوں کے اپنے کردار کا مسئلہ ہے' ان کی اپنی ذات کا مسئلہ ہے۔ اس میں ہسپتال کا کوئی مسئلہ نہیں آتا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ صرف اس ایوان کا وقت ضائع کر رہے ہیں اور اس کے علاوہ یہاں کوئی بات نہیں ہے۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا! مجھے یہ کہنے کی اجازت دی جائے کہ جب یہ واقعہ ہوا ہے۔ پھر اس کے بعد میو ہسپتال میں نرسوں کے ساتھ بھی ایسا ہی واقعہ ہوا ہے۔ یہ تمام انٹرلنک ہے۔

جناب سپیکر: میں وزیر متعلقہ سے کہوں گا کہ اگر وہ اس سلسلہ میں کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ بیگم صاحبہ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتی ہیں۔

بیگم شاہین منور احمد: جناب والا! ابھی ابھی فاضل رکن نے کہا ہے کہ یہ دو ڈاکٹروں کے کردار کا تعلق ہے' میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک بڑی غلط بات ہے جس میں ایک لیڈی ڈاکٹر ہے اور ایک مرد ڈاکٹر ہے تو یہ تو بڑی زیادتی ہوئی ہے کہ اس سے پہلے کہ وہ مقدمہ رجسٹر ہو اور عدالتیں فیصلہ کریں' آپ نے دونوں کو ہی قصوروار قرار دے دیا ہے' اس طرح سے تو ہماری جو ورکنگ وومن ہیں' ان کو تو پہلے ہی کوئی تحفظ نہیں ہے۔ اگر آپ لوگ اس طرح سے اسمبلی میں بیٹھ کر اس طرح سے بات کریں اور یہ کہیں کہ ان کے کردار کی بات ہے تو ہماری جو بچیاں وہ تو کام نہیں کر سکیں گی۔ یہ الفاظ واپس لئے جائیں یا ان کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ' مجھے افسوس ہے۔ This is not a point of order.

MRS. SHAHEEN MUNAWAR AHMAD: Do you mean to say that he can just get up and say anything about the character of working women.

MR. SPEAKER: I am not justifying his contention.

MRS. SHAHEEN MUNAWAR AHMAD: I am saying that these words should be expunged from the proceedings of the House. Working women have already got no security and if the member gets up and starts talking like this.

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ' آپ یہ چاہتی ہیں کہ لیڈی ڈاکٹر کا نام کیوں نہیں لیا گیا۔

بیگم شاہین منور احمد: انہوں نے جو یہ الفاظ استعمال کئے ہیں' جناب انہوں نے ابھی یہ کہا ہے کہ یہ دو ڈاکٹروں کے کردار کا معاملہ ہے ان کو حذف کیا جائے۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ جب اس میں لیڈی ڈاکٹر کا نام نہیں آیا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی بات قابل اعتراض نہیں ہے۔

بیگم شاہین منور احمد: لیکن جب آپ کہتے ہیں کہ ان کے کردار کی بات ہے۔ کردار کی بات تو یہ ہے کہ ایک جو بالکل innocent ہے اس کو آپ شامل کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی کیا رائے ہے حضرات۔ اس میں کوئی لفظ غیر مناسب استعمال کیا گیا ہے۔

(نہیں۔ نہیں۔ آوازیں)

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! پیشتر اس کے کہ آپ لاء منسٹر سے کہیں کہ وہ اس پر وضاحت کریں' مجھے بھی اجازت ملنی چاہئے کہ اس سلسلہ میں میں بھی اپنی تحریک التوائے کار Move کروں۔

جناب سپیکر: یہ درست ہے کہ آپ کی تحریک التوائے کار ہے جس کا نمبر 3 ہے مخدوم زادہ صاحب کی تحریک التوائے کار اس موضوع پر ہے تو آپ اس سلسلہ میں کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آج کے روزنامہ "نوائے وقت" 13 فروری 1986ء میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ ..... ----------

وزیر قانون: جناب والا! یہ ایک مختلف تحریک ہے۔ اس سے اس تحریک التوائے کار کا کوئی تعلق

نہیں ہے۔ وہ تحریک ایک specific واقعہ کے متعلق ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس تحریک کا اس تحریک التوائے کار سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا مطلب یہ ہے کہ ان ہر دو تحاریک کو الگ الگ آنا چاہیئے۔

وزیر قانون: یہ دونوں ہیں ہی الگ' اس کا اس واقعہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر3 کا اس واقعہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ تحریک جو میاں اسحاق صاحب کی ہے یہ علیحدہ واقعہ سے متعلق ہے اور جو ان کی تحریک ہے وہ نرسوں کے جلوس سے متعلق ہے۔ وہ تحریک لیڈی ڈاکٹر سے متعلق ایک واقعہ جو سروسز ہسپتال کا ہے اس سے متعلق ہے' ان دونوں کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: تعلق آخر میں تو ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: یہ چودھری صاحب ایک ہی واقعہ سے متعلقہ ہیں۔

وزیر قانون: جناب والا! اگر آپ ملاحظہ فرمائیں تو تحریک التوائے کار نمبر1 جو میاں محمد اسحاق کی طرف سے ہے وہ ہے روزنامہ جنگ مورخہ 11 فروری 86 میں شائع شدہ خبر کہ "سروسز ہسپتال لاہور کے دو ڈاکٹروں نے ایک لیڈی ڈاکٹر کو بے ہوش کر کے اس کی برہنہ تصاویر اتاریں اور زیادتی کرنے کی کوشش کی" جبکہ تحریک التوائے کار نمبر3 جس کی طرف میرے فاضل دوست آنا چاہتے ہیں' وہ جناب ملاحظہ فرمائیں وہ یہ ہے کہ نوائے وقت 13 فروری 1986ء کا حوالہ ہے کہ 400 نرسوں نے مال روڈ پر ہڑتال کی ہے۔

جناب سپیکر: اچھا یہ میاں اسحاق صاحب کی 11 فروری کی اشاعت روزنامہ جنگ ہے اور یہ مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کی روزنامہ "نوائے وقت" 13 فروری کی ہے۔

وزیر قانون: ہاں جناب اور یہ ایک مختلف واقعہ کی جانب ہے۔

جناب سپیکر: یہ صحیح بات ہے۔ مخدوم زادہ صاحب' اس میں یہ ہے کہ جب آپ کی باری آئے گی تو اس وقت اسی پر آپ بات کریں گے۔ کوئی بات نہیں ---- جی پھر آپ میاں اسحاق صاحب کی تحریک پر جواب دیں۔

وزیر قانون: میں عرض کروں گا کہ چونکہ ہیلتھ منسٹر صاحب دورہ پر ہیں' ان کی بجائے اگر مناسب

سمجھیں اور اجازت دیں تو میں اس کا جواب دوں۔

جناب سپیکر: جی ہاں۔

وزیر قانون: تو جناب والا! میں یہ عرض کروں کہ جو واقعہ سروسز ہسپتال میں پیش آیا وہ قابل افسوس ہے اور اس کو کسی طور پر نظرانداز نہیں کیا جا سکتا ہے۔ جس قدر اس بارے میں میرے فاضل دوست نے تشویش کا اظہار کیا ہے اس سے کہیں زیادہ تشویش گورنمنٹ کے پیش نظر ہے اور اس معزز ایوان کے سامنے میں یہ عرض کروں گا کہ اس واقعہ کا فوری طور پر نوٹس لیا گیا اور نہ صرف ان کے خلاف ہسپتال کی ڈیپارٹمنٹل انکوائری فوری طور پر شروع کی گئی بلکہ اس واقعہ کا ایک کیس نمبر 72 آف 1986ء زنا آرڈی نینس اور 342 ت پ تھانہ لٹن روڈ پر درج ہو چکا ہے۔ اس کی تفتیش جاری ہے اور اس کی یقین دہانی بھی گورنمنٹ بہت پہلے کروا چکی ہے اور یہ بات پریس میں بھی آ چکی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس بات کی پوری کوشش کی جائے گی کہ ایسے واقعات دوبارہ رونما نہ ہوں اور ایسی تدابیر اختیار کی جائیں گی کہ اس قسم کے واقعات کسی جگہ پر رونما نہ ہوں اور خصوصی طور پر طبی اداروں اور ہسپتالوں میں آئندہ رونما نہ ہو سکیں۔

جہاں تک میرے فاضل دوست کی دیگر فرمودات کا تعلق ہے کہ ہسپتال کا انتظام کیا ہے؟ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بروقت قدم تھا جس کی وجہ سے اس معزز لیڈی ڈاکٹر کی عزت بھی محفوظ ہوئی اور فوری طور پر ایکشن ہوا اور یہ کہنا کہ Hostel اس کے بارے میں Alive نہیں ہے یا گورنمنٹ Alive نہیں ہے یہ بات درست نہیں ہے اور یہ واقعات کے منافی ہے اور اس واقعہ سے متعلق میں تھوڑی سی گزارش کروں گا کیونکہ تفصیل میں نہ ہی جائیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔ کیونکہ لیڈی ڈاکٹر نے خود اور اس کے Parents نے یہ کوشش کی ہے کہ اس کیس کو رجسٹرڈ نہ کیا جائے۔ لیکن اس کے باوجود ہم اس ڈاکٹر کو قانون کے مطابق سزا دینا چاہتے تھے اور یہ چاہتے تھے کہ اس کے ساتھ کسی قسم کی کوئی رعایت نہیں برتی جانی چاہیئے اور اسی وجہ سے کیس رجسٹرڈ ہوا۔ اب میں نہیں سمجھتا کہ اس کے بعد اس ایوان کی کارروائی ملتوی کر کے اس پر بحث کی جائے کیونکہ ہم اس واقعہ کو اگر ہم زیادہ مشتہر کریں گے تو وہ لیڈی ڈاکٹر اور وہ خاندان کسی طور پر نہیں چاہے گا کہ یہ معزز ایوان مزید باریک بینیوں اور تفصیل میں جائے۔ لیکن جہاں تک اس بارے میں حکومت کا تعلق ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس بارے میں اس واقعہ کا سختی سے نوٹس لیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں سخت سے سخت سزا دی جائے گی۔ اس قسم کے individual واقعات ہوتے رہتے ہیں اور آپ پڑھتے رہتے ہیں لیکن

حکومت کی طرف سے اس کا نوٹس لیا جا چکا ہے اور حکومت کی طرف سے اس سلسلے میں کوئی سستی نہیں ہوئی۔

اس لئے میں پہلے اپنے معزز رکن اور اس کے بعد اس معزز ایوان سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس تحریک پر زور نہ دیں اور میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ لیڈی ڈاکٹر اور اس کے parents کی خود بھی یہ استدعا ہے کہ پلیز آپ اس کو زیادہ نہ اچھالیں۔ کیونکہ یہ بچیوں کی عزت کا معاملہ ہے اس لئے اگر یہ معاملہ ہو گیا ہے تو ہمیں اس ایوان میں یا پریس میں زیادہ نہیں اچھالنا چاہیے اور میں آپ کو یہ یقین دہانی کروانا چاہتی ہوں کہ اس معاملے میں گورنمنٹ کی طرف سے کوئی کوتاہی نہیں ہو گی۔ اس لئے میں اس معزز ایوان سے یہ گزارش کروں گا کہ اس تحریک التواء کی یہاں پر بحث کرنے کی اجازت نہیں ملنی چاہیے اور اسی درخواست کے ساتھ میں اپنے فاضل دوست سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس تحریک پر زور نہ دیں اور میں حکومت کی طرف سے یہ یقین دلاتا ہوں کہ گورنمنٹ کی طرف سے اس میں کوئی کوتاہی یا سستی نہیں ہو گی اور اس پر proper action لیا جائے گا اور سخت سے سخت ایکشن لیا جائے گا۔ تاکہ ایسے واقعات آئندہ ہسپتالوں میں یا کسی ایسی دیگر جگہ پر رونما نہ ہو سکیں۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا! وزیر قانون کی اس یقین دہانی کے باوجود میں ایک عرض کروں گا کہ وہ اگر گنہگار ثابت ہو جائیں تو انہیں سزا ضرور دی جانی چاہیے تاکہ آئندہ لوگوں کو عبرت حاصل ہو سکے۔ کیونکہ اگر ان کو چھوڑ دیا گیا تو یہ ایک مثال بن جائے گی اور پھر اگر اس قسم کے واقعات ہسپتالوں میں ہوتے رہے جیسا کہ پچھلے دنوں خواتین نرسوں کے ساتھ بھی اس قسم کا ایک واقعہ ہوا ہے تو پھر اس قسم کے اور واقعات بھی ہوتے رہیں گے۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ مجرموں کو سزا دی جائے۔ میں اس تحریک پر زیادہ زور نہیں دوں گا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میں یہ گزارش کروں گا کہ اس واقعہ کو بے شک اخباروں میں نہ اچھالا جائے لیکن اس واقعہ میں ملوث لوگوں کو سزا ضرور دی جائے۔

جناب سپیکر: آپ اس کو پریس نہیں کرتے۔

میاں محمد اسحاق: جناب میں اس کو پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: میاں محمد اسحاق صاحب کی ایک دوسری تحریک التواء ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سیشن کورٹ لاہور میں دو متحارب گروپوں میں فائرنگ

میاں محمد اسحاق: جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" لاہور کی اشاعت مورخہ 86-2-10 میں یہ تشویشناک خبر شائع ہوئی ہے کہ مورخہ 86-2-9 کو سیشن کورٹ لاہور کے احاطے میں قتل کے ایک مقدمہ کی سماعت کے دوران دو متحارب گروپوں نے ایک گھنٹہ تک زبردست فائرنگ کی۔ جس کے نتیجے میں کم از کم پانچ افراد گولیاں لگنے سے زخمی ہوئے۔ بار روم اور کینٹین کے شیشے اور فرنیچر وغیرہ توڑ دیئے گئے ------

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فرمائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا تحریک التوائے کار کے بارے میں قانون تو بڑا واضح ہے اور اس سلسلہ میں رول 67 بڑا واضح ہے۔

Rule 67. The right to move for an adjournment of the Assembly for the purpose of discussing a definite matter of recent and urgent public importance shall be subject to the following restrictions, namely:

(a) Not more than one such motion shall be made on any one day but motions, if any, remaining unconsidered as regards their admissibility shall be held over for the next day and shall be taken up in the same order in which they were received, but before the motions of which notices are received subsequently;"

میں عرض کروں گا کہ ایک موشن جس کا فیصلہ ہو چکا ہے اور اب اس کے لئے کل تک انتظار کرنا پڑے گا۔ اسس لئے اب باقی تحریک ہائے التوائے کار کل take up کی جائیں۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا کیا تحریک ہائے التوائے کار کا وقت ختم ہو چکا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا اس میں وقت کی پابندی نہیں ہے بلکہ Number of motions کی بات ہے۔ وقت کے لئے آدھ گھنٹہ مقرر ہوتا ہے اور اگر آپ کی موشن admit ہو جاتی تو پھر آدھ گھنٹہ دیا جاتا لیکن ایک تحریک التوائے کار آپ کی پیش ہو چکی ہے اور وہ

dispose of ہو چکی ہے اس لئے اب دوسری تحریک پیش نہیں ہو سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کون سے Rule کا حوالہ دے رہے ہیں؟

وزیر قانون: جناب والا Rule 67 (a) کی بات کر رہا ہوں۔

Restrictions on right to make adjournment motion.

میاں محمد اسحاق: جناب والا! وزیر قانون صاحب اس بات کی وضاحت فرما دیں کہ میری پہلی تحریک التوائے کار جو کہ میں نے واپس لے لی ہے نہ ہی وہ admit ہوئی ہے اور نہ ہی reject ہوئی ہے۔ اس لئے یہ تحریک التواء پیش ہو سکتی ہے۔ اگر تو میری تحریک التواء reject ہو جاتی پھر بات بنتی تھی۔ اب چونکہ میں نے اپنی تحریک التواء واپس لے لی ہے۔ اس لئے میں اب اپنی دوسری تحریک التواء پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

وزیر قانون: جناب والا میں یہ عرض کروں گا کہ Right to move کی بات ہو رہی ہے کہ آپ کتنی تحریکیں پیش کر سکتے ہیں اور وہ آپ ایک تحریک التواء کار پیش کر چکے ہیں وہ ایک علیحدہ بات ہے کہ آپ نے میری assurance پر اپنی تحریک التواء واپس لے لی لیکن وہ آپ move کر چکے ہیں۔

Rule - 67. The right to more for an adjournment of the Assembly

میاں محمد اسحاق: جناب والا! وزیر قانون صاحب یہ فرما دیں کہ آپ اس پر کیا کرنا چاہتے ہیں کہ اس تحریک کو کل پیش کیا جائے۔

وزیر قانون: جی۔ ہاں کل پیش کیا جائے۔

میاں محمد اسحاق: آپ یہ یقین دلاتے ہیں کہ اسے کل take up کر لیا جائے گا۔

وزیر قانون: نہیں جناب والا! اس میں یقین دلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ خود بخود take up ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک اور تحریک التوائے کار جو کہ مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کی ہے۔ چودھری صاحب آپ کیا فرما رہے تھے کہ ٹائم کی restriction تحریک التوائے کار کے لئے نہیں ہے۔

وزیر قانون: نہیں جناب اس بارے میں تھوڑا سا ابہام موجود ہے اور اس کو pending کر لینا چاہیے کہ اگر وہ اس تحریک التوائے کار کو پیش کرنے پر insist کرتے ہیں تو ہم بھی insist نہیں کریں

گے۔ لیکن اس میں تھوڑا سا ابہام موجود ہے۔ لیکن اس میں تھوڑا سا ابہام ہے کہ Objection جو ہے کہ right to move تو اس میں آگیا لیکن

Not more than one such motion shall be made on any one day butmotions, if any, remaining unconsidered as regards.. - - - - - - - .

تو میرے خیال کے مطابق یہ ہے کہ That has been considered اور اگر وہ withdraw یا press نہیں کی تو پھر یہ ہے کہ ایک موشن dispose of ہو گئی لیکن اس بارے میں میں کل آپ کو تفصیل سے بتا سکوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب آپ کی جو موشن ہے اس کے متعلق اب آپ کا کیا ارادہ ہے۔ آپ اس کو Move کر رہے ہیں یا Pending کر رہے ہیں۔

میاں محمد اسحاق: میں اسے ابھی Move کر دیتا ہوں اور اگر وہ اس پر کل جواب دینا چاہتے ہیں تو بے شک کل جواب دے دیں میں اسے ابھی Move کر دیتا ہوں۔

وزیر صنعت (جناب غلام حیدر وائیں): پوائنٹ آف آرڈر۔ سر جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ اس موشن کی کل وضاحت فرمائیں گے اور پھر اس پر فیصلہ کیا جائے۔ میرا اپنا خیال یہ ہے کہ جب کوئی تحریک التوائے کار پیش ہوتی ہے تو .That is legally to be put ہوتی ہے اور discussion کے بعد جب وہ lay ہو جاتی ہے اور سپیکر رولنگ دے دے کہ یہ lay ہو گئی ہے اور اس پر پھر بحث کے لئے علیحدہ وقت ملتا ہے۔ اس کے بعد پھر (67) کے بعد اس دن اور کوئی تحریک التوائے کار نہیں آ سکتی۔ یہ جو تحریک التوائے کار ہے یہ ابھی lay نہیں ہوئی ہے۔ یہ ابھی discuss ہوئی ہے اور اس پر انہوں نے press نہیں کیا وقت کے مطابق مزید بھی میرے خیال کے مطابق اس پر discussion کی جا سکتی ہے لیکن چونکہ اب لاء منسٹر صاحب نے کل کے لئے فرمایا ہے۔ میرے خیال میں اس پر ان کا نقطہ نگاہ اب کل دیکھ لیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو میاں صاحب اس کو اب آپ Move کر دیں اس کا جواب لاء منسٹر صاحب کل آپ کو دے دیں گے۔

میاں محمد اسحاق: اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کرنے کی اجازت طلب کرتے ہوئے جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی

ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" لاہور کی اشاعت مورخہ 86-2-10 میں یہ تشویش ناک خبر شائع ہوئی ہے کہ مورخہ 86-2-9 کو سیشن کورٹ لاہور کے احاطے میں قتل کے ایک مقدمہ کی سماعت کے دوران دو متحارب گروپوں نے ایک گھنٹہ تک زبردست فائرنگ کی جس کے نتیجے میں کم از کم 5 افراد گولیاں لگنے سے زخمی ہوئے۔ بار روم اور کینٹین کے شیشے و فرنیچر وغیرہ توڑ دیئے گئے۔ جج صاحبان' وکلاء' موکلان اور دیگر اشخاص نے بھاگ کر اور چھپ کر اپنی جانیں بچائیں۔ تمام عدالتوں میں مقدمات کی سماعت ملتوی ہو گئی اور کاروبار زندگی ٹھپ ہو کر رہ گیا۔

اس واقعہ سے امن و امان کا نہایت ہی سنگین مسئلہ پیدا ہو گیا ہے جس سے عوام کے ہر طبقہ میں سخت غم و غصہ اور اضطراب کی لہر دوڑ گئی ہے۔ لہذا اس نہایت ہی اہم مسئلہ کو فی الفور زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر آپ اگر کوئی بیان دینا چاہیں۔

میاں محمد اسحاق: جی میں عرض کرنا چاہوں گا۔ جناب سپیکر! یہ اس جگہ کا واقعہ ہے جہاں ہمارے عوام انصاف کے حصول کے لئے جاتے ہیں اور جہاں ہمارے معزز فاضل وکلاء اور جج صاحبان بیٹھتے ہیں وہاں پر اب گولیاں چل رہی ہیں اور کسی کی جان و مال محفوظ نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس موقعہ پر اس وقت اور اس دور میں جو لاقانونیت ہو رہی ہے اس کی پہلی حکومتوں میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ ہم منتخب ہونے کے بعد جمہوریت کی جس منزل پر گامزن ہوئے ہیں۔ ہمارا یہ مقصد تھا کہ ہمیں سستا انصاف میسر آئے گا اور ہر انسان کی جان و مال کا تحفظ کیا جائے گا اور تمام حضرات کو رات کو سکھ کی نیند سونے کا موقع ملے گا۔ مگر جب سے یہ جمہوریت اور اس حکومت نے باگ ڈور سنبھالی ہے۔ آئے دن کوئی نہ کوئی اتنے سنگین واقعات رونما ہو رہے ہیں ہمارے پنجاب میں یہ جو اتنی قتل و غارت ہو رہی ہے میرا خیال ہے کہ ہر آدمی اتنا پریشان اور تشویش ناک زندگی بسر کر رہا ہے کہ رات کو سونے اور صبح اٹھ کر اپنے گھر سے جانے میں اسے جو خطرات محسوس ہو رہے ہیں اس میں ہر آدمی بے حد پریشان ہے۔

جناب والا! میں اس چیز کو آپ کے سامنے رکھتے ہوئے حکومت سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ کیا اب جو ایڈمنسٹریشن کے لئے لاکھوں روپیہ رکھا جاتا ہے اور گاڑیاں دی جاتی ہیں اور مختلف آسائشیں مہیا کی جاتی ہیں اس کے یہ نتائج نکل رہے ہیں کہ آج سیشن کورٹوں میں اور ہمارے وکلاء پر اور جج صاحبان پر گولیاں چلائی جا رہی ہیں یہ اگر حکومت کی جمہوریت کا دور سمجھتا ہے تو میں سمجھتا

ہوں کہ اس وقت تمام لوگ ہماری اس جمہوریت سے تنگ آئے ہوئے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں ایسی جمہوریت سے نجات ملنی چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے سارے ممبران کے لئے باعث تشویش ہے اور ہم جب اپنے علاقوں میں جاتے ہیں تو ہمارے ووٹر ہمارے سپورٹر اور ہمارے عزیز و اقارب ہم سے پوچھتے ہیں کہ جناب والا آپ اسمبلیوں میں کیا لینے بیٹھتے ہیں۔ اگر آپ ان غنڈوں اور بدمعاشوں کو سزا نہیں دے سکتے اور لوگوں کو سستا انصاف نہیں دلوا سکتے۔ ہر ایک کے دل میں جو آتا ہے وہ کہہ جاتا ہے۔ گولیاں چلائے اور ڈکیتی کرے' زنا کرے جو چاہے کرے کس کو سزا نہ ملنے کی وجہ سے آئے دن ایسے ایسے واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ حکومت کو ان امور پر پورا عبور نہیں ہے اور کمزور ہے جس کی وجہ سے ایسے واقعات ہو رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو اس طرف اپنی توجہ کرنی چاہیئے۔ آپ کو اور معزز اراکین کو یہ عرض کرتے ہوئے میں گزارش کروں گا کہ میری اس تحریک التوائے کار کو منظور کیا جائے اور ہمیں اس پر پوری طرح بحث کرنے کا موقع فراہم کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھئے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ میاں صاحب اس کا جواب آپ کو کل مل جائے گا۔

وزیر قانون: میں عرض کروں کہ میری ان سے کل کے لئے Commitment ہو چکی ہے۔ میں اس کو Pursue کروں گا۔ لیکن دوسری صورت میں تحریک التوائے کار کے لئے (Rule 70) جو ہے وہ بڑا واضح ہے کہ

Rule 70. On any one day, the aggregate time for the asking of leave under rule 68 and the granting or withholding of leave under rule 69, shall not exceed half an hour

میاں محمد اسحاق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر جب ایک بات کا آپ اعلان کر چکے ہیں تو پھر میرا خیال ہے کہ اب اس بات کو ختم ہونا چاہیئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ اپنی بات پر قائم ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون: میں آپ کو جو پہلے Commitment دے چکا ہوں اس کو Honour کروں گا۔ میں اس کو واپس نہیں لیتا۔ لیکن Rule یہ ہے کہ اس کارروائی پر آدھ گھنٹے سے زیادہ وقت صرف نہیں ہو سکتا۔ اب صورت یہ ہے کہ اس کارروائی پر پورا گھنٹہ خرچ ہو چکا ہے۔ اس کے باوجود ہم ان کو

جواب ضرور دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹائم کے مطابق پورا آدھا گھنٹہ صرف ہوا ہے۔

وزیر قانون: چلئے آدھا گھنٹہ سہی لیکن اس کے باوجود یہ ملتوی نہیں ہو سکتی تھی۔ لیکن ہم اس کا جواب کل ضرور دیں گے کیونکہ ان سے پہلے ہم Commitment کر چکے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

تجارتی حساب 1983-84 پر آڈیٹر جنرل پاکستان کی رپورٹ
(جو ایوان کی میز پر رکھی گئی)

جناب سپیکر: معزز وزیر خزانہ

MINISTER FOR FINANCE: Mr Speaker Sir, I hereby lay a report of the Auditor's General of Pakistan on accounts of Government of the Punjab for the year 1983-84 Finance Accounts the year 1983-84 and year 1983-84 Appropriation Accounts for the year 1983-84 on the table of the House as required under Article 171 of the Constitution of Pakistan.

MR SPEAKER: The Appropriation Accounts and the Reports of the Auditor's General thereon for the year 1983-84 has been laid on the table of the House. It is referred to PAC No. I for report within a stipulated period of one year.

یہ اکاؤنٹس رپورٹیں آپ کے ملاحظہ کے لئے آپ کو مہیا کر دی گئی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ کے پاس ہوں گی۔

تجارتی حساب 1981-82, 1982-83 پر آڈیٹر جنرل پاکستان کی رپورٹ
(جو ایوان کی میز پر رکھی گئیں)

جناب سپیکر: معزز وزیر خزانہ

MINISTER FOR FINANCE: Sir, I hereby lay the Commercial Accounts of the Government of the Punjab for the year 1981-82, and 1982-83, and the reports of the Auditor's General of Pakistan on these Accounts, on the table of the House as required under Article 171 of the Constituion of Pakistan.

MR SPEAKER: The Commercial Accounts for the year 1981-82 and for the year 1982-83, and the reports of the Auditor General of Pakistan on these accounts has been laid on the table of the House. These reports are referred to PAC No.2 for report within a stipulated time of one year.

جناب سپیکر: اب ہم قانون سازی کو لیتے ہیں۔

مسودات قانون
(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس (ترمیم) بل
(مصدرہ 1986ء)

جناب سپیکر: وزیر لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی بل پیش کریں گے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
میں "دی پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس (امنڈمنٹ) بل 1986ء" ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر قانون: میں یہ عرض کروں گا کہ چونکہ Under the constitutionlal requirement بل Lay ہو چکا ہے۔ آرڈیننس کو بطور بل پیش کر دیا گیا ہے۔ چونکہ اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کرنا ہو گا۔ ہم Rule کی معطلی کے بارے میں گذارش نہیں کریں گے۔ لیکن میں یہ گذارش ضرور کروں گا کہ آرڈیننس کے لئے قانونی قدغن ہے کہ یہ تین ماہ سے زائد زندہ نہیں رہ سکتا۔ یہ خودبخود ختم ہو جائے گا۔ اس لئے دو دن کے وقفے کے بعد اس کی رپورٹ طلب کر لی جائے۔ اس کے بعد ہاؤس میں مزید تین دن اسے دینے ہوں گے۔ اس طرح پانچ دن خرچ ہو جائیں گے۔ آپ رپورٹ کے لئے صرف دو دن کا وقفہ دیں تاکہ اسی سیشن میں اسے Take up کر لیا جائے۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: "دی پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس (امنڈمنٹ) بل 1986ء" ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے اور یہ متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ جو اپنی رپورٹ 19 فروری تک ایوان میں پیش کرے گی۔

مشرقی پاکستان کے سابق ملازمین کی صوبائی آسامیوں پر تقرری

(مصدرہ 1986ء)

وزیر قانون: جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

That the Ex-Employees of the Former Government of East Pakistan (Appointment to provincial Posts) Bill, 1986.

جیسا کہ مجلس قائمہ امور ملازمت و انتظام عمومی و اطلاعات نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے' کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

MR SPEAKER: The motion moved is:-

That the Ex-Employees of the Former Government of East Pakistan (Appointment to Provincial Posts) Bill, 1986 as recommended by the Standing Committee on Services, General Administration and Information Department, be taken into consideration at once

جناب سپیکر: کچھ ترامیم ہیں جو سردار زادہ ظفر عباس' میاں محمد اسحاق اور بیگم شاہین منور احمد کی طرف سے پیش کی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: سردار زادہ ظفر عباس صاحب

SARDARZADA ZAFAR ABBAS: Sir, I move:-

That the Ex-Employees of the Former Government of East Pakistan (Appointment to Provincial Posts) Bill 1986 as recommended by the Standing Information Department, be circulated for the purpose of eliciting opinion there on by 31st march, 1986.

MINISTER FOR LAW: I Oppose it Sir.

جناب سپیکر: سردار زادہ صاحب کچھ کہنا پسند کریں گے۔

سردار زادہ ظفر عباس: تینوں صاحبان کے تحریک پیش کرنے کے بعد میں کچھ کہہ سکوں گا یا پہلے ہی ـــــ

جناب سپیکر: نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تینوں محرکین اس پر تقریر کا حق رکھتے ہیں۔ لیکن آپ نے اسے پیش کر دیا ہے۔ یہ تینوں کی طرف سے پیش کردہ تصور ہو گی۔

سردار زادہ ظفر عباس: ٹھیک ہے سر۔ جناب والا یہ بل مشرقی پاکستان کے بھائیوں کو یہاں پر

ملازمتوں پر کھپانے کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ اس میں اس کی کافی یقین دہانیاں وغیرہ بھی ہیں اور دیگر کلازبائی کلاز ترامیم بھی ہیں۔ اس پر صحیح فیصلہ تب ہی ہو سکتا ہے کہ اس کو مشتہر کیا جائے اور رائے عامہ حاصل کی جائے۔ تاکہ پوری طرح چھان بین کے بعد یہ بل پوری طرح معرض وجود میں آئے۔ اس میں جو بہت بڑی چیز ہے وہ یہ ہے کہ اس کو 1971ء سے لے کر 1974ء تک کے درمیانی عرصہ کے لئے بنایا جا رہا ہے۔ حالانکہ تارکین وطن بعد میں بھی آتے رہے ہیں اور خاص طور پر ہمارے بہاری بھائی ابھی تک آ رہے ہیں۔ اور آتے رہیں گے۔ اور جتنا نقصان بہار کے پاکستانیوں نے اٹھایا ہے اتنا نقصان کسی طبقے نے نہیں اٹھایا۔ اگر ہم نے اس بل کو اسی طرح رہنے دیا کہ 1974ء تک جو مہاجرین آئے ہیں ان کو ہی ملازمتوں میں کھپایا جائے تو پھر اس بل میں ایک بہت بڑی قباحت یہ ہو گی کہ 1974ء کے بعد آنے والے مہاجرین ملازمتوں سے محروم ہو جائیں گے۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ اس کو مشتہر ہونا چاہئے۔ اس کے لئے کافی حد تک ابلاغ عامہ کو زیر کار لایا جائے اور ان سے یہ پوچھا جائے کہ جو مہاجرین مشرقی پاکستان سے آئے ہیں' ان کی ملازمتوں سے متعلقہ امور کے لئے کیا ہونا چاہئے۔

مہر ظفر اللہ خان: کیا یہ تجویز کہ اس کو مشتہر کیا جائے ترمیم میں شمار ہو گی۔

جناب سپیکر: جی ہاں۔

جناب سپیکر: میاں محمد اسحاق صاحب

میاں محمد اسحاق: جناب والا اس سلسلہ میں گذارش ہے کہ جو حضرات 1974ء کے بعد تشریف لائے ہیں' ان کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔ اس کے بارے میں رائے عامہ حاصل کرنے کے لئے وقت دیا جائے۔ اس کو باقاعدہ مشتہر کیا جائے۔

جناب سپیکر: میاں محمد اسحاق صاحب

میاں محمد اسحاق: میری یہ گزارش ہے کہ جو حضرات 1974ء کے بعد تشریف لائے ہیں ان کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔ Public Opinion کے لئے اس کو وقت دیا جائے اور اسے باقاعدہ تشہیر کیا جائے تاکہ مختلف مکاتب فکر کی تجاویز کو زیر غور لایا جا سکے اور فاضل اراکین اس پر غور فرمائیں۔ ملٹری والے حضرات نے جو کچھ مشرقی پاکستان میں کیا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ بہاری بھی ہمارے بھائی ہیں اور وہ پاکستان کو بڑی عزت اور وقار کے ساتھ قبول کئے ہوئے ہیں۔ ان کو اس میں سے

محروم رکھنا زیادتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ان کو بھی اس میں شامل کیا جائے تاکہ ان کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کا کچھ ازالہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ شاہین منور احمد صاحبہ

MR. SPEAKER: I would like to seek your permission to address the House in English.

MR SPEAKER: yes.

MR SPEAKER: This is not a supplementary question. Begum Shaheen Munwar Ahmad: But he can ask then an anwser rather than to say that the Federal Government.

MRS SHAHEEN MUNAWAR AHMED: Firstly, this amendment is to elicit public opinion. And in my opinion since we are Members of the House and this House has been alected by the people through plebiscite which includes people from all walks of life, and these are the people for whom we are here, and we represent them here. And since this Bill or this Law involve a large portion of that papulation which gave great sacrifices and Pakistan came into being. And since unfortunately we are split into two. There are lots of our brethren there in that part are here is Pakistan at the movment who for the name the Pakistan gave a lot of sacrifices. And in fairness to them and in fairness of what the Quaid had promised to them, and since for that they have sacrificed too much. I think it is incumbent upon us, members of this House that before we pass this Bill, we sent it out to the people and get their opinion as to what they want. This issue concerns to a large number of population which goes into lakhs. They are in East Pakistan, at the moment Bangladesh, I would say, and they have been employees of ex-East Pakistan and they want to come to Pakistan at the moment. So since Bengal has large population and we have the law-making authorities here and they should not be in a hurry to decide their fate without consultation of the people who are the public opinion former and are sitting outside

This is all I would like to say about this amendment which involves eliciting for purpose of public opinion and it also takes not very long. It is just one month and by that time we will be able to sort out as to what the people exactly want. And may be that there come some better suggestions and it could be a better lot for this country and for our brethren who would like to join us here.

It is only for this purpose that this amendment should be circulated for public opinion. Because if we are here, we are confindent that this is our part of the country and we have made it into Pakistan and we are happy here and our brethren went to come here. So we should not forget them that those people want to come back for what they have sacrified, and we should give them an opportunity enabling them to join us for what they have sacrificed so much. Thank you.

MR SPEAKER: The amendment moved is and the question is:

> That the Ex-employees of the former Government of East Pakistan (Appointment to Provincial Posts) Bill, 1985 as recommended by the Standing Committee on Services, General Administration and Information, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st March, 1986.

(The Motion was lost)

Mr Speaker: Now the amendment moved is and the question is:

> That the Ex-employees of the former Government of East Pakistan (Appointment to Provincial Posts) Bill, 1985, as recommended by the Standing Committee on Services, General Administration and Information, be taken into consideration at once.

(The Motion was carried)

جناب سپیکر: جناب وزیر قانون صاحب کچھ ارشاد فرمائیں گے۔

جناب وزیر قانون: میں جناب والا عرض کرتا ہوں۔ میرے خیال میں فاضل ممبران موجودہ بل کے Reasons اور Objects کو ملاحظہ نہیں فرمایا اور محض ایک اعتراض کے طور پر ایک ایسی بات کہی ہے اور رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے اس شق کو اس میں داخل کیا ہے۔ اس میں وجوہات یہ بیان کی گئی ہیں کہ اب تک جو مہاجرین وہاں سے آ رہے ہیں ان کو کس طرح Absorb کیا جائے گا اور ان کے لئے دو قسم کی Arguments بھی لی گئی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس کی Cut out date دسمبر 1974ء نہیں ہونی چاہئے بلکہ آگے جانی چاہئے اور Up to date ہونی چاہئے۔ دوسرا یہ کہ اسے Recognize کے لئے Seek کیا جائے کہ آیا اس بل کی منظوری ضروری ہے یا نہیں۔

جناب والا! میں اپنے فاضل اراکین کی توجہ اس بل کی جو statement of objects & reasons بیان کی جاتی ہے اس کی طرف مبذول کراؤں گا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ کوئی بل بھی جب move ہوتا ہے تو اس کو Standing Committee کے سپرد کرنے کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ نہ صرف وہ کمیٹی بلکہ اور بھی ممبران جس کو بھی اعتراض ہو یا اس میں کوئی اپنی suggestion دینا چاہتا ہو تو متعلقہ کمیٹی کو approach کر کے اس میں ترمیم کروا سکتا ہے یا اس کے لئے کوئی مزید طریقہ کار ہو تو اس کے مطابق وہ سفارش کروا سکے۔ Standing Committee کی رپورٹ آنے کے بعد تو Rules of Business میں یہ طریقہ کار موجود ہے کہ Objection لی جا سکتی ہے۔ لیکن میں عرض کروں کہ مشرقی پاکستان جو کہ 16 اکتوبر کو نہیں بلکہ 16 دسمبر کو معرض وجود میں آیا۔ بہرحال وہ جب بھی معرض وجود میں آیا تو migration شروع ہوئی اور اس کی cut out date 21 دسمبر 1974ء اس لئے رکھی گئی کہ اس کی کچھ وجوہات تھیں۔ ایک وجہ تو اس کی یہ ہے کہ فروری 1974ء میں ہم نے مشرقی پاکستان کو recognize کر لیا۔ Summit Conference بھی فروری میں ہو گئی اور migration بھی ہو گئی۔ اصل مقصد اس کا یہ تھا کہ مغربی پاکستان سے جو لوگ on deputation وہاں گئے ہوئے تھے چاہے وہ گورنمنٹ سے تعلق رکھتے تھے یا Local Bodies سے یا Autonomous Bodies سے وہ واپس آ گئے۔

جناب سپیکر: اس کی درستگی یوں ہو سکتی ہے کہ ہم نے مشرقی پاکستان کو تسلیم نہیں کیا بلکہ بنگلہ دیش کو تسلیم کیا ہے۔

جناب وزیر قانون: جی ہاں ہم نے بنگلہ دیش کو ہی تسلیم کیا ہے مگر مشرقی پاکستان ہمارے دل سے

نہیں نکلتا۔ یہ جب تسلیم ہو گیا Migration مکمل ہو گئی تو جو ملازمین اب تک ہمارے پاس آئے ان کی کل تعداد مختلف گریڈز میں 228 تھی۔ Grading Position بھی ان کی مختلف ہے کوئی گریڈ 19 کے ہیں کوئی 1, 2, 3, 5, 6, 7, 11, 14, 16, 17, 18 کے ہیں اور وہ باقاعدہ گورنمنٹ میں Absorb ہو چکے ہیں۔ کوئی فیڈرل گورنمنٹ میں ہے اور کوئی پراونشل گورنمنٹ میں ہے۔ اب اس بل کو لانے کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہم ان تمام ملازمین کو ان کی سنیارٹی کے مطابق adjust کر سکیں اور ان کا due ہم ان کو دے سکیں۔ انہوں نے جو سروس وہاں کی ہے وہ یہاں شمار کر کے ان کی سنیارٹی Fix کی جا سکے۔ یہ بات کاغذی طور پر اور قانونی طور پر درست کی جانی ضروری ہے تاکہ ان کو ان کا حق دیا جا سکے۔ رہ گئی یہ بات کہ اس کو اوپر رکھا جائے اور یہ رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس میں رائے عامہ معلوم کرنے والی ایسی کون سی بات ہے اور رائے عامہ اس بارے میں کیا کہے گی کہ ان کو grading/adjustment اور سنیارٹی وائز نہ کیا جائے اور ان کو جو مشرقی پاکستان کی سروس کے فائدے ملنے چاہئیں وہ نہ ملیں؟ البتہ ایک بات یہ ہے کہ ان کو 1974ء تک کیوں محدود رکھا جائے اب تک کیوں نہ رکھا جائے۔ میں عرض کروں گا کہ یہ اس وقت قانون کے تابع ہوتا ہے جب recognition کسی ملک کی ہو جاتی ہے اور migration مکمل تصور ہو جاتی ہے اس کے بعد کوئی ایسا موقع نہیں ہے۔ اب کچھ لینے اور دینے کا جو بھی agreement ہو گا وہ گورنمنٹ لیول پر ہو گا' جس وقت وہ چاہے ہمارے بارڈر کے اندر walk-in کر آئے۔ یہ اگر ہو گا تو گورنمنٹ لیول پر ہی کوئی Agreement ہو گا۔

اس لئے یہ شق ان کی رکھی جا سکتی ہے' لیکن قانون 1974ء تک کہ جب Summit Conference ہو گئی' بنگلہ دیش کی recognition ہو گئی۔ دسمبر 1974 تک Migration بھی ہو گئی پھر اب تک ان کی adjustment بھی ہو چکی ہے۔ یہ صرف کاغذات میں اور ان کو Dues دینے کے لئے ان کا حق بنتا ہے Dues دینے کے لئے ضروری ہے کہ اس قانون کو ترمیم کیا جائے اور اس لئے میں اپنے فاضل ممبران سے گزارش کروں گا کہ اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بل جو پیش کیا جا رہا ہے اس بارے میں میں ان کو Opposition تو نہیں کہوں گا بلکہ مخالفانہ نقطہ نظر رکھنے والے ان اصحاب کو عرض کروں گا کہ جب پچھلا اجلاس ہوا تو اس وقت یہ بل بھی ان میں شامل تھا کہ تمام ترامیم جو ہیں وہ withdraw کر لی جائیں گی اور کوئی Amendment move نہیں کی جائے گی اور اس کو پاس کیا جائے گا۔ یہ بل اس Agreement میں شامل ہے اس دن چونکہ وقت کی قلت کی وجہ سے یہ نہیں ہو سکا تھا اور اس لئے یہ اب move کیا جا رہا ہے میں عرض کروں گا کہ وہ اپنی

amendments واپس لے لیں اور اگر وہ اس پر اکتفا نہیں کرتے تو میں فاضل ممبران ہاؤس سے گزارش کروں گا کہ وہ اس amendments کی اجازت نہ دیں اور یہ بل جس صحیح مقصد کے لئے پیش کیا گیا ہے' اس کی آج تکمیل ہو سکے۔ شکریہ جناب۔

MR SPEAKER: The amendment moved is and the question is:

That the Ex-employees of the former Government of East Pakistan (Appointment to Provincial Posts) Bill, 1985 as recommended by the Standing Committee on Services, General Administration and Information, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st March, 1986.

(The Motion was lost)

Mr Speaker: Now the amendment moved is and the question is:

That the Ex-employees of the former Government of East Pakistan (Appointment to Provincial Posts) Bill, 1985, as recommended by the Standing Committee on Services, General Administration and Information, be taken into consideration at once.

(The Motion was carried)

MR SPEAKER: Now the Clause-2 is under consideration.

There are some amendments moved by Sardarzada Zafar Abbas and Mrs Shaheen Munawar Ahmed.

Sardarzada Zafar Abbas, would you like to say something about these amendments.

LAW MINISTER: I would request the honourable member to withdraw the amendments

چودھری محمد افضل چٹھہ: جناب! میری ایک گزارش ہے۔ یہاں اردو بولی جائے یا اردو میں بولو' یا پنجابی میں انگریزی کو ختم کرو۔ جو ہمیں یہ بنڈل دیئے ہیں یہ بھی اردو میں ہونے چاہیئے تھے۔ ہمارے ساتھ سراسر زیادتی ہو رہی ہے ایمانداری کی بات تو یہ ہے۔ سارا ہاؤس سویا ہوا ہے جو بجٹ آیا تھا وہ بھی انگریزی میں تھا ہمیں اس میں ڈھونڈتے ڈھونڈتے کوئی چیز بھی نہیں ملی پھر وہی ہمارے سامنے لا رہے ہو۔ میری گزارش ہے کہ اگر انگریزی کی بجائے اردو میں ہو جاتا تو کتنا اچھا تھا۔ ہمارے صدر

صاحب کئی بار اعلان کر چکے ہیں کہ اردو قومی زبان ہے اردو قومی زبان ہے مگر حال تو یہ ہے کہ ہم بات تو کچھ اور کرتے ہیں اور ہمارا عمل کچھ اور ہوتا ہے۔ جناب! میں ان پڑھ آدمی ہوں جب تک کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آئے گی میں کیا بول سکتا ہوں رائے تو میں نے بھی دینی ہے میں اس ہاؤس کا ممبر ہوں بات اردو میں ہو تو میں سمجھ سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: جناب چن صاحب۔ یہ جو قانون سازی ہے اور جو آج کے ایجنڈے پر ہے' اس کو آپ دیکھیں گے کہ ہم نے اس کا متن انگریزی میں بھی فراہم کیا ہے اور اردو میں بھی۔ آپ چاہیں تو اردو پڑھ لیں' آپ چاہیں تو انگریزی پڑھ لیں اور آپ مناسب خیال فرمائیں تو اردو میں اس میں حصہ لیں' آپ مناسب خیال فرمائیں تو انگریزی میں حصہ لیں۔

چودھری محمد افضل چن: جناب والا! جب آپ یہ پڑھتے ہیں تو اس وقت بھی آپ اردو میں پڑھیں۔ تاکہ لیں نو کرتے وقت ہمیں کوئی دشواری نہ ہو۔

جناب سپیکر: آپ "لیں" "نو" نہیں کرنا چاہتے' "ہاں" "نہ" کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد افضل چن: جی ہاں۔ جناب والا' آپ دوسرے ہاؤس دیکھ لیں۔ پنجاب کا واحد ہاؤس ہے جس میں پنجابی نہیں بولتے۔ آپ سندھ کو دیکھیں' بلوچستان کو دیکھیں اور سرحد کو دیکھیں۔ سب اپنی زبانیں بولتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ یہاں اگر پنجابی بولنی ہو تو وہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ جناب' مجھے اجازت ہے؟ اگر آپ اجازت دیں گے تو ہم بول سکتے ہیں۔ حالانکہ ہمارا یہ ہاؤس پنجاب کا ہے۔ یہاں ہر حالت میں پنجابی بولنی چاہیے۔ اگر ہم پنجابی نہیں بولتے تو یہاں کم از کم ہمیں اردو تو بولنی چاہیے۔ مہربانی جناب۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! آج چائے کا وقفہ نہیں دیں گے؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ چائے پی سکتے ہیں۔ آپ کو کس نے روکا ہے؟

سید طاہر احمد شاہ: میں تو جناب' آپ کے چیمبر میں آپ کے ساتھ پینا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: میں آپ کی خدمت میں اپنے چیمبر میں ضرور چائے پیش کروں گا۔ اب کلاز نمبر 2 زیر غور ہے۔ اس میں سردار زادہ ظفر عباس صاحب اور مسز شاہین منور احمد صاحبہ کی طرف سے ترامیم پیش کی گئی ہیں۔ جناب سردار زادہ ظفر عباس صاحب

وزیر قانون: پوائنٹ آف انفرمیشن۔ میں نے ایک بات کی تھی۔ اس کا جواب میرے فاضل دوست کی طرف سے' ممبران کی طرف سے نہیں مل سکا۔ گزشتہ اجلاس میں یہ ایک Package deal تھی اور یہ اس کا حصہ ہے۔ یا تو اس سے انکار کر دیں کہ یہ اس کا حصہ نہیں۔ ویسے تو ہمیں اعتراض نہیں۔ لیکن یہ اس Package deal کا ایک حصہ تھا کہ اس بل پر جو ترامیم ہیں وہ واپس لے لیں گے۔ کم از کم یہ تو تسلیم کریں کہ پچھلی دفعہ واقعی کوئی ایسی بات ہوئی تھی اور اس کے بعد وہ بے شک جو چاہیں کریں۔ گزشتہ اجلاس میں جو package deal ہوئی تھی یہ اس کا حصہ ہے کہ اس میں ترامیم پیش نہیں ہوں گی۔

جناب سپیکر: سردار زادہ صاحب! لاء منسٹر صاحب آپ سے مخاطب ہیں۔

سردار زادہ سید ظفر عباس: جناب! میں نہیں سمجھ سکا کہ انہوں نے کیا فرمایا ہے۔ کچھ تو وہ سپیکر سے ذرا دور تھے یا کیا بات ہے' یا میرے کانوں کو کچھ ہو گیا ہے۔ میں ان کا ایک لفظ بھی نہیں سمجھ سکا۔

وزیر قانون: میں یہی اس کے جواب میں کہہ سکتا ہوں:

کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

میں نے یہ عرض کیا ہے کہ یہ ایسٹ پاکستان ایمپلائز کا جو ایکٹ ہے' گزشتہ اجلاس میں ہم نے جو باقی لیجسلیشن کی تھی' یہ اس کا ایک حصہ ہے جس میں agreement ہوا تھا کہ اس میں ترامیم پیش نہیں ہوں گی۔ لیکن گزشتہ اجلاس اختتام پذیر ہونے کی وجہ سے یہ بل لیک اپ نہیں ہو سکا تھا۔ لیکن یہ اس Agreement کا حصہ ہے کہ تمام Amendments جو اس میں آپ نے کی ہوئی ہیں' وہ آپس لے لیں گے۔ اگر وہ اس کا اعتراف کرتے ہیں تب بھی بتائیں اور اگر نہیں کرتے تو بڑی خوشی سے جاری رکھیں لیکن یہ اس معاہدے کا ایک حصہ ہے کہ وہ آپ اس میں ترامیم واپس لے لیں گے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: وہ غیر جماعتی تھا۔

سردار زادہ سید ظفر عباس: جناب سپیکر! میں اس کے متعلق یہ عرض کروں گا اور جناب وزیر قانون سے عرض کروں گا کہ یہ نہایت اور سنگین معاملہ ہے اس وقت جو معاہدہ ہوا تھا وہ اس بل کے متعلق ہوا تھا جو بل اس دن پیش کیا گیا تھا۔ لیکن یہ چونکہ پیش ہی نہیں ہوا تھا اس لئے اس میں معاہدہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس میں جناب ایک ہی چیز ہے اور میں فاضل وزیر قانون کی توجہ

MR. SPEAKER: The amendment moved is:

> That in para (a) of Clause 2 of the Bill for the words, figures and commas, "during the period commencing on the 16th December, 1971 and ending on the 31st December, 1974" occurring in lines 3-4, the words, figures and comma" after 16th December, 1971" be substituted.

Would you like to oppose it or support it, Mr Law Minister.

سردار زادہ سید ظفر عباس: جناب سپیکر! یہ بل اس لئے پیش کیا گیا ہے کہ ان پناہ گزین یا مہاجر جو حضرات مشرقی پاکستان سے اس پاکستان میں آئے ہیں اور بعد میں وہ بنگلہ دیش بن گیا ہے۔ وہاں پر ایسے افراد تھے جو بنگلہ دیش کے بننے سے ناراض تھے وہ نہیں چاہتے تھے کہ بنگلہ دیش بنے وہ نہیں چاہتے تھے کہ ہم بھائیوں کو آپس میں جدا کر دیا جائے۔ تو ان حضرات نے وہ ملک چھوڑ دیا اور انہوں نے قائد اعظم کے پاکستان میں آنے کے لئے جدوجہد کی وہ باوجود کئی رکاوٹوں کے ان کے گھر بار ان کے ساتھ مصیبتیں آئیں ان پر سختیاں پڑیں لیکن اس کے باوجود پاکستان کو اپنا وطن سمجھتے ہوئے بنگلہ دیش میں رہنے سے انکار کر دیا ان آدمیوں کو Compensate کرنے کے لئے ہے۔ یہ بل اسمبلی میں لایا جا رہا ہے۔ جناب اس شق 2 میں جو چیز لائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ وہ آدمی جو 16 دسمبر 1971ء سے لے کر 31 دسمبر 1974ء یعنی کہ تین سال 14 دنوں میں جو آدمی مشرقی پاکستان سے اس وقت کے مغربی پاکستان میں آ گئے ہیں ان کی ملازمتوں کے تحفظ کے لئے یہ بل لایا جا رہا ہے۔ ان کو وہی ملازمتیں دی جائیں اور وہی گریڈ دیئے جائیں جو ان کا مشرقی پاکستان میں تھا جناب والا حالات کچھ یہ تھے کہ وہ جنگ جو ہمارے اوپر مسلط کر دی گئی تھی وہ تو دسمبر میں ختم ہو چکی تھی لیکن اس کے ساتھ وہ آدمی جو پاکستان سے محبت رکھتے ہیں وہ ابھی تک مشرقی پاکستان جو اب بنگلہ دیش بن گیا ہے اور وہ وہاں موجود ہیں اور جن کا ثبوت متعدد بار اخبارات میں آیا ہے پچھلے دنوں جنگ نے ایک خبر لگائی تھی کہ پورے اڑھائی لاکھ بہاری جو بنگلہ دیش میں نہیں رہنا چاہتے جو پاکستان میں رہنا چاہتے ہیں جو اپنے آپ کو پاکستانی تصور کرتے ہیں وہ ابھی تک ایسی مشکلات اور رکاوٹوں کے وجہ سے پاکستان میں نہیں آئے وہ وہاں پر بے گھر ہیں وہ کیمپوں میں رہتے ہیں وہ ایک زبوں حالی کی زندگی گزار رہے ہیں اور ان کے لئے پاکستان گورنمنٹ نے بھی متعدد بار اعلان کیا ہے کہ ہمیں جونہی موقع ملے گا ہم ان کو پاکستان میں لائیں گے۔ کیا ان بھائیوں کے لئے ایک بار پھر قانون بنایا جائے گا۔ قانون جو بھی بنایا جاتا ہے وہ اس لئے بنایا جاتا ہے وہ ہمیشہ تک کے لئے رہے قانون کا مقصد یہ تو نہیں ہوتا کہ اس کو اتنا محدود کر دیا جائے۔ جو بعد میں اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے ان کو اس سے ڈی بار کر دیا جائے اور ان

اس طرف مبذول کراؤں گا ابھی ابھی پچھلے دنوں جنگ میں ایک خبر آئی تھی کہ ابھی تک اڑھائی لاکھ بہاری ایسے بیٹھے ہوئے ہیں جو بیچارے پاکستان آنا چاہتے ہیں اور انہیں پاکستان گورنمنٹ لینا چاہتی ہے۔

جناب سپیکر: سردار زادہ صاحب میں یہ عرض کروں گا کہ بات صرف اتنی ہے آپ اپنی ترامیم واپس لیں کیونکہ پچھلے سیشن میں یہ معاہدہ ہوا تھا کہ آپ اس بل میں ترامیم Move نہیں کریں گے کیا آپ واپس کرنا چاہتے ہیں؟

سردار زادہ سید ظفر عباس: جناب والا! وہ بات اس بل کے متعلق تھی جس میں ------

جناب سپیکر: آپ ہاں میں یا نہ میں جواب دیں۔

سردار زادہ سید ظفر عباس: میں تو عرض کرتا ہوں کہ اس بل کے متعلق کوئی بات ہی نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: تو آپ اپنی ترامیم Move کیجئے۔

سردار عارف رشید: پوائنٹ آف آرڈر۔ ابھی مخدوم صاحب نے فرمایا ہے کہ اس وقت ہاؤس غیر جماعتی تھا۔ میں ان سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ ان کا وعدہ بھی غیر جماعتی تھا۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی (غلام حیدر وائیں): جناب سپیکر یہاں بات وعدے کی ایفا کی ہو رہی تھی۔ اگر اجازت ہو تو میں سردار زادہ صاحب کی خدمت میں ایک شعر عرض کر دوں۔

میری یادوں کے افق پر آپ کے وعدوں کے چاند
اس قدر چمکے نہیں ہیں جس قدر گہنائے ہیں

سردار زادہ سید ظفر عباس: کاش میں بھی بشریٰ رحمان ہوتا میں بھی اس کے جواب میں عرض کرتا لیکن میں وہ نہیں ہوں میں انہیں یہ عرض کروں گا کہ وہ ان کے جواب میں اگر ان کے پاس کچھ ہے وہ مجھ پر مہربانی کرتے ہوئے میری طرف سے پیش کر دیں۔

جناب سپیکر: سردار زادہ صاحب آپ محترمہ بشریٰ رحمان نہیں آپ اپنی ترامیم پیش کریں۔

SARDARZADA SYED ZAFAR ABBAS: I move:

That in para (a) of Clause 2 of the Bill, for the words, figures and commas, "during the period commencing on the 16th December, 1971 and ending on the 31st December, 1974" occurring in lines 3-4, the words, figures and comma "after 16th December, 1971" be substituted.

کے لئے کوئی جگہ ہمارے پاکستان میں نہ رہے جناب اس شق کو قید بنا دیا گیا ہے کہ 1971ء سے لے کر 1974ء کے درمیانی عرصہ میں جو آدمی مشرقی پاکستان سے پاکستان میں آئیں ان کے لئے ملازمتوں میں جگہ رکھی جائے۔ جو کہ انصاف کے خلاف ہے۔ ہمارے وہ بھائی ہیں جو وہاں پر ہیں انہوں نے بھی کل آنا ہے اور خدا جانے ان میں کتنے آدمی ملازمت پیشہ ہوں گے جن کی ملازمتیں 1971ء سے ختم ہو گئی ہیں۔ جن کو وہاں پر صحیح طرح بلن و نفقہ بھی نہیں مل رہا جیسے اگر میرے کانوں نے صحیح سنا ہے تو وزیر قانون صاحب نے یہ فرمایا تھا جن آدمیوں کے لئے یہ قانون بنایا گیا ہے ان کی تعداد 228 ہے یہ تعداد یا اس سے کم ہے یا اس سے زائد ہے۔ اس سے تو کوئی غرض نہیں ہے غرض تو ان آدمیوں سے ہے جو وہاں سے لٹے پٹے قافلوں میں یا تنہا مشرقی پاکستان سے مغربی پاکستان میں آنے کے لئے چلے اور خدا جانے وہ کب پہنچیں۔ وہ 1974ء میں پہنچے۔ 1975ء میں پہنچے۔ 1976ء میں پہنچے یا اب وہ 86-1985ء میں وہاں سے آئیں گے۔ تو ان افراد کے لئے اس بل کو اتنا محدود نہ کیا جائے۔ صرف اتنا کر دیا جائے کہ اس سے وہ بھاری بھی مستفید ہو سکیں جو اب پاکستان میں آئیں گے۔ ان کے لئے پھر ہمیں نیا قانون نہ بنانا پڑے اور اس میں نئی ترامیم نہ کرنی پڑیں۔ اس لئے میں نے یہ عرض کیا ہے کہ اس کی تاریخ اڑا دی جائے اور صرف یہ کہا جائے کہ یہ 1971ء سے لے کر جب بھی وہ پاکستانی یہاں پر آئیں تو ہم ان کو خوش آمدید کہہ سکیں۔ ہم انہیں ان کی ملازمتیں اور ان کے حقوق دے سکیں۔ تو اس کے لئے سارے بل میں صرف یہی ایک ترمیم ہے۔ میں تمام ہاؤس سے یہ اپیل کروں گا کہ ان بھاریوں کے لئے جنہوں نے آپ کے لئے اتنی بڑی قربانیاں دیں۔ جنہوں نے پاکستان کے بننے میں اتنی بڑی قربانیاں دیں اور پھر پاکستان کی محبت میں اتنی بڑی قربانیاں دی ہیں ان کے حال پر رحم کرتے ہوئے ان کے لئے آپ وہ جگہ رہنے دیں کہ وہ وہاں پر بیٹھے ہوئے بھی یہ سوچ سکیں کہ جب بھی ہم اپنے ملک میں پہنچیں گے تو ہماری ملازمتوں کے جو گریڈ ہم سے چھین لئے گئے ہیں ظلم و ستم سے ہم سے چھین لئے گئے ہیں وہ ہمیں مل جائیں گے۔ میں تمام ہاؤس سے اتنی ہی اپیل کروں گا کہ اس ترمیم کو پاس کریں تاکہ بعد میں ان بھاریوں کے لئے کوئی مشکلات پیدا نہ ہوں جو اب پاکستان آئیں گے۔

MR. SPEAKER: Begum Shaheen Manawar Sahiba.

BEGUM SHAHEEN MUNAWAR: May I read out the amendment?

MR. SPEEAKER: No. You can make a speak in support of your amendment.

BEGUM SHAHEEN MUNAWAR: Sir, Sardarzada Sahib has already been talking about this matter and since words are the same and the idea lying behind this amendment is same, I would only like to second him. I would also like to bring to the notice of this House that, in all fairness we should admit, these people have made sacrifices not once but twice for Pakistan. We, who are living in this part of the country. made sacrifices only once by bringing Pakistan into being but these brethern of ours have made sacrifices twice. Some of them who are still there and want to come here should not be restricted by this time-bar of 31st December, 1974. If for nothing else but to fulfil our promise held out to them. They are sacrificing their home-land, that is Bangla Desh, and we should be broad-minded enough to welcome them whenever they come here by removing this time-bar. During these last so many years, if we go by the figures given by the Law Minister, less then 250 people have been involved and, I am sure, they will not be more than 200 again. So, if we remove this time-bar for just 200 people, it will show that we have never wanted our brethern to be away from us. We have been livng as one country but unfortunately a part of our country has been segregated, that is Bangla Desh; we should give them the security for which they have sacrificed not once but twice. I would, therefore, appeal to the House, through you Sir, that they should consider it and remove the time bar. Instead of 31st December 1974 it should be 16th December, 1971.

MR. SPEAKER: Motion moved is..... .

MINISTER FOR LAW: Sir, it is my right to oppose the amendment.

چودھری محمد صدیق سالار: جناب والا! اس ایوان میں وہ بات کی جائے جو سب سمجھ سکیں۔

MR. SPEAKER: Would you like to say something.

MINISTER FOR LAW: Yes, Sir.

وزیر قانون: جی ہاں۔ جناب والا۔ اس سلسلے میں سردار زادہ صاحب اور بیگم شاہین منور صاحبہ نے جو تقاریر کی ہیں وہ میں سمجھتا ہوں۔ کہ ویسے تو ان کے الفاظ بہت اچھے تھے لیکن مجھے افسوس ہوتا ہے کہ جو اس بل میں باریک بینی ہے اور جس مقصد کے لئے بل لایا جا رہا ہے میرا خیال ہے کہ وہ میرے فاضل دوستوں نے سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ اگر سردار زادہ صاحب کی یہ بات مان لی جائے کہ 1974ء کی ڈیٹ نہ رکھی جائے اور اس کو Open رکھا جائے کہ جب کوئی آ جائے۔ تو یہ تجویز تو اس طرح معلوم ہوتی ہے کہ جب 1947ء میں پاکستان بنا تھا تو اب تک میرے خیال میں ہمیں اپنی نیشنلز کی پاکستان میں سٹیزنشپ مکمل نہیں کرنی چاہئے اور ہمیں آئندہ سے اس چیز کا انتظار کرنا چاہئے کہ شاید انڈیا سے کوئی بھولا بھٹکا آدمی ادھر آ جائے۔ اور جب آ جایا کرے تو ان کو شامل کرتے جائیں اور کوئی سٹیزنشپ مکمل نہ ہو اور کوئی Finality کسی بات پر Attach نہ ہو اور ہم بیٹھے دیکھتے رہیں کہ کوئی بیرون ملک سے کس وقت آئے اور اس کو شامل کریں۔ تو یہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ بنگلہ دیش جو کہ اب فارن ملک ہے۔ Foreign independent country ہے جس کو ہم نے Recognize کیا ہوا ہے اور اس کو تسلیم کرنے کے بعد اس کے اور ہمارے مراسم Independent Countries کے طور پر ہیں۔ اور یہ بل جو پیش کیا گیا ہے یہ ہماری اور عام پبلک کے لئے نہیں۔ اس بل کو سمجھنا کوئی اتنی مشکل بات نہیں تھی۔ ہم ملازمین کی بات کر رہے ہیں کہ جب پاکستان بنا اور جو لوگ متحدہ پاکستان کی کامن سروس میں موجود تھے اور جو ادھر مائیگریٹ کر کے آ گئے تھے اور انہوں نے 1974ء تک اپنی Choice دے دی ہے اور ان پر کوئی پابندی نہیں تھی۔ Dows Release ہو چکے ہیں۔ وہ سارے آ چکے تھے۔ یہ سب ملازمین کی بات ہو رہی ہے ساری ہماری پاپولیشن کی بات نہیں ہو رہی ہے کہ وہ آئیں اور ان کو ہم اپنی سٹیزنشپ دیں۔ اپنی نیشنل کی سٹیزنشپ میں سے کوئی حصہ دے دیں اور ان سب کو Employee کر کے سٹیزنشپ لسٹیں دوبارہ بنانی شروع کر دیں کہ یہ وہاں کیا کرتے رہیں اور یہاں کیا کرتے رہے ہیں۔ یہ بڑی سیدھی سی بات ہے کہ 1974ء تک کی Certain Date دے کر یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ جتنے ملازمین وہاں چاہتے تھے جو ویسٹ پاکستان میں سروس کر رہے تھے یا ایسٹ پاکستان میں جنہوں نے یہ Cartin دی کہ وہ پاکستان کے شہری بننا پسند کریں گے۔ وہ ملازمین تھے وہ عام پبلک نہیں کہ جب بھی کوئی قافلہ آ جائے یا لٹے پٹے قافلے آ جائیں' جن کو Refer کیا گیا ان کو آپ سمجھیں کہ یہ وہاں ملازمین تھے۔ Foreign Countries کے جو ملازمین ہیں انہیں یہاں مدغم کرنے کا قطعاً" کوئی

سوال نہیں ہے۔ یہ تو صرف ان ملازمین کے لئے ہے جو پہلے ملازمین تھے اور کسی وجہ سے وہاں رہ گئے تھے۔ انہوں نے اپنا Option دیا تھا کہ ہم پاکستان میں جا کر رہیں گے۔ یہاں Adjust ہوں گے ان کو Adjust کرنے کے لئے اب کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم کسی ملازمتی چپڑاسی سے لے کر بڑے سے بڑے گریڈ تک معاملہ Open رکھیں۔ کہ اس کی سنیارٹی کو touch ہی نہ کیا جائے اور کسی کو اس کے حقوق دیئے ہی نہ جائیں اس لئے کہ شائد دس سال بعد کوئی بھولا بھٹکا آدمی آ نہ جائے۔ تو آخر کسی معاملے کی کوئی حد ہوتی ہے۔ کوئی بات کو Point Out کرکے اس کی حد مقرر کرنی پڑتی ہے۔ تو یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ شاید انڈیا سے کوئی آدمی آ جائے یا افغانستان سے کوئی آدمی آ جائے اس کو بھی یہاں بسانا پڑ جائے۔ ہمیں بھاریوں سے پوری ہمدردی ہے وہ ہمارے بھائی ہیں۔ انہوں نے Sacrifice کیا ہے۔ انہوں نے بڑی قربانیاں دی ہیں۔ لیکن دو برادرانہ ممالک کے درمیان ایک Reciprocal معاہدہ ہو گا کہ اگر ہم ان کو لیں تو کس طریقہ سے لیں۔ کن شرائط پر لیں۔ ان کی کیا نگہداشت ہو گی۔ اور کس طرح Foreign Bodies اور Countries کرتی ہیں۔ کس طرح Finance کریں گے۔ وہ اس بل کا حصہ نہیں ہو سکتے جو پیش کیا گیا ہے۔ اس لئے میں عرض کروں کہ اس میں لمبی چوڑی تقریر کرنے کا یہ مقصد تو ہو سکتا ہے کہ اس کے لئے کوئی لفاظی سے کام لیا جائے۔ لیکن میں نے تو بڑی سیدھی سی بات کی ہے۔ کہ "یہ 1974ء تک" اب اس کو For ever open نہیں رکھا جا سکتا۔ اس طرح کبھی ہو نہیں سکتا کہ آپ اپنی سنیارٹی کی لسٹوں کو Open رکھ چھوڑیں کہ کب ہم ان کو Adjust کریں۔ کب کون آئے گا کون نہیں آئے گا۔ اس لئے میں نے یہ بڑی واضح بات کر دی ہے کہ یہ ترمیم قطعی غیر ضروری ہے اور اس میں Logic بنتا ہی نہیں ہے۔ اس لئے میں ہاؤس سے گزارش کروں گا کہ اس ترمیم کو جو ابھی جناب سپیکر Move کرنے والے ہیں اسے Reject کریں۔ اور بل کو پاس کریں۔ میں نے تو گزارش کی تھی کہ ہمارے دوست شائد وعدے کے اتنے دھنی معلوم نہیں ہوتے اور ہمیں پتا چل گیا کہ ایک معمولی سی بات کے لئے اتنی بڑی بات کر دی گئی میں تو کچھ نہیں کہہ سکتا۔ بہرحال گزارش کروں گا کہ یہ ترمیم Reject ہونی چاہئے۔

MR. SPEAKER: Motion moved. The question is -

That is para (a) of Clause 2 of the Bill, for the words, figures and commas, "during the period commencing on the 16th December, 1971 and ending on the 31st December, 1974" occurring in lines 3-4, the words, figures and comma "after 16th December, 1971" be substituted.

(Motion was lost)

وزیر قانون: جناب والا' اس سلسلہ میں میری گزارش ہے کہ جو ترمیم سردار زادہ صاحب اور دیگر احباب کی طرف سے Move کی گئی ہے' اس پر آپ سے رائے مانگ رہے ہیں تاکہ اردو جاننے والے حضرات جان سکیں۔

جناب سپیکر: میں نے ترمیم کا ذکر کیا ہے۔ The amendment is and the question is ترمیم جو پیش کی گئی ہے سردار زادہ صاحب کی طرف سے اور بیگم شاہین منور احمد صاحبہ کی طرف سے اس کا کہا گیا ہے۔

MR. SPEAKER: The question is -

That Clause 2 forms part of the Bill.
(Motion was carried)

Now, Clause 3 is under consideration. Sardarzada Zafar Abbas, Mian Muhammad Ishaq and Mrs. Shaheen Munawar Ahmed have proposed some amendments. Sardarzada Zafar Abbas may move his amendment.

SARDARZADA SYED ZAFAR ABBAS: I beg to move -

That in Clause 3 of the Bill, for the words "may", occurring in line 1, the words "shall" be substituted.

MR. SPEAKER: Motion moved is -

That in Clauses 3 of the Bill, for the words "may", occurring in line 1, the words "shall" be substituted.

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

جناب سپیکر: سردار زادہ صاحب اس پر کچھ کہنا چاہیں گے۔

سردار زادہ سید ظفر عباس: جناب والا یہ سب سیکشن 3 ضمن 3 میں الفاظ یہ ہیں کہ

"An employee may, with the approval of the competent authority, be appointed to an existing or supernumerary post in the Grade, as far as practicable, equivalent to the scale of the former post of such employee from the date he holds such post."

تو اس میں جناب والا Competent Authority جس کے ساتھ ہی Explanation اس کو Define کر دیا گیا ہے اس کو یہ اختیار دیا گیا ہے لفظ "May" سے کہ وہ جس گریڈ میں ان کو چاہے اس گریڈ

میں ان کو ملازمت دے۔ حالانکہ اس قانون سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان کو اسی گریڈ میں ملازمتیں دی جائیں جس گریڈ میں وہاں سے انہوں نے ملازمتیں چھوڑی تھیں۔ تو اب جناب والا "May" کا لفظ استعمال کرکے اس Competent اتھارٹی کو یہ اختیار دے دیا گیا ہے کہ وہ اگر چاہے تو اس گریڈ میں دے اور اگر نہ چاہے تو اس گریڈ میں نہ دے۔ جس کے متعلق میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ لفظ جو ہے یہ وہ Powers جو کہ competent اتھارٹی کو دے دی گئی ہیں وہ Mis-Use کی جائیں گی جیسا کہ پہلے ہوتا چلا آیا ہے۔ تو میں یہ لفظ "Shall" کا اس لئے اس میں شامل کرانا چاہتا ہوں کہ Competent اتھارٹی کو یہ اختیار نہ دیا جائے کہ اس کے گریڈ میں وہ کوئی تبدیلی نہ کرسکے۔ یہ تو جیسا کہ دیکھنے میں آیا ہے رشوت کا ایک بازار گرم ہو جاتا ہے۔ ہماری جو نوکر شاہی ہے اس کو جہاں پر بھی Discretion ملتی ہے اس میں خدا جانے کتنی Corruption کو ہم Invite کرتے ہیں اس اسمبلی کے جتنے بھی قبل ازیں اجلاس ہو چکے ہیں' ان سب میں یہی رونا تھا۔ اور یہی رونا ہے اور ابھی تک اس رونے کو کنٹرول نہیں کیا جا سکا ہے۔ چونکہ یہ جو ہماری نوکر شاہی کے پاس Discretinary Powers ہیں یہ ان کو دعوت دیتی ہیں کہ اس سے وہ کمائی بھی کریں' اس سے وہ لوگوں کو oblige بھی کرے۔ اور اس سے مزید جو Favouritism وغیرہ ہے وہ سارے کا سارا اسی ایک "May" کے لفظ سے ہی جو کہ Discretion کے ضمن میں آتا ہے وہ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور ہم غریب بیچارے جو افسر شاہی سے علیحدہ طبقات ہیں وہ اس کا شکار ہیں تو میں یہ تمام ایوان سے یہ عرض کروں گا معزز اراکین سے یہ عرض کروں گا کہ چونکہ یہ بات آپ کے علم میں نہیں ہے کہ اس Discretion سے کتنے ناجائز فائدے اٹھائے جاتے ہیں۔ تو اس لئے Discretion کا جو حق ہے Competent اتھارٹی سے چھین لیا جائے۔ اور کسی بھی گریڈ کو کم یا زیادہ کرنے کی Discretion ان کے پاس نہ ہو۔ کہ وہ اس کو Mis-use کرسکیں۔

جناب سپیکر: میاں محمد اسحاق صاحب

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر' میں اپنے فاضل دوست کی اس بحث کو تقویت بخشتے ہوئے یہ عرض کروں گا یہ واقعی امر واقعہ ہے کہ ہم جب کسی کو اپنے اختیارات دے دیتے ہیں' اس سے کئی حضرات ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں' کیوں نہ اس میں "Shall" کیا جائے جو کہ ان کو پابند کرتا ہے کہ جس گریڈ میں وہ حضرات تھے اس گریڈ میں ان کو "Shall" دے دیا جائے۔ لفظ "May" سے مطلب ہے کہ اگر وہ چاہیں یا نہ چاہیں تو ہم ان کو کیوں اختیارات دیں کہ وہ استعمال کریں۔ یہ ہم کیوں نہ حق

استعمال کریں کہ اگر وہ اس گریڈ میں تھے تو ان کو وہی گریڈ دے دیا جائے۔ یہ "Shall be" اور نہ کہ "May be" ہونا چاہئے کیونکہ لفظ "May be" سے یہ ہو گا کہ جو بھی ان کی زیادہ جا کر خوشامد کرے گے تو وہ ان کو گریڈ دے دیں گے اور اگر انہیں خوشامد کرے گا تو وہ اس کو نہیں دیں گے۔ تو میں بھی اپنے فاضل دوست کے دلائل سے اتفاق کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ یہاں پر لفظ Shall be ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: بیگم شاہین منور احمد صاحبہ

BEGUM SHAHEEN MUNAWAR AHMED: I would only like to add that "shall" and "may" are two legal terms which if used in general terms do not appear to have any difference but when we use them in law making "shall" becomes mandatory and "may" gives you the choice that we can go evenaround the law. Since we are showing good intentions towards the ex-employees of the former Government of East Pakistan we must change this word "may" with "shall" to give them security because we have seen that employees in Pakistan do not have security and they become instrument in the hands of anybody who can catch hold of them whether it be in the name of Martial Law or whethor it be in the name of democracy. It is one and the same thing. We have been using empoyees of our Government as tools. So, in all fairnees, if you substitute the word "shall" then it will become mandatory and show our good intentiouns for those employeees.

I would also submit that half the time my brethern here do not understand what English is and what language is being spoken. But since this is a law making forum and the laws have been made in English, I am obliged to express my views in the same language. I hope the honourable members will agree with me that the difference be removed and the word "may" should be replaced with the word "shall" to give more security to those employees.

چوہدری محمد صدیق سالار: جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے محترمہ بہن سے درخواست کروں گا کہ آپ جو تقریر کرتی ہیں تو آپ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ آپ اپنے خیالات اور جذبات کو ہم تک پہنچائیں۔ ہمارے ایوان میں انگریزی کو لوگ کم جانتے ہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ آپ بہت پڑھی لکھی ہیں۔ مگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم سب آپ کی بات سنیں اور سب سنیں اور شاید ہم نے آپ کا ساتھ دینا ہو۔ ہماری تو سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کیا کہتی ہیں۔ (قہقہے)

سردار زادہ سید ظفر عباس: جنہوں نے اردو میں بات کی ہے ان کا ساتھ دے دیں۔ (قہقہے)

بیگم شاہین منور احمد: میرے بھائی محترم بزرگ ہیں میرے والد صاحب کی جگہ پر ہیں۔ ان سے یہ درخواست کرتی ہوں کہ جب قانون سازی ہوتی ہے تو یہ انگریزی زبان میں ہوتی ہے یا تو آپ قانون کو بھی اردو میں بنائیں اور رائج کریں اور اگر یہ بنتا بھی انگریزی میں ہے اور Implement بھی انگریزی میں ہوتا ہے تو آپ لوگوں کو تھوڑا سا ہوم ورک کرنا چاہئے کہ انگریزی میں اس کا مطلب کیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا میں عرض کرنا چاہوں گا _____

(قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER : Hon'ble Minister for Law would like to say some thing.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا میں نہایت مختصراً عرض کروں گا کہ مجھے تو سردار زادہ صاحب کی Shall اور May کی Explaination سمجھ نہیں آئی۔ مجھے اس میں کوئی شک سا ہو رہا ہے کہ یا تو مجھے انگریزی سمجھ نہیں آ رہی کہ اس کا مطلب کیا ہے؟ اگر یہ تکلیف کریں تو ایک دفعہ اسے دوبارہ پڑھ لیں تاکہ پتہ چلے کہ Shall اور May کا مطلب یہ نہیں کہ کس کو کون سا گریڈ دے دیا اور کس کو کون سا گریڈ دے دیا۔ یہ بات نہیں یہ آپ ذرا مہربانی کرکے اسے اچھی طرح دیکھیں اگر آپ کو May پر اتنا ہی اعتراض ہو سکتا تھا تو اگر آپ کلاز نمبر1 میں دیکھیں تو اس میں لکھا ہوا ہے

1. This Act may be called the Ex-Employees of the former Government of East Pakistan (Appointment to Provincial Posts) Act, 1985.

اس کا مطلب یہ تو نہیں بن جاتا کہ May چونکہ آگیا ہے اس لئے ہم اس کو

Ex-Employees of the former Government of East Pakistan

کے نام سے پکاریں گے یا اس میں Shall آئے تو تب ہی پکاریں۔ لیکن اس کے باوجود چلو اس کو بھی چھوڑتے ہیں نمبر3 کلاز میں Shall اور May کا پڑھ لیں۔

3 An employee may, with the approval of the competent authority, be appointed to an existing or supernumerary post in the Grade, as far as practicable, equivalent to the scale of the former post of such employee from the date he holds such post.

اور میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر ان کی بات مان بھی لی جائے اور اس کی جگہ Shall بھی لگا دیں تو پھر بھی اگر انہوں نے ترمیم Seek کرنی تھی تو آگے بھی ترمیم کروا لی ہوتی کہ

With the approval of the competent authority کو بھی اڑا دیا ہوتا جب Approval ہوتی ہی Complete Authority سے ہے۔ یعنی جو بھی اسے گریڈ دیتا ہے جس کے مطابق وہ وہاں کام کر رہے تھے تو میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ہوتا یہ ہے کہ قانون اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اگر کوئی بھی صورت حال پیدا ہو جائے تو اسے Meet کیا جا سکے اور وہ Situation یہ پیدا ہو سکتی ہے کہ وہاں سے کوئی ایسا آدمی آتا جس کے لئے Equivalent Post یہاں موجود ہی نہ ہوتی اور یا وہاں سے کوئی تخریب کار پاکستان کا دشمن آ جائے اور وہ وہاں پر Serve بھی کر رہا ہوتا اور پھر جناب آپ Shall کے چکر میں پڑے رہتے اور وہ ہائی کورٹ میں چلا جاتا اور کہتا کہ میں تو Enemy بھی رہوں گا اور میں وہاں بھی Enemy تھا۔ Proven Enemy اور میں آپ کی ملازمت بھی ضرور کروں گا۔ تو آپ اندازہ کریں کہ اس قسم کی Situation کو Deal کرنے کے لئے Shall نہیں استعمال ہوتا۔ اور ہم نے ان لوگوں کو ان کے مطابق سنیارٹی دینے کے لئے دفعہ چار میں بے شمار گارنٹی دی ہیں اور جس میں آپ نے کوئی ترمیم پیش نہیں کی۔ میں اسے بھی پڑھ دیتا ہوں۔

The Service rendered under the former Government of East Pakistan by an employee shall count towards seniority in the Grade of the post to which he may be appointed under section 3.

اور اس میں ہم نے کوئی ابہام نہیں چھوڑا کہ جتنی سروس اس نے وہاں کی ہے وہ اس میں Shall کے مطابق شمار ہو گی اور اس کے مطابق اس کو گریڈ بھی ملے گا اور اسی طرح آگے بھی اس میں جو اور پیراگراف ہے اس میں پینشن کے لئے بھی ذکر کیا گیا ہے اس حد تک کہ وہ ریٹائر بھی ہو چکا ہو اس کی پینشن میں وہ تمام سروس شمار کی جائے گی جتنی سروس اس نے وہاں پر کی ہے اور اس میں کوئی Discretion ہم نے نہیں چھوڑی لیکن اس میں May اس لئے ضروری ہے کہ کئی دفعہ ایسے ہی کوئی Situation Arise ہو سکتی ہے کہ Equivalent Post ہمیں دینی پڑے گی اور اگر وہ وہاں پر پانچ سو لیتا تھا تو پانچ سو کے مطابق ہی ہم اس کو پوسٹ دیں گے اور اس لئے یہاں May آئے گا۔ Shall اس لئے نہیں آئے گا کہ وہ پوسٹ شاید یہاں موجود نہ ہو۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ آپ نے جو یہاں تقریر فرمائی ہے۔ یہ مزید توجہ کی متقاضی تھی کہ آپ اسے مزید غور سے پڑھتے کہ یہ گریڈ تبدیل کرنے کے لئے نہیں اس کو کوئی Less Grade دینے کے لئے نہیں۔ دیں گے اس کو Equivalent Grade لیکن کچھ چیزوں کے لئے گورنمنٹ کو یہ ضرور دیکھنا پڑے گا کہ اسے Post Equivalent یا پھر As far as possible ہو تاکہ اس کو Compensate کیا جائے۔ اس لئے میں آپ سے بھی اور اس ایوان سے بھی گزارش کروں گا کہ اس Shall کو Reject کر دیا جائے اور ان

کی ترمیم کو منظور نہ کیا جائے اور اس ایکٹ کو جس طرح ہم نے Propose کیا ہے اسے پاس کیا جائے۔

شکریہ ----------

جناب سپیکر: سردار زادہ صاحب May کو قبول کرنے سے Relevant ہیں کہیں یہ May کو " مے" تو نہیں سمجھ رہے

(قہقہے)

وزیر قانون: جناب والا مے ہوتی تو شاید وہ اعتراض نہ کرتے۔

(قہقہے)

جناب سپیکر: لیکن اس میں آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ

مے سے غرض نشاط ہے کس رو سیاہ کو

سردار زادہ سید ظفر عباس: جناب والا ذرا منہ میری طرف کرکے۔

جناب سپیکر: میں May اور مے کے معاملے میں وزیر قانون صاحب کی ترجمانی کر رہا ہوں۔

مے سے غرض نشاط ہے کس رو سیاہ کو
اک گونہ گونا بے خودی مجھے دن رات چاہئے

MR. SPEAKER: Motion moved. The question is -
The in Clause 3 of the Bill, for the word "may" occurring in line 1, the word "shall" be substituted.

(The motion was lost)

The question is-
That Clause 3 forms part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 4. There is no amendment.

The question is-
That Clause 4 forms part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 5. There is no amendment.

The question is-
That Clause 5 forms part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: Now, Clause 1 is under consideration. There is an amendment to this clause.

بیگم صاحب آپ اپنی ترمیم Move کریں۔

MRS SHAHEEN MUNAWAR AHMED: Sir I move :-
That in sub-clause 1 of Clause 1 of the Bill, for the figures 1985, occurring at the end the figures 1986 be substituted.

MR. SPEAKER: Mr Law Minister would you like to say some thing.

وزیر قانون: جناب والا میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ Accept اور Oppose ایک ہی بات ہے یہ تو Automatically Rules بھی Allow کرتے ہیں اور ویسے بھی یہ بل چونکہ 1985ء میں Move ہوا تھا۔ میں اس Amendment کو اس لئے بھی Oppose کرتا ہوں کہ یہ Amendment اگر نہ بھی Move ہوتی تب بھی یہ بل 1986ء میں Automatically پاس ہو گا۔

(قطع کلامیاں)

74ء کے تحت Automatically بل جب 85ء میں Move کیا ہے جب یہ بل Statute Book پر آئے گا۔ assent ہو گی۔ تو یہ بل اس سال کا نمبر شمار ہو گا اس کے لئے ان کو یہ تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اس لئے میں اس کو Oppose کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

آوازیں: Voices: Oppose the amendment

وزیر قانون: اس کی Amendment کی ضرورت نہیں ہے۔ میں آپ کی اطلاع کے لئے پڑھ دوں کہ یہ renumbering جو ہوتی ہے۔

When a bill has been passed, the renumbering or relettering of the claused and sub-claused and all references therein, consequential amendments, as required by such renumbering, relettering or amendment the numbering or relettering of clauses and sub-claused, amendments of any clerical mistakes or other errors may be done or rectified by the Secretary under the orders of the speaker.

اس کے لئے جو سابقہ ہسٹری ہے وہ یہی ہے کہ جب بل Move ہوتا ہے تو وہ اس سال میں رہتا ہے لیکن جب بل پاس ہوتا ہے اور اس کی assent ہوتی ہے تو جب Finally اس بل کی ساری چیزوں کو renumbering وغیرہ کرکے بھیجنا ہوتا ہے تو Automatically یہ اس سال میں شمار ہوتا ہے۔ جس سال میں یہ بل پاس ہوتا ہے۔ اس کی Amendment کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ مزید وضاحت کے لئے کہ یہ بل 1986ء میں ہو گا۔ At any cost ہی ہو گا۔

جناب سپیکر: بیگم صاحب کچھ فرمانا چاہیں گی۔

MRS. SHAHEEN MUNAWAR AHMED: Since this is going to be implemented, I think now, whether I should move the amendment. But he does not want to accept it.

جب وہ وہاں نہیں کرنا چاہتے لیکن ہو گا تو وہی جو میں سمجھتی ہوں کہ جو میری Amendment ہے وہ Accept ہو چکی ہے۔ Thank You

جناب سپیکر: تو اب ہم کیسے اس کو Take up کریں گے۔

وزیر قانون: یہ insist کرتی ہیں۔ میں نے تو بتا دیا ہے کہ automatically یہ 86ء میں آ جائے گا۔

جناب سپیکر: آپ اس Amendment کو تسلیم کرکے 85ء کی جگہ 86ء کو Accept کرتے ہیں یا نہیں۔

وزیر قانون: Amendment کی ضرورت نہیں ہے میں نے تو عرض کر دیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب اس میں کوئی ابہام نہیں ہے کہ

"1986" will become automatically the part of the bill.

اس کے لئے کوئی ایسی ضرورت نہیں ہے۔

سردار زادہ سید ظفر عباس: جناب سپیکر وہ ہماری Amendment ہو گی لیکن وہ اپنی زبان سے نہیں کہنا چاہتے ہیں دراصل بات یہ ہے۔ اور ہم دیکھیں گے کہ اس کے ساتھ وہ 1986ء کیسے نہیں لگائیں گے۔ یہ لگے گا اور ضرور لگے گا اور جب یہ بل پاس ہو کر آئے گا تو ہم اس ہاؤس میں ثابت کر دیں گے کہ ہماری جو Amendment تھی انہوں نے اس کو منظور کیا اور اب یہ بل 1986ء ہے۔

وزیر قانون: آپ کو واقعی بہت بڑی Achievement ہے۔ میں اس کو تسلیم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: تو آپ اس امنڈمنٹ کو تسلیم کرتے ہیں۔

وزیر قانون: میں نے تو جناب جو عرض کرنا تھا وہ کر دیا ہے۔ یہ Automatically ہو جائے گا۔ اس کے لئے ان کو اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تو 86ء آئے گا ہی آئے گا۔ Automatically آئے گا۔

جناب سپیکر: تو یہ کلاز شکل میں آپ کی طرف سے پیش شدہ تصور کی جائے گی۔

وزیر قانون: نہیں۔ یہ Amended شکل میں پیش کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ میں نے کہا

ہے کہ یہ By operation of rules and regulations 1986.
ہو گا By operation Rules, Regulation 1986.
آ جائے گا۔ اس لئے اس کو Amendment Move کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

سردار زادہ سید ظفر عباس: اگر آپ تمام بل کو پاس کریں گے تو وہ بل 1986ء کا کہلائے گا نہ کہ 1985ء کا کہلائے گا۔

وزیر قانون: میں نے تو عرض کر دیا ہے۔ کہ یہ جو چیزیں ہیں _____

سردار زادہ سید ظفر عباس: وہ چاہے جس طرف سے بھی ہمیں ہاتھ لگا لیں کان کو ہی ہاتھ لگے گا۔

وزیر قانون: یہ کلیریکل چیزیں ہیں۔ اور ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ یہ
By operation of Rules and Regulations 1986. ہو جائے گا۔

MAKHDUMZADA SYED HASAN MAHMUD:
Let us treat is as it is being passed in 1986.

تو ان کو مان جانا چاہئے۔ وہی قبول کر لیں۔
Let us treat is as it is being passed in 1986.

جناب سپیکر: یہ تو پھر بیوقوفی تصور کی جائے گی۔

وزیر قانون: مخدوم زادہ صاحب یہ تو ہم پہلے ہی تسلیم کر چکے ہیں کہ آپ کی یہ بہت بڑی Achievement ہے۔ اس کو ہم تسلیم کرتے ہیں کہ یہ Move ہو تو تب بھی 1986ء ہی کہلائے گا اور نہ بھی موو ہو تو تب بھی 1986ء ہی کہلائے گا۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: تو بھئی ووٹ تو کرا لو 1986ء پر۔ Ask us to vote for 1986

وزیر قانون: No voting is required اس کے لئے Principally یہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اپوزیشن کی سمجھ میں آ گئی ہے تو یہ Commitment ہے کہ یہ بل بہرحال 1986ء کا ہی کہلائے گا۔ جس طرح سردار زادہ صاحب نے کہا کہ یہ تو ان کی Achievement ہے یہ 1986ء کا ہی کہلائے گا۔ اگر وہ کسی طور پر خوش ہو سکتے ہیں تو ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں لیکن یہ تو اپنے آپ ہی ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: اس میں Confusion ہے۔

سردار زادہ سید ظفر عباس: جناب والا یہ تو وہی معاملہ ہے جیسا کہ آپ نے بھی فرمایا تھا اور وائیں صاحب نے بھی فرمایا تھا تو میرا بھی اب جی چاہ رہا ہے کہ جناب میں بھی ایک شعر عرض کر دوں اور امید ہے کہ مجھے آپ اجازت دے دیں گے اور وہ یوں ہے کہ _____

واعظ ثبوت لائے گر مے کے جواز میں
اقبال کو یہ ضد ہے کہ پینا بھی چھوڑ دے

یہ تو ضد اب کر رہے ہیں اور بات تو کوئی نہیں ہے۔

وزیر قانون: مجھے سمجھ نہیں آئی آپ کے شعر کی۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب کو آپ کے شعر کی سمجھ نہیں آئی سردار زادہ صاحب

سردار زادہ سید ظفر عباس: یوں ہے جناب

واعظ ثبوت لائے گر مے کے جواز میں

حالانکہ واعظ کا کیا کام ہے کہ وہ مے کو Plead کرتا رہے۔ لیکن

اقبال کو یہ ضد ہے کہ پینا بھی چھوڑ دے

کیونکہ واعظ نے کہہ دیا _____

وزیر قانون: میرا خیال ہے کہ بہتر تھا کہ یہ پہلے ہی ہمیں نثر میں مطلب سمجھا دیتے _____ (قہقہہ)

جناب سپیکر: اب اس میں ایک بات Clear ہو جانی چاہئے کہ اگر محترمہ شاہین منور صاحبہ کی Amendment کو آپ Accept کرتے ہیں۔

وزیر قانون: Leave it sir, اس میں ہم ان سے ضد نہیں کریں گے۔ ہم ان کو honour کرنا چاہتے ہیں ہم ان کو اس طرح ناراض نہیں کریں گے۔

بیگم شاہین منور احمد: شکریہ

MR SPEAKER: This is a good gesture.

MR SPEAKER: Now the question before the House is:-
"That clause 1 in amended form do stand part of Bill"
(The motion was carried unanimously)

Now, the Preamble of the Bill is under consideration. As there is no amendment the question before the House is:-

"That Preamble do stand part of the Bill"

(The motion was carried unanimously)

Now, the long title is under consideration. As there is no amendment, it forms part of the Bill.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move:-

"That the Ex-Employees of the Former Government of East Pakistan (Appointment to Provincial Posts) Bill, 1986, be passed".

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:-

"That the Ex-Employees of the former Government of East Pakistan (Appointment to Provincial Posts) Bill, 1986, be passed."

(The motion was carried)

جناب سپیکر: جی! حاجی صاحب کیا ارشاد فرمانا چاہتے ہیں؟

حاجی محمد بوٹا: جناب والا! میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ نوائے وقت کی آج ایک بڑی اچھی خبر ہے۔ لکھا ہے "شاہی قلعے کا اذیت خانہ بند کر دیا گیا۔" اس میں لکھا ہے کہ 1924ء میں یہ اذیت خانہ قائم کیا گیا تھا۔ جب انگریز ہوتے تھے۔ بڑے بڑے چوٹی کے بدمعاشوں کے لئے یہ جگہ قائم کی گئی تھی۔ لیکن پاکستان بننے کے بعد پاکستان کے چوٹی کے سیاستدانوں کے لئے یہ جگہ بنا دی گئی۔ چوٹی کے جو سیاست دان تھے اول تو وہ مار کھا کے یہاں ہی مر جاتے تھے۔ پر جو کوئی بچ جاتا تھا وہ اس مار کے ساتھ گھر جا کر مر جاتا تھا۔ جس کا ہمارے پاس ثبوت ہے۔ کئی دوستوں کا میں نام بھی لے سکتا ہوں۔ سارے دوست جانتے ہیں اور ایسا ان پر غیر انسانی سلوک کیا جاتا تھا۔ جو وہ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ ان کو ختم کرنے کے لئے میں جناب کی معرفت چیف منسٹر صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

اور ان کے بند کرنے کے لئے جو یہ اسمبلی کے ممبر ہیں اس کے ساتھ ہماری بھی شان بڑھی ہے۔ کہ ہم باہر جا کر کہیں گے کہ ہمارے چیف منسٹر نے ایک بڑا اہم کام کیا ہے پھر میں چیف منسٹر صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ شکریہ!

جناب سپیکر: چائے اور نماز کے لئے 25 منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(وقفہ کے بعد ایوان کی کارروائی زیر صدارت جناب سپیکر دوبارہ شروع ہوئی)

بیگم شاہین منور احمد صاحبہ: جناب سپیکر، کورم نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کورم چیک کیا جائے _____ کورم نہیں ہے _____ گھنٹیاں بجائی جائیں _____ گھنٹیاں بجتی ہیں _____ کورم پورا نہیں ہے _____ اجلاس کل صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی 18 فروری 9:00 بجے صبح تک کے لئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

منگل' 18 فروری 1986ء

(سہ شنبہ 8 جمادی الثانی 1406ھ)

جلد 5 ----- شمارہ 2

سرکاری رپورٹ

مندرجات

منگل 18 فروری 1986ء

		صفحہ نمبر
تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ	------	97
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	------	98
غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	------	136
مسئلہ استحقاق:		
سوال نمبر68 کے غلط جواب کی فراہمی	------	141
تحاریک التوائے کار:		
رول 67 کی قیود پر بحث و تمحیص	------	142

(جاری).....

.....(جاری)

صفحہ نمبر

مسودہ قانون:

منسوخی مرکب خوراک برائے مویشیاں مصدرہ 1986ء ------ 158

مسودہ قانون ترمیم ہنگامی قانون حکومت پنجاب ------ 165

قراردادیں (مفاد عامہ کے متعلق)

تعلیم یافتہ افراد کو روزگار کی فراہمی تک بے روزگاری الاؤنس ------ 181

سرکاری محکمات میں ملازمت دینے کا طریقہ کار ------ 184

زراعت سے وابستہ افراد کا زرعی یونیورسٹی میں داخلہ ------ 187

3600 روپے سالانہ تشخیص شدہ رہائشی گھروں میں ٹیکس معاف کرنے کی تجویز۔ ------ 192

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس

منگل 18 فروری 1986ء
(سہ شنبہ 8 جمادی الثانی 1406ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 9 بجے منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ
اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۭ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ
عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ
اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝

سورہ البینۃ: آیت 7، 8

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ تمام خلقت سے بہتر ہیں۔ ان کا صلہ ان کے پروردگار کے ہاں ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ ابد الاباد ان میں رہیں گے۔ خدا ان سے خوش اور وہ اس سے خوش۔ یہ (صلہ) اس کے لئے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آج اس معزز ایوان میں ایک اہم تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اپوزیشن کا وجود قائم ہو گیا ہے اور اس میں جناب مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کو اپوزیشن نے اپنا لیڈر منتخب کر لیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور میاں افضل حیات صاحب کو ڈپٹی لیڈر منتخب کر لیا گیا ہے۔ میں ہر دو صاحبان کو لیڈر اور ڈپٹی لیڈر آف دی اپوزیشن منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور ساتھ ہی میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پارلیمانی روایات میں اپوزیشن کا نہایت اہم رول ہے اور ملک کے ان ممتاز ترین اداروں کے لئے اپوزیشن کا وجود ناگزیر ہوتا ہے۔ اپوزیشن ملک کی تعمیر و ترقی کے لئے اتنا ہی بھرپور رول ادا کرتی ہے جتنا کہ حکومت۔ میں تو یہ کہوں گا کہ تعمیری تنقید کے بغیر معاملات حسن و خوبی سے نہیں چل سکتے۔ تو مجھے امید ہے اس ایوان کی اپوزیشن اپنا تعمیری رول یعنی تنقید کا تعمیری رول ادا کرے گی اور اس کے ساتھ میں امید کرتا ہوں کہ بطور سپیکر اپنے فرائض کی انجام دہی کی اس لئے مجھے اپوزیشن سے پورے تعاون کی امید ہے اور معاملات کو خوش اسلوبی سے چلانے کے لئے مجھے ان کی طرف سے رولز کی Interpretation کے معاملے میں۔ Constitution کی interpretation کے معاملے میں مکمل assistance کی امید ہے۔ میں ان کے لئے نیک تمناؤں کی دعا کرتا ہوں کہ رب تعالیٰ انہیں ان کا صحیح رول ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! جن جذبات اور خیالات کا آپ نے اظہار فرمایا ہے میں اس کے لئے آپ کا بے حد مشکور ہوں۔ میں اپنے رفقاء اور اپوزیشن کی طرف سے بھی شکر گذار ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

پھالیہ میں سیدا روڈ کو محکمہ ہائی ویز کی تحویل میں دینا

☆ 27- چودھری اکرام اللہ رانجھا: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ گذشتہ سال ڈسٹرکٹ کونسل گجرات نے ایک قرار داد کے ذریعے محکمہ ہائی ویز سے استدعا کی تھی کہ وہ پھالیہ سیدا روز کا سات میل لمبا ٹکڑا جو مذکورہ ڈسٹرکٹ کونسل کی تحویل میں تھا اور نہایت خستہ حالت میں تھا اپنی تحویل میں لے لیا۔

(ب) اگر جزو الف کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ ہائی ویز نے سڑک کا مذکورہ حصہ اپنی تحویل میں لے لیا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں اور محکمہ ہائی ویز مذکورہ سڑک کب تک اپنی تحویل میں لینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع کونسل گجرات نے اپنی قرار داد نمبر 45 مورخہ 28 اپریل 1985ء کے ذریعے محکمہ ہائی ویز کو مذکورہ سڑک کو اپنی تحویل میں لینے کے لئے کہا ہے۔

(ب) جی نہیں۔ مذکورہ سڑک ضلع کونسل گجرات کی ملکیت ہے اور ضلع کونسل کو چاہئے کہ وہ اپنے وسائل سے اس کی مرمت کرائے۔ کسی سڑک کو صوبائی حکومت کی تحویل میں لینے کے لئے صوبائی حکومت کی منظوری ضروری ہے۔ محکمہ ہائی ویز کے لئے محض ضلع کونسل کی قرار داد کافی نہیں ہے اور نہ ہی اس محکمہ پر ایسی قرار داد کی تعمیل لازم ہے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوالات برائے سوال نمبر27؟

چودھری غلام رسول: کیا وزیر مواصلات یہ بتائیں گے کہ اسی سڑک کا نصف حصہ ہائی ویز ڈیپارٹمنٹ کے پاس ہے اور نصف حصہ ڈسٹرکٹ کونسل کے پاس ہے۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: یہ سڑک جس کا آپ نے ذکر کیا ہے یہ محکمہ ہائی ویز کے پاس نہیں ہے۔ اور میں نے یہ اپنے جواب میں ہی بتا دیا ہے کہ یہ سڑک ضلع کونسل گجرات کی ہے۔

جناب سپیکر: فاضل ممبر یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ یہی سڑک کا جس کا ذکر کیا گیا ہے اس کا کچھ حصہ ضلع کونسل کی ملکیت ہے اور کچھ حصہ محکمہ ہائی ویز کے پاس ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا یہ بات درست نہیں ہے اور یہ سڑک ڈسٹرکٹ کونسل ہی کے پاس ہے۔

چودھری غلام رسول: جناب والا اسی سلسلے میں میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بھیکو موڑ سے ہیرووال تک کی سڑک ہائی ویز ڈیپارٹمنٹ کے پاس ہے اور جو سڑک پھالیہ سے سیداں کی طرف جاتی

ہے وہ ضلع کونسل کے پاس ہے۔ جناب والا سڑک تو ایک ہی ہے لیکن اس کے دو حصے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس سڑک کا اگر ایک حصہ ہائی ویز ڈیپارٹمنٹ کے پاس جا سکتا ہے تو دوسرا حصہ ہائی ویز کے پاس کیوں نہیں جا سکتا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا میرے خیال میں جس سڑک کے بارے میں سوال کیا گیا ہے وہ سڑک تو ضلع کونسل ہی کے پاس ہے۔ غالباً" یہ کسی لنک روڈ کا ذکر کر رہے ہیں۔ تو وہ لنک روڈ محکمہ ہائی ویز کے پاس ہو سکتی ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا اس سوال کے بارے میں اگر وزیر مواصلات کو پورا علم نہیں ہے تو اس سوال کو Defer کیا جائے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ سڑک ڈسٹرکٹ بورڈ کی ہو لیکن کچھ حصہ محکمہ ہائی ویز کو بھی ضرورت ہو اور انہوں نے بھی کوئی سکیم بنائی ہو۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ معزز رکن کا سوال درست معلوم ہوتا ہے۔ میرے خیال میں وزیر موصوف کو اس سوال کے بارے میں پورا علم نہیں اس لئے ساری معلومات حاصل کرنے کے بعد ہی وزیر موصوف اس سوال کا جواب دیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

Mr. Speaker : I think he is very concrete on this issue.

جس سڑک کا یہاں ذکر کیا گیا ہے وہ ہے پھالیہ سیداں روڈ۔ اس کے بارے میں معزز رکن دریافت کر رہے ہیں کہ اس کا ایک حصہ ضلع کونسل کے پاس ہے اور دوسرا حصہ محکمہ ہائی ویز کے پاس ہے۔ وزیر موصوف نے یہ کہا ہے کہ وہ سڑک جس کا سوال میں ذکر کیا گیا ہے یہ سڑک ڈسٹرکٹ کونسل کی ہے۔ ہائی ویز ڈیپارٹمنٹ کے پاس نہیں ہے اور اگر اس سے چودھری غلام رسول صاحب کو کوئی اختلاف ہے تو وہ فرمائیں۔

چودھری غلام رسول: جناب والا میں یہ گذارش کروں گا کہ یہ حقیقت میں ایک ہی سڑک ہے جو پھالیہ سے بہرووال جاتی ہے اور پھالیہ سے سیداں روڈ کے راستے میں یہ سڑک پڑتی ہے اور سیداں سے آگے _____

جناب سپیکر: وہ علیحدہ سڑک ہے۔

چودھری غلام رسول: جناب والا حقیقت میں یہ ایک ہی سڑک ہے لیکن اس کے حصے ہیں جس طرح میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ پھالیہ سے سیداں تک سڑک ضلع کونسل کے پاس ہے اور اس سے

آگے ایک حصہ قادر آباد کو جاتا ہے اور ایک حصہ وہاں پر بہروال کو جاتا ہے۔ تو وہ حصہ جو سیداں سے آگے بھگو موڑ سے سڑک بہروال جاتا ہے۔ وہ حصہ ہائی ویز کے پاس ہے اور پھالیہ سے بہروال' پھالیہ سے قادر آباد یہ رابطہ سڑکیں نہیں ہیں حقیقت میں یہ مین سڑکیں ہیں۔ اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ ہائی ویز ڈیپارٹمنٹ کے پاس اگر یہ حصہ بھی آ جائے تو It will be very beneficial.

جناب سپیکر: چودھری صاحب کا مقصد یہ ہے کہ کیا آپ اس کو Consider کرنے کے لئے تیار ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: میں آپ کو کچھ تفصیل بتا دیتا ہوں اس وقت ضلع کونسلوں کی طرف سے کافی مطالبات آ رہے ہیں کہ ضلع کونسلوں کی سڑکوں کو Provincialise کر لیا جائے لیکن ایسی سڑکوں کی لمبائی جو ہے وہ تقریباً 2274 میل بنتی ہے۔ جس کے لئے ایک سو بیاسی 182 کروڑ روپے کی لاگت کی ضرورت ہو گی۔ تو میرا خیال ہے کہ کم وسائل میں رہ کر ہم زیادہ مسائل حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تو اس سڑک پر غور ہو سکتا ہے لیکن Prioritywise.

جناب سپیکر: جناب چودھری اکرام اللہ رانجھا صاحب

گوجرہ چک شہباز روز تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کی تعمیر

☆ 34- **چودھری اکرام اللہ رانجھا:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گوجرہ چک شہباز روڈ تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں واقع ہے جو کچی اور بہت پرانی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کی لمبائی 15/14 کلومیٹر ہے اور بیس سے زیادہ دیہات اس سڑک سے وابستہ ہیں اور ان دیہات کی اجناس کو منڈی تک پہنچانے اور لوگوں کو شہر آنے جانے کے لئے کوئی پختہ سڑک نہیں ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کافی عرصہ پہلے یہ سڑک محکمہ ہائی ویز نے پختہ کرنے کے لئے اپنی تحویل میں لے کر تقریباً چار کلومیٹر سڑک تعمیر کر دی تھی لیکن ابھی تک بقایا سڑک کی تعمیر نہیں کی گئی۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سڑک کی تعمیر مکمل کرنے کے لئے اب

تک کیا اقدامات کئے گئے ہیں۔ اور اگر نہیں تو ان کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ درست ہے کہ گوجرہ تا چک شہباز روڈ تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں واقعہ ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ اس کی لمبائی 15/14 کلومیٹر ہے۔ دراصل اس کی لمبائی تقریباً بیس کلومیٹر ہے۔ گوجرہ کی طرف سے پہلے چار کلومیٹر پختہ ہیں اور باقی سڑک کچی ہے۔

(ج) جی نہیں۔ چار کلومیٹر محکمہ لوکل گورنمنٹ رودرل ڈویلپمنٹ نے تعمیر کئے تھے اور بقایا سڑک کچی ہے۔ چار کلومیٹر ضلع گجرات کے کھیت تا منڈی سڑکوں کے پروگرام میں شامل کئے گئے تھے۔ چونکہ یہ پانچ میل سے کم تھے۔ لہذا حکومت کی موجودہ پالیسی کے تحت ان کو کھیت تا منڈی سڑکوں کے پروگرام سے خارج کر دیا گیا فی الحال یہ سڑک کسی پروگرام میں شامل نہیں ہے۔

جناب سپیکر: سید اختر حسین رضوی صاحب۔

تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ میں سڑک کی تعمیر

☆-61 **سید اختر حسین رضوی:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کے علاقہ میں جہاں ڈیک نالہ بہتا ہے آج تک کوئی سڑک نہیں بنائی گئی۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مقامی لوگوں کی سہولت کے لئے مذکورہ علاقہ میں سڑک تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ حقیقت نہیں ہے۔

تحصیل پسرور کے علاقہ میں جہاں ڈیک نالہ بہتا ہے مندرجہ ذیل سڑکیں موجود ہیں۔

1- سیالکوٹ۔ ظفروال روڈ

2- بڈیانہ۔ ظفروال روڈ

3- پسرور۔ ظفروال روڈ

ان کے علاوہ مندرجہ ذیل سڑکیں تعمیر کے آخری مراحل میں ہیں۔

1- نور پور تا قلعہ سوبھا سنگھ

2- نور پور سانغنن تا موضع میرو پھڈیار

جزو الف میں دیئے جواب کے پیش نظر

(ب) سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: اس پر کوئی ضمنی سوال؟

سید اختر حسین رضوی: سوال مشرق کا کیا جائے جواب مغرب کا ملتا ہے۔ ان سڑکات کا تالہ ڈیک کے علاقہ سے کوئی تعلق نہ ہے۔ منسٹر صاحب کی اطلاع کے لئے جس سڑک کا میں ذکر کرنا چاہتا تھا۔ وہ اب بنی شروع ہو گئی ہے۔ اس لئے میں کوئی ضمنی سوال نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر: جناب دیوان عاشق حسین بخاری صاحب۔

جلالپور پیروالا تا ملتان پختہ سڑک کی تعمیر و توسیع

☆ 106- **دیوان سید عاشق حسین بخاری:** کیا وزیر مواصلات از راہ کرام بیان فرمائیں گے کہ

:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جلال پور پیروالا تک ملتان 58 میل لمبی پختہ سڑک موجود ہے جس کی تعمیر و مرمت ضلع کونسل ملتان کے ذمہ ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع کونسل ملتان کے بار بار مطالبہ و درخواست کے باوجود ابھی تک محکمہ ہائی وے نے مذکورہ سڑک اپنی تحویل میں نہیں لی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ ہائی وے نے سڑک مذکورہ اپنی تحویل میں لینے کے لئے اس کی مرمت کرا دینے کا ضلع کونسل سے مطالبہ کیا جو ضلع کونسل نے پورا کر دیا تھا۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ضلع کونسل کی دوبارہ درخواست پر محکمہ ہائی وے نے جلالپور سے آگے لنک روڈ نہ ہونے کا جواز پیدا کر کے دوبارہ سڑک کو تحویل میں لینے سے انکار کر دیا۔

(ھ) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک کی ایک جانب ہائی ویز کی جلالپور پیروالا تک لودھراں بہاولپور 27 میل پختہ سڑک موجود ہے اور دوسری طرف سڑک پرمٹ روڈ جلالپور تک نیشنل ہائی وے (ملتان تا کراچی) زیر تعمیر ہے۔

(و) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ ہائے ویز نے مذکورہ سڑک اب تک اپنی تحویل میں کیوں نہیں لی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ درست ہو گا یہ سڑک محکمہ ہائی ویز کی ملکیت نہیں ہے۔

(ب) 24 اپریل 1985ء کو کمشنر ملتان کے ذریعے سے ایک ایسی سفارش موصول ہوئی ہے لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ اس کو مان لیا جائے۔

(ج) محکمہ ہائی وے نے کبھی ایسا مطالبہ نہیں کیا ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔

(ھ) یہ درست ہے کہ محکمہ ہائی وے نے جلالپور پیروالا تا لودھراں 23 میل لمبی سڑک تعمیر کی ہے۔ جبکہ ایک اور سڑک جلالپور تک پرمٹ 16 میل زیر تعمیر ہے۔

(و) مذکورہ سڑک ضلع کونسل ملتان کی ملکیت ہے اور اس کی مرمت و نگہداشت اس کی اپنی ذمہ داری ہے۔ کسی سڑک کو صوبائی تحویل میں لینے کے لئے صوبائی حکومت کی منظوری ضروری ہوتی ہے۔ جبکہ محکمہ ہائی ویز کے لئے ضلع کونسل کا مطالبہ کافی نہیں ہے اور نہ ہی اس محکمہ پر ایسے مطالبات کی تعمیل لازم ہے؟

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ایک معزز ممبر: یہ سڑک نہایت ضروری ہے۔ وہاں نہ کوئی ریلوے لائن ہے اور نہ ہی کوئی اور ذریعہ آمد و رفت ہے۔ اس سڑک کو اہمیت دی جائے۔

دیوان عاشق حسین بخاری: جناب اس وجہ سے کہ پہلے سوال ہو چکا ہے۔ مزید میں ضمنی سوال اس لئے نہیں کرتا ہوں کیونکہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ہم اس سڑک کو Priority Base پر لے لیں گے اور اگر یہ لے لیتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب چودھری اعجاز احمد چیمہ صاحب۔

وڈیالہ سندھواں تا ڈسکہ گوجرانوالہ روڈ کی تعمیر

☆ 119- **چودھری اعجاز احمد چیمہ:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وڈالہ سندھواں تا ڈسکہ گوجرانوالہ روڈ کی تعمیر کی منظوری ہو چکی ہے اور اسے ترجیحی بنیاد پر رکھا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ منظور شدہ سڑک کے بعد کئی اور سڑکیں منظور ہو کر تعمیر بھی ہو چکی ہیں یا تعمیر کی جا رہی ہیں مگر مذکورہ سڑک کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سڑک تعمیر نہ کرنے کی کیا وجوہ ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) جی نہیں۔

(ب) یہ سڑک منظور شدہ نہیں ہے۔

(ج) یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب چودھری اعجاز احمد چیمہ صاحب

گوجرانوالہ ڈسکہ روڈ تا وزیر آباد سڑک کی تعمیر

☆ 120- **جناب اعجاز احمد چیمہ:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

کیا یہ حقیقت ہے کہ گوجرانوالہ ڈسکہ تا وزیر آباد۔ سیالکوٹ۔ کشمیر روڈ براستہ گھونیکی مترانوالی پھاٹک منظور ہو چکی ہے اور یہ سڑک ترجیحی بنیاد پر رکھی گئی تھی۔ اگر ایسا ہے تو آیا مذکورہ سڑک کی تعمیر شروع ہو چکی ہے اگر نہیں تو اس کی تعمیر کب تک شروع کر دی جائے گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: یہ حقیقت نہیں ہے یہ سڑک ابھی تک منظور نہیں ہوئی لہٰذا اس کی تعمیر شروع کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: جناب اعجاز احمد شیخ صاحب

سیالکوٹ روڈس روڈ کی تعمیر

☆ 145- **جناب اعجاز احمد شیخ:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت پنجاب نے سیالکوٹ روڈس روڈ کی تعمیر کی منظوری دی ہوئی ہے اگر ایسا ہے تو کیا اس کی تعمیر شروع کی جا چکی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ جزو (الف) میں مذکورہ منصوبہ کو روڈس' منڈیر پر اگوکی روڈ میں تبدیل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے جبکہ روڈس منڈیر پر اگوکی صرف 12 فٹ چوڑا راستہ ہے اور حکومت کی مقرر کردہ تعریف میں نہیں آتا۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو ایسا کرنے کی کیا وجوہ ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) جی نہیں۔

(ب) یہ سڑک زیر نگرانی محکمہ ہائی وے نہیں ہے لہذا محکمہ مواصلات و تعمیرات جواب دینے سے قاصر ہے۔

(ج) یہ سوال پیدا نہیں ہوتا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: یہ اگر کوئی سوال کریں تو میں جواب دے دوں گا۔

چودھری اعجاز احمد چیمہ: یہ سڑک مکمل ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: جناب چودھری محمد خان جسپال صاحب۔

بھلوال تا پھلروان پختہ سڑک کی تعمیر

☆ 149- **چودھری محمد خان جسپال:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بھلوال تک پھلروان ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ پختہ سڑک تعمیر کرنے کے لئے ڈسٹرکٹ کونسل سرگودھا نے 100 میل فی ضلع کے پروگرام کے تحت محکمہ ہائی وے کو سفارش کی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سڑک کی علاقہ میں اشد ضرورت ہے اور زرعی اجناس کو منڈی تک پہنچانے میں کاشتکاروں کو آسانی ہو گی۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا اس منصوبہ پر عمل درآمد ہوا ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) جی نہیں۔ محکمہ ہائی وے کو ایسی کوئی سفارش نہیں کی گئی۔ اس ضمن میں ضلع کونسلیں اپنے مجوزہ پروگرام محکمہ پلاننگ و ڈویلپمنٹ کو بھیجتی تھیں۔ ہو سکتا ہے کہ ضلع کونسل نے اس سڑک کو اپنے مجوزہ پروگرام میں شامل کیا ہو۔

(ب) موجودہ کچی سڑک محکمہ ہائی وے کی ملکیت نہیں ہے اس لئے محکمہ ہائی وے اس ضمن میں کچھ بیان کرنے سے قاصر ہے۔

(ج) کھیت تا منڈی پروگرام کی سڑکوں کی منظوری محکمہ مواصلات و تعمیرات کے اختیار میں نہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: یہ اگر کوئی ضمنی سوال ہے تو میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔

MR SPEAKER : No supplementary on this question. Next question.

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری محمد خان جسپال صاحب۔

چکیاں نہر لوئر جہلم تا بھلروان پختہ سڑک

☆ 159- چودھری محمد خان جسپال: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ از چکیاں نہر لوئر جہلم تا بھلروان پختہ سڑک کو کشادہ اور مرمت کے لئے مبلغ 14 لاکھ روپے مختص کئے گئے تھے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ سڑک کی مرمت اور کشادگی کا کام شروع ہو گیا ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ درست نہیں ہے۔

(ب) کیونکہ مذکورہ سڑک کے لئے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی اس لئے اس کی کشادگی کا کوئی کام

شروع کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ (قہقہے)

چودھری محمد خان جسپال: Supplymentary Sir.

Mr. Speaker: Yes.

چودھری محمد خان جسپال: کیا یہ درست ہے کہ یہ سڑک گورنمنٹ کی طرف سے منظور ہو چکی ہے۔

آوازیں: سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: میرے خیال میں میں یہ وضاحت کر دوں کہ سوال پیدا ہونے کا مقصد یہ ہے کہ آپ نے جو سوال کیا ہے اس کے جواب میں کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ (قہقہے) ضمنی سوال کے سلسلے میں رواں مالی سال میں گورنمنٹ کی طرف سے ایسی کوئی سکیم نہیں بنائی گئی ہے۔ 1983-84ء میں 14 لاکھ روپے کی ایک سکیم بنائی گئی تھی لیکن وسائل کی کمی کی وجہ سے اس کو Take Up نہ کیا جا سکا۔

چودھری محمد خان جسپال: مسٹر سپیکر ضمنی سوال۔ میرا سوال بھی یہی تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ از پکیاں نہر لوئر جہلم تا بھلوان پختہ سڑک کو کشادہ اور مرمت کے لئے مبلغ 14 لاکھ روپے مختص کئے گئے تھے۔ جواب میں جناب منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ درست نہیں ہے۔ لیکن ابھی ابھی خود فرما گئے ہیں کہ مختص تو ہوئے تھے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: یہ مختص نہیں ہوئے تھے۔ کم ترجیحات والی جو سڑکیں ہیں ایسی سڑکوں کو محکمہ مواصلات discussion کے لئے Take Up تو کرتا ہے لیکن ضروری نہیں ہوتا کہ ان کے لئے کوئی رقم مختص کی جائے۔ یہ ایک سکیم بنی تھی لیکن کم وسائل کی وجہ سے اس کے لئے رقم مختص نہیں کی جا سکی۔

چودھری محمد خان جسپال: سر میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے ابھی ابھی عرض کی تھی کہ کیا اس کی Widening اور Raising گورنمنٹ نے منظور کر دی ہوئی ہے۔ اس کا ابھی تک جواب نہیں آیا۔

وزیر مواصلات: جی نہیں کی۔

چودھری محمد خان جسپال: جناب میرا اگلا سوال یہ ہے کہ 3 جولائی 1985ء کو سپرنٹنڈنٹ انجینئر ہائی وے سرکل سرگودھا نے اطلاع دی تھی کہ Widening & Raising منظور ہو چکی ہے۔ اس کے مطابق کیا فرمائیں گے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: یہ کون سے سال کی بات کر رہے ہیں۔

چودھری محمد خان جسپال: مجھے جو اطلاع دی گئی تھی اور جو مراسلہ میرے پاس پہنچا تھا وہ 3 جولائی 1985ء کا ہے اور اس کا نمبر بھی میں جناب کی اطلاع کے لئے دے دوں۔ اس کا نمبر ہے

Ow-13/2322 Dated Sargodha 3rd July 1985

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! ایسی کوئی سکیم فی الحال شامل تو نہیں ہوئی اگر فاضل رکن یہ اصرار کرتے ہیں تو میں Check Up کر سکتا ہوں۔ یہ اگر تشریف لے آئیں تو میں وضاحت کر دوں گا۔ لیکن فی الحال پوزیشن یہ ہے کہ اس سڑک کی لمبائی تقریباً" اڑھائی میل ہے۔ اور وہاں کے ٹریفک سروے کے مطابق تقریباً" 150 گاڑیاں اس سڑک پر سے گذرتی ہیں۔ لیکن ہمارے Criteria کے مطابق اگر ایک سڑک پر سے 800 گاڑیاں ایک دن میں گذریں تو ان پر Widening کے لئے غور ہو سکتا ہے۔ لیکن وہ بھی وسائل کے اندر رہتے ہوئے اگر ہمارے پاس وسائل ہوتے ہیں تو ہم Take Up کرتے ہیں ورنہ نہیں۔

جناب سپیکر: جناب چودھری لیاقت علی صاحب۔

نالہ بھنڈر پر پل کی تعمیر

☆ 168- چودھری لیاقت علی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع کونسل گجرات کے موضع جلالپور' سیاں سے موضع کوٹلہ عرب علی خان تک پختہ سڑک بنی ہوئی ہے مگر کوٹلہ عرب علی خان کے نزدیک برساتی نالہ بھنڈر پر کوئی پل نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے آمد و رفت میں بہت دشواری پیش آتی ہے۔

(ب) کیا مذکورہ برساتی نالہ بھنڈر پر اگلے مالی سال کے دوران پل تعمیر کرنے کے لئے رقم مختص کی گئی ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اس مد کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی

ہے اور کیا مذکورہ پل اگلے مالی سال کے دوران مکمل ہو جائے گا۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ آمد و رفت میں بہت دشواری پیدا ہوتی ہے۔ بھنڈر نالہ ایک برساتی نالہ ہے اور کبھی کبھار برسات کا پانی آنے کی وجہ سے عارضی رکاوٹ ہوتی ہے۔

(ب) جی نہیں۔

(ج) اس سڑک کے منصوبہ میں پل کا بنانا شامل نہیں ہے۔ ایسی کھیت تا منڈی لنک روڈ پر جہاں ٹریفک فی الحال معمولی ہے ایک بہت بڑا پل بنانے کے لئے کثیر رقم خرچ کرنے کا اقتصادی جواز نہیں بنتا۔ صرف بھنڈر نالہ پر ہی پل بنانے کے لئے تقریباً" ایک کروڑ روپے کی رقم درکار ہو گی۔ جبکہ اس سڑک پر چند اور برساتی نالے بھی موجود ہیں۔ کم ٹریفک والی سڑکوں پر ایسے عارضی بہاؤ والے برساتی نالوں کے ہیڈ میں پل نہ بنانا کوئی نئی بات نہیں ہے۔

چودھری لیاقت علی: میں وزیر موصوف کی اطلاع کے لئے عرض کروں گا کہ اس سڑک پر جتنے نالے ہیں ان پر پل باندھ دیئے گئے ہیں۔ انہوں نے جو ایک کروڑ روپے کا تخمینہ لگایا ہے کیا نالے کی چوڑائی ناپ کر لگایا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جی ہاں چوڑائی کے مطابق ہی ہوتا ہے۔

چودھری لیاقت علی: اس کی کتنی چوڑائی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: یہ کس کے بارے میں دریافت کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: یہ نالے کی چوڑائی کے بارے میں دریافت کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: یہ اگر تشریف لائیں تو میں ان کی تسلی کرا دوں گا۔

چودھری لیاقت علی: تخمینہ لگا لیا گیا ہے یہ چوڑائی ناپے بغیر ہی لگا لیا گیا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میرے خیال میں انہوں نے اپنے سوال میں اس بات کا ذکر نہیں کیا تھا۔ انہوں نے صرف یہی پوچھا ہے کہ وہاں کوئی ایسی سکیم منظور ہوئی ہے یا نہیں۔

چودھری لیاقت علی: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ نالہ بھنڈر پہ پل بنایا جائے۔ انہوں نے کہا

کہ وہاں اور بھی نالے ہیں جن پر پل نہیں باندھے گئے۔ میں نے یہ کہا تھا کہ وہاں پہ تقریباً" سب نالوں پر پل باندھے جا چکے ہیں۔ اس کی چوڑائی کتنی زیادہ ہے کہ اس پر پل نہیں باندھا جا سکتا۔

جناب سپیکر: اس کے لئے تازہ سوال درکار ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: اس نالے کی چوڑائی 600 فٹ ہے اور یہ اس سڑک کے میل نمبر 10 پر واقع ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب اس نالے کی چوڑائی 600 فٹ ہے اور سڑک کے میل نمبر10 پر واقع ہے۔

جناب سپیکر: اس پر کوئی اور ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جناب چودھری لیاقت علی صاحب

موضع جلالپور صحبتیاں روڈ کے 6 کلومیٹر کی تعمیر

☆ 169- چودھری لیاقت علی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع گجرات میں موضع جلالپور صحبتیاں روڈ سے موضع سونترہ کچا روڈ موضع آچھ اور گوچھ سے ہوتی ہوئی مواضعات سیوال' کھرانہ بڑ' مرجان تک جاتی ہے۔ جو قریباً" 6 کلومیٹر ابھی تک کچی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک کے کچی ہونے کے باعث کاشتکاروں کو اپنی فصل منڈی میں پہنچانے کے لئے بہت زیادہ دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ خاص طور پر بارش کی وجہ سے سڑک پر کیچڑ اور پھسلن ہو جاتی ہے؟

(ج) اگر جزو (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کے 6 کلومیٹر ٹکڑے کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ سڑک ضلع کونسل گجرات کی ملکیت ہے۔ اور محکمہ مواصلات و تعمیرات کسی قسم کے سوالات کا جواب دینے سے قاصر ہے۔

(ب) ایضاً"

(ج) ایضاً"

جناب سپیکر: سردار زادہ ظفر عباس صاحب

ضلع جھنگ میں پختہ سڑکوں کی تعمیر

☆ 177- سردار زادہ ظفر عباس شاہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ سال 1977ء تا 1985ء ضلع جھنگ کی تینوں تحصیلوں میں کتنی سڑکیں سال وار پختہ تعمیر کی گئیں۔ ان کی تحصیل وار لمبائی کیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: ضلع جھنگ کی تینوں تحصیلوں میں سال وار جو سڑکیں تعمیر کی گئیں ان کی لمبائی مندرجہ ذیل ہے۔

(سڑکوں کی لمبائی میلوں میں)

تحصیل	77-78	78-79	79-80	80-81	81-82	82-83	83-84	84-85	جون 85 تک متوقع تعمیر
جھنگ	09.25	06.17	00.93	03.00	15.00	11.70	07.21	07.47	07.00
چنیوٹ	08.30	01.00	---	---	08.00	08.00	21.05	04.00	04.00
شورکوٹ	---	---	---	---	---	10.87	---	---	10.00
میزان	17.55	07.17	00.93	03.00	30.00	30.57	28.26	11.47	21.00

67.73 54.35 27.87 149.95

ان میلوں کے علاوہ تقریباً" 16 میل تعمیر کے مختلف مراحل میں ہیں۔

جناب سپیکر: جناب رانا پھول محمد خاں صاحب

ایگزیکٹیو انجینئر محکمہ ہائی وے سرکل لاہور کی تبدیلی

☆ 187- رانا پھول محمد خان: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ اے ڈبلیو ہاشمی ایگزیکٹو انجینئر محکمہ ہائی وے سرکل لاہور کو 18 اپریل 1984ء تا 30 اپریل 1985ء آٹھ بار مختلف مقامات پر تبدیل کیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ ایگزیکٹو انجینئر کو ٹوبہ ٹیک سنگھ میں نئے ضلع کی ضلعی عمارت

اپنی نگرانی میں تعمیر کروانے پر گورنر انسپکشن ٹیم اور جناب گورنر صاحب نے دو تعریفی سرٹیفکیٹ عطا فرمائے کہ انہوں نے نہایت دیانتداری کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دیئے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ ایگزیکٹو انجینئر کی تمام سالانہ رپورٹیں بہت اچھی ہیں۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ایگزیکٹو انجینئر کو کیوں پریشان کیا جا رہا ہے اور کیا حکومت اس معاملہ کی تحقیق کرنے کے بعد پریشان کرنے والے افسران کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کو تیار ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) جی نہیں۔ یہ حقیقت نہیں ہے۔ افسر مذکور کے صرف چار مختلف مقامات پر ٹرانسفر آرڈرز جاری کئے گئے۔ جس کا بڑی حد تک خود یہ افسر ذمہ دار ہے۔ رحیم یار خان سے انتظامی وجوہ کی بناء پر اس کی ٹرانسفر ملتان میں ایک دفتری آسامی پر کی گئی۔ لیکن وہ وہاں سے اتفاقی رخصت لے کر غیر حاضر ہو گیا اور پھر تقریباً" چار ماہ غیر حاضر رہا جس کے لئے بعد ازاں اس نے رخصت کی درخواست پیش کی اتنا عرصہ اس آسامی سے دور رہنے پر اسے لاہور میں ایک دفتری آسامی پر لگایا گیا تھا یہاں سے اس نے خود درخواست گزاری کہ اس کو لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں ایک موجود آسامی پر بھیج دیا جائے لہٰذا اسے ایل۔ ڈی۔ اے میں بھیج دیا گیا۔ لیکن چند ہی دنوں کے بعد ایل۔ ڈی۔ اے کی انتظامیہ نے اسے غیر مناسب سمجھتے ہوئے محکمہ کو واپس کر دیا۔ اس کے بعد افسر مذکورہ کو فیصل آباد میں فیلڈ جاب پر بطور ایگزیکٹو انجینئر تعینات کیا گیا۔ وہاں چیف انجینئر صاحب نے اس کو ایک تعمیری کام کے سلسلے میں بے ضابطگیوں کا ذمہ دار پایا اور اس کے خلاف انضباطی کارروائی کی سفارش کی اور اس کو تبدیل کرکے فیصل آباد میں ہی ایک دفتری آسامی پر تعینات کر دیا۔ اس کے بعد افسر مذکورہ نے درخواست گذاری کہ کیونکہ چیف انجینئر صاحب اس کے ساتھ ناراضگی رکھتے ہیں لہٰذا اسے محکمہ بلڈنگز سے تبدیل کرکے محکمہ ہائی ویز میں بھیج دیا جائے۔ چنانچہ اس کے ساتھ ہمدردانہ سلوک کرتے ہوئے اس کی اپنی درخواست کے مطابق اسے محکمہ ہائی ویز میں تبدیل کر دیا گیا جہاں سے اسے بھکر میں تعیناتی کے آرڈرز ہوئے لیکن ایک متعلقہ افسر کی عرضداشت پر تبادلوں کا یہ سارا سلسلہ منسوخ کر دیا گیا اور افسر مذکورہ کے آرڈر 30 اپریل 1985ء کو لاہور میں دفتر آسامی پر کر دیئے گئے۔ بظاہر افسر مذکور کو فیلڈ میں چارجز ہی پسند ہیں۔ اور وہ دفتری آسامیوں سے گریز کرتا ہے۔ اس لئے مورخہ 28 مئی 1985ء تک اس نے اس دفتری آسامی کا

چارج نہیں سنبھالا تھا۔

(ب) محکمہ کے ریکارڈ سے ایسے کسی سرٹیفکیٹ کا اجراء تصدیق نہیں ہو سکا۔

(ج) چونکہ افسران کی سالانہ رپورٹیں خفیہ ہوتی ہیں' لہٰذا ان کے متعلق کچھ بیان کرنا مناسب نہ ہو گا۔ اس لئے صوبائی اسمبلی کے قواعد طریق کار کے قاعدہ 45 کی شق (iii) کے پیش نظر' جس کی رو سے کسی قسم کی خفیہ نوعیت کی معلومات کے بارے میں سوال نہیں پوچھا جا سکتا' محکمہ معذرت خواہ ہے۔

(د) مندرجہ بالا جوابات سے صاف واضح ہے کہ اس افسر کو تبادلے کے احکامات اس کو پریشان کرنے کے ارادے سے جاری نہیں ہوئے۔

جناب سپیکر: جناب میاں علی اصغر صاحب

پنڈی داس روڈ کی تعمیر

☆ 195- **میاں علی اصغر:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبائی حکومت نے کچھ عرصہ قبل لاہور شیخوپورہ روڈ پر واقع رستم سہراب فیکٹری بنام شیر شاہ سوری روڈ پنڈی داس تک بنانے کے لئے منظوری دی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مندرجہ بالا سڑک محکمہ ہائی ویز کی ملی بھگت کی وجہ سے تاحال مکمل نہیں کی گئی۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سڑک کے گرد و نواح میں واقع گاؤں جن کی تعداد پندرہ سے بھی زیادہ ہے کے مکین سڑک نہ ہونے کی وجہ سے سخت مشکلات سے دوچار ہیں۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس بارے میں کارروائی کرنے کے ساتھ ساتھ مندرجہ بالا سڑک کو بنوانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ حقیقت نہیں ہے۔

(ب) ایضاً"

(ج) کیونکہ مذکورہ سڑک محکمہ ہائی ویز کے زیر تعمیر نہیں ہے' لہٰذا اس سوال کا جواب دینے سے

قاصر ہیں۔

(د) ایضاً

جناب سپیکر: جناب چودھری اصغر علی صاحب

لالہ موسیٰ نونانوالی روڈ کی تعمیر

☆ 199- چودھری اصغر علی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لالہ موسیٰ نونانوالی روڈ کی تعمیر کے سلسلہ میں ضلع کونسل گجرات نے 30 مارچ 1985ء کو ایک قرار داد منظور کرکے محکمہ ہائی ویز کو بھی بھیجی تھی جس کے ذریعے مذکورہ سڑک کو کھیتوں سے منڈی تک پروگرام کے تحت بنانے کی سفارش کی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس سلسلہ میں علاقہ کے عوام نے گورنر صاحب کو ایک درخواست پیش کی تھی جس پر انہوں نے فروری 1985ء میں محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو مذکورہ سڑک کو کھیت سے منڈی تک پروگرام کے تحت بنانے کا حکم دیا تھا۔

(ج) کیا محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات نے مذکورہ سڑک بنانے کی منظوری محکمہ ہائی وزیر کو بھیج دی تھی۔ اگر ایسا ہے تو اب تک مذکورہ سڑک مکمل نہ ہونے کی کیا وجوہ ہیں اور محکمہ ہائی ویز اسے کب تک مکمل کرے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: ایسی کوئی قرار داد محکمہ ہائی ویز میں موصول نہیں ہوئی۔ یہ فہرست چونکہ پہلے پرنٹ ہو چکی تھی۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق ایکسین ہائی ویز گجرات کو ایک ریزولیشن موصول ہوا تھا۔

(ب) اس کا جواب محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات ہی دے سکتا ہے۔

(ج) محکمہ منصوبہ بندی اور ترقیات نے سڑک بنانے کی کوئی ایسی منظوری ابھی تک محکمہ ہائی ویز کو نہیں دی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال

جناب سپیکر: جناب محمد صدیق انصاری صاحب

شکر گڑھ خلاص پور روڈ کی تعمیر میں ہونے والی دھاندلیوں کی تحقیقات

☆ 274- جناب محمد صدیق انصاری : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرام بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل شکر گڑھ میں شکر گڑھ اخلاص پور روڈ 100 میل فی ضلع پروگرام کے تحت محکمہ ہائی وے ضلع سیالکوٹ تعمیر کر رہا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سڑک کی لمبائی ساڑھے سات میل منظور ہوئی تھی۔ اور پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے محکمہ ہذا کو تخمینہ کے مطابق ساڑھے سات میل سڑک کے لئے سرمایہ مہیا کیا گیا تھا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ ہائی ویز نے اس سڑک کے پونے چار میل کے دو گروپ بنا کر دو مختلف ٹھیکیداروں کو تعمیر کے لئے ورک آرڈر جاری کئے تھے اور مذکورہ لمبائی کے لئے ملٹری نے بھی این۔ او۔ سی جاری کر دیا تھا۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پہلے گروپ کے ٹھیکیدار نے اپنے حصے کا بہت کم اور ناقص کام کیا محکمہ ہذا نے ٹھیکیدار کے خلاف تاحال کوئی کارروائی نہیں کی اور نہ ہی تعمیر شدہ سڑک کے نقائص دور کروائے۔

(ھ) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک کے پہلے ساڑھے چھ میل کے ٹکڑے پر سولنگ لگی ہوئی تھی جو ٹھیکیداروں نے اکھاڑ کر اینٹیں فروخت کر دیں اور محکمہ ہذا نے ان کی رقم سے جرمانے کے طور پر معمولی کٹوتی کی۔

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ دوسرے ٹھیکیدار کو پونے چار میل سڑک کا ورک آرڈر دیا گیا مگر اب اس سے صرف پونے تین میل سڑک تعمیر کروائی جا رہی ہے۔ کیونکہ آخری ایک میل پر پہلے سے سولنگ نہیں لگی ہوئی تھی اور مذکورہ ٹھیکیدار کو اس ایک میل سولنگ نہ ہونے کی وجہ سے کچھ نقصان برداشت کرنا پڑا تھا مگر محکمہ صرف ٹھیکیدار کو نقصان سے بچانے کی خاطر اس علاقہ کے لوگوں کو ایک میل سڑک سے محروم کر رہا ہے اور اس کے لئے ملٹری کے نامعلوم زبانی حکم کا سہارا لیا جا رہا ہے۔ نیز ساڑھے سات میل سڑک کے اس محکمہ کے تیار کردہ تخمینے کے مطابق مہیا کردہ سرمایہ کو فنی مشکلات ظاہر کرکے صرف ساڑھے سات میل لمبی سڑک میں ختم کر رہا ہے۔

(ز) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس معاملہ کی مکمل انکوائری کرکے

خلاف ورزی کرنے والے افراد کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے اور مذکورہ سڑک کی مقررہ حد تک تعمیر کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) جی ہاں۔

(ب) یہ درست ہے مذکورہ سڑک کی لمبائی ساڑھے سات میل ہے لیکن یہ درست نہیں ہے کہ ساڑھے سات میل کے لئے مکمل سرمایہ مہیا کیا گیا تھا۔

(ج) فوجی حکام نے صرف زبانی طور پر اخلاص میں گاؤں تک سڑک تعمیر کرنے کی اجازت دی تھی۔ تحریری طور پر اجازت کے لئے فوجی حکام کو یاد دھانی کرائی گئی ہے۔ جواب آنے پر اس کے مطابق عمل درآمد کیا جائے گا۔

(د) اس گروپ کے ٹھیکیدار کے کام کرنے کی رفتار سست ضرور تھی لیکن اس نے جتنا کام کیا وہ بالکل صحیح ہے چونکہ کام کی رفتار سست تھی اور اس لئے ٹھیکیدار کے خلاف ایگریمنٹ کے مطابق کارروائی کی جا چکی ہے اور بقایا کام کے لئے ٹھیکیدار کے (Risk of Cost) پر ٹنڈر طلب کر لئے گئے ہیں۔ ان کی منظوری کے بعد کام دوبارہ شروع کر دیا جائے گا۔

(ہ) یہ درست نہیں ہے البتہ سڑک کی 5.75 میل لمبائی میں سولنگ لگا ہوا تھا اس میں سے چند جگہوں پر جہاں سولنگ بارش کی وجہ سے ضائع یا ٹوٹ پھوٹ چکا تھا اور جہاں سڑک کو اونچا کرنا مقصود تھا وہاں نئی مٹی ڈال کر سڑک بنائی گئی ہے اور جو میٹریل نکلا اس کی کٹوتی ٹھیکیدار کے بلوں سے محکمہ کے منظور شدہ ریٹوں پر کی جائے گی۔

(و) یہ درست نہیں ہے دوسرے ٹھیکیدار کو نقصان سے بچانے کے لئے علاقہ کے لوگوں کو ایک میل سڑک سے محروم کیا جا رہا ہے بلکہ جیسا کہ جزو (ج) کے جواب میں بتایا گیا ہے۔ فوجی حکام نے اخلاص پور گاؤں تک سڑک بنانے کی اجازت دی تھی۔ فوجی حکام کو یاد دہانی کرائی گئی ہے۔ جواب آنے پر اس کے مطابق عمل درآمد کیا جائے گا۔

(ز) جزو (ہ) میں دیئے گئے جواب کے پیش نظر کسی انکوائری یا کارروائی ضرورت نہ ہے فوجی حکام کی اجازت ملتے ہی کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب محمد صدیق انصاری: جناب ضمنی سوال کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ اس سڑک پر کب کام ہوا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: اس پر 84-1983ء میں کام شروع ہوا۔

جناب محمد صدیق انصاری: جناب ضمنی سوال۔
کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ جب 82-1981ء میں اس سڑک پر کام شروع ہوا اس وقت ملٹری سے اس کی منظوری لے کر یہ تمام شروع کیا گیا تھا یا کہ ملٹری کی زبانی طور پر یقین دہانی پر یہ کام شروع کیا گیا تھا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: میں نے پہلے اپنے جواب میں یہ عرض کیا ہے کہ پہلے زبانی طور پر اخلاص پور گاؤں تک سڑک تعمیر کرنے کی اجازت آرمی اتھارٹی نے دی تھی لیکن بعد میں ہم نے ان سے تحریری طور پر استدعا کی جس کے جواب میں انہوں نے یہ اجازت دے دی کہ ساڑھے چھ میل کے فاصلے پر سڑک تعمیر کی جائے اور باقی ساتویں میل کا انہوں نے این۔ او۔ سی جاری نہیں کیا۔ اور آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ یہ سڑک اب مکمل بھی ہو چکی ہے۔

جناب محمد صدیق انصاری: جناب ضمنی سوال
کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ بارڈر ایریا میں اس سڑک پر اس وقت تک کام شروع نہیں ہوتا جب تک تحریری طور پر ملٹری سے اس کی اجازت نہ لی گئی ہو۔ خاص طور پر اس سڑک پر ملٹری کے زبانی طور پر کہنے سے کام کیسے شروع ہوا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: میرے خیال میں جب پبلک کی بہت زیادہ ڈیمانڈ ہوتی ہے اس وقت محکمہ ملٹری سے رابطہ قائم کرکے عوام کی سہولت کے لئے یہ سکیم جلدی شروع کر دیتا ہے اور یہ محکمہ ہائی وے اور ملٹری کے درمیان Under Standing ہوتی ہے۔ اگر وہ زبانی طور پر بھی اس کی اجازت نہ دیتے تو یہ سڑک شروع نہ ہوتی۔

جناب محمد صدیق انصاری: جناب والا میں وزیر موصوف کے اس جواب پر مطمئن نہیں ہوں۔ کیونکہ یہ سڑک اس وقت تک شروع نہیں ہوئی تھی جب تک کہ ملٹری سے باقاعدہ طور پر تحریری اجازت نامہ نہیں ملا تھا۔ وزیر موصوف اس بات کی دوبارہ تسلی فرمالیں کہ سڑک شروع ہونے سے پہلے محکمہ نے ملٹری سے تحریری اجازت لی تھی یا نہیں؟

جناب سپیکر: انصاری صاحب آپ کو سڑک بنانے پر اعتراض ہے یا نہ بنانے پر؟

جناب محمد صدیق انصاری: جناب والا مجھے یہ اعتراض ہے کہ جب ملٹری سے پہلی منظوری لی

گئی تو یہ ساڑھے سات میل کی منظوری تھی۔ جب ساڑھے چھ میل لمبی سڑک تعمیر ہو گئی تو محکمہ نے ملٹری کا بہانہ لگا کر باقی ایک میل لمبی سڑک تعمیر کرنے سے انکار کر دیا۔ اور یہ محکمہ ہائی وے نے اپنے طور پر ایسا کیا ہے۔ ملٹری کے کہنے پر ایسا نہیں کیا کیونکہ ملٹری نے اس سے قبل ساڑھے سات میل لمبی سڑک تعمیر کرنے کی تحریری منظوری دے دی تھی۔

جناب سپیکر: آپ کا خیال ہے کہ گویا جو ایک میل لمبی سڑک تعمیر ہونی باقی رہ گئی ہے اس میں آرمی کی منظوری کا دخل نہیں ہے بلکہ محکمہ ہائی وے نے اپنے طور پر باقی ایک میل لمبی سڑک تعمیر نہیں کی۔ اس بارے میں عزت مآب وزیر کیا فرمائیں گے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: مجھے انصاری صاحب کے ان سوالوں کی سمجھ نہیں آ رہی کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔ ساڑھے چھ میل سڑک کی جو لمبائی تھی مکمل ہو چکی ہے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ باقی جو ایک میل سڑک کی لمبائی تھی اس کے لئے آرمی نے این۔ او۔ سی جاری نہیں کیا تھا۔ کیا وہ یہ وضاحت فرمائیں گے کہ محکمہ کو اس کے لئے کیا رکاوٹ ہے۔ جس کے لئے یہ بار بار پوچھ رہے ہیں۔ اس کے متعلق یہ ذرا تفصیل سے آگاہ کر دیں۔

جناب محمد صدیق انصاری: جناب والا میں نے اپنے سوال میں جو وضاحت کی تھی وہ یہ تھی کہ اس کی Basement یا Rate جو ٹھیکیدار کو دیا گیا تھا وہ بہت کم تھا' اس ٹھیکیدار کو بچانے کے لئے انہوں نے وہ ایک میل لمبی باقی سڑک چھوڑ دی ہے جو اس کا پہلا حصہ تھا اس میں Basement کی ضرورت اس لئے نہیں تھی کہ اس میں Soling لگا ہوا تھا۔ محکمہ نے ٹھیکیدار کو بچانے کے لئے عوام کو ایک میل لمبی سڑک سے محروم کر دیا ہے۔ میری یہی وضاحت ہے۔ اور محکمہ ابھی تک فیصلہ کئے ہوئے ہے کہ باقی ایک میل لمبی سڑک تعمیر نہ کی جائے بلکہ اس ٹھیکیدار کا کام فائنل کر کے فائنل بل بھی ادا کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: جناب وزیر موصوف اس کے بارے میں کچھ فرمائیں گے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: اس کے متعلق تو میں یہی عرض کر سکتا ہوں کہ میں اس کے متعلق انکوائری کروا سکتا ہوں۔ لیکن مجھے لگتا ہے کہ فاضل رکن کی باتیں جو ہیں ایسی ہیں کہ لگتا ہے کہ انہیں ٹھیکیدار کی خاطر یہ زیادہ ہی مطلوب ہے جس کے لئے وہ اصرار کر رہے ہیں۔ ورنہ ہائی وے ڈیپارٹمنٹ کو عوام کی سہولت کے لئے سڑکیں بنانے پر ہی مامور کیا گیا ہے پھر ہائی وے ڈیپارٹمنٹ

ایک میل سڑک کی تعمیر کے لئے کیوں کوتاہی کر سکتا ہے۔ جب محکمہ نے ساڑھے چھ میل لمبی سڑک کی تعمیر مکمل کر لی ہے تو پھر باقی ایک میل لمبی سڑک کے لئے کیوں پس و پیش ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس کی انکوائری کروانے کے لئے تیار ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جی میں بالکل تیار ہوں۔

جناب سپیکر: جناب انصاری صاحب آپ کے اطمینان کے لئے عزت مآب اس کی انکوائری کروانے کے لئے تیار ہیں۔ ٹھیک ہے آپ مطمئن ہیں۔

جناب محمد صدیق انصاری: جناب والا میں مطمئن ہوں۔

سید طاہر احمد شاہ: میں وزیر موصوف سے ایک نقطہ وضاحت پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جناب یہ ضمنی سوال ہے؟

سید طاہر احمد شاہ: نہ جناب یہ نقطہ وضاحت سے ضمنی سوال کہاں ہے جی۔ یہ ضمن کے جواب میں وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ Soling لگا ہوا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ Soling مذکر ہے یا مونث ہے؟ میں نے تو جناب وزیر موصوف سے وضاحت طلب کی ہے۔

مولانا محمد غیاث الدین: جناب والا میں ایک جز (و) سے متعلق ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی مولانا صاحب فرمائیں۔

مولانا محمد غیاث الدین: جناب والا جز (و) میں وزیر موصوف نے یہ کہا ہے کہ فوجی حکام کو یاد دہانی کرائی گئی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ بارڈر ایریا میں فوجی حکام سے رابطہ کیوں قائم کیا جاتا ہے؟ کیا بارڈر ایریا میں رہنے والے لوگ بنیادی سہولتوں کے حق دار نہیں ہیں؟ ہمارے قریبی اور ہمسایہ ملک نے بارڈر ایریا میں کیوں اتنی سڑکیں بنا دی ہیں؟ اگر بارڈر ایریا میں رہنا جرم ہے تو پھر وہاں کے لوگوں کو اٹھا دینا چاہئے۔ ان کو بنیادی سہولتیں کیوں نہیں دی جاتیں؟

جناب سپیکر: جیسے آپ مولانا صاحب کے سوال کو درست کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟

(قہقہہ)

مولانا محمد غیاث الدین: میں یہ بھی پوچھنا چاہوں گا کہ بارڈر ایریے کا انتظام پاکستان کے پاس ہے

یا پاکستان کی فوجی حکومت کے پاس ہے؟ کیا بارڈر پر رہنا جرم ہے؟ اور ہمیں بارڈر ایریا پر سڑکیں کیوں نہیں دی جاتیں۔ جب تک فوجی حکومت اس پر راضی نہ ہو اس وقت تک ہمیں بنیادی سہولتیں نہیں ملتیں۔ بارڈر ایریا میں رہنے والوں کو کہہ دینا چاہئے کہ وہ بارڈر چھوڑ دیں اور کہیں اور چلے جائیں۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب یہ ایک پالیسی میٹر ہے اور اس کو کسی دوسری شکل میں discuss کیا جا سکتا ہے۔ اس سے سوال کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ جناب محمد یامین صاحب

کہوٹہ اور تہراڑ روڈ کی تعمیر

☆ 278- جناب محمد یامین: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرام بیان فرمائیں گے کہ کہوٹہ تہراڑ روڈ کی تعمیر کا کام جو سالانہ ترقیاتی پروگرام 86-1985ء کے سیریل نمبر 268 کے مطابق ہو رہا ہے اس کو شروع ہوئے کتنی مدت گزر چکی ہے اور کتنا کام ہو چکا ہے اور کتنا بقایا ہے اور بقایا کام کی نوعیت کیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: یہ سڑک اپریل 1980ء کو شروع ہوئی تھی۔ شروع ہوئے تقریباً 5 سال ہو چکے ہیں۔ 10.00 میل میں سے 9.50 میل مکمل ہو چکے ہیں بقایا 1.36 میل پر کام جاری ہے۔ جو اگلے مالی سال 86-1985ء میں مکمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: اس کے متعلق کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد یامین: ضمنی سوال۔ میرے سوال کے تین جز تھے۔ کتنا کام ہو چکا ہے' کتنا بقایا ہے اور بقایا کام کی نوعیت کیا ہے۔ وزیر موصوف صاحب نے دو جز کا جواب دے دیا ہے۔ بقایا کام کی نوعیت کیا ہے' اس کے متعلق وہ اگر کچھ فرمانا چاہیں تو فرما دیں۔

جناب سپیکر: بقایا کام کے بارے میں انہوں نے لکھا ہے کہ اگلے مالی سال 86-1985ء میں مکمل ہو جائے گا۔

جناب محمد یامین: ضمنی سوال۔ کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ اس سڑک پر کوئی پل تعمیر ہونا تھا؟ اگر ہونا تھا تو اس پل پر کتنا کام ہو چکا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: اس پر اخراجات کا تخمینہ دو کروڑ 89 لاکھ روپے ہے۔ سڑک کی

لمبائی مکمل ہو چکی ہے۔ اس پر دو میجر پل تعمیر ہوئے تھے۔ ایک لنک نالا اور ایک نالا نوپائی۔ جن پر لاگت تقریباً" پینتیس لاکھ روپے ہے۔ ان پر کام جاری ہے۔ سڑک مکمل ہو چکی ہے۔

جناب محمد یامین: ضمنی سوال۔ خود وزیر موصوف کے جواب کے مطابق دس میل کی سڑک پر پانچ سال گزر چکے ہیں۔ کیا وزیر موصوف یہ بتانا گوارا کریں گے کہ وہ اس کی تعمیر کی رفتار سے مطمئن ہیں؟ اگر نہیں ہیں تو اس کی رفتار کو تیز تر کرنے کے لئے وہ کوئی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: اس بارے میں عرض ہے کہ اس سڑک کی تعمیر شروع ہوئے واقعی کافی دیر ہو چکی ہے۔ لیکن یہ پہاڑی سڑک ہے اور یہ جنگلوں کے درمیان سے گزرتی ہے۔ اس کو شروع میں فاریسٹ ڈیپارٹمنٹ نے ٹیک اپ کیا تھا اور اس سڑک کی الائنمنٹ میں کچھ پرائیویٹ مالکان سے جھگڑا چلتا رہا جن کے رقبے میں سے یہ سڑک گزرنی تھی۔ جس کی وجہ سے کافی تاخیر ہو گئی۔ لیکن اب چونکہ یہ سڑک مکمل ہو چکی ہے اور بڑے پلوں پر کام ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ بہت جلد یہ بھی پایہ تکمیل کو پہنچ جائیں گے۔

جناب سپیکر: چودھری محمد اصغر صاحب

وزیر آباد تا کھاریاں جی ٹی روڈ کی مرمت

☆ 288- **چودھری محمد اصغر:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ جی ٹی روڈ از وزیر آباد تا کھاریاں ناہموار اور شکستہ حالت میں ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ سڑک این - 5 (نیشنل ہائی وے) وفاقی حکومت کی ملکیت ہے اور بے شمار ٹریفک اور ایکسل روڈ میں بے پناہ اضافے کی وجہ سے چند جگہوں پر ناہموار ہو گئی ہے۔ لیکن شکستہ نہیں ہے۔ محکمہ ہائی وے محدود کے وسائل کے باوجود اس سڑک کو لگاتار مرمت کے ذریعے ٹریفک کے قابل رکھے ہوئے ہے۔

(ب) ایک غیر رسمی اطلاع کے مطابق نیشنل ہائی وے بورڈ (وفاقی حکومت) نے اگلے مالی سال کے بجٹ میں گوجرانوالہ سے لالہ موسیٰ تک مرمت کے لئے پانچ کروڑ روپے مختص کئے ہیں یا تو یہ کام وہ خود کرے گا۔ یا محکمہ ہائی وے سے کروائے گا۔

جناب سپیکر: اس پر کوئی اور ضمنی سوال؟

راجہ خلیق اللہ خان: ضمنی سوال۔ کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ وزیر آباد سے کھاریاں تک سڑک کی مرمت کے لئے وفاقی حکومت نے کوئی رقم مہیا کی ہے' وہ کتنی ہے اور کتنی خرچ ہو چکی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں گزارش کر چکا ہوں کہ یہ سڑک نیشنل ہائی وے کی ہے اور وفاقی حکومت کی ملکیت ہے۔ پنجاب ہائی وے محض ایک Executing ایجنسی ہے۔ اس کے لئے رقم بھی وفاقی حکومت مہیا کرتی ہے اور مرمت کرانی ہو تو وہ بھی ان کی اپنی مرضی ہے کہ وہ کام کرائے یا پنجاب ہائی وے کو دے۔ فی الحال انہوں نے پنجاب ہائی وے کو کوئی رقم نہیں دی جس سے ہم مرمت کا کام شروع کر سکیں۔

راجہ خلیق اللہ خان: ضمنی سوال۔ کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ آیا پنجاب ہائی وے نے بھی اس پر کوئی رقم پنجاب کی جانب سے خرچ کی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر چکا ہوں کہ یہ سڑک نیشنل ہائی وے کی ہے۔ نیشنل ہائی وے کی سڑکیں اگر نئی بھی تعمیر کرنی ہوں تب بھی پیسہ وفاقی حکومت کا ہوتا ہے اور اگر ان کی مرمت کرنی ہو تو بھی پیسہ وفاقی حکومت مہیا کرتی ہے۔ جب وفاقی حکومت پیسہ مہیا کرتی ہے تو پنجاب ہائی وے اسے ٹیک اپ کرتا ہے۔ لیکن پنجاب ہائی وے ڈیپارٹمنٹ اپنے طور پر اس پر کوئی پیسہ خرچ نہیں کرتا۔

راجہ خلیق اللہ خان: میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وزیر آباد' بلکہ گوجرانوالہ سے کھاریاں تک سڑک اتنی ناہموار ہے کہ اس پر چلنا مشکل ہے۔ کیا انہوں نے کوئی محکمانہ کارروائی کی ہے؟ اور کیا وفاقی حکومت کو لکھا ہے کہ اس کے لئے فنڈ مہیا کرے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا' جہاں پنجاب ہائی ویز ڈیپارٹمنٹ یہ محسوس کرتا ہے کہ نیشنل ہائی وے کی کسی سڑک پر مرمت ہونی چاہئے تو ہم وہ سکیم بنا کر وفاقی حکومت کو بھیج دیا کرتے

ہیں۔ لیکن پھر ان کی یہ اپنی مرضی ہوتی ہے کہ وہ کتنی جلدی ہمیں سرمایہ مہیا کریں گے۔ اس سڑک کے لئے ہم نے بارہا تخمینہ جات بھجوائے ہیں۔

جناب سپیکر: جناب محمد افضل چن صاحب!

منڈی بہاؤ الدین سے چک رائب تک سڑک کی تعمیر

☆ 303- جناب محمد افضل چن: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ منڈی بہاؤ الدین سے سنہ تک 1970ء میں پیپلز ورکس پروگرام کے تحت سڑک کی تعمیر شروع ہوئی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ سڑک منڈی بہاؤ الدین سے چک رائب تک بنانے کا منصوبہ تھا مگر اسے نامکمل چھوڑ دیا گیا اور ابھی تک اس کی تکمیل نہیں ہوئی؟

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت منڈی بہاؤ الدین سے چک رائب تک سڑک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) جی نہیں۔ یہ سڑک پیپلز ورکس پروگرام میں نہیں شوگر پیس پروگرام کے تحت مکمل ہوئی ہے۔

(ب) جی نہیں۔

(ج) یہ منصوبہ اب تک محکمہ ہائی وے کے کسی پروگرام میں شامل نہیں ہے اور اس کے شروع ہونے کا انحصار کسی پروگرام میں شامل ہونے پر ہے۔

جناب محمد افضل چن: گزارش یہ ہے کہ میری دونوں سڑکیں بن رہی ہیں۔ اور میرے دونوں سوال یہی ہیں۔

جناب سپیکر: پھر دوسرے سوال کی بھی ضرورت نہیں؟

محمد افضل چن: جی ہاں۔

بکھووال تا میانہ گوندل براستہ پنڈ مکو سڑک کی تعمیر

☆ 304- محمد افضل چن: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنر پنجاب نے مورخہ 9 مئی 1981ء کو گجرات میں اپنے دورہ کے دوران بکھووال تا میانہ گوندل بارستہ پنڈ مکو سڑک کی تعمیر کی منظوری دی تھی اور ضلع کونسل گجرات نے محکمہ ہائی ویز کو کئی بار اس نوعیت کے ریزولیوشن پاس کرکے بھیجے کہ مذکورہ سڑک کی تعمیر کام شروع کیا جائے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سڑک ضلع سرگودھا اور ضلع گجرات کے درمیان ایک رابطہ سڑک ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک مذکورہ سڑک کی تعمیر شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) بکھووال پہلے ہی ضلع کونسل کی سڑک کے ذریعے گجرات و سرگودھا سڑک کے ساتھ منسلک ہے۔ گورنر صاحب نے صرف دو میل لمبی لنک میانہ گوندل کی طرف سے گجرات و سرگودھا سڑک تک منظور کی تھی جو کہ کھیت تا منڈی پروگرام میں شامل کی گئی لیکن بعد میں حکومت کی پالیسی کے تحت لمبائی میں 5 میل سے کم ہونے کی وجہ سے پروگرام سے خارج کر دی گئی۔ میانہ گوندل سے گجرات سرگودھا سڑک پر ہیڈ فقیریاں تک ایک لنک روڈ پہلے ہی موجود ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔

(ج) یہ سڑک ابھی کسی پروگرام میں شامل نہیں ہے اس کی تعمیر کے وقت کے متعلق یہ محکمہ کچھ نہیں کہہ سکتا۔

جناب سپیکر: راجہ اخلاص:-

تحصیل گوجر خان میں سڑکوں کی تعمیر

☆ 325- راجہ جاوید اخلاص: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل گوجر خان کی سڑکیں آدمی ڈیونک روڈ' ہرنال پوٹھی' بجنیال روڈ' چک دولت پنڈ بالا روڈ اور جھولکل پنوٹ روڈ کی تعمیر نامکمل چھوڑ دی گئی ہے۔ جس کی

وجہ سے ذرائع آمد و رفت میں بہت دشواری پیش آتی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ان سڑکوں کو مکمل طور پر تعمیر کیوں نہیں کیا گیا اور کب تک انہیں تعمیر کر دیا جائے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ سڑکیں محکمہ شاہرات کی تحویل میں نہیں ہیں۔

(ب) جزو الف میں دیئے گئے جواب کے پیش نظر یہ محکمہ اس ضمن میں کوئی وعدہ کرنے سے قاصر ہے۔

جناب سپیکر: راجہ جاوید اخلاص صاحب کوئی ضمنی سوال؟

راجہ جاوید اخلاص: جناب والا' چونکہ یہ ان سڑکوں کو اپنی تحویل میں نہیں لے رہے اس لئے ضمنی سوال کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

تحصیل گوجر خان میں دیوی ڈھوک وہاب لنک روڈ اور گوجر خان سکھو روڈ کی تعمیر

☆326- **راجہ جاوید اخلاص:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل گوجر خان کی سڑکیں دیوی ڈھوک وہاب لنک روڈ اور گوجر خان سکھو روڈ گورنر ڈائریکٹو کے تحت منظور ہوئی تھیں لیکن ان پر ابھی تک کام شروع نہیں کیا گیا۔ اگر ایسا ہے تو حکومت مذکورہ سڑکیں کب تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جی ہیں مذکورہ سڑکیں محکمہ ہائی ویز کے کسی پروگرام میں شامل نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: اس پر کوئی ضمنی سوال؟

راجہ جاوید اخلاص: ضمنی سوال۔ اگر انہیں گورنرز ڈائرکٹو کی کاپی دے دی جائے تو کیا ان سڑکوں کو وزیر موصوف اپنی تحویل میں لینے یا بنانے کے لئے تیار ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: میں معزز رکن کی اطلاع کے لئے عرض کروں گا کہ گورنر صاحب

نے کوئی Directive جاری نہیں کیا۔ ہاں البتہ صوبائی کونسل کے اجلاس منعقدہ 22 تا 25 اکتوبر 1984ء کو چیئرمین یونین کونسل محمد سرور نے ایک درخواست گزاری تھی اس پر سمری تیار ہوئی تھی' لیکن اس پر کوئی Directive جاری نہ ہوا تھا۔

راجہ جاوید اخلاص : جناب سپیکر! میرے پاس اس وقت تو کاپی موجود نہیں۔ لیکن میں Directive کی کاپی وزیر موصوف کو دے سکتا ہوں۔ تو اس کے بعد یہ اس کو اپنی تحویل میں لے لیں گے یا اس کو بنانے کے لئے تیار ہوں گے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات : میرے خیال میں اگر معزز رکن اسمبلی اوقات کے بعد تشریف لائیں تو ان کے ساتھ بات ہو سکتی ہے۔

(قہقہے)

راجہ جاوید اخلاص : جناب یہ کوئی جگہ بتا دیں تو میں وہاں جانے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر : غالباً وزیر صاحب فاضل رکن کے اطمینان کے لئے انہیں یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ دفتر اوقات کے بعد ان کے پاس آئیں۔

جناب سپیکر : راجہ صاحب آپ کو اطمینان ہو گیا کہ آپ معزز وزیر صاحب کے پاس کمرے میں جائیں گے۔

راجہ جاوید اخلاص : جناب سپیکر آپ کا کہنا بھی درست ہے۔

جناب سپیکر : چودھری محمد اکرم

ضلع بہاولنگر میں فارم تا مارکیٹ سڑکوں کی تعمیر

☆ 375- **چودھری محمد اکرم :** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت یہ ہے کہ ضلع بہاولنگر میں سال 81-80 میں فارم تا مارکیٹ سڑکیں بنانا شروع کی گئی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سال 81-80 کے فارم تا مارکیٹ میں چند سڑکیں ملٹری اعتراض کی وجہ سے فی الحال التواء میں پڑی ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سڑکوں میں سے ایک سڑک 6/29- آر تا چھوٹا والا فاصلہ 10 میل منظور ہوئی تھی۔ جو ملٹری اعتراض کی وجہ سے رک گئی ہے۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ اعتراض شدہ سڑک سے ہارون آباد' فورٹ عباس' حاصل پور اور چشتیاں کا فاصلہ بہت کم ہو جاتا ہے۔ اور اس پر واقع چکوک کو شہروں تک جانے میں بہت آسانی ہوتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت مذکورہ چکوک کو فائدہ پہنچانے کے لئے کوئی متبادل سڑک بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) جی ہاں۔

(ب) یہ درست نہیں ہے البتہ 83-82 میں منظور ہونے والی سڑکوں میں کچھ سڑکیں ملٹری اعتراض کے باعث ملتوی کر دی گئیں تھیں۔

(ج) جی ہاں۔ یہ درست ہے۔

(د) جی ہاں۔ فی الحال مذکورہ علاقہ میں متبادل سڑک بنانے کا کوئی پروگرام منظور نہیں ہوا ہے کیونکہ یہ علاقہ ملٹری اعتراض میں آتا ہے۔

جواب کے آخر میں جناب وزیر صاحب نے جواب میں ایزاد کیا ہے۔

چونکہ یہ سوالات کچھ عرصہ پہلے موصول ہوئے تھے اور ان کے جوابات print ہو چکے تھے اب کچھ صورت حال مختلف ہے۔ اس علاقہ میں تین سڑکیں فارم ٹو مارکیٹ پروگرام کے تحت ساڑھے چوبیس میل لمبی سڑکیں ایک کروڑ 80 لاکھ روپے کی لاگت سے تعمیر ہوں گی۔ اور اس کے بعد چیف منسٹر Directive کے مطابق دو مزید سڑکیں بھی اس میں شامل کی جائیں گے۔

جناب سپیکر: اس پر ضمنی سوالات؟

چودھری محمد اکرم: جناب سپیکر! وزیر موصوف کا جواب درست نہیں ہے۔ کیا وزیر موصوف وضاحت فرمائیں گے اس علاقہ میں سڑکیں 6/29 آر تا چھوٹا والا منظور ہوئی تھی لیکن ملٹری اعتراض کی وجہ سے یہ التواء میں پڑ گئی۔ اسی علاقہ میں ایک متبادل سڑک 202 مراد تک 209 مراد موجودہ ترقیاتی پروگرام میں منظور ہوئی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جی ہاں فاضل رکن نے جس سڑک کا ذکر کیا ہے 202 ایم تا 209 ایم وایا چک نمبر 207 ایم ہیلتھ سنٹر منظور ہوئی ہے اس پر بھی ملٹری اعتراض لگا ہوا ہے فی الحال اس

کی منظوری نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کیا یہ بارڈر ایریا کی سڑک ہے۔

چودھری محمد اکرم: جی نہیں۔ کیا وزیر موصوف یہ وضاحت فرمائیں گے کہ یہ سڑک جس کے متعلق ابھی یہ فرمایا ہے کہ ابھی یہ فرمایا ہے کہ ابھی ہی Clear نہیں ہوئی اس کے کوئی ٹینڈر بھی ہو چکے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا کئی ایک ایسی سڑکیں ہیں جو فارم ٹو مارکیٹ روڈز میں شامل ہوئی تھیں اور یہ ایم۔ پی۔ اے کوٹہ کے تحت تھیں۔ کیونکہ اس سال کا اے ڈی پی کافی لیٹ ہو چکا تھا اور احتیاطاً" سب کے ٹینڈر کال کر لئے ہیں لیکن ان پر کام اسی وقت شروع ہو گا جب ملٹری کی طرف سے این او سی جاری ہو گا۔

چودھری محمد اکرم: کیا وزیر موصوف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اگر ٹینڈر کال ہونے کے بعد یہ سڑک کلیئر ہو جاتی ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہاں ملٹری اعتراض نہیں رہا اگر 5 میل سڑک کے ٹینڈر ہو سکتے ہیں جو دس میل پنڈنگ ہوئی تھی کیا اس کو 433 کے ساتھ ملایا جا سکتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: میں فاضل رکن کی اطلاع کے لئے یہ عرض کروں گا کہ ہر ضلع کے لئے فارم ٹو مارکیٹ روڈز کے پروگرام کے تحت ایک رقم مختص ہوئی تھی اور اس کی اتنی ہی مالیت کی منظور ہوئی تھی جتنی رقم تھی موجودہ صورت حال کے مطابق جتنی سڑک منظور ہوئی اتنی ہے بنے گی اور اس کو رواں مالی سال میں اس کو نہیں بڑھایا جا سکتا۔

چودھری محمد اکرم: کیا وزیر موصوف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جس متعلقہ سڑک کا ذکر ہو رہا ہے موجودہ اے ڈی پی کے علاوہ جو سابقہ ہنڈرڈ مائل پروگرام تھا اس میں سے بچی ہوئی تھی اور موجودہ اے ڈی پی میں جو ایم پی اے کو سڑکیں دی گئیں ہیں یہ ان کے علاوہ ہیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ کا آخری ضمنی سوال ہے۔

چودھری محمد اکرم: جناب سپیکر! یہ ایم پی اے کے موجودہ کوٹے کے علاوہ یہ سڑک ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا یہ سڑک اس میں شامل ہے جو حکومت نے ایم پی اے حضرات کو کوٹے میں دی گئی ہیں۔ اس سے پہلے ضلع کونسل نے 32 میل سڑکیں منظور کی تھیں یہ تمام

32 میل پی اینڈ میں مسترد ہو چکی تھیں اور یہ ایک نیا پروگرام ہے۔

مولانا غیاث الدین احمد: جناب والا میں صرف یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سڑکوں کا کوٹہ صرف وزراء کے حلقے کے لئے ہیں کیا باقی دیگر ایم پی اے حضرات کے لئے بھی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جناب میاں محمود احمد

شیخوپورہ روڈ از شاہدرہ موڑ تا چوک بیگم کوٹ کو یک طرف کرنے کا منصوبہ

☆ 402- **میاں محمود احمد:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ شیخوپورہ روڈ از شاہدرہ موڑ تا چوک بیگم کوٹ کو یک طرفہ کرنے کا منصوبہ حکومت نے بنایا تھا جس کا کئی سال پہلے سروے وغیرہ بھی ہو چکا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سڑک پر ٹریفک کی زیادتی اور دونوں طرف آبادی کی وجہ سے کئی حادثات ہو چکے ہیں۔ جس میں کئی قیمتی جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کو یکطرفہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) جی نہیں۔ محکمہ ہائی وے وقتاً فوقتاً سڑکوں کی بہتری کے لئے مختلف منصوبے بناتا رہتا ہے اس سڑک کو یک طرفہ بنانے کا کوئی منصوبہ نہیں بنایا گیا۔ یہ سڑک پہلے ہی 40 فٹ تا 60 فٹ چوڑی ہے۔

(ب) اس ضمن میں کوئی حادثہ رپورٹ نہیں کیا گیا۔

(ج) جزو (الف) و (ب) میں دیئے گئے جوابات کے پیش نظر سوال پیدا نہیں ہوتا۔

راوی پل پر ٹول ٹیکس کا خاتمہ

☆ 407- **میاں محمود احمد:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ

حقیقت ہے کہ راوی پل پر ٹول ٹیکس اس شرط کے ساتھ لگایا گیا تھا کہ جب مذکورہ پل کی لاگت پوری ہو جائے گی تو ٹول ٹیکس ختم کرا دیا جائے گا۔ لیکن اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود ٹیکس ختم نہیں ہوا۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت مذکورہ ٹیکس ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: دریائے راوی پل پر ٹول ٹیکس دی پنجاب ٹولز آن روڈز اینڈ برجز آرڈیننس 1962ء (The Punjab Tolls on Roads and Bridges Ordinance, 1962) کے تحت لگایا گیا تھا۔ جس کی رو سے ٹول ٹیکس کے متعلق کوئی معیاد مقرر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اس پر کوئی ضمنی سوال؟

سید طاہر احمد شاہ: کیا وزیر موصوف وضاحت فرمائیں گے کہ راوی برج پر کل کتنی لاگت خرچ آئی تھی اور اب تک کتنی رقم ٹول ٹیکس کی صورت میں حکومت پنجاب کو وصول ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب آپ کا ضمنی سوال ہے میں نے سنا نہیں ہے۔ ارشاد فرمایئے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ اور وضاحت طلب کی ہے وزیر موصوف سے کہ راوی برج پر کل کتنی لاگت آئی تھی اور اس سے اس وقت تک ٹول ٹیکس کی صورت میں کتنی رقم حکومت پنجاب کو موصول ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: یہ تو آپ فریش سوال کر سکتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال بہت ہی مناسب اور صحیح ہے۔ میں تو یہ نہیں سمجھتا کہ یہ فریش ہو اگر آپ یہ رولنگ فرما دیں کہ یہ فریش سوال تو پھر اس کے لئے فریش سوال دیا جا سکتا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل صحیح اور متعلقہ سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی شاہ صاحب یہ فریش سوال ہے۔ بیگم شاہدہ یاسمین ملک صاحبہ۔

ٹول ٹیکس سے نجات

☆ 482- **بیگم شاہدہ یاسمین ملک:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پلوں کی تعمیر کے بعد ان پر ٹول ٹیکس کس قانون کے تحت وصول کیا جاتا ہے۔
(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کسی بھی پل کی تعمیر کے بعد اس پر ٹیکس وصول کرنے کی معیاد کتنی ہوتی ہے۔
(ج) دریائے راوی کے پل کو بنے کتنی مدت گزر چکی ہے۔
(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ راوی پل اور مزید ایسے پل جنہیں بنے ہوئے ایک مدت گزر چکی ہے ان پر ابھی تک ٹول ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔
(ر) اگر جزو (د) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس پر غور کرنے کو تیار ہے کہ عوام کو اس ٹیکس سے جلد از جلد نجات دلوائی جائے۔ اگر ہاں تو کب تک۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:
(الف) پلوں پر ٹول ٹیکس دی پنجاب ٹولز آن روڈز اینڈ برجز آرڈیننس 1962ء (The Punjab Tools on Roads & Bridges Ordinance1962) کے تحت وصول کیا جاتا ہے۔
(ب) مندرجہ بالا آرڈی ننس کی رو سے ٹول ٹیکس کے وصول کرنے کے متعلق کوئی معیاد مقرر نہیں ہے۔
(ج) تقریباً سترہ (17) سال۔
(د) جی ہاں۔
(ر) فی الحال ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔ باقی ٹیکسوں کی طرح یہ بھی حکومت کی آمدنی کا ایک ذریعہ ہے۔

بیگم شاہدہ یاسمین ملک: کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ جب عوام سے روڈ ٹیکس بھی وصول کیا جاتا ہے اس طرح ڈبل ٹیکس وصول کرنے کا کیا جواز ہے۔ اس طرح عوام پر ڈبل بوجھ نہیں پڑتا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: میرے خیال میں روڈ ٹیکس جو ہے وہ صرف روڈز کے لئے وصول کیا جاتا ہے۔ برج ٹیکس برجز کے لئے وصول کیا جاتا ہے۔

راجہ خلیق اللہ خان: جناب والا اس ٹول ٹیکس سے حکومت کو خاص آمدنی ہوتی ہے آج کل سڑکوں پر اتنا رش ہے کیا حکومت پنجاب ٹول روڈز بنوانے پر غور کر سکتی ہے۔ تاکہ یہ رش ختم ہو

سکے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ٹول ٹیکس کے ضمن میں ہماری حکومت سنجیدگی سے غور کر رہی ہے کہ ٹول روڈز بنوائی جائیں اور دوسرے ممالک ٹول روڈز بنوانے کے سلسلے میں اپنی خدمات پیش کرتے ہیں۔ مثلاً جاپان پاکستان میں کوئی سڑک تعمیر کر دے اور پر ٹول ٹیکس لگا دے اور اس سے وہ اپنے پیسے پورے کر لے۔

راجہ خلیق اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے عرض کیا تھا کہ آیا حکومت اس پر غور کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب آپ کا سوال میری سمجھ میں نہیں آیا آپ اس کو دھرا دیں۔

راجہ خلیق اللہ خان: جناب والا۔ راوی پل پر بہت رش ہو جاتا ہے اور اس ٹول ٹیکس سے ایک نیا پل تعمیر ہو سکتا ہے۔ تو اس رش کو ختم کرنے کے لئے حکومت کے پاس کوئی تجویز ہے کہ نیا پل بنوائے گی؟

Mr. Speaker: This is not a relevant question.

راجہ خلیق اللہ خان: جناب والا۔ کیا حکومت ایک نیا پل بنوانے کے سلسلے میں غور کرے گی؟

جناب سپیکر: یہ سوال Relevant نہیں ہے۔ اس سوال کا جواب دینے کی میں ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ جناب مولانا محمد غیاث الدین

موضع بدوال تک موضوع چھمال تحصیل شکر گڑھ تک سڑک کی تعمیر

☆ 561- **جناب مولانا محمد غیاث الدین:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ موضع بدوال تک موضع چھمال تحصیل شکر گڑھ تک پختہ سڑک بنانے کے لئے گورنر پنجاب کی طرف سے سکیم گرانٹ کی منظوری دی گئی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سڑک کا سروے مکمل کرکے ٹینڈر بھی طلب کر لئے گئے تھے۔ اور کیا یہ بھی درست ہے کہ اس مذکورہ سڑک کو 84-1983ء کے مالی سال میں مکمل ہونا تھا۔

(ج) اگر جزوع (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو ابھی تک سڑک کی تعمیر شروع نہ

ہونے کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) جی نہیں

(ب) یہ درست نہیں ہے۔

(ج) بموجب جزو (الف) و جز (ب) اس سڑک کی تعمیر کا سوال پیدا نہیں ہوتا ہے۔

مولانا محمد غیاث الدین: جناب والا۔ وزیر محترم جز (ج) کا جواب دے دیں پھر ضمنی سوال کروں گا۔

جناب سپیکر: سوال کا جواب دینے تک جواب کو تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: (ج) بموجب جزو (الف) و جز (ب) اس سڑک کو فی الحال کسی پروگرام میں شامل نہیں کیا گیا۔

مولانا محمد غیاث الدین: جناب والا۔ وزیر موصوف سے میں یہ دریافت کروں گا کہ کیا کبھی سڑک کی تعمیر کا سوال پیدا نہیں ہو گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا۔ جناب مولانا صاحب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ یہ سڑک بھی بارڈر ایریا میں آتی ہے اور اسی میل کے اندر ہے۔ اور اگر اس کو کسی پروگرام میں شامل کیا بھی گیا تو تب بھی آرمی سے این او سی کی ضرورت پڑے گی۔

مولانا محمد غیاث الدین: جناب والا۔ شکرگڑھ سے بارڈر ایریا دس میل بنتا ہے تو کم از کم بارڈر ایریا میں پانچ میل کی اجازت لینی پڑتی ہے۔ اگر یہ دس میل نہیں بنا سکتے تو پانچ میل ہی بنا دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا میں نے مولانا صاحب کی اطلاع کے لئے عرض کیا ہے کہ (80) اسی کلومیٹر کے اندر این او سی لینا پڑتا ہے لیکن آپ پانچ میل کی بات کر رہے ہیں۔

مولانا محمد غیاث الدین: جناب والا۔ اگر اسی (80) کلومیٹر ہو تو پھر میرے خیال میں لاہور بھی نہیں بچے گا کیونکہ لاہور تو بالکل بارڈر کے نزدیک ہے۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب! آپ کا کوئی سوال رہتا تو نہیں ہے؟

مولانا محمد غیاث الدین: جناب والا۔ لاہور میں جو سڑکیں بنائی گئی ہیں کیا ان کا این او سی حاصل

کیا گیا ہے۔ جبکہ وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ 80 اسی کلومیٹر کے ایریا میں اجازت لینا پڑتی ہے۔ تو کیا لاہور بارڈر سے اسی کلومیٹر دور ہے؟

Mr. Speaker: This is relevant question.

MINISTER FOR COMMUNICATION AND WORKS: Is it relevant question.

جناب سپیکر: ہاں۔ یہ Relevant question ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا۔ میں نے مولانا صاحب کی اطلاع کے لئے انہیں قانون بتایا ہے کہ قانون یہ ہے کہ (80) اسی کلومیٹر کے اندر آرمی سے این او سی لینا پڑتا ہے۔

جناب سپیکر: ان کا سوال یہ ہے کہ بارڈر ایریا کے اسی کلومیٹر کے اندر اگر سڑک بنانے کے لئے آرمی کے این او سی کی ضرورت ہے تو کیا لاہور کے مضافات میں جو سڑکیں بنتی ہیں ان سب کے لئے آرمی کا این او سی لیا جاتا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا۔ کیا معزز رکن 1947ء سے پہلے کی پرانی سڑک کی بات کر رہے ہیں یا 1947ء سے بعد کی سڑک کی بات کر رہے ہیں؟

مولانا محمد غیاث الدین: جناب والا۔ وزیر موصوف کی بات میں سمجھ نہیں سکا۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ آپ کونسی سڑک کی بات کر رہے ہیں۔

مولانا محمد غیاث الدین: جناب والا۔ شکر گڑھ سے چھمال تک سڑک کی میں بات کر رہا ہوں۔ چھمال ایک قصبہ ہے۔ شمال جانب نہیں کہہ رہا ہوں۔ یہ چھمال ایک قصبہ ہے۔ شکر گڑھ سے چھمال تک سڑک کے متعلق میں نے سوال کیا ہے۔ میں انڈیا کی سڑک کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ یہ سڑک پاکستان میں ہے۔

جناب سپیکر: یہ سڑک اگر ضروری ہوئی تو اس پر محکمہ ہائی وے بھی آرمی سے این او سی حاصل کرنے کے لئے تحرک کر سکتا ہے۔ تو جناب وزیر صاحب کیا ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا۔ ان کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ تحصیل شکر گڑھ میں ایک سپیشل ڈویلپمنٹ پروگرام شروع ہوا تھا۔ اس میں تین سڑکیں بنانے کا پروگرام بنا تھا۔ لیکن جب یہ بات ملٹری اتھارٹی کے ساتھ Discuss ہوئی تو انہوں نے این او سی جاری نہیں کیا تھا۔ لیکن

اب اگر کسی سکیم میں کوئی سڑک شامل کرنا مقصود ہے تو اس کے لئے این او بی لینا ضروری ہے۔

جناب سپیکر: اور آپ بھی اس سلسلے میں اگر کسی سڑک کو مناسب خیال کریں یا آپ کا محکمہ خیال کرے کہ یہاں پر سڑک بننی چاہئے تو اس پر توجہ دی جاتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! اگر کسی پروگرام میں شامل کیا گیا ہے تو محکمہ ہائی وے اس کو پوری طرح سے (Pursue) کرتا ہے۔

جناب سپیکر: ہاں۔ یہی بات ہے۔ تو آپ کرنے کے لئے تیار ہیں؟

وزیر مواصلات: جی۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: چودھری غلام رسول صاحب

مونگ تا ماجھی روڈ کی تعمیر

17- چودھری غلام رسول: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مونگ تک ملکوال روڈ کی منظوری حکومت نے دی تھی اور اس کی تعمیر کی لئے حکومت سے روپیہ حاصل کر لیا تھا۔ لیکن متذکرہ سڑک کی بجائے ایک دوسری سڑک لوئر جہلم کے کنارے پر موضع کھیوہ کے پل سے شروع کرکے براستہ ماجھی ملکوال بنا دی گئی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ایسا کرنے کی اجازت حکومت سے حاصل کی گئی تھی۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اصل سڑک مونگ تک ملکوال کی تعمیر نہ ہونے سے تقریباً 40/45 دیہات متاثر ہوتے ہیں۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اگر اب مونگ تک ماجھی سڑک بنا دی جائے تو مونگ تا ملکوال سڑک مکمل ہو جاتی ہے اور جزو (ج) بالا میں مندرج دیہات کے لوگوں کا عوامی مطالبہ پورا ہو

جاتا ہے۔

(ھ) اگر جزو (ج) اور (د) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مونگ تا ماجھی سڑک بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تک۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) مونگ تک ملکوال سڑک کی تعمیر 74-1973ء میں منظور ہوئی اور چار سالوں کے (ADP) میں مختص شدہ رقوم کے مطابق ملکوال کی طرف سے صرف 5 میل مکمل ہو سکے۔ اس کے بعد 78-1977ء کے دوران وسائل کی کمی کی وجہ سے یہ منصوبہ دیگر کئی منصوبہ جات کی طرح ختم کر دیا گیا۔

گورنر صاحب کے حکم کے مطابق 84-1983ء میں ایک نئے منصوبہ کے ذریعے ملکوال سے کھیوہ تک (شہر کے ساتھ ساتھ) بمعہ ماجھی لنک سڑک کی تعمیر کا کام دوبارہ منظور ہوا اور یہ اب تعمیر کے آخری مراحل میں ہے۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) یہ حقیقت نہیں ہے کہ اصل سڑک تعمیر نہ ہونے سے 40-45 دیہات متاثر ہوئے ہیں۔ بلکہ موجودہ سڑک کی تعمیر سے کئی مزید دیہاتوں کو فائدہ ہوا ہے۔ جبکہ چند دیہات سڑک سے دور رہ گئے ہیں۔ اس کے علاوہ موجودہ سڑک کی تعمیر سے ملکوال اور دوسرے قصبات منڈی بہاؤ الدین سے براہ راست منسلک ہو گئے ہیں۔ اور ملکوال تا منڈی بہاؤ الدین کا فاصلہ 16 میل کم ہو گیا ہے۔

(د) جی ہاں۔

(ھ) مذکورہ سڑک کی تعمیر ابھی تک کسی منصوبہ میں شامل نہ ہے۔

جناب سپیکر: جناب دیوان عاشق حسین بخاری!

جلال پور پیروالہ تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان میں ہیلتھ سنٹر کی تعمیر

62- دیوان سید عاشق حسین بخاری: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ جلالپور پیروالہ (تحصیل شجاع آباد) ضلع ملتان میں لاکھوں روپے کی

لاگت سے ہیلتھ سنٹر کی تعمیر کافی عرصہ سے شروع ہے اور مذکورہ سنٹر کی کئی عمارتیں چھتوں تک پہنچ چکی ہیں۔ لیکن مٹی کی بھرائی نہ ہونے کی وجہ سے تعمیر کا کام روک دیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ کچھ عرصہ تعمیر کا کام بند رہنے کی وجہ سے مذکورہ سنٹر کی ادھوری عمارتوں کے منہدم ہونے کا خدشہ ہے۔ جبکہ مٹی کی بھرائی پر صرف دو لاکھ روپے کی لاگت آنے کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ تعمیرات مذکورہ سنٹر کی ادھوری تعمیر شدہ عمارات میں مٹی ڈلوانے کا ارادہ رکھتا ہے تاکہ تعمیر شدہ عمارتیں منہدم ہونے سے بچ جائیں اور علاقہ کے عوام کو اس سے فائدہ پہنچ سکے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔ مٹی کی بھرائی کی لاگت کا تخمینہ 2 لاکھ روپے سے زیادہ ہے۔

(ج) گورنر صاحب کے واضح حکم کے تحت کام اس وقت تک شروع نہیں ہو سکتا۔ جب تک مقامی باشندے حسب وعدہ مٹی بھرائی کا کام نہیں کرتے۔ معلوم ہوا ہے کہ ان دنوں مقامی باشندوں نے مٹی بھرائی کا کام شروع کیا ہوا ہے۔

محکمہ شاہرات کے ٹینڈرز کی طلبی میں اراکین اسمبلی کی مشاورت

69- میاں مختار احمد شیخ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت اس امر پر غور کر رہی ہے کہ محکمہ شاہرات کے ٹینڈرز صوبائی اسمبلی کے اراکین کے مشورے سے طلب کئے جائیں اور ان کے سامنے کھولے جائیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس پر کب تک عمل درآمد متوقع ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) جی نہیں۔ ایسی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور نہیں ہے البتہ ماتحت ہائی ویز کے دفاتر کو یہ ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ ٹینڈر کھولنے کے وقت متعلقہ ایم پی اے صاحبان کو مدعو کر لیا جائے۔

(ب) اس کا جواب جزو (الف) میں موجود ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود:

Yesterday I took the privilege of raising a question under Article 63 and you were kind enough to suggest that it should be postponed for a day. Have I your permission to raise it today.

جناب سپیکر: مخدوم زادہ صاحب اس سلسلے میں میں نے کل اس Discussion کو Defer کیا تھا۔ یہ بہت اہم نوعیت کا مسئلہ ہے جو اٹھایا گیا ہے۔ اس پر کافی غور و خوض کی ضرورت ہے۔ آپ بھی اس کے سارے Aspects کو مزید Study کریں۔ اور میرے خیال میں لاء منسٹر صاحب بھی اس کو دیکھ رہے ہیں۔ تو مجھے بھی کچھ موقع دیں۔ اس کو ہم انشاء اللہ Take Up کریں گے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! Take Up تو تب ہو کہ مسئلہ آپ کے سامنے پیش کرنے کی اجازت ہو۔ ہاؤس کو یہ معلوم ہی نہیں ہے کہ مسئلہ کیا ہے۔

جناب سپیکر: اس میں یہی مسئلہ ابھی تک involved ہے کہ اس کو کس انداز سے پیش کیا جائے۔ کس فارم میں یہ پیش ہو۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا۔ انداز تو آئین میں درج ہے۔ میں سارا قانون پڑھ چکا ہوں۔ قانون میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔ کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور یہ آئینی تقاضے کے مطابق مجھے پیش کرنے کا حق حاصل ہے۔ یا تو لاء منسٹر صاحب کس آئین یا کس رول کے تحت مجھے یہ بتا دیں کہ میں فلاں رول کے تحت پیش کرنے کا مجاز نہیں ہوں۔ اب بغیر میرے نکتے کو سنے آپ غور و خوض تو کریں گے۔ لاء منسٹر بھی کرے گا لیکن اس ایوان کے ممبران کا بھی یہ استحقاق ہے کہ وہ دیکھیں کہ آئین کی کونسی خلاف ورزی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: مخدوم زادہ صاحب! اس میں کافی معاملات involved ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو ہم کل Take Up کر سکتے ہیں۔

وزیر قانون: جناب ٹھیک ہے۔ جس وقت آپ مناسب سمجھیں۔

جناب سپیکر: اس کو ہم کل Take Up کریں گے۔

وزیر قانون: جناب والا! جب وقت آپ مناسب سمجھیں آپ Take Up کر لیں ہم تیار ہیں۔

رانا پھول محمد خان : جناب سپیکر! یہ مسئلہ قومی اسمبلی میں بھی زیر غور ہے اور اس point of Order پر سپیکر قومی اسمبلی نے ابھی تک اپنا فیصلہ نہیں دیا۔ اس لئے ہمیں اس کا انتظار کرنا چاہئے۔ اس فیصلے کو ہمیں اپنانا ہو گا۔ اس لئے اس پوائنٹ آف آرڈر کو ملتوی کر دینا چاہئے۔ ان کی اس تجویز یا استدعا کو اس وقت تک ملتوی رکھا جائے جب تک قومی اسمبلی میں اس کا فیصلہ نہیں ہو جاتا۔

وزیر قانون : مجھے اس بات سے اختلاف ہے نہ تو اس بارے میں ہمیں انتظار کرنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی اس وقت تک کوئی پوائنٹ آف آرڈر اس ایوان کے سامنے ہے' جس وقت ہی وہ کوئی پوائنٹ اٹھائیں گے' ہم اس کو meet کرنے کے لئے تیار ہیں' ہمیں اس کے انتظار کی ضرورت نہیں ہے۔

(نعرہائے تحسین)

جناب سپیکر: چیمہ صاحب' کچھ ارشاد فرمانا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ : جناب والا! جہاں تک مخدوم صاحب نے فرمایا ہے ان کے علم میں بھی معاملہ آنا چاہیے' مسئلہ جو کہ کل بھی پیش ہوا تھا وہ اس حد تک کہ آیا Rulles of Procedure کے مطابق وہ یہ پوائنٹ اٹھا سکتے ہیں یا نہیں۔ اس پر جناب والا کی طرف سے رولنگ آنی تھی اور وہی بجا ہو گی جو آپ رولنگ صادر فرمائیں گے۔ جہاں تک اگلے مسئلہ کا تعلق ہے' جب بھی مخدوم زادہ صاحب بحث کرنا چاہیں اس ایوان میں یا اس سے باہر' ہم اس کے لئے تیار ہیں۔ لیکن یہ اسمبلی ایک پروسیجر کے مطابق چل رہی ہے اور اس Rull of Procedure کے مطابق یہ اس طرح سے پوائنٹ raise نہیں کر سکتے ہیں۔ جو رولنگ جناب والا نے صادر فرمائی ہے اس کے ہم منتظر ہیں۔

چودھری غلام رسول : جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ مخدوم زادہ صاحب یا تو کوئی ریزولیشن موو کریں یا تحریک التوائے کار دیں یا کوئی تحریک استحقاق دیں یہ ہمارے پاس ایک ضابطہ ہے۔ Rules of Procedure ہیں اس کے تحت یہ کوئی بھی چیز Under discussion لا سکتے ہیں۔ تو میں یہی گزارش کروں گا' کل بھی ان سے یہ گزارش کی تھی کہ آپ کسی ضابطے کے تحت موو کریں۔

جناب سپیکر: ابھی اس سلسلہ میں یہ بات طے ہو چکی ہے کہ ہم انشاء اللہ کل اس کو take up کریں گے اور اس پر میں معزز ممبران اسمبلی کی آراء معلوم کروں گا۔ ـــــ اب پریو یلج موشنز شروع

ہوتی ہیں' ہمارے پاس' ملک محمد صدیق انصاری صاحب کی طرف سے ایک پریویلج موشن ہے' جس کے بارے میں آپ کو شاید اطلاع ہو گئی ہو گی کہ یہ کس لحاظ سے بھی ہم اس کو Breach of privilege تصور نہیں کرتے ہیں اور نہ ہی یہ پریویلج موشن اس قابل ہے کہ اس کو ایوان میں اٹھایا جائے۔

محمد صدیق انصاری: جناب سپیکر! مجھے اس سلسلہ میں کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: ہم آپ کو ابھی لکھ کر باقاعدہ اطلاع کر دیں گے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی: جناب والا! میں اس سلسلہ میں گزارش کروں گا کیونکہ یہ ہمارے نوٹس میں ایک چیز لائے ہیں' تو ہم اس سلسلہ میں اس کی پوری انکوائری کرائیں گے۔ میں نے پہلے ہی احکامات جاری کر دیئے ہیں' فوری طور پر یہ سڑک روک کر اس کی انکوائری کی جائے۔ اگر وہ لوگ واقعی اس میں ملوث ہوئے تو ہم ان کے خلاف بہت سخت ایکشن لیں گے۔

جناب سپیکر: یہ اچھی بات ہے کہ آپ کریں' لیکن یہ کسی لحاظ سے بھی پریویلج موشن نہیں ہے۔ جناب محمد رفیق صاحب۔

جناب محمد رفیق: جناب سپیکر! ایک کاپی موشن کی عنایت کریں۔

جناب سپیکر: یہ کاپی دے دیں۔ یہ ساتھ ہی دے دینی چاہیے۔

مسئلہ استحقاق

جناب محمد رفیق: جناب والا! حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص معاملے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں' جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے' معاملہ یہ ہے کہ "صوبائی اسمبلی پنجاب کے گزشتہ اجلاس منعقدہ 6 نومبر 1986ء کی فہرست سوالات میں شامل میرے سوال نمبر 68 آیا یہ درست ہے کہ سابقہ صوبائی کونسل پنجاب کے اجلاس منعقدہ 6 مئی 1984ء میں پیش ہونے والے سوال نمبر 53 کے جواب میں جناب کمشنر فیصل آباد نے ایوان میں اعلان کیا تھا کہ جناب گورنر پنجاب نے گورنمنٹ انٹر کالج چک نمبر 333۔ گ ب فرید آباد' ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کا درجہ ڈگری تک بڑھانا منظور فرما لیا ہے اور مذکورہ کالج اگلے مالی سال سے اپنا کام بطور ڈگری کالج شروع کر دے گا مگر تاحال اس کو ڈگری کالج کا درجہ نہیں دیا گیا" جس کے جواب میں جناب وزیر تعلیم

نے فرمایا کہ "محکمہ تعلیم کے ریکارڈ میں کمشنر فیصل آباد کے مذکورہ اعلان کا کوئی ذکر نہیں ہے" جب کہ سابقہ پنجاب کونسل کے اجلاس منعقدہ 6 مئی 1984ء مباحثہ کی جلد 2 شمارہ 2 میں سوال نمبر 53 کے جواب میں صفحہ نمبر 162 پر کمشنر فیصل آباد اور سابقہ وزیر تعلیم کا بیان اثبات میں موجود ہے۔ جس کے حوالہ سے میں نے سوال نمبر 68 منعقدہ اجلاس 6 نومبر 1985ء پیش کیا تھا۔ میرے سوال مذکورہ نمبر 68 کا جزو (ب) بھی درست نہیں ہے جب کہ ڈائریکٹر کالجز فیصل آباد نے کالج مذکورہ کو 1985ء میں بھی تمام ڈویژن بھر میں سے ڈگری کے لئے منظور کرتے ہوئے سفارش کی تھی اور اس سال 1986ء میں بھی کالج مذکورہ کو ڈگری کا درجہ پانے کے لئے ڈائریکٹر کالجز فیصل آباد نے منظور کر کے محکمہ تعلیم کو بھیجا ہے۔ میرے سوال نمبر 68 منعقدہ اجلاس 6 نومبر 1985ء کا جواب درست نہیں ہے جس کا جان بوجھ کر غلط جواب دیا گیا ہے اور غیر ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے اس معزز ایوان میں غلط اطلاع فراہم کی گئی ہے' جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے' لہذا اس اہم مسئلہ کو فی الفور زیر بحث لایا جائے۔

وزیر قانون: جناب والا! یہ سوال وزارت تعلیم سے متعلق ہے اور اس کا کام تفویض کیا ہے جناب چیف منسٹر نے اسمبلی بزنس کے لئے ہمارے ریونیو منسٹر جناب چودھری اقبال صاحب کو جو کہ آج لاہور میں موجود نہیں ہیں اور ان کو باہر جانا پڑا ہے' اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کو کل کے لئے رکھ لیا جائے کیونکہ آج متعلقہ وزیر صاحب یہاں موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری رفیق صاحب' آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں۔

جناب محمد رفیق: ٹھیک ہے جناب' کل پر رکھ دیں۔ جیسا آپ فرمائیں۔

تحریک التوائے کار

جناب سپیکر: شکریہ۔ کیونکہ آج منسٹر متعلقہ نہیں ہیں _____ یہ ایک تحریک التوائے کار نمبر 2 تھی میاں محمد اسحاق کی طرف سے _____ اس پر میرے پاس جو نوٹ ہے' اس میں یہ ہے کہ

Minister for Law will explain the position.

وزیر قانون: جناب والا! اس میں ایک objection لیا گیا تھا' جس کی وضاحت مطلوب تھی۔ ایک تو یہ نکتہ تھا کہ Rules of Business کی وضاحت کی جائے اس بارے میں جو پوائنٹ raise کیا گیا تھا

گزشتہ دن' رول 67 کے ساتھ اس کی کیا connotation ہے' کیا interpretation ہے اور دوسرے جو factual position جو raise کی گئی تھی' اس کا کیا جواب ہے' یہ دونوں آج کے لئے التوا میں رکھے گئے تھے تو میں یہ عرض کروں کہ یہ تحریک التوائے کار جو ہے اس کو رول 65 deal کرتا ہے اس بارے میں context ملاحظہ کریں۔

"A motion for an adjournment of the business of the Assembly for the purpose of discussing a definite matter of recent and urgent public importance may be made with the consent of Speaker."

اور رول 66 ایک گھنٹہ قبل نوٹس دیئے جانے سے متعلق ہے اور رول 67 جو ہے اس بارے میں نے کل اعتراض اٹھایا تھا کہ کسی ایک دن صرف ایک تحریک لی جا سکتی ہے۔ کسی ایک دن ایک ہی تحریک التواء لی جا سکتی ہے اور اس کے متعلقہ رولز 67' 68 اور 70 ہیں ان رولز کے بارے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ _____

جناب سپیکر: آپ کس رول کا حوالہ دے رہے ہیں۔

وزیر قانون: رول 67 کا حوالہ دے رہا ہوں۔

"The right to move for a adjournment of the Assembly for the purpose of discussing a definite matter of recept and urgent public importance shall be subject to the following restrictions:

(a) Not more than one such motion shall be made on any one day but motions, if any, remaining unconsidered as regards their admissibility shall be held over for the next day and shall be taken up in the same order in which they were received but before the motions of which notices are received subsquently."

تو میرا گزارش کرنے کا مقصد یہ تھا کہ کسی ایک دن ایک تحریک التواء لی جا سکتی ہے اور کل چونکہ ایک تحریک التواء take-up کی گئی جو بحث و تمحیص اور assurance کے بعد پریس نہیں کی گئی۔ اس میں ایک نکتہ تو یہ اٹھایا گیا تھا کہ چونکہ "Not more than one such motion shall be made" کا لفظ ہے اور made کی interpretation شاید یہ ہو کہ وہ Conclusively determine ہونی چاہیے لیکن یہ made رول 65 میں بھی آیا ہے اور اس لئے اس made کا مطلب صرف move کرنا ہی ہے اور اس کو raise کرنے میں اس سے زیادہ اس کا مطلب نہیں ہے۔ البتہ رول 68 میں یہ کہا

گیا ہے کہ :۔

"Leave to make a motion for adjournment shall be asked for after questions and before the List of Business is entered upon"

Than I read Rule 70:

"On any one day, the aggregate time for the asking of leave under rule 68 ...."

جناب سپیکر: چودھری صاحب آپ نے ابھی جو رول 67 پڑھا ہے کہ

"Note more than one such motion shall be made on any one day"

اس کا مطلب آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ کے خیال کے مطابق ایک دن میں صرف ایک ہی تحریک التوائے کار آ سکتی ہے۔ یہ آپ میاں محمد اسحاق صاحب کی تحریک التوائے کار سے متعلق حوالہ دے رہے ہیں۔

وزیر قانون: جی ہاں ایک دن میں ایک ہی پیش ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: یعنی پیش ہی ایک ہو سکتی ہے؟

وزیر قانون: یعنی اک دن جو تحریک التواء پیش ہوئی اور move & dispose of ہوئی۔ دوسری پھر اگلے روز پیش ہو گی۔ رولز کی interpretation یہی ہے اور مجھے ذرا conclude کر لینے دیں کہ رولز کی تو interpretation یہی ہے۔ جس طرح رول 65 میں یہ لکھا ہوا ہے کہ

"A motion for an adjournment of the business of the Assembly for the purpose of discussing a definite matter of recent and urgent public importance may be made with the consent of the Speaker."

ایک تو رول 65 میں نے عرض کر دیا اور رول 67 میں یہ کہا گیا ہے کہ :۔

"The right to move for an adjournment of the Assembly for the purpose of discussing a definite matter of recent and urgent public importance shall be subject to the following restrictions."

رول 65 جس کے مطابق تحریک پیش کرنی ہے۔ رول 67 میں اس پر کچھ قیود ہیں اور رول 67-A میں یہ لکھا ہوا ہے کہ :۔

"Not more than one such motion shall be made on any one day but motions, if any, remaining unconsidered as regards their admissibility shall be held over for the next day and shall be taken up in the same order in which they were received subsequently."

اور رول 70 میں یہ درج ہے کہ :-

"On any one day, the agreate time for the asking of leave under rule 68 and the granting or with holding of leave under rule 69, shall not exceed half an hour "

جناب والا اس میں دو situations ہیں۔ اگر کوئی تحریک التواء in order ہو اور ایوان اس کو admit کر لے تو پھر اس کے لئے کسی بھی دن دو گھنٹے وقف کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن جو تحریک التواء پیش ہو اس کی consent دینے کے لئے یا with hold کرنے کے لئے ٹوٹل وقت آدھ گھنٹے سے زیادہ صرف نہیں ہونا چاہیے اور تیسری بات یہ ہے کہ ایک دن میں صرف ایک موشن پیش کی جائے۔ رولز تو اس سلسلے میں یہی ہیں لیکن by way of convenience آج تک پریکٹس یہ رہی ہے کہ اس کو آدھ گھنٹے تک چلنے دیا جائے اور اس آدھ گھنٹے میں دو تحریکیں پیش ہو جائیں تین پیش ہو جائیں تو ان کو take up کر لیا جائے۔ میں اسی پوائنٹ پر اسی کے لئے concede کروں گا کہ اگر ہم اس بات پر مصر ہو جائیں کہ ایک ہی تحریک التواء take-up ہو تو ظاہر ہے اس طرح تحریک ہائے التوائے کار کا کافی سارا Business رہ جائے گا میرا خیال یہ ہے کہ :-

By way of convenience for the honourable members of the House.

رول 70 کو apply کرتے ہوئے ہم آدھ گھنٹے پر اکتفا کریں گے اور میں اس پر concede کرتا ہوں کہ آدھے گھنٹے کا جو وقت مقرر کیا گیا ہے۔ اس میں اگر ایک سے زائد تحریک ہائے التوائے کار لے لی جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ یہ تو جناب والا کل کا پوائنٹ تھا جس کی میں نے وضاحت کرنی تھی۔

جناب سپیکر: لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ This is not a relevant point. رول (a) 67 جس کا آپ حوالہ دے رہے ہیں۔

"Not more than one such motion shall be made on any one day"

made جو ہے وہ اس کا Process ہے کہ تحریک پیش کی گئی' اس کی Admissibility discussed ہوئی اور اس پر leave grant ہوئی اور جس وقت leave grant ہو جائے گی Then the Motion will be made.

Law Minister : No.....

Mr Speaker: Then it will be considered to be made.

Law Minister : No, Sir, I beg to differ.

Then سے پہلے رول 65 کا جو made ہے اس کو آپ کہاں لے جائیں گے۔ made کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جب یہ تحریک تمام process سے گزر جائے گی تب Motion made ہو گی۔

جناب سپیکر: آپ کا کیا خیال ہے کہ ایک دن میں صرف ایک تحریک التواء کو take-up کیا جائے۔

وزیر قانون: جناب والا یہ میرا خیال نہیں ہے رولز کا یہ خیال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں رولز کی interpretation تو آپ کر رہے ہیں۔

وزیر قانون: جی ہاں رولز کی interpretation یہی ہے۔

جناب سپیکر: رولز کی interpretation آپ یہ کر رہے ہیں کہ ایک دن میں ایک ہی تحریک التواء کو take-up کیا جا سکتا ہے۔

وزیر قانون: جی ہاں۔

Mr. Speaker: This is not correct. This is not correct.

وزیر قانون: اس میں جو آپ made کا مطلب لے رہے ہیں کسی ڈکشنری میں کسی جگہ in-connotation میں بھی کسی جگہ آج تک ایسا مطلب نہیں لیا گیا۔ پھر آپ رول 65 میں made کا مطلب کیا لیں گے؟ اگر یہی made کا مطلب ہے تو _____ اسی ایک May be made with the consent of the Speaker۔ تو پھر یہاں made کا مطلب کیا ہو گا۔ پھر جب اس نے تحریک پیش کرنی ہے' شروع اس نے تحریک move کرنی ہے تو made تو اسی وقت ہو گئی۔ made تو اسی وقت ہو گئی جب پہلا سیکشن 65 شروع ہوا۔ پھر رول 67 کے made کے مختلف معنی کہاں سے آ گئے۔ made کا یہ مطلب کبھی نہیں ہوتا کہ اس کو تمام process سے گزارا جائے اور made کیا جائے۔

چودھری غلام رسول: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب والا! میں وزیر قانون صاحب کے ساتھ اتفاق نہیں کرتا۔ رول (a) 67 کا مطلب یہ ہے کہ "Not more than one such Motion" یعنی جیسے اسحاق صاحب نے ایک تحریک التواء پیش کی ہے تو اس تاریخ کو اسی قسم کی دوبارہ تحریک پیش

Rule 67. نہیں ہو گی اس کا یہ مطلب ہے۔ رول 67 میں لکھا ہے کہ :-

"The right to move for an adjournment of the Assembly for the purpose of discussing a definite matter of recent and urgent public importance shall be subject to the following restrictions namely:-

Not more than one such motion.

(a) Not more than one such motion shall be made on any one day but motions, if any, remaining unconsidered as regards their admissibility shall be held over for the next day and shall be taken up in the same order in which they were received, but before the motions of which notices are received subsequently;

(b) The motion shall relate to a single specific matter of recent occurrence;

(c) The motion shall relate to a matter which is primarily the concern of Government or a statutory body under the control of Government or to a matter in which the Govt. have a substantial financial interest;

(d) The motion shall not revive discussion on a matter which has been discussed in the same session;

(e) The motion shall not anticipate a matter for consideration of which a date has been previously appointed. In determining whether a motion shall be disallowed on the ground of anticipation; due regard shall be had to the probability of the matter antcipated being brought before the Assembly within a reasonable length of time;

(f) The motion shall not deal with a matter in respect of which a resolution could not be moved;

(g) The motion shall not relate to a matter of privilege;

(h) The motion must not deal with a hypothetical case;

(i) The motion shall not relate to matters which can only be remedied by legislation;

(j) No motion shall be moved:-

(i) On the day or days fixed for the general discussion of the Budget or the Supplementary Budget;

(ii) On a day fixed after a general election for making of oath by members generally;

(iii) On a day fixed for election of the Speaker and the Deputy Speaker;

(iv) On a day fixed for moving of a resolution for vote of confidence in the Chief Minister;

(v) On a day fixed for moving of a resolution of no confidence in the:-

(1) Speaker;

(2) Deputy Speaker; or

(3) Chief Minister;

(vi) On a day fixed for address by the Governor; and

(vii) On a day fixed for consideration or passage of the Finance Bill;

(k) The motion shall not deal with any matter which is sub-judice.

یعنی اسی قسم کی Identical motions ایک سے زیادہ پیش نہیں ہو سکتیں لیکن اس میں یہ قطعاً کوئی پابندی نہیں ہے کہ دوسری جتنی بھی کوئی اہم تحریک التواء ہو پیش نہیں ہو سکتی۔ such motion کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

وزیر قانون: میں interpretation سے differ کروں گا یہ such جو ہے یہ 67 کو Refer کرتا ہے جو بھی تحریک التوائے کار ہے اس میں یہ نہیں ہے کہ وہ ایک ہی قسم کی تحریک التوا ہو۔ یہ کسی جگہ ایسی بات نہیں ہے۔ میں تو یہ عرض کروں گا کہ رولز چاہے غلط بنے یا صحیح بنے یا جس طرح بھی میں تو اس پر Interpretation کروں گا اور اس رولز کی Interpretation جس طرح بھی ہے اس میں یہ کسی جگہ نہیں ہے کہ یہ تمام مراحل سے گزر کر جب conclude ہو گی تو اس کو made کہیں گے اور یہ 67 جو ہے یہ 69 سے precede کرتا ہے۔ یعنی ان مراحل سے اگر گزر کر جانا ہوتا تو وہ بعد میں ایسی کوئی قدغن لگاتے' یہ تو ابھی تک ان مراحل سے ہے جو کہ اس کے ابتدائی movement سے متعلق ہیں۔ جب raise کئے جانے کے مراحل ہیں یہ اس وقت کی بات ہے۔ یہ جس دن ہو گی ایک دن کے لئے ہو گی۔ میں عرض کروں کہ 70 رول کی جو آدھ گھنٹے کی قدغن ہے وہ اس لئے ہی لگائی گئی تھی۔

جناب سپیکر: (a) 67 کی جو interpretation ہے اس کے بارے میں جناب دائیں صاحب کیا فرمائیں گے۔

وزیر صنعت: اس میں _____

وزیر قانون: (a) 67 کی جو interpretation ہے یہ چونکہ ابتدائی مراحل میں ہے اور 69 پر جس طرف refer کیا گیا ہے۔ 69 کے تو مراحل میں ہی بعد میں آئے گی۔

جناب سپیکر: اس میں جو اختلاف رائے ہے یہ (a) 67 کی Interpretation پر اختلاف رائے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کو نمٹ جانا چاہیے کہ (a) 67 کی Interpretation صحیح جو ہے وہ کیا ہے۔

وزیر قانون: تو پھر میں عرض کروں گا کہ اس کے لئے اگر آپ ایسا کرنا چاہتے ہیں تو پھر آپ اس کو ابھی چیمبر میں ہی رکھیں تا کہ لاء بھی اس interpretation کے بارے میں ایک thorough discussion کر سکے۔

MR SPEAKER: I would like to know the views of the Honourable Members.

وزیر قانون: آپ views لے لیں۔

ملک اللہ یار خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ملک صاحب آپ کچھ ارشاد فرمائیں گے۔

ملک اللہ یار خان: جی ہاں۔ جناب والا میرے خیال میں معزز وزیر قانون نے 67 (اے) میں جو الفاظ درج ہیں اور 67 کی شروع کی جو سطر ہے اس میں جو لفظ درج ہے اس میں جو فرق ہے اس فرق کو غالباً" سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ جو پہلا فقرہ ہے۔

The right to move for an adjournment of the Assembly for the purpose of discussing a definite matter of recent and urgent public importance .....

اس کے بعد جو (a) 67 ہے اس میں جناب والا یہ درج ہے کہ:-

(a) Not more than one such motion shall be made on any one day

اب یہاں فرق صرف to make and to move کا ہے اگر اس کی interpretation یا مقصد وہ ہوتا ہے جیسا کہ جناب وزیر قانون فرما رہے ہیں کہ اس کی interpretation اس طرح ہوتی تھی کہ صرف ایک ہی تحریک التوا پیش کی جاتی مود کی جاتی تو یہاں لفظ یہ آتا بجائے اس کے کہ:-

Not more than one such motion shall be made

کی بجائے یہاں یہ آتا

Not more than one such motion shall be moved

یہاں فرق صرف move اور may کا ہے۔ چونکہ یہاں یہ لفظ درج ہے کہ No such motion shall be made. تو اس کا مطلب یہ ہے کہ موشن مود ہو سکتا ہے لیکن اس موشن پر discussion صرف ایک موشن پر ہو سکتی ہے۔ لیکن جہاں تک کسی امر کی تحریک کرنے کا تعلق ہے وہ ایک کی بجائے دو تین متعدد تحاریک پیش کی جا سکتی ہیں۔ یعنی مود کی جا سکتی ہیں۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب آپ اگر کچھ فرمانا چاہیں:-

جناب محمد اعظم چیمہ: جناب سپیکر! غیر ملکی زبان ہے کچھ نہ کچھ تفرقہ ہی ہو جاتا ہے۔ جہاں تک میری سمجھ میں بن پڑتا ہے اس میں نمبر 1 جناب والا ملاحظہ فرمائیں اور اس کو portion میں لے کر

جائیں مسئلہ کسی حد تک حل ہو جائے گا۔ نمبر1 .No such motion shall be made اور اس کے ساتھ ----

یہاں motions نہیں ہے motion ہے۔ Shall be made on any one day

آگے ہے Here we have to start.

But motions ---- Here we have to read the second sentence ... If any remaining unconsidered as regards their admissibility can be held over for the next day.

جہاں تک پہلے فقرے کا تعلق ہے اس میں legislation کی intention یہ ہو گی۔

Motions of one kind ..... out of them only one motion will be considered at one time, if time expires on that then the remaining motions that have not been taken up for consideration automatically will go on the next .....

اس میں یہ interpretation نہیں ہو گی کہ صرف ایک ہی motion اگر یہ لفظ ہوتا کہ On one day only one motion will be Considered تو پھر matter اس طرح ہوتا جیسا کہ میرے فاضل دوست کہہ رہے ہیں۔ لیکن جہاں تک 1st کا تعلق ہے یا intention کہ اگر ایک پوائنٹ پر چار یا پانچ موشن ہوں گی تو ان میں ایک consider ہو گی اور دوسری dispose of تصور ہو گی اور اس کے ساتھ دوسرے point of the motion ٹائم مقررہ تک consider ہو سکتی ہے اگر motion کی بجائے motions ہوتا تو پھر شاید کسی وقت یہ intention اس لحاظ سے consider کرتی۔ میں ٹائم بچانے کے لئے یہ عرض کروں گا کہ آپ مقررہ وقت تک جو procedure ہمیں allow کرتا ہے وہ اس کے مطابق ایک سے زیادہ Different Topics کی motions کر سکتے ہیں اور بقایا جو ہوں گی وہ دوسرے دن پر ہوں گی اور اس میں جناب والا but motions یہ فقرہ اور دوسرا فقرہ separate ہو گا۔

MR SPEAKER : Note more than one such motion shall be made on any one day ....

اس کے متعلق دو باتیں ہیں۔ ایک جو ہے وہ یہ ہے کہ ایک ہی موشن جو ہے اس کو موو کیا جا سکتا ہے یا وہ consider ہو سکتی ہے۔ ایک دن میں ایک ہی موشن کو under consideration لایا جا سکتا ہے اور اس کی جو دوسری interpretation ہے موو کیا جا سکتا ہے یا under consideration لایا جا سکتا ہے اور ایک بات اور جو ہے کہ that is made اس میں made کا مطلب ہے کہ adjournment motion کے تین چار مراحل ہیں۔ ایک اس کو موو کرنا ایک اس کی

admissibility کو consider کرنا اور پھر اس پر Leave of the House ہونا اور Leave of the House ہو جاتی ہے تو اس کے بعد وہ موشن جو ہے اس پر ٹائم مقرر کیا جاتا ہے اور اس پر اس مقررہ ٹائم میں بحث ہوتی ہے۔ اس میں ایک ہی موشن زیر بحث لائی جا سکتی ہے۔ موو کی جا سکتی ہے یا وہ اس Adjournment motion کے جو دو تین مراحل ہیں اس کو مکمل کر کے وہ made ہوتی ہے اور ایک دن میں صرف ایک موشن بنتی ہے۔ made ہونے کا مطلب تکمیل کے سارے مراحل سے گزر کر تو اس کی interpretation آپ سادہ الفاظ میں کیا کرتے ہیں۔

جناب محمد اعظم چیمہ: جناب والا اس میں میری رائے یہ ہے کہ جب وہ موشن پیش ہو گی یا دی جائے گی تو وہ موو کہلائے گی۔ جب ہاؤس میں آئے گی تو اس فقرے کے تحت made کے مطابق discussion لیا جائے گا۔ made کے لفظ کی ٹرانسلیشن discussion ہو گی۔

جناب سپیکر: تو آپ کے خیال میں ایک دن میں صرف ایک adjournment motion کو زیر بحث لایا جا سکتا ہے۔

MR. MOHAMMAD AZAM CHEEMA: On one point all motions which are identical

جناب سپیکر: اس میں تو identical کا ذکر نہیں ہے۔

جناب محمد اعظم چیمہ: نہیں سر such ہے۔ made کا جو لفظ ہو under discussion ہو گا۔ اگر آپ اس میں مزید غور فرمانا چاہتے ہیں تو اسے کل تک ملتوی کر لیں تو پھر معاملہ مزید واضح ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: میاں افضل حیات صاحب کچھ فرمانا چاہتے تھے؟

میاں افضل حیات: میں جناب ملک صاحب سے اتفاق کرتا ہوں کہ move اور made کا فرق ہے۔ move جو ہے وہ جتنی آدھے گھنٹے میں موو ہو سکیں اگر وقت اجازت دے تو موو ہو سکتی ہیں اگر ان میں سے کوئی فاضل ممبر اپنی موو کی ہوئی موشن واپس نہیں لیتا اور اس کے اوپر پھر ووٹنگ ہوتی ہے۔ ڈویژن ہوتی ہے اور اسے ووٹ اتنے مل جاتے ہیں تو پھر وہ موشن جو ہے وہ made ہو جاتی ہے اور اگر ایک موشن جب made ہو جاتی ہے تو پھر دوسری موشن نہیں لی جا سکتی۔ یہ اس وقت ہوتی ہے جب وہ 69 (اے) کی کارروائی مکمل کرے۔ جیسے آپ نے خود ارشاد فرمایا ہے۔ آپ اگر پچھلی

اسمبلیوں کی کارروائی اور پریکٹس کو دیکھیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ اس پہ عمل ہوتا رہا ہے جب کوئی موشن made ہو جاتی ہے اور اس کو اتنے ووٹ مل جاتے ہیں تو اس کے بعد ادھر ہم نے دیکھا ہے کہ پھر نئی موشن نہیں لی گئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ کوشش یہ کی جاتی ہے کہ اگر ایک ہی مضمون پر زیادہ موشنز ہیں تو ان سب کو اکٹھا لے لیا جاتا۔ وہ بالکل الگ بات ہے۔ وہ ایک convenience بات ہے اور اس کے اوپر یہ کوئی قدغن نہیں ہے کہ صرف ایک موشن ہی مود ہو۔ وہ made اس وقت ہوئی ہے جب وہ پورے مراحل سے گزرے۔ جیسے آپ نے ابھی ارشاد فرمایا ہے۔

جناب سپیکر: جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر خاور علی شاہ: سر! move اور made میں فرق ہے۔ جب move ہوتی اور اس کے بعد اس کی ساری formalities پوری ہو جاتی ہیں تو پھر قاعدہ 71 لاگو ہوتا ہے اور اس کے بعد کہا جاتا ہے کہ Now House Adjourned اس کا مطلب یہ ہے کہ next time آپ جو ٹائم متعین کریں گے اس وقت ہاؤس meet کرے گا۔ اس کے بعد آپ You cannot discuss any thing یہ بات بڑی کلیر ہے کہ move اور made میں فرق ہے۔ جب made ہو جاتی ہے تو قاعدہ 71 پہ آ کے آپ کہتے ہیں کہ Now every thing has finished اور ہاؤس نے اجازت دے دی ہے آپ تاریخ بتائیں گے۔ اس کے بعد آپ کہیں گے کہ ہاؤس ... Now the House adjourned on that day

وزیر قانون: جو نقطہ نظر میں نے پیش کیا ہے اس کی وضاحت ہو جانی چاہیے۔ اس کے ہمارے پاس دو version ہیں۔ ایک اردو اور ایک انگریزی جو ہمارے سامنے موجود ہے اور ہمیں دیکھنا ہے کہ ــــــ

جناب سپیکر: اس کو ایسے کرتے ہیں۔ اس پہ مزید غور خوض کر لیں گے۔ کل کر لیں گے یا اس کے بعد کسی وقت کر لیں گے۔ بہر صورت آپ نے ان کی تحریک التوائے کار کو oppose نہیں کر رہے۔

وزیر قانون: نہیں! اس کو ہی لینا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس کی interpretation اس تحریک التوائے کار پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ اس لئے اس interpretation کے بارے میں ہم مزید بحث کریں گے۔ تاکہ یہ معاملہ صاف ہو جائے۔

جناب سپیکر: میاں محمد اسحاق صاحب کی جو تحریک التوائے کار ہے ــــــــ

(اس موقع پر جناب نعیم حسین چٹھہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

وزیر قانون: میرا خیال ہے اس کو explain کر چکے تھے۔ اب میں عرض کرنا چاہوں گا کہ تحریک التوائے کار نمبر 2 جس بارے میں پیش کی گئی اس پر وہ Short Statement بھی دے چکے ہیں۔ کہ روزنامہ جنگ لاہور مورخہ 10 فروری 1986ء کی اشاعت میں یہ تشویش ناک خبر شائع ہوئی کہ

"مورخہ 9 فروری 1986ء کو سیشن کورٹ کے احاطہ میں قتل کے ایک مقدمہ میں دو متحارب گروہوں نے ایک دوسرے پر فائرنگ کی۔ جس میں کچھ لوگ آپس میں زخمی ہوئے۔"

اس کو زیر بحث لانے کے لئے وہ اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کرانا چاہتے ہیں۔ میں عرض کروں کہ یہ ایک انفرادی نوعیت کا واقعہ تھا۔ اس کے متعلق واقعاتی رپورٹ یہ ہے کہ بالمقابل مقدمات میں دو مقدمات سیشن عدالت لاہور میں زیر سماعت تھے۔ ملزمان اندر تھے۔ ان کی گواہی ہو رہی تھی۔ کچھ گواہان باہر بیٹھے تھے۔ اس دوران Dispute ہوا۔ اور باہر فائرنگ شروع ہوئی۔ اس بارے میں واقعات کے مطابق میں یہی عرض کرنا چاہوں گا کہ دونوں طرف سے مقدمات درج ہوئے۔ ایک کیس میں 17 ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کروایا گیا اور بالمقابل فریق نے 16 افراد کے خلاف مقدمہ درج کروایا۔ اس طرح کل 33 افراد کے خلاف مقدمہ درج ہو کر 18 ملزمان کو موقع پر ہی گرفتار کر لیا گیا اور اسلحہ بھی ان سے برآمد کر لیا گیا۔ اس وقت تک 30 ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں۔ 3 ملزمان جن کو نامزد کیا گیا ہے ان کی گرفتاری ابھی بقایا ہے۔

اس کا نامکمل چالان بھی عدالت میں دیا جا چکا ہے۔ ایسے مزید واقعات رونما ہونے سے روکنے کے لئے سیشن کورٹ کے احاطہ میں پولیس چوکی قائم کی جا چکی ہے۔ دونوں گیٹوں پر پولیس فورس تعینات ہے۔ مناسب جانچ پڑتال کی جاتی ہے تاکہ اسلحہ اندر نہ جا سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کارروائی کے بعد نہ صرف گورنمنٹ نے اور پولیس نے بروقت ایکشن لیا اور ملزمان کو گرفتار کیا بلکہ عدالت میں چالان بھی دیا۔ اور مناسب انتظامات کر دیئے گئے ہیں۔ اور آئندہ اس پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔ اس میں زیادہ ضروری اور اہم باتیں زیر بحث لانا مقصود ہیں' اس کارروائی کو ختم کر کے پرائیویٹ ممبرز ڈے کے پروگرام کو شروع کیا جائے۔ میں سید طاہر احمد شاہ کو دعوت دوں گا کہ وہ اپنا بل پیش کریں۔

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر سر! کسی تحریک التوائے کار کو کسی پرائیویٹ دن کے لئے آپ کو مقرر نہیں کرنا چاہئے۔ اسے کل یا پرسوں جب چاہیں آپ زیر بحث لائیں۔ پرائیویٹ ڈے میں ممبروں کی حق تلفی ہوتی ہے۔

MR SPEAKER: That is why we are not extending it.

رانا پھول محمد خان : جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آج غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا دن ہے اور اس ایجنڈا کے مطابق جو ہمیں 18 تاریخ کے لئے دیا گیا ہے' میرا ہی استحقاق مجروح نہیں ہوا بلکہ سارے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میری ایک قرار داد دیہی طلباء کے داخلہ کے متعلق اس ہاؤس میں پیش ہوئی اور یہ فیصلہ ہوا۔ چیف منسٹر صاحب نے یہ فرمایا کہ اس کے لئے ہم ایک کمیٹی بنائیں گے جس میں ہر ڈویژن سے دو دو ممبر ہوں گے۔ وائس صاحب نے یقین دہانی کرائی۔ لیکن طریق کار اور روایات اس ہاؤس کی یہ ہیں سابقہ بتایا کارروائی اگلے دن پہلے نمبر پر آئے گی۔ اس ایجنڈا میں میری اس قرار داد کا کہیں ذکر تک نہیں کہ کمیٹی کن لوگوں پر مشتمل بنائی گئی' کمیٹی کی رپورٹ کیا ہے۔ اس لئے جب تک آپ یہ فیصلہ نہ کر دیں کہ میری اس قرار داد کے متعلق کیا حکم ہے' آپ غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کو جاری نہیں کر سکتے۔ روایات کے مطابق اس کا مجھے جواب ملے تو میں مطمئن ہو سکتا ہوں۔ چونکہ اب اس کو دیکھا نہیں جا سکتا۔ وہ اس ہاؤس کی Property ہے۔ اور اس ہاؤس کی اس یقین دہانی پر یہ تسلیم کیا تھا کہ یہ آئندہ اجلاس میں پیش ہو جائیں گے۔ اس کے متعلق آپ فرمائیں۔

جناب چیئرمین : جناب رانا صاحب۔ جیسا کہ آپ نے استفسار کیا ہے۔ جناب سیکرٹری کے ابھی وہ علم میں نہیں ہے۔ اس کی نہ اکوائری کرکے مکمل رپورٹ آپ کی خدمت میں پیش کر دی جائے گی۔ آپ کی قرار داد کا صحیح متن سیکرٹری صاحب نے بتایا ہے۔ ابھی تک ان کے علم میں نہیں ہے۔ لہذا اس کی پوری اکوائری کرکے تھوڑی دیر کے بعد _____

رانا پھول محمد خان : مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جو فیصلہ وزیر اعلیٰ صاحب اور ہمارے درمیان اس ہاؤس میں گفت و شنید کے ذریعے طے پایا اور سیکرٹری صاحب کی اہلیت کا یہ عالم ہے کہ ان کے علم میں نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : وہ چیف منسٹر صاحب کو بھیج دیا گیا ہے۔ آپ تھوڑی دیر تشریف رکھئے گا۔ آج غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا دن ہے۔ اس میں دخل اندازی کرکے آپ اپنے ہی وقت کو ضائع کر رہے ہیں۔

رانا پھول محمد خان : سر میں بناوٹی سپیکر نہیں ہوں۔ میں تو ایک رکن ہوں۔ جناب والا گذارش

یہ ہے کہ پہلے آپ کو یہ بتانا پڑے گا کہ سابقہ ایجنڈے کی کارروائی پر التواء شدہ قرار داد کے متعلق یہ کمیٹی بنائی گئی ہے۔ اس کی رپورٹ نہیں آئی یا وہ اس کے لئے نام مانگتے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ مجھے سننے کا موقع دیں گے۔ جب آپ ہاؤس میں بول رہے ہوتے ہیں تو آپ نے ہاؤس کے آداب اور اس کے Decorum کو مدنظر رکھنا ہوتا ہے۔ جو بھی آدمی سپیکر کا نامزد کردہ سپیکر کی کرسی پر بیٹھتا ہے وہ اسی طرح کام کرتا ہے۔اس کے اختیارات وہی ہیں جو سپیکر کے ہوا کرتے ہیں۔ اور الفاظ "بناوٹی سپیکر" کہنا غیر پارلیمانی ہیں۔ آپ کو ہاؤس کے Derocum کا خیال رکھنا ہو گا یا آپ کا اپنا وقار ہے اور آپ کے ہاؤس کا وقار ہے اور آپ کو آداب کے مطابق گفتگو میں حصہ لینا چاہئے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا۔ گذارش یہ ہے کہ سپیکر کے فرائض انجام دینے والے کو بھی چاہئے کہ وہ ہاؤس کے تقدس کا خیال رکھے اور روایات کو پامال نہ کرے اور جائز بات سننے کی ہمت ہونی چاہئے۔

جناب چیئرمین: بالکل خیال رکھا جائے گا۔ ہاؤس کا تقدس سب پر لازم ہے۔ جو سب سے ارفع اور معزز ہے۔ آپ تشریف رکھئے گا۔ وہ جناب والا چیف منسٹر صاحب کو بھیج دیا گیا ہے۔ آپ کی قرار داد کا جواب ملنے پر آپ کو مطلع کر دیا جائے گا۔ آپ تشریف رکھئے گا۔ تھوڑا سا وقت دیجئے گا۔ جیسا کہ آپ کو پتا ہے مجھے اس کی پچھلی کارروائی کا علم نہیں۔ میں نے سیکرٹری صاحب سے استفسار کیا اور جناب سپیکر صاحب کی واپسی پہ _____

رانا پھول محمد خان: اصولاً" قانوناً" اور آئین کی رو سے اور روایات کی رو سے مجھے اس کا جواب دینا پڑے گا کہ اس کمیٹی کے ارکان کون کون ہیں۔

جناب چیئرمین: اس میں کچھ سپیکر کے اختیارات بھی ہوتے ہیں وہ آپ سے وقفہ چاہ رہا ہے۔ اور آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ تشریف رکھئے گا اور آپ کی تسلی کے مطابق آپ کو جواب دے دیا جائے گا۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا میری ایک اور گزارش ہے کہ میری وہ قرار داد ضائع تو نہیں ہوئی۔

جناب چیئرمین: نہیں ضائع نہیں ہوئی وہ قائم ہے۔

رانا پھول محمد خان: وہ قرار داد کارروائی میں قائم ہے۔

جناب چیئرمین: جی بالکل وہ کارروائی میں قائم ہے۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب انکوائری کرکے پوری تفصیل کے ساتھ آپ کی تسلی کر دی جائے گی۔

ملک اللہ یار خان: جناب والا میں معافی چاہتا ہوں چونکہ میں اس تحریک کے بارے میں عرض کر رہا تھا کہ رانا صاحب کھڑے ہو گئے اور میں عرض نہ کر سکا۔ جناب میاں اسحاق صاحب کی تحریک کے بارے میں جناب لاء منسٹر صاحب نے اس کی وضاحت کی ہے تو اس کے بعد جناب والا کم از کم روایت یہ ہے کہ جو محرک ہیں اگر آپ ان سے پوچھ لیتے کہ آیا ان کی وضاحت سے ان کی تسلی ہو گئی ہے تو پھر یہ تحریک وہیں ختم ہو جاتی ورنہ اس سے جو تاثر لیا گیا ہے کم از کم جو مجھے تاثر ہوا ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے کل کے لئے اس تحریک کو التواء میں ڈال دیا ہے۔ میری اس سے پہلے یہ گزارش ہے کہ جو وضاحت لاء منسٹر صاحب نے کی ہے اس کے پیش نظر جو محرک ہیں اس سے آپ دریافت فرما لیں کہ ان سے اگر اتفاق ہے اور ان کی تسلی ہو گئی تو پھر وہ اپنی تحریک واپس لے سکتے ہیں یا اگر وہ واپس نہ لینا چاہیں تو پھر اس کو التواء میں ڈالا جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: میاں محمد اسحاق صاحب۔

میاں محمد اسحاق: میں اس بات پر سوچ رہا تھا کہ میرے جو حقوق ہیں وہ بھی آپ نے لے لئے ہیں۔ آپ کو یہ پوچھنا چاہئے تھا کہ آپ اسے پریس کرتے ہیں یا نہیں۔ آپ نے اپنی طرف سے ہی رولنگ دے دی پھر میں نے مناسب نہیں سمجھا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے وقت ختم کر دیا ہے۔ لہذا جب کل تحریک التواء کا وقت ہو گا تو اس پر بات ہو گی۔

جناب چیئرمین: یعنی ابھی آپ کی تسلی نہیں ہوئی۔

میاں محمد اسحاق: میری تسلی نہیں ہوئی۔

جناب چیئرمین: لہذا اسے التواء میں ڈالا جائے اور اسے ملتوی سمجھا جائے۔ اس کے بعد میں سید طاہر شاہ صاحب کو دعوت دوں گا کہ وہ اپنا مسودہ قانون پرائیویٹ ممبرز بل پیش کریں۔

مسودہ قانون

جناب وزیر قانون: کل اس کے کارروائی شروع ہو اگر آپ وقفہ چائے کرنا چاہتے ہیں تو پھر میں گزارش کروں گا کہ وہ ابھی کر لیا جائے کیونکہ اگر وقفہ چائے لیٹ کیا جائے گا تو پھر ہاؤس دوبارہ اسمبل ہونا مشکل ہو جائے گا۔ اگر اس کو جاری رکھنا ہے تو بے شک جاری رکھیں۔ اور اگر چائے کا وقفہ کرنا ہے تو ابھی کر لیا جائے۔ کیونکہ بعد میں ہاؤس Re-Assemble نہیں ہوتا۔

جناب چیئرمین: اب چونکہ فاضل رکن کو مسودہ بل پیش کرنے کی اجازت دی جا چکی ہے اور اس وقت پونے بارہ بجے میں ٹھیک بارہ بجے اس معاملے کا تصفیہ کریں گے کہ اس کو Adjourn کرنا مناسب ہے یا نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (محمد صدیق سالار): جناب والا اس وقت یہ ہاؤس فل ہے اور معزز اراکین تشریف فرما ہیں اور جانتے ہیں کہ اخبارات کی سرخیاں بن گئیں کہ ہم کورم پورا نہیں کرتے۔ لہٰذا آپ Adjourn کرائیں تاکہ ٹھیک بارہ بجے کورم پورا ہو اور لوگ اپنی اپنی کرسیوں پر آ کر بیٹھیں۔

جناب چیئرمین: ہم Adjourn کرتے وقت ہال سے یہ توقع کریں گے کہ ان کا اپنا پرائیویٹ ممبر ڈے ہے ان کا ذاتی پروگرام ڈے ہے وہ اپنی' اپنے ضمیر کی' اپنی مرضی کی اور اپنی رضا کی باتیں کر سکتے ہیں لہٰذا انہیں کورم ہر صورت میں پورا کرنا چاہئے۔ ان کا فرض منصبی بھی یہ تقاضا کرتا ہے کہ وہ کورم پورا کریں اور اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں اور اپنے اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔ اب میں سید طاہر احمد شاہ صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اپنا مسودہ قانون پرائیویٹ ممبرز بل ہاؤس میں پیش کریں۔

منسوخی مرکب خوراک برائے مویشیاں مصدرہ 1986ء

سید طاہر احمد شاہ: جناب چیئرمین میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ مسودہ قانون منسوخی مرکب خوراک برائے مویشیاں پنجاب مصدرہ 1986ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب وزیر قانون: میں اس کو Oppose کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: سید طاہر احمد شاہ صاحب نے تحریک پیش کی اور جناب لاء منسٹر صاحب نے

Oppose کی' لیکن میں سید طاہر احمد شاہ صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی تحریک پر ذرا تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا ہے۔ The Punjab Animal Compound Feeding Stuff جو ایکٹ ہے یہ 1974ء میں ماضی کی حکومت نے بنایا تھا مگر اس قانون کو بنائے ہوئے تقریباً" گیارہ سال کا عرصہ ہونے والا ہے مگر اس کے باوجود اس بل میں بے شمار قباحتوں کی وجہ سے' اور یہ قانون یہ ایکٹ اپنی جگہ ظالمانہ بھی ہے' جارحانہ بھی ہے اور غیر منصفانہ بھی ہے۔ جس کی وجہ سے اس پر ابھی تک عمل درآمد نہیں ہو سکا۔ اس کے علاوہ میں یہ بات بھی وزیر قانون اور اس معزز ایوان کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ اس قسم کا بل پنجاب کے صوبہ کے علاوہ نہ تو سندھ میں' نہ بلوچستان میں اور نہ ہی سرحد میں لاگو کیا گیا ہے۔ اگر اس قانون کو اب گیارہ سال کے بعد عمل درآمد کرایا جائے گا تو جہاں تک میرا علم و یقین ہے کہ اس کے صوبہ میں نہ صرف پولٹری Feed کے Animal Feed پر بلکہ اس کے By Product Feed پر بھی اور Meat پر بھی مضر اثرات مرتب ہوں گے۔ اگر یہ قانون اپنی جگہ پر عوام کے مفاد میں ہوتا' فیڈ مینوفیکچررز اور کمپاؤنڈرز کے مفاد میں ہوتا تو یہ گیارہ سال تک معرض التواء میں نہ رکھا جاتا۔

جناب والا' میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس قانون کو اسی طریقے سے اب لاگو کر دیا جاتا ہے جیسا کہ یہ بنایا گیا ہے تو اس سے پولٹری فیڈ اور پولٹری پراڈکٹس پر بے شمار اثر پڑے گا۔ اس وقت ہمارے صوبے میں چار خانے بڑے فیڈ ملز کے ہیں اور تیس کارخانے نسبتاً" چھوٹے فیڈ ملز کے ہیں۔ اور اگر اس قانون کو عملی طور پر نافذ کر دیا جاتا ہے تو ہمارے صوبے میں چھوٹے کارخانے بند ہو جائیں گے اور چھوٹے کارخانوں کے مالکان نے پولٹری فارمز کی شکل میں کروڑوں روپے کے جو بلاسود قرضہ جات لگا رکھے ہیں ان کی وصولی ناممکن ہو جائے گی' کارخانے بند ہو جائیں گے اور ہمارے صوبے کے کارخانہ دار دوسرے صوبوں میں اپنے کارخانوں کی ہجرت کریں گے۔ اس سے بعد ازاں نہ صرف فیڈ کی قیمت بڑھے گی اور اگر فیڈ کی قیمت بڑھے گی تو یقینی طور پر پولٹری کی قیمت بڑھے گی جس سے گوشت کی کمی کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔

میری آج وزیر قانون صاحب سے ان کے چیمبر میں ملاقات ہوئی تھی۔ انہوں نے اس قانون کو من و عن منسوخ کرنے کے لئے تو میرے ساتھ اتفاق نہیں کیا ہے۔ لیکن میرے ساتھ انہوں نے بعض باتیں اتفاق کی ہیں کہ ہم اس کو بعد میں طے کر لیں گے کہ اس میں جو اسے قواعد اور اسے ضابطے ہیں جو واقعتاً" فیڈ ملز اور فیڈ پراڈکٹس کے بارے میں نقصان دہ ثابت ہو سکتے ہیں تو اس پر وہ

اتفاق کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر وزیر قانون صاحب یقین دہانی کراتے ہیں۔ وہ منسوخی کے حق میں تو نہیں ہیں۔ مگر عوام کے مفاد میں' پولٹری کے مفاد میں' پولٹری فیڈ پراڈکٹس کے مینوفیکچررز کے مفاد میں اگر اس قانون میں ترامیم کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں تو میں اپنے اس بل پر زور نہیں دیتا۔

جناب چیئرمین: پیشتر اس کے کہ میں اس موضوع پر جناب وزیر قانون کو اظہار خیال کا موقع دوں' میں مناسب سمجھتا ہوں کہ متعلقہ وزیر لائیو سٹاک اگر اس موضوع پر کچھ کہنا چاہیں تو فرمائیں۔

وزیر قانون: جناب والا' میں تمام چیزوں کی وضاحت کر دوں گا۔ اگر مناسب سمجھتے ہیں تو وہ بھی وضاحت کر دیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! آپ نے وزیر متعلقہ کو صحیح بلایا ہے۔ وزیر قانون کا کام قانونی موشگافی ہے۔ فیڈ اور باقی معاملات کا جو تعلق ہے اس پر وزیر متعلقہ اظہار خیال کریں گے۔

وزیر لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب والا' یہ ایکٹ 29 نومبر 1974ء کو گورنر پنجاب کی منظوری کے بعد حکومت پنجاب کے گزٹ میں شائع ہوا۔ اس ایکٹ کے تحت محکمے نے قانون مرتب کئے جو کہ محکمہ قانون نے یکم اکتوبر 1985ء بذریعہ چٹھی نمبر 13-29/81/6235 کو قانونی نقطہ نظر سے جائزہ لینے کے بعد حتمی طور پر منظور کر دیا۔

معزز رکن کا یہ خیال کہ ابھی تک اس ایکٹ کے تحت قوانین مرتب نہیں کئے گئے حقائق پر مبنی نہیں ہے۔

محکمہ قانون سے بل حتمی طور پر منظور ہو چکنے کے بعد فیڈ ملز کے مالکان نے میرے ساتھ کئی اجلاس کئے اور میری ہدایت پر انہوں نے ڈائریکٹر پولٹری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راولپنڈی کے ساتھ بھی 7 نومبر 1985ء کو اجلاس کیا اور اپنا نقطہ نظر بیان کیا۔ اختصاراً" انہوں نے اس قانون کے 21 جز میں سے 7 میں تبدیلی کے لئے استدعا کی اور ان 7 جز میں سے 3 جزئیات پر زیادہ زور دیا۔ ڈائریکٹر پولٹری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راولپنڈی نے فیڈ مل کے مالکان کو حکومت کے نقطہ نظر سے مطلع کیا اور بحث ختم ہونے کے بعد فیڈ مل کے مالکان نے 3 جزئیات پر اپنے قانونی مشیر سے رابطہ قائم کرنے کے بعد ایک ہفتے کے اندر اندر ڈائریکٹو پولٹری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کو مطلع کرنے کا وعدہ کیا۔ یہ وعدہ تاحال انہوں نے پورا نہیں کیا۔

ڈائریکٹر پولٹری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راولپنڈی نے میری ہدایت پر پاکستان پولٹری ایسوسی ایشن پنجاب زون کے عہدہ داروں سے بھی 12 نومبر 1985ء کو ملاقات کی۔ جس میں اس ایسوسی ایشن کے

صدر کے علاوہ تین اور ممبران نے شرکت کی۔ ان ممبران نے پرزور اپیل کی کہ یہ ایکٹ فی الفور نافذ کیا جائے۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر شاہ صاحب نے بل پیش کیا اور انہوں نے ایک تجویز دی کہ وزیر قانون صاحب سے میری بات ہوئی ہے اور کچھ نکات ایسے تھے جس پر انہوں نے اپنی رضامندی ظاہر کی۔ شاہ صاحب نے فرمایا ہے کہ اگر ان نکات کو وزیر قانون صاحب قبول کر لیتے ہیں تو میں اس بل کو پریس ہی نہیں کرتا۔ پہلے اگر وزیر قانون صاحب پر فرما دیں اور ان کا اگر اتفاق ہو جاتا ہے تو پھر اس بحث کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہو گی۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ محرک اور لاء منسٹر کے درمیان جو باتیں ہوئی ہیں وہ اسی موضوع کے متعلق تھیں۔ ہو سکتا ہے وزیر متعلقہ انہی موضوعات پر ذرا بہتر طریقے سے روشنی ڈال سکیں اور وزیر قانون محرک کے درمیان ذرا بہتر طریقے سے مفاہمت ہو سکے۔ تو میں یہ ضروری سمجھتا ہوں۔

جناب طاہر احمد شاہ: جناب چیئرمین' میں تو خود ہی ترجیح دیتا ہوں۔ چونکہ وزیر متعلقہ' بیگم صاحبہ اس کی وضاحت فرما رہی ہیں' میں اس کو پسند کرتا ہوں۔ باقی جو میری اور وزیر قانون صاحب کی بات ہوئی ہے' اس کو ہم بعد میں ٹیک اپ کر سکتے ہیں۔

وزیر لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ: شکریہ

فاضل رکن کا یہ خیال حقیقت پر مبنی معلوم نہیں ہوتا کہ یہ ایکٹ عوام الناس اور صارفین کے حق میں نہیں ہے۔ کیونکہ اس قانون سے پولٹری فارمز کو اچھی اور عمدہ خوراک دستیاب ہو گی۔ جس کا ذکر میں پہلے کر چکی ہوں۔

یہ صحیح ہے کہ یہ ایکٹ کسی دوسرے صوبے نے نہیں بنایا۔ اور صرف صوبہ پنجاب ہی کی اسمبلی نے 1974ء میں یہ ایکٹ پاس کیا تھا۔ یہاں میں یہ عرض کروں کہ یہ قانون پولٹری فارمرز کے پرزور اصرار پر اور ان کے مفاد کے پیش نظر بنایا گیا ہے تاکہ وہ فیڈ مل والوں کی من مانی سے نجات پا سکیں۔ یہ ایکٹ نہ ہی سخت اور نہ ہی قابل عمل ہے۔ اس ایکٹ کے قوانین میں انسپکٹر کے اختیارات کو محکمہ قانون نے مکمل جائزے لے کر مناسب خیال کیا۔ اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ یہ اختیارات اتنے سخت نہیں کہ مل کے مالکان ان پر عمل نہ کر سکیں۔

یہ سوال کہ اس کو اور صوبوں میں کیوں نہیں کیا گیا اور گیارہ سال تک یہ التواء میں کیوں رکھا

گیا' ایک طرف تو فیڈ ملز کی تعداد بڑھتی رہی اور دوسری طرف حکومت پنجاب لائیو سٹاک ڈیپارٹمنٹ مرغبانی کی صنعت کو ترقی دینے میں کوشاں رہی۔ آج 1986ء میں فیڈ ملز کی تعداد 2 سے بڑھ کر 32 ہو گئی ہے اور اس عرصے میں پولٹری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راولپنڈی میں ایک فیڈ ٹیسٹنگ لیبارٹری کا قیام بھی ہو چکا ہے جو کہ ہر قسم کی سائنسی تشخیص کے لئے مکمل طور پر موجود ہے۔ مندرجہ بالا حالات کے تحت پنجاب انیمل کمپونڈ فیڈ سٹف کا جلد اجرا نہ ہو سکا لیکن اب حکومت پنجاب اس کمی کو شدت سے محسوس کرتی ہے۔ دوسرے صوبوں میں اگر یہ ایکٹ نافذ نہیں کیا گیا یا انہوں نے اس بارے میں نہیں سوچا تو وہاں کے حالات بھی اس طرح کے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ سندھ میں اگر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ کتنے پولٹری فارمز اس سے متاثر ہوئے ہوں اور اس سے متاثر ہو کر اپنے پولٹری فارمز بند کر دیئے ہوں۔ ہمیں اپنے صوبے میں پولٹری فارمز کو چلانا ہے اور پروٹینز کی کمی کو پورا کرنا ہے۔ اس لئے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ پولٹری فارمز کی جو جائز تکالیف ہیں ان کو دور کرنا حکومت اپنے فرائض میں شامل سمجھتی ہے۔

اس ایکٹ کے بعض قوانین کو میرے فاضل رکن نے بہت سخت قرار دیا ہے۔ ان قوانین میں ترمیم کرنے پر غور کیا جا سکتا ہے۔

حکومت فیڈ ملز کے مالکان کے ساتھ رابطہ قائم کر رہی ہے تاکہ ان کے خیالات اور احساسات کو بھی مدنظر رکھا جائے۔ یہی چیز اس ایکٹ کو یکدم نافذ کرنے میں اب تک مانع رہی اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس ایکٹ کو ایک سے زیادہ مرحلوں میں نافذ کیا جائے۔ تاکہ فیڈ ملز والے باآسانی اپنی فیڈ ملوں کو اس معیار پر لے آئیں جو کہ اس ایکٹ میں موجود ہے۔ اور میں سمجھتی ہوں کہ اس ایکٹ کو نافذ کرنے سے نہ صرف ہمارے پولٹری فارمز کی حق رسی ہو گی۔ بلکہ مرغی کے گوشت کی صوبے میں فراوانی ہو جائے گی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین : بہت بہت شکریہ۔ یہ میں ضرور کہوں گا کہ متعلقہ وزیر نے نہایت تفصیل کے ساتھ اور محنت کے ساتھ معاملے پر روشنی ڈالی اور اس سے معزز اراکین کو موضوع کے سمجھنے میں یقیناً سہولت اور آسانی پیدا ہوئی ہو گی اب میں وزیر قانون کو دعوت دوں گا کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

وزیر قانون : جناب سپیکر جو وضاحت فاضل وزیر صاحبہ نے فرمائی ہے اس کے بعد مزید کسی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس بل کو پیش کرنے کی جو غرض و غایت بیان

کی گئی ہے اور جو پہلے سے ایک قانون بنا ہوا ہے۔ اور یہ قانون مرکب خوراک کے بارے میں ہے۔ اور جو خوراک مرغیوں کے لئے تیار کی جاتی ہے۔ اس ایکٹ کے بنانے کی جو وجوہات بیان کی گئی تھیں پولٹری فارم یا دوسرے فارمز ہیں ان کے مالکان نے یہ شکایت کی بلکہ گذشتہ سال بھی اس بارے میں کافی شکایات آئیں کہ جانوروں کو جو خوراک مہیا کی جاتی ہے اس میں Proportionately جو Ingredients شامل ہوتے ہیں۔ جو Contents وہ ظاہر نہیں کئے جاتے جس کی وجہ سے پولٹری فارم کی پروڈکشن میں انڈوں کی پروڈکشن میں اور مرغیوں کا وزن بڑھتا ہے اس کا اور یا باقی جانوروں کے لئے جو خوراک مہیا کی جاتی ہے۔ اس میں خاطر خواہ کمی ہوتی ہے۔ اور اس لئے کوئی قانون بنایا جائے تاکہ اس کو چیک کیا جائے کہ کیا مناسب مقدار میں Ingredients پروٹین کو حاصل کرنے میں شامل ہوتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان وجوہات کی بنا پر یہ قانون بنایا گیا اور اس سے شک و شبہ کا کوئی احتمال نہیں ہے۔ البتہ یہ بات میرے نوٹس میں بھی لائی گئی اور اس بارے میں پہلے بھی ان آراء کا اظہار کیا گیا۔ اس بل کی کچھ دفعات ایسی ہیں جو انسپکٹرز کو ملیں گی کہ ان کی اپنی صوابدید ہو گی ان کی Powers ہوں گی۔ جو Arbitrary ہوں گی اور اس کے بارے میں کرپشن کے چانسز زیادہ موجود ہیں اور امکان ہے اور اس قسم کے قوانین سے Powers سے Exploit کریں گے اور اس میں چھوٹے مل اونرز ہیں جو دس پندرہ لاکھ کا سرمایہ خرچ کر سکتے ہیں اور یہ بہت بڑے مل اونرز اس میں شامل نہیں ہیں۔ اس لئے اس میں یہ ضروری ہے کہ حکومت ان کے مفاد کا بھی تحفظ کرے اور اس بات کا بھی خیال کرے۔ کہ جو اہلکاران اور انسپکٹرز اس کے تحت مقرر ہوں گے وہ اپنے اختیارات کو ناجائز استعمال نہ کریں۔ اس بارے میں کل کچھ ان کے وفد آئے ان کے ساتھ Meeting بھی ہوئی اور ہم نے بھی اس بارے میں Meeting کی کہ کیا اس بل کو اپوز کیا جائے یا اس بل کو منظور کیا جائے۔ اس بارے میں متفقہ رائے یہ تھی کہ بل اپنے طور پر موجود رہنا چاہئے اور چھوٹے مل اونرز کے یہ خدشات جو ان کے دماغوں میں موجود ہیں۔ کہ اس قانون سے Exploitation اور اس سے نقصان ہو گا اس صوبے میں یہ کیوں نافذ کیا جا رہا ہے۔ ایک تو یہ صوبائی Subject ہے اور اس بارے میں ہمیں یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ یہ کسی اور صوبے میں نافذ کیا گیا ہے یا نہیں کیا گیا۔ تو ہم بھی نہیں کر سکتے۔ یہ ہماری اور اپنی صوبائی حکومت کی صوابدید پر ہے جس کے تحت یہ قانون بنایا گیا اس میں کوئی چیک نہیں ہو سکتا۔ البتہ اس بات سے اتفاق کرتے ہوئے کہ اس میں کچھ شقیں ایسی ہیں جن کو Exploit کیا جا سکتا ہے۔ مل اونرز کو ناجائز طور پر کچھ خدشات ہو سکتے ہیں۔ اس بیان سے اتفاق کرتے ہوئے اس ایکٹ کا از سر نو ہم جائزہ لیں گے اور دیکھیں گے کہ کون سی دفعات ہیں میں نے ان

کو خود وقت دیا ہے جو صاحبان فیصل آباد سے تشریف لائے اور ان کو بھی کہا کہ وہ اس بارے میں جو کہنا چاہتے ہیں کہ وہ کون سی شقیں ہیں جن کو ہم ڈیلیٹ کریں اور کون سی ایسی چیز اس قانون میں ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جسے ہم ختم کریں اور اس کے بعد وہ مطمئن ہو سکیں گے۔ ہم اس سے اتفاق کرتے ہیں یہ وعدہ کرتا ہوں اور اس پر ہم دوبارہ غور کریں گے اور ایسی شقیں موجود ہوں گی اور جن کے خدشات ان کے ذہنوں میں موجود ہیں ان کو درست کرنے کے لئے بھی کوشش کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان گذارشات کے ساتھ فاضل رکن اس کی اجازت کے لئے مصر نہیں ہوں گے اور یہ بھی عرض کروں گا کہ اس بل کو موو کرنے کی اجازت ہاؤس کی طرف سے نہیں ملنی چاہئے۔ شکریہ۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! اگر فاضل وزیر قانون یہ کرم فرما دیں کہ انہوں نے جو غور کرنے کی جو یقین دہانی کرائی ہے اس کے لئے اگر کوئی مناسب وقت کا تعین فرما دیں تو یہ زیادہ بہتر ہو گا چونکہ بیگم صاحبہ نے یہ دیکھا نہیں ہو گا میرے پاس Cuttings موجود ہے کہ فیڈ مینوفیکچر ایسوسی ایشن کی طرف سے اپیل کی شکل قومی اخبارات میں اشتہارات اپنے مطالبات کے سلسلے میں دیئے گئے تھے اور انہی کے ایماء پر میں نے یہ مسودہ قانون ایوان میں پیش کیا ہے۔ تو بہتر یہ ہو گا جہاں وزیر قانون نے حقیقت پسندی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اس حد تک اتفاق کیا ہے جو اس میں ناقابل عمل قوانین اور ضابطے ہیں ان پر ترمیم کرنے کے لئے غور فرمائیں گے۔ اگر وہ اس کے لئے وقت کا تعین فرما دیں جس میں پولٹری فیڈ مینوفیکچر کے نمائندے جس میں مجھے بھی شامل کر لیں اس لئے وقت کا تعین ہو جائے تاکہ ہم اس کا جائزہ لے لیں تاکہ ایوان کا وقت ضائع نہ ہو اگر ہم متفقہ طور پر اس پر اتفاق کر جاتے ہیں کہ آیا ترامیم ضروری ہیں تو بے شک حکومت اپنی طرف سے ترمیمی بل اس میں لا سکتی ہے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر میں نے کافی وضاحت سے بیان کر دیا ہے کہ اس بل پر ہم دوبارہ غور کریں گے۔ البتہ اس پر ایک ڈیڈ لائن مقرر نہیں کی جا سکتی لیکن میں یہ یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ اس بارہ میں ان کے جو خدشات ہیں ان کو ہم جس شکل میں دور کریں گے اور ہم ان کو ایسوسی ایٹ بھی کریں گے اور ان کی یہ جو Association ہے یہ تو ان پر منحصر ہے وہ کس حد تک ہم سے Co-Operate کرتے ہیں۔ کتنی جلدی اپنی تجاویز دیتے ہیں لیکن انشاء اللہ ہم اس کو اگلے Session

تک اس دوران ہم اس پر کارروائی مکمل کر لیں گے اور جو کچھ بھی کرنا ہو گا انشاء اللہ اگلے Session میں کر لیں گے۔

سید طاہر احمد شاہ: میں جناب سپیکر! وزیر قانون کی اس یقین دہانی پر اپنے بل کو موخر کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اس کو واپس لیتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: میں اپنے بل کو موخر کرتا ہوں۔

وزیر قانون: آپ اس کو ری پیل تو کر نہیں رہے تو ہم ان دفعات کو جو آپ چاہتے ہیں کہ یہ دفعات نقصان دہ ہیں ان کو ہم ترمیم کر لیں گے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر ان کی اس یقین دہانی پر کہ اگلے Session میں اس پر غور کیا جائے گا میں اس کو واپس لیتا ہوں۔

مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون

حکومت پنجاب مصدرہ 1986ء

جناب سپیکر: اگلا بل بھی جناب طاہر احمد شاہ صاحب کی طرف سے ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔ کہ مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1986ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ

مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1986ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون: جناب والا۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جناب سید طاہر احمد شاہ صاحب اپنے بل کے سلسلے میں کچھ کہنا چاہیں گے؟

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! جب میں نے یہ مسودہ قانون تیار کیا اور اسمبلی میں پیش کرنے کی

غرض سے اسمبلی سیکرٹریٹ کے حوالے کیا تو اس وقت میرے ذہن میں بھی کچھ ابہام تھا اور ان میں جو ممکنہ مشکلات تھیں اور ان ترمیم کو Adopt کرنے کے سلسلے میں میرے ذہن میں تھوڑے سے شکوک و شبہات تھے۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے کل کے گذشتہ اجلاس میں گورنمنٹ آرڈیننس ایوان کی میز پر رکھ کر میرے ان شکوک و شبہات کو دور کر دیا ہے اور اب میں سمجھتا ہوں کہ یہ ترمیم بل پاس کرنے کی معزز ایوان کے اراکین کو اجازت دے دینی چاہئے۔ اس لئے میں اپنے دلائل شروع کرنے سے قبل یہ عرض کروں گا کہ یہ میرا مشاہدہ ہے۔ علم ہے اور اس ایوان کے اور خاص طور پر فیصل آباد سے تعلق رکھنے والے ارکان جو میونسپل کونسلر بھی ہیں اور چودھری محمد صدیق سالار صاحب اس وقت بھی ایوان میں موجود ہیں۔ ماضی میں ہمارے ایک میئر کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک چلانے کے سلسلے میں تقریباً" ☆☆☆☆☆ استعمال کیا گیا اور اس طریقہ سے فیصل آباد کو مالی ترغیبات دے کر ان کے ضمیروں کو خرید لیا گیا۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی: (جناب غلام حیدر وائیں) پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! معزز رکن اپنے موقف کو بیان کرتے ہوئے اس سے باہر جا رہے ہیں اور کسی ایک ادارے کے متعلق خصوصی طور پر بات کرنا کہ وہاں پر عدم اعتماد کی قرار داد پاس ہوئی تھی اور اس میں ☆☆☆☆ خرچ ہوا۔ تو یہ میرے خیال میں مناسب بات نہیں ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ وہ نہ صرف یہ کہ اپنے الفاظ واپس لیں بلکہ اسے ریکارڈ سے Expunge کیا جائے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ میں کوئی غلط بیانی سے کام نہیں لے رہا ہوں۔ Truth is always bitter and facts remain facts. یہ بالکل حقیقت ہے۔ میں فیصل آباد کا رہائشی ہوں۔ میں اس بات کو سمجھتا ہوں۔ اور میں یہ نہیں سمجھتا کہ میں کوئی غیر ضروری دلیل دے رہا ہوں۔ یہ سب فیصل آباد کا بچہ بچہ جانتا ہے اور شہ سرخیوں کی شکل میں مقامی اور قومی اخبارات میں یہ حقیقتیں شائع ہوتی رہی ہیں کہ اس قسم کی حرکات ہوتی ہیں۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی: جناب سپیکر۔ میں پھر پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ جناب والا۔ گزارش یہ ہے کہ جس بات کا فاضل رکن نے اعادہ کیا ہے یہ تو منتخب اراکین کی براہ راست توہین کے مترادف ہے اور جو بات ریکارڈ پر نہ ہو۔ جس کا کوئی ثبوت نہ ہو اسے اسمبلی میں اس طرح اچھالنا ہمارے ڈیمو کریٹک اداروں کے لئے زیب نہیں دیتا۔ میں فاضل رکن سے گزارش کروں گا کہ وہ اس قسم کے خیالات سے اجتناب کریں اور اس بات کو ریکارڈ سے Expunge کیا جائے کیونکہ یہ تو

☆☆ بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے

منتخب اراکین کی توہین ہے کہ ہم ان پر یہ الزام لگائیں کہ کسی No confidence movement میں وہاں پر ☆ ☆ ☆ ☆ ہوا۔ اس کا مقصد یہ ہوا کہ ان منتخب اراکین کو خدانخواستہ جس کی میں تردید کر رہا ہوں جس کے متعلق میں آواز اٹھا رہا ہوں ان کو اس No confidence movement کے حق میں یا اس کے خلاف ☆ ☆ ☆ ☆ ☆۔

جناب سپیکر: I agree with the Honourable Minister
ہمیں اس ایوان میں کوئی ایسی بات نہیں کہنی چاہئے جس سے منتخب لوگوں کی دل آزاری مقصود ہو۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ طاہر احمد شاہ دانستہ ایسا کر رہے ہیں۔ Expunge کرنے کے بارے میں آپ سے دریافت کرنا چاہوں گا کہ کیا یہ الفاظ Expunge کر دیئے جائیں؟

آوازیں: جی ہاں۔

جناب سپیکر: تو یہ ☆ ☆ ☆ ☆ کے الفاظ کارروائی سے Expunge کئے جائیں گے۔ جی شاہ صاحب فرمایئے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر۔ میری خدانخواستہ کسی کی دل آزاری مقصود نہیں ہے۔ مگر یہ ہے کہ میں دلی طور پر محسوس کرتا ہوں کہ جو حقیقت ہو اس کے بیان کرنے سے کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ مگر میں نے نہ تو غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کئے ہیں اور میں اب بھی اپنی بات پر مصر ہوں۔ میرا کسی کی دل آزاری کرنا یا کسی کی تذلیل یا توہین کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ میں حقیقت حال بیان کر رہا ہوں۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی: جناب سپیکر! آپ کی رولنگ کے بعد۔ جناب کے فیصلے کے بعد ایوان کے فیصلے کے بعد فاضل رکن پھر اسی بات پر اصرار کر رہے ہیں جس کا فیصلہ اس ایوان نے کر دیا ہے۔ لہٰذا میری گزارش ہے کہ وہ اس بات سے اجتناب کریں۔ اور اپنا مافی الضمیر اس بل کے متعلق بیان فرمائیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں نے تو اب دوبارہ ☆ ☆ ☆ ☆ کا ذکر نہیں کیا بلکہ چند شکوں کا بھی ذکر نہیں کیا۔ مگر یہ ہے کہ میں پھر ایک اور حقیقت کا یہاں اظہار کرنا بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ ہماری Society _____

Society as a whole. It is corrupt society.

☆ ☆ بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے

آپ ان حقیقتوں سے انکار نہیں کر سکتے۔ میں قابل احترام جناب غلام حیدر وائیں صاحب کے خیالات اور آپ کی رولنگ کے بعد وہ الفاظ نہیں کہوں گا۔ مگر یہ ہے کہ ہمیں حقیقتوں کو Face کرنے کی اخلاقی جرات ہونی چاہئے۔ اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ نہ صرف ایک کارپوریشن میں بلکہ دیگر مقامی کونسلوں میں بھی اس قسم کے بے شمار واقعات قومی اخبارات کی شہ سرخیوں کا باعث بنتے رہتے ہیں۔

ملک صلاح الدین ڈوگر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! شاہ صاحب نے پورے پنجاب کے بلدیاتی اداروں کو ملوث کیا ہے کہ وہاں ایسے واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ اور شاہ صاحب یہ بھی فرما رہے ہیں کہ قومی اخبارات بھی ان خبروں کی سرخیاں لگا رہے ہیں۔ اگر ایسی حقیقت ہے تو شاہ صاحب کو اجازت دی جائے کہ وہ اسمبلی میں ایسی حقیقتیں بیان کریں یا پھر ایسے الفاظ سے احتراز کریں جن سے کہ منتخب نمائندوں کی دل آزاری ہو اور وہ ادارے جو کہ جمہوریت کی بنیاد ہیں ان کے خلاف ایسی باتیں زیب نہیں دیتیں۔ اگر حقیقت ہے تو ان کا اظہار شاہ صاحب کو کھل کر کرنا چاہئے اور ان کے پاس کوئی ثبوت ہے تو وہ اسمبلی میں پیش کریں۔

جناب سپیکر: اس سلسلے میں میں پہلے واضح کر چکا ہوں اور مجھے امید ہے کہ شاہ صاحب اس کے بعد اس کو Repeat نہیں کریں گے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں بالکل آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا مگر میں نے آپ سے یہ عرض کیا ہے کہ میرا اس سے کسی کی دل آزاری مقصود ہے نہ میں کسی کی توہین کرنا چاہتا ہوں۔ نہ میں نے کسی خاص شخص کا یہاں پر نام لیا ہے۔ حالانکہ میں اگر نام گنوانا چاہوں تو میرے پاس ایسے اعداد و شمار ہیں کہ میں نام بھی لے سکتا ہوں مگر پھر اس پر ایسا نہ ہو کہ ایوان مجھ سے روٹھ جائے۔ لہٰذا میں اس بات کو چھوڑتا ہوں۔ مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ کی وساطت سے ایوان کے معزز ارکان سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب Limited Franchise کے تحت لوکل کونسلز خواہ وہ ٹاؤن کمیٹی کی صورت میں ہوں خواہ میونسپل کمیٹی کی صورت میں ہو' خواہ ضلع کونسل کی صورت میں ہو' خواہ وہ میونسپل کارپوریشن کی صورت میں ہو' جب اس میں Limited Franchise کے تحت اس ادارے کا سربراہ چیئرمین' وائس چیئرمین' میئر اور ڈپٹی میئر کی صورتوں میں منتخب ہو جاتے ہیں' تو ان کے سروں پر ہمیشہ اپنے گروپ کے' بلکہ نہ صرف اپنے گروپ کے بلکہ اپنے گروپ کے علاوہ مخالف اراکین بھی اس بلدیاتی ادارے کے' سب کو خوش رکھنا' اس کے پیش نظر ہوتا ہے۔ اور یہ خوف ہمیشہ اس کے

ذہن پر رہا ہے کہ اگر میرے کسی قول سے، فعل سے، میں نے ان کی جائز اور ناجائز خوشامد نہ کی اور ان کی خواہش کے مطابق ان کے کام نہ کئے تو یہ میرے خلاف نہ صرف عدم اعتماد لا سکتے ہیں بلکہ اس کے علاوہ اجلاس میں کوئی بھی قرار داد کو Turn Down کر سکتے ہیں۔ تو اس صورت میں میں نے نہایت دیانت داری کے ساتھ سوچ سمجھ کر _____

وزیر قانون : On a point of information جناب والا۔ میرا خیال ہے کہ میرے فاضل دوست، میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ قانون بڑا واضح ہے اور جناب والا کو بھی علم ہے کہ وہ صرف Short Statement ہی دے سکتے ہیں۔ sporting the bill اور اتنی لمبی چوڑی تقریر تو اس بارے میں نہیں ہو سکتی ہے۔ میں تو یہ سمجھتا تھا کہ وہ Conclude کر رہے ہوں گے۔ اور کارروائی میں ان کو interefer کرنا میں نے مناسب نہیں سمجھا۔ اس سلسلہ میں رول 74 ملاحظہ کریں۔

Minister for Law: 74 (1) Motions for leave to introduce private member's Bills which have been admitted by the Speaker shall be set down in the List of Business for a day meant for private member's business.

(2) "Motion for leave to introduce such a Bill shall not be made if a similar Bill of another private member has been introduced and is pending decision by the Assembly or if motion for leave to introduce a similar Bill has been refused in the same session.

(3) If a motion for leave to introduce a Bill is opposed, the Speaker, after permitting, if he so thinks fit, a brief explanatory statement by the member seeking leave and by the member or the Minister opposing it, may without further debate put the question.

(4) If leave is granted, the member-in-charge shall introduce the Bills.

ابھی تو جناب اس بل کی Support میں انہوں نے ایک Short Statement دینی ہے اور اس کی

مخالفت کرتے ہوئے میں نے اس کی وضاحت کرنی ہے' اس لئے یہ تو موقع ہی نہیں اتنی لمبی چوڑی تقاریر کرنے کا' اور اس میں غیر متعلقہ واقعات ملانے کا _____

جناب سپیکر: جی شاہ صاحب' جاری رکھئے .Try to be brief

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا' چونکہ جناب والا کا بھی ارشاد ہوا ہے اور محترم وزیر قانون صاحب کی بھی خواہش ہے تو میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ میرے علم کے مطابق امریکہ' اور یونائیٹڈ کنگڈم میں جو میئرز کا انتخاب ہوتا ہے وہ Direct Farnchise کے اصول کے تحت One Man One Vote کے حساب سے کیا جاتا ہے۔ تو ظاہر ہے کہ وہ اقوام جنہوں نے ترقیاں کی ہیں اور اگر وہاں پر اس قسم کا نظام چل سکتا ہے تو ہمارے صوبے میں بھی کم سے کم ایک اچھی روایت قائم کرنی چاہئے۔ چونکہ آپ نے مختصر بیان کرنے کا حکم دیا ہے اس لئے میں اپنے دلائل کو اس حد تک محدود کرتا ہوں' شکریہ

جناب محمد صدیق انصاری: جناب سپیکر! جو کچھ شاہ صاحب نے فرمایا ہے _____

جناب سپیکر: انصاری صاحب' اس سٹیج پر میں آپ کو اجازت نہیں دے سکتا۔

وزیر قانون: جناب والا' میں آپ کی اجازت سے عرض کروں گا' کیونکہ منسٹر صاحب متعلقہ یہاں موجود نہیں ہیں' انہیں کسی اہم Meeting میں تشریف لے جانا تھا _____

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا' میں آپ کی وساطت سے جناب لا منسٹر صاحب سے یہ استدعا کروں گا کہ وہ ذرا تھوڑا سا بلند آواز میں ارشاد فرمائیں کیونکہ مجھے ان کی بات سمجھ نہیں آ رہی ہے۔

وزیر قانون: بہت اچھا جناب _____ جناب والا! میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ شاہ صاحب کے بل کی جو دفعات ہیں یا ان کا جو منشاء ہے' اس کو دیکھنے سے یہ پتا چلا ہے کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ بلدیاتی اداروں کے جو چیئرمین حضرات ہیں' چاہے وہ یونین کونسل ہو' چاہے وہ ٹاؤن کمیٹی ہو۔ کارپوریشن ہو۔ میونسپل کمیٹی ہو' ڈسٹرکٹ کونسل ہو' ان کی تمام Constituencies سے ڈائرکٹ ووٹ کے ذریعہ سے ان کا انتخاب کیا جائے۔ تو میں اس کی مخالفت کرتے ہوئے اس کے متعلق یہ عرض کروں گا کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو کہ شاہ صاحب نے پہلی مرتبہ اس ایوان میں نہیں اٹھایا ہے۔ بلکہ گزشتہ دنوں جبکہ گزشتہ حکومت نے اس پر جناب فخر امام صاحب کی سرکردگی میں ایک کمیشن مقرر کیا اس پر تمام ملک میں لمبی چوڑی Setting ہوئی اور اس پر مختلف مکاتب فکر کے لوگوں سے آراء لینے کا موقع ملا۔ اس

میں بھی یہ بات زیر بحث آئی کہ یہ نقائص ہیں جو موجودہ سسٹم میں ہیں کہ ممبران کا Pressure چیئرمین ہوتا ہے۔ اور وہ اپنی کارکردگی کے لئے چونکہ ان کے سامنے جواب دہ ہوتا ہے اس لئے وہ اپنے قیام کے دوران اس کو صحیح طور پر اپنے اختیارات کا استعمال نہیں کر پاتا اور ہمیشہ under Pressure رہتا ہے اس میں جہاں میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ اس سسٹم میں کچھ نقائص بھی موجود ہیں' لیکن وہاں پر میں اپنے فاضل مودر کی توجہ اس بارے میں مبذول کراؤں گا کہ ایک طرف تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں جمہوریت کا ارتقاء ہو اور جمہوریت کی بنیادیں رکھی جائیں اور One Man One Vote اور Limited Franchise میں بڑا فرق ہے۔ Limited Franchise کی اصطلاح جو کہ میرے فاضل دوست نے استعمال کی ہے' وہ ہمارے ملک میں رائج نہیں ہے۔ ہمارے یہ جو ادارے ہیں وہ direct Franchise پر' بالغ رائے دہی کی بنیاد پر یہ لوگ منتخب ہو کر آتے ہیں۔ اس میں نہ صرف بلدیاتی اداروں کے چیئرمین بلکہ اس ملک کے وزیر اعظم' اس ملک کے وزرائے اعلیٰ اور دیگر تمام جو جمہوری ادارے ہیں' ان کے سربراہان کو منتخب کرنے کا یہی ایک طریقہ کار ہے۔ اگر ان کی بات کو تسلیم کر لیا جائے تو اس سے یہ بھی ایک inference Draw کیا جائے گا کہ پھر یہ بھی ڈیمانڈ ہو گی کہ ضلع کونسل کا چیئرمین اور کارپوریشن کا چیئرمین' تمام ضلع یا کارپوریشن کی حدود سے ڈائرکٹ ووٹ لے کر آئے' تو پھر اس میں یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ وزیر اعلیٰ یا وزیر اعظم بھی اپنے اپنے صوبوں اور تمام ملک سے ووٹ لے کر آئیں۔ اس میں اور قباحتوں کے علاوہ ایک قباحت یہ بھی ہے کہ پھر اس چیئرمین کو ایک ڈکٹیٹر بنائیں گے۔ وہ نہ پھر اپنے ممبران کے سامنے جواب دینے کے لئے تیار ہو گا اور وہ اس کو نہ پھر اپنے ممبران کی ضرورت ہو گی۔ پھر تو اس بل میں یہ ہونا چاہئے تھا کہ ممبران منتخب کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے' بلکہ صرف چیئرمین ہی ڈائریکٹ ووٹنگ کے ذریعہ سے منتخب کر لیا جائے اور اس سے بھی پھر آگے اگر جا کر دیکھا جائے تو پھر اسی الیکشن کی بھی ضرورت نہیں ہے' پھر ایک Administrator جو کہ گورنمنٹ پہلے مقرر کر دیا کرتی تھی' وہ بھی ان سے بہتر تھا۔ کیونکہ جب ایک Administrator آ جاتا ہے' اس کو کوئی خطرہ ہی نہیں ہوتا کہ کوئی ممبر اس کے خلاف ووٹ دے کر اس کی دل آزاری کرے یا اس کو وہ کام نہ کرنے دے۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہاں پر جو بنیادی حقوق ہیں وہ بحال ہونے کے بعد ہم نے جمہوریت کی بحالی کی طرف قدم اٹھایا ہے تو پھر ہمیں جواب دہ ہونا پڑے گا۔ پھر ایک چیئرمین کو اس طرح سے Co-Operative ہونا چاہئے کہ وہ ممبران کو اپنے ساتھ لے کر آگے چلے اور اگر وہ اپنے ممبران کو جواب دہ نہیں ہو گا تو اگر ان کی اکثریت رائے کو وہ فوقیت ہی نہیں دے گا' تو پھر ایک آدمی ہو گا جس کو اپنے بل بوتے پر تمام اپنی اس

کارپوریشن' میونسپلٹی یا اپنے اس ادارے کو چلانا یا اور پھر اس ادارے کے انتخاب کرانے میں کیا بہتری ہے' آفیسر یا ایڈمنسٹریٹر کی تقرری میں کیا فرق ہو گا۔ اس میں بہت لمبی چوڑی بحث کی جا سکتی ہے۔ تو میں اس میں ابھی دو تین چار چیزیں مختصراً عرض کروں گا ایک تو یہ اگر Impossible نہیں ہے تو Next Impossible تو ضرور ہے۔ اسی طرح سے کہ جبکہ تمام دوٹروں کے پاس جانا' ایک تو اس کے تمام مالیات کے ذرائع اور جتنا وقت صرف ہو گا' یہ ممکن ہی نہیں ہو سکتا ہے کہ ایک عام آدمی اس الیکشن میں حصہ لے لیں' آپ لاہور کارپوریشن کی ہی مثال لے لیں' یہ کس طرح سے ممکن ہے کہ ایک آدمی تمام لاہور کو Approach کرے اور اس پر اتنے اخراجات کرکے اس کا احاطہ کیا جا سکے' یہ ممکن نہیں ہے' دوسرا یہ کہ اسے اپنے ممبران کے سامنے جواب دہ ہونا چاہئے اور یہی جمہوری روایات ہیں اور اگر وہ اس کو ڈکٹیٹر بنا کر بٹھانا ہے ہم نے کہ وہ کسی کے ماتحت نہ ہو اور وہ کسی کو جواب دہ نہ ہو تو پھر ان الیکشن کی ضرورت ہی نہیں ہے پھر بہتر یہی ہے کہ گورنمنٹ اپنے کسی آدمی کو Administrator مقرر کر دے۔ اس لئے میں اس بل کی مخالفت کرتا ہوں' اس لئے کہ جب آپ برائیوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں' اس سے تو اور بہت سی برائیاں پیدا ہو جائیں گی' پھر وہ ایسا ڈکٹیٹر شپ ہو گا جس کی جواب دہی نہیں ہو سکے گی اور جس کے لئے وہ اس کارپوریشن کو جس طرح سے چاہے' اپنے اختیارات کو استعمال کرے' اس لئے میں اس کی مخالفت کرتا ہوں اور زیادہ تفاصیل میں جانے کی بجائے اسی پر اکتفاء کرتا ہوں۔ کہ سیکشن 74 کا جو مدعا ہے اور یہ سوال اب ایوان کے سامنے پیش ہونا ہے کہ اس میں without further delay put the question اور اس بل کو پیش کرنے کے لئے ایوان سے Leave لینی پڑتی ہے۔ اس لئے میں اس ایوان کے معزز اراکین سے یہ گزارش کروں گا کہ اس بل کو پیش کرنے کی اجازت نہیں ملنی چاہئے۔ شکریہ۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ _____

وزیر قانون: Again, I would refer the same on point of order.

کسی قانون اور ضابطے کے تحت انہیں دوبارہ جواب دینے کی اجازت نہیں ہے۔ اور ان کی

Short statement in reply to that immdeiately should be put to the House without any further delay.

اور لفظ ہے

Without any further delay the question should be put.

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا وزیر قانون صاحب نے Next to Impossible کہا ہے اس کے

ضمن میں اگر آپ مجھے اجازت دیں گے تو میں اپنی دلیل پیش کروں گا اور اگر اجازت نہیں دیں گے تو ظاہر ہے کہ میں نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: کوئی Compromise کی صورت ہے؟

جناب طاہر احمد شاہ: جناب والا Compromise کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ میں اپنی جگہ پر Mentally and morally convinced ہوں۔ کیونکہ اس مسودہ قانون کو پیش کرنے کا جو میرا مدعا ہے وہ عوام کے بہترین مفاد میں ہے _____

وزیر قانون: جناب والا میں یہ عرض کرتا ہوں کہ میں اسے Object کرتا ہوں۔ کیونکہ قانون اس بات کی اجازت نہیں دیتا اور قانون کی منشا کو بھی ہمیں سامنے رکھنا ہو گا اور رولز کے مطابق تو اس مرحلے پر صرف اسی پر اکتفا کیا جا سکتا ہے آگے اگر اس بل کی اجازت ہو جائے تو پھر جتنی مرضی تقریریں کریں۔ اس وقت تو صرف اجازت لینا درکار ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو Compromise پر کوئی اعتراض ہے؟

وزیر قانون: جناب والا یہ اگر Compromising Position میں آنے کے لئے تیار ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ان کو بات کرنے دیں شاید کوئی بات بن جائے۔

چودھری محمد رفیق: جناب والا! اس سلسلے میں مجھے کچھ کہنے کی اجازت مل سکتی ہے۔

جناب سپیکر: جناب چودھری رفیق صاحب اس مرحلہ پر آپ کو میں اجازت نہیں دے سکتا۔ البتہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات ہو سکتی ہے۔

وزیر صنعت: جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں وزیر قانون صاحب سے استدعا کروں گا Compromising کے سلسلہ میں ایک وزیر قانون کو اور ایک ان کی طرف سے مجھے اجازت دے دی جائے تو پھر Compromise کے سلسلے میں کوئی بات چیت کر لی جائے۔

جناب سپیکر: پھر شاہ صاحب کو پہلے بات کرنے کی اجازت دے دی جائے۔ شاہ صاحب آپ فرمائیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا پہلے بل میں Compromise کی گنجائش تھی تو میں نے چودھری

صاحب کی یقین دہانی پر ان کی تجویز پر پریس نہیں کیا۔ اب اس بل پر وہ کوئی پیش کش کریں کہ وہ اس سلسلہ میں کیا تجویز پیش کرتے ہیں تو پھر تو Compromise کی بات ہو سکتی ہے۔ مجھے تو سمجھ نہیں آتی کہ ایسے کیا بات کریں اگر تو وہ کوئی تجویز پیش کریں کہ ہم یہ کچھ کر سکتے ہیں پھر میں سوچ سکتا ہوں کہ compromise کی بات ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: تو پھر پہلے جناب وائیں صاحب کو پہلے سن لیں شاید کوئی تجویز آ جائے۔

وزیر صنعت (جناب غلام حیدر وائیں) : جناب والا میں بے حد شکر گزار ہوں کہ Compromise Formula میں' مجھے اس نہایت اہم موضوع پر اظہار خیال کا موقع دیا گیا۔ اگرچہ رولز کے متعلق جناب وزیر قانون کے جو کچھ فرمایا تھا کہ بالکل درست ہے۔ جناب سپیکر اس وقت زیر بحث بل لوکل باڈیز کی ایک نہایت اہم شق کے متعلق ہے اور یہ بل ترمیم کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ لوکل باڈیز کے انتخاب میں چیئرمین کا انتخاب Indirect کی بجائے Direct یعنی صدارتی طرز حکومت کے طور پر منعقد کیا جائے۔ جناب سپیکر! لوکل باڈیز کے ادارے ہمارے ہاں ملک میں جمہوریت کی نشوونما کے لئے بنیادی ادارے ہیں اور اس پس منظر میں کہ یہ لوکل باڈیز کے ادارے ملک کو بالائی سطح پر ہمیں لیڈر شپ فراہم کرنے کے بنیادی زینے ہیں۔ ہمیں اس بل کے پس منظر میں یہ دیکھنا ہو گا کہ قطع نظر اس بات کے کہ اس بل میں کوئی اچھی باتیں ہوں' اور قطع نظر اس بات کے کہ اس وقت جو مروج طریقہ کار ہے اس میں کوئی نقص ہو' بنیادی طور پر یہ بات دیکھنے والی ہے کہ اگر لوکل باڈیز کی سطح پر ہم چیئرمین کا انتخاب براہ راست کرتے ہیں اور ہمارے باقی ادارے پارلیمانی طرز حکومت پر چلتے ہیں اور پھر بنیادی سطح پر ہم صدارتی طرز حکومت کو اختیار کرتے ہیں تو اس کا مقصد یہ ہے کہ ایک ایسے مقام پر جہاں ہم نے قوم کو تربیت دینی ہے۔ پھر آگے اس نظام کو اپنانے کے لئے ان میں ایک ابہام' ایک انتشار اور ایک Confusion پیدا ہو جائے گا۔ اور اس وقت لاہور کارپوریشن کا میئر براہ راست منتخب ہو کر آئے گا اور وہ صدارتی طرز حکومت کی طرف پر بطور چیئرمین کے اپنے اختیارات کا جب استعمال کرے گا اور وہاں سے جب وہ صوبائی یا قومی اسمبلی میں جائے گا۔ اس کے مزاج میں ایک خاص قسم کی رکاوٹ ہو گی اور وہ آگے پارلیمانی نظام کے ساتھ پوری طرح چل نہیں سکے گا۔ اس لئے یہ ایک نہایت اہم مسئلہ ہے اور اس وقت اس بل کی روشنی میں نہیں بلکہ پچھلے دنوں اخبارات میں بھی یہ بات آئی تھی کہ حکومت پہلے ہی اس پر ممکن ہے غور کر رہی ہو۔ اور کارپوریشن کی ایک Meeting میں بھی یہ تجویز زیر غور آئی تھی' اس لئے اس صورت

حال کے پیش نظر ہمیں اس بل کی مخالفت کرنی چاہیئے۔ میں فاضل محرک سے استدعا کروں گا کہ وہ اس بل کو Table کرانے کی بجائے اسے واپس لے لیں۔ تاہم ایک Academic نقطہ نگاہ سے اس پر سروے ہو رہا ہے اور میرے خیال میں اس پر کافی غور و فکر ہو رہا ہے اور اس بات کو مدنظر رکھا جا رہا ہے اس نقطہ نگاہ کے مطابق لوکل باڈیز کی سطح پر ہم یہ نظام چلا کر ہم اپنے پارلیمانی نظام کو جس پر کہ اس وقت عوام اتفاق کرتے ہیں۔ اس میں کوئی انتشار الجھاؤ پیدا کر رہا ہو گا یا نہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: اس میں Compromise کی تو آپ نے کوئی بات نہیں کی۔

وزیر صنعت: یہ اپنا بل واپس لے لیں۔

جناب سپیکر: کوئی suggestion نہیں آئی۔

وزیر قانون: جناب والا 50 فیصد تو Compromise ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: یعنی پچاس فیصد ہے کہ آپ کرنے کے لئے تیار ہیں اور جو کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ شاہ صاحب آپ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ جناب وائیں صاحب فرما رہے ہیں کہ وہ اس سلسلہ میں لوکل باڈیز کے رولز کو Examine کر رہے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا پہلے تو میں یہ کہوں گا کہ چونکہ آپ نے وائیں صاحب کو بھی بات کرنے کی اجازت دی ہے۔ بات میں سے بات نکلتی ہے مجھے ایک نکتہ ان کے جواب میں عرض کرنا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر Adult Franchise کی بنیاد پر میئر کا انتخاب ہو گا تو صدارتی قسم کا نظام رائج ہو جائے گا۔ اب میں ماضی کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ایوب خان کے دور میں بنیادی جمہوریت کا نظام اس ملک میں رائج تھا _____

چودھری غلام رسول: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب والا اس پر بحث مباحثہ کی صورت میں نہیں ہونی چاہیئے۔ کیونکہ ان کو چار دفعہ ٹائم ملا ہے تو صرف ایک دفعہ اپنی Better Statment Explanatory Statement ہے اس کے علاوہ رولز میں کہیں پروژن نہیں ہے میری گزارش یہ ہے کہ انہوں نے جو تجویز پیش کی ہے اور جو امینڈمنٹ بل پیش کیا ہے وہ حقیقت میں Practicable ہی نہیں ہے۔

Mr. Speaker : This is also on a point of order, Chaudhry Sahib.

(قہقہے)

چودھری غلام رسول: نہیں جناب پوائنٹ آف آرڈر پر میرا صرف یہی پوائنٹ ہے کہ چوتھی دفعہ انہیں بولنے کا موقع نہیں ملنا چاہئے۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔

(قطع کلامیاں)

چودھری محمد رفیق: جناب والا میں عرض کرنا چاہوں گا۔

Mr. Speaker: Are you on a point of order, Chaudhry Sahib

چودھری محمد رفیق: میں اس میں کوئی مخالفت کرنا نہیں چاہتا۔

جناب سپیکر: اس میں صرف Movers اپنی Brief Statement دیں گے۔ جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے ابھی رولز پڑھ کر سنائے ہیں اور متعلقہ وزیر اس سلسلہ میں Brief Statement دیں گے اور اس کے بعد

The matter will be put before the House for voting.

اب چونکہ وائیں صاحب نے وزیر متعلقہ کے علاوہ بات کرنا مناسب سمجھی ہے اور شاہ صاحب بھی اب بات کرنا چاہتے ہیں تو میں ان کو وقت دوں گا۔

چودھری محمد رفیق: جناب والا آپ میری بات کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔

جناب سپیکر: نہیں چودھری صاحب۔ رولز اس بات کی اجازت نہیں دیتے یہ تو دونوں کی افہام و تفہیم سے ہوا تھا اور افہام و تفہیم سے جو بات ہو جائے وہ Chair کے لئے بھی قابل قبول ہے۔

(قطع کلامیاں)

چودھری محمد صدیق انصاری: جناب سپیکر! ماشاء اللہ آپ جس کرسی پر بیٹھے ہیں۔ اس کرسی کا کام Compromise کروانا نہیں ہے۔

(قہقہے)

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ایوب خان کے بنیادی جمہوریت کے نظام کے تحت یونین کمیٹی اور یونین کونسل کے بھی انتخابات indirect یا Limited Franchise کے طور پر ہوئے تھے۔ اب اس کو بھی موجودہ آرڈیننس نے وہاں پر ضلعی کونسلز اور میونسپل کونسلز کی شکل

اختیار کرلی ہے۔ وہاں بھی - - - -

Direct franchise. Man to man, one man one vote.

کے حساب سے نظام کو تبدیل کیا گیا۔ اگر یونین کونسل کے چیئرمین کمیٹی کے چیئرمین کی جگہ پر میونسپل کونسلر یا ضلعی کونسلر Adult Franchise کی بنیاد پر منتخب ہو سکتا ہے تو جناب محترم ـــــــ

وزیر صنعت (جناب غلام حیدر وائیں): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میرے فاضل رکن جس قانون کا حوالہ دے رہے ہیں وہ غلط ہے۔ لوکل باڈیز کے انتخابات جو کہ B.D.System کے تحت ہوئے وہ بھی ایسے ہی تھے اس میں پہلے بی ڈی سسٹم کے تمام کونسلر کے انتخابات براہ راست ہوئے تھے اور ان کونسلرز نے یونین کونسلز، ٹاؤن کمیٹیز اور میونسپل کمیٹیز اور ضلع کونسلوں نے پھر ایسے ہی چیئرمین کا انتخاب کیا تھا جیسے اس وقت مستعمل ہے لہٰذا یہ ابہام جو ہے یہ مناسب نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! آپ کے توسط سے میں وائیں صاحب کے بیان کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ یونین کمیٹی کے یا یونین کونسل کے چیئرمین وہ ڈائریکٹ ممبر Ex-Officio ڈسٹرکٹ کونسل کے اور میونسپل کونسل کے بن جاتے تھے۔ اب وہاں پر ان کا انتخاب جو ہوتا ہے وہ بھی Limited Franchise کے تحت ہوتا تھا میں کوئی ابہام Create نہیں کر رہا۔ میں ایک حقیقت پر مبنی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ ان کے ڈائریکٹ الیکشن کی بات کر رہے ہیں کہ چیئرمین یونین کونسل یا چیئرمین ٹاؤن کمیٹی ڈائریکٹ الیکشن کے ذریعے منتخب ہوتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: نہیں پہلے وہ Limited Franchise, Limited Election کے ذریعے منتخب ہوتے تھے اب وہ ڈائریکٹ ضلعی کونسلر اور میونسپل کونسلر کی حیثیت سے Direct Franchise پر منتخب ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں اب بھی یہ صورت نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: نہیں اب نہیں ہے اب تو یہ ہے کہ اگر آپ ضلعی کونسلر ہیں اور اس کے بعد آپ چیئرمین ہیں۔ آپ ضلعی کونسلر Adult Franchise کی بنیاد پر منتخب ہو کر آئے ہیں۔ جناب سپیکر! میں غلط نہیں کہہ رہا ہوں اور آپ پھر اس زمانے کو دیکھئے کہ جو چیئرمین بنتا تھا ڈسٹرکٹ کونسل کا ممبر بنتا تھا وہ پہلے بی ڈی ممبرز کے ووٹ حاصل چیئرمین یونین کونسلر منتخب ہوتا تھا اور چیئرمین یونین

کونسلر کے بلحاظ عہدہ وہ پھر ضلعی کونسل کا ممبر بنا تھا۔ یہ حقیقت ہے اس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔

آوازیں: درست ہے۔

جناب سپیکر: I still disagree with you, sir اس معاملے کو اب میں سمجھتا ہوں کہ اس انداز میں ہم Take Up کریں کہ آپ نے بل پیش کیا ہے۔ گورنمنٹ نے اس کو Oppose کیا ہے۔ اب میں ووٹنگ کے لئے اس کو پیش کرتا ہوں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب پہلے میں بل کو پیش کر لوں پھر آپ ووٹنگ کرائیں۔

جناب سپیکر: آپ کو اسے پیش کرنے کی اجازت ہو گی تو آپ پیش کریں گے۔

وزیر قانون: پہلے Question Put ہو گا جو اس بل کو پیش کرنے کی اجازت کے حق میں ہوں گے وہ کھڑے ہوں گے اور جو اس کی مخالفت میں ہوں گے وہ کھڑے نہیں ہوں گے۔

جناب محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ پیشتر اس کے کہ آپ اسے ووٹنگ کے لئے پیش کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر عام بحث کے لئے پہلے اجازت ہونی چاہئے۔

(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Sorry I cant allow. This is proposed by Raja Khalid Muhammad Sahib. Sorry, I cannot.

(قہقہے)

اب جو صاحبان شاہ صاحب کی اس تحریک کے حق میں ہیں وہ ہاں کہیں گے اور جو اس کی مخالفت میں ہیں وہ نہ کہیں گے۔

(بل کو نامنظور کیا گیا)

جناب سپیکر: اب میاں مختار احمد شیخ صاحب اپنا بل پیش کریں گے۔

میاں مختار احمد شیخ: اس بل کو آئندہ منگل کے لئے Defer کر دیا جائے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں جناب وائس صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب ایسے نہیں میاں مختار احمد شیخ صاحب اپنے بل کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔ Let him speak first.

میاں مختار احمد شیخ: سر اس بل کے سلسلے میں کچھ دوستوں سے بات ہوئی ہے تو اس میں کچھ Negotiations کی بات کی تھی تو میں یہ چاہتا ہوں کہ آئندہ منگل تک اسے Defer کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جناب وزیر قانون اس بارے میں کیا فرمائیں گے۔

وزیر قانون: جناب والا میرا خیال ہے کہ شیخ صاحب اگر اس بل کو مناسب سمجھیں تو واپس لے لیں اس کو مود Move نہ کریں اس بل میں بہت سی پیچیدگیاں ہیں۔ اس کے لئے ہمیں دوبارہ کمیٹی بنانی پڑے گی۔ اس کو Examine کرنا پڑے گا۔ ہم آپس میں بیٹھ کر پارلیمنٹری میں اس کو سارا Examine کریں گے جس میں شیخ صاحب آپ بھی شامل ہوں گے۔ تو بہتر یہی ہے کہ اس کو Move نہ کریں واپس لے لیں۔

میاں مختار احمد شیخ: میری دائیں صاحب سے بھی بات ہوئی تھی انہوں نے بھی یہی کہا تھا کہ اسے Defer کروا لیں۔

وزیر قانون: یہی بات اس وقت بھی طے ہوئی تھی کہ آپ اس کو مود نہ کریں۔ میں پھر یہی آپ سے گذارش کروں گا کہ اسے Move نہ کریں کیونکہ جب یہ فائنل ہو جائے گا تو پھر اس پر بہت لمبی چوڑی بات ہو گی۔

میاں مختار احمد شیخ: میں تو یہ چاہتا ہوں کہ اگلے منگل تک اسے Defer کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب ابھی Defer کرنے پر مصر ہیں۔

جناب غلام حیدر وائیں: میں جناب کی وساطت سے محترم شیخ صاحب سے گذارش کروں گا کہ جیسا کہ ہماری آپس میں بات چیت ہوئی ہے اسے ہم پارلیمانی گروپ میں پیش کریں گے اور اس میں آپ کی آراء کو بھی شامل کیا جائے گا۔ اسے سردست آپ مہربانی کر کے واپس لے لیں۔

راجہ محمد خالد خان: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ میں جناب وزراء کی خدمت میں یہ عرض کرنے کی جسارت کروں گا کہ یہ کوئی Private Meeting نہیں ہے یہ اسمبلی ہال ہے اس میں ہاں یا نہ میں جواب دیا کریں۔

وزیر قانون: میرا خیال ہے جناب خالد صاحب اس میں ہاں اور نہ کے علاوہ بھی کوئی بات ہو سکتی ہے۔ اس میں اگر آپ شعر پڑھ سکتے ہیں تو ہم کم از کم کوئی اور بات بھی کر سکتے ہیں۔

راجہ محمد خالد خان: نہیں اسمبلی کے سوال کا جواب اسمبلی میں ہی دینا چاہئے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب کی خدمت میں یہ بھی گزارش کی جاتی ہے کہ آپ ذرا ہاں اور نہ کے چکر سے نکلیں۔

وزیر قانون: اب آپ کی یہ عمر نہیں ہے کہ آپ ہاں اور نہ کے چکر میں ہی پڑتے رہیں۔

(قہقہے)

جناب سپیکر: جی شیخ صاحب اب آپ کیا فرماتے ہیں۔ جناب باتیں دو ہیں ایک تو یہ ہے کہ آپ بل کو withdraw کر لیں اور دوسرا یہ ہے کہ میں اس کو ووٹنگ کے لئے Put کروں۔

آوازیں: واپس لے لیں۔

میاں مختار احمد شیخ: میں اس بل کو واپس لیتا ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

سید طاہر احمد شاہ: میں غلام حیدر وائیں صاحب سے اپنی اطلاع کے لئے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ہمارے ملک میں اس وقت صدارتی قسم کا نظام رائج ہے یا پارلیمانی قسم کا۔

وزیر صنعت (جناب غلام حیدر وائیں): پارلیمانی قسم کا۔

سید طاہر احمد شاہ: میرے خیال میں تو آدھا تیتر آدھا بٹیر ہے۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! کسی بل کو پیش کئے بغیر سماعت کئے بغیر اور بحث کئے بغیر مجھے حیرت ہوتی ہے کہ آپ ووٹنگ کے لئے پیش کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ تو withdraw ہو گیا ہے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی: جناب سپیکر! اگر میرے فاضل بھائی بولنے سے پہلے رول پڑھ لیں تو میرے خیال میں سب بات صاف ہو جائے گی۔

قراردادیں (مفاد عامہ کے متعلق)

جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں اور تھوڑا سا سوچ لیا جائے تو پھر بھی معاملہ چل سکتا ہے اب ہم قراردادوں کو لیتے ہیں یہ پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔

(آرڈر پلیز)

اس میں فاضل اراکین کی طرف سے ریزولیوشن ہوتے ہیں' ان کی تجاویز ہوتی ہیں۔ میں فاضل ارکان کے احترام میں اور ان کے احساسات اور خیالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی طرف سے چائے کا وقفہ نہیں کرنا چاہتا۔ سردار الطاف صاحب کا ریزولیوشن ہے۔

تعلیم یافتہ افراد کو روزگار کی فراہمی تک بے روزگاری الاؤنس

سردار الطاف حسین: جناب سپیکر! "اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ ملک میں پڑھے لکھے افراد کو روزگار فراہم کرنے کے لئے مناسب منصوبہ بندی کی جائے اور ہر گریجوایٹ اور پوسٹ گریجوایٹ فرد کو روزگار کی فراہمی تک معقول بیروزگاری الاؤنس دیا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ "صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ ملک میں پڑھے لکھے افراد کو روزگار فراہم کرنے کے لئے مناسب منصوبہ بندی کی جائے اور ہر گریجوایٹ اور پوسٹ گریجوایٹ فرد کو روزگار کی فراہمی تک معقول بیروزگاری الاؤنس دیا جائے۔"

جناب سپیکر: اب سردار صاحب اس سلسلہ میں کچھ کہنا چاہیں گے۔

سردار الطاف حسین: جناب والا! دیہی آبادی کے غریب کسان اپنے بچوں کو پیٹ پر پتھر رکھ کر اپنے گزر اوقات کے سرمایہ سے پس انداز کئے ہوئے پیسے سے انہیں تعلیم دلاتے ہیں۔ خواہشات ان کی یہ ہوتی ہیں کہ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد اس بچے کو فوری روزگار ملے گا' والدین کے لئے سہارا بنے گا۔ خاندان کے لئے کفالت کا باعث ہو گا۔ لیکن افسوس کا مقام یہ ہے وہ دیہی آبادی کے یہ طلباء شہروں کے اعلیٰ تعلیمی اداروں میں فارغ التحصیل طلباء کی طرح ذہانت نہ رکھنے کی وجہ سے پبلک سروس کمیشن یا دوسرے مقابلے کے امتحانات میں ناکام ہوتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ

روزگار حاصل کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ دیہی آبادی کے حالات کا تقاضا یہ ہے کہ والدین کی خواہش بھی یہ ہوتی ہے کہ بچے کو فارغ التحصیل ہونے کے بعد روزگار میسر آ جائے تا تو میں اس صوبائی اسمبلی کے ممبران کی وساطت سے اپنی صوبائی حکومت اور وفاقی حکومت سے یہ مطالبہ کروں گا کہ دیہی آبادی کے گریجوایٹ اور پوسٹ گریجوایٹ کو شہری آبادی سے علیحدہ رکھتے ہوئے انہیں روزگار کے مواقع فراہم کرے اور اس وقت تک انہیں بیروزگاری الاؤنس دیا جائے جب تک انہیں روزگار نہ مل جائے۔ تاکہ والدین کے لئے وہ سہارا بن سکیں۔ کیونکہ بیروزگار رہنے کی وجہ سے وہ منشیات اور دیگر غلط کاموں میں مبتلا ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے معاشرہ پر اس کے برے اثرات مرتب ہوتے ہیں تو میں ہاؤس سے یہ مطالبہ کروں گا وہ صوبائی حکومت سے اور وفاقی حکومت سے یہ مطالبہ کرے کہ بجٹ میں ایک مخصوص رقم بیروزگاری الاؤنس ادا کرنے کے لئے رکھی جائے تاکہ ان کے والدین سکون کا سانس لے سکیں۔

جناب سپیکر: جناب وزیر قانون کچھ کہنا چاہیں گے۔

وزیر قانون: میں جناب والا آپ کے توسط سے فاضل اراکین اسمبلی سے چند گزارشات کرنا چاہوں گا۔ مجھے فاضل محرک سے اختلاف نہیں ہے۔ ان کی خواہشات اور تمنائیں بہت نیک ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کو کام کرنے سے پہلے ان تمام حقائق کا احاطہ کرنا چاہیے جس کے تحت کوئی قرارداد پیش کی جاتی ہے اور یہ بھی ہمیں مدنظر رکھنا چاہیے کہ یہ کس وقت تک قابل عمل ہے یا ہو سکتا ہے۔ اس بات سے اتفاق ہے کہ بیروزگاری ملک کا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اور اس بات کو سمجھتے ہوئے کہ جس طرح غریب والدین اپنے بچے کو پڑھاتے ہیں اور پھر روزگار کے مواقع مہیا نہ ہونے کی وجہ سے وہ دربدر ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ریزولیوشن جامع نہیں ہے۔ اس ریزولیوشن کو carry کرنے سے پہلے میں اپنے فاضل محرک اور فاضل ممبران سے بھی گزارش کروں گا کہ ہم ابتدائی کمیٹی اس بارے کمیٹی بنا دیں یا چاہیں تو ابتدائی سروے کر لیں ہمیں مرکزی حکومت سے مطالبہ کرنے سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ پنجاب گورنمنٹ کے اپنے وسائل کیا ہیں۔ کیا ہم اس پر پورا اتر سکتے ہیں یا مرکزی حکومت اس پر عمل کر سکتی ہے میں چاہوں گا کہ اس بات کو موخر کر دیا جائے اور ایک کمیٹی بنا دی جائے چونکہ ریزولیوشن انتہائی اچھی ہے۔ لیکن ابتدائی سروے کر لیا جائے کہ ہمارے پنجاب میں کم از کم کتنے گریجوایٹس ہیں اور اگر ہم ان میں تفاوت کریں کہ اول پوزیشن حاصل کرنے والوں کو دیا جائے یا کس میرٹ کے لوگوں کو دیا جائے گا۔ کیونکہ یہ تو

ممکن نہیں ہو گا کہ ہر سال لاکھوں گریجوایٹ ہوتے ہیں ان سب کو روزگار مہیا کر دیا جائے اور پھر ان کے اپنے وسائل کو بھی دیکھنا ہو گا کہ وہ اسی بات کے متقضی ہوں کہ وہ اپنے ذرائع پر زندہ رہ سکتے ہوں۔ اس لئے اس میں کچھ ایسی ہی پیچیدگیاں ہیں۔ اس لئے اس کو موخر کر کے کوئی ایسی کمیٹی ہاؤس کی بنا دی جائے' اس کا ایک سروے کر لیا جائے کہ کیا یہ قابل عمل بات ہو گی ممکن ہو گا اور ہو گا بھی تو کس طریقے سے ہو؟ ہم کس طریقے سے اس پر عملدرآمد کر سکیں گے۔ مرکزی حکومت میں جانے سے پہلے ہمیں اپنے ذرائع اور وسائل پر پہلے نظر ڈال لینی چاہیے اور متعلقہ محکمے ہیں یا فنانسز ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بارے میں ایک جامع ریزولیوشن پیش کرنی چاہیے تاکہ حکومت اس پر عمل بھی کر سکے۔ تو یہ میری ایک تجویز ہے کہ اس طریقے سے ہاؤس کی ایک کمیٹی بنا کر facts and figures اکٹھے کر لئے جائیں۔ ہمارے پاس بورڈ کے گزٹ ہوتے ہیں یا census سے لے کر ہمیں ایک اندازہ ہونا چاہیئے کہ جو کام ہم کرنا چاہتے ہیں کیا ہم اس پر عمل بھی کر سکتے ہیں اور اس ریزولیوشن کو محض پاس کر کے ردی کی ٹوکری کی نذر کرنا مقصود ہے تو میں سمجھتا ہوں یہ ہاؤس کی عزت نہیں ہو گی۔ اس ریزولیوشن کو پیش کرنے سے پہلے ہمیں سوچ سمجھ لینا چاہیے۔ تو یہ میری ایک تجویز ہے اگر ہاؤس اس سے اتفاق کرے تو ایک سروے مکمل کر لینا چاہیے۔

وزیر صنعت : میں جناب والا وزیر قانون کی اس رائے اور تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے rules of procedure کے قاعدہ 160-1 کے مطابق یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اس قرارداد کو ایک سپیشل کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے اور اس کو قاعدہ 160-1 deal کرتا ہے۔ میں اس سلسلے میں جناب وزیر قانون کی اس تجویز سے مکمل اتفاق کرتے ہوئے Rule 160 (1) کے مطابق یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک سپیشل کمیٹی تشکیل دی جائے جو اس قرارداد پر غور خوض کرے۔ ساتھ ہی میری یہ تجویز بھی ہو گی کہ ہم اس سلسلے میں قائد ایوان کو کمیٹی کی تشکیل کے اختیارات دیں کہ وہ اس میں ممبران کو شامل کریں اور جو محرک ہے اسے بھی اس کمیٹی میں شامل کر لیا جائے۔

چودھری غلام رسول : میں گزارش کروں گا کہ وائیں صاحب نے جو تجویز پیش کی ہے وہ کسی حد تک ٹھیک ہے لیکن اس کے علاوہ بھی میں تھوڑا سا عرض کروں گا کہ بیرونی ممالک میں جو ٹیکس عائد ہوتے ہیں مثلاً" پراپرٹی ٹیکس Wealth Tax 'Gain Tax کوئی بھی ایسا ٹیکس نہیں ہے جو ہمارے اس ملک میں رائج نہیں ہے۔ تمام بیرونی ممالک میں لوگوں کو بے روزگاری الاؤنس دیا جاتا ہے۔ جبکہ ہماری حکومت اپنے ملک میں تمام ٹیکس عائد کرتی ہے تو کیوں نہ پھر بے روزگاری الاؤنس بھی مقرر کیا

جائے۔ جہاں تک میرے فاضل دوست کا یہ موقف ہے کہ ایک کمیٹی تشکیل دی جائے وہ کسی حد تک درست ہے لیکن یہ تمام حالات و واقعات سامنے رکھ کر کمیٹی اپنی opinion solve کرے کہ کونسا ایسا ٹیکس ہے جو ہمارے ملک میں عائد نہیں ہے ہم تو یہاں اپنے ملک میں گریجوایٹ اور پوسٹ گریجوایٹ افراد کے لئے جو بیروزگار ہیں' بے روزگاری الاؤنس دیا جائے۔ تو دوسرے ممالک میں ایک عام آدمی جو بے روزگار ہوتا ہے حکومت کی ڈیوٹی ہوتی ہے کہ اس کو گزارہ الاؤنس مہیا کرے۔

ہم جانتے ہیں کہ ہمارا ملک اس قدر امیر نہیں ہے لیکن اس شرح کے ساتھ جتنا کہ ہم فراہم کر سکتے ہیں دو ہزار یا تین ہزار نہ سہی ہزار پانچ سو ہی سہی کچھ نہ کچھ تو ہم ان لوگوں کو جو پڑھ لکھ کر آتے ہیں دے سکیں۔ اس سے تعلیم حاصل کرنے کی حوصلہ افزائی ہو گی' ہر آدمی کوشش کرے گا کہ وہ تعلیم حاصل کرے کیونکہ نوکری نہ بھی مل سکی تو مجھے گزارہ الاؤنس ملے گا۔ ہمارا ملک چونکہ تعلیم میں بہت پیچھے ہے تو اس قانون سے' اس بل سے یا اس ترمیم سے تعلیم اور طلبہ کی حوصلہ افزائی ہو گی۔ میں گزارش کروں گا کہ جناب والا اس کو پاس کیا جائے۔ شکریہ!

جناب سپیکر: سردار صاحب آپ اس سلسلے میں کیا ارشاد فرمائیں گے۔

سردار الطاف حسین: یہ ٹھیک ہے اور اسے سپیشل کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے اور اس امید کے ساتھ کہ آئندہ بجٹ سیشن سے پہلے کمیٹی اس کا سیر حاصل فیصلہ کرے۔

جناب سپیکر: اس پر تو اب بات ختم ہو گئی resolution withdraw ہو گیا۔ تو یہ رول 160 کے تحت ہاؤس ایک کمیٹی تشکیل دینے پر رضامند ہے۔ یہ خصوصی کمیٹی کی تحریک پیش کی گئی ہے جس پر ہاؤس اتفاق کرتا ہے اور اس کمیٹی کے بارے میں دائیں صاحب نے یہ تجویز کیا ہے کہ قائد ایوان اس کمیٹی کو nominate کرنے پر اتفاق ہے۔ تو accordingly یہ فیصلہ ہوا۔ اب میاں مختار احمد شیخ صاحب کی طرف سے قرارداد ہے۔

سرکاری محکمات میں ملازمت دینے کا طریقہ کار

میاں مختار احمد شیخ: جناب والا! اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت تمام سرکاری محکموں میں ملازمین کا عارضی تقرر بند کر کے اخبارات میں باقاعدہ اشتہار دینے کے بعد تقرریاں صرف مستقل بنیاد پر ہی کرے۔

جناب سپیکر: میاں مختار احمد شیخ کی طرف سے یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ اس ایوان کی رائے ہے

کہ حکومت تمام سرکاری محکموں میں ملازمین کی عارضی تقرریاں بند کر کے اخبارات میں باقاعدہ اشتہار دینے کے بعد تقرریاں صرف مستقل بنیاد پر ہی کرے۔ میں سب سے پہلے میاں مختار احمد شیخ صاحب کو دعوت دوں گا کہ وہ اپنی قرارداد کے سلسلے میں اظہار خیال فرمائیں۔

میاں مختار احمد شیخ: جناب والا گزشتہ کئی ماہ سے یہ دیکھا جا رہا ہے کہ مختلف دفاتر میں ایڈہاک کی بنیاد پر ملازمین لئے جا رہے ہیں۔ جب وہ کسی آسامی کے لئے اشتہار دیتے ہیں تو کچھ نئے درخواست گزار وہ جا کر درخواستیں دیتے ہیں تو ان کو متعلقہ محکمہ یہ کہہ دیتا ہے کہ یہ آدمی ہم نے ایڈہاک کی بنیاد پر رکھا ہوا تھا اور جس آسامی کا ہم نے اشتہار دیا ہے یہ ایک دکھاوا تھا اور اس لئے ہم نے اس آسامی پر فلاں آدمی کو مستقل کر لیا ہے۔ اس طرح جو لوگ زیادہ حقوق رکھتے ہیں وہ معرض التواء میں چلے جاتے ہیں اور انہیں اس جگہ کی ملازمت نہیں ملتی۔ اس طرح آپ کے سامنے ہے کہ کئی دنوں سے بلکہ کئی مہینوں سے 1400 لیکچرار ایسے ہیں جو ایڈہاک بنیاد پر ملازم ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں مستقل ملازم کیا جائے۔ اگر یہ ایڈہاک والی بیماری ہمارے ہاں نہ ہوتی تو آج جو مشکلات لیکچرار کو ہیں وہ پیدا نہ ہوتیں۔ اگر محکمہ فنانس نے محکمے کے لئے کوئی آسامی رکھی ہے اور وہ بجٹ میں مقرر کر دی ہے تو کیوں نہ ہم اس آسامی کے لئے مستقل طریقے پر اشاعت کریں اور یہ دیکھیں کہ جو آدمی بھی وہاں میرٹ پر آتا ہے اس کو وہاں پر ملازم رکھا جائے بجائے اس کے کہ وہ برس ہا برس عارضی رہے اور اس کی شنوائی اپنے دفتر یا محکمے میں کہیں نہ ہو سکے۔ میں آپ کے سامنے ایک مثال عرض کرتا ہوں کہ ہمارے ہاں وہاں پر ایم ڈی اے کا محکمہ ہے وہاں پانچ پانچ سال سے لوگ عارضی تقرر پر چلے آ رہے ہیں۔ تو میں گزارش کروں گا کہ اس نقص کو نکالنے کے لئے اور آئندہ problem سے بچنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ جو آسامیاں ہمارے ہاں موجود ہیں ان آسامیوں کو ہم پہلے ہی مستقل بنیادوں پر Announce کریں اور Announce کر کے جو بھی اس کا طریقہ کار ہے اس کے مطابق امیدوار کو ملازمت میں لیں اور کسی قسم کی درد سر ممبران کے اور حکومت کے گلے میں نہ پڑے اور ان لوگوں کو آسانی سے ہم ملازمتیں دلا سکیں۔ شکریہ!

سردار امجد حمید خان دستی: اس میں میں ترمیم دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ سے پہلے ملک خدا بخش صاحب کچھ کہنا چاہتے تھے۔

وزیر اوقاف (ملک خدا بخش خان): جناب والا! حکومت کو اس چیز سے قطعی طور پر اختلاف نہیں ہے جو کہ فاضل ممبر کی طرف سے تحریک موشن پیش ہوئی ہے۔ تاہم اس میں طریقہ کار پہلے بھی یہی

ہے کہ آسامیوں کو باقاعدہ مشتہر کیا جاتا ہے اور ان پر انٹرویوز کال کئے جاتے ہیں اور اسی طریقے کے مطابق ان کو لیا جاتا ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ پبلک سروس کمشن کو متعلقہ محکمے اپنی ضرورت بھیجتے ہیں۔ وہاں سے جو لوگ کوالیفائی کرتے ہیں' اس محکمہ کو ان کے نام آ جاتے ہیں۔ مگر بہت سے لوگ وہاں پر کوالیفائی نہیں کرتے اور محکمے کو مطلوبہ تعداد نہ ملنے کی وجہ سے وہاں عارضی تقرری عمل میں لائی جاتی ہے۔ یہاں انہوں نے ایڈہاک لیکچررز کا ذکر فرمایا ہے۔ گویا یہ ایجوکیشن سے متعلق ہے جو محکمہ میرے پاس نہیں ہے۔ تاہم میں اس میں بھی عرض کئے دیتا ہوں۔ اس میں بھی یہی صورت ہے کہ یہاں پر ابھی 1463 کے لگ بھگ ایڈہاک لیکچررز کی تعداد موجود ہے۔ وہ ایڈہاک تقرری پر کام کر رہے ہیں اور اس میں پبلک سروس کمیشن کو اپنی ضرورت کے مطابق سیٹیں بھیجی ہوئی ہیں۔ مگر وہاں سے مطلوبہ تعداد پوری نہیں آتی اور ایڈہاک اپوائنٹمنٹ پر یہ کام کرتے ہیں۔ یہ بات بھی اس کے ساتھ ہی ہے کہ یہ ایڈہاک اپوائنٹمنٹ ایک سال کے لئے ہوتی ہے۔ اس کے بعد اگر کوالیفائیڈ آدمی پبلک سروس کمیشن بھیج دے تو یہ ایڈہاک اپوائنٹ منٹ والا خود بخود الگ ہو جاتا ہے اور اگر وہاں سے نام نہ آئیں تو پھر اس کی مدت ملازمت میں ایک سال کی توسیع کی جاتی ہے جو چیف منسٹر صاحب کی اجازت سے ہوتی ہے۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اس پر حکومت کو کوئی اختلاف نہیں' بلکہ یہ اچھی بات ہے۔ میری اس سلسلے میں یہ تجویز ہو گی کہ اگر اس پر بھی ایک کمیٹی بنا دی جائے اور وہ اس میں تفصیلی طور پر جائزہ لے لیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔ کیونکہ سیٹیں خالی تو رکھی نہیں جا سکتیں۔ بعض سیٹیں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کو خالی رکھنا ممکن نہیں ہوتا۔ تو میری تجویز ہے کہ اس کے لئے ایک سپیشل کمیٹی تشکیل دی جائے تو زیادہ بہتر ہو گا۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا! میں آپ کی اجازت سے یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ شیخ صاحب نے جو ریزولیوشن پیش کیا ہے' نہایت موزوں قسم کا ہے۔ ایڈہاک بنیادوں پر جو خانہ پری کی جاتی ہے اس کی وجہ سے جو بدنظمی' بے چینی اور پریشانی ان لوگوں کو ہوتی ہے جنہیں بعد میں نکالا جاتا ہے' اس سے بھی چھٹکارا ملے گا۔ کئی لوگ انتظار کرتے کرتے اوور ایج ہو جاتے ہیں۔ وہ پبلک سروس کمیشن کے امتحان کو پاس نہیں کر سکتے وہ ہمیشہ کے لئے بے روزگار ہو جاتے ہیں اور وہ حکومت کو مطعون کرتے ہیں۔ لیکن میں جناب کی اجازت سے اس میں یہ ترمیم کرنا چاہتا ہوں کہ ان سارے الفاظ کے بعد یہ چند الفاظ ایزاد کئے جائیں:

"اور یہ تقرریاں ہر ڈویژن کی بنیاد پر اس ڈویژن کے اپنے میرٹ پہ کی جائیں"

اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیشہ یہ تاثر پیدا ہوتا رہا ہے کہ کئی علاقوں کو نظرانداز کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب' میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ٹریژری بنچز کی طرف سے اس میں ایک تجویز موصول ہوئی ہے کہ اس کے لئے بھی زیر قاعدہ 160 ایک کمیٹی مقرر کر دی جائے تو اس ترمیم کی آپ اس میں تجویز کر سکتے ہیں۔ لیکن باقاعدہ طور پر ترامیم جو ہیں' ان کو ہم اس طریقے سے ٹیک اپ کر سکتے ہیں جب ہم اس قرارداد کو باقاعدہ ووٹنگ تک لے جائیں آپ اس تجویز کے بارے میں کچھ کہنا چاہتے ہیں جو ملک خدا بخش صاحب نے یہاں پیش کی ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی: جس طرح یہ فرما رہے ہیں' وہ ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: تو صاحبان' ملک خدا بخش صاحب کی تجویز کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

("ٹھیک ہے" کی آوازیں)

جناب سپیکر: تو رول 160 کے تحت اس کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے گی اور لیڈر آف دی ہاؤس اس کو تشکیل دیں گے اور وہ اس ریزولیوشن پر غور کرے گی اب جناب غلام سرور خان ریزولیوشن پیش کریں۔ (معزز رکن تشریف نہ رکھتے تھے) سردار زادہ ظفر عباس صاحب۔

زراعت سے وابستہ افراد کا زرعی یونیورسٹی میں داخلہ

سردار زادہ سید ظفر عباس: میری قرارداد یہ ہے کہ:

اس ایوان کی رائے ہے کہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں زراعت پیشہ افراد کے داخلے کے لئے 80 فی صد نشستیں مخصوص کی جائیں کیونکہ زراعت پیشہ افراد کو میرٹ کی بنیاد پر داخلہ حاصل کرنے کے لئے مناسب تعلیمی سہولتیں میسر نہیں ہیں جو کہ شہری آبادی کے غیر زراعت پیشہ افراد کو حاصل ہیں۔ میرے ریزولیوشن کے ساتھ ہی ایک چیز تھی جو یہاں رہ گئی ہے۔ وہ یہ تھی:

"نیز دیہاتی سکولوں میں مڈل تک لازمی زرعی تعلیم دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے:

اس ایوان کی رائے ہے کہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں زراعت پیشہ افراد کے داخلے کے لئے 80 فی صد نشستیں مخصوص کی جائیں کیونکہ زراعت پیشہ افراد کی میرٹ کی بنیاد پر داخلہ حاصل کرنے کے لئے مناسب تعلیمی سہولتیں میسر نہیں ہیں جو کہ شہری

آبادی کے غیر زراعت پیشہ افراد کو حاصل ہیں۔ نیز دیہاتی سکولوں میں مڈل تک لازمی زرعی تعلیم دی جائے۔

سردار زادہ صاحب! اس پر آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

سردار زادہ سید ظفر عباس: جناب والا! ہمارے ملک اور خاص طور پر ہمارے صوبے کا تمام انحصار زراعت پر ہے۔ زراعت کی ترقی کے لئے حکومت نے مختلف ذرائع اختیار کئے اور ماشاء اللہ اب ہم اس قابل ہو چکے ہیں کہ ہم زراعت میں کافی ترقی کر چکے ہیں۔ زرعی یونیورسٹی اس لئے معرض وجود میں آئی تھی کہ اس میں زراعت پیشہ افراد کو وہ تیکنیکی تعلیم دی جائے جو زراعت کی بہتری کے لئے سودمند ثابت ہو۔ اس کے لئے زرعی کالج بنایا گیا اور جیسے جیسے وسائل ترقی کرتے گئے' اس کو زرعی یونیورسٹی بنا دیا گیا ہے۔ اور ماشاء اللہ کامیابی سے یونیورسٹی چل رہی ہے۔ اس میں جناب والا پہلے جب یہ زرعی کالج قائم ہوا تھا۔ اس میں صرف زراعت پیشہ افراد کو ہی داخلہ دیا جاتا تھا اور ان کو اس کے ساتھ یہ سرٹیفکیٹ بھی دینا پڑتا تھا کہ وہ زراعت پیشہ افراد ہیں اور وہ کالج زراعت پیشہ افراد کے لئے ہی کالج ہے اور خاص طور پر اس طرف رجوع بھی نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ اس کالج کی تعلیم صرف زراعت تک محدود تھی۔ اب اس میں ایڈمنسٹریٹو بلاک بن چکے ہیں وہ اس وقت اس میں نہیں تھے۔ اب جوں جوں زراعت ترقی کرتی گئی جوں جوں ملک کو وسائل ملتے گئے اس میں مختلف شعبہ جات بنائے گئے اور تقریباً" یہ یونیورسٹی ایک بہت بڑا ادارہ بن چکا ہے۔ اس میں جناب والا نئی ٹیکنالوجی بھی بہت زوروں پر ہے نئی اقسام اس میں دریافت کی جا رہی ہیں نئے نئے بیج بنائے جا رہے ہیں اور بہت سی چیزیں ماڈرن ٹیکنیکل ایجوکیشن جو زراعت کے لئے چاہئے وہ تمام اس میں ہے۔

(اس مرحلے پر محترمہ شاہدہ یاسمین ملک صاحبہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئیں)

اراکین اسمبلی نے اس مرحلے پر مبارکباد پیش کی۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ: آپ سب کی بے حد شکر گزار ہوں۔

صلاح الدین ڈوگر: ایوان کی یہ خواہش ہے کہ آپ سب کو چائے پلائیں۔

ایک معزز رکن: بیگم بشریٰ رحمان صاحبہ سے عرض ہے کہ وہ کوئی شعر پیش کریں۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ: اگر بشریٰ رحمان صاحبہ چاہیں تو کر سکتی ہیں۔

بیگم بشریٰ رحمان: جناب سپیکر! میں یہ کہوں گی کہ سردار زادہ صاحب اگر اجازت دیں تو میں کچھ

آپ کی شان میں پیش کر دوں۔

سردار زادہ سید ظفر عباس: اجازت ہے۔

بیگم بشریٰ رحمان: عرض یہ ہے۔

رنگ پیراہن کا خوشبو زلف لہرانے کا نام
موسم گل ہے تمہاری بام پر آنے کا نام
(نعوہائے تحسین)

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ: سردار زادہ صاحب آپ اپنی تقریر ریزولیوشن پر جاری رکھیں۔

سردار زادہ سید ظفر عباس: آپ نے مجھے بولنے کے لئے حکم دیا ہے تو آپ اپنے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے کہیں کہ وہ بیٹھ جائیں۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ: آپ سالار صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد صدیق سالار: جی ہاں میں پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتا ہوں میرے دوست معزز ایوان سے اپنی تقریر کو جاری رکھیں۔ تاکہ ریزولیشن پر مکمل بات ہو سکے۔

سردار زادہ سید ظفر عباس: میں یہ عرض کر رہا تھا کہ زرعی یونیورسٹی میں اس وقت بلکہ جوں جوں نوکر شاہی کا زور بڑھتا رہا زرعی یونیورسٹی سے زراعت پیشہ افراد کو وہاں سے نکالا جاتا رہا اب اس کی حالت یہ ہے کہ اب وہاں کالج میں یا یونیورسٹی میں جو داخلے ہیں ان کی بنیاد بھی میرٹ بنا دیا گیا ہے جو میرٹ وہاں کی انتظامیہ کے مفادات میں ہے وہی وہ چیز وہ میرٹ میں لائے جناب والا میرے عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہاں کی زراعت میں ابھی اور زیادہ ترقی ہونی ہے اور ہم اس ملک کو زراعت میں خود کفیل کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اس میں جب تک زراعت پیشہ افراد کو ماڈرن ٹیکنالوجی نہیں آئے گی اس وقت تک آپ زراعت میں ترقی نہیں کر سکتے۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ: میں ایوان سے گزارش کروں گی کہ آپ خاموشی سے سردار زادہ صاحب کی تقریر کو سنیں۔

سردار زادہ سید ظفر عباس: اس کے لئے جناب والا میرٹ پر صرف وہ لڑکے آ سکتے ہیں جن کی اپروچ ہو یا پھر جن کے نمبر بہت زیادہ ہوں۔ لیکن اس کے برعکس دیہاتی آبادی میں دیہاتی آبادی کے

زراعت پیشہ افراد کو یہ سہولیات حاصل نہیں ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دیہاتی سکولوں میں وہی زراعت پیشہ بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں جو اس قابل نہیں ہوتے کہ وہ اپنے بچوں کو شہروں میں تعلیم دلوا سکتے شہروں میں جو تعلیمی سہولیات ہیں وہ دیہات میں نہیں ہیں دیہاتی سکولوں میں نہ تو وہ تجربہ گاہیں ہیں نہ انہیں ان سکولوں میں وہ استاد میسر ہیں نہ ان کی صحیح کوچنگ ہو سکتی ہے نہ ان کا ایسا ماحول ہوتا ہے اور نہ ہی ان کے پاس کوئی سائنس کوئی لیبارٹری ہوتی ہے۔ ان حالات میں یہاں میرٹ کا رواج دینے کی وجہ سے ان بچوں کی یہ حالت ہے کہ وہ تمام یونیورسٹی میں 5 فیصد بھی نہیں ہیں۔ حالانکہ جب تک تمام ٹیکنالوجی دیہات تک نہیں پہنچے گی اس وقت تک ہم زراعت میں وہ صحیح ترقی نہیں کر سکتے جو کہ ہمارے ملک کو زراعتی ملک ہونے کی وجہ سے ہونی چاہیے اگر جناب والا انہوں نے میرٹ کا لفظ ضرور استعمال کرنا ہے تو میں اس کے متعلق یہ عرض کروں گا کہ دیہاتی بچوں کو میرٹ ان کے نمبروں کے لحاظ سے ہو اور شہری بچوں کا میرٹ وہ ان کے نمبروں کے لحاظ سے ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں وہ تب ہی ہو سکتا ہے جب آپ ایک خاص قسم کی پرسنٹیج اس میں رکھیں کہ اتنے پرسنٹ زراعت پیشہ بچے دیہات سے ہوں گے اور اتنی تعداد غیر زراعت پیشہ بچوں کی ہو گی۔ یہ تو صحیح ہے میں اس کا اقرار کرتا ہوں کہ طبقاتی کشمکش ہم میں نہیں آنی چاہیے لیکن اس کا کوئی علاج نہیں ہے اب حالت یہ ہے کہ اب سارے کے سارے کوالیفائیڈ استاد شہروں سے تعلق رکھتے ہیں اور وہاں پر شہری بچے میرٹ کے لحاظ سے آ جاتے ہیں اور جتنے بھی کوالیفائیڈ آدمی اس یونیورسٹی نے پیدا کئے ہیں ان کی تعداد شہروں سے تعلق رکھتی ہے نہ کہ زراعت پیشہ آبادی سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کے متعلق عرض کروں گا۔

رانا پھول محمد خان: محترمہ اس اجلاس کی کارروائی جاری نہیں رہنی چاہیے کیونکہ حقوق وراثت میں شہادت میں دو عورتوں کا ہونا ضروری ہے۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ: ایک کرسی پر دو عورتوں کی گنجائش نہیں ہے۔

ملک صلاح الدین ڈوگر: یہ درست ہے لیکن اس وقت وہ کرسی سپیکر پر متمکن ہیں اور سپیکر کہلا رہی ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ: سردار زادہ صاحب آپ تقریر جاری رکھیں۔

سردار زادہ سید ظفر عباس: میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اسی طریقے سے ہم زراعت کی جو ماڈرن

ٹیکنالوجی ہے وہ زراعت پیشہ افراد تک پہنچا سکتے ہیں اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر میں یہ عرض کروں گا کہ دیہاتی سکولوں میں وہی سہولیات جو شہری سکولوں میں ہیں وہ دیہاتی سکولوں میں بھی مہیا کی جائیں۔ تاکہ ہم زراعت پیشہ افراد کے بچے جو ہیں وہ وہ سہولتیں حاصل کرنے کے بعد وہ شہری بچوں کے ساتھ (Compete) کر سکیں۔

تو اس کے ساتھ ہی میں نے جو دوسری عرض کی ہے وہ قرارداد کا دوسرا حصہ ہے کہ دیہاتی سکولوں میں مڈل تک زرعی تعلیم بچوں کے لئے لازمی قرار دی جائے۔ اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ پاکستان بننے سے پہلے بلکہ پاکستان بننے کے بعد بھی پانچ چھ سال تک مجھے علم ہے کہ دیہاتی سکولوں میں زراعت کی تعلیم لازمی قرار دی گئی تھی۔ لیکن ہمارے ملک میں مارشل لاء لگتے رہے اور اس سوچ پر نوکر شاہی کی سوچ اثر انداز ہوتی رہی اور اس لازمی مضمون کو دیہاتی سکولوں سے ہٹا لیا گیا۔ حالانکہ وہ بڑی لازمی چیز تھی۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ دیہاتی سکولوں میں زراعت کی تعلیم مڈل تک لازمی قرار دی جائے۔ اس کے ساتھ ہی چونکہ میں تین قراردادوں کا حشر دیکھ چکا ہوں تو میں اس کے متعلق پہلے پیش کی گئی بات کر دوں گا کہ آپ کی ایک ایگریکلچر ایکشن کمیٹی ان دنوں ورک کر رہی ہے۔ اگر ایوان کو میری بات کرنے کی وجہ سے یہ چیز پسند نہ آئے تو پھر میں ایوان کے معزز اراکین سے یہ عرض کروں گا کہ اس معاملے کو اس کمیٹی میں ہی بھیج دیں تاکہ وہ کمیٹی اس پر مناسب غور و خوض کے بعد صحیح فیصلہ کر سکے۔ شکریہ۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ: اب وزیر موصوف کیا فرمانا چاہیں گے۔

وزیر زراعت (سردار عارف رشید): جناب والا! جہاں تک اس قرارداد کا تعلق ہے یہ قرارداد واقعی قابل قدر ہے۔ سردار زادہ صاحب اور میری اس پر دو مہینے سے بات چیت ہو رہی ہے اور یہ ساری کارروائی میں نے ایگریکلچر یونیورسٹی کی اکیڈیمک کونسل کو بھجوائی تھی۔ ان کا اجلاس 30-1-86 کو ہوا تھا۔ اس اجلاس میں جو یہ فیصلہ کیا گیا کہ زراعت پیشہ سے وابستہ افراد زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں 75 فی صد تک سیٹیں حاصل کر سکیں گے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس فیصلے کے بعد جو اکیڈیمک کونسل نے اور سنڈیکیٹ ایگریکلچر یونیورسٹی نے 30-1-86 کو کیا ہے۔ سردار زادہ صاحب اپنی ریزولوشن پریس نہیں کریں گے۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ: وزیر موصوف کی تقریر کے بعد سردار زادہ صاحب اپنی قرارداد کو پریس کرتے ہیں یا نہیں؟

سردار زادہ ظفر عباس: جناب والا! وزیر زراعت کی اس یقین دہانی کے بعد میں اس ریزولوشن کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتا اور اسے واپس لیتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

چودھری محمد صدیق سالار: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اس یقین دہانی کا پورے پنجاب میں دینا فرض ہے کہ حکومت پنجاب نے کب کیا ہے۔

وزیر زراعت: جناب والا! میں ایک چیز واضح کر دوں کہ جب سے یہ حکومت معرض وجود میں آئی ہے تو ہمیں وزیراعلیٰ صاحب کا یہ حکم تھا کہ 72 سے لے کر 75 فیصد آبادی شہروں میں نہیں رہی بلکہ دیہات میں رہتی ہے لہٰذا دیہاتی بھائیوں کا خیال رکھا جائے اس کے پیش نظر ہم نے یہ تجاویز چیف منسٹر صاحب اور حکومت کی جانب سے بھیجی تھیں اور انہیں اکیڈیمک کونسل نے approve کیا ہے۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ: تو گویا وزیر موصوف کی یقین دہانی کے بعد سردار زادہ صاحب اپنی قرارداد کو پریس نہیں کرتے۔

سردار زادہ ظفر عباس: جی ہاں۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ: اس کے بعد ایک اور ریزولوشن میاں محمد اسحاق صاحب کا ہے۔

3600 روپے سالانہ تشخیص شدہ رہائشی گھروں پر ٹیکس معاف کرنے کی تجویز

میاں محمد اسحاق: جناب والا! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ "اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت ایسے رہائشی مکانوں کو جن کے مالکان ان میں خود رہائش پذیر ہیں اور ان کا تشخیص شدہ سالانہ کرایہ 3600 روپے تک ہے پراپرٹی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے نیز ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کے ان مکانات کو جن میں وہ خود مکین ہیں بلا لحاظ مالیت سالانہ کرایہ پراپرٹی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ "اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت ایسے رہائشی مکانوں کو جن کے مالکان ان میں خود رہائش پذیر ہیں اور ان کا تشخیص شدہ سالانہ کرایہ 3600 روپے تک ہے پراپرٹی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے نیز ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کے ان مکانات کو جن میں وہ خود مکین ہیں بلا لحاظ مالیت سالانہ کرایہ پراپرٹی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

وزیر خزانہ: جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ: میاں محمد اسحاق صاحب اپنی قرارداد کے بارے میں کچھ کہنا چاہیں گے۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا! میں یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ اس سے پہلے جب یہ مکانات کی ٹیکس کے سلسلے میں تشخیص ہوئی تھی اور بہت پہلے جو مکانات ٹیکس سے مستثنیٰ کئے گئے تھے وہ بارہ سو روپے تک تھے جب کہ اتنی زیادہ مہنگائی نہ تھی اب جب کہ اتنی زیادہ مہنگائی ہو چکی ہے اور جو لوگ اپنے مکانوں میں خود رہائش پذیر ہیں اور ان کی آمدنی کا ذریعہ اتنا نہیں ہے کہ پراپرٹی ٹیکس ادا کیا جائے اور وہ لوگ جو ریٹائر ہونے کے بعد اپنی قلیل آمدن میں باقی ماندہ زندگی اپنے مکان میں رہائش رکھتے ہوئے گزارتے ہیں اور ان کے لئے یہ بڑی دقت کا باعث ہے کہ وہ پراپرٹی ٹیکس ادا کریں۔ یہ ہم سب کے لئے سوچ اور فکر کا مقام ہے کہ وہ حضرات جو ہماری حکومت پاکستان کی خدمت کرتے رہے ہیں اور پاکستان میں رہ رہے ہیں۔ سرکاری افسران یا دوسرے لوگ جو ہماری خدمت کرتے ہیں کیا ہم ان کے لئے یہ بھی نہیں کر سکتے کہ اگر وہ لوگ اپنے مکانات میں باقی ماندہ زندگی بسر کرتے ہیں ان کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مخالفت برائے مخالفت نہیں بلکہ یہ بہت ہی جائز مسئلہ ہے۔ وہ تمام لوگ جن کی قلیل آمدن ہے۔ نہ ہی ان کا کوئی اور ذریعہ معاش ہے اور نہ ہی وہ کوئی اور کام کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان کے پاس کوئی اور آمدن ہوتی ہے۔ تو ان کے لئے ٹیکس ادا کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت صحیح اور واجب سا مسئلہ ہے۔ اگر اس پر میرے سارے معزز اراکین غور فرمائیں تو یہ کوئی انا کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ ان حضرات کا مسئلہ ہے جو ریٹائر ہونے کے بعد اپنی قلیل آمدن میں گزارہ کر رہے ہوتے ہیں اور ان کو جو پنشن ملتی ہے' اس میں رہ کر ہی وہ اپنی زندگی کی بسر اوقات کرتے ہیں' اپنے بچوں کی فیسیں یا ان کے جو باقی ماندہ اخراجات ہیں۔ اسی اپنی قلیل آمدنی سے ہی وہ ان کو پورا کرتے ہیں۔ تو لہٰذا میری یہ گزارش ہے کہ وہ لوگ جو کہ اپنے مکانات میں رہتے ہیں اور ان کی آمدنی 3600 روپے سے کم ہے' ان کو بھی پراپرٹی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے تاکہ وہ اپنی زندگی صحیح طریقہ سے گزار سکیں _____ میں یہ عرض کروں گا کہ اگر آپ اپنی اکثریت کے بل بوتے پر ہمیں بٹھانا چاہتے ہیں تو آپ اس کو اپنی کسی کمیٹی میں Refer کر دیں' یا پھر آپ کی طرف سے پیش ہو جائے تاکہ آپ کی انا کا مسئلہ برقرار رہے۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ: جی رانا صاحب آپ اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! اصل یہ ہے کہ پراپرٹی ٹیکس کو ایسی شکل دے دی گئی ہے کہ جو

اسلام اور انصاف کے سراسر منافی ہے۔ گزشتہ سالوں میں گورنر پنجاب کی طرف سے ایک آرڈی نینس جاری کیا گیا اور اس میں صرف 10 یا 12 پنجاب کی ٹاؤن کمیٹیوں پر بھی پراپرٹی ٹیکس معاف کر دیا گیا اور اس میں زرعی زمینوں کو بھی شامل کر لیا گیا۔ جبکہ زرعی زمینوں پر 20 روپے فی کلہ عائد کر دیا گیا ہے' حاجی صاحب سچے ہیں' ان کی بات معقول ہے کہ یہ ختم کرنا چاہیئے لیکن یہ ٹاؤن کمیٹیوں سے ختم کرنا چاہیئے اور کارپوریشن کی حدود میں یہ نافذ رہنا چاہیے' یا تو یہ پنجاب کی تمام ٹاؤن کمیٹیوں پر نافذ کریں یا باقی کو بھی مستثنیٰ قرار دیں۔ جب ایک زمیندار عشر ادا کرتا ہے۔ جس زمین پر عشر لاگو ہو وہاں پر لینڈ ریونیو بھی لاگو نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے پراپرٹی ٹیکس کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے کہ زرعی زمینوں کے مالکان سے وصول کیا جائے لیکن یہ کیا جا رہا ہے۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ: رانا صاحب وقت کی کمی ہے' اس لئے بات جلد مکمل فرمائیں تاکہ وزیر موصوف جواب دے سکیں ____ جناب صدیق سالار صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب چیئرمین' میں یہ درخواست کروں گا کہ جناب مودر کے بعد وزیر متعلقہ نے بات کرنی تھی' آپ کسی اور کو اجازت دیں گے تو یہ رولز کی خلاف ورزی ہو گی۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ: میاں محمد اسحاق کے اظہار خیال کے بعد اب وزیر موصوف اس بارے میں کیا ارشاد فرمانا چاہیں گے؟

وزیر خزانہ (مخدوم الطاف احمد): جناب والا! اس ریزولیشن میں دو پوائنٹ ہیں' ایک تو یہ ہے کہ ذاتی رہائش کے لئے جو مکانات ہیں' اس پر ٹیکس کی شرح (مستثنیٰ ہونے کی شرح) 1200 روپے سے بڑھا کر 3600 روپے مقرر کی جائے اور دوسرا نکتہ اس میں یہ ہے کہ ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کو اس ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے' اس سلسلہ میں میں یہ گزارش کروں گا کہ ابھی میرے بزرگ رانا صاحب بھی فرما رہے تھے کہ ٹاؤن کمیٹی پر ٹیکس نہ ہو' تو میں یہ عرض کروں کہ یہ جو پراپرٹی ٹیکس حکومت پنجاب وصول کرتی ہے' اس کا 85 فیصد حصہ وہی ٹاؤن کمیٹیاں اور وہی میونسپل کمیٹیاں ہم سے لیتی ہیں اور اسی ٹیکس کے ذریعہ وہی میونسپل کمیٹیاں اور ٹاؤن کمیٹیاں اپنے شہریوں کو سہولیات میسر کرتی ہیں' اس کے بعد یہ ٹیکس یہ نہیں کہ کافی عرصہ سے ایک لیول پر مقرر شدہ ہے اس کی شرح پہلے 480 روپے ہے' پھر 540 روپے ہوئے اور اس وقت یہ 1200 روپے تک مقرر ہے۔ یہ ترجیحی بنیاد پر مقرر ہوتا ہے۔ وہ مکانات جن میں مالکان خود رہائش پذیر ہوں۔ ان کو یہ سہولت دی جاتی ہے۔ اس

کی تشخیص کا نظام بھی مختلف ہے۔ تین طریقے ہیں۔ تین بارڈ سٹک بنی ہوئی ہیں اور علاقہ کی بنیاد پر بنی ہوئی ہوتی ہیں۔ میں آپ کو اس کی مثال دیتا ہوں کہ بیڈ رومز کے مطابق ہے اور وہ بھی مختلف علاقہ جات کے تخصیص شدہ ہیں۔ مثال کے طور پر اگر 3 بیڈ روم ہاؤس اگر سمن آباد میں ہے' اس کا ٹیکس مختلف ہے اور اس ٹائپ کا گھر اگر شادمان میں تو اس کا ٹیکس مختلف ہوتا ہے۔ اگر وہ کمروں پر مشتمل ایک مکان ہے۔ اس کا بھی علاقہ کے لحاظ سے مختلف ریٹ ہوتا ہے۔ اس ساری بحث کا نچوڑ بعد میں یہی آ کر نکلے گا کہ اگر ہم اس کو مستثنیٰ کی شرح کو 1200 روپے سے بڑھا کر 1600 روپے تک کر دیں تو اس سے حکومت کو جو ٹیکس وصول ہوتا ہے اس میں بہت ہی زیادہ نقصان ہو گا اور وہ یہ نقصان ultimately ہماری میونسپل کمیٹیوں اور ٹاؤن کمیٹیوں کو ہی برداشت کرنا پڑے گا۔ اس نقصان کے برداشت کے سلسلہ میں شہریوں کو جو سہولیات مہیا کی جاتی ہیں وہ نہیں ہو سکیں گی۔ اس لئے میں ایوان سے درخواست کروں گا کہ اسی ریزولیشن کی مخالفت کی جائے اور اسے Turn down کر دیا جائے۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ: کیا آپ کی کوئی کمیٹی اس معاملہ کو دیکھنا چاہے گی۔

جناب وزیر خزانہ: اس وقت کوئی کمیٹی کسی قسم کی بنانے کا کوئی سلسلہ زیر غور نہیں ہے اور نہ ہی ہم اس سلسلہ میں کوئی کمیٹی بنانے کے لئے تیار ہیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب' میں نے زرعی زمینوں کے متعلق عرض کیا ہے۔ اس کے متعلق کچھ فرما دیں۔

جناب وزیر خزانہ: اس سلسلہ میں رانا صاحب آپ ایک علیحدہ ریزولیشن موو کر دیں پھر جب اس کی باری آئے گی تو اس کی بات کی جائے گی۔ میں اس وقت اس ریزولیشن پر بات کر رہا ہوں جو کہ اسی وقت یہاں پر پیش کی گئی ہے اور اس کے متن میں زرعی زمین کا کہیں پر کوئی ذکر نہیں ہے۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ: اب اس پر ووٹنگ ہو گی' میں پہلے قرارداد پڑھتی ہوں' یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:-

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت ایسے رہائشی مکانوں کو جن کے مالکان ان میں خود رہائش پذیر ہیں اور ان کا تشخیص شدہ سالانہ کرایہ 3600 روپے تک ہے پراپرٹی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے نیز ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کے ان مکانات کو جن میں خود رہائش

پذیر ہیں بلا لحاظ مالیت سالانہ کرایہ پراپرٹی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔"
(تحریک نامنظور ہوئی)

میاں محمد اسحاق: میرا خیال یہ ہے کہ یہ قرارداد جس طریقہ سے پیش کی گئی ہے یہ صحیح طریقہ سے نہیں پڑھی گئی۔ پہلے آپ اسے پڑھ دیں تاکہ ہمارے وزراء صاحبان اس کو صحیح طرح سے سمجھ لیتے اور پھر اس کے بعد ہاں یا نہیں' میں جواب دیتے' تو میرا خیال ہے کہ جو آپ نے پڑھنا تھا وہ پڑھ نہیں سکے۔ اس میں confusion ہو گئی ہے۔ آپ اسے دوبارہ پڑھ دیں تاکہ میں نے جس طریقہ سے اسے پیش کیا ہے اور لوگ یہاں پر جو بیٹھے ہیں وہ جان سکیں اور فاضل ممبران بھی جان سکیں کہ جن لوگوں سے یہ ووٹ لے کر آئے ہیں جب یہ اپنے اپنے علاقوں میں جائیں اور یہ اس علاقہ کے لوگوں کو بتائیں کہ ہم اسمبلی میں صرف "ہاں" کے لئے ہیں اور اس سوچ کے لئے نہیں بیٹھے کہ اگر کوئی صحیح تجویز دے تو ہم اس کو سپورٹ کریں۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ: آپ تشریف رکھئے۔ میاں صاحب' چونکہ آپ کی قرارداد پر متفقہ فیصلہ ہو چکا ہے۔ اس لئے اب ایوان کی رائے کے مطابق چونکہ قرارداد کی مخالفت کی گئی ہے اس لئے یہ قرارداد نامنظور کی جاتی ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ ایوان کل صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی ہوتا ہے۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی 19 فروری صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

بدھ' 19 فروری 1986ء
(چہار شنبہ 9 جمادی الثانی 1406ھ)
جلد 5 —— شمارہ 3

سرکاری رپورٹ

مندرجات

بدھ 19 فروری 1986ء

		صفحہ نمبر
تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ	------	197
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	------	199
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	------	227
غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	------	239
تحاریک التوائے کار		
پولیس کی مدد سے سینٹ میری کالونی کو مسمار کرنا	------	248
کرایوں میں اضافہ کی وجہ سے غریب عوام پر مزید معاشی دباؤ	------	256

(جاری).....

.....(جاری)

		صفحہ نمبر
مجلس قائمہ برائے استحقاق کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا	-----	257
مسودہ قانون		
غیر جماعتی انتخابات کی قانونی حیثیت	-----	261

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس

بدھ 19 فروری 1986ء
(چہار شنبہ 9 جمادی الثانی 1406ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 9 بجے منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ
مِّائَةُ حَبَّةٍ ۗ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٦١﴾ اَلَّذِيْنَ
يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ
اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٢٦٢﴾

س بقرہ۔ ۲۶۱ - ۲۶۲

جو لوگ اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے مال' کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیں اگیں اور ہر ایک بال میں سو سو دانے ہوں اور خدا جس کے مال' کو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے وہ بڑی کشائش والا اور سب کچھ جاننے والا ہے ○ جو لوگ اپنا مال خدا کے رستے میں صرف کرتے ہیں پھر اس کے بعد نہ اس خرچ کا کسی پر احسان رکھتے ہیں اور نہ کسی کو تکلیف دیتے ہیں ان کا صلہ ان کے پروردگار کے پاس تیار ہے اور قیامت کے روز نہ ان کو کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے ○

وما علینا الا البلاغ ○

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آج اس معزز ایوان میں ایک اہم تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اپوزیشن کا وجود قائم ہو گیا ہے اور اس میں جناب مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کو اپوزیشن نے اپنا لیڈر منتخب کر لیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور میاں افضل حیات صاحب کو ڈپٹی لیڈر منتخب کر لیا گیا ہے۔ میں ہر دو صاحبان کو لیڈر اور ڈپٹی لیڈر آف دی اپوزیشن منتخب ہونے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور ساتھ ہی یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پارلیمانی روایات میں اپوزیشن کا رول نہایت اہم رول ہے اور ملک کے ان ممتاز ترین اداروں کے لئے اپوزیشن کا وجود ناگزیر ہوتا ہے۔ اپوزیشن ملک کی تعمیر و ترقی کے لئے اتنا ہی بھرپور رول ادا کرتی ہے جتنا کہ حکومت۔ میں تو یہ کہوں گا کہ تعمیری تنقید کے بغیر معاملات حسن و خوبی سے نہیں چل سکتے۔ تو مجھے امید ہے اس ایوان کی اپوزیشن اپنا تعمیری رول یعنی تنقید کا تعمیری رول ادا کرے گی اور اس کے ساتھ ساتھ میں امید کرتا ہوں کہ بطور سپیکر اپنے فرائض کی انجام دہی کے لئے مجھے اپوزیشن سے بھرپور تعاون کی امید ہے اور معاملات کو خوش اسلوبی سے چلانے کے لئے مجھے ان کی طرف سے رولز کی Interpretation کے معاملے میں Constitution کی Interpretation کے معاملے میں مکمل Assistance کی امید ہے۔ میں ان کے لئے نیک تمناؤں کی دعا کرتا ہوں کہ رب تعالیٰ انہیں ان کا صحیح رول ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! جن جذبات اور خیالات کا آپ نے اظہار کیا ہے میں اس کے لئے آپ کا بے حد مشکور ہوں۔ میں اپنے رفقاء اور اپوزیشن کی طرف سے آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہماری تمام کارروائی اور تنقید چاہے کچھ بھی ہو لیکن وہ تعمیری ہو گی۔ ملک کی فلاح و بہبود کو مدنظر رکھا جائے گا۔ جوڈیشری کی بالادستی' پریس کی آزادی Fundamental right کی Preservation صحیح قانون سازی اور عوام کے فلاح و بہبود کے لئے ہم کام کریں گے اور جہاں حکومت اچھے کام کرے گی ہم انہیں سراہیں گے۔ جہاں وہ غلطیوں پہ ہو گی ہم اس پر تنقید ضرور کریں گے اور مزاحمت کریں گے۔ گو ہماری تعداد کم ہے لیکن بہرحال ہمارا کردار موثر ہو گا۔ میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری طرف سے جو نکتہ ہائے اعتراضات اٹھیں گے وہ عین رولز کے مطابق ہوں گے۔ آئین کے مطابق ہوں گے۔ ہمارا کام رخنہ اندازی نہیں ہے۔ ہم کام چلانے میں آپ کی پوری پوری مدد کریں گے اور توقع رکھتے ہیں جیسے آپ نے ہمیں Assurance دی ہے کہ آپ بھی ہمارے ساتھ وہی سلوک کریں گے جس کے ہم قانون اور آئین کے تحت مستحق ہیں۔ آخر میں میں آپ کا شکریہ ادا

کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: سیٹوں کی الاٹمنٹ کے لئے آپ نے مجھے لکھ کر دیا ہے۔ میں نے لیڈر' ڈپٹی لیڈر اور میاں اسحاق صاحب کے لئے آج ہی نشستوں کا بندوبست کر دیا ہے۔ جیسا کہ آپ ان پر جلوہ افروز ہیں۔ اپوزیشن کے باقی جو آپ کے ساتھی ہیں ان کے لئے سیٹوں کا بندوبست انشاء اللہ کل تک کر دیا ہو جائے گا۔

سید حسنات احمد شاہ: جناب والا۔ میری یہ عرض ہے کہ ہم جو ارکان کافی دیر سے دو تین سیشنگ سے پیچھے بیٹھے ہیں۔ ہماری سیٹوں کا کوئی بندوبست کیا جائے۔ ساری عمر تو یہاں نہیں گذر سکتی۔ یہاں تو آدمی داخل بھی نہیں ہو سکتا۔

چودھری گل نواز خاں وڑائچ: جناب والا! معزز رکن بجا فرما رہے ہیں۔ ہمیں بولنے کے لئے سارا گلے کا زور لگانا پڑتا ہے۔ اس لئے کوئی جگہ دے دیں جہاں ہماری آواز تو کوئی سن سکے۔

ایک معزز ممبر: جناب سپیکر! شائد وہ اپنی سیٹوں کا وزراء کے ساتھ تبادلہ کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: میاں محمد افضل حیات صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

میاں محمد افضل حیات: جناب سپیکر! آپ نے ہمارے متعلق جو الفاظ فرمائے ہیں اس کے لئے میں آپ کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔ میں یہاں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ ڈکٹیٹر شپ اور جمہوریت میں صرف ایک بنیادی فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ جمہوریت میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف کا تصور ہے۔ ڈکٹیٹر شپ میں وہ تصور نہیں ہے اور ہم اس جمہوریت کو قائم رکھنے کے لئے اور اس کے پنپنے کے لئے کوشش کریں گے کہ پورا پورا اپنا کردار ادا کریں اور جمہوری روایات اور اس ایوان کے احترام کے لئے جو بھی ہم کر سکیں پوری کوشش کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے سوالات ہیں۔ جناب حاجی چودھری محمد اصغر صاحب

بدر مرجان واٹر سپلائی سکیم

چودھری محمد اصغر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بدر مرجان تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں واٹر سپلائی سکیم شروع کی گئی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ سکیم ناکام ہو چکی ہے۔اس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہو رہا اور سکیم پر لگایا حکومت کا سرمایہ ضائع ہو رہا ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکیم کو دوبارہ شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:-

(الف) جی ہاں

(ب) مذکورہ سکیم کے تحت 2 عدد کنوئیں کھودے گئے ہیں چکنی مٹی کی وجہ سے پانی رس رس کر کم آتا ہے۔ ایک کنوئیں سے روزانہ 315 گیلن اور دوسرے سے 1000 تا 1200 گیلن پانی دستیاب ہوتا ہے۔ جو کہ اڑھائی تین ہزار نفوس پر مشتمل گاؤں کے لئے ناکافی ہے۔

(ج) دونوں کنوؤں پر پمپ نصب کر دیئے گئے ہیں۔ جس قدر پانی کنوؤں سے دستیاب ہوتا ہے اسے کنوؤں کے نزدیک لگائے گئے نلوں کے ذریعے لوگوں کو مہیا کیا جا رہا ہے لیکن مجموعی طور پر پانی کی مقدار گاؤں کے لئے ناکافی ہے۔ واپڈا کے زیر زمین پانی کے تحقیقاتی ادارہ سے رابطہ قائم کیا گیا ہے۔ ان کی رپورٹوں کے مطابق بدر مرجان اور اس کے نزدیک کا علاقہ ٹیوب ویل کی تنصیب کے لئے موزوں نہیں ہے البتہ بدر مرجان واٹر ورکس سے تقریباً 2000 فٹ کے فاصلے پر ایک جگہ تجرباتی طور پر برائے ٹیوب ویل بور کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔ یہاں زیر زمین پانی ملنے کا امکان ظاہر کیا گیا ہے۔ مذکورہ جگہ پر رواں مالی سال 86-1985ء کے دوران تجرباتی بور کیا جائے گا۔ اگر نتائج مثبت ہوئے تو باقاعدہ سکیم کی منظوری حاصل کرنے کے بعد بدر مرجان کی موجودہ واٹر سپلائی سکیم سے اسے منسلک کر دیا جائے گا تاکہ گاؤں کے اندر مناسب مقدار میں پانی فراہم کیا جا سکے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: پیلیمنٹری سر! جناب والا' عرض یہ ہے کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے

جس سے انسان کی زندگی اور موت کا تعلق ہے۔ پانی ایک ایسی چیز ہے کہ جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا ہے۔ وہاں پر زیر زمین پانی اس قدر کڑوا ہے کہ وہ نہ تو پینے کے قابل ہے اور نہ ہی کپڑے دھونے کے لئے استعمال ہو سکتا ہے۔ اس لئے میں یہ استدعا کروں گا کہ آپ اس سلسلہ میں کوئی ٹائم کی حد مقرر کر سکتے ہیں۔ کہ وہ کنوئیں جو کہ صرف دو ہزار فٹ ہیں اور یہ فاصلہ بڑا معمولی ہے' وہ کتنی دیر میں کنوئیں کھودے جائیں گے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب' آپ یہ ضمنی سوال فرما رہے ہیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا صرف "کیا" کے لفظ سے فقرہ بدل جاتا ہے۔ میں عرض کروں گا۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتا سکیں گے کہ کتنی دیر تک یہ کنوئیں کھودے جائیں گے۔ جناب والا! یہ ہاؤس کو آزادی دیں کہ ہر وقت کیا کا لفظ نہ کہنا پڑے۔ تو میں استدعا کروں گا کہ کیا یہ میں پوچھ سکتا ہوں کہ کتنی دیر تک یہ کنوئیں کھودے جائیں گے اور لوگوں کو پانی مل سکے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ (ملک محمد عباس کھوکھر): جناب والا اس سلسلہ میں میں یہ عرض کروں گا کہ واپڈا کو ایک لاکھ 52 ہزار روپے منظور کرکے دیئے گئے ہیں تاکہ یہ جو تجرباتی بور کرنا ہے وہ کر لیا جائے جس وقت بھی وہ رپورٹ موصول ہو گی ہم سکیم کو شروع کر دیں گے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کس وقت تک آپ یہ شروع کر دیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ: اسی سال 86-1985ء میں یہ سکیم شامل ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب 86-1985ء میں ہی جو مالی سال 30 جون 1986ء کو ختم ہو گا' اسی سال میں اس کو شروع کر دیا جائے گا۔ جناب اعجاز احمد شیخ صاحب۔

سیالکوٹ کارپوریشن کی حدود میں سیوریج کا منصوبہ

☆ 137- **جناب اعجاز احمد شیخ:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ سیالکوٹ کارپوریشن کی حدود میں سیوریج بچھانے کی سکیم کب منظور ہوئی اس کی تعمیر کب شروع کی گئی نیز اس منصوبہ کا ابتدائی تخمینہ کیا تھا اور آیا یہ منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچ گیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی تکمیل کب ہوئی اور کیا یہ منصوبہ کارپوریشن کے حوالے کر دیا گیا ہے؟

وزیر اعلیٰ: سیالکوٹ سیوریج سکیم نومبر 1973ء میں منظور ہوئی اور اس کی تعمیر کا کام 73-1974ء میں

شروع کر دیا گیا۔ اس منصوبہ کا تخمینہ 176.27 لاکھ روپے تھا۔ یہ منصوبہ مکمل ہو چکا ہے۔ اس کی رسم افتتاح فروری 1983ء میں ہوئی اور اس طرح سکیم کا بیشتر حصہ چالو کر دیا گیا۔ 84-1983ء میں سکیم پایہ تکمیل کو پہنچ گئی۔

اس منصوبہ کو ابھی تک بلدیہ سیالکوٹ نے اپنی تحویل میں نہیں لیا اور محکمہ تعمیرات صحت عامہ اسے چلا رہا ہے۔ کوشش کی جا رہی ہے کہ یہ منصوبہ تصدیق کمیٹی کے ذریعے کارپوریشن کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب اعجاز احمد شیخ: جناب والا! کیا متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب ارشاد فرمائیں گے کہ یہ منصوبہ سیالکوٹ میونسپل کارپوریشن نے ابھی تک اپنی تحویل میں کیوں نہیں لیا؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ: یہ انہوں نے اس لئے نہیں لیا کہ اس پر ان کو خرچ زیادہ کرنا پڑتا اور دوسرے ان کے پاس کوئی ٹیکنیکی ماہر نہیں ہے۔ اس وجہ سے یہ نہیں لیا گیا۔ ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ وہ اس کو اپنی تحویل میں لے لیں۔

جناب اعجاز احمد شیخ: کیا متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب ارشاد فرمائیں گے کہ اس سلسلہ میں میونسپل کارپوریشن سے ان کی کوئی خط و کتابت ہوئی ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ یہ منصوبہ ہم نے اس لئے نہیں لیا ہے کیونکہ اس میں ہمیں کافی رقم خرچ کرنی پڑتی ہے اور کافی خرچہ کرنا پڑے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ: اس میں ہم نے ان کے ساتھ خط و کتابت کی ہے۔ ہم نے جو کچھ ان کو لکھا ہے انہوں نے ہمیں کوئی مثبت جواب نہیں دیا ہے۔ اس بارے میں ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ایک کمیٹی کی معرفت کہ یہ ان کو دے دیا جائے۔

جناب اعجاز احمد شیخ: جناب سپیکر! تین سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اور جیسا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم اس سلسلہ میں میونسپل کارپوریشن سے رابطہ قائم کر چکے ہیں' درحقیقت انہوں نے ان سے رابطہ قائم نہیں کیا ہے۔ ایک کروڑ اور 76 لاکھ روپیہ جو کہ اس منصوبہ پر خرچ ہوا ہے۔ یا بالکل رقم کا ضیاع ہوا ہے اور یہ جو سیوریج سکیم ہے یہ وہاں پر ناکام ہو چکی ہے اور اکثر جگہوں پر یہ سکیمیں بند پڑی ہوئی ہیں اور یہ سیوریج بالکل وہاں پر کام نہیں کر رہا ہے۔ میونسپل کارپوریشن اس لئے اس سکیم کو اپنی تحویل میں نہیں لے رہی ہے اور اس نے اس سلسلہ میں متعلقہ محکمہ کو لکھا بھی ہے کہ ہم اس لئے اس کو اپنی تحویل میں نہیں لے رہے ہیں کیونکہ یہ منصوبہ ناکام ہے۔ اسے پہلے پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے۔ اور اس کے بعد ہم اسے اپنی تحویل میں لیں گے۔

تو کیا متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب ارشاد فرمائیں گے کہ یہ جو تصدیق کمیٹی ہے' جس کے ذریعہ سے آپ اس کو کارپوریشن کے سپرد کرنا چاہتے ہیں اس کی تشکیل کب کی گئی تھی۔

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ : یہ تو میں گزارش کروں گا کہ اس سلسلہ میں نیا نوٹس دیا جائے۔ کیونکہ اب اس کی تفصیل میرے پاس نہیں ہے۔ بہرحال اس کمیٹی کی معرفت ہم نے پہلے کوشش کی ہے جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے اور یہ منصوبہ بالکل صحیح طریقہ سے مکمل ہو گیا ہے اور ٹھیک ٹھاک چل رہا ہے۔

جناب اعجاز احمد شیخ : میرے ضمنی سوال کا انہوں نے جواب نہیں دیا ہے میں نے یہ گزارش کی ہے کہ یہ منصوبہ جسے آپ کارپوریشن کے حوالے کرنا چاہتے ہیں اس کی تصدیق کمیٹی کی تشکیل کب کی گئی۔ جناب سپیکر۔ میں معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی بالکل تیاری نہیں ہے اور یہ ابھی متعلقہ محکمہ سے جواب موصول کرکے مجھے دے رہے ہیں۔ انہیں چاہئے کہ مکمل تیاری کرکے آیا کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ : اگر آپ یہ بات سوال میں درج کر دیتے تو میں آپ کو صحیح جواب دیتا۔

MR. SPEAKER : No Cross talk please

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ : جناب والا میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جو کچھ پوچھا ہے' یہ تصدیق کمیٹی 16 فروری 1983ء میں قائم ہوئی تھی۔

جناب اعجاز احمد شیخ : کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب ارشاد فرمائیں گے کہ اس تصدیق کمیٹی میں کتنے رکن ہیں اور ان کے کیا کیا نام ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ : جناب والا! اس کے لئے فریش نوٹس چاہیے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب' اس کے لئے فریش نوٹس درکار ہے۔ لیکن جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے اور اس سے متعلقہ ضمنی سوالات کا تعلق ہے اس سلسلہ میں میں محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے کہوں گا کہ محکمہ نے (آپ کے محکمہ) اس سلسلہ میں خاطر خواہ جوابات تیار نہیں کئے ہیں' اس سلسلہ میں جواب کی تسلی بخش پوزیشن ہو ہے' اس سے اس ہاؤس کو مطلع کیا جائے اور یہ اس سیشن کے دوران آپ کے جوابات' ٹھیک انداز میں اس ہاؤس میں موصول ہونے چاہئیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ: جناب والا! اس سلسلہ میں میں یہ گزارش کروں گا کہ جو سوال انہوں نے ہمیں کیا ہے اس کے مطابق مکمل جواب دے دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ وہ اگر کچھ تفاصیل چاہتے ہیں تو ہمیں بتلائیں' ہم ان کی خدمت میں تمام ریکارڈ پیش کر دیں گے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب آپ کیا چاہتے ہیں۔

جناب اعجاز احمد شیخ: جناب والا! جس طرح جناب نے ارشاد فرمایا ہے' مجھے آپ سے بالکل اتفاق ہے کہ ان کی مکمل تیاری نہیں تھی' میں ان کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں' اگر اسی سیشن میں یہ دوبارہ مجھے اس کا مکمل جواب دے دیں' کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ سیالکوٹ میونسپل کارپوریشن کے ساتھ ان کی کوئی Correspondence نہیں ہوئی' اگر ہوئی ہے تو کارپوریشن نے انہیں یہی لکھا ہے کہ ہم یہ منصوبہ لینے کے لئے تیار نہیں ہیں کیونکہ ان کا منصوبہ ناکام ہو چکا ہے اور ہم اسی منصوبہ کو لے کر اپنے اوپر ذمہ داری نہیں ڈالنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہی بات ہے کہ محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جو ارشاد فرمایا ہے کہ ہماری سیالکوٹ میونسپل کارپوریشن سے محکمہ کی Correspondence رہی ہے اور محکمہ نے ان کو اسی سلسلہ میں لکھا ہے اور سیالکوٹ میونسپل کارپوریشن نے اسی سلسلہ میں خط و کتابت کی ہے۔ تو اس خط و کتابت سے بھی مطلع کیا جائے کہ محکمہ نے ان کو کیا لکھا ہے اور انہوں نے جواب میں کیا لکھا ہے۔

جناب سپیکر: یہی بات ہے۔ معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جو ارشاد فرمایا ہے کہ ہماری سیالکوٹ میونسپل کارپوریشن سے محکمہ کی Correspondence رہی ہے اور محکمہ نے انہیں اس سلسلہ میں لکھا ہے اور سیالکوٹ میونسپل کارپوریشن نے بھی اس سلسلہ میں خط و کتابت کی ہے تو اس خط و کتابت سے بھی مطلع کیا جائے کہ محکمہ نے انہیں کیا لکھا ہے اور انہوں نے جواب میں کیا لکھا ہے اور جو تصدیقی کمیٹی قائم کی گئی ہے اس میں کون افراد شامل ہیں اور اس کی Latest پوزیشن کیا ہے۔ ان جوابات سے ایوان کو مطلع کیا جائے۔

جناب محمد صدیق انصاری: جناب والا میں گزارش کروں گا کہ یہ بھی بتایا جائے کہ تصدیقی کمیٹی کی رپورٹ کیا ہے' یہ بات بھی جواب میں شامل کی جائے۔

جناب سپیکر: اس میں یہ چیز بھی Add کی جائے کہ تصدیقی کمیٹی کی رپورٹ کیا ہے؟

بھلوان شہر میں واٹر سپلائی سکیم

☆ 156- چودھری محمد خان جسپال: کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ واٹر سپلائی سکیم کے تحت بھلواں شہر تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کے لئے 83-1982ء میں مبلغ 25 لاکھ روپے منظور ہوئے تھے اور اب تک صرف 4 لاکھ روپے بذریعہ محکمہ پبلک ہیلتھ سرگودھا مذکورہ سکیم پر خرچ ہوئے جبکہ باقی ماندہ مبلغ 11 لاکھ روپے ابھی تک نہیں دیئے جا رہے نتیجتاً" عوام کو نمکین پانی استعمال کرنا پڑ رہا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ بالا سکیم کو مکمل کرنے میں تاخیر کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) واٹر سپلائی سکیم بھلواں ضلع سرگودھا 83-1982ء میں شروع کی گئی تھی اور اب تک حکومت اس سکیم پر ساڑھے سترہ لاکھ روپے خرچ کر چکی ہے جس میں اڑھائی لاکھ روپے بلدیہ کا حصہ بھی شامل ہے اور سالانہ ترقیاتی پروگرام 86-1985ء میں سکیم مذکورہ کے لئے 11.10 لاکھ روپے کی رقم سکیم کو مکمل کرنے کے لئے مختص کی گئی ہے۔

(ب) جیسا کہ اوپر جزو (الف) میں بیان کیا گیا ہے۔ مذکورہ بالا سکیم 86-1985ء میں مکمل کر دی جائے گی۔ اس منصوبہ کی مدت تکمیل عرصہ تین سال تھی مگر وسائل دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے منصوبہ ایک سال کی تاخیر سے مکمل کیا جا رہا ہے۔

بھلواں سیوریج سکیم

☆ 158- چودھری محمد خان جسپال: کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ پبلک ہیلتھ نے بھلواں سیوریج سکیم کا تخمینہ مبلغ 25 لاکھ روپے لگایا تھا اور بلدیہ بھلواں نے اپنے حصہ کی رقم مبلغ اڑھائی لاکھ روپے جمع بھی کرا دی تھی مگر مذکورہ سکیم ابھی تک مکمل نہیں ہوئی۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے۔ تو مذکورہ سیوریج سکیم پر ابھی تک عمل درآمد نہ ہونے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) بلدیہ بھلواں نے سیوریج سکیم بھلواں کے لئے اپنے حصہ کی اڑھائی لاکھ روپے کی رقم میں سے ایک لاکھ روپے کی رقم 1984ء میں اور ڈیڑھ لاکھ روپے کی رقم دو قسطوں میں جنوری' مارچ 1985ء میں جمع کروائی۔ یہ منصوبہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل نہیں تھا اس لئے اسے مکمل کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

(ب) حکومت نے حکمت عملی وضع کی ہے کہ جاری شدہ سکیموں کے لئے وسائل کے اندر رہتے ہوئے زیادہ سے زیادہ رقوم مہیا کی جائیں تاکہ ان کو جلد از جلد مکمل کیا جا سکے۔ لہٰذا سالانہ ترقیاتی پروگرام 86-1985ء کے شہری آب رسانی و نکاس آب کے جاری شدہ منصوبہ جات کے لئے معقول رقوم مختص کی گئی ہیں اور دو کروڑ روپے نئے منصوبوں کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ جس سے چند آب رسانی و نکاس آب کے نئے منصوبے شامل کئے جائیں گے۔ جس کے لئے بارانی کھارے پانی والے علاقوں کو ترجیح دی جائے گی۔

چودھری محمد خان جسپال: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ محکمہ پبلک ہیلتھ کی ہدایت کے مطابق بلدیہ بھلواں نے جب اپنے حصہ کی رقم جمع کروا دی اور یہ رقم محکمہ پبلک ہیلتھ کی ہدایات کے مطابق جمع کروائی تو پھر اس کے بعد اسے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ): جناب والا اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ جناب وزیراعلیٰ پروگرام کے مطابق اس سال کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں یہ سکیم شامل کر دی گئی ہے اور آپ کی اطلاع کے مطابق یہ سکیم مکمل بھی ہو چکی ہے اور اس میں اب صرف میٹر لگانا ہے۔

جناب سپیکر: یہ سکیم مکمل ہو چکی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری (ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ): جی ہاں۔ یہ تقریباً" مکمل ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: یہ تو سالانہ ترقیاتی پروگرام میں بھی شامل نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری (ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ): یہ اس سال کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل ہے۔

جناب سپیکر: یہ On going scheme ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری (ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ): جی۔ ہاں

جناب سپیکر: لیکن جو on going scheme ہوتی ہیں وہ تو سالانہ ترقیاتی پروگرام میں لازمی شامل ہوتی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ): جناب والا! 86-1985ء کے پروگرام میں یہ سکیم شامل ہے۔

چودھری محمد خان جسپال: جناب والا! مجھے بات پوری طرح سمجھ میں نہیں آئی کیونکہ میرے سوال کے جواب میں تو انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ یہ سکیم سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل ہی نہیں' اس لئے یہ سکیم مکمل ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

پارلیمانی سیکرٹری (ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ): میں اس سال کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کی بات کر رہا ہوں 86-1985ء کے وزیراعلیٰ صاحب کے پروگرام میں شامل ہے۔

چودھری محمد خان جسپال: یعنی اسی سال کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل ہو چکی ہے اور اسی سال یہ سکیم مکمل ہو جائے گی۔

پارلیمانی سیکرٹری (ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ): جی ہاں۔

چودھری محمد خان جسپال: شکریہ

جناب محمد صدیق انصاری: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس بات کی وضاحت فرمائیں گے کہ یہ جو کہا گیا ہے کہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ سوال پھر کس طرح سے پیدا ہوتا ہے۔ (قہقہے)

پارلیمانی سیکرٹری (ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ): سوال اس وقت پیدا ہوتا ہے جب یہ سکیم سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل ہو جائے اور جب سکیم سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل ہی نہ ہو تو پھر سوال پیدا نہیں ہوتا۔ (نعرہائے تحسین)

جناب سپیکر: جناب اعجاز احمد شیخ صاحب۔

شہروں میں امپرومنٹ ٹرسٹ کا قیام

☆ 202- جناب اعجاز احمد شیخ: کیا وزیراعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ شہری آبادی میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور شہروں میں نئی عمارات بغیر کسی سکیم کے تعمیر ہو رہی ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر صوبہ پنجاب کے ہر شہر میں امپرومنٹ ٹرسٹ قائم کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ:-

(الف) یہ درست ہے کہ شہروں کی آبادی بڑھ رہی ہے۔ لاہور' ملتان اور فیصل آباد میں ترقیاتی ادارے قائم ہیں اسی طرح راولپنڈی' سرگودھا' گوجرانوالہ اور مری میں امپرومنٹ ٹرسٹ موجود ہیں۔ شہروں میں نئے رہائشی منصوبے یہ ادارے قائم کرتے ہیں۔ اسی طرح بقایا تقریباً" تمام شہروں میں محکمہ ہذا نے رہائشی منصوبے قائم کئے ہوئے ہیں اس طرح محکمہ ہذا کے علاقہ ذمہ داری میں کوئی تغیر بغیر سکیم کے نہ ہوتی ہے۔

(ب) بڑے شہروں میں بڑھتی ہوئی آبادی کے لئے رہائشی سہولتیں مہیا کرنے کے لئے لاہور' ملتان اور فیصل آباد میں ترقیاتی ادارے قائم ہیں۔ اس طرح سرگودھا' راولپنڈی' گوجرانوالہ اور مری میں امپرومنٹ ٹرسٹ موجود ہیں۔ کیونکہ محکمہ ہذا نے تقریباً" ہر شہر میں رہائشی منصوبوں کا اجراء کیا ہوا ہے اور ہر ضلع میں اس کے دفاتر صرف انہی مقاصد کے لئے موجود ہیں۔ نئے امپرومنٹ ٹرسٹ قائم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب اعجاز احمد شیخ: جناب سپیکر! درحقیقت میرا جو اصل سوال تھا وہ جز (ب) میں یہ تھا کہ اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر سیالکوٹ میں امپرومنٹ ٹرسٹ قائم کرنے کو تیار ہے؟ میں نے یہ نہیں پوچھا تھا کہ صوبہ پنجاب کے ہر شہر میں امپرومنٹ ٹرسٹ قائم کرنے کو تیار ہے۔ صوبہ پنجاب کا لفظ میرے سوال میں نہیں تھا۔ میں نے تو اپنے سوال میں صرف سیالکوٹ شہر کی بات پوچھی تھی۔

جناب سپیکر: یہ غلط چھپ گیا ہے؟

جناب اعجاز احمد شیخ: میرے خیال میں یہ غلط چھپ گیا ہے۔

جناب سپیکر: شیخ اعجاز احمد صاحب کے اصل سوال کو چیک کیا جائے اور اس دوران ہم اگلا سوال لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ بیگم فرحت رفیق صاحبہ۔

مساجد کے پلاٹوں کی الاٹمنٹ

☆ 204- بیگم فرحت خواجہ رفیق: کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سابقہ صوبائی کونسل پنجاب کے اجلاس منعقدہ 24 اکتوبر 1984ء میں پیش ہونے والے سوال نمبر 102 کے جواب کے جزو (الف) میں فرمایا گیا تھا کہ مساجد کی تعمیر کے سلسلے میں ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی کی سفارشات مانگی گئی ہیں جن کی روشنی میں مناسب فیصلہ کیا جائے گا۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ سفارشات محکمہ کو موصول ہو چکی ہیں اور ان پر عمل درآمد کی صورت حال کیا ہے؟

(ج) اگر مذکورہ سفارشات ابھی تک متعلقہ محکمہ کو موصول نہیں ہوئیں تو اس تاخیر کی کیا وجوہ ہیں اور یہ سفارشات کب تک موصول ہوں گی اور ان پر عمل درآمد کب تک ہو گا۔

وزیر اعلیٰ:

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے۔

مسجدوں کی الاٹمنٹ کی توثیق کے احکامات ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی لاہور نے اپنے اجلاس منعقدہ 18 اکتوبر 1984ء میں دے دیئے تھے۔

(ب و (ج) ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی لاہور نے میٹنگ منعقدہ 18 اکتوبر 1984ء میں تیرہ (13) ایسی مسجدوں کی تعمیر کی توثیق کر دی تھی جو کہ مسجدوں کے لئے تیار کئے گئے پلاٹوں پر بغیر الاٹمنٹ کے ناجائز طور پر تعمیر کی گئی تھیں علاوہ ازیں آٹھ اور ایسی ناجائز مسجدوں کی تعمیر کی توثیق بھی کر دی گئی تھی جو اس مقصد کے لئے مخصوص پلاٹوں کے علاوہ قطعات پر تعمیر کی گئی تھیں اور یہ تجویز کیا تھا کہ مسجد کے لئے مخصوص متعلقہ قطعات کو دوسرے موزوں مقاصد کے واسطے استعمال کرنے کے لئے تبدیل کرا لیا جائے اس فیصلے کے مطابق تمام مسجدوں کی الاٹمنٹ کے توثیقی احکامات جاری کئے جا چکے ہیں۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق: آپ نے فرمایا ہے کہ 18 اکتوبر 1984ء کو 13 ایسی مسجدوں کی تعمیر کی توثیق کر دی تھی جو کہ مسجدوں کے لئے تیار کئے گئے پلاٹوں پر بغیر الاٹمنٹ کے ناجائز طور پر تعمیر کی گئی تھیں۔ میں جناب سپیکر کی وساطت سے آپ سے ایک سوال پوچھتی ہوں کہ چار مہینے گزر گئے ہیں آپ نے اس بارے میں ایک میٹنگ بلائی تھی تو ان چار مہینوں میں آپ نے وہ زمین ان لوگوں کو الاٹ کر دی ہے اور وہاں پر انہیں مساجد کی تعمیر کی اجازت دے دی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری (ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ): جی۔ ہاں یہ اجازت دے دی گئی ہے۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق: شکریہ۔

Mr. Muhammad Rafiq :-

Mr. Speaker, Sir, point of privilege.

پارلیمانی سیکرٹری (مہر سعید احمد ظفر): جناب سپیکر! کیا رفیق صاحب فرمائیں گے کہ Point of privilege کیا ہوتا ہے۔

جناب محمد رفیق: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری موصوف نے اپنے جواب میں ایک جگہ پر یہ فرمایا ہے کہ "ناجائز مسجدوں کی تعمیر کی توثیق بھی کر دی گئی تھی" اس سے مجھے بے حد دکھ اور افسوس ہوا ہے کہ اس اسلامی ملک میں جب کہ دعویٰ اس بات کا کہ یہاں اسلامی نظام کو جاری کیا گیا ہے۔ مساجد کو ناجائز بھی کہا جانے لگا ہے۔ ہونا تو یوں چاہیے تھا کہ ناجائز قطعات پر تعمیر مساجد ٹھیک نہیں۔ تب یہ بات درست مانی جاتی اور کچھ اچھی لگتی۔ مساجد کو ناجائز کہنا میرے خیال میں کچھ مناسب نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! اس عبارت کی اصلاح کی جائے یا پھر پارلیمانی سیکرٹری صاحب اپنے الفاظ واپس لیں۔

وزیر خزانہ (مخدوم الطاف احمد): جناب والا! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ مجھے رفیق صاحب کے گھر کے صحن میں ایک مسجد بنانے کی اجازت دی جائے۔ کیونکہ مسجد تو ناجائز نہیں ہو سکتی لیکن میرا عمل وہاں پر مسجد بنانے کا ناجائز ضرور ہو گا۔ آپ کی وساطت سے میں درخواست کروں گا کہ مجھے اجازت دی جائے کہ میں ان کے گھر کے صحن میں جا کر مسجد بناؤں۔ وہ ناجائز نہیں ہو گی جی۔

(تقریر)

جناب محمد رفیق: جناب سپیکر! یہاں پر عمل کو ناجائز نہیں کہا گیا ہے۔ مسجد کو ناجائز کہا گیا ہے۔ یہ یہاں تحریری طور پر ثبوت ہمارے سامنے موجود ہے۔

وزیر خزانہ: کوئی مسلمان مسجد کو ناجائز نہیں کہہ سکتا۔ ایک جگہ پر بغیر اجازت کے اگر مسجد بنا دی جائے تو وہ بنانے والا عمل ناجائز ہو سکتا ہے۔ مسجد نعوذ باللہ ناجائز نہیں ہو سکتی اور نہ ہی کوئی مسلمان یہ جسارت کر سکتا ہے۔

جناب محمد رفیق: جناب سپیکر! یہاں پر کسی عمل کا ذکر نہیں کیا گیا کہ عمل ناجائز ہے یہاں پر تو مسجد کا ذکر ہے کہ "ناجائز مسجدوں کی تعمیر کی توثیق"۔

وزیر اوقاف (ملک خدا بخش خان): پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر: ملک خدا بخش صاحب کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔

جناب محمد رفیق: اگر جناب آپ اجازت دیں تو میں اسے پڑھ کر سنا دوں۔

جناب سپیکر: یہ سب لوگ سن چکے ہیں۔ ملک خدا بخش صاحب کچھ اس سلسلے میں فرمانا چاہتے ہیں۔

ملک خدا بخش خان: مسجد کو ناجائز کے لفظ پر جس طرح وہ زور فرما رہے ہیں اس کا اگر وہ مطلب سمجھ لیں جو کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بیان کیا ہے۔ مسجد کے لئے شرعاً" یہ حکم ہے کہ مسجد کی جگہ کے لئے پہلے اس جگہ کے مالک سے اجازت لینا ہوتی ہے۔ تبھی پھر مسجد کو جائز کہا جاتا ہے۔ میں بھی معزز رکن سے عرض کروں گا کہ یہ ناجائز چیز ہے کہ بغیر اجازت کے کسی جگہ پر مسجد بنا لی جائے۔ میں ان سے پھر عرض کروں گا کہ یہ بات اسلام میں واضح ہے کہ یہاں مسجد بنائی جانی ہو اس جگہ کے مالک سے پہلے اجازت لینی چاہیئے۔ اس کی اجازت سے مسجد بنائی جائے۔ مسجد کے لئے تو جگہ Acquire بھی نہیں کی جا سکتی ہے۔ وہاں پر مسجد جائز نہیں ہوتی جو جگہ مسجد کے لئے Acquire کی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری محمد صدیق سالار): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب چودھری صاحب۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ درخواست کروں گا

کہ ایسی زمین جوکہ گورنمنٹ کی ہے اور جس پر بغیر اجازت کے مساجد بنی ہوئی ہیں ان کو جائز قرار دے دیا جائے تاکہ وہاں پر لوگوں کی نماز درست ہو سکے۔ یہ اسلام کی بات ہے کہ گورنمنٹ کی زمین ملکیت پر دی جائے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

حاجی محمد افضل چن: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر: جناب حاجی صاحب۔ کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔

حاجی محمد افضل چن: جناب اس بارے میں میری گزارش یہ ہے کہ جیسا کہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ جب اسلام کی بات ہو تو ذرا سوچ سمجھ کر بات کرنی چاہیے۔ کہ کوئی چیز بھی ہو جو اسلام ہے اس میں جائز کو آپ ناجائز نہیں کر سکتے اور جو ناجائز ہے اس کو آپ جائز نہیں کر سکتے۔ تو سالار صاحب کو پہلے دیکھ کر بات کرنی چاہیئے (نعرہ ہائے تحسین) جناب میری اتنی سی گزارش ہے۔

کرنل محمد یامین خان: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب محمد رفیق: جناب سپیکر_____

جناب سپیکر: چودھری صاحب آپ پہلے بھی ارشاد فرما چکے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ کرنل یامین خان صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

کرنل محمد یامین خان: جناب سپیکر! چونکہ یہ مسجد کے حوالے سے ایک بات کی گئی ہے اور جائز اور ناجائز کے حوالے سے کہ مسجد جائز ہو سکتی ہے اور ناجائز ہو سکتی ہے تو میں اسلامی تاریخ کے حوالے سے یہ بات کہوں گا کہ مسجد کو ناجائز کہا جا سکتا ہے اور تاریخ میں اس کا ثبوت ملتا ہے۔ نبی پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانے میں عبداللہ بن ابی جو بہت بڑا منافق تھا اس نے مدینہ منورہ کے باہر ایک مسجد بنائی ہوئی تھی جو نبی پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف سازشیں کرنے کی ایک آماجگاہ بنی ہوئی تھی۔ اس مسجد کو نہ صرف ناجائز کہا جا سکتا ہے بلکہ ناجائز ہونے کی وجہ سے وہ مسجد نبی پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حکم کے تحت گرا دی گئی تھی۔ تو اس قسم کی مساجد جوکہ اسلام کی روح کے خلاف ہوں انہیں ناجائز کہنا میرے خیال میں بری بات نہیں ہے یہاں اور بھی علماء حضرات بیٹھے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔ ناجائز مسجد ہو سکتی ہے جوکہ اسلام کی سپرٹ کے خلاف ہو اور اسلام کے اکابرین کے خلاف اگر وہاں سازشیں ہوں تو اس مسجد کو نہ صرف ناجائز کہنا جائز ہے بلکہ اسے گرا دینا بھی جائز

ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری (ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ): میں اس بارے میں تھوڑی سی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میں معزز رکن کی اطلاع کے لئے یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ ہماری شریعت کورٹ نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ مسجد کی تعمیر کے لئے جو زمین لی جائے وہ پہلے Acquire کی جائے۔ اس کی قیمت ادا کی جائے اور پھر وہ جائز ہے۔ ورنہ ایسی زمین پر جو مسجد تعمیر کی جائے وہ جائز نہیں ہے۔

جناب محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ تو مانا کہ مسجد کے لئے زمین Acquire کی جائے جیسا کہ ابھی پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے وضاحت فرمائی ہے۔ اس کے لئے غیر قانونی مسجد تو آپ کہہ سکتے ہیں کسی غیر قانونی قطعہ پر جس پر مسجد تعمیر ہو چکی ہو لیکن ناجائز کہنا یہ ناجائز الفاظ ہیں۔

جناب سپیکر: میری رائے میں چودھری محمد رفیق صاحب کے اس نقطہ پر مسجد کے لئے چونکہ مسجد مسلمانوں کے لئے ایک نہایت ہی متبرک مقام ہے اسے خدا کا گھر کہا گیا ہے اس کے لئے ناجائز کا لفظ استعمال کرنا مسجد کے لئے نا مناسب ہے۔ (نعرہائے تحسین) اس میں بنانے والے کی کوشش کو ناجائز کہا جا سکتا ہے۔ کسی جگہ کو ناجائز کہا جا سکتا ہے اس سلسلے میں اس کی نیت کو ناجائز کہا جا سکتا ہے لیکن مسجد کو ناجائز نہیں کہنا چاہیئے۔ (نعرہائے تحسین) ____ محترمہ بیگم فرحت رفیق صاحبہ

لاہور میں تاج پورہ سکیم پر عملدرآمد

☆ 207- **بیگم فرحت خواجہ رفیق:** کیا وزیراعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت نے لاہور میں تاج پورہ سکیم پر عملدرآمد شروع کر دیا ہے اگر ایسا ہے تو اس سکیم کا منصوبہ کس سال بنایا گیا تھا۔

(ب) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ سکیم کے منصوبہ کی تکمیل کے لئے ایک رابطہ سڑک نکالنے کا منصوبہ بھی تھا اور اس غرض کے لئے علاقے کا سروے بھی کیا گیا تھا۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا سروے سے پہلے یا اس دوران محکمہ اوقاف اور نہر کے کنارے تک علاقے کے پرائیویٹ مالکان اراضی کو تحریری طور پر مطلع کیا گیا تھا۔ اگر ایسا ہے تو سرکاری اطلاع کی نقل ایوان میں پیش کی جائے اور اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ صحیح ہے کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے محکمہ اوقاف سے 952 کنال 14 مرلے اراضی 1982ء میں خرید کی تھی۔ اس اراضی میں ہاؤسنگ سکیم بنانے کا منصوبہ ایل ڈی اے کے بجٹ اجلاس مورخہ 27 جون 1984ء میں منظور ہوا۔ سکیم کی پلاننگ اور اخراجات کے تخمینہ جات کو ایل ڈی اے کی میٹنگ منعقدہ 12-9-85 میں پیش کیا گیا اتھارٹی نے اس کی منظوری دے دی ہے اب اس سکیم میں ترقیاتی کام شروع کر دیئے گئے ہیں۔

(ب) یہ امر صحیح ہے کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے 8.545 کنال اراضی ایک رابطہ سڑک بنانے کے لئے حاصل کی اور اس کا سروے بھی کیا تھا۔

(ج) جملہ مالکان/قابضان جن کا رقبہ نہر سے تاج پورہ سکیم برائے رابطہ سڑک زیر آمد کیا گیا تھا کو ایک نوٹیفکیشن زیر دفعہ (1) 4 پنجاب حصول اراضی مکانات ایکٹ 1973ء کے تحت جاری کیا گیا جس کی اشاعت سرکاری جریدہ پنجاب کی غیر معمولی اشاعت مورخہ 12 اپریل 1983ء میں ہوئی یہ اشاعت سروے سے پہلے ہوئی۔ اس نوٹیفکیشن کی اشاعت کے بعد حسب ضابطہ سروے کیا گیا۔ مالکان/قابضان کی اطلاع کے لئے پبلک نوٹس بذریعہ اشتہار اخبار جاری کیا گیا جس کی اشاعت روزنامہ نوائے وقت' روزنامہ مشرق' مورخہ 28-4-83 کو ہوئی۔ اس کے علاوہ مالکان قابضان کو بابت زیر آمدہ رقبہ سکیم ہذا برائے داخل کرنے اعتراض و کلیم وغیرہ نوٹس ہائے وقتاً" فوقتاً" بھی جاری کئے گئے اور ایوارڈ سنائے جانے کے بارے میں بھی انہیں اطلاع دی گئی کہ وہ مورخہ 30-12-84 کو دفتر لینڈ ایکوزیشن کلکٹر میں حاضر ہو کر ایوارڈ سن لیں۔ جس کی اشاعت روزنامہ جنگ مورخہ 3-12-84 کو ہوئی۔ چونکہ رابطہ سڑک کی زد میں 39 مکانات وغیرہ آتے تھے جن کو سڑک کی تعمیر کے سلسلے میں گرانے کی ضرورت تھی۔ اس لئے چنانچہ لاہور ترقیاتی ادارہ نے ایک اور سروے کیا جس کا مقصد یہ تھا کہ کم سے کم مکانات سڑک کی زد میں لئے جائیں۔ نتیجتاً" سڑک کی خط بندی نئے سرے سے کی گئی۔ سڑک کی زد میں آنے والے مکانات کی تعداد اب 39 سے کم ہو کر 12 رہ گئی ہے۔ ان کے معاوضہ کا اندازہ لگایا جا چکا ہے۔ لینڈ ایکوزیشن کلکٹر ایل ڈی اے نے متعلقہ لوگوں کو ایوارڈ کے اعلان سے پہلے 12 اکتوبر 1985ء کو سماعت کے لئے نوٹس جاری کر دیئے ہیں۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ کیا آپ کا سپلیمنٹری سوال ہے۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق: جی!

جناب سپیکر: جی! ارشاد فرمایئے۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق: کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ ارشاد فرمائیں گے کہ مکانات کا معاوضہ سابقہ حسابات سے لگایا گیا تھا یا موجودہ حساب سے۔

پارلیمانی سیکرٹری (ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ): موجودہ حساب سے لگایا گیا ہے اس کے علاوہ پلاٹ بھی دیئے جا رہے اور معاوضے کی رقم بھی ادا کی جا رہی ہے۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق: کیا مالکان معاوضہ لینے کے لئے تیار ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری: جی اب تیار ہیں۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ یہ سوال کیا تھا۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق: یہ وہاں ایک رابطہ سڑک بنا رہے تھے ــــــ

جناب سپیکر: آپ نے کہا ہے کہ کیا مالکان معاوضہ لینے کے لئے تیار تھے۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق: وہ معاوضہ لینے کے لئے تیار نہیں تھے۔ اس لئے میں نے یہ سوال پوچھا ہے کہ آیا اب انہوں نے مان لیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری: اب وہ مان گئے ہیں اور وہ معاوضہ لینے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: جناب چودھری احسان الحق صاحب۔

تحصیل گوجرہ میں پینے کے پانی کی بہم رسانی

☆ 215- چودھری احسان الحق: کیا وزیراعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل گوجرہ کے علاقے میں پینے کے پانی کی بہم رسانی بہت کم ہے اور لوگ نہروں اور کھالوں سے پانی پینے پر مجبور ہیں جس کے باعث علاقہ کے عوام کی صحت نہایت بری طرح متاثر ہو رہی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ مسئلہ حل کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) حکومت وسائل کے اندر رہتے ہوئے کھارے پانی والے اور بارانی علاقوں کے لئے آب رسانی کی سہولتیں ترجیحی بنیادوں پر فراہم کر رہی ہے رواں مالی سال 85-1984ء میں ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے کل 17 عدد آب رسانی و نکاسی آب کے منصوبہ جات کے لئے 90-94 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ جس میں 5 عدد منصوبہ جات تحصیل گوجرہ کے شامل ہیں آئندہ مالی سال 86-1985ء کے ترقیاتی پروگرام میں ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ایسے 13 منصوبوں کے لئے 95.70 لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ ان میں سے چار سکیمیں گوجرہ تحصیل سے متعلقہ ہیں۔ مزید منصوبوں کا انحصار صوبہ کے وسائل پر ہے۔

چودھری محمد اکرم: جناب والا! میرا ضمنی سوال ہے۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرمائیں گے کہ گوجرہ کے علاوہ صوبہ کے دیگر علاقوں میں جہاں نچلا پانی کڑوا ہے اور لوگ نہروں یا کھالوں سے پانی حاصل کرتے ہیں مگر تاحال ایسے علاقوں میں اپنی جمع کرنے کے لئے پختہ ڈگیاں بھی نہیں ہیں۔ کیا حکومت ایسے علاقوں میں ترجیحی بنیادوں پر ڈگیاں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری: جن علاقوں میں پانی کھارا ہے ان علاقوں میں حکومت میٹھے پانی والے علاقوں کی نسبت زیادہ ترجیحی بنیادوں پر کام کر رہی ہے۔ جیسے ہی وسائل میسر آئیں گے وہاں بھی یہ کام شروع کیا جائے گا۔

چودھری محمد اکرم: کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ فرمائیں گے کہ ترجیحی بنیادوں سے کیا مراد ہے اور کن علاقوں میں ترجیح دی جا رہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری: جہاں زیر زمین کھارا پانی ہے وہاں ترجیحی بنیادوں پر کام کیا جا رہا ہے۔

چودھری محمد اکرم: سر! میں نے ان علاقوں کا ذکر کیا تھا جہاں زیر زمین پانی کڑوا ہے' کھارا ہے اور نہروں سے پانی حاصل کیا جاتا ہے۔ اس میں ضلع بہاولنگر بھی آتا ہے۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ کیا حکومت ایسے علاقوں میں ڈگیوں کے لیے کوئی فنڈ مہیا کر رہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری: یہ تو حکومت وسائل کے مطابق ہی مہیا کرے گی۔ جتنے وسائل ہیں ان کے مطابق حکومت کام کر رہی ہے اور سکیمیں بن رہی ہیں۔

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ کیا حکومت بہاولنگر میں ایسے اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری: بہرحال کوئی علاقہ مخصوص تو نہیں ہے لیکن جہاں کڑوا پانی ہے وہاں دوگنا ترجیحی بنیادوں پر کام کیا جا رہا ہے۔

چودھری محمد اکرم: سر! میں ان کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ اس ضمن میں میں ایک اور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ وضاحت فرمائیں گے کہ ضلع بہاولنگر میں ڈگیوں کے لئے واٹر سپلائی سکیم کے فنڈز کے لئے منسٹر انچارج نے حکومت سے درخواست کی تھی اس کا کیا فیصلہ ہوا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری: ابھی اس کا فیصلہ نہیں ہوا لیکن میں عرض کروں گا کہ بہاولنگر کے کسی خاص مقام کے لئے پوچھنا چاہتے ہیں تو تازہ سوال دے دیں ہم اس کے مطابق ان کو جواب دے دیں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس کے لئے تازہ سوال درکار ہے۔

جناب سپیکر: رائے جعفر خاں صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

رائے جعفر خاں: کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جہاں حکومت نے کھارے پانی کا انتظام کیا ہے وہاں ڈرینج کا انتظام بھی کیا ہے۔

جناب سپیکر: جہاں کھارے پانی کا انتظام کر دیا ہے؟

رائے جعفر خاں: نہیں جناب! جہاں انہوں نے نل کے پانی کا انتظام کیا ہے کیا وہاں ڈرینج کا بھی انتظام کیا ہے۔ کیا یہ ضروری نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی آپ کا سوال ہو گیا۔ جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری: ڈرینج کے لئے علیحدہ سکیم بنائی جاتی ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ جہاں واٹر سپلائی ہوں وہاں ڈرینج بھی ہو۔

جناب سپیکر: جی ملک صاحب۔

ملک طیب خاں اعوان: بات ہو رہی تھی پنجاب میں کڑوے پانی کی کہ جہاں کڑوا پانی ہے وہاں حکومت کیا رائے رکھتی ہے۔ لیکن آپ نے صرف بہاولنگر کو موضوع بنا لیا ہے۔ تحصیل لودھراں ضلع

ملتان میں بھی زیر زمین پانی کڑوا ہے۔ ہم حکومت سے یہ پوچھتے ہیں کہ جہاں بھی زیر زمین کڑوا پانی ہے وہاں حکومت ڈگیاں بنانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے۔ صرف بہاولنگر نہیں ہے اور علاقے بھی ہیں جہاں کڑوا پانی ہے۔

جناب سپیکر: تو ملک طیب خاں صاحب کا سوال ہے کہ کیا حکومت جہاں کڑوا پانی ہے وہاں پانی کا متبادل انتظامات کرنے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے۔ یہی سوال ہے آپ کا۔ یہ مجھ پہ سوال ہے یا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے۔

ملک محمد طیب اعوان: صرف بہاولنگر ہی نہیں اور بھی علاقے ہیں۔ ایاں ساریاں واسطے کوئی منصوبہ تیار کرواؤ۔

جناب سپیکر: تو یہ سوال تو آپ کو چودھری اکرم صاحب سے کرنا چاہیے میری بجائے۔ جنہوں نے بہاولنگر کا ذکر کیا ہے۔

چودھری محمد اکرم: میں نے پہلے ضمنی سوال کیا تھا کہ جہاں نچلا پانی کڑوا ہے کیا حکومت کوئی ترجیحی بنیادوں پر ڈگیاں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اس کا جواب پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے دیا تھا کہ وسائل کے مطابق۔ ہمیں سمجھ نہیں آئی کہ وسائل کی انہوں نے کیا تعریف کی ہے' وسائل کس طرح مہیا کئے جائیں گے کن علاقوں کے لئے مہیا کئے جائیں گے اور کس سال میں کئے جائیں گے۔ ان کے جواب سے میں مطمئن نہیں تھا۔ پھر میں نے سوال کیا تھا کہ کیا جو بہاولنگر کی جو سکیم چل رہی ہے ان کو ختم کر کے ڈگیاں بنائی جائیں۔ وہ ایک علیحدہ سوال تھا تو میں نے پہلے بھی یہ عرض کیا تھا کہ میں اپنے پہلے ضمنی سوال سے مطمئن نہیں ہوں۔ یہی ملک صاحب نے سوال کیا ہے۔ میں پھر دوبارہ عرض کروں گا کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب ارشاد فرمائیں گے کہ جہاں نچلا پانی کڑوا ہے' نہروں سے پانی حاصل کیا جاتا ہے' ایسے علاقوں میں پختہ ڈگیاں بنانے کے لئے ترجیحی بنیادوں پر فنڈز مہیا کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب انہوں نے دے دیا ہے _____

چودھری محمد اکرم: انہوں نے کہا وسائل کے مطابق۔ آخر وہ وسائل جو ہیں وہ کس علاقے میں خرچ کئے جا رہے ہیں اور کیسے کئے جا رہے ہیں۔ ہمیں پتہ چل جائے۔

جناب سپیکر: اس کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ تازہ سوال درکار ہو گا۔ اگر آپ کسی خاص علاقے کا پوچھیں _____

چودھری محمد اکرم: سر! میں تو پورے پنجاب کے متعلق پوچھ رہا ہوں۔ جہاں نچلا پانی کڑوا ہے۔ میں نے ایک مخصوص علاقے کی بات نہیں کی۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب کچھ فرما سکیں گے اس سلسلہ میں۔

پارلیمانی سیکرٹری: میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ جہاں زیر زمین پانی کڑوا ہے وہاں بجٹ کو دوگنا حصہ استعمال کیا جاتا ہے۔ جہاں پانی میٹھا ہے وہاں بجٹ کا ایک تہائی استعمال کیا جاتا ہے۔ وہاں اس کو اس لئے ترجیح دی جاتی ہے کہ وہاں زیادہ سے زیادہ کام ہو سکے۔ باقی یہ رہا کہ آپ کسی مخصوص علاقے کے متعلق پوچھنا چاہتے ہیں تو وہ آپ نیا سوال دے دیں اس کے مطابق جواب دے دیا جائے گا۔

چودھری محمد اکرم: جناب والا پارلیمانی سیکرٹری صاحب خواہ مخواہ اس سوال کو الجھا رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا ہے کہ وہ وسائل کیا ہیں اور آپ کس علاقے میں ایسے انتظامات کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ): وہ بجٹ کے مطابق جتنی رقوم ہمیں حاصل ہوتی ہیں اس کے مطابق سکیم بنائی جاتی ہے اس میں الجھانے والی کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ ہمارے پاس پیسے ہوں تو پھر آپ جہاں چاہیں ہم وہیں بنا دیں یہ تو بجٹ کے مطابق ہی بات بنتی ہے۔

چودھری محمد اکرم: جناب والا! کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب از راہ کرم یہ وضاحت فرمائیں گے کہ موجودہ بجٹ میں ایسے علاقوں کے لئے پختہ ڈگیاں بنانے کے لئے کوئی رقم مختص کی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ): ابھی تک کوئی رقم مختص نہیں کی گئی۔

جناب سپیکر: میں اس سلسلے میں ایک تجویز دیتا ہوں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو کہ آپ اکرم صاحب کو دعوت دیں کہ یہ آپ کے پاس تشریف لے آئیں اور ان کی ضلع بہاولنگر کی problem کو examine کریں اور دوسری جو بات یہ پوچھنا چاہتے ہیں اس کو بھی پوری طرح examine کریں اور ان کی تسلی کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری (ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ): میں حاضر ہوں اور ان کی خدمت کے لئے ہر وقت تیار ہوں وہ جب بھی تشریف لائیں گے انہیں ہر قسم کی اطلاع بہم پہنچائی جائے گی۔

چودھری محمد اکرم: میں ان کے حکم کی تعمیل کروں گا مگر میں تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے مل کر

مطمئن ہو جاؤں گا لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ یہ ہاؤس کیسے مطمئن ہو گا۔ کیونکہ تقریباً" سارے پنجاب میں نچلا پانی کڑوا ہے۔ جناب والا یہ تو تبھی ہو سکتا ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب ہاؤس میں اراکین کو مطمئن کریں۔

جناب سپیکر: آپ سب حضرات یہ چاہتے ہیں کہ اس سلسلے میں Comphrehensive report کہ کڑوے پانی کے علاقوں میں حکومت ترجیحی بنیادوں پر ڈگیوں کے ذریعے یا واٹر سپلائی کے ذریعے پانی کی سپلائی کا کیا اہتمام کر رہی ہے۔ آپ سب چاہتے ہیں کہ اس کا comprehensive جواب دیا جائے۔ مجھے اس کے بارے میں کوئی واضح جواب نہیں ملا کہ آپ واقعی سارے چاہتے ہیں۔ پھر میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ کہوں گا کہ وہ اپنے محکمے کو ہدایت جاری کریں۔ اس ضمن میں یہ سارے ہاؤس کا مطالبہ ہے اور اس ضمن میں ایک comprehensive report کہ آپ ترجیحی بنیادوں پر سارے پنجاب کے کڑوے پانی کے علاقوں میں میٹھے پانی کی سپلائی کا کیا انتظام کر رہے ہیں اور یہ جواب اس ایوان کی میز پر اس ہفتے کے اندر اندر آ جانا چاہیئے۔

(تالیاں)

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر تھا میں جناب کی اجازت سے عرض کروں گا کہ میرا سوال یہ تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ گوجرہ کے علاقے میں پینے کے پانی کی بہم رسانی بہت کم ہے اور لوگ ٹبوں کھالوں سے پانی پینے کے لئے مجبور ہیں۔ سوال یہ تھا اس کا جواب انہوں نے خود ہی بڑا white کر کے دیا تھا اس لئے اپنے جواب میں یہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب خود ہی پھنس گئے تھے۔ اس لئے یہ مجبور ہیں کہ جس طرح انہوں نے جواب دیا ہے کہ حکومت وسائل کے اندر رہتے ہوئے کھارے پانی والے اور بارانی علاقوں میں آب رسانی کی سہولتیں ترجیحی بنیادوں پر فراہم کریں۔ انہوں نے خود ہی جواب دے دیا۔ اس جواب کے بعد پھر یہ فرض عائد ہو جاتا ہے کہ جو جواب انہوں نے دیا ہے اس کے مطابق ہر علاقے میں جہاں جہاں انہوں نے آب رسانی کا انتظام کرنا ہے اس کا جواب فرمائیں۔ تو انہوں نے یہ جواب دیا ہے کہ اس کے لئے تازہ سوال کی ضرورت ہے۔ تازہ سوال کی تب ضرورت ہوتی اگر یہ اپنے آپ کو محدود رکھتے گوجرہ تک۔ میرے خیال میں محکمہ نے بڑی فراخ دلی سے کام لیا ہے اور ان کو بھی فراخ دل ہی رہنا چاہیئے تھا کہ سیکرٹری صاحب کو باقی علاقوں کے متعلق بھی معلومات فراہم کرتے۔ پھر دوسری بات یہ ہے کہ کیا آج کے بعد precedent قائم ہو گیا ہے کہ کوئی سوال بغیر سوال دیئے ہوئے باقاعدہ اگر اس ہاؤس میں قرارداد کے

ذریعے جناب کی اجازت سے پیش کیا جائے تو ہو سکتا ہے کہ یہ آئندہ کے لئے precedent قائم ہو گیا ہے کہ فوری طور پر جو سوال یہاں بننا چاہے وہ قرارداد کے ذریعے بن سکتا ہے اس کی براہ کرم وضاحت فرمائیں۔

مہر ظفراللہ خان بھروانہ: جناب والا! یہ کڑوے پانی کا جو مسئلہ اٹھایا گیا ہے تو گورنمنٹ ہر اس مسئلے کی طرف توجہ دے رہی ہے جو لوگوں کے لئے ضروری ہے میں اپنے معزز ممبر بھائیوں کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ ایسے مسائل بذریعہ سوال بھی ہو سکتے ہیں لیکن اب مناسب وقت ہے اس وقت جن جن ممبران کے علاقوں کے کڑوے پانی کے مسائل ہیں وہاں یہ بجٹ میں اپنے محکمے کی طرف سے وہاں تجاویز بھیجیں اور پھر اس پر انشاء اللہ عمل ہو گا۔

جناب سپیکر: اس سلسلے میں میں اپنا فیصلہ دے چکا ہوں چودھری صاحب اب اس میں کوئی ضمنی سوال نہیں ہے یہ معاملہ ختم ہو چکا ہے۔ اس سوال سے متعلقہ ضمنی سوال کی اجازت نہیں ہے۔

چودھری محمد رفیق: میں اس کے بارے میں کچھ عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں یہ سوال کا بالکل غلط جواب ہے جیسے کہتے ہیں کہ سوال گندم جواب چنا۔

جناب سپیکر: اس سلسلے میں اس سوال کے ضمن میں کافی باتیں ہو چکی ہیں اور اس پر ایک فیصلہ ہو چکا ہے۔

سردار محمد صادق خان: جناب سپیکر جیسا کہ آپ نے حکم دیا ہے اس میں اگر ایک لفظ ایزاد کر دیا جائے بجائے اس کے کہ یہ کڑوا پانی' میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ لکھ دیا جائے کہ "جہاں پانی موجود نہ ہو" اس کے متعلق بھی اگر آ جائے تو بہتر ہو گا کیونکہ بعض علاقے ہیں جہاں پانی موجود نہیں ہے اور وہاں پانی کی بہت قلت ہے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب آپ تشریف رکھیئے اور چودھری صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔ رائے جعفر صاحب آپ بھی تشریف رکھیئے۔ یہ سوال کڑوے پانی کے علاقوں میں میٹھا پانی مہیا کرنے کے بارے میں تھا جو کہ جناب چودھری احسان الحق صاحب نے دریافت فرمایا تھا۔ سردار امجد حمید خان دستی صاحب نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ہاؤس میں یہ روایت قائم رہے گی کہ ایک سوال کے جواب میں ایک قرارداد کی شکل میں یہاں ہم یہ resolve کر سکتے ہیں کہ اس چیز کی requirement ہے یا جیسے یہ پانی کی requirement کی بات کی گئی ہے تو میں انہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ اس معزز ایوان کے

ممبران کا پرویلج ہے کہ وہ کوئی بھی سوال' سوال کی شکل میں حکومت سے دریافت کریں اور اس سوال سے متعلقہ کوئی بھی ضمنی سوال کر کے معلومات حاصل کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں یہ اس معزز ایوان کے ممبران کا پرویلج ہے اور جہاں میں یہ محسوس کروں کہ اس سوال کا خاطر خواہ جواب نہیں دیا گیا یا اس معزز رکن کو تشفی کے مطابق یا جائز بات اس کے جواب میں نہیں بتائی گئی تو یہ میرا فرض بنتا ہے کہ میں متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو ہدایت جاری کروں کہ اس سوال سے متعلقہ جواب ان کو فراہم کیا جائے۔

(تالیاں)

اور اسی سلسلے میں یہ کوئی ریزولیوشن نہیں ہے۔ یہ ایک سوال تھا جس کو چودھری محمد اکرم صاحب مسلسل دہرا رہے تھے کہ کڑوے پانی کے علاقوں میں ترجیحی بنیادوں پر پانی مہیا کرنے کی حکومت کی کیا سکیمیں ہیں۔ اس سلسلے میں میں نے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی وساطت سے متعلقہ محکمے کو یہ ہدایت کی ہے کہ اس سوال کے جواب میں حکومت کی طرف سے ترجیحی بنیادوں پر انہوں نے جو سکیم تیار کی ہے وہ ایک ہفتے کے اندر اس ایوان کی میز پر رکھیں۔

گڑھی شاہو لاہور میں ڈسپوزل پمپ کی تنصیب

☆ 224- میاں محمد اسحاق: کیا وزیراعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گڑھی شاہو لاہور میں سیوریج بچھانے اور بارش کے پانی کے نکاس کی نالی مکمل ہوئی تھا اور ٹھیکہ کی رقم کتنی تھی۔ کیا ٹھیکیداروں نے اس کام کی تکمیل تسلی بخش طور پر اور معاہدے کی مقررہ شرائط کے مطابق کی تھی اگر نہیں تو حکومت نے اس بارے میں کیا کارروائی کی ہے اگر کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ گڑھی شاہو لاہور کی ایک گلی (نمبر 27 بدر دین سٹریٹ) میں جمع شدہ پانی کی نکاسی کے لئے صرف ایک ڈسپوزل پمپ کی تنصیب کی گئی تھی اگر ایسا ہے تو یہ کن حالات کے تحت ضروری سمجھی گئی تھی اور اس پر کتنی رقم خرچ ہوئی تھی اور کیا مذکورہ پمپ گڑھی شاہو لاہور کے اتنے بڑے گنجان آباد رہائشی علاقے کے برساتی پانی کا نکاس کر سکتا ہے۔

(ج) کیا گڑھی شاہو کے باشندوں کو خصوصی طور پر موسم برسات کے دوران اس خطرے سے بچانے کے لئے جو علاقہ ہذا کے مکینوں کی روزمرہ زندگی مفلوج کر کے رکھ دیتا ہے۔ کسی انسدادی تدابیر پر غور کیا گیا ہے اور واسا ایل ڈی اے کو اس سلسلے میں کوئی خصوصی ہدایات جاری کی گئی ہیں۔ اگر ایسا ہے تو اس کی تفصیلات بتائی جائیں اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ

ہیں۔

(د) حکومت نے ان افسران سرکاری ملازمین کے خلاف کیا کارروائی کی ہے یا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ جو اس منصوبہ کی ناکامی اور سیوریج بچھانے کی آڑ میں اس طریقے سے سرکاری رقوم کے ضیاع کے ذمہ دار ہیں؟

وزیر اعلیٰ :۔

(الف) یہ درست ہے کہ علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور میں بارشی پانی کے نکاس کا نالہ تعمیر کرنے کے لئے واسا نے 32 لاکھ روپے کا ایک منصوبہ بنایا تھا یہ کام میسرز یونیکورن' انجینئر 845- پونچھ روڈ سمن آباد' لاہور کو 26 ستمبر 1981ء کو الاٹ کیا گیا جس نے شیڈول کے مطابق نو مہینے میں جون 1982ء تک مکمل کیا۔ اس منصوبے کے تحت حبیب اللہ روڈ کچی آبادی ڈیوس روڈ اور علامہ اقبال روڈ کے بارشی پانی کا نکاس ہونا تھا یہ کام شرائط کے مطابق تسلی بخش طور پر مکمل کیا گیا۔ پچھلے دو سال سے یہ بارشی نالہ صحیح طور پر کام کر رہا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ گڑھی شاہو کا علاقہ نشیب میں واقع ہے اور گلی نمبر 27 بدر دین سٹریٹ انتہائی نشیب میں ہے چونکہ اس علاقہ کی نکاس بارشی نالے میں تکنیکی وجوہ کی بنا پر ممکن نہ تھا لہٰذا ایک عدد ڈسپوزل پمپ نصب کیا گیا اس پر 70 ہزار روپے خرچ ہوئے۔ اس پمپ کی تنصیب سے گڑھی شاہو کے تمام نشیبی علاقے کے بارشی پانی کا اخراج کیا جاتا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ جب لاہور میونسپل کارپوریشن اس علاقے کی نشیبی جگہوں کو اونچا کر دے گی تو بارشی پانی خود بخود علامہ اقبال روڈ نالے کے ذریعے نکاس ہو جایا کرے گا اور پھر اس پمپ کی بھی ضرورت نہیں رہے گی۔

(ج) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ گڑھی شاہو لاہور کا علاقہ انتہائی نشیب میں واقع ہے اور گزشتہ کئی سالوں سے یہاں پر بارش کا پانی کئی کئی دن جمع رہتا تھا جو کہ اب مذکورہ پمپ کی تنصیب اور نالے کی تعمیر کی وجہ سے چند گھنٹوں میں خارج ہو جاتا ہے اگر اس علاقہ کی نشیبی گلیوں کو اونچا کر دیا جائے تو اس مسئلے کا مکمل حل ہو جائے گا۔

(د) یہ تعمیر شدہ بارش نالہ اس وقت تسلی بخش طور پر کام کر رہا ہے اور جن علاقوں سے یہ گزرتا ہے پچھلے سالوں میں ان علاقوں میں بارشی پانی بالکل بھی جمع نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ نصب شدہ پمپ نے بھی اس علاقہ کی خاطر خواہ سہولت پہنچائی ہے لہٰذا کسی قسم کی کارروائی کی ضرورت نہیں ہے۔

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی خدمت اقدس میں یہ عرض کروں گا کہ کیا وہ بتا سکیں گے کہ جس خاص جگہ کے لئے سیوریج پر بتیس لاکھ روپے کا تخمینہ لگایا گیا تھا' کیا اس سیوریج میں اس آبادی کا پانی جا رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (برائے ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ): یہ جس آبادی کے لئے سکیم بنائی گئی ہے اس کا پانی اس میں سے تسلی بخش طور پر خارج ہو رہا ہے۔ جو ایک گلی بقایا رہ گئی ہے اس کے لئے پمپ لگا دیا گیا ہے۔

میاں محمد اسحاق: میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ یہ جو ستر ہزار روپے کا ڈسپوزل پمپ لگایا گیا ہے اگر سیوریج میں اس آبادی کا پانی جا رہا ہے تو اس ڈسپوزل پمپ کے وہاں لگانے کی کیا ضرورت پیش آئی؟

پارلیمانی سیکرٹری (برائے ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ): میں اس ضمن میں یہ عرض کروں گا کہ بدر دین سٹریٹ جو بتائی گئی ہے' بہت زیادہ نشیب میں ہے۔ اس کا پانی اس نالے میں جانا ناممکن ہے۔ اس کے لئے یہ ڈسپوزل پمپ لگایا گیا ہے۔ تاکہ اس آبادی کو بھی یہ سہولت مہیا کی جائے۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا! بتیس لاکھ روپیہ اس سیوریج پر لگایا گیا! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ سیوریج لگانے سے پہلے کیا اس کا سروے کیا گیا تھا جس کے تحت یہ پتا لگ جاتا کہ آیا نشیبی آبادی کا پانی اس سیوریج میں جا سکتا ہے یا نہیں۔ میری اطلاع کے مطابق ڈیپارٹمنٹ نے بتیس لاکھ روپیہ بالکل ضائع کیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ اس کی آپ انکوائری کرائیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! ضمنی سوال کریں۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا' جو جواب دیا گیا ہے یہ بالکل غلط ہے۔ دوبارہ تاکید کریں کہ اس ضمن میں صحیح اطلاع فراہم کریں۔

جناب سپیکر: اس جواب کا کون سا حصہ غلط ہے؟

میاں محمد اسحاق: جناب والا' یہ جو فرما رہے ہیں کہ اس آبادی کا پانی اس سیوریج میں جا رہا ہے میں عرض کروں گا کہ اس آبادی کا پانی اس سیوریج میں نہیں جا رہا۔

جناب سپیکر: تو کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس بات کا جائزہ لیں کہ اتنا روپیہ خرچ ہونے کے باوجود آبادی کا پانی سیوریج میں کیوں نہیں جا رہا؟

میاں محمد اسحاق: بالکل جناب۔ اور یہاں ایوان میں بتایا جائے۔

جناب سپیکر: کیا آپ اس کا جائزہ لینے کے لئے تیار ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (برائے ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ): جو جواب دیا گیا ہے اس کے مطابق اس آبادی کا پانی اس نالے میں جا رہا ہے۔ ایک گلی بہت ہی نشیب میں تھی۔ اس کا پانی اس نالے میں بھیجنا ناممکن ہے۔ اس لئے ہم نے علیحدہ پمپ لگا دیا ہے اور اس کے بعد اس علاقے کو بھی کوئی تکلیف نہیں ہے۔ بارش کا پانی وہاں نہیں رکتا۔ اس کے متعلق کوئی اور اطلاع لینا چاہیں تو وہ بھی ہم بتا دیں گے اور اگر انکوائری کرانا چاہیں تو اس کے لئے بھی ہم حاضر ہیں۔

جناب سپیکر: آپ میاں صاحب کی تسلی کرا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (برائے ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ): بالکل کرا دیں گے۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا' سوال میں ایک خاص گلی کا نام لکھا گیا ہے جس کے لئے یہ سیوریج لگایا گیا تھا۔ سوال یہ ہے کہ ایک گلی نمبر 27 بدر دین سٹریٹ جو گڑھی شاہو میں واقع ہے۔ اور اس آبادی کے گرد و نواح کے لئے اس سارے سیوریج کا تخمینہ لگایا گیا تھا۔ وہاں پر سروے نہیں کیا گیا اور سیوریج بچھا دیا گیا ہے تو میں عرض کروں گا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کے متعلق پوری اطلاع فراہم کریں۔ پہلے اپنی تسلی کر لیں اس آبادی کا پانی اس سیوریج میں نہیں جا رہا۔ یہ اس کے متعلق پوری تحقیق کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری (برائے ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ): میں معزز رکن کی اطلاع کے لئے عرض کردوں کہ یہ غلط ہے کہ یہ نالہ صرف اس گلی کے لئے بنایا گیا تھا۔ یہ تمام آبادی کے لئے بنایا گیا تھا اور تمام آبادی کا پانی اس میں جا رہا ہے سوائے اس ایک بدر دین سٹریٹ کے جو بہت زیادہ نیچے تھی اور اس کا پانی اس میں لانا ناممکن تھا۔ اس لئے وہاں پمپ نصب کر دیا گیا ہے۔ آپ مزید کوئی اطلاع لینا چاہیں تو ہم حاضر ہیں اور ہم اس معاملے میں آپ کی تسلی کریں گے۔

برج اٹاری میں گندے پانی کا نکاس

☆ 229- میاں علی اصغر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ موضع برج اٹاری جو لاہور جڑانوالہ روڈ پر واقع ہے' میں گندے پانی کے نکاس کا کوئی بندوبست نہیں۔ اس کی وجہ سے مکین اور خاص کر بچے ہروقت بیماری کی زد میں رہتے ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت وہاں گندے پانی کے نکاس کا بندوبست کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) حکومت وسائل کے اندر رہتے ہوئے دیہی علاقوں میں آب رسانی و نکاس آب کی سہولتیں فراہم کر رہی ہے۔ ایسے منصوبہ جات کو سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کرنے کے لئے جگہوں کا انتخاب اور ترجیحات کا تعین کرنے کا اختیار ضلعی کونسلوں کو دیا گیا ہے۔ موضع برج اٹاری کو ابھی تک ضلع کونسل شیخوپورہ نے اپنے ترجیحی پروگرام میں شامل نہیں کیا۔ موضع مذکور کے نکاس آب کے منصوبے کو ترجیحی پروگرام میں شامل ہونے کے بعد ہی سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شمولیت کے لئے غور کیا جا سکتا ہے۔

گندے نالے پر نگینہ کالونی (ناصر سکول) کے پاس پل کی تعمیر

☆ 241- راجہ جاوید اخلاص: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گلشن راوی سکیم لاہور کے ساتھ بہنے والے گندے نالے (میاں میر ڈرین) اور اس کے دوسری طرف آبادی' نگینہ کالونی۔ نیو مسلم پارک بابو صابو وغیرہ کے مکینوں کو گندے نالے کے آرپار آمد و رفت کے لئے نصب میل کے قریب بنا ہوا پل گلشن راوی استعمال کرنا پڑتا ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ گلشن راوی سکیم اور دوسری کالونیوں میں واقع تعلیمی اداروں میں حصول تعلیم کے لئے نالے کے آرپار جانے کے لئے نصف میل کا چکر لگانا پڑتا ہے۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ گلشن راوی سکیم میں واقع قبرستان جانے کے لئے بھی ان کالونیوں

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

کے مکینوں کو پل نہ ہونے کی وجہ سے نصف میل کا چکر لگانا پڑتا ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ایل ڈی اے گندے نالے پر گھینہ کالونی (ناصر سکول) کے پاس پل بنانے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) جی ہاں۔

(د) جی ہاں پل کی تعمیر ناگزیر ہے۔ مگر درحقیقت واسا (ایل۔ ڈی۔ اے) کی ذمہ داری صرف میاں میر ڈرین کی دیکھ بھال تک محدود ہے اور یہ مسئلہ ان آبادیوں کے مکینوں کی ٹریفک کا ہے جو کہ کارپوریشن کی حدود میں آتی ہے اس لئے پل اور سڑکوں کی تعمیر لاہور میونسپل کارپوریشن کی ذمہ دار ہے۔ لہٰذا اس پل کی تعمیر کے بارے میں ایک تجویز لاہور میونسپل کارپوریشن کو برائے مناسب کارروائی بھیجی گئی تھی لیکن لاہور میونسپل کارپوریشن نے اس سلسلہ میں معذوری ظاہر کی ہے۔ لیکن ایل ڈی اے نے فیصلہ کیا ہے کہ مفاد عامہ کی خاطر اس پل کی تعمیر از خود کرے۔ اس سلسلہ میں پل کا تخمینہ تیار کر لیا گیا ہے اور اس کی منظوری بھی دے دی گئی ہے۔ یہ پل جلد ہی تعمیر کر لیا جائے گا۔ جس سے علاقہ کی تکالیف رفع ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری (برائے ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ): میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

گوجرانوالہ پیپلز کالونی سکیم نمبر 2 کے مالکان اراضی کو معاوضہ کی ادائیگی

☆ 270- جناب اعجاز احمد چیمہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت پنجاب نے گوجرانوالہ پیپلز کالونی سکیم نمبر 2 کے لئے مالکان اراضی سے زمین حاصل کی ہیں۔ اگر ایسا ہے تو انہیں کس قدر معاوضہ ادا کیا گیا ہے۔ جبکہ حکومت کو ان کی زمینیں حاصل کئے ہوئے پانچ سال سے زائد عرصہ ہو گیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حصول اراضی کے سلسلے میں نوٹیفکیشن کے اجراء کے 90 دن کے اندر اندر معاوضہ ادا کر دیا جاتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو مذکورہ مالکان اراضی کو ابھی تک معاوضہ ادا نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں اور انہیں کب تک معاوضہ ادا کر دیا جائے گا۔ نیز مالکان اراضی کو قواعد کے مطابق متبادل پلاٹ کب تک الاٹ کر دیئے جائیں گے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) گوجرانوالہ رہائشی سکیم نمبر 2 پنجاب لینڈ اکوزیشن ہاؤسنگ ایکٹ مجریہ 1973ء کے نوٹیفکیشن زیر دفعہ 3 - مورخہ 30-8-81 کے تحت 169 ایکڑ اراضی پر مشتمل تھی۔ اس میں 87 ایکڑ 7 کنال کا قبضہ 8-12-81 کو حاصل کیا گیا بقایا رقبہ پر ایک منظور شدہ پرائیویٹ سکیم جسے شادمان کالونی کہتے ہیں اور چند عمارتی ڈھانچے کھڑے ہیں۔ پرائیویٹ سکیم کے مالکان کا مطالبہ ہے کہ ان کی کالونی کو خارج از سکیم کیا جائے۔ معاوضہ ایوارڈ کے اعلان کے 90 دن کے اندر دینا ہوتا ہے لیکن یہ اعلان مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر 9 اکتوبر 1985ء سے پہلے نہیں ہو سکا۔

1- گوجرانوالہ سکیم نمبر 2 میں جو پرائیویٹ کالونی یعنی شادمان کالونی زیر تعمیر ہے اس کے مالکان کا محکمہ ہذا کے ساتھ حصول اراضی کا تصفیہ نہیں ہو سکا۔ گو اس سلسلے میں اب تک بات چیت کے ذریعے بہت سی ناکام کوششیں ہو چکی ہیں۔

2- سکیم کی اراضی پر جو عمارتی ڈھانچے اور چار دیواریاں کھڑی ہیں سکیم میں ان کی (Adjustment) کا معاملہ تاحال طے نہیں ہو سکا۔

3- چونکہ اصل سکیم کے لئے 169 ایکڑ رقبہ حاصل کیا جانا تھا اور ابھی تک صرف 87 ایکڑ 7 کنال پر قبضہ کیا جا سکا تھا اور بقیہ رقبہ کے لئے مندرجہ بالا معاملات پر تصفیہ نہ ہو سکا تھا لہذا معاوضے کا اعلان ابھی تک رکا ہوا تھا لیکن اس تاخیر کو مدنظر رکھتے ہوئے قبضہ شدہ رقبے کا ایوارڈ 9 اکتوبر 1985ء کو جاری کر دیا گیا ہے۔

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

(ب) جی نہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے معاوضہ پنجاب ایکوزیشن ہاؤسنگ ایکٹ مجریہ 1973ء بتاریخ اجرائے ایوارڈ کے 90 دن کے اندر ادا کرنا ہوتا ہے جو کہ مذکورہ بالا وجوہات کی بنا پر ابھی جاری نہیں ہو سکا۔ چونکہ اب ایوارڈ جاری ہو چکا ہے لہٰذا معاوضے کی ادائیگی کا کام اب شروع ہو جائے گا۔ معاوضہ نقد رقم اور پلاٹوں کی شکل میں دیا جا سکتا ہے۔

پنڈ دادن خان شہر میں پانی کی فراہمی

☆ 302- سید حسنات احمد: کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا موصوف اس امر سے آگاہ ہیں کہ مارچ 1985ء میں سوال کنندہ نے گورنر پنجاب سے ملاقات کے دوران پنڈ دادن خان شہر میں پانی کی زبوں حالی کا ذکر کیا تھا۔ جس پر انہوں نے سیکرٹری پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کو حکم دیا تھا کہ وہ خود جا کر حالات کا جائزہ لیں اور سیکرٹری پبلک ہیلتھ انجینئرنگ مع دیگر افسران موقع پر تشریف لے گئے اور ایک جامع رپورٹ ارسال کی۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ رپورٹ کی روشنی میں اب تک کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے۔ اگر ابھی تک کچھ نہیں کیا گیا تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) جی ہاں۔

(ب) ایک سکیم برائے فراہمی آب پنڈ دادن خان (Phesa-III) بنائی گئی ہے جس کا تخمینہ 42.65 لاکھ روپے ہے۔ یہ سکیم 20 گیلن فی کس روزانہ پانی دے گی۔ اس کے لئے فنڈ مہیا کرنے کا معاملہ حکومت کے زیر غور ہے اور عنقریب تمام ایم۔ پی۔ اے صاحبان کی تجاویز موصول ہونے پر اس کے بارے میں فیصلہ ہو جائے گا۔

محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے پلاٹوں پر تعمیر شدہ مساجد کی قیمت کی معافی

☆ 352- جناب محمد رفیق: کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے پلاٹوں پر بغیر الاٹمنٹ کے جو مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔ ان مساجد کی ضلع وار تفصیل مع رقبہ ایوان میں پیش کی جائے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ایسی جن مساجد کی الاٹمنٹ کے کیس محکمہ کے زیر غور ہیں ان

مساجد کے نام اور ان کے کیسوں کی صورت حال کیا ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان مساجد کی قانونی حیثیت بحال کرنے کے لئے بغیر الاٹمنٹ کے تعمیر شدہ مساجد کے پلاٹ بغیر قیمت کے ان مساجد کے نام الاٹ کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ:

(الف) بغیر الاٹمنٹ کے تعمیر شدہ مسجد کی ضلع وار تفصیلی فہرست بمعہ رقبہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) اس کا جواب بھی تفصیلی فہرست کی صورت میں ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) حکومت پنجاب کی ہدایات کے مطابق مساجد کے لئے مخصوص کردہ پلاٹوں کی الاٹمنٹ متعلقہ ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی کے دائرہ اختیار میں ہے اور ان کو ان کے بارے ضروری کارروائی جلد کرنے کی تاکید کر دی گئی ہے مساجد کی الاٹمنٹ مروجہ قواعد (ایم۔ ایل۔ آئی۔ 23) کے مطابق حکومت کی مقرر شدہ قیمت پر کی جاتی ہے۔

حکومت اب اس مسئلے پر غور کر رہی ہے کہ آیا 1977ء سے پہلے کی حالت بحال کر دی جائے۔ ایک اسلامی مملکت میں امن مسلمہ کے لئے عبادت کی جگہ کے لئے بلا معاوضہ جگہ مہیا کرنا ایک احسن قدم ہو گا۔ صوبائی حکومت نے محکمہ منصوبہ بندی کو ہدایت کی ہوئی ہے کہ وہ مفاد عامہ کی عمارتوں کے لئے مختص قطعات کی موجودہ پالیسی پر اپنی سفارشات مرتب کرے۔ اب محکمہ ہذا کو ہدایت کر دی جائے گی کہ وہ رہائشی سکیموں میں مساجد کے لئے مختص زمین کو بلا معاوضہ دینے کی تجویز پر بھی غور کر کے اپنی مکمل سفارشات کابینہ کے سامنے پیش کریں۔

واٹر سپلائی سکیم سسرال کی تکمیل

☆ 377- راجہ جاوید اخلاص: کیا وزیراعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل گوجر خان میں واٹر سپلائی سکیم سسرال کو نامکمل چھوڑ دیا گیا ہے۔ مزید برآں ٹیوب ویل کے لئے ایک ہارس پاور کی موٹر فراہم کی گئی ہے۔ جو کہ گاؤں میں فراہمی آب کی ضرورت کے لئے قطعی طور پر ناکافی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس سکیم کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لئے کوئی اقدامات کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) منصوبہ آب رسانی سسرال تحصیل گوجر خان 2.50 لاکھ روپے کی لاگت سے محکمہ تعمیرات صحت عامہ نے سال 83-1982ء میں مکمل کیا یہ Modest Water Supply Scheme تھی جس کے تحت پہلے سے موجود کنویں پر تین تین ہارس پاور کے 2 عدد پمپ اور موٹر لگائے گئے۔ کنویں سے گاؤں تک 6700 فٹ لمبی پائپ لائن بچھا کر 6 عدد اجتماعی پانی کے نلوں سے منسلک کیا گیا اس منصوبہ میں بالائی مخزن آب کی تعمیر شامل نہ تھی اس لئے ایسی ٹینکی بنانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا منصوبہ مذکورہ کو تکمیل کے بعد محکمہ اسے اکتوبر 1984ء تک چلاتا رہا۔ کنویں سے روزانہ 12,700 گیلن پانی مہیا ہوا ہے جو کہ گاؤں کی تقریباً 1500 کی آبادی کے لئے کافی ہے اس کے بعد سکیم کو مزید چلانے اور دیکھ بھال کے لئے یونین کونسل کے سپرد 1984ء میں کر دیا گیا۔ یونین کونسل نے اپنے کونسلر حاجی شیر زمان مرزا صاحب کو سکیم کی دیکھ بھال کے لئے ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔

سکیم یونین کونسل کی نگرانی میں صحیح کام کر رہی ہے اور مندرجہ ذیل گاؤں کو پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔

1- بھوسہ موھڑا

2- موہڑا کیال

3- موہڑا سلال

کونسل نے 51 گھروں کو بھی پانی کے کنکشن دیئے ہیں جہاں سے 15 روپے ماہوار فی کنکشن آمدنی ہے ایک جزو وقتی پمپ ڈرائیور بھی ملازم رکھا ہے سکیم کے چلانے کے تمام اخراجات اس آمدنی سے پورے کئے جاتے ہیں۔

(ب) جیسا کہ جزو الف میں بیان کیا گیا ہے منصوبہ سال 83-1982ء میں مکمل کیا جا چکا ہے۔

گلی نمبر1 برکت پارک غازی آباد لاہور میں پانی کی فراہمی

☆ 391- میاں شہاب الدین اویسی: کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ غازی آباد لاہور کی آبادی تقریباً دو لاکھ نفوس پر مشتمل ہے اور

حکومت کی جانب سے اس علاقہ کے بیشتر حصوں میں پانی کے نل بچھائے جا چکے ہیں۔ لیکن اس علاقہ میں واقع برکت پارک میں کھوئی والی گلی نمبر1 سے ملحقہ مغربی جانب والی گلی کے ایک حصے کو اس سے محروم رکھا گیا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو آیا حکومت مذکورہ گلی میں بھی پانی کے نل بچھانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیراعلیٰ:

(الف) جی ہاں۔

(ب) امر واقعہ یہ ہے کہ غازی آباد کا علاقہ چند سالوں میں تیزی سے آباد ہو رہا ہے اکثر علاقے میں پانی کی پائپ لائن بچھائی جا چکی ہے۔ کھوئی والی گلی نمبر1 اور اس سے ملحقہ مغرب کی جانب والی گلی کو اگلے منصوبے میں شامل کر لیا گیا ہے۔ اس پروگرام کی منظوری کے بعد وہاں پانی کی پائپ لائن بچھا دی جائے گی۔

پلاٹوں کی الاٹمنٹ میں بے قاعدگی

☆ 404- جناب عبدالرشید: کیا وزیراعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پیپلز کالونی گوجرانوالہ میں کم آمدنی والے لوگوں کے لئے مخصوص کردہ 5 ,10 اور 20 مرلہ کے ایسے پلاٹوں کی تعداد اور ان کے الاٹیوں کے نام کیا ہیں۔ جن کے پلاٹوں کا رقبہ بلاک کے کونے پر ہونے یا کسی اور وجہ سے مجوزہ رقبہ سے زیادہ ہے۔

(ب) ایسے کیسوں کی تعداد اور الاٹیوں کے نام کیا ہیں۔ جنہیں ضلعی ہاؤسنگ کمیٹی یا حکومت کی جانب سے زائد رقبہ کی الاٹمنٹ کی اجازت دے رکھی ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ بعض الاٹیوں کو الاٹ شدہ پلاٹ سے ملحقہ زائد رقبہ ضلعی ہاؤسنگ کمیٹی یا حکومت کی پیشگی اجازت کے بغیر بلا معاوضہ دے رکھا ہے۔

(د) اگر جزو (ج) اور (د) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کالونی میں کم آمدنی والے لوگوں کے لئے مخصوص کردہ پلاٹوں کی تفصیل اور الاٹیوں کے نام ایوان میں پیش کرے گی۔ نیز پلاٹوں سے ملحقہ وہ زائد رقبہ جو ضلعی الاٹمنٹ کمیٹی یا حکومت کی پیشگی اجازت کے بغیر بلا معاوضہ مقررہ شرح یا مارکیٹ ریٹ کے مطابق وصول کی گئی قیمت میں تفاوت کا سبب بنا ہے۔

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

تحقیقات کرنے اور ذمہ دار اہلکاران کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) ایسے تمام پلاٹوں کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تعداد بلحاظ رقبہ درج ذیل ہے۔

5 مرلہ کے پلاٹ	=	130
10 مرلہ کے پلاٹ	=	68
20 مرلہ کے پلاٹ	=	28
میزان	=	226

(ب) مذکورہ فہرست میں ایسے الاٹیوں کے نام موجود ہیں۔

(ج) تاہنوز کسی پلاٹ کے اضافی رقبے کی قیمت مارکیٹ ریٹ پر وصول نہیں کی گئی ہے۔ ایک پلاٹ کے اضافی رقبہ پر مارکیٹ ریٹ لگایا گیا تھا۔ لیکن وہ حکم واپس لیا جا چکا ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔

(ہ) مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں مزید کارروائی کی ضرورت نہیں ہے۔

پلاٹوں کی غیر قانونی الاٹمنٹ

☆ 405- جناب عبدالرشید: کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جیلز کالونی گوجرانوالہ میں پلاٹ نمبر 37 اور 43 سی ایم ایکس کے/اے ڈی ایس کا رقبہ ایک کنال سے زائد ہے حالانکہ پلاٹ نمبر 37 کونے کا پلاٹ ہے جبکہ نمبر 43 کونے پر واقع نہیں ہے اور نہ ہی نقشہ میں اسے سائیڈ پلاٹ ظاہر کیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پلاٹ کے رقبہ سے زائد رقبہ کی منظوری اور قیمت کا تعین ضلعی الاٹمنٹ کمیٹی یا حکومت کرتی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ زائد رقبہ کی قیمت مقرر کرنے میں دو پیمانے استعمال کیے گئے ہیں۔ یعنی پلاٹ نمبر 37 کا مارکیٹ ریٹ اور پلاٹ نمبر 43 کا عام ریٹ لگایا گیا ہے۔

(د) اگر جزو (الف) تا (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا کالونی میں ان پلاٹوں

کی تعداد بتانے کو تیار ہے جن کا رقبہ الاٹ شدہ رقبہ سے زائد ہے۔ نیز زائد رقبہ کی قیمت میں تفاوت اور ضلعی الاٹمنٹ کمیٹی یا حکومت کی اجازت کے بغیر زائد رقبہ کی غیر قانونی الاٹمنٹ کے ذمہ دار اہلکاران کے خلاف ضابطہ کی خلاف ورزی پر تحقیقات کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیراعلیٰ:

(الف) جس پٹی میں پلاٹ نمبر 37 اور 43 واقع ہیں۔ وہ پٹی چار پلاٹوں پر مشتمل ہے۔ جن کے نمبران 37, 39, 41 اور 43 ہیں۔ پلاٹ نمبر 39 اور 41 کے الاٹیوں نے مقررہ رقبہ قبول کیا ہے۔ لہٰذا بقایا رقبہ پلاٹ نمبر 37 اور 43 میں ہی شامل کیا جاتا تھا۔ پلاٹ نمبر 43 کونے کا پلاٹ نہ ہونے کے باوجود درحقیقت اس پٹی کے جنوبی مقام اختتام پر واقع ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ الاٹ شدہ رقبہ سے زائد رقبہ صرف اس صورت میں کسی پلاٹ کے ساتھ شامل ہوتا ہے۔ جب سکیم کا پلاٹ بناتے ہوئے (Category) کے رقبہ کے پلاٹ بنانے میں کچھ رقبہ کم یا زائد ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں عام طور پر کونے پر واقع پلاٹوں کو کچھ زائد رقبہ مل جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب الاٹمنٹ کا حکم جاری کر دیا جاتا ہے تو الاٹی اس شرط کا پابند ہوتا ہے کہ وہ موقع پر پیمائش کے مطابق رقبہ کی قیمت ادا کرے گا۔ اس الاٹمنٹ کا افسر مجاز ڈپٹی ڈائریکٹر ہوتا ہے۔ سکیم کے تمام ایسے پلاٹوں کی قیمت کی منظوری جو بذریعہ الاٹمنٹ دیئے جاتے ہیں۔ حکومت دیتی ہے۔

(ج) زائد رقبہ کی قیمت مقررہ قیمت کے مطابق ہی وصول کی جاتی ہے 37 نمبر پلاٹ کے متعلق مارکیٹ ریٹ وصول کرنے کے احکامات واپس لئے جا چکے ہیں۔

(د) اضافی رقبہ رکھنے والے پلاٹوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

5 مرلے کے پلاٹ	10 مرلے کے پلاٹ	20 مرلے کے پلاٹ
139	68	228

حقائق کے مدنظر جزو (الف، ب، ج) میں درج ہے کسی اہلکار کا قصور نہیں ہے۔

داتا نگر اوور ہیڈ برج کی تعمیر

☆ 408- میاں محمود احمد: کیا وزیراعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

(الف) داتا نگر اوور ہیڈ برج جو علاقہ کا عظیم منصوبہ ہے' کا تعمیری کام کن وجوہات کی بناء پر ابھی تک پایہ تکمیل کو نہیں پہنچا نیز اس سے متاثرہ لوگوں کے لئے کیا متبادل رہائشی انتظامات کئے گئے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ داتا نگر کی چھپڑ والی آبادی جو کہ تمام کی تمام اوور ہیڈ برج کی زد میں آتی ہے' کے مکین متبادل جگہ نہ ملنے کی وجہ سے ذہنی طور پر سخت پریشان ہیں۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت مذکورہ مکینوں کو متبادل جگہ دینے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) داتا نگر اوور ہیڈ برج کی (ECNIC) میں منظوری مورخہ 24-1-85 کو دی گئی اور انتظامی منظوری 10-2-85 کو دی گئی تھی۔ اس پر کل لاگت چھ کروڑ ستانوے لاکھ روپے آئے گی۔ تاحال اس پل پر دو کروڑ پچیس لاکھ کی لاگت کا کام کیا جا چکا ہے۔ پل کی تعمیر کا کام تیزی سے جاری ہے اور انشاء اللہ 31-12-86 تک مکمل ہو جائے گا۔ چونکہ متاثرہ لوگوں کی ناجائز تعمیرات مرکزی حکومت (پاکستان ریلویز) کی اراضی پر ہیں اس لئے انہیں متبادل جگہ دینے سے قبل محکمہ مزکور سے یہ اراضی پٹہ پر حاصل کی جا رہی ہے۔

(ب) ایل ڈی اے ان لوگوں کو متبادل جگہ دینے کو تیار ہے مگر یہ اس وقت تک ممکن نہ ہے جب تک مرکزی حکومت پاکستان ریلویز اس زمین کے حقوق با ضابطہ طور پر ایل ڈی اے کو منتقل نہ کرے جس کے لئے پیش رفت جاری ہے اور امید ہے یہ زمین جلد ہی حاصل کر لی جائے گی۔

شارع قائداعظم لاہور پر کارپیٹنگ

☆476- حاجی مقصود احمد بٹ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ شارع قائداعظم (سابقہ مال روڈ) لاہور کی عمدہ ترین سڑک ہے اس پر دوبارہ کارپیٹنگ کی ضرورت کیوں پیش آئی جبکہ اس کی حالت قبل ازیں بھی قابل رشک تھی۔

(ب) شارع قائداعظم پر دوبارہ کارپیٹنگ کے مفصل اخراجات کیا ہیں؟

(ج) نیز یہ بھی بتایا جائے کہ 85-1984ء میں لاہور شہر کی کتنی سڑکیں نئے سرے سے تعمیر ہوئیں اور ان سڑکوں پر کیا لاگت آئی اور تمام سڑکوں کے تمام نام بتلائے جائیں؟

وزیر اعلیٰ:

یہ حقیقت ہے کہ شارع قائداعظم لاہور کی اہم ترین سڑک ہے۔ اس سڑک پر 16 سال پہلے کارپیٹنگ ہوئی۔ سڑک پر جا بجا چھوٹے چھوٹے گڑھے اور دراڑیں پڑنا شروع ہو گئی تھیں۔ اس لئے گڑھے پر کرنا اور دراڑیں پڑنا شروع ہو گئی تھیں۔ اس لئے گڑھے پر کرنا اور دراڑیں بھرنے اور سطح کو ہموار کرنے کے لئے کارپیٹنگ ناگزیر ہو گئی تھی۔

(ب) شارع قائداعظم پر واقع ٹوشن مارکیٹ سے فیصل چوک تک کارپیٹنگ کی گئی ہے۔ جس پر تیس لاکھ خرچ آئے ہیں۔ یہ رقم لاہور میونسپل کارپوریشن نے مہیا کی ہے۔

85-1984ء میں ایل ڈی اے نے مندرجہ ذیل سڑکوں کی مرمت اور کارپیٹنگ کی ہے۔ جن کی رقم لاہور میونسپل کارپوریشن نے مہیا کی ہے۔

1- گرومانگٹ روڈ (سیدن اپ فیکٹری روڈ)	40 لاکھ روپے
2- میکلوڈ روڈ (لکشمی چوک سے آسٹریلیا چوک تک)	46 لاکھ روپے
3- آف میکلوڈ روڈ نزد گارڈی ٹرسٹ بلڈنگ	7 لاکھ 50 ہزار روپے
4- ہال روڈ	8 لاکھ 50 ہزار روپے
5- سمن آباد از نیا مزنگ تا دوسرا گول چکر بطرف پکی ٹھٹھی	9 لاکھ 50 ہزار روپے
6- فلیمنگ روڈ از لاہور ہوٹل تا سرکلر روڈ	9 لاکھ روپے
7- عامر روڈ شاد باغ	12 لاکھ روپے
میزانیہ =	132 لاکھ 50 ہزار روپے

لاہور میونسپل کارپوریشن نے ان سڑکوں کے علاوہ اور سڑکیں بھی مرمت اور کارپٹ کی ہیں۔

ابوبکر سٹریٹ لاہور میں گٹر کی تعمیر

☆ 511- **چودھری محمد اصغر:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ نیو شالیمار روڈ لاہور کی تمام گلیوں میں ماسوائے ابوبکر سٹریٹ کے گندے پانی کی نکاسی کے لئے گٹر ڈال دیئے گئے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ کالونی کی ابوبکر سٹریٹ میں گٹر ڈالنے کی منظوری دی جا چکی

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ہے۔ مگر ابھی تک وہاں گٹر نہیں ڈالے گئے جس کی وجہ سے اس گلی میں گندگی پھیلی ہوئی ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ابوبکر سٹریٹ میں گٹر کب تک بچھانے کو تیار ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ نیو شالیمار روڈ پر واقعہ اکثر گلیوں میں واسا۔ ایل۔ ڈی۔ اے نے اپنے دوسرے منصوبے 83-1976ء کے تحت سیور لگایا تھا جبکہ اس سے ملحقہ گلیوں میں لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت سیور لگایا تھا۔ اسی علاقہ کی مزید چند گلیوں میں ابھی سیور نہیں لگایا گیا کیونکہ اس جگہ ابھی مکان زیر تعمیر ہیں۔

(ب) یہ درست نہیں کہ ابوبکر سٹریٹ میں گٹر ڈالنے کی منظوری ہو چکی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ واسا سیور لگانے کا کام حکومت کی طرف سے مہیا کردہ سرمائے سے مرحلہ وار انجام دیتا ہے اور یہ سرمایہ قرضہ کی شکل میں دیا جاتا ہے۔ ابوبکر سٹریٹ حال ہی میں تعمیر ہوئی ہے لہٰذا واسا نے اپنے تیسرے منصوبے میں اس کو شامل کر لیا ہے۔ جوں ہی حکومت سے رقم مہیا ہوئی اس گلی میں سیور ڈال دیا جائے گا۔

(ج) ایک سروے کے مطابق لاہور شہر کی سینکڑوں گلیوں میں ابھی سیور درکار ہے جس پر تقریباً" چوبیس کروڑ روپے لاگت کا تخمینہ لگایا گیا ہے واسا اس سلسلہ میں ایک منصوبہ عظیم تر لاہور آب رسانی اور نکاسی آب کے منصوبے کے تیسرے مرحلہ کی صورت میں تشکیل دے کر حکومت کو منظوری کے لئے ارسال کر رہا ہے۔ اس منصوبہ کی منظوری ملتے ہی لاہور کی دیگر گلیوں کے ساتھ ابوبکر سٹریٹ میں بھی سیور کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

گوجرانوالہ میں پیپلز کالونی نمبر 2 کے مالکان اراضی کو تسویہ/استثناء کے طور پر پلاٹ دینا

☆ 558- جناب عثمان ابراہیم: کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گوجرانوالہ میں پیپلز کالونی نمبر 2 کی سکیم کو حتمی شکل دے دی گئی ہے اگر ایسا ہے تو کب اور مالکانہ اراضی کو رقبہ کے تسویہ/استثناء کے طور پر پلاٹ دینے کے

بارے میں حکومت کی پالیسی کیا ہے۔

(ب) کیا مذکورہ بالا سکیم سے متاثرہ سابق مالکان اراضی کے سلسلہ میں بھی یہی پالیسی اختیار کی گئی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس پالیسی سے صرف چند خوش قسمت لوگ ہی مستفید ہوئے ہیں اور باقی کثیر تعداد کو نظرانداز کر دیا گیا ہے جو ابھی تک اپنے مقدمات کے جلد تصفیہ کے لئے کوشاں ہیں؟

وزیراعلیٰ:

(الف) پیپلز کالونی نمبر 2-169 - ایکڑ پر مشتمل ہے اس میں سے صرف 87 ایکڑ اور 7 کنال پر قبضہ حاصل کیا گیا ہے اور اب زیر دفعات 6 اور 13 ہاؤسنگ ایکٹ 1973ء باقی رقبے کے لئے نوٹیفیکیشن جاری کرنے کے احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں امید ہے کہ متعلقہ مالکان اراضی کے ساتھ ایسے تمام امور پر حتمی فیصلہ ہو سکے گا جو ابھی تک تصفیہ طلب رہے ہیں۔ اس سکیم کے تمام معاملات کا فیصلہ مروجہ قانون کے مطابق ہو گا۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) یہ درست نہیں ہے۔ تمام مالکان اراضی کو ان کے رقبہ کے تسویہ/استثناء کے طور پر پلاٹ مارشل لاء ہدایت نمبر 23 کے مطابق دیئے جائیں گے۔

گڑھی شاہو لاہور میں اوور ہیڈ پل کی تعمیر

☆ 594- **جناب میاں محمد اسحاق:** کیا وزیراعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گڑھی شاہو لاہور میں واقع اوور ہیڈ پل کی تعمیر نو کے سلسلے میں 1984-85 کے بجٹ میں ایک کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی تھی مگر اس سلسلے میں ابھی تک کوئی کام یا پیش رفت نہیں ہوئی۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ سال رواں کے بجٹ میں بھی اس مد میں ایک کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے مگر تین ماہ گزرنے کے باوجود اس ضمن میں کسی پیش رفت کے آثار نظر نہیں آئے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس تاخیر کی کیا وجوہ ہیں اور کیا حکومت مذکورہ

پل کی تعمیر شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ حقیقت ہے کہ 85-1984ء میں گڑھی شاہو اوور ہیڈ پل کی تعمیر کے لئے ایک کروڑ روپے مختص ہوئے تھے اور اس منصوبے پر کام شروع نہ ہو سکا۔

(ب) یہ حقیقت ہے کہ سال رواں میں بھی ایک کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ مگر اس منصوبے پر تا حال کام شروع نہیں ہو سکا۔

(ج) اس منصوبہ کو سی ڈی ڈبلیو پی نے اپنے اجلاس منعقدہ 22 اکتوبر 1985ء منظور کر لیا ہے۔ اب یہ معاملہ قومی اقتصادی کونسل کی ایگزیکٹو کمیٹی برائے حتمی منظوری پیش ہو گا۔ جہاں سے منظوری کے بعد اس پر کام شروع ہو جائے گا۔ توقع کی جاتی ہے کہ سال رواں کے اختتام تک مختص شدہ رقم خرچ کر لی جائے گی۔ وفاقی حکومت سے متوقع منظوری کے بارے میں درخواست کی جا چکی ہے۔ تاکہ قومی اقتصادی کونسل کی ایگزیکٹو کمیٹی کی حتمی منظوری کی امید پر منصوبہ پر کام شروع کیا جا سکے اور رقم خرچ کی جا سکے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

20- جناب نثار احمد ملک: کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے کی سکیموں میں پلاٹ کی ایگزیمپشن کے لئے 30 اپریل 1979ء کے بعد کی درخواستوں کے مالکان کو پلاٹ کے حق سے محروم کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ ایکٹ میں ایسا نہیں ہے کیونکہ اصل مالکان جن کی اراضی زیر آمد کی گئی تھی ان کو صرف ایک پلاٹ 10 مرلہ گلشن راوی سکیم میں حاصل کرنے کا استحقاق حاصل تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایل ڈی اے کے ملازمین ملی بھگت سے بعض مالکان کو ناجائز تعمیر کی اجازت دے کر بعد میں اس پلاٹ پر زیر آمد کی تاریخ سے پہلے کا قبضہ دکھا کر اراضی کے مالک کو ایگزیمپٹ کر دیا جاتا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے مولانا شوکت علی روڈ لاہور جو کہ 120 فٹ چوڑی ہے اس پر 1984ء و 1985ء کے دوران کچی حویلیاں بن گئی ہیں حلقہ نمبر 63 کے کونسلر ملک محمد بلال نے 5/6 کنال کے رقبہ پر ایک کوٹھی تعمیر کر لی ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ مالکان اراضی کو ایگزیمپٹڈ پلاٹ دینے' ایل ڈی اے کے وہ ملازمین جو اس دھاندلی کے مرتکب ہوئے ان کی خلاف کارروائی کرنے اور مذکورہ کونسلر کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ درخواستوں کی وصولی کی آخری تاریخ 30 اپریل 1979ء تھی۔ مگر ایسے مالکان اراضی جن کا نام ایوارڈ میں شامل ہے مگر وہ ناگزیر وجوہ کی بناء پر بروقت درخواست داخل نہ کرا سکے ان کی درخواست اب بھی زیر غور لائی جا سکتی ہیں۔ بشرطیکہ وہ تاخیر کی معقول وضاحت معہ ثبوت شہادت پیش کریں۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ رقبہ زیر آمد کی منتقلی بحق ایل۔ ڈی۔ اے ہونے کے بعد تاریخ میں رد و بدل نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ ناجائز تعمیر اگر کی جائے تو کارروائی مساری عمل میں لائی جاتی ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ 1984 - 1985ء کے دوران کوئی حویلی تعمیر نہیں ہوئی۔

(د) سوال کے پہلے حصے کا جواب (الف) میں دیا جا چکا ہے۔

کارروائی قبضہ کے ضمن میں صرف انہی ملازمین کے خلاف کارروائی کی جا سکتی ہے جن پر دھاندلی کے الزامات کا واضح ثبوت دستیاب ہو سکے فی الحال اس سوال کا جواب نفی میں ہے۔

چک نمبر263/ آر بی میں پانی کے لئے بڑی ٹینکی

33- سردار دلدار احمد چیمہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 263/ آر بی ڈجکوٹ کی آبادی تقریباً 25000 نفوس پر مشتمل ہے اور پینے کے لئے پانی کی فراہمی کے لئے پرانی اور چھوٹی ٹینکی ہے جو کہ علاقہ کے عوام کو پینے کا پانی فراہم کرنے کے لئے ناکافی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اہلیان علاقہ کی ضرورت کے پیش نظر مذکورہ چک میں ایک بڑی ٹینکی تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) دیکھی آب رسانی منصوبہ ڈجکوٹ ضلع فیصل آباد سال 79-1978ء میں 16 لاکھ روپے کی لاگت سے مکمل کیا گیا۔ اس کے تحت سوائے مشرقی حصہ کے جو کہ سڑک کے دوسری جانب ہے۔ تمام قصبہ کو پانی دستیاب کیا گیا ہے۔ منصوبہ مذکور کو دو سال چلانے کے بعد 1981ء میں ٹاؤن کمیٹی کے حوالے کر دیا گیا ڈجکوٹ کو ٹاؤن کمیٹی کا درجہ حاصل ہو چکا ہے اور موجودہ منصوبہ آج کل کی تقریباً 15 ہزار کی آبادی کے لئے ناکافی ہے۔

(ب) اہالیان قصبہ کی ضرورت کے پیش نظر محکمہ تعمیرات صحت عامہ نے توسیعی منصوبہ آب رسانی ڈجکوٹ 24,90,000 روپے کا تیار کیا ہے۔ جس میں گوگیرہ برانچ پر ٹیوب ویل کی تنصیب 20,000 گیلن حجم کا بالائی مخزن آب اور پائپ لائن وغیرہ شامل ہے۔

اگر ٹاؤن کمیٹی اپنے حصہ کی رقم محکمہ کے پاس جمع کرا دے تو نمونہ منصوبہ کو سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کرنے پر غور کیا جائے گا۔

شاہ رکن عالم ہاؤسنگ سکیم ملتان میں سیوریج کی تعمیر

42- میاں مختار احمد شیخ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملتان ترقیاتی ادارہ نے شاہ رکن عالم ہاؤسنگ سکیم میں سیوریج بچھانے کے لئے تقریباً ایک کروڑ روپے کے ٹینڈرز طلب کئے تھے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو شیڈول ریٹ اور ٹینڈر ریٹ میں کیا فرق تھا اگر جواب اثبات میں ہے تو شیڈول ریٹ اور ٹینڈر ریٹ میں کیا فرق تھا اگر جواب نفی میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ملتان ترقیاتی ادارہ نے شاہ رکن عالم ہاؤسنگ سکیموں میں سیوریج بچھانے کے لئے مزید ٹینڈر طلب کئے بغیر سکیم کی مالیت ایک کروڑ روپے سے بڑھا کر تقریباً دس کروڑ روپے تک کر دی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو ملتان ترقیاتی ادارہ ملتان کے افسران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے اور شیڈول ریٹ اور سکیم کی اضافہ شدہ مالیت میں کتنا فرق ہے اور اگر جواب نفی میں ہے تو اصل صورت حال کیا ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) درست ہے کہ ملتان ترقیاتی ادارہ نے رہائشی سکیم شاہ رکن عالم حصہ دوئم و نیو شاہ شمسی

میں ترقیاتی کام شروع کئے ہیں تاکہ عوام کو رہائشی پلاٹ مہیا کئے جا سکیں۔
رہائشی سکیم شاہ رکن عالم حصہ دوم میں سیوریج بچھانے کا منظور شدہ تخمینہ لاگت مندرجہ ذیل ہیں۔

مرحلہ اول = 75.10 لاکھ

مرحلہ دوم = 86.46 لاکھ

ہر قسم کے تعمیراتی کاموں کے شیڈول ریٹ حکومت پنجاب کے منظور شدہ سی۔ ایس۔ آر 1979ء میں دیئے گئے ہیں۔ اس شیڈول میں دیئے گئے ریٹ کے مطابق اور منظور شدہ پریمیم (Premium) وغیرہ شامل کرنے کے بعد سیوریج بچھانے کے کاموں کے ٹھیکے 70.2 فی صدی زائد از شیڈول تک دے جا سکتے ہیں۔
رہائشی سکیم شاہ رکن عالم اور رہائشی سکیم نیو شاہ شمس میں سیوریج بچھانے کے ٹھیکے 70 فیصدی زائد از شیڈول پر ہوئے ہیں جو کہ منظور شدہ حد سے کم ہیں اس لئے سیوریج بچھانے کے ریٹ درست ہیں۔

(ب) ہاؤسنگ سکیم شاہ رکن عالم حصہ دوم میں سیوریج بچھانے کی رقم ایک کروڑ روپے سے بڑھا کر دس کروڑ روپیہ نہیں کی گئی۔ اس سکیم میں سیوریج بچھانے کے کاموں پر صرف ہونے والی صحیح تخمینہ لاگت حصہ الف میں اوپر دی جا چکی ہے۔ سیوریج بچھانے کا کام اس تخمینہ لاگت کے اندر مکمل ہو گا اور کام کے اختتام پر کوئی اگر اضافہ یا تخفیف ہوئی وہ صرف چند لاکھ روپے کے اندر ہو گی۔

شاہ رکن عالم رہائشی سکیم ملتان کے نکاس آب کا منصوبہ

56- حاجی محمد بوٹا: کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:
(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ترقیاتی ادارہ ملتان نے شاہ رکن عالم رہائشی سکیم کے منصوبہ نکاس آب کے لئے تقریباً ایک کروڑ روپے کے ٹینڈر طلب کئے تھے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو شیڈول کی شرح اور ٹینڈر کی شرح میں کتنا فرق تھا اور اگر جواب نفی میں ہو تو اس کی کیا وجوہ ہیں۔
(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ترقیاتی ادارہ ملتان نے شاہ رکن عالم رہائشی سکیم کے نکاس آب کے منصوبہ کی رقم ٹینڈر طلب کئے بغیر ایک کروڑ روپے سے (بتدریج) بڑھا کر دس کروڑ روپے

تک کر دی ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ٹینڈر کی رقم میں اضافہ کی کیا وجوہ ہیں اور کیا حکومت متعلقہ افسران کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ ملتان ترقیاتی ادارہ نے رہائشی سکیم شاہ رکن عالم حصہ دوئم نیو شاہ شمس میں ترقیاتی کام شروع کئے ہیں تاکہ عوام کو رہائشی پلاٹ مہیا کئے جا سکیں۔

رہائشی سکیم شاہ رکن عالم حصہ دوم میں سیوریج بچھانے کا منظور شدہ تخمینہ۔ لاگت مندرجہ ذیل ہیں۔

مرحلہ اول 75.01 لاکھ

مرحلہ دوم 86.46 لاکھ

ہر قسم کے تعمیراتی کاموں کے شیڈول ریٹ حکومت پنجاب کے منظور شدہ سی ایس آر 1979ء میں دیئے گئے ہیں۔ اس شیڈول میں دیئے گئے ریٹ کے مطابق اور منظور شدہ پریمیم Premium وغیرہ شامل کرنے کے بعد سیوریج بچھانے کے کاموں کے ٹھیکے 70.2 فیصدی زائد از شیڈول تک دیئے جا سکتے ہیں۔

رہائشی سکیم شاہ رکن عالم اور رہائشی سکیم نو شاہ شمس میں سیوریج بچھانے کے ٹھیکے 70 فیصدی زائد پر شیڈول پر ہوئے ہیں جو کہ منظور شدہ حد سے کم ہیں اس لئے سیوریج بچھانے کے ریٹ درست ہیں۔

(ب) ہاؤسنگ سکیم شاہ رکن عالم حصہ دوم میں سیوریج بچھانے کی رقم ایک کروڑ روپے سے بڑھا کر 10 کروڑ روپے نہیں کی گئی۔ اس سکیم میں سیور بچھانے کے کاموں پر صرف ہونے والی صحیح تخمینہ لاگت حصہ الف میں اوپر دی جا چکی ہے۔ سیوریج بچھانے کا کام اس تخمینہ لاگت کے اندر مکمل ہو گا اور کام کے اختتام پر کوئی اگر اضافہ یا تخفیف ہوئی وہ صرف چند لاکھ روپے کے اندر ہو گی۔

تحریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: تحریک ہائے استحقاق اور تحاریک التوائے کار کو لے لیں ان پہ کافی وقت لگے گا اور یہ رہ جائیں گی اس کے بعد لے لیتے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: درست ہے۔

جناب سپیکر: یہ چودھری محمد رفیق صاحب کی طرف سے تحریک استحقاق ہے۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو اتوار تک کے لئے غالباً 23 فروری ہے موخر کر دیا جائے۔ کیونکہ مجھے متعلقہ ادارہ سے کچھ facts & figures اس تحریک کی support کے لئے درکار ہیں۔ اس لئے میں استدعا کرتا ہوں کہ اسکو موخر فرما کر ممنون فرمائیں۔

جناب سپیکر: بالکل درست جناب۔ آپ کے ارشاد گرامی کی تعمیل کر دی گئی ہے۔

چودھری محمد رفیق: شکریہ۔

جناب سپیکر: میاں محمد اسحاق صاحب کی تحریک التوائے کار ہے یہ نمبر 2 ہے اس پر وزیر قانون صاحب نے کچھ ارشاد فرما رہے تھے۔ یہ ابھی پینڈنگ ہے اور فاضل رکن ان کی Statement سے مطمئن نہیں ہو رہے تھے۔

وزیر قانون: میں اس بارے میں اپنی معروضات پیش کر چکا تھا اور میں نے اپنی گزارشات تو ویسے مکمل کر لی تھیں لیکن آدھے گھنٹے کا وقت ختم ہو گیا تھا لیکن جناب سپیکر صاحب نے ان کے اطمینان کے لئے ان سے اس کے متعلق پوچھا جانا ضروری تھا کہ آیا وہ اس جواب سے مطمئن ہیں یا نہیں۔ میں ایک مرتبہ پھر اس کو مختصراً دہرا دیتا ہوں اور جیسا کہ کل میں ایوان میں وضاحت کر چکا ہوں کہ ایک انفرادی نوعیت کا واقعہ سیشن کورٹ میں ہوا دو متحارب پارٹیاں وہاں تھیں اور ان کے مقدمات زیر سماعت تھے ایک کیس میں شہادت قلمبند ہو رہی تھی گواہان وہاں بیٹھے تھے اور اندر شہادت ریکارڈ ہو رہی تھی تو یہ واقعہ پیش آیا جس میں کچھ لوگ زخمی ہوئے ایک پارٹی کی طرف سے 17 کے خلاف اور دوسری پارٹی کی طرف سے 16 افراد کے خلاف پرچہ درج ہوا فوری طور پر 18 آدمیوں کو گرفتار کیا گیا اسلحہ برآمد کیا گیا اب تک 30 آدمی گرفتار کئے جا چکے ہیں۔ اس طرح ابھی تین آدمی باقی ہیں اور فوری ایکشن لیا گیا وہاں چوکی قائم کر دی گئی دونوں گیٹ پر پولیس کے افراد مقرر کر دیئے گئے تاکہ

اسلحہ کو چیک کیا جا سکے تاکہ کوئی اسلحہ اندر لے کر نہ جائے اس طرح دیگر عدالتوں میں بھی اس کا اہتمام کیا جا رہا ہے اور حتی الوسع کوشش ہو گی کہ ایسا واقعہ پیش نہ آئے لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ ایسے واقعات کا احتمال ہر وقت رہتا ہے اگرچہ اسلحہ تو چیک کیا جا سکتا ہے لیکن کئی ایسی چھوٹی موٹی چیزیں ہوتی ہیں جو افراد اپنے ساتھ لے جا سکتے ہیں۔ جس سے ایسا واقعہ رونما ہو سکتا ہے تاہم میں نے یقین دہانی کرائی تھی کہ فوری اس مقدمہ کے رجسٹر ہونے کے بعد اور انکوائری

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

کرنے کے بعد اور حکومت نے حتی الوسع کوشش کی اس کا فوری نوٹس لے اور اس پر مناسب اقدام کرے اور مناسب اقدام کر دیئے گئے ہیں۔ یہ اس نوعیت کا واقعہ ضرور ہے کہ اس پر حکومت کی توجہ دلائی جائے اور اس کی طرف اس نوٹس آنے سے پہلے توجہ دی گئی میں نے کل بھی اپنے فاضل ممبر سے گزارش کی تھی اس کو مزید طوالت کا باعث نہ بنایا جائے اور اس معزز ایوان کا جو باقی وقت ہے وہ دیگر چیزوں پر لگایا جائے۔ آپ کی اس بات کا بڑی سختی سے نوٹس لیا گیا اس لئے میں گزارش کروں گا کہ اس کے لئے وہ مزید پریس نہ کریں میرا خیال ہے جو اس کا مقصد تھا وہ پورا ہو چکا ہے۔ یہ پریس میں بھی اور یہاں ایوان میں بھی یقین دہانی کرائی جا چکی ہے میرے خیال میں اس کے جو after effects ہو سکتے تھے ان پر حتی الوسع کافی نوٹس لیا گیا اب میں ان کی تسلی جو میں نہیں کہتا تسلی تو نہ ہو سکے اس لئے میں گزارش کروں گا کہ وہ اس کو مزید پریس نہ کریں اور مزید گزارش کروں گا کہ اس کے بعد باقی تحاریک اور دیگر بزنس پر وقت دیا جائے۔ اس کے لئے اور زیادہ وقت مختص نہ کیا جائے۔ کل بھی میرا خیال ہے کہ وہ مطمئن ہونے کے لئے تیار تھے لیکن جلدی ہی اس کو کٹ آف کر دیا گیا میں میاں صاحب سے گزارش کروں گا کہ کل تو ہمارے سامنے تھے آج تو کارنر ہو گئے ہیں یہ کارنر میں جا بیٹھے ہیں ماشاء اللہ کل جناب سپیکر صاحب کے سامنے تھے۔ ان گزارشات کے ساتھ ایک بار پھر میں عرض کروں گا کہ وہ اس کے لئے اطمینان کا اظہار کریں۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا! یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میں اب لاء منسٹر کے سامنے بیٹھ گیا ہوں۔ تو میں ان سے کچھ رہنمائی بھی چاہوں گا۔ مگر میں نے جو اپنی basic تسلی چاہی تھی اس میں کچھ کمی ہے۔ تو میں لاء منسٹر صاحب کی خدمت اقدس میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ جو آپ فرما رہے ہیں کہ ہم نے جگہ جگہ پر چوکیاں قائم کر دی ہیں اور اسلحہ چیک کرنا شروع کر دیا ہے تو جناب والا! اس کا علاج نہیں ہے اور آئے دن جو فائرنگ کے واقعات اور حادثات ہو رہے ہیں ان کے متعلق آپ نے ابھی تک مجھے کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیا۔ حالانکہ آج اخبارات میں بھی آیا ہے اور میں

یہ سمجھوں گا کہ حکومت کی طرف سے اسلحہ اور فائرنگ وغیرہ کر کے قبضہ کرنا شروع کر دیا ہے یہ بھی ایک بہت بڑی زیادتی ہے۔ کیونکہ اگر آپ خود ہی یہ کرتے ہیں تو آپ دوسروں کو کیا روکیں گے اور کیسے اس کی پابندی ہو گی۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی (جناب غلام حیدر وائیں) : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا فاضل رکن اپنے نفس مضمون سے باہر جا رہے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ وہ قواعد کے مطابق اپنی تحریک التوا کے دائرہ کے اندر رہیں اس کے علاوہ اجازت نہیں ہونی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ٹھیک فرما رہے ہیں۔ میں میاں صاحب سے التماس کروں گا کہ وہ قواعد کے اندر رہ کر بات کریں۔

میاں محمد اسحاق : جناب والا! میں اسلحہ کے متعلق بات کر رہا تھا کہ اسلحہ زائد چل رہا ہے اور اس سے جانی نقصان ہو رہے ہیں اور عوام کو تحفظ نہیں مل رہا۔ جناب والا! جو لوگ فائرنگ کرتے ہیں۔ جرائم کرتے ہیں ان کو کتنی کتنی دیر تک مقدمہ تیار کر کے عدالتوں میں لے جایا جاتا ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ آپ اس کا کچھ ازالہ فرمائیں کہ مقدمات کے فیصلے جلدی ہوں تاکہ مجرموں کو سزا ملے۔

وزیر قانون : جناب والا! میں آپ کی توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ تحریک التوا کا نفس مضمون کسی حد تک محدود ہونا چاہیے۔ اس سلسلے میں بہت موٹے الفاظ میں شق لکھی گئی ہے کہ اپنے آپ کو اس particular واقعہ کے متعلق اور particular incidence کے متعلق confine کریں۔ اب انہوں نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لینا شروع کر دیا ہے۔ مجھے اس میں شک نہیں۔ مجھے اس میں اعتراض نہیں اگر واقعی انہیں کسی بات پر اعتراض ہے تو اسے اپنی لپیٹ میں لینے سے پہلے اپنے آپ کو specifically واقعہ کی طرف محدود کریں۔ تو اس بارے میں میں عرض کر دوں گا۔ میں نے کل بھی گزارش کی تھی تحریک التوا ایک specific واقعہ کے متعلق ہوتی ہے اس پر ہی اپنے آپ کو محدود رکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میاں صاحب آپ نے جو تحریک التوا دی ہے اس کے متعلق ہی ارشاد فرمائیں۔

میاں محمد اسحاق : جناب والا! میں اس کے متعلق عرض کر رہا تھا کہ سیشن کورٹ ہمارا انصاف کا ادارہ ہے جہاں سے ہمیں انصاف ملتا ہے اگر وہاں پر لوگوں کو تحفظ نہیں ہے اور عدالتوں پر لوگوں کا

اعتماد ختم ہو جائے گا تو پھر ہم لوگ کہاں سے انصاف لیں گے۔ اس کے متعلق میں عرض کروں گا کہ حکومت کو چاہیے کہ جو یہاں پر واقعات ہوتے ہیں انہیں جلد از جلد نپٹا کر سخت سے سخت سزا دی جائے تاکہ مجرمان اور ملزمان آئندہ کے لئے ایسی حرکات نہ کر سکیں۔ اس کے لئے چودھری صاحب فرمائیں کہ جو واقعات عدالتوں میں ہوتے ہیں ان کی سمری سماعت ہونی چاہیے۔

وزیر قانون: جناب والا! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ بات میاں صاحب نے clear نہیں کی کہ اس سے زیادہ اور کیا effective اور immediate action ہو سکتا ہے کہ اس سلسلے میں تین آدمیوں کا نامکمل چالان جسے incomplete چالان کہتے ہیں وہ immediately پیش کر دیا گیا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ نہ تو جگہ جگہ اس طرح چوکیاں قائم کی جا سکتی ہیں اور اس قسم کے واقعات اس طرح کی پاپولیشن میں رونما ہو سکتے ہیں لیکن حکومت اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہی ہے اور جن واقعات کا اظہار کیا گیا ہے کہ حکومت نے اور کیا کرنا شروع کر دیا ہے یا اسلحے کے استعمال کی بات ہے۔ تو یہ ایک بہت بڑا سبجیکٹ ہے۔ اس واقعہ کے متعلق میں عرض کروں گا کہ فوری ایکشن لے کر چالان پیش کیا گیا اور اس پر کارروائی ہو رہی ہے اور آئندہ اسے چیک کرنے کے لئے مکمل اہتمام کیا گیا ہے۔ اگر آپ مطمئن ہوں تو فرما دیجئے۔

میاں محمد اسحاق: بہت شکریہ۔ جناب والا! میں مطمئن ہوں اور میں اپنی تحریک پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب مطمئن ہیں اور وہ اپنی تحریک پریس نہیں کرتے۔ شکریہ۔ اگلی تحریک التوا نمبر 3 سید حسن محمود صاحب کی ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا! اخبارات کے ذریعے مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ معاملہ ختم ہو چکا ہے لہٰذا یہ تحریک infructuous ہو جاتی ہے۔ میں اجازت چاہوں گا کہ مجھے وہ تحریک پیش کرنے دی جائے جس کا تعلق سینٹ میری کالونی سے ہے۔ کیونکہ اس کے واقعات اور serious ہو گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو تحریک التوا نمبر 3 کو آپ واپس لیتے ہیں؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جی ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک التوا نمبر 3 واپس لے لی گئی ہے۔ مخدوم زادہ صاحب آپ اپنی تحریک نمبر 4 پیش کریں۔ میاں صاحب کی بھی تحریک اسی قسم کی ہے جو کہ نمبر 5 پر ہے۔ جی مخدوم زادہ صاحب فرمائیے۔

پولیس کی مدد سے سینٹ میری کالونی کو مسمار کرنا

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آج کے روزنامہ جنگ (مورخہ 13-2-86) میں یہ خبر چھپی ہے کہ محکمہ شہری ہوا بازی کے عملہ نے پولیس کی مدد سے سینٹ میری کالونی گلبرگ لاہور کے ایک حصہ کو مسمار کر دیا گیا۔ جس میں 80 مکان بھی تھے اور تین سو کے قریب افراد بے گھر ہو گئے۔ ان میں خواتین اور معصوم بچے بھی تھے۔ جو رات بارش میں کھلے آسمان تلے پڑے رہے۔ عملہ نے ایک جامع مسجد کو بھی شہید کر دیا۔ حالانکہ ان لوگوں نے عدالت سے حکم امتناعی حاصل کر رکھا تھا۔ اس خبر سے عوام میں بے چینی اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔ لہٰذا اس مسئلہ کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔ اخبار کی کٹنگ لف ہذا ہے۔

جناب والا میں اپنی شارٹ سٹیٹمنٹ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ حصہ ایک پورا مکمل حصہ ہے۔ کچھ آبادی کو حقوق ملکیت اور پٹے جاری کر دیئے گئے ہیں۔ آدھے حصے کو اس سے محروم کیا گیا ہے اور عدالت کا حکم امتناعی بھی موجود ہے۔ اس کے بعد اس کو بلڈوز کیا گیا۔ اس سے ان غریبوں کا بے حد نقصان ہوا ہے اور بارش میں ان کے بچوں کو تکلیف ہوئی ہے اور آج تو خبر آئی ہے کہ وہاں فائرنگ بھی ہوئی ہے اور کچھ کشت و خون اور خرابہ بھی ہوا ہے۔ تو یہ ایسا معاملہ ہے جس پر ایوان کو پوری توجہ دینی چاہئے۔ میں لاء منسٹر صاحب سے درخواست کروں گا کہ اس کے لئے وہ وقت مقرر کریں۔ تاکہ اس مسئلے پر سیر حاصل بحث کی جا سکے۔

میاں فضل حق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ یہ مخدوم صاحب نے جس آبادی کی نشاندہی کی ہے اس کا تعلق میرے حلقے سے ہے اس لئے میں اس پر تھوڑی سی بات ضرور کروں گا۔ اس سے پہلے کہ لاء منسٹر صاحب اس سلسلے میں کچھ کہیں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کیا فرمانا چاہتے ہیں۔

میاں فضل حق: جناب والا۔ جو انہوں نے بات کی ہے میں اس سلسلے میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب آپ پر تو کوئی اعتراض نہیں کیا گیا۔

میاں فضل حق: جناب والا۔ اسے نکتہ وضاحت سمجھ لیجئے۔ میرے حلقے کی بات ہو رہی ہے۔ آپ اسے Point of Explanation کہہ لیجئے۔ نکتہ وضاحت سمجھ لیجئے۔ تو میں اس معاملے میں عرض کروں گا کہ یہ زمین سول ایوی ایشن کی پراپرٹی ہے اور اس کے اوپر تقریباً" پچھلے بیس سال سے بھی لمبا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! میں معذرت خواہ ہوں۔ آپ تقریر کے موڈ میں ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

میاں فضل حق: جناب والا۔ میں تقریر کے موڈ میں نہیں ہوں۔ بلکہ میں وہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ جو Facts انہوں نے بیان کئے ہیں وہ غلط ہیں۔ اس پر میں آپ کی وساطت سے نکتہ وضاحت بیان کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ذرا مختصر فرما دیں۔

میاں فضل حق: جی میں مختصر ہی فرماؤں گا۔ میں نے تو ابھی بات ہی شروع نہیں کی تو میں اسے مختصر کیسے کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحاریک التوائے کے لئے آدھا گھنٹہ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ آپ کی ہی نذر ہو جائے۔

میاں فضل حق: جناب والا۔ ان پانچ منٹ میں سے تو دو منٹ آپ نے لے لئے ہیں۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا۔

جناب والا۔ اس پوائنٹ پر پرابلم یہ ہے کہ یہ جو زمین ہے یہ سول ایوی ایشن والوں کی ہے اور اس کے کچھ حصے کو پروپرائٹس رائٹس مل چکے تھے' جب گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے اشارہ ہوا کہ کچھ زمین جو رہ گئی ہے اور جو لوگ کچی آبادیوں میں موجود ہیں' ان کو سال 1985ء تک ملکیت کے حقوق مل جائیں گے ____ میری بات تھوڑی سی جناب والا سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ____ میاں صاحب میری بھی عرض سن لیں' بہتر یہ ہو گا کہ آپ وزیر قانون صاحب کو یہ سب چیزیں نوٹ کرا لیں' کیونکہ انہوں نے جواب دینا ہے۔ آپ اس طریقہ سے بہتر طور

پر وضاحت کر سکتے ہیں ـــــــ آپ تشریف رکھیں۔ میاں اسحاق صاحب آپ اپنی تحریک پر سٹیٹمنٹ دینا چاہیں گے آپ فرمائیں۔ آپ کی بھی تحریک التوائے کار نمبر 5 ہے۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کروں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے' مسئلہ یہ ہے

"کہ لاہور کے روزنامہ "جنگ" اور دیگر اخبارات کی اشاعت مورخہ 13 فروری 1986ء کو ایک خبر بمع تصاویر شائع ہوئی ہے کہ شہری ہوا بازی کے محکمے اور پولیس کی کارروائی سے کچی آبادی سینٹ میری کالونی میں رہائش پذیر غریب لوگوں کے 80 مکانات مسمار کرکے قریباً" 300 افراد کو بے گھر کر دیا گیا ہے اور ان کے گھروں کا سامان بھی خرد برد کیا گیا ہے' نتیجتاً" ان بے گھر کنبوں نے اس شدید سردی میں کیچڑ میں تنبو تان کر رات گزاری۔ نہ صرف یہ بلکہ اس بستی کی ایک مسجد کو بھی شہید کر دیا گیا ہے۔ اس واقعہ کی اشاعت سے عوام کے ہر طبقہ میں سخت غم و غصہ اور شدید اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔ لہٰذا اس نہایت اہم اور سنگین مسئلہ کو زیر بحث فی الفور لایا جائے۔"

(جنگ اخبار) 13 فروری 1986ء میں چھپی ہوئی تصاویر کا تراشہ منسلک ہے)

جناب سپیکر! یہ ایسے واقعات ہو رہے ہیں' میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس حکومت کی اپنی ایک کمزوری ہے کہ پہلے وہاں پر قبضے کرائے جاتے ہیں اور جب لوگ قبضہ کرکے مکانات تعمیر کر لیتے ہیں تو پھر ان کو گرا دیا جاتا ہے۔ اگر یہ سختی سے یہ گورنمنٹ کی جو زمین ہے' اس کو صحیح طریقہ سے اس پر الاٹمنٹ کی جائے اور اس پر قبضہ کیا جائے اور اس کی نگرانی کی جائے تو یہ ایسے واقعات رونما نہ ہوں۔ جب ان لوگوں کو قبضے کرائے جاتے ہیں' اس وقت اس میں خوب رشوت چلتی ہے اور جب یہ لوگ مکانات بنا لیتے ہیں اور دکانیں تعمیر ہو جاتی ہیں تو پھر ان کو محکمہ گرانا شروع کر دیتا ہے جس سے لوگوں کا مالی اور جانی نقصان ہوتا ہے' اس میں میرا خیال ہے کہ بے شمار لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے اور اس میں حکومت بالکل فیل ہو چکی ہے اور ابھی تک اس کا کوئی سدباب نہیں کر پائی ہے تو لہٰذا میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کو Admit کیا جائے تاکہ ہمیں باقی حالات کو منظر عام پر لانے کے لئے وقت دیا جا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی چودھری صاحب۔

وزیر قانون: جناب والا میں یہ عرض کروں گا کہ ابھی فاضل ممبر میاں اسحاق صاحب سے اچھی

معلومات ملی ہیں اور اس کا جواب بھی میرے پاس موجود ہے تو یہ جو سینٹ میری کالونی حالی روڈ پر موجود ہے۔ یہ اراضی سول ایوی ایشن کی ہے اور اس اراضی کے کچھ حصے میں کافی عرصہ سے کچھ مکانات بنے ہوئے تھے اور ان مکانات کو کچی آبادی ڈیکلیئر کرکے ان کو حقوق ملکیت دیئے گئے تھے۔ باقی اس کے ساتھ جو خالی جگہ پڑی ہوئی تھی وہ خالی پڑی ہوئی تھی' اس پر سول ایوی ایشن اتھارٹی اپنی ایک دیوار کھڑی کرنا چاہتی تھی اور اس کو اپنے مصرف میں لانا چاہتی تھی تو Within few days کچھ لوگوں نے اس پر راتوں رات کچھ مکانات تعمیر کرنے شروع کئے اور چار دیواری بنانی شروع کی' اور اس پر سول ایوی ایشن اتھارٹی نے ایکشن لیا اور اس کو فوری طور پر ناجائز قابضین کے قبضہ سے اس کو بچانا اور اس طریقہ سے انہوں نے یہ جگہ خالی کروائی۔ یہ قطعی غلط ہے کہ یہ لوگ کافی عرصہ سے وہاں پر موجود تھے یا ان کے گھر وہاں پر بنے ہوئے تھے۔ جہاں پر باقاعدہ گھر بنے ہوئے تھے وہاں پر باقاعدہ ان کو الاٹمنٹ کی گئی اور اس کو کچی آبادی ڈیکلیئر کرکے ان کو حقوق ملکیت دے دیئے گئے۔ یہ تو ایک خالی جگہ تھی۔ جس کے لئے ان کے پاس نہ تو کوئی حکم امتناعی تھا اور نہ ہی کوئی وہاں پر مسجد کی بات تھی۔ کوئی ایسی بات وہاں پر موجود نہیں تھی' جس طرح یہ ایک سنٹرل گورنمنٹ کا ایریا ہے اور ویسے بھی ان کی یہ تحریک 4 اور 5 Lie نہیں کرتی ہے۔ یہ اب اس ایڈمنسٹریشن کے زیر انتظام نہیں ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر میں یہ عرض کروں گا کہ یہ تحریک التوائے کار کسی بھی شکل میں نہیں بنتی ہے۔ اور نہ کسی سے اس بارے میں زیادتی ہوئی ہے بلکہ وہ اس Tendency کو چیک کرنے کے لئے کہ راتوں رات کسی خالی جگہ پر قبضہ کر لیا جائے اس کو صرف چیک کیا گیا ہے تو میں اس لئے یہ گزارش کروں گا کہ یہ اس سے نہ تو کوئی خوف ہراس پیدا ہوا ہے اور نہ ہی کوئی ایسے وہاں پر حالات پیدا ہوئے ہیں کہ وہاں پر کوئی گزرے تو پتہ چلے کہ کیا بات ہے' میرا خیال ہے کہ اس کو Overplay کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور میں اپنے فاضل ممبران سے گزارش کروں گا کہ وہ پہلے خود حقائق سے آگاہی حاصل کر لیا کریں اور یہ واقعات اس طرح سے نہیں ہیں جس طرح سے انہوں نے بیان کئے ہیں۔ اور میں یہ چاہوں گا کہ یہ تحریک التوا کسی طور پر نہیں بنتی ہے اور یہ Admit نہیں ہونی چاہئے۔ یہ جگہ ان کے پوزیشن میں تھی اور راتوں رات ان لوگوں نے قبضہ کرنے کی کوشش کی چند دنوں کی بات ہے اور نہ ہی یہ تحریک التوائے میں یہ بات آتی ہے۔ کہ ایک Tendency کو روکنے کے لئے اگر سول ایوی ایشن اتھارٹی نے کوئی ایکشن لیا ہے' تو اس پر بحث کرنے کے لئے اس ایوان کا وقت صرف کیا جائے۔ اس لئے میں یہ فاضل ممبران سے گزارش کروں گا کہ یہ واقعہ صحیح نہیں ہے اور یہ Proper اور لیگل ایکشن ہوا ہے۔ اس میں جو سنٹرل گورنمنٹ اتھارٹی ہو ہے' ان کی حدود میں

یہ رقبہ واقع ہے۔ اس لئے یہ اس طریقہ سے یہاں lie نہیں کرتی ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر۔ کاش کہ وزیر قانون کو صحیح حقائق کا علم ہوتا۔ یہ میرے پاس ریکارڈ ہے۔ لاہور ترقیاتی ادارہ کا۔ نظامت کچی آبادی۔ یہ ایک وسیع رقبہ ہے۔ یہ درست ہے کہ یہ سول ایوی ایشن کا ہے۔ بدقسمتی سے وہاں پر دو آبادیوں میں لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک کرسچین کمیونٹی ہے جس کا گرجہ ہے اور دوسری مسلمان آبادی ہے جن کی مسجد تھی۔ یہ ایک الاٹمنٹ آرڈر ہے اور رقومات واجب الوصول کا ریکارڈ میرے پاس موجود ہے۔ یہ الاٹمنٹ ہو رہی ہے اور یہ کہنا کہ راتوں رات مسلمان آبادی پر قبضہ کیا گیا اور دیواریں کھڑی کی گئیں یہ غلط ہے وہاں پر پکے مکانات برسوں سے موجود ہیں ـــــــ

میاں فضل حق: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: یہ کیسے پوائنٹ آف آرڈر کر سکتے ہیں۔

میاں فضل حق: مخدوم صاحب۔ آپ کسی کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی میاں صاحب فرمایئے۔

میاں فضل حق: جناب والا' جس چیز کے متعلق مخدوم زادہ صاحب نے فرمایا ہے میں جو پوائنٹ آف آرڈر پر جب کھڑا ہوں تو جو وہ بات کر رہے ہیں اسی کے متعلق ہی کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ جو مسجد کی بات کر رہے ہیں۔ اس کے متعلق جو الاٹمنٹس ہوئی ہیں' وہ کہہ رہے ہیں کہ ہو رہی ہیں ابھی ہوئی نہیں ہیں' اگر تو ہوئی ہیں الاٹمنٹس تو وہ دکھائیں اور ان کے جو پیسے جمع ہوئے ہیں ایل ڈی اے میں کہ نہیں ہوئے ہیں' اور وہ مسجد کس کو دی گئی' کس باڈی کو وہ مسجد دی گئی ہے۔ آیا جو وہاں پر ویلفیئر سوسائٹی جو ہے' اس کو الاٹ ہوئی' کونسی باڈی ہے جس کے ذریعہ سے یہ سارا کام ہوا ہے اور دوسری چیز جس کے متعلق لاء منسٹر نے بھی نشاندہی کی ہے اور میں بھی بتانا چاہتا ہوں کہ اس آبادی میں میں نے خود جا کر Proprietory Right کے تمام نوٹس اور Demand Notices تقسیم کئے ہیں اور ہماری گورنمنٹ کی یہ پالیسی تھی کہ جو لوگ وہاں پر موجود ہیں ان کو وہاں Settle کیا جائے مارچ 1985ء تک۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا مطلب ہے کہ ابھی تک وہاں پر الاٹمنٹس نہیں ہوئی ہیں۔

میاں فضل حق: میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایل ڈی اے کے محکمے نے ان کو الاٹمنٹ کے

آرڈر دے دیئے ہیں تو وہ دکھائے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ مخدوم صاحب آپ فرمائیں جی۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: یہ میرے پاس الاٹمنٹ آرڈرز ہیں۔ یہ رقومات کی رسیدیں ہیں۔ یہ نام درج ہیں' میں یہ چاہوں گا کہ اگر یہ واقعات جو کہ میں بیان کر رہا ہوں' حقائق پر مبنی نہیں ہیں اور پکے مکانات شاید آج گرائے جائیں' بلڈوز کئے جائیں گے یہ تفریق کیوں کی جا رہی ہے۔ تمیز کیوں کی جا رہی ہے جو لوگ ایک ہی وقت سے آباد ہیں' ایک حصے کو مسمار کیا جا رہا ہے اور ایک حصہ والوں کو الاٹمنٹ کی جا رہی ہے۔ میں چاہوں گا کہ اس ایوان کی ایک کمیٹی مقرر کی جائے۔ جو دو دن کے اندر اندر جا کر معائنہ کرکے اس ایوان میں صحیح حقائق پیش کرے تاکہ وہاں پر ظلم و استبداد نہ کیا جا سکے اور عدالت کا بھی حکم امتناعی ہے کہ یہ مکانات نہیں گرائے جا سکتے۔ اس لئے یہ عدالت کے احکامات کی بھی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا میں اس کی مخالفت کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ اس بارے میں کسی کمیٹی کی ضرورت نہیں ہے۔ جن لوگوں کو ہم نے حقوق ملکیت دیئے ہیں' پیسے لئے ہیں' الاٹمنٹ آرڈر بھی دیئے ہیں۔ ان کو قطعاً" Touch نہیں کیا گیا' بلکہ وہ حصہ جو خالی پڑا ہوا تھا اور وہاں پر ناجائز قبضہ کرنے کی کوشش کی گئی اور رات و رات کچے پکے گھروندے بنانے کی کوشش کی۔ اس کو وہاں سے خالی کروایا گیا اور اگر کسی کے پاس کوئی Stay Order ہے تو کورٹ آف لاء موجود ہے وہاں جا کر یہ اپنا کیس پیش کر سکتے ہیں۔ تحریک التواء کا یہ موضوع یہاں اس لئے زیر بحث نہیں آ سکتا کہ اگر ان کا اس پر کوئی قانونی حق موجود ہے تو اس کے لئے کورٹ آف لاء موجود ہیں اور یہ وہاں پر جا کر اپنا Right establish کریں۔ تحریک التوائے کار کے لئے اس موضوع پر ایوان کا وقت لینا مناسب نہیں ہے۔ میں نے اس تحریک التواء پر اپنے خیالات کا اظہار کر دیا ہے اور میرے فاضل دوست محرک مخدوم زادہ سید حسن محمود نے بھی اپنے فرمودات سے نوازا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک' تحریک التواء کے دائرہ کار میں نہیں آتی اور اگر ان کے پاس کوئی ایسے Documents موجود ہیں تو اس کے لئے کورٹ آف لاء موجود ہے۔ لیکن اس ایوان کو مسئلے پر مزید وقت نہیں دینا چاہئے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: میں یہ عرض کروں گا کہ حکم امتناعی موجود ہیں اور اس کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔

وزیر قانون: جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ میں پہلے بھی ان کی بات کا جواب دے چکا ہوں ـــــ

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ مخدوم صاحب وزیر قانون نے آپ کی تحریک التواء کے جواب میں جو کچھ فرمایا ہے آپ اس سے مطمئن ہیں ـــــ

مخدوم زادہ سید حسن محمود: وزیر قانون صاحب جو یہ فرما رہے ہیں کہ وہ کورٹ میں جائیں۔ جناب والا عدالت سے تو وہ آرڈر لے چکے ہیں اور اس کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ وزیر قانون صاحب نے جو باتیں کی ہیں آپ ان سے مطمئن ہیں یا نہیں ـــــ

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا! میں اگر مطمئن نہ بھی ہوں وہ اپنی اکثریت کے بل بوتے پر جیسے مسلم لیگ کے دفتر پر قبضہ کیا یہاں بھی ـــــ

(قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ ایک الگ Issue ہے۔ اس کے لئے بھی آپ ایک تحریک التواء اور دے دیں۔ وہ الگ مسئلہ ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ (قہقہے)

چودھری گل نواز وڑائچ: جناب والا جس طرح مخدوم صاحب فرما رہے ہیں کہ یہ مسئلہ عدالت میں چل رہا ہے۔ جب مسئلہ عدالت میں ہو تو وہ یہاں پر زیر بحث نہیں آ سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب آپ ٹھیک فرما رہے ہیں آپ تشریف رکھیں۔ مخدوم صاحب کیا آپ وزیر قانون صاحب کی باتوں سے مطمئن ہیں اور اپنی تحریک التواء واپس لیتے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: مطمئن بھی نہیں ہوں۔ Withdraw بھی نہیں کرتا۔ ایوان سے Reject ہونے دیں تاکہ ان لوگوں کو ظلم و ستم کا ساتھ دینے والوں کا پتہ چل سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو آپ کی باتیں تو ہو گئیں' آپ نے اپنے خیالات کا اظہار بھی کر دیا اور ان لوگوں کی نمائندگی بھی کر لی ـــــ

مخدوم زادہ سید حسن محمود: مجھے جناب والا اطمینان نہیں ہوا' کیونکہ وہاں پر ظلم و استبداد اب بھی جاری ہے اور رات بھی جاری رہے گا ـــــ

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب وہ تو کافی باتیں ہو چکی ہیں۔ اب آپ اس پر کیا فرمائیں گے ____

مخدوم زادہ سید حسن محمود: میں اپنی تحریک کو Withdraw نہیں کروں گا۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میں اس کے متعلق یہ عرض کروں گا کہ اب اس تحریک التواء کی Validity کو دیکھنا پڑے گا کہ یہ تحریک التوائے کار بنتی بھی ہے یا نہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا! Validity کے متعلق تو وزیر قانون صاحب اپنے آپ کو Commit کر چکے ہیں ____

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے تو صرف آپ کی باتوں کا جواب دیا ہے۔ Commit کرنا یا نہ کرنا یہ ان کے اختیار میں نہیں ہے۔ یہ تو سپیکر کا کام ہے کہ وہ اس کو دیکھے ____

وزیر قانون: جناب والا! میں نے تو کہا کہ یہ تحریک التواء کے زمرے میں نہیں آتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مخدوم صاحب آپ تو پرانے پارلیمنٹیرین ہیں آپ خود فرمائیں جو معاملہ عدالت میں Pending پڑا ہو اور جس کا ابھی فیصلہ نہ ہوا ہو' تو وہ کیسے Take Up ہو سکتا ہے۔ آپ خود فرما رہے ہیں کہ عدالت نے Stay Order دیئے ہیں ____

مخدوم زادہ سید حسن محمود: یہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ اس کی خلاف ورزی تو یہ کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر تو خلاف ورزی ہوئی ہے اس کے لئے تو پھر عدالت سے رجوع کرنا چاہئے۔ اس کی Relief تو عدالت سے ملے گی۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: عدالت نے تو حکم امتناعی جاری کر دیا ____

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر بھی معاملہ عدالت میں ہی ہوا۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی تحریک التواء کچھ قانونی تقاضے پورے نہیں کرتی اس لئے اس کو Put کرنے کا مسئلہ پیدا نہیں ہو سکتا۔

اب اس کے بعد میاں اسحاق صاحب کی تحریک التواء نمبر 6 زیر غور ہے۔

وزیر قانون: جناب والا! تحریک التوائے کار کے لئے وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی پانچ منٹ رہتے ہیں۔

کرایوں میں اضافہ کی وجہ سے غریب عوام پر مزید معاشی دباؤ

میاں محمد اسحاق: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" لاہور اور دیگر تمام اخبارات کی اشاعت مورخہ (13-2-86) میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ غریب عوام سواریوں (رکشہ، ٹیکی اور منی بسوں وغیرہ) کے کرائے بڑھا دیئے گئے ہیں۔

جس سے عوام کے غریب اور متوسط طبقہ میں جو کہ پہلے ہی مہنگائی سے بری طرح متاثر ہے سخت غم و غصہ اور شدید اضطراب پیدا ہو گیا ہے لہٰذا اس اہم اور سنگین مسئلہ کو فی الفور زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

جناب سپیکر! یہ جو کرایہ جات بڑھائے گئے ہیں، اگر آپ مناسب اور صحیح غور فرمائیں تو اس مہنگائی کے دور میں بغیر کوئی وجوہات بتائے اتنے کرائے بڑھا دیئے گئے ہیں کہ پہلے ہی وہ لوگ جو اپنی قلیل آمدن میں مشکل سے گزارا کر رہے تھے۔ اب ان لوگوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پر جائز سفر کرنے میں دقتیں پیش آ رہی ہیں، میرے خیال میں اس سے پہلے کوئی مثال نہیں ملتی۔

جناب والا! کرایہ بڑھانے سے پہلے اس کی کچھ نہ کچھ وجوہات بتائی جاتی ہیں اور عوام کو اپنے اعتماد میں لیا جاتا ہے کہ کس بنا پر کرائے بڑھائے گئے ہیں لیکن اس کی ابھی تک کوئی وجہ نہیں بتائی گئی کہ کیا ہم پر کوئی اتنی بڑی مصیبت آ پڑی ہے یا آج اس کی اتنی کیا ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ اتنے کرائے بڑھا دیئے گئے ہیں۔ اگر ایک غریب آدمی نے کسی ہسپتال میں جانا ہے تو وہ رکشہ میں تین روپے فی کلومیٹر کے حساب سے بیٹھ کر نہیں جا سکتا۔ پھر آج کل کے زمانے میں وہ کیسے ہسپتال میں پہنچے۔ اس لئے یہ جو کرایہ جات بڑھائے گئے ہیں وہ عوام کو اعتماد میں لئے بغیر اور بغیر کسی اطلاع کے ایک دم بڑھا دیئے گئے ہیں اس سے عوام کو جو تکلیف ہوئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کا کچھ نہ کچھ ازالہ ہونا چاہئے اور اس کو یہاں پر منظور کیا جائے تاکہ سب حضرات اس بحث میں لے سکیں اور یہ احکامات واپس لینے چاہئیں کیونکہ کرایہ بڑھانے کا یہ صحیح موقع نہیں ہے کیونکہ اس سے پہلے ہی کرایہ جات بہت زیادہ ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تحریک ہائے التوائے کار کے لئے وقت ختم ہو چکا ہے۔ کیا وزیر قانون صاحب اس کا جواب کل دیں گے؟

وزیر قانون: جی ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ کل کے لئے Pending کر لیتے ہیں۔

جناب ڈاکٹر سردار احمد: جناب سپیکر میں ایک تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں اس کے لئے مجھے اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اجازت ہے۔

جناب ڈاکٹر سردار احمد: جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

"بیگم شاہین منور احمد ایم۔ پی۔ اے تحریک استحقاق نمبر2۔ خصوصی کمیٹی کے سپرد کر گئی تھی اس کی رپورٹ پیش کرنے کی معیاد میں مورخہ 31 مارچ 1986ء تک توسیع کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا ایوان اس بات کی اجازت دیتا ہے؟

(تحریک منظور ہوئی)

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مجلس قائمہ برائے استحقاق کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! میں آپ کی اجازت سے تحریک ہائے استحقاق کی رپورٹیں جیسا کہ مجلس قائمہ رائے استحقاق نے سفارشات پیش کی ہیں ایوان میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: رپورٹیں پیش کی جائیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں یہ رپورٹ پیش کرتا ہوں کہ:

تحریک استحقاق نمبر2 پیش کردہ میاں محمود احمد۔ ایم۔ پی۔ اے کے بارے میں مجلس استحقاق کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ "تحریک استحقاق نمبر4 پیش کردہ بیگم نجمہ تابش الوری صاحبہ' ایم۔ پی۔ اے کے بارے میں مجلس استحقاق کی رپورٹ ایوان میں پیش

کرتا ہوں۔"

جناب سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ "تحریک استحقاق نمبر 9 پیش کردہ مولانا محمد غیاث الدین صاحب ایم۔ پی۔ اے کے بارے میں مجلس استحقاق کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

جناب سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ "تحریک استحقاق نمبر 10 پیش کردہ چودھری گل نواز خان صاحب وڑائچ ایم۔ پی۔ اے کے بارے میں مجلس استحقاق کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

جناب سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ "تحریک استحقاق نمبر 22 پیش کردہ جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب' ایم۔ پی۔ اے کے بارے میں مجلس استحقاق کی رپورٹ میں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

جناب سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ "تحریک استحقاق نمبر 24 پیش کردہ میاں عطاء محمد قریشی' ایم۔ پی۔ اے کے بارے میں مجلس استحقاق کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

جناب سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ "تحریک استحقاق نمبر 25 ملک محمد الطاف خان' ایم۔ پی۔ اے کے بارے میں مجلس استحقاق کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

جناب سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ "تحریک استحقاق نمبر 8 پیش کردہ

جناب محمد اعظم چیمہ صاحب ایم۔ پی۔ اے کے بارے میں مجلس استحقاق کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی معیاد میں مورخہ 31 مارچ 1986ء تو توثیق کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: اس سلسلے میں آپ سے پوچھنا چاہوں گا کہ اس پر آپ کی کتنی میٹنگز ہو چکی ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جہاں تک میری یاد داشت کا تعلق ہے اس پر ہم نے تقریباً" تین میٹنگز کی ہیں۔

جناب سپیکر: تین میٹنگز آپ کر چکے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جی مگر اس میں میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ تحریک کے محرک نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ ایڈووکیٹ جنرل کو چونکہ اس تحریک میں آئینی مسئلہ ہے جس کا فیصلہ کیا جانا ہے۔ سمن کیا جائے اور ان کے دلائل بھی استحقاق کمیٹی سنے۔ اس لئے ہمیں یہ ضرورت پیش آئی کہ اس کی مدت معیاد میں توسیع کی درخواست کریں۔

جناب سپیکر: جناب چیمہ صاحب آپ کیا پسند کریں گے کہ اس کو زیادہ لمبا کیا جائے یا اس پر فیصلہ ہو جانا چاہئے۔

جناب محمد اعظم چیمہ: جناب والا! استحقاق کمیٹی کی رپورٹ کے بعد ہی اس کا فیصلہ کیا جانا ہے۔

جناب سپیکر: یقیناً یہ معاملہ استحقاق کمیٹی کی رپورٹ کے بعد ہی ہاؤس میں پیش ہو گا۔ کسی بھی Breach of Privilege کا جو بھی معاملہ ہے۔ یہ استحقاق کمیٹی کی رپورٹ کے بعد پیش ہوتا ہے۔

جناب محمد اعظم چیمہ: جناب والا! اس کے لئے پھر معیاد دی جائے۔

جناب سپیکر: تو اس بارے میں آپ ایک ہفتے کے اندر فیصلہ کر سکتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: اگر ایڈووکیٹ جنرل صاحب کی مصروفیات ہوں تو میں یہ بہتر سمجھتا ہوں کہ اس کی ایک ہی مرتبہ توسیع کر دی جائے اس کی معیاد 31 مارچ 1986ء تک کر دی جائے اور پھر اس کے بعد یہ رپورٹ بھی مکمل کر لیں۔

جناب سپیکر: ایڈووکیٹ جنرل صاحب اس معاملے میں جلدی وقت دے سکیں گے۔

ایڈووکیٹ جنرل: جناب سپیکر میں حاضر ہو جاؤں گا۔

جناب سپیکر: ایڈووکیٹ جنرل صاحب Available ہیں تو پھر اس کا جلدی فیصلہ ہو جائے۔ آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: میرے خیال میں تو 31 مارچ 1986ء تک معیاد موزوں ہے۔ اگر آپ جلدی فیصلہ کرنا چاہتے ہیں تو یہ آپ کی صوابدید پر منحصر ہے۔

جناب سپیکر: نہیں تو ہاؤس کی صوابدید پر ہے۔

جناب محمد اعظم چیمہ: جناب 2 مارچ 1986ء تک مدت معیاد کی توسیع کر دی جائے۔

وزیر قانون: 2 مارچ تک ٹائم نہیں مل سکے گا۔ کیونکہ یہاں مصروف ہیں اس لئے اس دوران ممکن نہیں ہو سکے گا کہ اس پر دوبارہ میٹنگز اٹنڈ کی جا سکیں۔ اس لئے بہتر ہے کہ مارچ کی 15 تاریخ تک کوئی تاریخ مقرر کر دی جائے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میری گذارش یہ ہے کہ چونکہ اسمبلی سیشن ہے اور اس کی وجہ سے اسمبلی کے ایجنڈے کی تیاری کرنا اور اسمبلی کی کارروائی میں حصہ لینے کے لئے بھی وقت درکار ہوتا ہے اس لئے میں تو یہی استدعا کروں گا کہ 31 مارچ 1986ء تک اس کی مدت میں توسیع کر دی جائے۔ باقی جو فیصلہ کرے ظاہر ہے کہ یہ ایوان کو اختیار ہے۔

معزز ایوان: 10 مارچ تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: کیا تجویز ہے۔

معزز ایوان: 10 مارچ

جناب سپیکر: 10 مارچ لاء منسٹر کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

وزیر قانون: کمیٹی کے کچھ اپنے لوازمات ہیں جس کی ان کو ضرورت ہے۔ ویسے 31 مارچ 1986ء تک مدت معیاد کی توسیع کے بارے میں درست فرمایا ہے اس لئے کہ بار بار ہاؤس سے یہ درخواست نہ کرنا پڑے۔ 10 مارچ اور 31 مارچ میں تو کوئی فرق تو پڑے گا نہیں۔ اس لئے 31 مارچ مناسب تاریخ ہے۔

جناب سپیکر: 10 اور 31 میں تو کوئی فرق نہیں ہے۔

وزیر قانون: فرق نہیں پڑے گا چونکہ ہاؤس کے بعد آئی ہے تو پھر 31 مارچ میں کوئی فرق تو پڑے گا نہیں اس لئے پھر سے اگلے سیشن میں درخواست کرنا پڑے گی۔

جناب سپیکر: اس میں سوال یہ ہے کہ اس سیشن کے دوران ہی اسے اگر Teke up کیا جا سکتا ہے تو ٹھیک ہے اور اگر نہیں کیا جا سکتا تو پھر 31 مارچ ہی ٹھیک ہے۔

وزیر قانون: یہی میں عرض کروں کہ سیشن کے دوران تو میرا خیال ہے کہ ممکن نظر نہیں آتا اس لئے 31 مارچ 1986ء ان کی درخواست درست ہے۔

جناب سپیکر: آپ بھی چاہتے ہیں کہ یہ 31 مارچ تک توسیع ہو جائے۔

وزیر قانون: ہم اتفاق کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اتفاق کرتے ہیں۔ تو یہ معزز ایوان کیا چاہتا ہے۔ کہ اس تحریک کی معیاد میں 31 مارچ تک توسیع کر دی جائے۔ 10 اور 31 میں کوئی فرق نہیں ہے یا تو یہ مسئلہ سیشن کے دوران ہی up Take ہو اور اس پر فیصلہ ہو اور یہ اسمبلی میں آ جائے۔ اگر یہ سیشن کے دوران اسمبلی میں پیش نہیں ہو سکتا تو پھر 31 مارچ ہی ہو جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

(جناب محمد اعظم چیمہ ایم۔ پی۔ اے کی تحریک نمبر 25 میں 31 مارچ 1986ء تک توسیع ہوئی)

ملک غلام محمد نور ربانی کھر: جناب سپیکر! میں مسودہ قانون دی پنجاب لوکل گورنمنٹ 1986ء پر مجلس قائمہ برائے بلدیات و اوقاف کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

اور تو کوئی رپورٹ نہیں رہ گئی' جناب مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب۔

مسودہ قانون

غیر جماعتی انتخابات کی قانونی حیثیت

جناب سپیکر: جناب مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب۔

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMUD: Sir, I draw your attention to page 45 of the Constitution, Article 63, Sub-Article (2).

MR. SPEAKER: Page 45 of the Constitution?

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMUD: Yes Sir, it is Article 63(2) and
I read it Sir:
"If any question arises whether a member of the Majlis-e-Shoora (Parliament) has become disqualified from being a member, the Speaker, or, as the case may be, the Chairman shall refer the question to the Chief Election Commissioner and, if the Chief Election Commissioner is of the opinion that the member has become disqualified, he shall cease to be a member and his seat shall become vacant."

Sir, now I refer you to page 41 of the Constitution, the Main Article 53:-

(1) A person shall be disqualified from being elected or chosen as, and from being, a member of the Majlis-e-Shoora (Parliament) if-..."

Then it enumerates the disqualifications. Sir, I take you then to page 45. It pertains the question of law under which the disqualifications he incurs and the law is...

MINISTER FOR LAW: What is the relevant sub-clause at page 45?

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMUD: This is (p) which reads "he is for the time being disqualified" he is for the time being disqualified from being elected or chosen as a member of the

Majlis-e-Shoora (Parliament) or of a Provincial Assembly under any law for the time being in force.
MR. SPEAKER: which clause?

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMUD: This is (p) "he is for the time being disqualified from being elected or chosen as member of the Majlis-e-Shoora (Parliament) or of a Provincial Assembly under any law for the time being in force."

Now I take you to the Election Law which governs this. Election law where the qualifications and disqualifications are enumerated. Page:15 to Page:66. This is Election Law of Pakistan printed and published by the Government of Pakistan, Election Commission.

MINISTER FOR LAW: Please name the relevant legislation on that, the relevant legislation, law or ordinance on that, or whatever the case may be.

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: Here you are Sir, Houses of Parliament and Provincial Assemblies Election Order, 1977, President's Post-Proclamation Order No. 5 of 1977:

"A person shall be disqualified from being election or chosen or from being a member of parliament..."

as provided in the Article 63 of the constitution

63. (1) A person shall be disqualified from being elected or chosen as, and from being a member of the Majlis-e-Shoora (Parliament), if-

(a) he is of unsound mind and has been so declared by a competent court; or

(b) he is an undischarged insolvent; or

(c) he ceases to be a citizen of Pakistan, or acquires the citizenship of a foreign State; or

(d) he holds an office of profit in the service of Pakistan other than an office declared by law not to disqualify its holder; or

(e) he is in the service of any statutory body or any body which is owned or controlled by the Government or in which the Government has a controlling share or interest; or

(f) being a citizen of Pakistan by virtue of section 14B of the Pakistan Citizenship Act, 1951 (II of 1951), he is for the time being disqualified under any law in force in Azad Jammu and Kashmir from being elected as a member of the Legislative Assembly of Azad Jammu and Kashmir; or

(g) he is propagating any opinion, or acting in any manner, prejudicial to the Ideology of Pakistan, or the sovereignty, integrity or security of Pakistan, or morality, or the maintenance of public order, or the integrity or independence of the judiciary of Pakistan, or which defames or brings into ridicule the judiciary or the Armed Forces of Pakistan; or

(h) he has been, on conviction for any offence which in the opinion of the Chief Election Commissioner involves moral turpitude, sentenced to imprisonment for a term of not less than two years, unless a period of five years has elapsed since his release; or

(i) he has been dismissed from the service of Pakistan on the ground of misconduct, unless a period of five years has elapsed since his dismissal; or

(j) he has been removed or compulsorily retired from the service of Pakistan on the ground of misconduct unless a period of three years has elapsed since his removal or compulsory retirement; or

(k) he has been in the service of Pakistan of any statutory body or any body which is owned or controlled by the Government or in which the Government has a controlling share or interest, unless a period of two years has elapsed since he ceased to be in such service; or

(l) he is found guilty of a corrupt or illegal practice under any law for the time being force, unless a period of five years has elasped from the date on which that order takes effect; or

(m) he has been convicted under section 7 of the Political Parties Act, 1962 (III of 1962), unless a period of five years has elasped from the date of such conviction; or

(n) he, whether by himself or by any person or body of person is trust for him or for his benefit or on his account or as a member of a Hindu undivided family, has any share or interest in a contract, not being a contract between a cooperative society and Government, for the supply of goods to, or for the execution of any contract or for the performance or any service undertaken by, Government:

Provided that the disqualification under this paragraph shall not apply to a person——

(i) where the share or interest in the contract devolves on him by inheritance or succession or as a legatee, executor or administration, until the expiration of six months after it has so devolved on him;

(ii) where the contract has been entered into by or on behalf of a public company as defined in the Companies Ordinance, 1984 (XLVII of 1984), of which he is a shareholder but is not a director holding an office of profit under the company; or

(iii) where he is a member of a Hindu undivided family and the contract has been entered into by any other member of that family in the course of carrying on a

separate business in which he has no share or interest; or

Explanation. — In this Article "goods" does not include agricultural produce or commodity grown or produced by him or such goods as he is, under any directive of Government or any law for the time being in force, under a duty or obligation to supply.

(o) he holds any office of profit in the service of Pakistan other than the following offices, namely :-

(i) an office which is not whole time office remunerated either by salary or by fee;

(ii) the office of Lumbardar, whether called by this or any other title;

(iii) the Qaumi Razakars;

(iv) any office the holder whereof, by virtue of such office, is liable to be called up for military training or military service under any law providing for the constitution or raising of a Force; or

(p) he is for the time being disqualified from being elected or chosen as a member of the Majlis-e-Shoora (Parliament) or of a Provincial Assembly under any law for the time being in force.

(2) If any question arises whether a member of the Majlis-e-Shoora (Parliament) has become disqualified from being a member, the Speaker or, as the case may be, the Chairman shall refer the question to the Chief Election Commissioner and, if the Chief Election Commissioner is of the opinion that the member has become disqualified, he shall cease to be a member and his shall become vacant.

Houses Of Parliament And Provincial Assemblies Election Order, 1977 (Order No. 5 of 1977)

(1) he is of unsound mind and has been so declared by a competent court; or

(2) he is an undercharged insolent or:-

(3) he ceased to be a citizen of Pakistan, or acquires the citizenship of a foreign state; or

(4) he holds an office of profit in the service of Pakistan other than an office declared by law not to disqualify its holder; or

(b) if ——

(1) he has been on conviction for any offence which in the opinion of the Commissioner involves moral turpitude, sentenced to imprisonment for a term of not less than two years, unless a period of five years has elapsed since his release; or

(2) he has been dismissed from the service of Pakistan on the ground of misconduct, unless a period of five years has elapsed since his dismissal; or

(3) he has been removed or compulsorily retired from the service of Pakistan on the ground of misconduct, unless a period of three years has elapsed since his removal or compulsory retirement; or

(4) he has been in the service of Pakistan or of any statutory body or any body which is owned or controlled by the Government or in which the Government has a controlling share or interest, unless a period of two years has elapsed since he ceased to be in such service; or

(5) he is found guilty of a corrupt or illegal practice under any other law for the time being in force, unless a period of five years has elapsed from the date on which that order takes effect; or

(6) he has, at any time on or after the twentieth day of December, 1971, been an office bearer of a political party dissolved under sub section (2) of section 6 of the Political Parties Act, 1962 (III of 1962, and has not, before a declaration in respect of such party is made under sub section (1) of that section, resigned, or publicity announced his dissociation, from such party, unless a period of five years has elapsed from the date of such dissolution; or

(7) he has been convicted under section 7 of the Political Parties Act, 1962 (III of 1962), unless a period of five years has elapsed from the date of such conviction; or

(8) if he, whether by himself or by any person or body of persons in trust for him or for his benefit or on his account or as a member of a Hindu undivided family, has any share or interest in a contract, not being a contract between a cooperative society and Government, for the supply of goods to, or for the execution of any contract or the performance of any services undertaken by, Government.

Provided that the disqualification under this paragraph shall not apply to a person:-

(i) where the share or interest in the contract devolves on him by inheritance or succession or as a legatee, executor or administrator, until the expiration of six months after it has so devolved on him or such longer period as the President may, in any particular case, allow; or

(ii) where the contract has been entered into by or on behalf of a public company as defined in the Companies Act, 1913 (VII of 1913) of which he has a shareholder but is neither a director holding an office of profit under the company nor a managing agent; or

(iii) where he is a member of a Hindu undivided family and the contract has been entered into by any other member of that family in the course of carrying on a separate business in which he has no share or interest; or

(9) He holds any office of profit in the service of Pakistan other than the following offices, namely :-

(i) an office which is not a whole time office remunorated either by salary or by fee:

(ii) the office of Lumbardar, whether called by this or any other title:

(iii) the Qaumi Razarkars:

(iv) any office the holder whereof, by virtue of holding such office, is liable to be called up for military training or military service under any law providing for the constitution or raising of a force.

Explanation I: In sub-paragraph (4) of paragraph (a) and sub-paragraph (9) of paragraph (b) "service of Pakistan" has the same meaning as in Article 260 of the Constitution.

Explanation II: In sub-paragraph (6) of paragraph (b) "office bearer of a political party" means an office bearer at the National or Provincial set up of the party otherwise than as a mere member of the Working, Central, Provincial or other Committee of party.

Explanation III: In sub-paragraph (8) of paragraph (b) "goods" does not include agricultural produce or commodity grown or produced by him or such goods as he is, under any directive of Government or any law for the time being in force, under a duty or obligation to supply.

(3) If a person having been elected to a House or a Provincial Assembly as a candidate or nominee of a political party, withdrawal himself from the party, he shall, from the date of such withdrawal, be disqualified from being a member of the House or the Assembly for the unexpired period of his term unless he has been re-elected at a bye-election held after his disqualification.

So, irrespective of that whether it is bar on being chosen, he will cease to be a member of Parliament if he comes under these disqualifications.

MR SPEAKER: This is on what page?
MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: This is page 15.
MR SPEAKER: Election law, page 15.
MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: Yes, and then I am coming to page 16. I am quoting two irrelevant ones for only an example and comparision. That pertains to un-Registerd parties which were dissolved.
MR SPEAKER: This is on page 16.
MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: This is on page 16 and it is sub clause vi, under disqualification.

"He has at any time or on after the 20th day of December, 1971 been an office-bearer of a political party dissolved under sub-section (2) of Section 6 of the Political Parties Act, 1962.

Now, Sir, this pertains to those parties who did not get themselves registered, therefore, under an order they stood dissolved. Therefore, any member of that party could neither have contested nor could have retained the seat. But a new Political Parties Act, amendments have been made to the political Parties Act and that is 1962 in which the defaction and crossing of floor has been added. But Sir, if you see the page, if you have the book...

MR SPEAKER: Yes, I have got one.

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: Page 374.

MR SPEAKER: Page 60.

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: No. Page 374. You will find, Sir, that after Article 2 sub-clause (3)+(4) seem to have been deleted. They are empty.

MR SPEAKER: Yes.

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: But if you read the foot-note, you will see that an ordinance had been issued in 1985, which reads, I have send you the ordinance and I hope you have got it.

MR SPEAKER: yes, I have got it.

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: A person, who has, at any time, after the 1st day of December, 1971, been an office-bearer of, or a member of the Executive Committee.....

MINISTER FOR LAW: What is the relevant provision.

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: It is section 3. It was omitted but subsequently incorporated by an ordinance issued in 1985.

MINISTER FOR LAW: Section 4 stands still omitted. Whether it was re-enacted?

MAKHDDOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: It has been incorporated in the ordinance. Honourable Speaker Sir, please get it

and read it. Section 3 which appears to be deleted has been incorporated vide an ordinance issued in 1985 and the language is:-

"A person, who has, at any time, after the Ist day of December, 1971, been an office-bearer of, or a member of the Executive Committee at the National or Provincial set up, by whatever name called, of a political party which was neither registered with the Election Commission nor declared by the Commission by the 11th day of October, 1979, to be eligible to participate in elections shall not be qualified for a period of seven years to be elected or chosen as a member of Parliament or Provincial Assembly"

MINISTER FOR LAW: I would request your honour to ask my learned friend to refer us to the particular reference. It is not available anywhere in the re-enacted law.
MR. SPEAKER: This is at page 568 of PLD. If you get it.
MINISTER FOR LAW: I have got the amended law. But which section 3(a) or 3(b)?
MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: Then let me read it.
MR. SPEAKER: This is ordinance III of 1985, Political parties (Amendment) Ordinance, 1985.

MINISTER FOR LAW: Then what is the clause?
MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: Clause is 3.
MINISTER FOR LAW: Section 3(a)?
MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: (a) was omitted in the original and it has been re-produced by this Ordinance.
MINISTER FOR LAW: I mean section (a).
MR. SPEAKER: This is clause 3.
MINISTER FOR LAW: What section?

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: 3 and 4, I pointed out were omitted but clause 3 has been substituted by an ordinance in 1985.

MINISTER FOR LAW: Clauses 3 and 4 of what section?

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: This is Political Parties Act, Section 2 page 374.

MINISTER FOR LAW: Section 2 of the Political Parties Act relates to the definitions.

MR. SPEAKER: This, I think is amendment of Section 8,

MINISTER FOR LAW: I am referring to Section 8 but my learned friend is referring to section 2.

MR. SPEAKER: This is Act III of 1962.

MINISTER FOR LAW: This is the point. Then this is section 8.

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: Section 8 relating to certain desqualifications for being member of Parliament or a Provincial Assembly.

MINISTER FOR LAW: Insertion of new section 8 \(b).

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: If I referred to page 374, it did not mean that you need not read page 373.

MINISTER FOR LAW: I am not referring my learned friend to pages. I am asking you to refer to the relevant sections.

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: Sir, I am one of your colleagues not a friend.

MINISTER FOR LAW: Well then be sure about the sections. What is the Section?

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: Section is 8.

MINISTER FOR LAW: Then it is 8 and not 2 as you have already referred to

MR. SPEAKER: Yes, it is 8.

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: I am referring to sub-clause 2 of Section 8.

MINISTER FOR LAW: 8(a) or 8(b)?

MR. SPEAKER: Clause 3 of Section 8.

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: Not section 8, Article 8.

MINISTER FOR LAW: Not Article. Article is of the Constitution.

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: Alright, this is section 8.

MINISTER FOR LAW: 8 (b) or 8(a)?

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: It is irrelevant.

MINISTER FOR LAW: It is not irrelevant.

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: How do you say?

MINISTER FOR LAW: Then refer me to relevant section. I must be clear.

MR. SPEAKER: If you go through the PLD.

MINISTER FOR LAW: I am not going through the PLD. I may be particularly be referred to particular section. Section 8(a) or 8(b)?

Section 2(b) of Ordinance III of 1985 -

"after sub-section (2) the following new sub-section shall be added, namely:-

"(3) ...

He was referring to sub-section of section 8 of Act III of 1962.

MINISTER FOR LAW: This is the point.

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: This is what I am saying?

MINISTER FOR LAW: Sub-section 3 of Section 8.

MR. SPEAKER: Yes, sub-section 3 of Section 8.

MINISTER FOR LAW: It is only new section inserted as 8(b). 8(a) is omitted. 8(b) is there. There are only left some clauses of 8(b). There is no section 8 now. 8(a) is omitted. 8(b) is there.

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: 8 is not omitted. 8(a) is omitted.

MINISTER FOR LAW: 8 is there. 8(a) omitted and you are referring me to 8(b).

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: Section 8 sub-section (3).

MINISTER FOR LAW: That is omitted.

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: That has been incorporated by an ordinance issued in 1985. How is it omitted. it has been incorporated. May I read it Sir, The Law Minister can take his own time.

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: Sir, may I proceed.

MR. SPEAKER: Are you satisfied about sections and sub-sections.

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: Let me quote, Sir, and he will be satisfied.

8, sub-section (3) ...

"A person who has at any time, after the 1st day of December, 1971 been an office-bearer or member of the Executive Committee at the National or Provincial set-up by whatever name called of political party which was neither registered which is with the Election Commissioner nor declared by the Eclection Commission by the 11th day of October, 1979, to be eligible to participate in elections shall not be qualified for a period of seven years to be elected or chosen as a member of Paliament or Provincial Assembly."

Now, Sir, the honourable office-bearers who have released this new. This was on the 31st. The meeting was held on 30th and Mian Nawaz Sharif was elected President of the so-called Muslim League.

Yes, Sir, it is so called Muslim League. Mr. Ghulam Haider wayne was chosen as General Secretary and Mr. Muhammad Azam Cheema, the Information Secretary. Unfortunately, they did not realize that they may have applied for registration but the registration was not complete and given until the 5th of Feb. Therefore, they joined an un-registered party, thereby they have incurred disqualification. Therefore, I seek your assistance, Mr. Speaker under Article 63 that these members' questions be referred to the Chief Election Commission for consideration.

MR. SPEAKER: Would you like to say something?

(Addressing the Law Minister)

MINISTER FOR LAW: In case anybody from that side wants to address this point, let than may be heared on this so that I can conclude the arguments or address the arguments on all the points raised by my learned friends. If there is any other point which has to be referred to by any body or learned freinds from that side, that may also be heard.

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: I am enough.

MINISTER FOR LAW: If you think that you are enough, then we are ready to meet you here.

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: Go ahead and seek the assistance of Advocate General.

MINISTER FOR LAW: I would like to address this Hon'ble House on the points raised by my learned friend.

میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میرے فاضل دوست نے آئین کی دفعہ 63 (2) بی کا حوالہ دیا ہے۔ جس کے تحت وہ چاہتے ہیں کہ یہ سوال اس ہاؤس میں اٹھایا جا چکا ہے کہ کیا کوئی ممبران ہاؤس کے آفس ہولڈر (Disqualify) ہو چکے ہیں۔

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMUD:

Point of order, Sir, I have said that they have incurred the disqualification and the decision is to be made by the Chief Election Commissioner.

MR. SPEAKER: Yes.

جناب وزیر قانون: اس بارے میں میں عرض کروں گا کہ گزشتہ روز جب کچھ باتیں زیر بحث لانے کی کوشش کی گئی تو یہ بات بھی سامنے آئی کہ یہ نقطہ جو اس ہاؤس میں اٹھایا جا رہا ہے وہ Rules of procedure کے کس ضابطے کے تحت اٹھایا جا رہا ہے۔ اس بارے میں چونکہ پہلے فیصلہ نہیں ہوا اس لئے میں اپنی گزارشات اس Objection کو Meet کرنے سے پہلے دوبارہ Repeat کروں گا۔ اس اسمبلی کے جو Rules of procedure مرتب ہوئے ہیں میں آپ کی توجہ اس کی طرف دلاؤں گا۔ یہ 10 مارچ 1985ء ـــــ

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: If there was any objection in connection with the Rules of Procedure, the Law Minister should have objected when I raised the question. The question has been raised. it has been brought to your notice. It is a mandatory provision that it is neither to be discussed in the House and if prima facie I have proved my point, the choice is very limited.

MINISTER FOR LAW: no. no.

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: There is no question of 'No' No! Please sit down.

MINISTER FOR LAW: Then Sir, the question is ...

MR. SPEAKER: Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood is on a point of order.

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: If you were to raise a frivolus point that Rules do not provide for it, I would argued from the very beginning that these Rules are made much earlier than the adoption of the Constitution, than the promulgation of the amendments in the Parties Act. No question of disqualification was envisaged. Therefore, there was no procedure in regard to such matters which are supreme. Rules do not over-ride them.

MINISTER FOR LAW: I have not yet taken the floor and my learned friend is replying to my point of objection. The question is I have to raise the objection whether this point is maintainable in this form or not and then from that on and afterwards we have to take you along with other provisions of this law.

MR. SPEAKER: You kindly allow me to give my decision on the point raised by Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood.

MINISTER FOR LAW: But I may kindly be heard before that.

MR. SPEAKER: You want to say something about this point of order.

MINISTER FOR LAW: The position is that I have to make myself clear on that.

تو میں عرض کرنا چاہتا تھا کہ جس طرح آپ کے علم میں ہے اور ابھی اس اسمبلی کا ریکارڈ اس بات کا شاہد ہے کہ یہ پوائنٹ اٹھایا گیا اور Pending رکھا گیا۔

For your honour is decision on that _____

کہ یہ میں نے اس لئے Allow کیا کہ

Let my learned friend speak out his mind

But this objection is part of that point which has been raised on the floor of this House. Before I reply to the main question whether some provision of present law do attract the disqualifications. So before I proceed on that, I must take you along to the provisions whether this point of order (may not be a point of order), which has been raised is in accordance with the Rules of Procedure or not.Then I will reply on facts. That is a point which requires a decsion of your honour and I would request your honour that this point may also be considered and decide alongwith the main point raised in this house on the constitutional provision. So, my request is that this let me speak on the point whether this point raised is in accordance with the Rules of Procedure of the "Assembly or not. The Rules of Procedures have also been framed under the constitution. As you honour knows, these have been framed". In exercise of the powers conferred on him (the Governor) by Article 67 Read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1973 the Governor of the Punjab is please to make the following Rules for regulating the procedure and conduct of business of the Provincial Assembly of the Punjab"

These Rules are framed under the Constitution. No doubt these Rules are subservient to the Constitution but the business of this Assembly is to be conducted and regulated in accordance with the Rules of Procedures and I raised the point on this. Whether this a resolution, or a Privilege Motion or an Adjournment motion or a point of order, they have to be under the provisions of these Rules of procedures. so if my learned friend wants to speak on any point,

these have to be under the Rules of prcedure and these may not be outside the Rules. So this fact may not be decided a this juncture before I speak out on the facts which have been raised by my learned friend. But this is on record that I do object to the raising of this point in this manner. I want to bring it on record that this is not in the proper form. No doubt that the constitution is Supreme over all the laws but still under the Constitution some Rules have been framed to conduct the business of the House. So we must be regulated, we must be taken along in accordance with the provisions of the Rules of Business. So because these Rules of business has not been referred to and my learned friend has not confined himself to any particular point of view, my objection is that this is no point raised. This is my one submission. Therefore, after this I would proceed to the point raised by my friend on the constitutional provisions. If you allow me then I will proceed to reply to the questions reply to the points raised by my learned friend. In regard to the constitutional provisions, in regard to the Houses of Political Parties Act 1962 as amended in 1985. If you allow me I will proceed to address the House on those points.

MR. SPEAKER: Would you like to say something?

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: Yes. Mr. Speaker, I only remind you and the Law Minister that a precedent in this very house already been created which he is forgetting. When I raised this constitutional question over the disqualification of parliamentary secretaries, no objection in regard to the Rules was raised by the Law Minister and you, very kindly considered the question.

MR. SPEAKER: Chaudhry Sahib, for your information, one point of order is under consideration and there can be no point of order on a point of order. (Interruption)
Not at all, my dear Chaudhry Sahib. When one point of order is under consideration, you cannot raise another point of order.

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: Sir, at that time, the question was raised. You kindly accepted it and your ruling was based on the previous precedents where you Ruled it out of order and you said that this is not a valid point. Now, if that be the case, then at that time the rules were not mentioned.

MR. SPEAKER: You would like to say something on the form of presenting this constitutional issue.

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: Sir, I drive my strength from the Constitution of Pakistan to which all of us have taken an oath and this is supreme. All acts and Rules there under are not superior but subservient. Therefore when a question.

MINISTER FOR LAW: My learned friend will have the choice to reply to the points but let me complete my submissions on this point. My learned friend will always have time to reply to the points coming out of my submission.

جناب سپیکر: اس پوائنٹ آف آرڈر پر میرا فیصلہ یہ ہے کہ مخدوم زادہ سید حسن محمود نے ___

چیمہ صاحب آپ ضرور کوئی نقطہ اس میں بیان کرنا چاہتے ہیں تو میں اپنی بات سے پہلے اس کی اجازت دیتا ہوں کہ آپ کر لیں۔ اسی نقطہ پر۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: آپ ارشاد فرمائیں اس کے بعد میں کر لوں گا۔

وزیر صنعت: کس پوائنٹ آف آرڈر پر آپ اپنی رولنگ دیں گے۔

جناب سپیکر: مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر پر میں اپنی رولنگ دینا چاہتا ہوں۔

MINISTER FOR LAW: On the point of order raised by Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood as to why I have addressed the House on this point.

MR. SPEAKER: Yes, of course.

MINISTER FOR LAW: What is the point of order? I have started submitting before your honour the arguments being advanced on the points raised by my learned friend and I am at liberty to start

the point where we left last day. Because it was not decided before it was opened and my learned friend has opened his case and stated his point of view. Therefore, I am at liberty to submit my point of view. So it is not necessary to give the Ruling unless the complete case is heard before the house.

MR. SPEAKER: Will you once again repeat your point of order?

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MEHMOOD: Sir, I did not Raise a Point of order, I Raised a question.

MINISTER FOR LAW: If he did not raise a point of order and what he is on?

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: The Law Minister raised a point of order to which I replied.

MINISTER FOR LAW: I never raised a point of order.

MR. SPEAKER: You raised a point of order.

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: Point of order on his pointing out that these Rules come in my way and I have said that he should have said it in the beginning when I raised the question. Question has been raised and it is in your court Sir, where it is a mendatory provision after hearing me, if you feel that prima facie a case exists, it is neither discretion of the House nor the discretion of Law Minister. Law Minister has the right to refute. He can negate my argument. But you are the judge whether I prove the case prima facie and if I have done it, even you Sir, don't have the discretion. It is a mandatory provision that it must be referred to the Chief Election Commissioner.

MR. SPEAKER: Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood has not raised any point of order. There is no question of giving my ruling on the point of order, so I would request the Law Minister to continue with his arguments.

وزیر قانون: میں یہ عرض کر رہا تھا اور پہلی بات جو میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ انہوں نے آئین کی آرٹیکل 63 کی سب کلاز 2 کا سہارا لیا ہے وہ یہ ہے اور وہ رولز آف بزنس جو آئین کی آرٹیکل 67 - 127 کے تحت فریم کئے گئے میرے دوست ابھی تک اس گھبراہٹ میں ہیں کہ وہ اپنے آپ کو کسی خاص رول اور ریفرنس کے تحت Confine کرنے کے لئے وہ اپنے آپ کو تیار نہیں کر پا رہے تو میں عرض کروں گا کہ یہ بات اس بات کی دلالت کرتی ہے کہ وہ ابھی تک اپنے ذہن میں صاف نہیں ہیں۔ کہ وہ اس پوائنٹ کو رولز پوائنٹ آف آرڈر کے تحت لائیں یا وہ اپنی پرویلج کے تحت لائیں یا ریزولیشن کے تحت لائیں۔ وہ اپنے آپ کو کسی بھی دائرہ کار میں لانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اور میں یہ بات اس لئے عرض کروں گا کہ ان تمام رولز کو وہی فورس حاصل ہے جو آئین کو حاصل ہے۔ کیونکہ یہ رولز آئین کے تحت آتے ہیں۔ Subservient ہیں۔ Subservient to constitution اس کے تحت Frame دیئے ہوئے ہیں۔ اور اس کو ابھی تک کسی نے چیلنج نہیں کیا ہے اور نہ ہی اس بارہ میں کوئی ترمیم آئی ہے میری پہلی گذارش یہ ہو گی کہ یہ پوائنٹ کسی Particular پوائنٹ کے تحت اٹھایا نہیں گیا ہے۔ جناب والا دوسری بات میں یہ عرض کروں گا کہ میرے فاضل دوست اس پوائنٹ کو کسی سے سن سنا کر لے دوڑے ہیں۔ ورنہ اس میں کوئی صداقت نہیں ہے۔ جس کے متعلق میں ابھی ایڈریس کروں گا۔ اور جناب والا کو یہ بات بھی واضح ہو جائے گی کہ نہ تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے اور جو کچھ میرے فاضل دوست نے فرمایا ہے وہ نہ حقائق اور واقعات کے مطابق ہے جو قانون اس وقت موجود ہے وہ اس کے مطابق نہیں ہے جو میرے فاضل دوست نے ریفر کیا ہے۔ اس بارہ میں میں جناب والا کو آئین کی آرٹیکل 63 کی طرف لے جاؤں گا۔ آئین کی آرٹیکل کی سب کلاز 2 جو ہے وہ یہ ہے

"If any question arises whether a member of the Majlis-e-Shoora (Parliament) has become disqualified from being a member, the Speaker, or, as the case may be, the Chairman shall refer the question to the Chief Election Commissioner and, if the Chief Election Commissioner is of the opinion that the member has become disqualified, he shall cease to be a member and his seat shall become vacant."

اس میں بھی جو لفظ ضروری ہے وہ ہے If question arises- اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے یہ نہیں پیدا ہوتا یہ بات زیر بحث ہے۔ سوال اس وقت پیدا ہوتا ہے کہ اس کا کسی لاء میں کوئی Basis موجود ہو اور پریما فیسائی Prime facie ___ on the face of it. جناب والا اس سے Convince

جائیں کہ یہ بات واقعی کسی لاء اور کسی On the record or on the Statue موجود ہے اور ایسی کوئی پروویژن قانون اور رول کی موجود ہے جو کسی ڈس کوالیفیکیشن کو ترک کرتی ہے کسی ممبر کو تب کہیں یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔

Simply by saying that so and so, or some body is not member, is not a question, unless that is substantiated by the provisions of any particular existing law.

میں یہ عرض کروں گا کہ جب کوئی Particular provision کی Existing law جس کا حوالہ دیا گیا ہے جب جناب کے نوٹس میں لائی جائے گی تب یہ بات Substantiate کی جائے گی۔ Establish کی جائے گی کہ یہ بات Prima facie کہ کوئی ممبر کوئی فاضل رکن اس ڈس کوالیفیکیشن کو Attract کر چکا ہے۔ تب یہ سوال پیدا ہو گا تب یہ ضرورت پیش آئے گی کہ یہ میٹر الیکشن کمشنر کو بھیجا جائے۔

اس بارہ میں دوسرا حوالہ جو میرے فاضل دوست نے پیش کیا ہے وہ یہ ہے۔

A person shall be disqualified if he is for the time being disqualified from being elected or chosen as the member of the Majlis-e-Shoora (Parliament), or a Provincial Assembly under any law for the time being in force.

اب تک جو لاء نافذ ہو گا اس کی پروویژن Attract کرتی ہیں تب وہ ممبر ڈس کوالیفائی ہونے کے مترادف ہے۔ جس کے لئے یہ سوال پیدا ہو گا۔ اور یہ Question Refer کیا جائے اس کے بعد میرے فاضل دوست نے آپ کو بھی اور اس ہاؤس کو بھی الیکشن لاء کی طرف ریفر کیا ہے۔ جس کے لئے

House of Praliament and Provincial Assemblies Election order 1977

اس کو انہوں نے ریفر کیا ہے اس کا سیکشن 10 ہے اور سب سیکشن 2 ہے۔ اس کے لئے میں جناب کی توجہ دلاؤں گا۔

جناب سپیکر: یہ کونسا صفحہ ہے۔

وزیر قانون: یہ صفحہ 16 ہے۔ سیکشن 10 (2) ہے۔ ہاؤسز آف پارلیمنٹ' پروونشل اسمبلیز' آرڈر 15 آف 1977ء ہے یہ الیکشن لاء کا صفحہ 5 ہے۔ اور سیکشن 10 ہے اور اس کا سب سیکشن 2 ہے۔

"A person shall be disqualified from being elected or chosen as and being a member of Parliement..."

جناب والا میں اس کے لئے عرض کروں کہ یہ صفحہ 14 کے آخیر سے شروع ہوتا ہے۔ اس کا عنوان ہے

کوالیفکیشن اور ڈس کوالیفکیشن ہے۔

Qualification and Disqualification for Membership of Parliament.

A person shall not qualified to be elected or chosen as a member of Parliament unless....."

میں یہ عرض کروں گا کہ یہ الیکشن شروع ہونے کے متعلق بات ہے اور ابھی تک آئین ری وائز نہیں ہوئی تھی اور الیکشن منعقد کرنے تھے تو یہ ایک ایکٹ ہاؤسز آف پارلیمنٹ اینڈ پروونشل اسمبلیز الیکشن آرڈز آف 1977ء نافذ کیا گیا۔ اس کے لئے الیکشن منعقد ہوئے تھے۔ آئین In vogue نہیں تھا۔ اس کے لئے یہ آرڈر کیا گیا تاکہ اس کے تحت الیکشن منعقد کرائے جا سکیں اور اس کے تحت الیکشن کے لئے کھڑے ہونے سے پہلے یہ ضروری تھا کہ اس کی کوالیفکیشن اور ڈی کوالیفکیشن کو enumereted کیا جائے۔ 10 (2) کے تحت جو لمبی فہرست ہے اور اس میں یہ بھی بتایا گیا کہ کوالیفکیشن اور ڈس کوالیفکیشن کیا ہو گی اور میں جناب والا کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ یہ ایکٹ 1977ء میں ہوا۔

After the proclamation of Emergency, after the enforcement of Martial I aw when the elections were to be held under this order and the constitution was suspended at that time ____

تو اس کے لئے میں عرض کروں کہ اس کی لینگویج بڑی واضح ہے اس کی دفعہ 2 جو ہے۔

A person shall be disqualified from being elected or chosen as and being a member of Parliament.....

تو اس کے لئے جب اس کا الیکشن ہونا تو اس کے لئے کچھ کوالیفکیشن تجویز کی گئی تھیں۔ اس کے لئے کیا کیا کوالیفکیشن ہوں گی جو الیکشن میں کھڑے ہوں گے اس کے لئے میرے فاضل دوست نے یہ صفحہ 10-2 (6) کا حوالہ دیا وہ یہ ہے صفحہ 16 ہے۔ یہ صفحہ نمبر 372 ہے۔

"(a) at any time on or after the twentieth day of December, 1971, been an office bearer of a political party dissolved under sub-section (2) of Section 6 and has not, before a declaration in respect of such party is made under sub-section (1) of that section, resigned from, or publicaly announced his disassociation with, such party.....

unless a period of 12 years has elapsed from the date of such dissolution.

اس میں ریفر کی گئی ہے سیکشن 6 سب کلاز 2 آف دی پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ 1962ء اس کا مقصد یہ ہوا کہ وہ لوگ جو پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ 1962ء کے سیکشن 6 کی سب کلاز 2 کو Attract کریں گے اس کی

زد میں آئیں گے۔ اس دفعہ کے نافذ ہونے کے بعد اور وہ پارٹی ڈس کوالیفائی ہونے کے بعد کس کے تحت سیکشن 6 کے سب کلاز 2 کے بعد۔ اب میں آپ کو سیکشن سب کلاز 2 کی طرف لئے چلتا ہوں۔ وہ کیا ہے۔

"Dissolution of political parties. ___ (1) Where the Federal Government is satisfied that a political party is a foreign aided party or has been formed or is operating in a manner prejudicial to the Islamic Ideology or the sovereignty, integrity or Security or Pakistan, or morality, or maintenance or public order or has contravened the provisions of section 3-A.....

3-A سیکشن حساب کتاب دینے کے متعلق ہے۔

It shall make such a declaration and publish the same in the official gazette, and upon such publication the political party concerned shall subject to the provision of Sub Section (2) .....

جو آگے آ رہا ہے اس کے تحت

..... Stand dissolve and all his property and funds shall be forefeited to the Federal Government.

نمبر2 جو ریفر کیا گیا ہے اس کے سب سیکشن 2 کے ماتحت اس کلاز اے کو کیا گیا ہے۔

Within the fifteen days of the making a declaration under Sub Section (1) the Federal Government shall refer the matter to the Supreme Court whose decision on such reference shall be final.

اس میں دو باتیں واضح ہوئیں ہیں۔ سیکشن 6 یہ کہتا ہے کہ وہ پارٹی جس کو گورنمنٹ سمجھتی ہے کہ یہ فارن ایڈڈ Foreign Aided پارٹی ہے اور جو غیر ملکی امداد اس کو ملتی ہے پاکستان کے نظریہ کے خلاف اور اس کی سکیورٹی' انٹیگریٹی' سادرنٹی (Serurity, Integrity Soverignty or Integrity) کے خلاف وہ کام کرتی ہے۔ اور اس بارے میں کنونس (Convince) ہو جائے کہ اس کی میٹنی نینس آف پبلک آرڈر (Maintenance of Public Order) کے خلاف کام کرتی ہے۔ فارن ایڈڈ (Foreign Aided) اور 3 اے کے تحت وہ حساب نہیں دیتی ہے اور نہ اس نے حساب کتاب دیا ہے تو اس کو وہ بین (Ban) کرے۔ (But subject to clause 2) کہ یہ ریفرینس سپریم کورٹ میں دیا جائے اور سپریم کورٹ اگر ان تمام شواہد کی روشنی میں یہ فیصلہ کرتی ہے کہ واقعی یہ الزامات صحیح ہیں تو وہ پارٹی بین (Ban) ہو جائے گی اور وہ فیصلہ فائنل ہو گا۔ تو میرے فاضل دوست نے 6 کے تحت جس میں مجھے ریفر کرکے اور جناب والا کو اس طرف لے جانے کی کوشش کی کہ یہ موجودہ پارٹی جو فارم (Form) ہوئی ہے یا جو رجسٹر ہوئی ہے یہ کوئی فارن ایڈڈ (Foreign Aided) پارٹی ہے اور یہ

اسلامک آئیڈیالوجی کے خلاف کام کرتی رہی ہے جس کے خلاف سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا ہے' ایسی کوئی بات ہے تو واقعی میں اس کی زد میں آتا ہوں جس کے تحت دفعہ 6 کا حوالہ دے کر جناب والا کو یہ یقین دلانے کی کوشش کی گئی ہے کہ شائد دفعہ 6 کے تحت یہ ہاؤس پر (Atrract) ہوتی ہے اور یہ ایسی پارٹی ہے جس کو سپریم کورٹ نے ایسا ڈیکلیئر (Declare) کیا ہو کہ یہ فارن ایڈ (Foreign Aided) ہے یا جو میں نے یہ ایک لسٹ دی ہے اور اس کے تحت زد میں آتی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ قطعی غلط ہے۔ اس میں یہ نہیں آتی۔ اور یہ حوالہ غلط دیا گیا ہے۔ اور اس سے ہاؤس کو مس لیڈ (Mislead) کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ البتہ Sir. ڈس کوالیفکیشن ____ (قطع کلامی) مجھے جناب اپنی گزارشات مکمل کرنے دیں۔ جناب والا! کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMUD: You can have the proceeding read, I have never tried to impress on you in regard to foreign aided parties.

MINISTER FOR LAW: Sir, we will have the right to reply

جناب سپیکر: مخدوم زادہ صاحب! معزز وزیر قانون صاحب کو اپنی آرگو میشس (Arguments) جاری رکھنے دی جائیں۔

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMUD: I only object to the disintegration.

MINISTER FOR LAW: No Sir. It is not so. You have referred the Houses of Parliament, Provincial Assemblies Election Order V, Clause 6 at page 16, I have the reasons why I am referring this clause back to you.

کہ اس کے تحت ہم (Attract) نہیں ہیں۔ تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس کے تحت پھر سیکشن 6 کا حوالہ دیا گیا۔ یہ پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کے 6 (2) کا حوالہ دیا گیا جو میں جناب کے سامنے پڑھ کر سنا رہا ہوں۔ کہ جو فارن ایڈڈ پارٹی ہے اور سپریم کورٹ اس کے خلاف فیصلہ دے اور اس کے بعد وہ پارٹی ڈس کوالیفائی (Disqualify) ہو گی اور سیکشن 7 تھا کہ وہ Penalty تھی اور وہ Omit ہوئی۔ اور جس کا حوالہ میرے فاضل دوست نے دیا تھا۔ یعنی پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کی دفعہ 6 کلاز 2 کا جو میں پڑھ رہا ہوں۔

Any person who after the dissolution of a political party under Section 6 (which I myself read out) hold himself out as a member or office bearer of that party .....

جس کو سپریم کورٹ نے بین کیا۔

6 (2) کا جو حوالہ دیا گیا ہے وہ یہ ہے جو اس ریفرنس کا مطلوب ہے۔ جو کہ Foreign Aided پارٹی

سپریم کورٹ اور فیڈرل گورنمنٹ نے بین کی ہو اس بین ہونے کے بعد سپریم کورٹ کا فیصلہ آنے کے بعد پھر بھی کوئی آدمی اس کا ممبر کہلانا پسند کرے اور اپنے آپ کو یہ ظاہر کرے کہ میں اس کا ممبر ہوں تو پھر اس کے لئے پینلٹی رکھی گئی ہے اور 12 اے میں ریفر نہیں کرتا۔ کیونکہ اسے ریفر ہی نہیں کیا گیا۔ البتہ میں پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کی دفعہ 8 کی طرف توجہ ضرور دلاؤں گا کہ

..... certain disqualifications for being a member of Parliament or a Provincial Assembly.....

.....At any time on or after the 20th Day of December, 1971, being office bearer of a political party dissolved under Sub Section (2) of Section 6 and has not before a declaration in respect of such party is made under Sub Section (1) of that Section .....

سیکشن 6 کے تحت جب فیڈرل گورنمنٹ اناؤنس کرتی ہے کہ یہ پارٹی غیر قانونی ہے Foreign Aided ہے اور 2 کے تحت سپریم کورٹ اس کو ڈیکلیئر کر دیتی ہے تب بھی اس پارٹی سے ریزائن Resign نہ کرے اور اس کا ممبر بدستور رہے۔ اور پھر بھی الیکشن لڑے اور پھر وہ آدمی کسی ہاؤس آف پارلیمنٹ کا ممبر نہیں رہ سکتا۔ یہ Disqualification attract کرتی ہے کہ 8 کی دفعہ (1) جس کو اگر میرے فاضل دوست چاہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہ 7' نہ 6 اور نہ 7 کی (2) اور 8 کی کسی پروویژن کے متعلق یہ تمام باتیں اگر جناب والا ملاحظہ فرمائیں گے کہ :

..... Shall be disqualified from being a member of Parliament, Provincial Assembly or a Local Body and from being elected or chosen as member for a period of five years from the date of such dissolution, or conviction or as the case may be .....

اور اس میں Proviso یہ آئی کہ جو لوگ فیڈرل کونسل کے ممبر تھے۔ پراونشل کونسل کے ممبر تھے اور گذشتہ دور میں جو فیڈرل منسٹر رہے اور جو پراونشل منسٹر رہے وہ اس سے مستثنیٰ ہوں گے۔ یہ باتیں میری اس بات کی استدلال ہیں کہ یہ تمام کا تمام ایکٹ اس وقت نافذ ہوا اور اس میں ترامیم ہوئیں جب الیکشن ہونے والے تھے۔ جب لوکل باڈیز کے الیکشن ہوئے یا موجودہ الیکشن ہونے والے تھے تو یہ ایک پروویژن وہاں رکھی گئی کہ جب الیکشن ہو تو یہ باتیں اس میں Atrract کریں گی۔ جو اس میں ہٹ کرے گا مثلاً ایک پارٹی جو سپریم کورٹ نے بین کی تھی جیسے نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی جس کو سپریم کورٹ نے بین کیا تھا اگر وہ بھی الیکٹ ہوتی تو یہ پروویژن Attract کرتی۔ And not other provisions. اور اس کے تحت جو 2 ہے وہ یہ ہے

A person who is at any time on or after the 5th day of July, 1970

وہ جو میں نے Attract کی ہیں وہ کی ہیں۔ 1970ء سے لے کر 1971ء کے پیریڈ کے لئے۔ آپ دیکھیں گے کہ میں ہفتنا ہاؤس کو ایڈریس کروں گا۔

There are two periods specified in certain act, in Political Parties Act and the Houses of Parliament, Provincial Assemblies Order

اس میں بھی دو پیریڈ ہیں۔ ایک پیریڈ ہے 1971ء سے لے کر 1977ء تک اور ایک پیریڈ ہے 1977ء سے لے کر بعد میں جب یہ الیکشن ہوئے۔ اس کے لئے جو Relevant Provision ہے وہ 8 کی دفعہ 2 ہے۔ پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ 1962ء کلاز 2 جو 1970ء کے بعد کے پیریڈ کو ڈیل Deal کرتا ہے۔

A person who has at any time on or after the 5th Day of July, 1970, been a member of a Political party dissolved under Sub Section (2) of Section 6.

اس کا دوبارہ حوالہ دیا گیا ہے۔ 1977ء کے بعد کا پیریڈ بھی اور اس الیکشن کے لئے بھی جو 6 (2) کے تحت لوگ الیکٹ ہوں گے۔ 6 (2) کے تحت جو لوگ Attract ہوں گے جس کو

Supreme Court __ foreign aided body working against the ideology of Pakistan.

6 کے تحت جو لوگ Convict ہوں گے جو dissolve ہوں گے اس کے ممبر کے لئے نہ صرف 1971ء سے لے کر 1977ء کا پیریڈ شمار کیا جائے گا بلکہ 1977ء سے لے کر موجودہ الیکشن تک کا پیریڈ بھی Cover کیا گیا کہ اگر اس پارٹی کے ممبر کوئی لوگ ہوں گے تو اس کو یہ سب کلاز 2 Attract کرے گی اور وہ اس پارٹی کے

.....For an offence committed before the dissolution and punishable with imprisonment for a term which is not less than two years, shall be disqualified from being a member of Parliament or Provincial Assembly or Local Body and from being elected or chosen as such member for a period of seven years from the date of such dissolution or conviction, as the case may be.

تو میری جناب والا درخواست یہ ہے کہ یہ قانون Enact ہوا اور اس میں ترامیم آئیں کہ جب موجودہ اسمبلیوں کے الیکشن ہوں تو اس میں دو پریڈ کور کئے گئے' ایک سال 1971ء سے لے کر 1977ء تک اور دوسرا 1977ء سے لے کر موجودہ وقت تک۔ کہ اگر کوئی شخص اس پارٹی کو سپریم کورٹ کے ڈیکلیئر کرنے کے باوجود' اس پارٹی کا ممبر رہتا ہے اور اس کا ممبر رہتے ہوئے الیکشن لڑتا ہے وہ ڈس کوالیفائی ہے' اس کا الیکشن نہیں ہو سکتا ہے۔ اور جناب والا کے علم میں ہے کہ یہ جو پوزیشن یہاں بتائی گئی ہے اس کو ہم Attract نہیں کرتے ہیں کیونکہ اس میں نہ تو موجودہ اسمبلیاں اور نہ ہی کسی شکل میں پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کی دفعہ (2) 6 اور 8 کے دائرہ کار میں کسی شکل میں یہ بات نہیں آتی ہے اور یہ

بات اس سے واضح ہو جاتی ہے۔ اب رہ گئی یہ بات کہ یہ جو کلاز دوبارہ Enact ہوئی ہے۔ میں دوبارہ جناب کو پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کی دفعہ 6 کی طرف لے چلوں گا۔ اس میں دفعہ (1) 6 اور (2) 6 موجود ہے۔

چودھری غلام رسول: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب والا میں یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ یہ کوئی ریزولیشن ہے یا کوئی مشن۔ کیا اس معزز ایوان کو اس کے متعلق Jurisdiction ہے۔ کسی ممبر کو ڈیکلیئر کرنے کی کہ یہ ممبر نہیں رہا' تو میں فاضل دوست سے یہ گزارش کروں گا کہ

if he has got some case heshould go to the proper court. We have become judges of our own cause. This is more wastage of time.

جس کو Complaint ہے الیکشن ٹریبونل میں Refer کرے۔ ہم یہاں پر فیصلہ نہیں کر سکتے ہیں۔ نہ تو جناب انہوں نے کوئی ریزولیوشن دیا ہے نہ کوئی تحریک التوائے کار ہے نہ کوئی ان کا کیس مستحکم ہے۔ جب ہمیں کوئی Jurisdiction نہیں ہے۔ کسی کو Declare کرنے کی Disqualify of otherwise کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کا جواب جناب لاء منسٹر دے چکے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ان کی بات غور سے نہیں سنی ہے۔

وزیر قانون: _____ تو جناب والا' میں یہ گزارش کروں گا کہ میرے فاضل دوست نے اس ایوان کو Misguide کرنے کی کوشش کی ہے mislead کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ کوشش ہی نہیں کی ہے کہ Properly سارے قانون کو پڑھ کر آئیں۔ تو میں عرض کروں گا کہ 8 کی دفعہ تین اور چار کو جو پہلے Delete کیا گیا تھا۔ اس کو میرے فاضل دوست نے بتایا کہ Re-Enact ہوئیں اور ہمیں پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کی دفعہ (3) 8 اور (4) 8 کی طرف لے جایا گیا' اس میں یہ بات تو آپ کے نوٹس میں آ چکی ہے کہ یہ الیکشن لاز میں omitted ہیں _____

جناب سپیکر: یہ پی ایل ڈی میں سیکشن (3) 8 میں Substituted ہیں۔

وزیر قانون: جناب والا اگر ملاحظہ فرمائیں کہ آپ کے پاس جو پی ایل ڈی ہے اس کے مطابق 12-1-1985 کو Substitute ہوئیں۔ دفعات (3) 8 اور (4) 8 جو کہ پڑھ کر سنائی گئیں اور جس کے بارے میں میرے فاضل دوست نے کہا ہے میں اپنی Argument کروں گا کہ جو مجھے پڑھ کر سنائی گئی ہے کہ جو 12-1-85 کو گورنمنٹ نے (4) اور (3) دوبارہ Re-Enact کیں۔ یہ پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کی

دفعہ 8 کی ہیں۔ جناب والا میں پھر وہی پڑھوں گا جو کہ ہمارے فاضل دوست نے ہم پر لاگو کرنے کی' چیف منسٹر صاحب' وائیں صاحب اور محمد اعظم چیمہ کے خلاف

For being the office holder of a party which is not registered.

اس پروویژن کو Attract کرنے کے لئے (3) 8 کلاز کو ریفر کیا ہے۔

Section 8 (3) of the Political Parties (Amendment) Ordinance, 1985.

"A persons who has, at any time after the first day of December, 1977 been an office-bearer or member of the executive committee at the National or Provincial set up, by whatever name called, of a political party which was neither registered with the Election Commission nor declared by the commission, by the elevanth day of October, 1979, to be elgible to participate in elections, shall not be qualified for a period of seven years to be elected or choosen as a member of Parliament or a Provincial Assembly:

جناب والا - آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ یہ Disqualification proceding the election کے لئے ہے۔ یہ میں بھی Without conceding the correctness of this provision میں صرف اس لئے پہلے من و عن اسی شکل میں لوں گا جس شکل میں مخدوم زادہ صاحب نے اس ہاؤس کو Believe کرانے کی کوشش کی ہے کہ یہ کلاز (3) جو ہے Proceding the election disqualification تو کرتی ہے کہ اگر یہ ڈس کوا لیفکیشن Attract ہو تو الیکشن سے قبل اگر یہ بات ہوتی ہو تو الیکشن کے بعد نہیں یعنی پوسٹ الیکشن نہیں۔

Proceeding the election ہے' اور یہ اگر ہو ------

to be elected or chosen as a member تو یہ اگر Attract کرتا ہو تو وہ اس ہاؤس کے _____ تاکہ الیکشن سے قبل اگر بات ہو۔ لیکن یہ پروویژن Enact ہوئیں۔ 12-1-85 کو اور جو delete ہوئی تھی۔ یہ 12-1-85 کو re Enact کر دی گئی۔ جو کہ میں نے اب پڑھی یہ الیکشن لاز سے پہلے delete ہوئی جو کہ آپ کو دکھایا (4) اور (3) کے بعد اور 12-1-85 کو دوبارہ شامل کی گئی ہے اسی شکل میں۔ اور اسی کا سہارا لئے ہوئے میرے فاضل دوست یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے کچھ فاضل ممبران کو ڈس کوالیفائی کرنے کے لئے معاملہ الیکشن کمشنر کو ریفر کیا جائے اور question substantiate کرنا چاہتے ہیں تاکہ یہ سوال اٹھا کر الیکشن کمشن کو یہ معاملہ ریفر کیا جائے۔ اب میں یہ عرض کروں گا کہ یہ انتہا ہے کہ ایک ایسی پروویژن کو جو کہ اس وقت قانون کی کتاب میں نہیں ہے۔ اور جو delete ہو چکی ہے اس کا سہارا لیتے ہوئے اس پر rely کرتے ہوئے جناب والا کو اور پورے ہاؤس کو mislead

کرنا۔

جناب سپیکر: یہ کونسی پروویژن ہے۔

وزیر قانون: یہی جناب والا! جو کہ ابھی میں نے پڑھی ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: This remarks may please he expunged

MINISTER FOR LAW:
I oppose it. Let me substantiate. I would not like these remarks to be expunged.

اگر یہ میرے ریمارکس غلط ہوں' اگر میری یہ گذارشات غلط ہوں تو آپ ضرور فیصلہ فرما دیں۔ پہلے آپ مجھے میری گزارشات مکمل کرنے دیں' اور اگر آپ سمجھتے ہیں کہ میں نے Misguide کیا ہے یا غلط کیا ہے تو

then you can ensure me or you can take decision against me for the expungement of these remarks

اگر یہ واقعات اور قانون کے خلاف ہوں۔ میں تو عرض کر رہا کہ جناب کو اور پورے ایوان کو Believe کرانے کی کوشش کی گئی کہ یہ Re-enact ہو کر اب تک لاگو ہے اور یہ اب تک قانون کی کتابوں میں ہے ____

جناب سپیکر: یہ Statute Book میں نہیں ہے۔ یہ (3) 8 کی بات کر رہے ہیں۔

وزیر قانون: میں آپ کو اس طرف لا رہا ہوں۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ اس Omission کے بعد یہ 12-1-1985 کو Re-enact ہوئیں۔ جس کو جناب نے بھی پڑھا۔ میں نے بھی پڑھا اور مخدوم زادہ صاحب نے جس کو ریفر کیا۔ یہ وہ سیکشن 8 کی سب کلاز 3 ہے۔ جو کہ Statute hook پر 12-1-85 کو آئی۔ اور جس کے متعلق میں نے یہ کہا ہے کہ اس ہاؤس کو Mislead کیا گیا ہے کہ یہ موجود ہے۔ اور اس کے تحت Disqualification ہوئی ہے۔ اب میرا دوسرا پوائنٹ یہ ہے کہ یہ کلاز نمبر 3 -this was re-omitted on 17-1-85 12-1-85 کے بعد یہ دفعہ 17-1-85 کو حذف کر دی گئی ہے Statute hook سے۔ اور میں جناب کو ریفر کروں گا by amending ordinance VI of 1985 اور اس کے لئے میں جناب والا کو ریفر کرتا ہوں اگر آپ نوٹ فرمانا چاہیں تو یہ ہے

Ordinance VI of 1985
Political Parties (Second Amendment) Ordinance, 1985. An Ordinance further to amend the Political Parties Act 1962 (Casette of Pakistan, Extra ordinary, Part I, 17the January, 1985
Short Title is at number one.
Then there is Clause 2 -
Amendment of Section 8, Act III of 1962 - In the Political Parties Act, 1962 (III of 1962), in Section 8
(b) Subsections (3) and (4) Shall be omitted;"

اس کے بعد بی ہے۔ یعنی اے کے بعد بی _____

Sub-section (3) and (4) shall be omitted

تو Net result یہ ہوا کہ میرے فاضل دوست جس پروویژن کو Refer کر رہے تھے اور جس دفعہ 8 کی (3) اور (4) کو re-solve کر کے پڑھ رہے تھے اور جو 12-1-85 کو Re-insert ہوئی وہ 17-1-85 کو دوبارہ statute book سے واپس لے لی گئیں۔ اور یہ واپس لینے کے بعد پوزیشن یہ بنی کہ دفعہ (3) اور (4) کا جو حوالہ دیا گیا ہے' جس کے تحت وہ ان ممبران کو Disqualify کرنا چاہتے ہیں وہ اب Statute book پر موجود نہیں ہے۔ اور یہ میں سمجھتا ہوں کہ میں اس کو Dishonesty تو نہیں کہہ سکتا۔ لیکن IntellectualDishonesty ضرور ہے کہ ایک بات کے موجود ہوتے ہوئے ایوان کو اور جناب کو یہ Believe کروانے کی کوشش کرنا تاکہ آپ اس پر Act کریں۔ یہ میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے کہ کوئی ایسی بات یہاں پر لانا کہ یہ اس طریقہ سے ہو سکتا ہے۔ میرا یہ خیال ہے کہ ان کی فرمودات اور گزارشات کے باوجود ان کی یہ بات قابل پذیرائی نہیں ہے بلکہ اس کے لئے انہیں Apology due ہو گی۔ کیونکہ اس ایوان کو mislead کرنے کی کوشش کی گئی۔ اور اس کے بعد میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ سب سے بڑی بات جس پر میرے فاضل دوست نے reliance کیا ہے وہ پولیٹکل پارٹیز ایکٹ کی دفعہ 6 (2) اور دفعہ 8 (3) جو ابھی میں نے پڑھ کر سنائی ہے۔ دفعہ 6 (2) تو ابھی تک موجود ہے۔ لیکن وہ ان کو Object کرتی ہے جس کو سپریم کورٹ نے Disqualify کیا اور ban کیا اور وہ foreign aided party ہیں جو سپریم کورٹ کے ban کرنے کے باوجود ممبر رہیں وہ ہم پر apply نہیں ہوتی اور یہ بڑی واضح طور پر ہے جس کو میرے خیال میں مخدوم صاحب نے appropriate نہیں کیا۔ آگے رہ جاتی ہے دفعہ 8 اور دفعہ 8 (3) جس کو پڑھ کر سنایا گا اور میں نے ہی پڑھ کر سنایا جو 12 جنوری 1985ء کو insert ہوئی۔ وہ 17-1-85 کو واپس لے لی گئی اور اب اس پر صورت حال یہ ہوئی

کہ اب وہ پروویژن Statute book پر موجود نہیں ہے۔ اور موجودہ پارٹیز کا convention hold ہوا وہ جناب والا کو یاد ہو گا۔ وہ 30-1-86 کو ہوا اور یہ 17 جنوری 1985ء کو Delete ہو چکی تھی۔ جناب والا اس کو ایک سال سے بھی زیادہ عرصہ گزر چکا ہے کہ یہ پروویژن واپس لے لی گئیں۔ جس کے سارے میرے فاضل رکن چاہتے ہیں کہ ہمارے ان ممبران' کو ہمارے وزیر اعلیٰ کو' ہمارے وزیر دائیں صاحب کو اور محمد اعظم چیمہ صاحب کو اس کی زد میں لاتے ہوئے کہتے ہیں کہ question raise کیا جائے کہ وہ disqualify ہو چکے ہیں۔ جناب والا وہ تمام پروویژن statute hook سے واپس لے لی گئیں ہیں اور یہ اس ایوان کو touch نہیں کرتیں۔

جناب والا یہ تو میری گزارشات تھیں اب میں اس کو conclude کرنا پسند کروں گا۔ میں اب دفعہ 3 (بی) پڑھوں گا۔ 3 (بی) جو موجودہ پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ 1962ء کا حصہ ہے۔ 3 (اے) کے تحت تو پولیٹیکل پارٹیز اپنے اکاؤنٹ Suhmit کریں گی۔ جناب والا اب میں پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ 3 (بی) کا حوالہ دوں گا۔ رجسٹریشن آف پولیٹیکل پارٹیز _____

جناب سپیکر: یہ کونسے صفحے پر ہے۔

وزیر قانون: صفحہ 369

پولیٹیکل ایکٹ کا 3 (بی) جو قانون اب لاگو ہوا ہے۔ پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ 1962ء اور اس کا سیکشن 3 (بی)

"3-B: Every political party in existence at the commencement___ of the Political Parties (Amendment) Ordinance, 1979...."

یعنی وہ پارٹیاں جو 1979ء کا امینڈمنٹ آرڈی ننس نافذ کرنے سے قبل معرض وجود میں تھیں

".....Shall, within one month of such commencement...."

اس 1979ء کے آرڈیننس کے نافذ ہونے کے ایک مہینے کے اندر اندر

".....And every political party formed after such commencement..."

اور اس کے بعد جو پولیٹیکل پارٹی بنائی جائے

".....Shall, within one month of its being formed, apply to the Election Commission for registration."

اس کے دو حصے کئے گئے ہیں۔ ایک وہ پولیٹیکل پارٹیز جو پولیٹیکل پارٹیز امینڈمنٹ آرڈیننس 1979ء کے نافذ کرنے کے وقت موجود تھیں وہ اس آرڈیننس 1979ء کے نافذ ہونے کے بعد ایک مہینے کے اندر

اندر اور جو اس وقت in existence نہیں تھیں وہ یہ آرڈیننس نافذ ہونے کے بعد اور اب جو اس کو re-enforce کیا گیا ہے۔ اور دسمبر 1985ء میں اس کو re-Enact کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ایک مہینے کے اندر اندر وہ الیکشن کمیشن کو رجسٹریشن کرانے کے لئے apply کریں گے۔ اور اس کی further requirement کیا ہے؟

"(2) - An application under sub-section (1) shall be made on behalf of a political party by such person and in such form, and shall be accompanied by such documents besides a copy of its constitution, a list of the names of its office-bearers at the National level and a statement of its total membership in each Province, as the election commission may, by notification in the official Gazette, specify."

تو یہ طے ہوا کہ renactment کے بعد جب یہ پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ نافذ ہوا۔ پولیٹیکل پارٹیز کو form کرنے کی اجازت دی گئی اور اس کے علاوہ جب Constitution revive ہوا۔ جیسا کہ جناب والا کو علم ہے جب Consitution revive ہوتا ہے۔ یہ میرے پاس 2 مارچ 1985ء کے تحت یہ آئین revive کیا گیا اور آئین کی آرٹیکل 4 کے تحت fundamental rights restore ہوئے۔ اور بنیادی حقوق 85-12-30 کو بحال ہوئے ہیں۔ اور جناب وزیر اعظم پاکستان نے 30 دسمبر 1985ء کو قوم سے خطاب کرتے ہوئے مارشل لاء کو ہٹایا اور صدر پاکستان نے Joint Session کو خطاب کرتے ہوئے مارشل لاء کو اٹھایا اور جو بنیادی حقوق بحال ہوئے تو اس کے تحت میں یہ عرض کروں گا کہ آئین کا آرٹیکل 4 جب revive ہوا۔ آئین کی آرٹیکل 4 اور 17 دونوں revive ہوئے۔ پہلے تو میں آرٹیکل 4 کے تحت متعلق عرض کروں گا کہ:

Right of individuals to be dealt with in accordance with law, etc.

اب بنیادی حقوق بحال ہو چکے ہیں اور آرٹیکل 4 کے تحت

Article 4 (1) (b) -

"No person shall be prevented from or be hindered in doing that which is not prohibited by law; and

(c) No person shall be compelled to do that which the law does not require him to do."

جناب سپیکر: کون سے صفحے پر ہے۔

وزیر قانون: جناب والا آئین کا صفحہ 6- اور آرٹیکل 4 (بی) (سی)- جناب والا اس کے تحت میں

مختصر گزارش یہ کروں گا کہ آرٹیکل 4 بنیادی حقوق سے متعلق ہے۔ اس میں یہ بات آئی ہے کہ قانون کے مطابق کسی آدمی کو جب Allow کیا جائے پھر اس کو Prohibit نہیں کیا جا سکتا کہ وہ یہ بات نہ کرے اور جو بات اس قانون کے ذریعے سے حاصل کرے کوئی آدمی اس کو وہ نہ کرنے کے لئے مجبور نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی اسے compel کر سکتا ہے۔

Which the law does not required him to do

جس کے لئے قانون اس کو کرنے کے لئے compel نہیں کرتا۔

جناب والا اس کے بعد میں آپ کو آرٹیکل 17 کی طرف لے جاؤں گا۔ آرٹیکل 17- صفحہ 14 اس کے تحت تو پولیٹیکل پارٹیز بحال ہوئیں۔

Sub-section (1)

"Every citizen shall have the right to form associations, subject to any reasonable restrictions impose by law in the interest of sovereignty or integrity of Pakistan, public order or merality:

سب آرٹیکل 2 ہے کہ:-

"Every citizen, not being in the service of Pakistan, shall have the right to form or be a member of a political party, subject to any reasonable restrisctions imposed by law in the interest of the sovereignty or integrity of Pakistan and such law shall provide that there the Federal Government declares that any political party has been formed or is operating in a manner prejudicial to the sovereignty or integrity of Pakistan, the Federal Government shall, within fifteen days of such declaration, refer the matter to the Supreme Court whose decision on such reference shall be final."

تو میں عرض کروں گا کہ 17 کے تحت ماسوائے ان پارٹیز کے جو کہ پاکستان کی ideology کے خلاف کام کریں۔ foreign aided parties ہوں اور گورنمنٹ اس بارے میں convince ہو جائے اور جس کے لئے 15 دن کے اندر اندر سپریم کورٹ کو reference کیا جائے اس کے علاوہ تمام لوگوں کو اجازت دی گئی کہ وہ پولیٹیکل پارٹیز form کریں اور

Subject to reasonable restriction subject to restrictions which are laid down under political parties Act 1962 as amended upto 1985.

تو میں عرض کروں گا کہ اس کے تحت پولیٹیکل پارٹیز form کرنے کی اجازت ہے اور

As my learned friend has referred to me that this is the spreme law of the country, the Constitution of Pakistan as revised uptil now

میں تو یہاں تک کہوں گا کہ اگر کوئی ایسی قانون موجود بھی ہو اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ کوئی ایسا قانون موجود ہو جو اس Constitution کی Provision کو Contravane کرتا ہے۔

against the provisions of Article 4 and Article 17 of the Constitution

وہ تمام قانون null and void ہو گا جو کہ ان دونوں fundamental articles کو hit کرے گا لیکن میں عرض کروں گا کہ جو پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ Enforce کیا گیا ہے اور اس میں reasonable جو restrictions ہے وہ یہ لگائی گئی ہے کہ آپ اپنی پارٹی کا اکاؤنٹ دیں گے اور اس کے لئے

within one month of the re-enforcement of this particular Act of 1962 as amended in 1985

جس کے تحت 3 (بی) میں پڑھ رہا ہوں تو اس کے تحت اس کے enforce کرنے کے لئے ایک مہینے کے اندر اندر وہ پولیٹیکل پارٹی الیکشن کمیشن کو درخواست دے گی۔ اور درخواست کون دے گا جو کوئی ایسا آدمی جو سنٹر کا عہدیدار ہو۔ وہ اپنے تمام سنٹر پارٹی کے عہدیداروں کی لسٹ دے گا اور پروونشل کے ممبرز کی لسٹ دے گا کہ وہ کتنے ہیں تو پھر اس کے تحت وہ Apply کرے گا۔ تو میں عرض کروں گا کہ جب constitution allow کرے۔ پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کی دفعہ 3 (بی) allow کرے۔ کہ پولیٹیکل پارٹی کی جائے اور اس کے لئے رجسٹریشن کی جائے اور رجسٹریشن ہو بھی چکے ہے اور یہ خود ایکٹ اور constitution کہے کہ آپ رجسٹریشن کروائیں اور پولیٹیکل پارٹیز عہدیدار منتخب کریں اور وہ عہدیدار منتخب ہو کر ہمیں درخواست دیں کہ کونسی پولیٹیکل پارٹی بننی چاہتی ہے تو اس میں کونسا امر مانع ہے جس کے تحت میرے فاضل دوست چاہتے ہیں کہ ان کو disquality کر دیا جائے کہ یہ اس پارٹی کے ممبر کیوں بن گئے ہیں۔ یا اس پارٹی کے عہدیدار کیوں بن گئے ہیں۔ اس کے تحت میں جناب والا عرض کروں گا کہ یہ 3 (بی) کا 2 میں نے پڑھا ہے اور 3 (اے) میں جو ہے۔

Election Commission shall register a political party applying for registeration in accordance with sub-section (2), if the Commission is satisfied that the political party has published a formal manifesto and its constitution:

(b) undertaken to publish amendment to any document. بی جو ہے۔

(c) Believes in the ideology of Pakistan. سی جو ہے۔

ان تمام باتوں کو دیکھتے ہوئے یہ پولیٹیکل پارٹی رجسٹرڈ ہو چکی ہے۔ اب میں عرض کروں کہ اس کے بعد سب سے زیادہ جو Important Provision ہے پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کی وہ دفعہ 4 ہے۔ صفحہ 371 ہے۔ دفعہ 4 of the Political Parties Act 1962 جو اب لاگو کی گئی ہے۔

دفعہ 4 : Subject to the Provisions of section 3, shall be lawful :-

جناب سپیکر: On what page?

وزیر قانون : یہ صفحہ 371 ہے۔ دفعہ 4 پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ یہ الیکشن لاز کی بات ہے اس میں Lawful Political Activities کے متعلق کہا گیا ہے۔ اس کے متعلق جو میں refer کرنا چاہتا تھا۔ اس میں بھی کچھ disqualifications رکھی گئی ہیں۔ میں دوبارہ جناب کو 370 کی 3 (بی) کی سب کلاز کی طرف refer کروں گا۔

The cancellation of the registration of a political party under sub-section (4) shall be notified by the Election Commission in the Official Gazette.

اور اگر وہ اس کے اوپر

.....then, without projudice to any action that may be taken in respect of the political party under section 6, the Election Commission may, after giving the politicial party an opportunity of showing cause against the action proposed to be taken, cancel its registration.

اس کی رجسٹریشن cancel بھی کی جا سکتی ہے۔ اور 370 کی سب کلاز 6 کے تحت جو bottom میں ہے۔

"A political party which has not been registered under sub-section (3), or the registration of which has been cancelled under sub-section (4), shall not be eligible to participate in an election to a seat in a House of Parliament or a Provincial Assembly or to nominate or put up a candidate at any such election."

تو یہ اب بھی process open ہے کہ کوئی پولیٹیکل پارٹی جو اس کی contravence کرتی ہے اس کی رجسٹریشن cancel کی جائے۔ اگر اس کو سب کلاز 6 کے تحت reference کیا جاتا ہے تو اب بھی سپریم کورٹ اس کو null and void قرار دے سکتی ہے۔ اور اس کو ban کر سکتی ہے۔ اور اس کے بعد میں جناب والا کو دفعہ (4) کا حوالہ دے رہا تھا۔

"4. Lawful political activities :- Subject to the provisions of section 3, shall be lawful:-

(1) For any body of individuals or association of persons to form, organise or set up a political party:"

یہ تو قانون ہمیں خود اجازت دیتا ہے اور یہ قانون اب گورنمنٹ نے لاگو کر دیا ہے کہ آپ پولیٹیکل پارٹی بنائیں۔ اس کے عہدیدار چنیں اور اس کا set up مکمل کریں۔ یہ ساری بات ہے تو اس کی contravention کون سی ہوئی۔ اس میں کون سی disqualification ہم نے incur کی ہے۔ ہم نے تو constitution کی دفعات اس کے جو آرٹیکل ہیں اس کے مطابق اور اس لاء کی جو دفعات اب لاگو ہوئیں ہیں اس کے مطابق عمل کیا ہے اور 2 ہے کہ

"(2) - for any person, not being in the service of Pakistsn,-
(a) to be a member or office bearer of, or be otherwise associated with, a political party:"

کہ جو گورنمنٹ سرونٹ نہ ہو اس پر آدمی کو اجازت ہے کہ وہ ایسی پولیٹیکل پارٹی کا ممبر بنے اس کا عہدیدار بنے۔

"(b) - for the purposes of an election to be held under the Constitution, to hold himself out or any other person not being a person in the service of Pakistan, as member or to have the support of a political party, the formation, organisation or setting up of which is not prohibited by this Act."

تو میں چاہتا ہوں کہ ہم تو باقاعدہ اس پولیٹیکل پارٹی کا ممبر ہوتے ہوئے اس کے عہدیدار ہوتے ہوئے نہ صرف الیکشن لڑ سکتے ہیں نہ صرف عہدیدار بن سکتے ہیں بلکہ اس کے set up میں حصہ لے سکتے ہیں۔ بلکہ اس میں سارا کام کر سکتے ہیں اور یہ ہمیں اس قانون نے allow کیا ہے جس کا حوالہ دے کر میرے فاضل دوست چاہتے ہیں کہ اس disqualification clause کو attract کیا جائے اور اس کلاز کا حوالہ دیتے ہیں جس کے تحت یہ یہاں واپس لے لی گئی جو آپ کی Statute Book کا کوئی حصہ ہی نہیں ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس کے مطابق اور ابھی جو میں نے جناب والا کی خدمت میں عرض کیا ہے اس کے تحت اور اب میرے فاضل اراکین یہ بھی کہہ سکتے ہیں میں ابھی اس بات کے لئے کہہ دوں کہ یہ کہتے ہیں کہ یہ منسٹر اور یہ سارے لوگ یہ تو گورنمنٹ سرونٹ ہیں۔

آئین کی کلاز 260 صفحہ 181 میں واضح طور پر دیا گیا ہے کہ سروسز آف پاکستان میں پارلیمنٹری سیکرٹریز ہوں یا سپیکر، ڈپٹی سپیکر ہوں یا منسٹر یا مجلس شوریٰ کے ممبر کوئی بھی آدمی that is not in service of Pakistan اس لئے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میرے فاضل دوست نے جو یہ باتیں کی ہیں اس بات کا سہارا لے کر اور انہوں نے پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کا جو حوالہ دیا ہے _____ میں دو منٹ میں conclude کرتا ہوں۔ میرے فاضل دوست نے دو تین چیزیں جناب کے سامنے پیش کی ہیں۔ ایک تو آئین کے آرٹیکل 63 (2) کا حوالہ دیا ہے کہ question arise ہوتا ہے اور یہ معاملہ الیکشن کمیشن کو کیا جائے۔ پھر انہوں نے آرٹیکل 63 پیرا 1 کا حوالہ دیا ہے کہ

For the time being in force law prohibits کرتا ہے کسی آدمی کو ممبر رہنے کے لئے وہ بھی اس پر لاگو ہو گا اور وہ ممبر نہیں رہے گا۔ دو باتیں اور تیسری بات یہ ہے کہ میرے فاضل دوست نے یہ حوالہ دیا ہے کہ

The houses of Parliament and Provincial Assemblies Order V of 1977. اور پھر 10 (2) کا حوالہ دیا کہ جو آدمی 71-1970ء کے بعد کسی پارٹی کا office bearer ہے وہ dismember ہوتا ہے۔ لیکن وہ پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کی کلاز 6 (2) کو Attract کرتا ہے جس کے تحت سپریم کورٹ اس کو Ban کر دے وہ اس پر لاگو نہیں ہوتا۔ دوسری argument میری یہ تھی کہ 1977ء کا آرڈر نمبر 5 preceding elections کے لئے تھا جب آئین revive نہیں ہوا تھا۔ اس وقت وہ لاگو تھا کہ وہ آئین اس وقت موجود نہیں تھا اور الیکشن اس قانون کے تحت conduct ہونے تھے اور اس میں ایک لسٹ بھی تھی کہ یہ disqualification and qualifications ہوں گی۔ جب آئین revive ہو گیا اور آئین کے آرٹیکل 270 (بی) کے تحت اب جب کہ الیکشن ہو چکے ہیں۔ جناب والا یہ

important provision 270 (b) of the constitution.

میں چھوڑ گیا تھا۔

Not withstanding any constained in the constituion, the election held under the Houses of Parliament and Provincial Assemblies Elections Order 1970 to the Houses and Provincial Assemblies shall be deemed to have been held under the constitution and shall have effect accordingly .....

جب آئین revive ہو گیا تو آرٹیکل 270 کے بعد ان provisions کا حوالہ دیا ہی نہیں جا سکتا Houses of Parliament کا حوالہ نہیں دیا جا سکتا۔ اب یہ الیکشن اس آئین کے تحت conduct تصور ہوں گے اور اب جو بھی حوالہ دیں گے وہ آئین کا دیں گے۔ چونکہ اب

Houses of partliament and Provincial Assemblies election order 6 of 1977 are subject to this.

ہیں That has been over reading by the constitution اور اس کی جگہ آئین کے آرٹیکل 270 (بی) نے لے لی ہے اس لئے اس قانون کا حوالہ دیا ہی نہیں جا سکتا۔ تیسری بات میں جناب والا یہ کہہ رہا تھا کہ پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کی دفعہ

Provincial Assemblies and the Houses of Parliament Act 5 of 1977.

کی دفعہ 2 کا جو حوالہ دیا گیا ہے وہ نہیں دیا جا سکتا۔ کوئی disqualification ہی نہیں کی جا سکتی۔ ماسوائے ان disqualifications کے جن کو ہمارا آئین envisage کرتا ہوں اور اس کے تحت ہمیں اجازت دی گئی ہے کہ ہم پولیٹیکل پارٹیز Form کریں اور عہدیدار چنیں اور ساتھ جو میرے فاضل دوست نے پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کی دفعہ 3 کا حوالہ دیا اور اس کے ساتھ اس ایکٹ کی دفعہ 8 اور 4 کا حوالہ دیا جو 12 جنوری 1985ء کو enact کی گئی اور 17 جنوری 1985ء کو واپس لے لی گئی۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ میرے فاضل دوست کا کوئی stand بادی النظر میں substantiate نہیں ہو سکا اور اب ان تمام لاز جن کا جناب والا میں نے حوالہ دیا ہے کوئی question arise ہی نہیں ہو سکتا۔ سوال ہی پیدا نہیں کہ یہ سوال ہاؤس میں arise ہو اور اس بارے میں یہ کہیں کہ اسے الیکشن کمیشن کے حوالے کیا جائے۔ چونکہ اس بارے میں کوئی question arise ہی نہیں ہوتا اور دوسری بات جو میں نے سب سے پہلے عرض کی تھی کہ یہ بھی judgement کا حصہ ہو گا کہ یہ movement اور یہ آرڈر جس کے تحت انہوں نے یہ سوال اٹھایا ہے۔ انہوں نے اپنے آپ کو مختص نہیں کیا کہ کس رول کے تحت وہ یہ سوال اٹھانا چاہتے ہیں۔ تو میری nut shell گزارشات یہ ہوں گی کہ یہ بے بنیاد ہے۔ ہاؤس کو mislead کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جانتے بوجھتے Statute Book میں ایک قانون موجود ہے اور اس کے متعلق قانون یہ ہے کہ

It is notice to the whole world and it is presumed to be the law which is published in the official gazette.

اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات اس کے علم میں ہونی چاہیے تھی کہ وہ دفعہ جس کا سہارا لے کر وہ فاضل ممبران پر یہ الزام لگانا چاہتے ہیں کہ وہ disqualify ہوتے ہیں۔ وہ تو واپس لے لی گئی تھیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ بادی النظر میں کیا کوئی ایسی بات کسی جگہ موجود ہی نہیں ہے کہ ہمارے یہ عہدیداران اس پروویژن کو attract کریں disqualification کی زد میں آتے ہیں۔ تو میں ان

گزارشات کے ساتھ عرض کروں گا کہ یہ تمام باتیں لغویات تھیں اور ہاؤس کا ٹائم لینے کا محض یہ ایک بہانہ تھا۔ تو میں ان گزارشات کے بعد عرض کروں گا کہ یہ رول آؤٹ کیا جائے کہ کس زد میں نہیں آتی اور اس کا کوئی substance نہیں ہے۔

No question has arisen before the House, no question has been substantiated, whether any disqualification has been attracted by any provision of existing prevelent law as enforced by the Constitution. Thank you very much.

(تالیاں)

جناب سپیکر: دائیں صاحب کچھ کہنا چاہیں گے۔

غلام حیدر وائیں (وزیر صنعت و معدنی ترقی): جناب سپیکر! فاضل وزیر قانون کے خیالات کے بعد اگرچہ بہت کم بات رہ گئی ہے جس پر بات کی جائے لیکن میں اپنے خیالات کے مطابق قواعد و ضوابط کے نقطہ نگاہ سے آئین کے نقطہ نگاہ سے پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کے نقطہ نگاہ سے اور سیاسی نقطہ نگاہ سے اس بات پر اظہار خیال کرنے کی اجازت چاہوں گا۔ جناب سپیکر سب سے پہلی بات یہ کہ کوئی بات جو اس ایوان میں پیش کی جائے اس کا ایک طریقہ کار ہے اور قواعد و انضباط کار جن کو آئین کے آرٹیکل 67 اور آئین کے آرٹیکل 127 کے تحت بنایا گیا ہے ان قواعد و انضباط کار میں اس ایوان میں کوئی بات پیش کرنے کے لئے طریق کار جو وضع ہے اس میں یا پوائنٹ آف آرڈر ہو سکتا ہے یا پریولیج موشن ہو سکتا ہے یا تحریک التوائے کار ہو سکتا ہے یا ریزولیوشن ہو سکتا ہے اور میرے فاضل بھائی اپنے آپ کو ان قواعد و انضباط کار میں سے کسی قاعدے کے اندر نہ لائے ہیں اور نہ ہی لا سکے ہیں اس ہاؤس کو کنونس کر سکے ہیں۔ یہ قواعد و انضباط کار جیسا کہ میں عرض کیا آئین کے آرٹیکل 67 اور 127 کی روشنی میں بنے ہیں۔ اس لحاظ سے اس ایوان میں جو فاضل بھائی ان قواعد و انضباط کار سے باہر جاتا ہے وہ آئین کی سنگین خلاف ورزی کا مرتکب ہوتا ہے اور ان حالات میں میں گزارش کروں گا کہ چونکہ فاضل رکن اپنے اس نکتے کو کسی قواعد انضباط کار میں نہیں لائے لہٰذا یہ زیر سماعت نہیں ہے جسے رول آؤٹ ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر! آئین کے آرٹیکل 63 کا انہوں نے بہت تذکرہ فرمایا اور اس میں یہ بات بار بار کہی گئی any question arise جناب سپیکر فاضل رکن نے ایک مسئلہ پیش کیا ہے۔ ایک مسئلہ put لیا ہے۔ ابھی تک وہ مسئلہ arise ہو گا اس کو پیش کرنے کے بعد' اس کے قانون اور اس کے ضابطہ کار کو دیکھنے کے بعد کہ کیا جو مسئلہ پیش کیا گیا ہے وہ اس ضابطہ کار کے دائرہ میں آتا ہے اور جب تک

کسی مسئلہ کو put کرنے سے پہلے اسے قواعد انضباط کار کے دائرہ میں نہ لایا جائے اس وقت تک کوئی مسئلہ اس ایوان میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا آرٹیکل 63 کا اس مسئلہ پر لاگو ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

The point has only been raised. It has only been put without giving any rules of procedure. Hence the point does not arise.

جناب سپیکر! جیسا کہ میرے فاضل وزیر قانون نے فرمایا کہ آئین کی مکمل بحالی کے بعد جو ہمارے بنیادی حقوق آرٹیکل میں دیئے ہوئے ہیں۔ وہ بحال ہو چکے ہیں اور آئین میں دیئے گئے ان حقوق کے بحال ہونے کے بعد تمام سیاسی سرگرمیوں پر ان بنیادی حقوق کے تحت اور اس آئین کے تحت مکمل آزادی ہے اور کوئی قانون اور کوئی رول جو ان بنیادی حقوق کے دائرہ سے متصادم ہے وہ قانون اس وقت خلاف قانون ہے وہ ہمارے آئین کو voilate کرتا ہے۔ اس لحاظ سے میں یہ گزارش کروں گا کہ جو اس ایوان کا وقت لیا گیا ہے میرے خیال میں وہ توضیع اوقات کے برابر ہے اور خاص طور پر یہ آج زیادتی ہوئی ہے جب کہ موضوع ہمارے پاس کچی آبادیوں پر بحث کرنے کا اور جو موضوع ہمارے پاس 7 مرلہ سکیم کے ان احساس محرومی میں مبتلا لوگوں کو حقوق دینے کا تھا آج اس کا فیصلہ کرنے کی بجائے اس ایوان کا وقت ایک ایسے مسئلے پر ضائع کیا گیا ہے جس کا یہاں پر کوئی سوال پیدا ہی نہیں ہوتا اور جس کی یہاں پر کوئی قانونی گنجائش نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کی طرف آتا ہوں۔ پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ خود جیسا کہ وزیر قانون نے ارشاد فرمایا۔

جناب والا! اپوزیشن خود یہ کہتی ہے' وہ قانون خود یہ کہتا ہے کہ اس کے لئے رجسٹریشن کے لئے بنیادی چار شرائط ہیں' کہ کوئی افراد' کوئی گروپ اگر ایک پولیٹیکل پارٹی تشکیل دینا چاہتے ہیں تو وہ اس کے اکاؤنٹس لائیں اور جناب وہ اس کے آفس بیررز کی فہرست لائیں' یہ پولیٹیکل پارٹی ایکٹ کی ایک mendately provision ہے جس کے بغیر کوئی پولیٹیکل پارٹی اس قانون کے مطابق رجسٹر ہی نہیں ہو سکتی۔ اس لحاظ سے پولیٹیکل پارٹیز کی ان دفعات کو پورا کرنے کے لئے جو عہدہ داروں کی فہرستیں دی گئی ہیں وہ اس قانون کی دفعات کی لازمی پابندی کے زمرے میں آتی ہیں اور پھر میں پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کی دفعات کے نقطہ نظر سے عرض کروں گا کہ کوئی بھی پولیٹیکل پارٹی جب تک وہ قانون کے مطابق رجسٹر نہیں ہوتی اس سے پہلے کی اس کی تمام کارروائیاں جو ہیں اس کی formalities ہیں'

This is a assosiation of person this is not a political party.

لہٰذا پولیٹیکل پارٹی کی رجسٹریشن سے پہلے کی جتنی قانون کے مطابق جو کارروائیاں لازمی ہیں وہ ایسوسی ایشن آف پرسن کے دائرہ کار میں آتی ہیں وہ پولیٹیکل پارٹی کے دائرہ کار میں نہیں آتی۔

Political party is a political party than it is registered to be a political party.

(نعرہ ہائے تحسین)

اب جناب سپیکر! میں ان حالات میں گزارش کروں گا کہ میرے فاضل بزرگ نے یہاں پر جو مسئلہ پیش کیا تھا وہ نہ تو کوئی رولز آف پروسیجر کے مطابق نہ آئین کے مطابق اور نہ ہی پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کے مطابق اس کا کوئی جواز ہے۔ اب جناب والا میں اس کی تھوڑی سی بات سیاسی نقطہ نگاہ سے بھی عرض کرنا چاہتا ہوں' جناب سپیکر میرے فاضل بزرگ جن کا مجھے بے حد احترام ہے اور جو خود مسلم لیگ کے اپنے آپ کو نائب صدر کہتے ہیں اور جنہوں نے خود تھوڑے ہی دن ہوئے نائب صدر ہونے کی حیثیت سے اس مسلم لیگ کا جو اس تسبیح کے گنے ہوئے دانے ہیں ان کی ایک ورکنگ کمیٹی کا اجلاس بلایا اور اس میں شریک ہوئے۔ وہ میرے بزرگ جو اس مسلم لیگ کا جو کہ تسبیح کے گنے ہوئے دانے ہیں آئندہ اجلاس بلانے کا بھی اخبارات میں اعلان کیا ہے۔ وہ میرے بزرگ جو اپنے آپ کو اس مسلم لیگ کو پگاڑا گروپ کے نام پر' حالانکہ پیر پگاڑہ صاحب نے خود اس مسلم لیگ کو وسعت دینے کے لئے ان تمام شمع اور پروانوں کو اپنے ساتھ شامل کیا ہے۔ وہ اس کی رجسٹریشن کا اعلان کر چکے ہیں کہ ہم اس کو رجسٹرڈ کروائیں گے۔ میں گزارش یہ کر رہا ہوں کہ ہم نے اپنے بزرگ کو اس ایوان کا معزز رکن مانتے ہیں لیکن وہ خود جب کہ ایک غیر رجسٹرڈ پارٹی کے اپنے آپ کو نائب صدر کہتے ہیں اب بتائیں کہ وہ خود اپنے آپ کو رکنیت سے محروم کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) ہماری سیاسی تاریخ کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ ہمارے قول و فعل میں تضاد ہے۔ ہم جو کہتے ہیں وہ کرتے نہیں اور جو کرتے ہیں کہتے ہیں' ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ اس معزز ایوان کا ہمارا سب سے بڑا اور معزز رکن جس کا ایک سیاسی بیک گراؤنڈ میں جن کا قد کاٹھ ہے اور جن کا مسلم لیگ میں ایک مقام ہے۔ آج پاکستان میں مسلم لیگ کے سب سے بڑے پارلیمانی گروپ کے مقابلے میں آج یہاں پر اپوزیشن کے کردار کے لئے بیٹھا ہے۔ یہ بھی ایک سیاسی المیہ ہے اور جو یہ کہتا ہے کہ ان کے خیال کے مطابق dis-qualification ہو گئی ہے ان اراکین کی جنہوں نے مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی' اگر وہ خود یہ کہتا ہے تو پھر انہیں خود اپنے گھر تشریف لے جانا چاہیے۔ ہم خود مخدوم صاحب کے گھر جائیں گے ان کو سلام عرض کریں گے اور جا کر کہیں گے کہ مخدوم صاحب آپ اس معزز ایوان

کے رکن ہیں اور آیئے اور چل کر اپنا کردار ادا کیجئے۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور پھر مسلم لیگ کے پس منظر سے وہ شخص جس کا ماضی مسلم لیگ کے پس منظر سے وابستہ ہو جو آج یہ مسلم لیگ کا نائب صدر کہتا ہو وہ آج پاکستان کے سب سے بڑے پارلیمانی ایوان کے مسلم لیگی اراکین کو یہ کہہ رہا ہو کہ جناب وہ اب اس ایوان کے ممبر نہیں رہے۔ جناب میں آپ کو آپ کی ورثن سے آگے لے جاتا ہوں۔ انہوں نے صرف پولیٹیکل پارٹیز کے عہدے دار ہی نہیں مانگے تھے بلکہ انہوں نے اراکین بھی مانگے تھے۔ لہٰذا جناب والا! ان کا آغاز' وہ صرف اور صرف قائد ایوان اور ہمارے نشریات کے سیکرٹری اور آپ کے پارلیمانی گروپ کے جنرل سیکرٹری ہی نہیں ہیں بلکہ یہ تو اس سے آگے بڑھنا چاہتے ہیں اور وہ تمام اراکین جنہوں نے اس میں شمولیت اختیار کی ہے وہ وہاں تک جانا چاہتے ہیں اور وہ وہاں تک ہی نہیں بلکہ آپ تک بھی آنا چاہتے ہیں اور میں ایسے محسوس کرتا ہوں جیسے کہ ان حالات میں کوئی یہ چاہتا ہو کہ ۔

سنجیاں ہو جان گلیاں تے وچ مرزا یار پھرے

ہم کیا چاہتے ہیں' ہم سنجیاں ہو جان گلیاں تے وچ مرزا یار پھرے بنانا چاہتے ہیں۔ یہ معزز ایوان جو کہ 260 منتخب اراکین کا ایوان ہے وہاں پر ہم ان تیرہ (13) ستاروں کو دیکھنا چاہتے ہیں' ہم جناب آپ کو بھی دیکھنا چاہتے ہیں' ہم ان کو بھی دیکھنا چاہتے ہیں کیونکہ یہ عوام کے منتخب کئے ہوئے نمائندے ہیں اور پھر میں مسلم لیگ کے پس منظر میں بات کروں گا کہ وہ شخص وہ بڑے قد کاٹھ والا آدمی جو اپنے آپ کو مسلم لیگ کا نائب صدر بھی کہتا ہو اور مسلم لیگ میں 242 ان منتخب اراکین کے آنے پر مسلم لیگ کو وسعت دینے کے لئے' مسلم لیگ کو استحکام دینے کے لئے اور پاکستان کی تعمیر میں اور اس کی سرگرمیوں میں حصہ لینے کے لئے جنہوں نے اپنی خدمات پیش کی ہیں جن کا ہم احترام کرتے ہیں' جن کو ہم ہدیہ سلام کہتے ہیں' اگر ان کے مسلم لیگ میں آنے پر یہ کہتے ہیں کہ تم اس ایوان کے ممبر نہیں رہے تو مجھے بصد نیاز یہ کہنا پڑے گا کہ جناب سپیکر اس بات کے لئے مجھے اجازت دیجئے کہ وہ اس بات پر نظرثانی فرمائیں اور میں مسلم لیگ کے ناطے سے ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ :-

لو وہ بھی کہہ رہے ہیں کہ ہم بے ننگ و نام ہیں
ہوتی اگر خبر تو لٹاتا نہ گھر کو میں

مسلم لیگ میں ان لوگوں نے شعوری طور پر شمولیت کی ہے' یہ اپنی تمام کشتیاں جلا کر مسلم لیگ کی کشتی میں داخل ہوئے ہیں۔ انشاء اللہ اب یہ مسلم لیگ کی کشتی کو پار لگائیں گے' یہ تعمیر پاکستان کی

سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیں گے۔ میرے بھائیو! اور پھر میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم ان کی سوچ کو ہدیہ سلام کہتے ہیں اور یہ تو مسلم لیگ میں اس بناء پر آئے ہیں کہ یہ لوگوں کو' عوام کو بتا سکیں کہ:

کچھ نئے پھول کھلیں کچھ تو شگوفے پھوٹیں
ہم رہیں یا نہ رہیں فکر جواں رہ جائے

اور پھر جناب والا میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی سوچ کو ہم ہدیہ سلام کہتے ہیں اور یہ تو نظریہ پاکستان کی فکر کو جواں رکھنے کے لئے مسلم لیگ میں شامل ہوئے ہیں اور یہ ہم کو کہتے ہیں کہ آپ ممبر نہیں رہے' ہم یہ عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ ہم یہاں پر دائیں طرف بیٹھیں یا بائیں طرف' انشاء اللہ ہم نظریہ پاکستان' تعمیر پاکستان اور استحکام پاکستان کے لئے اپنی خدمات بجا لاتے رہیں گے۔

(نعرہائے تحسین)

میرے بھائیو! میں یہ گزارش کر رہا تھا جناب سپیکر کہ ہمیں اب اس سے ہوشیار رہنا چاہیئے۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ فی الحقیقت بعض لوگ ایسی باتیں کر کے یہاں پر پھر ایک سیاسی خلاء پیدا کرنا چاہتے ہیں' شائد ان کو مارشل لاء بہت راس آیا تھا وہ شائد اس طرف لے جانا چاہتے ہیں اور میں یوں محسوس کرتا ہوں کہ شائد ان کا خیال میرے خیال میں کچھ ایسے ہو کہ ایسی سرگرمیاں' ایسے خیالات' ایسے نظریات اور یہاں پر ایسے نقاط پیش کر کے کچھ لوگوں کا کردار مجھے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کوئی یہ کہے کہ جیسے یہاں پر کچھ لوگ ایسے ہیں جو کہ:

یہاں کچھ لوگ ایسے ہیں جو زرتابی قباؤں میں
سحر کا نام لے کر رات کی تعبیر کرتے ہیں

شائد وہ اب پھر ایک سیاسی خلاء پیدا کرنا چاہتے ہیں اور انشاء اللہ ہم اب ایسا نہیں ہونے دیں گے' اب خدا کے فضل کرم سے یہاں پر مسلم لیگ اپنا بھرپور سیاسی کردار ادا کرے گی اور جو لوگ یہ سمجھتے ہیں اور میں جناب والا کی وساطت سے جناب مخدوم زادہ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ پگاڑہ لیگ رجسٹرڈ پارٹی نہیں تھی' میں یہ آپ کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں اور ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں' مسلم لیگ اب رجسٹرڈ ہوئی ہے جس کے آپ اپنے آپ کو نائب صدر کہلواتے ہیں وہ رجسٹرڈ پارٹی نہیں تھی' میں یہ بات ذمہ داری کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ اگر آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ dis-qualification ہو گئے ہیں تو پھر ہم بتائیں گے کہ ہوئے ہیں یا نہیں ہوئے۔ یہ وقت بتائے گا اور آپ اپنے ضمیر کے مطابق dis-qualification ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جناب اعظم چیمہ صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے یہ مہربانی فرمائی ہے۔ جناب والا! معزز وزیر قانون اور معزز وزیر جناب دائیں صاحب کی تقاریر کے بعد میرا مدعا بھی یہ ہو گا کہ تکرار نہ ہو' وقت نہ ضائع ہو۔ جہاں تک فاضل وزیر قانون نے یہ بات معلوم کرنی چاہی تھی کہ کسی ضابطے اور قانون کے تحت یہ مسئلہ آج زیر بحث ہے۔ اس کا جواب جو بھی دیا گیا۔ وہ ہم نے سن لیا ہے۔ بجائے اس کے کہ میں کسی بحث کو آئینی یا قانونی طریقے سے کروں' میں آج آپ کے حوصلے کی بھی داد دیتا ہوں اور اپنے ساتھیوں کی فراخ دلی کی بھی۔ ہم نے آج وہ بات بھی سنی ہے ہے جو کہ قانونی دائرے میں نہیں آتی۔ ہم تسلیم کرتے ہیں اور یہ صدق دل سے مانتے ہیں کہ یہ ملک اس مقدس آئین کے ذریعے چل رہا ہے۔ ہم یہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ جیسا کہ میرے فاضل دوستوں نے حوالہ دیا کہ آئین کے آرٹیکل 67 کے تحت آپ کی اسمبلی چلتی ہے۔ اس پروسیجر کے تحت چلتی ہے اور ہم پروسیجر کی اور آئین کی ہمیشہ تعمیل کرتے ہیں۔ سیاسی جماعتیں تشکیل ہونے کے بعد جناب والا! میں یہ بات بھی واضح کر دوں کہ دو دنوں سے ہمارا رویہ' ہمارا تعاون' اس قسم کا ہے۔ میرے ساتھیوں کا تعاون اس قسم کا ہے کہ ہم نے ہمیشہ اصولی طور پر پارپروسیجر کو قانون کو مقدم جانتے ہوئے کسی بات کے کرنے پر اصرار نہیں کیا۔ جناب والا اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کر دوں کہ جو الیکشن تھا' وہ رولز کے مطابق تھا۔ جو اسمبلی ہے وہ پروسی جر کے مطابق ہے۔ قوانین ملک میں موجود ہیں۔ جناب والا! اس کے ساتھ اضافہ کرتے ہوئے میں ایک بات کہوں گا۔ میرے فاضل دوست منسٹر دائیں صاحب نے جذباتی رنگ میں کئی باتیں کہہ دی ہیں۔ ہم کسی کی دل آزادی بھی نہیں کرنا چاہتے۔ لیکن ایک بات ضروری طور پر واضح کرتے ہیں کہ انسان کو واضح ہونا چاہیئے۔ منہ میں رام رام بغل میں چھری نہیں ہونی چاہیئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! یہ بات تو وہ پیش نہ کر سکے کہ کس ضابطے کے تحت یہ بات کی گئی ہے۔ کس پروسیجر کے تحت بات کی گئی ہے۔ جناب والا! میں آپ کے اختیار کی طرف آپ کی توجہ دلاتا ہوں۔ آپ اسمبلی کے اس سیکشن کو ملاحظہ فرمائیں جس کے تحت آپ کو پورا اختیار ہے۔ جو رکن قاعدے کے مطابق نہیں چلتا۔ جس کا کنڈکٹ درست نہیں۔ جو وقت ضائع کرتا ہے اس کو پوری پوری سزا دینے کا اختیار ہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ نے بڑی فراخ دلی اور بڑے اعتدال سے کام لیا ہے۔ حالانکہ نہ یہ تحریک استحقاق تھی اور نہ ہی تحریک التواء۔ نہ کوئی ایسا مسئلہ تھا۔ آپ نے اس کو

اوپن کرنے کی اجازت دی اور ہم پر بھی احسان کیا۔ اگر یہ گھٹن پیدا ہوتی تو بعض لوگ سمجھتے کہ شاید یہ بزرگ آدمی بغل میں کیا چھپائے ہوئے ہے۔ یہ آپ نے واضح کر دیا ہم آپ کے بھی ممنون ہیں لیکن جناب والا' آئندہ جو بھی فیصلہ کریں یہ بات واضح کر دی جائے کہ ہم اکثریتی پارٹی کی حیثیت سے 245 کی حیثیت سے بھی ڈسپلن قائم کرتے ہیں۔ پہلے ہی دن حزب اختلاف کے لیڈر ہونے کی حیثیت سے جو غیر ذمہ دارانہ بات کی گئی ہے۔ وہ اس پروسیجر کی زد میں آتی ہے اور اس کا فیصلہ جناب والا مناسب فرمائیں تو آپ کو کرنا درست ہو گا۔

جناب والا! جہاں تک انہوں نے یہ کہا قانون کے طالب علم ہونے کی حیثیت سے عرض ہے کہ ہمارا وجود پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کے تابع ہے۔ جو پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ بنا ہے۔ ہم نے اس کے مطابق یہ کارروائی کی ہے۔ یہ آئینی ہے' قانونی ہے' اصولی ہے۔ اس پر جو بھی بات کرتا ہے وہ اپنے ذہن کے مطابق اپنے حسب کے مطابق اپنی عادت کے مطابق وہ ایسا کرتا ہے۔ میں ان معروضات کے ساتھ آپ سے اجازت چاہوں گا۔ اگر کوئی مزید بات کی جائے' طوالت دی جائے تو یہ وقت ضائع ہو گا۔ شکریہ۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ مخدوم صاحب تو نماز پڑھتے نہیں۔ جو پڑھتے ہیں' انہیں اجازت دی جائے۔

وزیر قانون: جناب والا! میرے فاضل دوست کو موقع دیا جائے کہ اگر وہ کچھ کہنا چاہتے ہیں تو کہہ لیں۔ یہ معاملہ آج ختم ہو جانا چاہیئے۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی عرض کروں گا کہ وقت کا بھی خیال رکھا جائے۔ انہیں جواب میں معمولی سی دو چار باتیں کہنے کی قواعد کے تحت اجازت ہے۔ ویسے تو وہ قواعد کے تحت آنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ تاہم انہیں قواعد کے تحت جتنا وقت درکار ہے اتنا ہی وقت ہونا چاہیے اس سے زیادہ نہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب' آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

چودھری غلام رسول: جناب والا! میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے تکرار کے خطرے سے بچنے کے لئے گزارش ہے کہ نہ تو جناب کے سامنے کوئی کیس ہے اور نہ کوئی بات ہے۔ یعنی دعوے سے پہلے ہی بحث شروع کر دی جائے تو اس بحث کا فائدہ کیا ہو گا؟ جب ان کی نہ کوئی plaint ہے' نہ کوئی petition ہے تو بغیر کسی ریزولیوشن کے بحث پر تین دن لگا دیئے جائیں! جب ان کی طرف سے کوئی

ریزولیوشن آ جائے گا۔ جب ان کی کوئی تحریک التواء آ جائے گی۔ تب یہ ساری باتیں ہوں گی۔ ویسے محض وقت کا ضیاع ہے۔ اس کا کیا فائدہ؟ تو وہ ختم کریں اور آپ رولنگ دیں۔

جناب سپیکر: مخدوم زادہ صاحب کچھ کہیں گے؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے خواہ مخواہ ایک بہت لمبی تقریر کی اور ان دفعات کا حوالہ دیا جس کو میں نے سرسری طور پر پیش کیا تھا کہ یہ ان پارٹیوں کے متعلق ہے جن پر قدغن لگا دی گئی تھی' جن کو ban کر دیا گیا تھا برعکس اس کے' اب پارٹیز ایکٹ میں فلاں فلاں اور آئین میں فلاں فلاں دفعات ہیں۔ انہیں یہ تشریحات کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ Political پارٹی کا لفظ میں نے استعمال نہیں کیا۔ آپ سرکاری پروسیڈنگ دیکھ لیں۔ لمبی تقریر ان دو سیکشنز پر کر دی جن کا میں نے سرسری حوالہ دیا تھا۔ ان کو میں ریفر نہیں کرتا کیونکہ ان میں شمار نہیں ہوتے۔ میں تو ان کو کر رہا ہوں جو رجسٹرڈ پارٹیز تھیں' جو ملک کی وفادار تھیں۔ جہاں تک ان کا یہ کہنا ہے کہ یہ الیکشن کے لئے لاء بنا تھا اور الیکشن کے بعد یہ حاوی نہیں تھا' تو اگر یہ 63 کی language' صفحہ 41 کو پڑھیں تو بات واضح ہو جائے گی۔

اگر مقصد یہ تھا کہ اس کو الیکشن سے debar کرنا تھا تو پھر ان الفاظ کی ضرورت نہیں تھی۔

وزیر قانون: 63 تو بہت بڑا سیکشن ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس میں آئین کا حوالہ دیں تو آرٹیکل بتاتے جائیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: یہ آرٹیکل 63 ہے ناں جناب۔

جناب سپیکر: یہ ساتھ ساتھ بتاتے جائیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جو انہوں نے یہ کہا تھا کہ۔ یہ آرٹیکل 63 ہے انہوں نے یہ کہا تھا۔

To debar some body from elections

اور یہ کہ الیکشن محدود تھا یہ الیکشن تک محدود نہ تھا اگر کوئی اس کو کوالیفیکشن کے تحت ممبر پارلیمنٹ بن جاتا۔

جناب سپیکر: آپ مائیک کے قریب ہو کر بات کریں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: یہ آرٹیکل 63- اے ریفر کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: کیا یہ آرٹیکل 63-اے ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جی ہاں۔ انہوں نے مجھے نیا آرڈیننس دکھایا ہے۔

To further amend the previous ordianance which I have quoted I am not sure about it.

چونکہ اگر یہ چیز ہے تو یہ ایشو نیشنل اسمبلی میں پنڈنگ ہے۔

I will have to check whether this ordianance within three months was adopted by the Assembly or that was expired, that I need to study. As far as Mr. Wyne is concerned his eloquent speech as Joint Secretary.....

یہ ہماری لیگ کے بھی جائنٹ سیکرٹری رہے ہیں ان کو اس چیز کا اندازہ نہیں کہ جس لیگ کے یہ ممبر ہیں آنس بیریر ہیں اسی لیگ کا میں نائب صدر ہوں۔ ان کے مطابق ہم مر چکے ہیں ہمارے مطابق ہم زندہ ہیں اور ہائی کورٹ کا جج ہمارے حق میں ہے یہ الگ بات ہے کہ ہم رجسٹرڈ نہیں ہیں لیکن

For eligibility to contest elections we submitted the accounts and we were declared as eligible party to contest elections. Therefore, it is hardly a different.....

(Interruption)

MR. SPEAKER: Please don't interrupt.

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر کہ ہماری مسلم لیگ کا ایک آئین تھا جس کے یہ بھی ممبر ہیں انہوں نے یہ مغالطہ پیدا کیا کہ پارٹی ایکٹ پاس ہونے کے بعد مسلم لیگ اور اس کے عہدیدار سب مر چکے ہیں اور اگر خدانخواستہ وہ مر چکے ہیں تو انتقال اقتدار کیسے ہوتا۔

غلام حیدر وائیں: یہ پیر صاحب سے دریافت فرمائیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: میں آپ سے پوچھتا ہوں یہ کوئی کرولا کار تو ہے نہیں کہ رجسٹریشن بک دے دیں اور نو او بجیکشن دے دیں فلاں کو منتخب کرنے کے بعد۔ آپ یہ یقین رکھیں یہ لیگ جس کو آپ نے حکومت کے زور پر بنائی ہے یہ انشاء اللہ قائم نہیں رہے گی ہم عوامی مسلم لیگ کو لائیں گے ہم کورٹ میں جائیں گے۔ ہم رجسٹریشن کے لئے apply کریں گے۔ ہمارا نام آپ نے چرایا ہے ہم اس کو واپس لے آئیں گے اور ہائی کورٹ ہمارے حق میں ہے۔

All political parties, they were Sir, governed under Martial Law Regulation No. 48

جو مارشل لاء ریگولیشن 48 تھا۔ جس پر انہوں نے اپنی نئی لیگ کا انحصار کیا ہے اور یہ تھا۔

جناب سپیکر: کونسا صفحہ ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: یہ صفحہ 383 ہے۔

جناب غلام حیدر وائیں: جناب سپیکر یہ اب کس بات پر بات ہو رہی ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: مجھے آپ کے جواب دینے کا حق ہے۔

ملک محمد طیب: میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے بزرگ فرما رہے ہیں کہ ہم ہائی کورٹ میں جائیں گے وہاں کینسل کرائیں گے یہ جب ہائی کورٹ میں کینسل کرا لیں گے تو ہمارے وقت کیوں ضائع کر رہے ہیں۔ اب جو وقت ضائع ہو رہا ہے اس کا کوئی مقصد ہے یہ صبح سے ایک دوسرے کے دماغ کی دماغ سوزی کر رہے ہیں یہ ہائی کورٹ میں جائیں یہ انہیں بھی ڈسپوز کرائیں اور اپنی جماعت بھی واپس لیں۔ براہ مہربانی ہاؤس کا وقت ضائع نہ کریں۔ ہمارے لیڈر نے فرمایا تھا کہ میں اصلاحی تنقید کروں گا آپ براہ مہربانی ہاؤس کا وقت ضائع نہ کریں۔ تنقید در تنقید۔ خدا واسطے کی تنقید نہیں کروں گا اس لئے میں کہوں گا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔

جناب غلام حیدر وائیں: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں مخدوم صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ ہم عدالت میں جائیں گے یہی تو مسئلہ ہے اور ہم دو دن سے عرض کر رہے ہیں۔ اس مسئلہ کو اٹھانے کا فورم یہ نہیں ہے۔ اسے کسی اور جگہ پر لے جائیں۔

That is the point which is being discussed from the last todays. This is not the forum. This is my Point of Order Sir,

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر میں تو صرف وائیں صاحب کا جواب دے رہا ہوں۔ جس پر انہوں نے مجھے طعنہ دیا تھا کہ میں وائس پریزیڈنٹ ہوں اور یہ 240 یا 248 ممبر ہیں۔ میں یہ جواب دے رہا ہوں۔ آپ کی مسلم لیگ حکومت کے زور کی مسلم لیگ ہے۔ آپ نے آئین کی خلاف ورزی کی ہے اور ہم اس آئین کا تحفظ کریں گے۔

محترمہ سیدہ نیرّہ عابدی: جناب سپیکر! مجھے موصوف کی اس بات پر سخت اعتراض ہے۔ کہ یہ مسلم لیگ کسی کی جاگیر مسلم لیگ نہیں ہے۔ یہ ایک پاکستان کی خالق جماعت مسلم لیگ ہے اور پاکستان کے ہر عوام کو اس میں شامل ہونے کا اختیار ہے اور ان مسلم لیگیوں نے ساری عمر دروازے بند رکھے اور

اس میں کسی کو اندر داخل نہیں ہونے دیا اور انہوں نے متعصبانہ سیاست کی نذر اس ملک کو کرانے کی کوشش کی ہے اور اگر اب لوگ مسلم لیگ میں داخل ہو گئے تو یہ اس کو اپنی جاگیر سمجھتے ہیں۔ یہ پاکستان کی خالق جماعت ہے اور یہ پاکستان کی قائم کردہ جماعت ہے۔ یہ کسی ایک کی جاگیر نہیں ہے۔ اس لئے اس میں شامل ہونا ہم اپنا حق سمجھتے ہیں۔

وزیر قانون: جناب والا میرے فاضل دوست نے کیا اس کو conclude کر لیا ہے۔

جناب سپیکر: مخدوم زادہ صاحب اپنی بات کو جاری رکھیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر چونکہ مجھے یہ آرڈی نینس ابھی ملا ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ آپ مجھے اتنی مہلت دیجئے کہ میں کل اپنا جواب دے سکوں۔

وزیر قانون: جناب والا مجھے کچھ کہنے کی اجازت دیجئے۔ بات دراصل یہ ہے کہ میں نہ مانوں والی بات تو اور ہے اور وہ جس کا بہانہ بنا کر وہ یہ چاہتے ہیں کہ میں اس کو confines کرنا چاہتا ہوں۔ میں ابھی اس کو confirm کر دیتا ہوں جناب والا میں یہ چاہتا تھا اور ہمیں یہ زعم ضرور تھا کہ یہ ہمارے بہت سینئر پرانے پارلیمنٹیرین ہیں اگرچہ انہوں نے ہماری گزارشات کو concede کیا ہے انہوں نے جواب میں کوئی ایسی بات نہیں کی ہے سوائے دو باتوں کے۔ ایک بات تو انہوں نے 63 کے دستور کی کی ہے کہ:

A person shall be disqualified from being elected or chosen as and from being a member of Majlis-e-Shoora (Parliament) or ...

اور اس میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ بات ان کی تسلیم کرتے ہیں کہ ٹائیٹلس کا یہی استدلال ہے۔ دوسری بات ہم یہ چاہتے ہیں کہ اگر کوئی لاء ایسا موجود ہو جس کا حوالہ دیتے ہوں تو میں پہلے ہی اس کے متعلق گزارشات کر چکا ہوں وہ ہمیں attract نہیں کرتا۔ پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کی دفعہ 8 کی 3 کلاز جس کو ہم کہتے ہیں۔ 17 جنوری 85 کو واپس لے لی گئی پہلے بھی مدت تھی اور درمیان میں اس کو تھوڑی سی لائف ملی اس کے بعد 17 جنوری کو پھر واپس لے لی گئی ان کا کہنا یہ ہے کہ ان کے مطابق اگر یہ کلاز ہے تو جناب ڈس کوالیفائی ہوتے ہیں۔ میں اس کو اس لئے refute کرتا ہوں میں پہلے بھی گزارش کر چکا ہوں کہ وہ کلاز اگر موجد بھی ہوتی جو اب موجود نہیں ہے تب بھی in fact نہیں کرتی تھی وہ پروسیڈنگ الیکشن ڈس کوالیفیکیشن کے متعلق تھی لیکن اب تو وہ بات ہی نہیں ہمیں وہ بات کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہ گئی یہ بات کہ آپ کو یہ آرڈیننس ابھی مہیا ہوا ہے ویسے تو آپ اس

کے موور تھے اگر ہم مہلت چاہتے کیونکہ ہمیں پتہ نہ تھا کہ آپ نے اپنے ذہن میں کیا رکھا ہوا ہے اور کیا کہنا ہے اگر ہم کہتے ہیں کہ ہمیں اس کے جواب کے لئے مہلت دی جائے آپ نا معلوم اپنے ذہن میں کیا کیا سوچ کر آئے ہوں گے اگر ہم آپ کی Argument کو یہاں بیٹھ کر کر سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ آپ اتنے دن سے تیاری کی اور اسلام آباد سے تیاری کر کے آ رہے ہو آپ کو تو کم از کم پتہ ہونا چاہیے تھا اب رہ گئی وہ بات جو آرڈیننس ان کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے وہ آرڈیننس پریذیڈنشل آرڈیننس ہے۔ وہ آرڈیننس Enacted by the President 6-1-1985 اور اس کے لئے میں عرض کروں اور میرے فاضل دوست کا کہنا یہ ہے کہ یہ 17 جنوری 1985ء کو enact ہوا ہے۔ یہ یہ expire تو نہیں ہو گیا۔ پہلی بات تو میں اس میں یہ کہنا چاہوں گا جس وقت یہ enact ہوا اس وقت کوئی Legislature موجود نہیں تھی اور Legislature کے اختیارات پریذیڈنٹ کو تھے کسی اور م قانون سازی کے اختیارات یا چھ ماہ کے اندر اس کو ایکٹ آف دی پارلیمنٹ بنانے کی ضرورت نہ تھی۔ اب یہ بات رہ گئی ہے کہ کیا یہ save ہوا ہے یا اگر پریذیڈنٹ کا آرڈیننس ہے اس کا کیا حشر ہے میں جناب والا اپنے فاضل دوست کی توجہ نئی آئینی ترمیم 270- اے کی طرف دلاتا ہوں اور ہم انشاء اللہ آپ کے ذہن میں کوئی شک و شبہ نہیں چھوڑیں گے اور نہ ہم آپ کو یہ اجازت دیں گے کہ آپ پھر جا کر کسی کو seek کریں۔ ہم انشاء اللہ آپ کو یہاں guidance دینے کے لئے تیار ہیں۔ وہ guidance ہم آپ کو یہاں بیٹھ کر دینے کے لئے تیار ہیں اور وہ آپ 270 (اے) پڑھ لیں۔

The affirmation of the President's Order the proclamation of the 5th day of July, 1977, all President's orders, Ordinances, Martial Law Regulations, Martial Law Orders including the Referendum Order ...

تو یہ آرڈیننس ہے جو اس میں include ہے۔ اس کے آخر میں یہ کہا گیا ہے۔

The constitution laws made between the fifth day of july, 1970 and the day on which this Article comes into force are hereby affirmed, adopted and declared valid, notwithstanding any judgement of any authority and notwithstanding anything contained in the constitution shall not be called in question in any court on any ground whatsoever.

تو یہ آرڈیننس جو میں آپ کو پڑھ کر سنایا ہے یہ آرٹیکل کی دفعہ 270 (اے) کے تحت save کیا گیا اور اس کو validly made declare کرنے کے بعد اب کوئی گنجائش موجود ہے کہ یہ expire کر گیا ہو یا بچ گیا ہو یا اس کو re-enact کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے آپ کے ذہن میں جو ابہام ہے میں کہتا

ہوں ابہام تو نہیں لیکن آپ جس کے سہارے پر مزید ٹائم لینا چاہتے ہیں اور guidance seek کرنا چاہتے ہیں اس کے یہاں ہم آپ کے خادم موجود ہیں کہ آپ کو guide کریں کہ 270(اے) ان تمام آرڈرز کے لئے ہی enact کیا گیا تھا۔

These will be taken to have been competently and validly made or adopted by the Constitution.

تو اس بارے میں میں عرض کروں گا اور کلاز 3 پیش کرتا ہوں یہ آئین کا آرٹیکل 270 ہے جو کہ سپریم لاء ہے۔

جناب سپیکر: آپ یہ ساری باتیں اپنے دلائل میں کہہ چکے ہیں۔

وزیر قانون: نہیں جناب۔ جناب والا۔ میں نے آرٹیکل 270 (اے) نہیں وہ 270 (بی) پڑھا تھا کہ وہ تمام الیکشن جو ہوں گے وہ اب آئین کے اندر ہولڈ ہونے یا شمار ہونے تھے۔

جناب سپیکر: یہ آپ مخدوم زادہ صاحب کو بتانا چاہتے ہیں یا مجھے؟

وزیر قانون: جناب والا! آپ کو بھی اور مخدوم زادہ صاحب کو بھی اور آپ کے توسط سے انہیں بتا رہا ہوں۔ اب میں کلاز 3 پڑھ دوں پھر آپ بات کریں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب کیا یہ مناسب نہیں ہو گا کہ اس میں مخدوم زادہ صاحب کی یہ درخواست ہے کہ انہیں اس سلسلہ میں مزید وقت دیا جائے۔

وزیر قانون: بالکل نہیں جی۔ ہم مخالفت کریں گے۔ یہ درخواست اگر ہم کرتے تو مناسب تھا۔

جناب سپیکر: اس میں میں سمجھتا ہوں کہ in all fairness اس میں اپنی contention پیش کرنے کے لئے ٹائم دینا کوئی حرج نہیں ہے۔

وزیر قانون: جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔ میری بات سن لیں اور ہاؤس سے پوچھ لیں۔

جناب سپیکر: میری عرض سن لیں۔ (قطع کلامیاں)

وزیر قانون: جناب والا! سوال یہ ہے کہ Whether any question has arisen or not اگر تو وہ اس بارے میں کامیاب ہو چکے ہیں کہ کوئی question arise ہوا ہے تو میں یہ درخواست

conclude کرنے والا ہوں۔

جناب سپیکر: میں چاہتا ہوں کہ آپ کو پھر ٹائم دیا جائے تاکہ آپ جواباً" جواب دیں۔ جواباً" جواب میں آپ کچھ کہہ سکیں۔

وزیر قانون: جناب بالکل نہیں۔ ہم کچھ کہنا نہیں چاہتے۔

جناب سپیکر: آپ ابھی complete کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون: میں ابھی complete کرنا چاہتا ہوں کیونکہ اگر ہم ٹائم مانگتے کہ ان کے ذہن میں کیا بات ہے تو یہ بات سمجھ میں آنے والی تھی لیکن جو مدعی اپنا کیس تیار کر کے لایا ہے اور پندرہ دن سے تیار کر رہا ہو اور وہ کہے کہ میں اپنا کیس پیش کرنے کے لئے ٹائم لینا چاہتا ہوں تو بات سمجھ میں آنے والی نہیں ہے۔ یہ تو ہم اگر چاہتے تو آپ سے اس سلسلے میں گزارش کرتے۔ اس لئے ان کا جواب تو آ چکا ہے۔ جواباً" جواب آ چکا ہے۔ میں وہ ابہام دور کرنا چاہتا ہوں جو انہوں نے اس آرڈیننس کے بارے میں کہا کہ یہ پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کے سیکشن 8 کی کلاز 3 جو ہے کیا یہ omit ہو چکی ہے یا نہیں۔ اس کے لئے میں نے یہ کتاب PLD - Central Statute ہے وہ ان کی خدمت میں پیش بھی کر دی ریفر بھی کر دیئے اور انہوں نے تسلیم بھی کر لئے اور اب وہ صرف یہ بات کرنا چاہتے ہیں کہ میں یہ confirm کرنا چاہتا ہوں۔ ٹائم اس لئے لے رہے ہیں کہ میں confirm کرنا چاہتا ہوں کیا یہ جو آرڈیننس ہے یہ expire تو نہیں ہو گیا؟ تو میں یہ عرض کرنے والا ہوں کہ آئین کے آرٹیکل 270 کی جو کلاز 3 ہے وہ میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ کونسے صفحہ پر ہے۔

وزیر قانون: جناب والا! یہ صفحہ 189 ہے اور آرٹیکل 270 (اے) add ہوا ہے کہ جناب کی ترامیم لگی ہوئی ہیں۔

MAKHDUMZADA SYED HASAN MAHMUD: This is my agreement. This was done to regulate and to declare certain orders, martial Law Regulations, certain laws, which were given protection by the National Assembly before indemnification. That I agree, but I need time to be relevant and to understand whether the new ordinance has taken away that right and the requirement of being a member of registered or non-registered party is of any valid reason. If it is not I will withdraw.

وزیر قانون: جناب والا! آئین میں ترامیم لگی ہوئی ہیں۔ آپ دیکھ لیجئے۔ تو میں مختصراً گزارش کروں گا کہ بات صرف یہ رہ گئی ہے کہ میرے فاضل دوست نے تسلیم کر لیا ہے کہ پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کے سیکشن 8 کی جو کلاز 3 ہے وہ withdraw ہو گئی ہے لیکن وہ دیکھنا یہ چاہتے ہیں کہ اس کا حشر کیا ہوا۔ تو اس کا حشر ہی بتانے کے لئے میں دو باتیں عرض کرنے والا ہوں۔ ایک تو constitution amend ہوا constitution amend ہو کر دو طرح کے آرڈر' آرڈی نینس جو پریذیڈنٹ کی طرف سے تھے۔ آئین کے ساتھ ایک تو شیڈول 7 add ہوا کہ وہ تمام آرڈیننسز یا آرڈرز جو آئین کا حصہ شمار ہوتے ہوئے نہیں بلکہ ان کی ترمیم کے لئے constitutional procedure adopt کرنا ہوگا۔ 2/3rd majority of the House adopt کرنی ہو گی۔ ورنہ یہ جو 270 (اے) آئین کا add کیا گیا یہ اس لئے تھا کہ تمام in generality جتنے پریذیڈنٹ آرڈر' مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے آرڈر تھے سب validate کر لئے گئے۔ Unless they are withdrawn اور اس کی withdrawn کا آرڈر بھی موجود ہے جس میں یہ موجود نہیں۔

MAKHDUMZADA SYED HASAN MAHMUD: May I interrupt Sir, "At all "Not All"

MINISTER FOR LAW: I think unless they are withdrawn.

مخدوم زادہ صاحب! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو in all fairness میں سمجھتا ہوں with all the responsibility ایک لاء کا ادنیٰ طالب علم ہونے کی حیثیت سے جو کچھ کہوں گا اس کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے کہوں گا اور کوئی ایسی بات نہیں کہوں گا۔ آپ تو کہیں گے کہ میری سمجھ میں بات نہیں آئی تھی۔ تو کم از کم میری سمجھ میں بات آتی ہے جو میں یہ بات کرنے والا ہوں۔ تو میں یہ عرض کرنے والا ہوں کہ 270 (اے) جو add کیا گیا اس کے تحت

The proclamation of the 5th day of July, 1970, all President's order, Ordinances, Martial Law Regulations, martial Law Orders, including the referendum order...

اور یہ تمام لسٹ جو ہے ان کو validly made declare کیا گیا اور اس کے بعد کلاز 3 add کی گئی۔

That all President's Orders, Ordinances, martial Law Regulations, Martial Law Orders, enactments, notifications, rules, byelaws in force immediately before the date on which this Article come into force shall continue in force until altered, repealed or amended by the competent authority.

جتنے لاء موجود ہیں وہ تمام کے تمام save کر لئے گئے rule, Byelaws orders اور وہ جب تک repeal نہ ہو جائیں۔ amend نہ ہو جائیں by the competent authority اس وقت تک وہ موجود رہیں گے۔ اور یہ میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ یہ amend ہوا competent authority the legislature اور وہ جو ایک لسٹ شیڈول 7 کی add کی گئی ہے صرف اس کی amendment کے لئے constitutional procedure adopt کرنا ہو گا۔ جس کے تحت دو تہائی 2/3rd majority میں اس کی ضرورت ہو گی ورنہ تمام آرڈرز کو competent authority repeal, amend or alter کر سکتی ہے۔ یہ آرڈر موجود ہے اور اس کے تحت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ کسی ابہام کی ضرورت نہیں ہے اور اب یہ enactment ریکارڈ پر موجود ہے۔

And that enactment of Section 8 of Political Parties Act 1962 as amended in 1985 that stands omitted by .....

تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر اس بارے میں مخدوم زادہ صاحب مزید کوئی کتاب بھی دیکھنا چاہیں تو وہ آپ کو چیمبر میں دے سکتے ہیں ہم اس کے لئے کوئی پابندی نہیں لگانا چاہتے ہیں لیکن اس ہاؤس کا مزید وقت اس بات کے لئے ضائع کرنا اس کے لئے پورا ایوان تیار نہیں ہے کیونکہ اب تک کوئی سوال وہ پیدا کر نہیں سکے ہیں .No question has arisen کوئی سوال اب تک پیدا نہیں ہوا ہے اور اب تک قانون یہ ہے کہ ہم اگر آپ سے کوئی مہلت طلب کرتے تو آپ اس کو منظور یا نا منظور کرتے تو بات سمجھ میں آنے والی لیکن مدعی کے لئے جو کہ اب تک تیار ہو کر نہیں آئے ہیں' وہ کہیں کہ میں وقت لینا چاہتا ہوں یہ بات سمجھ میں آنے والی نہیں ہے۔ اس لئے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ with that at liberty کہ اگر وہ چاہیں تو کوئی enactment آپ کو دیں' اس کے لئے تمام شبہات مکمل ہونے چاہئیں البتہ آپ اپنی judgement ریزرو کرنا چاہیں تو بڑے شوق سے کسی وقت کے لئے مقرر کریں لیکن میں یہ عرض کروں کہ اس وقت ہاؤس اس موڈ میں نہیں ہے اور اس بات کے لئے تمام ایوان متفق ہے کہ اس کے لئے مزید کوئی وقت نہیں دینا چاہیے۔ بہت شکریہ۔

ڈاکٹر سید خاور علی: یہ آرڈیننس جو کہ نان پارٹیز کے ممبرز بنتے ہیں' ان کو withdraw کر لیا گیا ہے شاید یہی ان کا مطلب ہے اگر یہ withdraw کر لیا گیا ہے۔ تو _____

وزیر قانون: آپ ذرا غور سے سنیں' میرے بھائی میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ پولیٹیکل پارٹیز کی

دفعہ (8) اگر آپ ملاحظہ فرمائیں سیکشن 8 کا پروویزو (4) ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی: 17 جنوری کا حوالہ دیا گیا وہ جو ایکٹ آیا ہے اس کو واپس لے لیا گیا ہے۔

وزیر قانون: ایکٹ نہیں واپس لیا گیا ہے۔ پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کی دفعہ 8 کی کلاز (3) جو تھی (3) اور (4) کو جس میں یہ ہے کہ نان رجسٹرڈ پارٹیز کے ممبرز کو اجازت نہیں دی گئی۔

ڈاکٹر سید خاور علی: (3) اور (4) میں یہی چیز ہے کہ نان رجسٹرڈ پارٹیز کے ممبرز کو allow نہیں کیا گیا ہے اگر یہ کلاز واضح ہے ____ پھر یہ پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ جو ہے۔

وزیر قانون: میں تین اور چار نہیں کہہ رہا ہوں' میں دوبارہ عرض کروں گا میں کلاز 8 کا کہہ رہا ہوں' تین اور چار کی بات نہیں کر رہا ہوں' (3) اور (4) میں پروسی جر laid down ہو گیا کہ آپ پولیٹیکل پارٹیز رجسٹر کرائیں اور (h) (3) ہے جس کے تحت میں آپ کو بات کر رہا ہوں۔ پولیٹیکل پارٹیز رجسٹر ہوتی ہیں' میں کر رہا ہوں دفعہ 8 کی بات۔

ڈاکٹر سید خاور علی: وہ ٹھیک ہے۔ لیکن اب اس پر disqualification ہوتی ہے کہ ایک ممبر نے ایک نان رجسٹر پارٹی کے ممبر سے ------

MR. SKPEAKER : Will you please address the chair.

ڈاکٹر سید خاور علی: جناب سپیکر! میں جناب والا یہ وضاحت چاہتا ہوں کہ ایک پارٹی رجسٹرڈ ہے اور ایک پارٹی نان رجسٹرڈ ہے' رجسٹریشن کے متعلق تو ایک ایکٹ ہے۔ اب اس کی کوالیفیکیشن یہ ہے کہ ایک نان رجسٹرڈ پارٹی کا ممبر ہے اس کے لئے نیشنل اسمبلی میں جو ایک آرڈیننس لاگو ہوا ہے اس میں یہ لایا گیا ہے کہ نان رجسٹرڈ پارٹی کا ممبر نہ رہ سکتا ہے اور نہ الیکشن لڑ سکتا ہے اور اگر اس کو 17-1-85 کو واپس لے لیا گیا ہے جیسا کہ لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے تو پھر نان رجسٹرڈ پارٹی کا ممبر بھی ممبر بن سکتا ہے اور اس کے لئے یہ disqualification نہیں ہو گی۔ اس بارے میں یہ ذرا وضاحت کریں۔

وزیر قانون: جناب والا! گو یہ پوائنٹ relevant نہیں ہے۔ لیکن میں ان کی وضاحت کے لئے عرض کر دوں کہ میرا خیال یہ ہے کہ میں نے تو بڑا تفصیل سے بتایا ہے اور غالباً" انہوں نے غور سے نہیں سنا ہے' جو regulate ہوا ہے پروسی جر (3) 8 اور (h) (3) 8 اور اسی کے ساتھ تمام اور پارٹیز کا الیکشن لڑ سکتا ہے اور کون حساب دے سکتا ہے کون نہیں دے سکتا ہے کون اس میں activate کر

سکتا ہے اور کون نہیں کر سکتا ہے۔ یہ سارا اس میں laid down ہے یہ واپس نہیں لی گئی ہے کہ صرف اور صرف وہ جو چیز ہے وہ interim پیریڈ تھا کہ دفعہ 8 جو ہے پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کی اور اس کی سب سیکشن (4) (3) ہے وہ omitted تھا اور وہ کب سے omitted تھا' میں آپ کو بتا ہی دیتا ہوں وہ Vide Orinance III of 1985 کی رو سے وہ delete کر دیا گیا اور اس کے بعد میرے فاضل دوست نے بتایا کہ دوبارہ یہ 12 جنوری کو enact کیا گیا اور 12 جنوری کو جو دو کلاز re-enact کی گئیں وہ دونوں کلازیں 17 جنوری کو واپس لے لی گئیں' اس لئے جس کی بنا پر وہ کہتے ہیں کہ پارٹیز hit ہوئی ہیں وہ withdraw ہو چکی ہیں۔ جو سوال آپ نے کیا ہے وہ بڑا لمبا ہے اور اس میں تمام موجود ہے وہ اگر آپ پڑھیں گے تو آپ کو یہ پورا سمجھ میں آ جائے گا۔ اس میں باقی کلاز موجود ہیں۔ سیکشن 8 کی کلاز (4) اور (3) omitted تھیں اور وہ اب بھی omitted ہیں اس لئے میں اس کی بنا پر عرض کروں گا کہ اب ان کے لئے مزید وقت دینا مناسب نہیں ہے۔ اس پر ایک Argument exhaustive اس پر آ چکی ہے۔ آپ اپنی رولنگ اب دیں یا جب دیں' یہ اب conclude کر دیں کہ کل ہم بہت important matter جو ہیں کچی آبادی کا اور دوسری قانون سازی کو take up کر سکیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: مخدوم صاحب کو میں اس اشو پر جو وہ معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں' اسے confirm کرنے کی اجازت دیتا ہوں اور یہ ایوان کل صبح ساڑھے نو بجے تک کے لئے ملتوی کرتا ہوں۔ ایوان کل صبح 9:30 تک کے لئے ملتوی ہوا۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی جمعرات 9:30 بجے تک کے لئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

جمعرات' 20 فروری 1986ء
(پنج شنبہ 10 جمادی الثانی 1406ھ)
جلد 5 —— شمارہ 4

سرکاری رپورٹ

مندرجات

جمعرات 20 فروری 1986ء

		صفحہ نمبر
تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ	------	319
ایم پی اے چودھری سیف اللہ تارڑ کی وفات پر دعائے مغفرت و فاتحہ خوانی	------	320
تحاریک التوائے کار		
کرایہ آمد و رفت میں اضافہ	------	321
پتنگ بازی کی پابندی پر عمل درآمد میں فقدان	------	327
امن و عامہ کی ناگفتہ بہ حالت	------	332

(جاری) .....

..... جاری

صفحہ نمبر

مسودہ قانون

غیر جماعتی انتخابات کی قانونی حیثیت ——— 353

ایڈووکیٹ جنرل کی وضاحت ——— 373

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس

جمعرات 20 فروری 1986ء
(پنج شنبہ 10 جمادی الثانی 1406ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 9 بجے منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّ بَنِيْنَ ○ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ○

المؤمنون - آیت 55 تا 61

کیا یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم جو دنیا میں ان کو مال اور بیٹوں سے مدد دیتے ہیں۔ (تو اس سے) ان کی بھلائی میں جلدی کر رہے ہیں۔ (نہیں) بلکہ یہ سمجھتے ہی نہیں۔ جو لوگ اپنے پروردگار کے خوف سے ڈرتے ہیں۔ اور جو اپنے پروردگار کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور جو اپنے پروردگار کے ساتھ شریک نہیں کرتے۔ اور جو دے سکتے ہیں اور ان کے دل اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ ان کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ یہی لوگ نیکیوں میں جلدی کرتے اور یہی ان کے لیے آگے نکل جاتے ہیں۔

وما علینا البلاغ ○

ایم پی اے چودھری سیف اللہ تارڑ کی وفات پر دعائے مغفرت اور فاتحہ خوانی

چودھری گل نواز وڑائچ: جناب سپیکر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چودھری سیف اللہ تارڑ اس اسمبلی کا، نیشنل اسمبلی کا اور مجلس شوریٰ کا بھی عرصہ دراز سے ممبر رہے ہیں وہ فوت ہو چکے ہیں میری آپ سے اور تمام بھائیوں سے بھی درخواست ہے کہ ان کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب سپیکر: فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلے پر تمام ارکان اسمبلی نے فاتحہ خوانی کی)

چودھری گل نواز وڑائچ: جناب سپیکر! کل ہمارے وزیر قانون صاحب نے بڑی تفصیل سے حالات کی بات بتائی تھی۔ نوائے وقت میں اس کا بالکل نام تک نہیں آیا ہے۔ وزیر قانون نے یہ عرض کیا تھا کہ کچی آبادیوں میں ان لوگوں کو بے دخل کیا گیا ہے جنہوں نے راتوں رات قبضہ کیا تھا یہ میں نے نوائے وقت میں پڑھا تھا۔ بے دخل ان لوگوں کو کیا گیا جنہوں نے رات رات میں قبضہ کیا تھا جن کو پہلے الاٹ منٹ آرڈر ہو چکے ہیں اور متعلقہ ممبر نے آرڈر جاری کئے ہیں ان کو بے دخل نہیں کیا گیا ہے جن آدمیوں نے یہ سوچ کر کہ ہمیں بھی مل جائے گا اور راتوں رات قبضہ کیا ہے انہیں کو بے دخل کیا گیا ہے۔ یہ خبر تفصیل کے ساتھ آنی تھی میں آپ کی وساطت سے نوائے وقت سے ایسی باتیں صحیح طور پر آنی چاہئیں جیسے میں نے ایک پوائنٹ عرض کیا تھا مخدوم صاحب نے ایک قصہ بتایا کہ ان کو بے دخل کیا گیا اور انہوں نے Stay Order لیا ہے۔ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ اگر انہوں نے Stay لیا تو وہ عدالت میں چلے جائیں اور اگر وہ دیوانی عدالت میں جا چکے ہیں تو اس کو اس ایوان میں اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔ میں آپ کی وساطت سے یہی کہنا چاہتا ہوں کہ اس قسم کی تمام باتیں آ جانی چاہئیں تاکہ ان کا موازنہ ہو سکے۔

جناب سپیکر: اس سلسلے میں عام روش دیکھنے میں آئی ہے اخبارات میں اسمبلی کارروائی کی Coverage اس انداز میں ہوتی ہے۔ کہ ایک صفحہ پر ایک چھوٹی سی خبر آ گئی اور تیسرے صفحہ پر اسمبلی کی کارروائی کی چھوٹی سی خبر آ گئی اور پھر 5 پر چھوٹی سی خبر آ گئی خبر ہونے کے باوجود تلاش کرنے پر ملتی نہیں ہے۔ میں نے اس چیز پر پریس کانفرنس میں بھی نشان دہی کی تھی کہ پنجاب میں کم از کم

صوبائی اجلاس سے اور کوئی بڑا واقعہ نہیں ہو رہا ہے اور اس سے بڑا واقعہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ پنجاب اسمبلی کا اجلاس پنجاب کی حد تک ہے۔ اسمبلی کی کوریج صحیح طریقہ سے آنی چاہیئے اور یہ بلاک کی شکل میں آنی چاہیے تو اس سے پڑھنے والوں کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اسمبلی کی کیا کارروائی ہے خبروں کو سکینڈل انداز میں اخبارات میں شائع کرنے سے کوریج صحیح طریقے سے نہیں ہوتی اور نہ ہی پڑھنے والوں کو یہ تاثر ہوتا ہے کہ اسمبلی کی کیا کارروائی ہو رہی ہے۔ میرا اس سلسلے میں نیوز ایڈیٹر صاحبان سے بھی Meeting کرنے کا پروگرام ہے اور آج کل ہی میں کرنے والا ہوں۔ مجھے امید ہے ہمارے قومی اخبارات اس بات کا سنجیدگی سے نوٹس لیں گے اور اس کمی کو دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ یہ میاں مختار احمد شیخ صاحب کی طرف سے ایک تحریک استحقاق ہے میاں صاحب موجود نہیں ہیں۔

تحریک التوائے کار

کرایہ آمد و رفت میں اضافہ

جناب سپیکر: جناب میاں محمد اسحاق صاحب کی طرف سے تحریک التوا نمبر 6 ہے۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا۔ میں نے یہ تحریک التوا کل پیش کر دی تھی اور وزیر قانون صاحب نے اس پر اظہار خیال فرمانا تھا۔ اگر وہ چاہتے ہیں تو میں اسے دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: تحریک التوا نمبر 6 کے بارے میں آپ بات کر چکے ہیں؟

میاں محمد اسحاق: جناب والا۔ میں نے کل تحریک پڑھ دی تھی اور وزیر قانون صاحب نے اس کا جواب دینا تھا۔

جناب سپیکر: جواب دے دیا ہے؟

میاں محمد اسحاق: وزیر قانون صاحب نے جواب دینا تھا مگر وقت ختم ہو گیا تھا۔ اگر آپ حکم فرماتے ہیں تو میں اسے دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ سرکاری Benches کی طرف سے کوئی صاحب اس تحریک التوا پر کچھ کہنا چاہیں گے؟ یہ تحریک التوا نمبر 6 ہے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی (جناب غلام حیدر وائیں): جناب سپیکر! فاضل رکن سے کہا جائے کہ وہ اپنی تحریک التوا دوبارہ پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ اپنی تحریک التوا دوبارہ پڑھ دیں۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ جنگ لاہور اور دیگر تمام اخبارات کی اشاعت مورخہ 13-2-86 میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ غریب عوامی سواریوں (رکشا، ٹیکسی اور منی بسوں وغیرہ) کے کرائے بڑھا دیئے گئے ہیں۔ جس سے عوام کے غریب اور متوسط طبقہ میں جو کہ پہلے ہی مہنگائی سے بری طرح متاثر ہے سخت غم و غصہ اور شدید اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔ لہٰذا اس اہم اور سنگین مسئلہ کو فی الفور زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

جناب والا۔ اس پر میں نے کل بھی گزارشات کی تھیں۔ اب میں اس کا ایک اہم پہلو جو نوائے وقت مورخہ 13-2-86 میں بڑا Detailed دیا گیا ہے، گوش گزار کرنا چاہوں گا کہ اس سے پہلے کرایہ جات بڑھانے کے لئے عوام کو ایک نوٹس دیا جاتا رہا۔ اس دفعہ عوام کو اعتماد میں نہ لیتے ہوئے یک طرفہ کارروائی کی گئی ہے اور اس میں جو عوام کو اعتماد میں نہ لیتے ہوئے کارروائی کی گئی ہے یہ میں سمجھتا ہوں کہ جن عوام نے ہمیں چن کر یہاں بھیجا ہے۔ جن کی فلاح و بہبود کے لئے ہم یہاں کام کر رہے ہیں اور ان کے ہی فلاح و بہبود کے لئے ہم نے کام کرنا ہے۔ اگر ان کو ہم اپنے اعتماد میں نہیں لیتے اور وہی ہم سے ناراض ہو جاتے ہیں اور ان کی فلاح و بہبود ہم سے نہ ہونے پائے تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہم اپنی ذمہ داری پوری طرح سے نہیں نبھا رہے۔ جو میں سمجھتا ہوں کہ اس دفعہ جو کرایہ جات بڑھائے گئے ہیں اس کی کوئی خاص وجوہات منظر عام نہیں آئیں۔ کیا حکومت کو اتنے پیسے کی ضرورت پڑ گئی تھی۔ یا جنگ کے خطرات آ رہے تھے کہ جس کی وجہ سے کرائے بڑھائے گئے ہیں۔ معزز اراکین یہ بات ضرور ذہن میں رکھیں کہ تیل کی قیمت جو کہ تمام دنیا میں کم ہوئی ہے اور باقی جگہوں پر کرایہ جات کم کئے گئے ہیں اور ہمارے پنجاب میں کرایہ جات بڑھا دیئے گئے ہیں۔ اب میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ جبکہ تیل کی قیمت کم ہوئی ہے اور کرایہ جات زیادہ ہوئے ہیں۔ تو میں یہ گذارش کروں گا کہ اس پر بحث کرنے کے لئے فاضل اراکین اسمبلی اجازت دیں اور اس تحریک کو Admit کیا جائے تاکہ تمام حضرات اس پر اظہار خیال فرما سکیں۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی: جناب سپیکر۔ جو تحریک التوا میرے فاضل بھائی نے پیش کی ہے اس کی مخالفت کرتے ہوئے کچھ تفصیلات عرض کروں گا کہ 1983ء میں Provincial Transport Authority نے پہلے یہ کرائے بڑھائے تھے اور تین سال گزرنے کے بعد جو مہنگائی ملک میں ہوئی اور ہمارا محنت کش طبقہ بھی اس کی زد میں آیا اسے پیش نظر رکھتے ہوئے 1985ء میں تمام یونین نے مطالبہ کیا تھا کہ ہمارے کرایوں کے اضافے میں ہمیں اجازت دی جائے۔ ان کے اس مطالبے کو پہلے ان کی پنجاب کی تمام یونین میں Circulate کیا گیا۔ اس مطالبے کی روشنی میں حکومت نے اپنے محکموں سے تجاویز مانگیں اور پھر اس کے بعد عوام سے بھی کئی اعتراضات مانگے گئے۔ وہ بات جو میرے فاضل بھائی نے کہی ہے۔ میں انہیں پھر گزارش کرتا ہوں کہ اس سلسلے میں عوام سے اعتراضات بھی طلب کئے گئے تھے اور ان تمام باتوں کو دیکھنے کے بعد وہ تجاویز جو یونین نے اضافے کے لئے کہی تھیں انہیں سامنے رکھتے ہوئے اور عوامی صورت حال کو بھی سامنے رکھتے ہوئے وہ تجاویز من و عن تسلیم نہ کی گئیں بلکہ اس میں تھوڑا سا اضافہ تجویز کیا گیا۔ اور ہمارے سامنے غریب اور محنت کش طبقے کی روزی کا مسئلہ بھی تھا جو کہ گذشتہ تین چار سال کی مہنگائی کی وجہ سے اپنے کاروبار میں پوری طرح سے اپنا روزگار کما نہیں سکتے تھے۔ اس بات کو بھی حکومت نے پوری طرح ذہن میں رکھا کہ اس سے کرایوں میں اتنا اضافہ نہ ہو جس کی وجہ سے عام صارف اور ایک عام شہری کو مشکلات درپیش ہوں۔ چونکہ رکشوں والے لوگ اور ویگنوں والے لوگ بھی ہمارے غریب معاشرے کا ایک حصہ ہیں لہٰذا ان کے ذرائع روزگار کو بھی اس حد تک دیکھنا کہ وہ اپنے بال بچوں کا پیٹ پال سکیں یہ بھی ایک ضروری بات تھی۔ اس صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے جو اضافہ کیا گیا وہ Transport Act کے بالکل مطابق تھا اور ان حالات کے بالکل موافق تھا جو کہ ہم نے رکشا والوں، ویگن والوں اور دوسرے جو عام صارفین ہیں ان کی صورت حال کو سامنے رکھا گیا۔ علاوہ ازیں میرے فاضل بھائی نے یہ بات کی ہے کہ اب تیل کی قیمتیں کم ہو گئی ہیں۔ جناب والا۔ اس کو سب جانتے ہیں کہ تیل کی قیمتوں میں کوئی کمی نہیں آئی اور ہمارا رکشے والا، ٹیکسی والا اور ویگن والا بھائی تیل کی قیمت وہی ادا کر رہا ہے جو اس وقت ہے۔ اور اس کی وجہ سے باقی فاضل پرزوں میں ان کی Maintenance میں اور رکشوں کی قیمت میں اور ویگنوں کی قیمت میں جو اضافہ ہوا ہے اس کی روشنی میں یہ ایک ناگزیر اضافہ تھا جسے حکومت نے بڑے سوچ و بچار کے بعد اور متعلقہ قوانین کے تمام قاعدوں کو پورا کرتے ہوئے کیا۔ ان حالات میں میں یہ گزارش کروں گا کہ ان کے اضافے سے بھی جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے عوام میں کوئی ہیجانی نہیں اور تمام کاروبار خوش اسلوبی سے چل رہا

ہے بلکہ ایسے کرایوں پر نظر ثانی نہ کرنے سے پیشتر اس بات کا خطرہ تھا کہ ہمارا محنت کش طبقہ جس میں ویگنوں والے' رکشوں والے اور ٹیکسی ڈرائیور شامل ہیں مجبور ہو کر کسی ہڑتال کی صورت حال نہ اختیار کر لیں۔ ایسا ہونے سے امن و امان اور عوام میں ہیجان کا ذریعہ بنتا ہے۔ ان حالات میں اپنے محرک بھائی سے گزارش کروں گا کہ وہ اب اپنی اس تحریک التوا پر زور نہ دیں کیونکہ اس سلسلے میں قوانین کے مطابق تمام پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے اور تمام پہلوؤں کو پورا کرتے ہوئے ایک عام شہری اور اس رکشے والے محنت کش کی صورت حال کو سامنے رکھ کر کارروائی کی گئی تھی لہٰذا فاضل ممبر اس پر زور نہ دیں اور اپنی اس تحریک التوا کو واپس لے لیں۔

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر! ہمیں رکشہ اور ٹیکسی یونین سے پوری پوری ہمدردی ہے۔ بات صرف یہ سوچنے والی ہے جو ہمارے وزیر موصوف نے فرمائی ہے کہ تیل کی قیمتیں کم نہیں ہوئی ہیں۔ جناب والا 35 ڈالر فی بیرل سے کم ہو کر 17 ڈالر فی بیرل سے بھی کم قیمت تیل کی دنیا میں ہو گئی ہے۔ یہ منافع جو عوام کو ہونا چاہیے تھا اب یہ حکومت کے خزانے میں جا رہا ہے۔ بلکہ اس سے عوام کی خوش حالی میں اضافہ ہونا چاہیئے تھا اور چیزوں کی قیمتیں کم ہونی چاہیے تھیں اور لوگوں کی بود و باش میں اضافہ ہوتا اور لوگ خوش حال ہوتے بلکہ یہ کرایہ میں ایزادگی کر کے لوگوں پر اور بوجھ ڈال دیا گیا ہے کیونکہ جب باہر سے تیل کم قیمت پر مل رہا ہے تو ہمیں بھی اس میں کمی کرنی چاہیے تھی اور قیمتوں کی کمی کا ذمہ حکومت نے خود لینا تھا' مگر عوام پر اور بوجھ ڈال دیا گیا ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ میرے پاس نوائے وقت کا تراشہ موجود ہے اس میں لکھا ہے کہ یہ یک طرفہ کارروائی کی گئی ہے' اس سے پہلے کرایوں کی شرح بڑھاتے وقت عوام کو ایک نوٹس دیا جاتا ہے' عوام سے تجاویز لی جاتی ہیں اور اس کے بعد پھر بیٹھ کر کوئی حتمی فیصلہ کیا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان دو چیزوں کا جواب میرے فاضل وزیر نے صحیح طور پر نہیں دیا ہے۔ اگر وہ اس سلسلہ میں مہربانی فرمائیں تو دوبارہ اس پر غور کریں تو میں ان کا مشکور ہوں گا۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی: جناب سپیکر! میرے فاضل رکن نے دو باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ایک یہ کہ بین الاقوامی مارکیٹ میں تیل کی قیمت میں کمی کی وجہ سے ہمیں بھی اس صورت حال کو دیکھنا چاہیے تھا۔ میں جناب کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ یہ مسئلہ وفاقی حکومت کے دائرہ کار میں آتا ہے اور ملک میں تیل کی قیمتوں میں کمی بیشی وفاقی حکومت کرتی ہے' اس لحاظ سے یہ معاملہ نہ تو صوبائی مسئلہ ہے اور نہ ہی وفاقی حکومت نے تیل کی قیمتیں کم کی ہیں۔ اور جب تیل کی

قیمتیں کم نہیں ہوئی ہیں' اس لحاظ سے ہمارا محنت کش طبقہ والے رکشہ' ٹیکسی والے اور ویگنوں کا یہ مطالبہ کسی حد تک صحیح اور درست تھا اور ہم نے جزوی طور پر اس حد تک جیسا حکومت نے مناسب سمجھا' قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے اس کی تمام formalities کو پورا کرتے ہوئے اسے سرانجام دیا۔ اور میرے بھائی یہ جو تیل کی بات کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کر دیا ہے کہ چونکہ یہ وفاقی مسئلہ ہے' لہٰذا اس Portion کو اس وقت اسی ایوان میں زیر بحث لایا جا سکتا ہے۔ نہ ہی یہ صوبائی حکومت کے دائرہ کار میں یہ آتا ہے کہ وہ تیل کی قیمتوں میں کمی بیشی کرے' باقی جس بات کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے۔ میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے اور اب بھی وضاحت کرتا ہوں کہ متعلقہ قانون کے تمام پہلوؤں کو پورا کرتے ہوئے یہ اضافہ کیا گیا ہے اور اس فیصلے میں کوئی قانونی ابہام نہیں رہا اس میں عوام سے بھی اعتراضات مانگے گئے تھے' متعلقہ یونین سے بھی تجاویز لی گئیں' متعلقہ اتھارٹی سے بھی تجاویز مانگی گئیں۔ اور عوام کی صورت حال کو اور ان کی صورت حال کو سامنے رکھ کر یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ ان حالات میں میں یہ گزارش کروں گا کہ میرے فاضل بھائی اس بات کو پریس نہ کریں اور اپنی اس تحریک التواء کو واپس لے لیں۔ کیونکہ اس سے وہ بحران یا کوئی ایسی صورت حال پیدا نہیں ہوئی ہے جس کا اشارہ آپ نے اپنی اس تحریک التوا میں کیا ہے۔

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ عرض کروں گا کہ کیا حکومت پنجاب یہ تو کر سکتی ہے کہ ایک Resolation کے ذریعہ سے وفاقی حکومت سے اپنا حق تو مانگ سکتی ہے کہ اگر تیل کی قیمتیں کم ہوئی ہیں تو ہمیں کیوں نہ اس میں سے حصہ دیا جائے جبکہ آمدنی زیادہ ہو رہی ہے تو ایک Resolation کے ذریعہ سے Central Govt. سے تحرک کیا جائے کہ ہمیں بھی اس میں سے جو منافع ہو رہا ہے پنجاب گورنمنٹ کو بھی دیا جائے تاکہ یہ جو کرائے زیادہ ہوئے ہیں ان کو کم کیا جائے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی: جناب سپیکر۔ ہم ایک Specific مسئلہ پر بحث کر رہے ہیں اور تیل کی قیمتوں میں بین الاقوامی منڈی میں کوئی کمی ہونے کی وجہ سے اس تحریک التواء کے پس منظر میں کسی حصے کے مانگنے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ وہ اس لئے کہ یہ تو کوئی ایسا منافع نہیں ہے۔ کہ جو کہ حکومت نے کم کر دیا ہے اور پنجاب کو نہ دیا ہو اور ہم یہ کہیں کہ جناب ہمیں اس میں حصہ دیا جائے' یہ بات اس وقت اس تحریک التوائے کار کے رول کے دائرہ کار میں نہیں آتی ہے۔ اور پھر بھی یہ وہاں پر ایک Money Matter ہو گا اور Money Matter کا ایک علیحدہ طریقہ کار ہے۔ لہٰذا یہ

اس وقت Relevant بات نہیں ہے۔ بات کرایوں کے بڑھانے کی اور قوانین کے مطابق بڑھانے کی اور تمام حلقوں کی آراء کو حاصل کرنے کی ہے اور جس کی میں نے وضاحت کر دی ہے۔ اور اس کے بعد میرا یہ خیال ہے کہ جو نکتہ آخری طور پر میرے فاضل بھائی نے اٹھایا تھا وہ ویسے بھی نہ قواعد کے مطابق یہ Relevant ہے اور نہ ہی وہ ہمارا اور پنجاب کا مسئلہ ہے۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ وہ اب اس معاملہ پر زور نہ دیں اور اپنی تحریک التوا کو واپس لے لیں۔

چودھری محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب والا! میں اس تحریک کے حق میں بولنا چاہتا ہوں۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی: جناب والا! یہ اس وقت اس کو زیر بحث نہیں لا سکتے۔

جناب سپیکر: جناب دائیں صاحب کا اعتراض Relevant ہے' اس میں Mover اس سٹیج پر Admissibility سے پہلے صرف محرک اپنی تحریک پر بات کر سکتے ہیں اور حکومت کی طرف سے کوئی ان کا نمائندہ بات کر سکتا ہے۔

چودھری محمد رفیق: آپ نے کیسے جان لیا ہے کہ میں ان کا نمائندہ نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: آپ چودھری صاحب حکومت کے نمائندے ہیں' میں نے حکومت کے نمائندہ کی بات کی ہے۔

چودھری محمد رفیق: جناب والا! میں عوام کا نمائندہ ہوں' میں نے یہ گزارش کی کہ عوام کو ہمیشہ نظر انداز کیا جاتا رہا ہے اور اس تحریک التوا کا واسطہ عوام سے ہے' چونکہ میں عوام کا نمائندہ ہوں اس لئے مجھے یہ حق دیا جائے کہ میں ان کے حقوق کے بارے میں کچھ عرض کر سکوں۔

جناب سپیکر: لیکن جناب چودھری صاحب Rules مجھے اس کی اجازت نہیں دیتے ہیں کہ میں اس کی Admissibility سے پہلے آپ کو اس پر بولنے کی اجازت دوں۔

چودھری محمد رفیق: جناب والا یہ Rules ہمارے آڑے ہیں' جہاں دیکھیں ہمارے آگے Rules ہیں۔ جیسے آپ ہمارے آگے کرسی پر بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر: تو Rules آپ کے اپنے ہیں' ان Rules کو تبدیل کیا جا سکتا ہے' یہ اسمبلی اس بات کی مجاز ہے کہ ان Rules کو تبدیل کر دے ____ جی میاں صاحب اب آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا! اگر حکومت پنجاب' پنجاب کے عوام کے مفاد کو پیش نظر نہیں رکھتی ہے' یہ وفاق کو اپیل نہیں کرنا چاہتی ہے تو میں اس پر Stress نہیں کرتا ہوں۔ میں وائیں صاحب کی ناراضگی مول نہیں لینا چاہتا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ میاں محمد اسحاق صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر7

پتنگ بازی کی پابندی پر عمل درآمد میں فقدان

میاں محمد اسحاق: جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کروں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے' مسئلہ یہ ہے۔

"کہ روزنامہ نوائے وقت لاہور کی اشاعت مورخہ 13-2-86 میں اخبار کے وقائع نگار خصوصی کے حوالہ سے خبر بمعہ تصویر شائع ہوئی ہے کہ اس ماہ بسنت پر پتنگ بازی میں زخمی ہونے والوں میں سے تیرہ چل بسے۔ دو درجن سے زائد افراد معذور ہو گئے اور پچاس افراد اب بھی ہسپتالوں میں زیر علاج ہیں' اس خبر کی اشاعت سے ہر طبقہ کے لوگوں میں سخت تشویش اور اضطراب پیدا ہو گیا ہے اور عوام یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ پابندی کے باوجود یہ خونی مشغلہ آخر کب تک جاری رہے گا اور قیمتی جانوں کا ضیاع ہوتا رہے گا۔"

لہٰذا اس نہایت اہم اور سنگین مسئلہ کو فی الفور زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر' میری تحریک التوائے کار اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ کئی چیزوں پر پابندی لگا دی جاتی ہے مگر اس پر عمل درآمد نہیں ہوتا ہے اور وہ پابندی کاغذی حد تک ہوتی ہے اور جہاں تک اس پر عمل درآمد کا تعلق ہے حکومت اس پر کوئی توجہ نہیں کرتی۔ اور اسی توجہ نہ ہونے کی وجہ سے بہت سے نقصانات ہوتے ہیں اور ہمارا قانون اس سلسلے میں بے کار اور خاموش ہو رہا ہے۔ اس پر عمل کرنا یا نہ کرنا ایک جیسا ہے کیونکہ جو اس قانون پر عمل نہیں کرتا اس کی کوئی پوچھ گچھ نہیں ہے کوئی سزا نہیں ہے۔

جناب والا جو مسئلہ میں نے اس ایوان میں پیش کیا ہے اس کی وجہ سے پچاس افراد اب بھی ہسپتال میں زیر علاج ہیں اور دو درجن سے زائد لوگ معذور ہو گئے ہیں' تین سو افراد زخمی ہو گئے ہیں اور تیرہ افراد فوت ہو چکے ہیں۔ جس میں سے بارہ سال سے کم عمر کے پانچ بچے ہیں اور ایک بچہ

ایسا ہسپتال میں لایا گیا ہے جس کی شہ رگ تیز مانجھا گلی ڈور سے کٹ چکی تھی' ڈاکٹروں کی کاوشوں کے باوجود وہ بچہ نہ بچ سکا۔ کچھ واقعات ایسے بھی ہوئے ہیں کہ بچے جب لوہے کی نالیاں اور لوہے کا پائپ لے کر جب چلتے ہیں وہ پائپ تاروں سے چھو جاتے ہیں اور بچے کرنٹ لگنے سے بھی مرجاتے ہیں اور اس طرح کروڑوں روپے کا ضیاع بھی ہو جاتا ہے۔

میں فاضل ممبران اور حکومت سے یہ عرض کروں گا کہ میری اس تحریک التواء کو منظور کیا جائے اور تمام ممبران کو اس پر اظہار خیال کا موقع دیا جائے۔ اور اس کے لئے کوئی ایسا قانون وضع کیا جائے جس کے تحت سخت سے سخت سزا دی جا سکے۔ اس طرح کچھ اور چیزیں بھی ہیں۔ جیسے آتش بازی وغیرہ۔ اس سے بھی کئی جانوں کا ضیاع ہوتا ہے اسی طرح پتنگ بازی بھی حکومت کے کاغذوں میں ممنوع ہے۔ مگر آپ دیکھیں جب پتنگ بازی کا موسم آتا ہے اس پر کروڑوں روپے کا ضیاع ہوتا ہے اس لئے میں اپنے معزز ایوان سے یہ گزارش کروں گا کہ میری تحریک کو منظور کیا جائے اور منظور کرنے کے بعد وقت دیا جائے تاکہ تمام ممبران اس پر اپنا اظہار خیال کر سکیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

جناب مہدی خان: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب والا جیسا کہ معزز رکن نے ابھی بات کی ہے کہ پتنگ بازی کے شوق میں اتنے بچے زخمی ہوئے اتنے ہسپتال میں ہیں۔ جناب والا میں یہ عرض کروں گا کہ یہ مسئلہ خالصتاً" والدین کا مسئلہ ہے۔ والدین اپنے بچوں پر کنٹرول کر سکتے ہیں۔ پنجاب اسمبلی کا یہ کام نہیں ہے کہ _____

آوازیں: کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

جناب مہدی خان: جناب والا پوائنٹ آف آرڈر ہی ہے' میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ یہ ہمارا کام نہیں ہے _____ (قطع کلامیاں)

آوازیں: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

جناب مہدی خان: یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ جناب والا یہ ہمارا کام نہیں ہے کہ ہم ان کے لئے اس مسئلہ پر قانون بنائیں کہ وہ اپنے بچوں کو کھیلنے نہ دیں' ویسے بھی یہ بات ہے کہ آپ بچوں کو کھیل کود سے باز نہیں رکھ سکتے اور نہ ہی ہم اس قسم کا قانون بنا سکتے ہیں _____

Mr. Speaker: I am sorry, this is not a point of order.

جناب مہدی خان: جناب اگر نہیں ہے تو بتائیں! اس میں کون سی ایسی بات ہے۔
(قہقہے) (قطع کلامیاں)

چودھری خادم حسین: پوائنٹ آف آرڈر۔

Mr. Speaket: you are on a point of order.

چودھری خادم حسین: جی ہاں۔

جناب سپیکر: فرمائیں۔

چودھری خادم حسین: جناب والا جس طرح میاں محمد اسحاق صاحب نے پتنگ بازی کے متعلق فرمایا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ بڑی دیر کی بات ہے کہ ہائی کورٹ میں ایک رٹ ہوئی تھی اور ہائی کورٹ نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ یہ عوام کا بنیادی حق ہے اور کسی کے بنیادی حق کو نہیں چھینا جا سکتا۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک التواء جو اس ایوان میں پیش کی گئی ہے یہ موزوں نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات صحیح ہو سکتی ہے لیکن یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

راجہ محمد خالد خان: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

Mr. Speaker: Raja Sahib, you are on a point of order.

راجہ محمد خالد خان: جی ہاں۔ جناب والا میری گزارش یہ ہے کہ 13 پتنگ باز ادھر بیٹھے ہوئے ہیں چودھواں ہم سے اٹھا لیا جائے۔ (قہقہے)

وزیر صنعت: جناب سپیکر! میرے فاضل رکن نے جو تحریک التواء یہاں پر پیش کی ہے اور اپنی طرف سے کئی سالوں پر محیط ایک رپورٹ بھی پیش کی ہے ـــــــ

جناب سپیکر: سیکرٹری اسمبلی توجہ فرمائیں

Seating Arrangement کے بارے میں کل ہم نے یہ طے کیا تھا کہ کل سے اپوزیشن کے تمام ممبران صاحبان کو سیٹیں الاٹ کر دی جائیں گی۔ کیا اس میں کوئی پیش رفت ہوئی ہے؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا لسٹ دے دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنے طور پر یہ انتظامات کر لیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: یہ کس وقت تک آپ کرلیں گے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: آج دوپہر تک کرلیں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ وائیں صاحب آپ فرمائیں۔

وزیر صنعت (جناب غلام حیدر وائیں): جناب سپیکر! فاضل رکن نے اس تحریک التواء میں پتنگ بازی کے سلسلے میں اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے اور انہوں نے پچھلے سالوں کے کچھ اعداد و شمار بھی اس ایوان میں پیش کئے کہ اس شغل کی وجہ سے کئی لوگ زخمی ہوئے' ہسپتالوں میں گئے اور ان کو زخمی ہونے کے بعد جسمانی نقصان بھی اٹھانے پڑے لیکن ان کی Statement کے مطابق یہ بات کافی طویل عرصے پر محیط ہے کہ اس کے پس منظر میں یہ مسئلہ Recent Occurrence کے دائرہ کار سے باہر چلا جاتا ہے۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ پتنگ بازی کا مسئلہ اکثر پنجاب میں ہی نہیں بلکہ ملک کے دوسرے علاقوں میں بھی' خاص طور پر شہری علاقوں میں ایک ثقافتی حصہ بنا ہوا ہے۔ جہاں تک اس کے مضر اثرات کا تعلق ہے میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ اب ہمیں وقت کے جدید تقاضوں کے مطابق ایسے مسئلوں سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ خاص طور پر بسنت کے موقعوں پر لاہور میں اور دوسرے بڑے شہروں میں پتنگ بازی کا معاملہ عروج پر نظر آتا دکھائی دیتا رہتا ہے۔ لیکن جناب والا! میرے فاضل رکن اور معزز اراکین اور عوام اس بات سے اتفاق فرمائیں گے کہ یہ مسئلہ فی الحقیقت ایک سماجی اور ہماری سوسائٹی کا مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ کو اگر ہم کم کرنا چاہتے ہیں یا روکنا چاہتے ہیں تو اس میں ہمیں منتخب اراکین کے طور پر رائے عام کو بیدار کرنے کے لئے والدین کو' سماجی کارکنوں کو' سماجی تنظیموں کو اور عوامی نمائندوں کو اس بات پر راغب کرنا ہو گا کہ ہمیں اس مسئلہ سے اجتناب کرنا چاہیے۔

جناب والا! آپ اس بات سے اتفاق فرمائیں گے کہ اگر اس مسئلے پر یہ ایوان قانون سازی کر بھی لے تو اس کی عملی صورت حال کتنی مشکل ہو گی اور اس میں کتنی پیچیدگیاں پیدا ہوں گی۔ لہٰذا اسے قانونی دائرہ کار میں لانے سے زیادہ اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم سماجی طور پر اپنی سوسائٹی کو' اپنے جوانوں کو اور مسئلے میں زیادہ دخل دینے والے احباب کو ذہنی پرورش کرتے ہوئے اس بات پر آمادہ کریں کہ اب وہ اس شغل کو چھوڑ کر باقی جو شغل ہیں ان کی طرف متوجہ ہوں۔ ویسے بھی جن واقعات کا تحریک التواء میں تذکرہ کیا گیا ہے یہ بسنت کے تہوار والی بات لگتی ہے اور اس دن واقعی یہ

بات اتنی طویل ہوتی ہے کہ اس پر کئی ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں جس کا کہ میرے فاضل دوست نے اظہار کیا ـــــــ

جناب والا! اس دن یہ بات واقعی اتنی طویل ہوتی ہے کہ اس پر کئی ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں جس کا کہ میرے بھائی نے اظہار کیا ہے۔ لیکن بسنت کا تہوار بھی گزر گیا اور اب اس کے بعد یہ مسئلہ جو ہے یہ فی الحقیقت ہماری یہ ہال اس کورٹ سے نکال کر ہماری سماجی میدان میں آ گئی ہے۔ ہمیں مل جل کر اس مسئلے کے سماجی پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے' سوسائٹی کے پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے اس میں کمی لانے کے لئے بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔ جس میں حکومت بھی اپنا بھرپور کردار ادا کرنے کے لئے تیار ہو گی۔ لیکن جہاں تک اس تحریک التواء کا تعلق ہے یہ مسئلہ جو ہے یہ اب کوئی فوری نوعیت کا حامل نہیں ہے۔ اس لئے میری گذارش ہو گی کہ یا تو میرے فاضل رکن اسے واپس لے لیں۔ اسے Press نہ کریں اور یا پھر اسے Rule Out کر دیا جائے۔ کیونکہ یہ اب فوری نوعیت کا مسئلہ نہیں رہا۔ "شکریہ"

جناب سپیکر: میاں صاحب آپ اس کو Press کرتے ہیں۔

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر! میں اس بارے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ جو تہوار منایا جا رہا ہے ـــــــ

جناب سپیکر: آپ اس پر ذرا دو حرفی بات کریں کہ آپ اس کو Press کرتے ہیں یا نہیں۔

میاں محمد اسحاق: آپ اس کو اگلی بسنت پر پیش کرنے کی پھر اجازت دیں گے۔

(قہقہہ)

اب خاص طور پر ہمارے وائیں صاحب کے Department کا مسئلہ ہے اس لئے چلیں ہم اس پر Press نہیں کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب اس کو Press نہیں کرتے ہیں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔

وزیر صنعت (غلام حیدر وائیں): شکریہ

جناب سپیکر: جناب چودھری مشتاق حسین صاحب کی طرف سے تحریک التوائے کار ہے۔

(موجود نہیں)

جناب سپیکر: اب دوسری تحریک التوائے کار بھی جناب چودھری مشتاق حسین کی طرف سے ہے۔

(موجود نہیں)

جناب سپیکر: اگلی نمبر10 تحریک التوائے کار میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی طرف سے ہے۔

امن و عامہ کی ناگفتہ بہ حالت

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ مجھے ابھی تک یہ پتہ نہیں ہے کہ مجھے کون سی سیٹ الاٹ کی گئی ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں جہاں کھڑا ہوں یہیں سے اپنی تحریک پیش کروں۔

جناب سپیکر: جس سیٹ پر آپ موجود ہیں ہم یہ اپوزیشن بنچز کے لئے مخصوص کر چکے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب اس میں کوئی قباحت نہیں ہے کہ آپ اس سیٹ سے بات کرلیں۔ یہ فیصلہ آپ نے کرنا ہے کہ ان بنچز میں سے آپ نے سیٹ کس طریقے سے تقسیم کرنی ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: مہربانی' جناب سپیکر! میں اس تحریک التوائے کار کے ذریعہ سے صوبہ پنجاب میں امن و امان کی صورت جیسے اہم معاملہ کو جو کہ زبردست اہمیت عامہ کا حامل ہے۔ اسمبلی میں پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ ہفتہ رفتہ میں صوبہ پنجاب کے مختلف حصوں میں رونما ہونے والے واقعات امن و امان کے متعلق پنجاب کے شہریوں کے دلوں میں طرح طرح کے اندیشے پیدا کر رہے ہیں۔ کسی بھی معزز معاشرے میں امن و امان کو قائم رکھنے والے ادارے عوام کی جان و مال کے تحفظ کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ مگر صرف ایک قومی روزنامہ جنگ لاہور کے گذشتہ ایک ہفتے کے صفحات اس امر کے شاہد عادل ہیں کہ پنجاب میں امن و عامہ کی صورت حال کیا ہے۔ میں نے ان تمام خبروں کے تراشے شہادت کے طور پر اپنی اس تحریک کے ساتھ لف کر دیئے ہیں جن میں روزنامہ جنگ نے گذشتہ سات یوم کی اشاعت میں پنجاب میں جرائم کی وارداتوں کی رپورٹنگ کی ہے۔

جناب والا! 9 فروری کے روزنامہ جنگ کے مطابق لاہور میں دو افراد کو قتل کر دیا گیا تھا۔ نارنگ کے نواحی گاؤں میں مسلح ڈاکوؤں نے پولیس کی وردیاں پہن کر لوٹ مار کی۔ ایک شخص کو رسیوں سے جکڑ دیا گیا اور اہل خانہ کی پٹائی کی۔ شیخوپورہ میں ایک غریب کی بیٹی زمیندار کے ہاتھوں آبرو سے محروم ہوئی۔ لاہور میں ایک نوجوان کو قتل کی نیت سے اغوا کیا گیا۔

جناب والا! 10 فروری کا روزنامہ جنگ ان وارداتوں کی تصدیق کرتا ہے کہ پنجاب کے صدر مقام لاہور میں چھاؤنی کے علاقے میں سیمنٹ کے ایک تاجر کو منشی اور کار سمیت اغوا کر لیا گیا۔

گارڈن ٹاؤن کے نزدیک چار ڈاکو انشورنس کمپنی کے مینجر کی کار چھین کر فرار ہو گئے۔ ڈاکوؤں کی فائرنگ سے زخمی ہونے والے کار مالک کی مدد کرنے سے پولیس نے انکار کر دیا۔ چھانگا مانگا میں ڈکیتی کی مسلح واردات ہوئی۔ پنجاب بھر کے کالجوں میں طلباء نے احتجاجی مظاہرے کئے لاہور میں ایک رکشا ڈرائیور نے ایک خاتون کو اغوا کیا۔

جناب سپیکر! 11 فروری کے روزنامہ جنگ نے جرائم کی جن وارداتوں کا ذکر کیا ہے۔ ان میں لاہور کے سیشن کورٹ میں اندھا دھند فائرنگ' ڈیوس روڈ سے کار کی چوری' چوکی میں مسلح ڈاکہ کی واردات' شیخوپورہ میں طلباء اور پولیس میں تصادم' فیروز والا میں فائرنگ' برانڈرتھ روڈ پر مسلح افراد کے ہاتھوں سرکہ بالجبر اور شادباغ میں چوری کی واردات شامل ہے۔

(شیم شیم)

جناب والا! 12 فروری کا روز نامہ جنگ راوی ہے کہ سیالکوٹ میں ایک دکی جوان کی بیوی کو نامعلوم ملزموں نے قتل کر دیا۔ رجانہ میں ایک بہن بھائی کے ہاتھوں ذبح ہوئی۔ سروسز ہسپتال میں دو ڈاکٹروں نے لیڈی ڈاکٹر کے ساتھ زیادتی کی اور برہنہ تصاویر بھی اتاریں ـــــ (شیم شیم) گارڈن ٹاؤن میں پولیس اور مفرور ملزموں کے درمیان کئی گھنٹے تک فائرنگ ہوتی رہی۔ لاہور کے وکلاء نے سیشن کورٹ میں فائرنگ کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا۔

اس طرح 13 فروری کے روزنامہ جنگ کے صفحات گواہی دیتے ہیں کہ حبیب بنک گجرات میں مسلح ڈکیتی کی واردات ہوئی۔ جس میں ڈاکو ایک لاکھ اور گیارہ ہزار روپیہ لے کر بھاگ گئے۔ چار مسلح ڈاکوؤں نے ساہیوال سے رجانہ آنے والی بس کو جنگل میں لے جا کر لوٹ لیا۔ اوکاڑہ میں ایک عورت قتل ہوئی اور ایک مرد کو سوئے مار مار کر ہلاک کیا گیا۔ ساہیوال میں ایک مزدور کی طالبہ بیٹی کو ایک اوباش نوجوان نے فائرنگ کرکے زخمی کیا۔ میو ہسپتال میں ایک نرس سے دست درازی کی کوشش ہوئی۔ جس پر نرسوں نے احتجاجی مظاہرہ کئے۔ گوجرانوالہ میں تاجروں نے غنڈہ گردی اور ڈکیتی کے خلاف احتجاجاً ہڑتال کی۔ خوشاب میں مسلح ڈاکوؤں نے تین گھروں کی صفائی کر دی۔

اس طرح جناب سپیکر! 14 فروری کے روزنامہ جنگ میں تحریر ہے کہ سپیشل برانچ لاہور کے ایک سب انسپکٹر نے ایک دس سالہ لڑکے کو یرغمال بنا لیا اور بائیس ہزار روپیہ وصول کرنے کے بعد لڑکے کو آزاد کیا۔ ماموں کانجن میں جعلی حوالدار ایک موٹر سائیکل لے اڑا اور لاہور نے احتجاج اور ہڑتال کا سلسلہ جاری رکھا۔

اسی طرح جناب سپیکر! 15 فروری کو روزنامہ جنگ نے لکھا ہے کہ چنڈی بھٹیاں میں مسلح ڈاکوؤں

نے ایک فلائنگ کوچ کو لوٹا اور ایک میڈیکل سٹور کے مالک نے ایک دایہ کو گولی کا نشانہ بنایا۔ لاہور میں ایڈورٹائزنگ کمپنی کے اکاؤنٹنٹ کو دن دہاڑے مسلح ڈاکوؤں نے 43 ہزار روپے سے محروم کیا۔ لاہور ریڈیو سٹیشن کے سامنے ایک ہوٹل میں فحاشی کے اڈے کا انکشاف ہوا۔ اوکاڑہ میں ایک بے گناہ عورت قتل ہوئی۔

یہ تو صوبہ میں امن و امان کی صورت حال کا ایک طائرانہ جائزہ ہے جو صرف ایک قومی روزنامہ میں شائع ہونے والی خبروں کے حوالہ سے پیش کیا گیا ہے۔ اصل صورت حال اس سے بھی کہیں زیادہ سنگین اور خوف ناک ہے۔ قتل ڈکیتی' راہزنی اور چوری کی بے حساب وارداتیں ہو رہی ہیں۔ جن کے مقدمات تک درج نہیں کئے جاتے۔ اغوا اور آبرو ریزی روز کا معمول ہے۔ کیٹل لفٹنگ اس قدر بڑھ چکی ہے کہ دن بھر کی مشقت سے تھکا ہارا کسان ساری رات چین سے نہیں سو سکتا ہے۔ منشیات کھلے بندوں فروخت ہو رہی ہیں اور پولیس کو صرف اپنے طے شدہ ماہوار رشوت وصول کرنے سے دلچسپی ہے۔

راجہ خلیق اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر سر!

جناب سپیکر: راجہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بولنا چاہتے ہیں۔

راجہ خلیق اللہ خان : جناب والا! انہوں نے اتنی لمبی تقریر کی ہے اور اتنے لمبے Instances Quote کئے ہیں۔ یہ سارے سال کی رپورٹ ہے۔ تحریک التوائے کار صرف ایک Specific Instance کے لئے آ سکتی ہے۔ تمام پر نہیں آ سکتی۔

Mr. Speaker : Let him complete his statement.

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : جناب سپیکر! یہ ایک سال کی رپورٹ نہیں ہے۔ بلکہ اس حکومت میں وقوع پذیر ہونے والے گذشتہ ایک ہفتے کی رپورٹ ہے۔

جناب سپیکر: جنجوعہ صاحب پہلے آپ اپنی اس Statement کو مکمل کریں جو آپ پڑھ رہے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : یہ تمام حالات اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ امن و امان کے ذمے دار اداروں پر حکومت پنجاب کی گرفت بے حد کمزور ہے۔ جس کی وجہ سے پنجاب کے عوام میں عدم تحفظ کا احساس پیدا ہو چکا ہے اور وہ خوف و ہراس کا شکار ہیں لہٰذا میری استدعا ہے کہ پنجاب کے عوام میں اس صورت حال کے خلاف پائی جانے والی بے چینی اور اضطراب کو زیر بحث لانے کے

لئے اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کیا جائے۔

محمد صدیق انصاری: فاضل ممبر نے جو تحریک التواء کی صورت میں سالانہ رپورٹ پیش کی ہے۔ اس میں بہت سے معاملات ایسے ہیں جو عدالتوں کے زیر سماعت ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جو زیر تفتیش ہیں۔

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ جناب ملک صاحب آپ کچھ ارشاد فرمانا چاہتے ہیں۔

وزیر اوقاف (ملک خدا بخش ٹوانہ): جناب والا! میں اس تحریک کو Oppose کرتا ہوں۔ اس تحریک میں روزنامہ جنگ کی خبروں کو بنیاد بنا کر قتل' ڈاکہ' اغوا' طلباء کے مظاہروں اور چند دیگر واقعات کو بیان کیا گیا۔ ان تمام واقعات کی تعداد جو انہوں نے بیان فرمائی ہے تقریباً" تیس بنتی ہے۔ ہر واقعہ پہ متعلقہ حکام نوٹس لے چکے ہیں اور کارروائی جاری ہے۔ تحریک میں کسی بھی ایک واقعہ کا جو فوری نوعیت کا ہو کوئی نشاندہی نہیں کی گئی۔ میری پہلی استدعا یہی ہے کہ یہی تحریک التوائے کار نہیں بنتی۔ تاہم ان واقعات پہ حکام سے تفصیلی رپورٹیں منگوائی گئی ہیں جو کہ تقریباً" 28 صفحات پہ مشتمل ہیں۔ میرا خیال ہے ان تمام رپورٹوں کو یہاں پڑھنا شاید ممکن نہ ہو میری گذارش ہے کہ جرائم کی جن خبروں اور واقعات کو تحریک التواء کا سبب بنایا گیا ہے میں دوبارہ عرض کروں گا کہ وہ کسی فوری نوعیت کے حامل نہیں ہے۔ جہاں تک تحریک التوائے کار ہذا کے آخری پیرا کا تعلق ہے تو میں اتفاق کرتا ہوں کہ روز بروز آبادی میں اضافہ کے ساتھ جرائم کی شرح میں بھی اضافہ کا رجحان ہے اور اس سلسلہ میں حکومت مناسب اقدامات کر رہی ہے۔ اور اپنی تمام تر کوششوں کو بروئے کار لا رہی ہے۔ میں اس سلسلہ میں تھوڑا سا تقابلی جائزہ بھی پیش کروں گا۔ 85-1984ء کے تقابلی اعداد و شمار کے مطابق یہ ظاہر ہوتا ہے کہ درج ذیل جرائم میں کمی واقع ہوئی ہے۔ بلوہ میں ایک کی کمی ہے' زنا میں دو کی کمی ہے' سرقہ بالجبر میں تین کی کمی ہے اور کل سرقہ میں چار کی کمی ہے۔

جناب سپیکر: یہ ایک مہینے کا جائزہ ہے۔

وزیر اوقاف: جناب یہ 1985ء اور 1984ء ایک سال کا جائزہ ہے۔ کچھ مین اضافہ بھی ہے۔

جناب فضل حسین راہی: پوائنٹ آف آرڈر سر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس میں کون سی ایسی قدغن ہے کہ 28 صفحات پر مشتمل رپورٹ جو ان واقعات کے بارے میں حکومت کو موصول ہوئی

ہے وہ ایوان میں پیش نہ کی جائے اور 85-1984ء کا تقابلی جائزہ جس کی اس ہفتہ کے واقعات سے کوئی مطابقت نہیں ہے اسے پیش کیا جائے۔ یہ میرے خیال میں Misguide کیا جا رہا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ 28 صفحات پر مشتمل وہ رپورٹ پیش کی جائے۔ اگر اسے پیش کرنا ناممکن ہے تو اسے ممکن بنایا جائے۔

جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں یہ بات کسی حد تک Relevant ہے کہ اس تحریک التوائے کار میں ایک ہفتے کے واقعات کی نشاندہی کی گئی ہے تو 85-1984ء کا تقابلی جائزہ پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اصل میں یہ خبریں پڑھنے سے ایک تشویش کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ لیکن تحریک التوائے کار کو پیش کرنے کے کچھ ضابطے ہیں' کوئی طریق کار ہے جس کے ذریعے ایک تحریک التوائے کار پیش کی جا سکتی ہے۔ مثلاً اس کے لئے سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ:

This should be a single specific matter. This is not a single specific matter.

میں نے اس اجلاس کے آغاز میں یہ عرض کی تھی کہ اس معزز ایوان کو قائم ہوئے اب ایک سال ہو گیا ہے۔ ہمیں قواعد انضباط کار پر Strictly چلنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ میری یہ خواہش ہوتی ہے کہ تحریک التوائے کار کسی بھی معزز رکن کی طرف سے ہو وہ ہاؤس میں پیش ہو جانی چاہیے تاکہ ان کے Grievances Ventilate ہو جائیں۔ اور وہ بات حکومت کے ارباب اختیار کے نوٹس میں آ جائے۔ پریس میں آ جائے' ہاؤس کے معزز اراکین کے نوٹس میں آ جائے۔ لیکن اس کے بعد اس پر مزید کارروائی قواعد کے مطابق ہونی چاہیے۔ یہ تحریک التوائے کار Single Sepcific Matter کے لئے نہیں ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا مجھے کچھ کہنے کی اجازت ہے۔

جناب سپیکر: جی آپ فرمائیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! میں نے آپ کی ہدایات کو مدنظر رکھتے ہوئے Rules کا بھی مطالعہ کیا ہے اور آپ نے ہمیں روشنی کا جو راستہ دکھایا ہے کہ ہم Rules کا مطالعہ کر کے آیا کریں۔ ہم اس کے لئے آپ کے تہہ دل سے مشکور ہیں۔ لیکن جہاں تک امن عامہ کی صورت حال کا تعلق ہے اس کو میں ایک Single Specific Matter سمجھتا ہوں۔ اور اس وقت صوبے کی امن عامہ کی صورت حال ہے اس کو بھی زیر بحث لانا چاہتا ہوں۔ اور باقی جو میں نے واقعات کا حوالہ دیا ہے اخبارات کے تراشوں کے حوالے سے وہ اس لئے دیا ہے کہ تاکہ امن عامہ کی صورت حال جو تشویش ناک ہو چکی ہے' اس کی شدت کو اس ایوان کے سامنے پیش کیا جائے۔ اور ان کو بتایا جائے

کہ اس قدر زیادہ تعداد میں واقعات رونما ہو رہے ہیں کہ اس کے علاوہ اب کوئی چارہ کار ہی نہیں رہا کہ یہ ایوان جو پنجاب کا نمائندہ ایوان ہے' اس میں امن و امان کی صورت حال کے حوالے سے کم از کم ایک دن مخصوص کیا جائے اور تمام ارکان کو جو باضمیر ہیں اور روشن خیال ہیں اور امن و امان کی اس صورت حال سے مضطرب ہیں' ان کو اظہار خیال کا موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر: جناب جنجوعہ صاحب! آپ کی باتیں اپنی جگہ بجا ہیں لیکن یہ بتا سکیں گے کہ آپ کی تحریک التوائے کار میں کون سا Single Specific Matter ہے جس کو آپ نے بیان کیا ہے۔

عثمان ابراہیم: پوائنٹ آف آرڈر سر!

جناب سپیکر: عثمان ابراہیم پوائنٹ آف آرڈر پہ بولنا چاہتے ہیں۔

عثمان ابراہیم: جناب سپیکر آپ نے ابھی فرمایا ہے کہ تحریک التوائے کار کے لئے Single Specific Matter ہونا چاہیے جہاں تک رول 65 کا تعلق ہے وہ میں Quote کرنا چاہتا ہوں۔

A motion for an adjournment quote of the business of the Assembly for the purpose of discussing a definite matter of recent and urgent public importance may be made with the consent of Speaker.

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا اگر آپ نے رولنگ اتنی Strict کی کہ Single Matter اگر دس قتل ہو جاتے ہیں تو پھر Law and Order کا مسئلہ تو نہیں ہوتا۔ اس میں جو Single Matter ہے

That is the incompetence of the Government to control law and order situation and to control criminal acts in the Province. This is a single matter.

اس کے لئے گورنمنٹ کو ویسے بھی Volunteer کرنا چاہیے تھا۔ ایوان کی مشکلات سننے کے لئے عوام کا تدارک کرنے کے لئے یہ کوئی ایسا معاملہ نہیں تھا۔

Where the Government should make it a point of prestige. The single matter is failure on the part of the Government to maintain law and order in the Province.

جناب سپیکر: اس میں آپ کو Adjourment Motion کے محرک کو یہ ثابت کرنا ہو گا کہ جس واقعہ کی وہ نشاندہی کر رہے ہیں That is of recent occurrence جہاں یہ definite matter ہے وہاں That is of recent occurrence اور recent occurrence کے لئے انہیں یہ ثابت کرنا ہو گا کہ First opportunity available پہ انہوں نے نشاندہی کی ہے اور First opportunity available یہ ہے کہ ایک دن اخبار کی خبر آپ کی نظر سے گزری ہے۔ تو First opportunity available میں آپ نے اسمبلی سیکرٹریٹ کو بتانا ہے کہ یہ واقعہ رونما ہوا ہے جو اہمیت عامہ کا ہے جو public importance کا ہے جو recent occurrence ہے۔ جو specific matter definite matter ہے اس لئے میں ایوان کی توجہ کے لئے پیش کرتا ہوں جس کے لئے ایوان کی کارروائی کو ملتوی کیا جائے۔ رانا پھول محمد خاں صاحب فرمایئے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا جب آپ نے یہ فرما دیا اور Rules کا حوالہ بھی دے دیا کہ ایک ہی مسئلے کو ایک رکن ایک دن میں پیش کر سکتا ہے اگر اس کی دوسری تحریک ہو تو وہ علیحدہ ہو گی اور وہ اگلے روز پر بھی جا سکتی ہے لیکن ہم اس کی اس تحریک التوائے کار کو یہ نہیں سمجھتے کہ وہ کوئی برائی کر رہے ہیں بلکہ میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ کو چاہیے اور حکومت کو بھی خندہ پیشانی سے اپنی اپوزیشن اور پیاری اپوزیشن کی تجاویز سے اتفاق کرنا چاہیے اور اس کے لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ دو مہینے کی تمام کارروائی ایک تحریک التوائے میں نہیں سموئی جا سکتی۔ جنجوعہ صاحب نے تمام 1986ء کا مواد اکٹھا کر دیا ہے یہ درست نہیں ہے۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ امن عامہ پر بحث کے لئے آپ کو ایک دن مختص کر دینا چاہیے حکومت کی طرف سے یہ پیش کش ہونی چاہیے اور ان کو یہ اپنی تحریک واپس لے لینی چاہیے۔

وزیر اوقاف: جناب والا پچھلے اجلاس میں بھی امن عامہ پر بحث کے لئے ایک دن رکھا گیا تھا اور حکومت کو اب بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بلکہ حکومت اس میں اپنی مدد سمجھتی ہے اور ہم اس چیز کو خوش آمدید کہتے ہیں اگر کوئی اچھی تجویز کسی طرف سے آئے تو ہم اسے دیکھنے کے لئے اور اسے سراہنے کے لئے تیار ہیں۔

(تالیاں)

مگر اس کا طریقہ کار کہ آپ نے ہاؤس کو کیسے چلانا ہے یا آپ کے پاس اس کے لئے کتنا وقت ہے یہ سب آپ پر منحصر ہے میرے خیال میں ایسے مواقع آئندہ کبھی نہ کبھی ضرور آتے رہیں گے جس پہ یہ

امن عامہ پر کھل کر بحث کر سکتے ہیں اور ایسی کوئی بات نہیں کہ حکومت کو اس سے انکار ہو۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: رانا پھول محمد خان صاحب کو مبارک باد دیتا ہوں اس تجویز پر اور میں جناب وزیر صاحب کو بھی مبارک باد دیتا ہوں کہ یہ

He has agreed for discussion of a day. I would request you to fix a day within this session to discuss the question of law and order. We have plenty of working days.

جناب سپیکر: یہ رانا پھول محمد خان صاحب کی تجویز کو آپ جناب وائیں صاحب قبول کر چکے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جی ہاں جناب وزیر صاحب اس تجویز کو قبول کر چکے ہیں۔

وزیر اوقاف: جناب والا میں نے جو گزارش کی ہے وہ یہ ہے کہ پچھلی دفعہ آپ نے ایک دن رکھا تھا میں نے عرض کیا ہے کہ ان کا شاید یہ خیال ہے کہ وہ شاید پہلو تہی سے کام لے رہے ہیں اور کوئی بات سننا نہیں چاہتے۔ میں نے اس بات پر عرض کیا ہے کہ ہم ان کی تمام باتیں اور تجاویز سننے کے لئے تیار ہیں۔ مگر وقت کی بات آپ پر ہے یہ آپ دیکھیں کہ کیسے چلنا ہے کیسے نہیں چلنا۔ اسے اب کرنا ہے یا اگلے اجلاس میں کرنا ہے۔ تو اس سلسلے میں میں کچھ عرض نہیں کر سکتا۔

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: It is for you to arrange business of the House. You have the consent of the Minister and you have the proposal of Rana Phool Khan which we whole heartedly support. It is the necessity of the day that the law and order situation should be discussed on one day.

MR. SPEAKER: This is the business of the Government.

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: No, Sir. You are competent to fix the day. You have to fix in consultation with the Leader of the House and the Leader of Opposition a day. it is your duty, Sir. It is your authority within the rules to arrange the business of the House.

جناب سپیکر: جناب چیمہ صاحب آپ کی admissibility سے پہلے admissibility پر بات کرنا

چاہتے ہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب سپیکر میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جناب محمد اعظم چیمہ پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ فرمایئے چیمہ صاحب۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! یہ تحریک پیش کی گئی' جناب نے Rules کا حوالہ دیا اور 55 Rules (3) (2) کی نشاندہی فرمائی۔ ایک آدمی ایک بات یا خاص مسئلہ یا recent occurrence کے بارے میں فرمایا وہ بالکل بجا ہے۔ دوسرا میں عرض کروں کہ کل بھی اپوزیشن لیڈر نے ایک ایسا مسئلہ چھیڑا تھا ہمارا سارا وقت ضائع کیا تھا۔ ہم Rules کے بعد بالکل کوئی بات نہیں کرنا چاہتے اور ایوان کا وقت ہم دیکھنا چاہتے ہیں جو کہانی بیان کی گئی ہے وہ اس Procedure میں نہیں آتی۔ میرے دوست ایک واقعہ تو عرض کرنا بھول گئے ہیں۔ میرا پیارا دوست ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆
☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆
☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ اس کا تو ذکر بھی نہیں کیا۔ حالانکہ وہ قصہ بھی اسے اس کہانی میں شامل کر لینا چاہیے تھا۔ جناب والا Rules کی پابندی فرمائی جائے اور حالات و واقعات کو بھی ملاحظہ فرمایا جائے۔

جناب محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر سر' اور میرے محترم دوست ☆ ☆ ☆ ☆ ☆
☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جناب سپیکر: جناب جنجوعہ صاحب۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا محترم چیمہ صاحب نے فرمایا ہے کہ میں ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ جناب والا میں آپ کے سامنے اس وقت موجود ہوں۔ لیکن جناب والا میں چیمہ صاحب سے بصد ادب یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے یہ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆
☆ ☆ ☆ ☆ ☆☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆
☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆☆

(تالیاں)

وزیر صنعت: میرے معزز رکن نے غیر واقعاتی اور بالکل غلط بات کی ہے میں درخواست کروں گا

☆ ☆ بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے

کہ اس سے ہاؤس کے جذبات مجروح ہوئے ہیں' میں درخواست کروں گا کہ یہ اپنے الفاظ واپس لیں اور معزز ایوان سے معزز اراکین سے معذرت کریں۔

چودھری اصغر علی گجر: جو الفاظ جنجوعہ صاحب کے خلاف استعمال کئے گئے ہیں پہلے ان کو واپس لیا جائے اس کے بعد وہ اپنے الفاظ واپس لیں گے۔ یہ بات ایوان سے ہوئی ہے نہ ایوان کے کسی آدمی سے ہوئی ہے اور نہ مسلم لیگ سے ہوئی ہے۔ پہلے ان سے کی گئی ہے اس لئے میں معزز ایوان سے اور جناب سپیکر سے گزارش کروں گا کہ جنجوعہ صاحب کے خلاف جو ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ پہلے وہ واپس لیں اس کے بعد جنجوعہ صاحب کی بات پر سوچا جائے گا۔

وزیر صنعت: جناب سپیکر میں گزارش یہ کروں گا کہ جہاں تک بات چودھری اعظم چیمہ صاحب یا جنجوعہ صاحب کی ہے یہ افراد کے متعلق تھی۔ اور جناب جنجوعہ صاحب ایک پارٹی کے متعلق اور اس پارلیمانی گروپ کے دو تہائی سے زیادہ اراکین کی پارٹی کے متعلق' ایک ملک گیر پارٹی کے متعلق اور پاکستان کی خالص پارٹی کے متعلق یہ بات کی ہے یہ بات بالکل برداشت نہیں کی جا سکتی۔ یہ اسے واپس لیں اور پارٹی سے معذرت کریں۔

(قطع کلامیاں)

مخدوم زادہ سید حسن محمود: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

MR. SPEAKER: One man at one time. I would allow Makhdoomzada Hassan Mahmood to speak on a point of order.

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جتنی یہ ☆ ☆ اور تلخ کلامی ہوئی ہے' میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ تمام کارروائی حذف کی جائے۔

جناب سپیکر: اس ایوان کے تقدس کے پیش نظر اور افہام و تفہیم کی فضا کو برقرار رکھنے کے جذبے کے پیش نظر میں جناب چیمہ صاحب سے ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا' میں آپ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں۔ ریاض جنجوعہ میرا پرانا دوست ہے اور میں نے ذاتی طور پر وہ بات کی تھی۔ اس بنا پر اگر ان کی دل آزاری ہوئی ہے اور میرے دوستوں کی بھی دل آزاری ہوئی ہے تو میں یہ لفظ واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اور جناب ریاض جنجوعہ صاحب سے مسلم لیگ کے بارے میں استعمال کئے

☆ ☆ بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے

گئے الفاظ واپس لینے کے لئے کہوں گا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: مسلم لیگ کے بارے میں کوئی الفاظ واپس نہیں لوں گا۔ جس مسلم لیگ نے پاکستان کو جنم دیا تھا۔ اس مسلم لیگ کو ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ وہ مسلم لیگ اس وقت موجود نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میں رانا صاحب سے بھی تشریف رکھنے کے لئے کہوں گا اور جناب وائیں صاحب سے بھی تشریف رکھنے کو کہوں گا۔ اس ایوان کے تقدس کے پیش نظر اور افہام و تفہیم کی فضا کو برقرار رکھنے کے جذبے کے پیش نظر میں ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر صاحب! میں آپ کا احترام کرتے ہوئے' میں آپ کے فرمودات کو آنکھوں پر سجاتے ہوئے ان الفاظ کو واپس لیتا ہوں۔ لیکن ساتھ ہی یہ عرض کروں گا

جناب سپیکر: شکریہ۔ یہی بات ختم ہو جانی چاہیئے۔ جنجوعہ صاحب' یہی بات ختم ہو جانی چاہیئے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: شعر کہنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: شعر؟ ____ فرمایئے

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: ان لوگوں کی خدمت میں جو پاکستان کی خالق مسلم لیگ کو اب زندہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں' شعر عرض ہے

بے خبر سوئے رہے رات کی تاریکی میں
لٹ گیا شہر تو پھر شہر کے باسی جاگے
کتنے طوفان اٹھے پھر بھی نہ جاگا کوئی
اب کوئی حشر اٹھے جس سے یہ بستی جاگے

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جناب وائیں صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔

وزیر صنعت: جناب سپیکر! میں نہایت ادب سے گزارش کروں گا کہ یہ ایوان یہاں پر قانون کے

☆ ☆ بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے

دائرے کے اندر رہتے ہوئے اس ایوان کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے' عوام کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے یہاں پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا ہے۔ اور فاضل رکن نے ایک بار نہیں' ایک سے زائد بار جو بات یہاں کی ہے' میں ایسے محسوس کرتا ہوں کہ یہ ☆☆☆

کو نہایت ذمہ داری کا کردار ادا کرنا چاہیے۔ اور میں توقع کروں گا کہ آئندہ کسی طرف سے بھی کوئی ایسی بات نہ ہو گی۔

I am not going to tolerate any indiscipline in the House.

(نعرہائے تحسین)

اور اس کے ساتھ باقی سب باتوں کو ختم کرتے ہوئے' جو الفاظ یہاں ناجائز اور نامناسب استعمال کئے گئے ہیں' ان کو حذف کرنے کا حکم دیتا ہوں۔

جناب محمد رفیق: وائیں صاحب اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب' کیا آپ تشریف رکھیں گے؟

جناب محمد رفیق: میں واک آؤٹ کرتا ہوں' کیونکہ یہ اپنے الفاظ واپس نہیں لے رہے۔

(اس مرحلے پر جناب محمد رفیق ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: مخدوم زادہ صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب! میں نے جو گزارش کی تھی' وہ اسی خدشے کے پیش نظر کی تھی کہ تلخ کلامی ہو گی' ہوش کی بجائے جوش کا استعمال ہو گا' اسی لئے میں چاہ رہا تھا کہ تمام کارروائی کو حذف کیا جائے۔ میں اپنے فاضل ممبر کی طرف سے بھی معذرت کرتا ہوں۔ لیکن جس جوش و خروش سے وائیں صاحب بولتے ہیں' آپ ذرا انہیں بھی کہہ دیں ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

جناب سپیکر: وہ بات ہو چکی ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: وہ ختم ہو چکی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ ساری کارروائی' جو دھوم مچی ہے۔ یہ لکھی جاتی ہے کہ اس پر یہ نعرے بازی Clapping ہوئی' اس پر یہ شور مچا' یہ بھی حذف کیا جائے۔

جناب سپیکر: کیا آپ اتفاق کرتے ہیں کہ یہ سب کارروائی حذف ہونی چاہیے؟

("حذف ہونی چاہیئے" کی آوازیں)

(یہ حذف کی جاتی ہے)

مخدوم زادہ سید حسن محمود: سارے واقعے کو حذف کیا جائے۔

☆ ☆ بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کارروائی کا حذف ہونا اور بات ہے ایک انسان کا اپنی غلطی کو تسلیم کرنا اور بات ہے۔ میری درخواست یہ ہے کہ آئندہ اس ایوان کے تقدس کو قائم رکھنے کے لئے میں یہ عرض کروں گا کہ یہاں غلام حیدر وائیں صاحب نے جو الفاظ ہمارے ساتھی کے خلاف استعمال کئے ہیں وہ انتہائی نازیبا اور غیر پارلیمانی الفاظ ہیں۔ میری استدعا یہ ہے کہ پہلے آپ وہ الفاظ واپس کرا دیجئے اس کے بعد آپ اس سلسلے کو جاری کریں وہ اپنے الفاظ یہ محسوس کرتے ہوئے کہ انہوں نے غلط الفاظ جوش میں آ کر کہے ہیں یا انہوں نے ہوش میں رہ کر کہیں ہیں انہیں بھی یہ کہیں کہ یہ الفاظ غلط ہیں اور جب تک وہ اپنے طور پر یہ تسلیم نہیں کرتے کہ انہوں نے غلط بات کی ہے اور میں اپنے ساتھیوں سے کہوں گا کہ پہلے وہ ان الفاظ کو واپس لیں تب ایوان کی کارروائی میں بیٹھیں گے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں گے میں مخدوم زادہ صاحب سے کہوں گا کہ وہ لیڈر آف دی اپوزیشن ہیں اور اس سلسلے میں جو وہ بات کرنا چاہتے ہیں اپنے ساتھیوں کے جذبات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس معزز ایوان کی کارروائی کو خوش اسلوبی سے چلانے کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے وہ اس سلسلے میں بات کریں کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: میں نے پہلے ہی آپ کی خدمت میں عرض کر دیا ہے جب سب کارروائی حذف ہو گئی تو یہ Withdraw ہو جاتی ہے۔ یہ تمام جھگڑا ہوا وہ بھی اس کارروائی میں نہیں آیا تو لہٰذا واپس کرنے کا نہ کہنے کی کوئی بات رہ گئی ہے لہٰذا اس حد تک Satisfied ہوں۔

جناب سپیکر: جناب وائیں صاحب سے میں کہوں گا کہ وہ اس سلسلے میں اس تلخی کو ختم کرنے کے لئے اپنے اچھے الفاظ سے اس ہاؤس میں بات کریں۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی: جناب سپیکر! میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا جہاں تک اس واقعہ کا تعلق ہے آپ نے رولنگ دے کر آپ نے تمام ریکارڈ حذف کرا دیا ہے۔ اور جیسا کہ مخدوم صاحب نے یہ فرمایا کہ یہ تمام کارروائی ریکارڈ سے حذف ہو گی۔ جہاں تک میری طرف سے اس ہاؤس کے تقدس کو بحال رکھتے ہوئے ہم اس میں اچھی روایات کا اضافہ کریں گے لیکن جناب سپیکر یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم اخبارات میں صرف خبر دینے کے لئے ایک جماعت کی تاریخ کو مسخ کرنے کے لئے یہاں پر غیر ذمہ دارانہ باتیں کریں میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ مہربانی کر کے کسی جماعت کے متعلق اور اس کی تحریک کے متعلق بات کرتے ہوئے ہوش میں رہا کریں۔ اس سے ساری قوم کے

جذبات ایوان کے عوام کے اور ہمارے مجروح ہوتے ہیں۔ میں یہ یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ اس ایوان کی روایات میں اچھے باب کا اضافہ کریں گے اور ہم وہ بات کریں گے جو قانون اور آئین کے دائرے میں ہو گی۔

جناب مخدوم زادہ سید حسن محمود: آپ کسی کو ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ کہیں گے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر وہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب سپیکر: میں وائیں صاحب سے درخواست کروں گا کہ کسی ممبر کے جذبات اور دل آزاری کے لئے بات نہیں کریں گے۔ انہوں نے پہلے بھی کبھی بات نہیں کی اور اس بات کا اعادہ کریں گے کہ آپ کسی کی دل آزاری کی بات نہیں کریں گے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی: جناب سپیکر میں نے پہلے بھی اپنے احساسات کا اظہار کر دیا اور آپ نے جو ارشاد فرمایا ہے میں اس کا بھرپور احترام کرتا ہوں اور جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا اس کی تائید کرتا ہوں اور انشاء اللہ اس کی تعمیل کروں گا لیکن گذارش یہ ہے کہ مسئلہ یہ کیوں پیدا ہوا۔ مسئلہ اس وقت پیدا ہوا جس وقت دو اراکین نے آپس میں تلخ بات کی جناب نے ارشاد فرمایا کہ وہ الفاظ واپس لیں انہوں نے الفاظ واپس لے لئے اور جناب نے ارشاد فرمایا کہ جناب جنجوعہ صاحب بھی اپنے الفاظ واپس لیں انہوں نے الفاظ واپس لینے کے باوجود یہاں پر یہ کہا کہ وہ الفاظ واپس نہیں لیتے اور انہوں نے جماعت کے متعلق ایسی زبان استعمال کی جو نہیں ہونی چاہئے تھی۔ جس سے اس ایوان کا اور اذہان کے جذبات مجروح ہوئے ہیں میں گزارش کروں گا کہ ہم ہوش سے کام کیا کریں جس وقت جناب نے رولنگ دے دی تھی کہ وہ الفاظ واپس لیں وہ الفاظ واپس ہو گئے تھے۔ انہیں بھی غیر مشروط طور پر الفاظ واپس لینے چاہئے تھے تاہم میں گزارش کرتا ہوں کہ آپ کے حکم کی تعمیل میں ہم اس ایوان کے جذبات کا احترام کریں گے اور اچھی روایات پیدا ہوں گی۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! ہماری استدعا یہ ہے کہ جب تک وائیں صاحب اپنے الفاظ واپس نہیں لیتے _____

جناب سپیکر: جناب چودھری اقبال صاحب کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد اقبال: ہم نے تو سنا تھا' سنا نہیں تھا بلکہ دیکھا تھا جناب والا میں نے کل مخدوم زادہ صاحب کو مبارک باد بھی دی تھی کہ وہ اپوزیشن لیڈر ہیں اور ہمارا بھی یہی خیال ہے کہ وہ اپوزیشن

☆ ☆ بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے

لیڈر ہیں۔ جب ان کے لیڈر نے ایک بات کہہ دی ہے میرے خیال میں کسی اور ممبر کو اس پر تبصرہ کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔

راجہ خلیق اللہ خان: جناب سپیکر یہ تمام ہی لیڈر ہیں۔

ملک طیب خان اعوان: میں اپنے معزز ممبران حزب اختلاف سے گزارش کروں گا کہ انہیں کم از کم اپنے ہاؤس لیڈر کی ہر بات کو تسلیم کرنا چاہیے جب ان کا ہاؤس لیڈر یہ کہہ چکا ہے کہ تمام الفاظ ختم ہو گئے ہیں میرے عزیز بزرگ بھائی فضل حسین راہی ابھی تک اس بات پر مصر ہیں' نہیں کھڑے ہو کر الفاظ واپس لیں۔ یہ ضد ہاؤس کی روایت کے خلاف ہے۔ انہیں یہ ضد نہیں کرنی چاہیے اپنے ہاؤس لیڈر کی بات کو تسلیم کرنا چاہیئے۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ (قطع کلامیاں)

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ ہم اس فورم پر بیٹھ کر ارکان اسمبلی کے متعلق اور خاص طور پر ہم لوگوں کے متعلق توہین آمیز الفاظ ملک طیب صاحب استعمال کر رہے ہیں جو ہم کسی صورت میں ان کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

ملک طیب خان اعوان: جناب سپیکر! اگر میری غلطی ہو گی میں تسلیم کروں گا لیکن اگر یہ رعب ڈالیں گے تو میں قطعاً" برداشت نہیں کروں گا۔ جناب سپیکر۔ میرے بھائی نے بیٹھنے کے بعد یہ الفاظ کہے ہیں کہ ☆ ☆ ☆ ☆☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆☆ ☆ ☆ ☆

☆ ☆ ☆ ☆☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆☆ ☆ ☆ ☆

جناب سپیکر: دراصل یہ جھگڑا _____ رانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! میں نہایت ادب سے گزارش کروں گا کہ اس ہاؤس میں پہلے کبھی سرگوشی نہیں ہوئی اب سیٹوں کی تبدیلی کے سلسلہ میں اپوزیشن اور حکومتی پارٹی کے ارکان کو اکٹھی سیٹوں پر بیٹھا دیا گیا ہے میں نے جو محسوس کیا ممکن ہے کہ شاہ صاحب اور ملک صاحب کی نوبت 107 اور 151 تک پہنچ جائے اس لئے ان کی سیٹ کو حکومت کی طرف سے تبدیل کر دینا چاہیے۔ اور شاہ صاحب کے ساتھ اپوزیشن کے آدمی کو بٹھانا چاہیے تاکہ وہ اپنا اچھا مشورہ کر سکیں جھگڑا نہ ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اس پنجاب کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کریں۔ کہ اسمبلی میں 107 اور 151 کی کارروائی ہوئی ہے۔

☆ ☆ بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے

جناب سپیکر: ہم نے سیٹوں کا بندوبست کر دیا ہے سیٹوں کی الاٹمنٹ کر دی ہے یہ آج ہی ملک صاحب کی سیٹ الگ کر دی جائے گی اور یہ سیٹیں' اور جس وقت تک سیٹیں الگ نہیں ہو جاتیں' آپ ذرا صبر و تحمل سے کام لیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب ملک طیب صاحب نے جو الفاظ یہاں پر بیان کئے ہیں' وہ ان کو واپس لیں یا حذف کیا جائے۔

جناب سپیکر: وہ الفاظ جو سرگوشی کی شکل میں آرڈر پلیز آرڈر پلیز (قطع کلامیاں ____ شور)

غلام حیدر خاں کھچی: جناب سپیکر! اگر آپ ہاؤس کو دس منٹ کا وقفہ دے دیں تو ماحول ٹھنڈا ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ فکر نہ کریں ماحول ابھی اچھا ہو جائے گا۔ (قطع کلامیاں) میں فوری طور پر جناب محمد رفیق صاحب کو اور ملک طیب صاحب کو سیٹیں تبدیل کرنے کے لئے کہتا ہوں۔

(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر ملک طیب اعوان صاحب اپنی سیٹ پر تشریف لے گئے)

میجر ریٹائرڈ (ڈاکٹر سموئیل): جناب والا! نوائے وقت میں جو تصویر آئی ہے وہ میری قوم کو گمراہ کر دے گی۔ مجھے بھی یہاں سے اٹھا دیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کا تو کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ ہم آپ کی سیٹ کا فوری طور پر بندوبست کر دیتے ہیں۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔ تحاریک التوا کا ٹائم ختم ہوا چاہتا ہے اب میں میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کو تحریک التوا پر اپنی رولنگ دینا چاہتا ہوں۔ اس کے متعلق سب پہلے میں یہ کہوں گا کہ Law and order situation پر بحث کرنے کے لئے جس وقت بھی یہاں ہاؤس کا بزنس Set کرتے وقت مجھے موقع ملا انشاء اللہ میں ایک دن مقرر کروں گا۔ جہاں تک اس تحریک التوا کا تعلق ہے اس کے متعلق میں نے کہا تھا This should be a single specific matter of recent occurrence. تو اس پر عثمان ابراہیم صاحب نے کہا تھا کہ یہ single specific matter نہیں ہے بلکہ definite matter ہے۔ تو میں انکی توجہ صفحہ 27 رول نمبر 67 (بی) کیطرف دلاؤں گا کہ

The motion shall relate to a single specific matter of recent occurrence.

اس کے ساتھ نیشنل اسمبلی کی رولنگ ہے کہ

Certain conditions prevailing in the entire Province cannot be regarded as a definite matter, so the matter of this adjournment is ruled out of order as it does not relate to a definite matter of recent and urgent public importance.

رانا پھول محمد خان: جناب والا۔ چودھری محمد رفیق صاحب کی سیٹ تبدیل ہو چکی ہے۔ میں آپ سے استدعا کروں گا کہ کسی آدمی کی ڈیوٹی لگائیں یا لیڈر آف دی اپوزیشن سے کہیں کہ وہ چودھری محمد رفیق صاحب کو لابی سے اندر لے آئیں وہ واک آؤٹ کر گئے ہیں۔ انہیں بلا لینا چاہیے۔

جناب سپیکر: اس میں میں ابھی ایک اور سیٹ کی تبدیلی propose کرتا ہوں کہ سردار غلام عباس سیٹ نمبر 63 پر تشریف رکھتے ہیں وہ سیٹ نمبر 263 پر تشریف لے آئیں اور میجر وکٹر سیموئل صاحب سیٹ نمبر 263 سے سیٹ نمبر 63 پر تشریف لے جائیں۔ (قطع کلامیاں)

وزیر قانون: جناب والا۔ اس طریقہ کار سے مجھے اختلاف ہے۔ اگر اسمبلی کی سیٹ تبدیل کرنی ہے دوران کارروائی تبدیل نہ کی جائے کیونکہ اس سے ممبران کی تضحیک ہوتی ہے۔ اگر ایسا کرنا ہے تو ہاؤس ملتوی کیا جائے۔ یہ بات غلط ہے کہ ہاؤس جب چل رہا ہو تو اس دوران کسی کی سیٹ بدلی جائے۔ یا تو ہاؤس ملتوی کر دیں اور سیٹوں کو دوبارہ تبدیل کر دیں۔ اس طریقے سے کچھ لوگوں کی دل آزاری ہوتی ہے۔ اور یہ مناسب نہیں ہے کہ ہاؤس کی کارروائی کے دوران سیٹیں تبدیل کی جائیں۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! آپ نے غالباً توجہ نہیں فرمائی کہ میجر وکٹر سیموئیل صاحب نے ہم سے خود درخواست کی ہے کہ میری سیٹ کو تبدیل کیا جائے۔ ہم نے ان کی convenience کے لئے سیٹ کو تبدیل کیا ہے اور اس سے کسی قسم کی رولز کی violation نہیں ہوئی۔

وزیر قانون: جناب والا Rules کی تو voilation نہیں ہوتی لیکن اس بارے میں میں بھی عرض کروں گا کہ اس طریقہ کار سے مجھے اختلاف اس لئے ہے کہ دوران کارروائی سیٹوں کا رد و بدل کرنا کچھ لوگوں کی دل آزاری کے ضمن میں آتا ہے کہ انہیں سیٹوں سے اٹھایا جائے جس سے کہ فقرہ بازی بھی ہوئی۔ اور یہ بات اس طرح ممکن ہے کہ اگر آپ نے سیٹ تبدیل کرنی ہے تو ہاؤس ملتوی کریں یا پھر کل تبدیل کریں۔

چودھری غلام رسول: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ جب جناب سپیکر ایک فیصلہ دے دیں تو

اس پر ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ یہ کہا جائے کہ آپ نے یہ فیصلہ غلط کیا ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات پر اتفاق کرتا ہوں کہ یہ فیصلہ جو میں نے کر دیا ہے لاء منسٹر صاحب اس پر اعتراض کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔ (ہنسو ہائے تحسین)

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر۔ میں نے محسوس کیا ہے کہ ہمارے کچھ ممبران کے احساسات ابھی مجروح ہیں۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ غلام حیدر وائیں صاحب کو وہ وزیر ہیں وہ انا کا مسئلہ نہ بنائیں۔ انہوں نے جو لفظ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

جناب سپیکر: مخدوم زادہ صاحب! آپ پہلے خود اس مسئلے پر اپنی رائے کا اظہار کر چکے ہیں۔ (قطع کلامیاں) بطور قائد حزب اختلاف آپ اس مسئلے پر اظہار خیال کر چکے ہیں اور آپ اسے windup کر چکے ہیں اور اس میں آپ نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ جب یہ سارے الفاظ expunge ہو گئے تو اس میں اب الفاظ کی واپسی کا سوال پیدا نہیں ہونا چاہیے۔ تو آپ کی اس رائے کے پیش نظر ہم نے اس بات کو افہام و تفہیم کے ساتھ طے کر دیا ہے۔ اب میں یہ کہوں گا کہ کوئی بھی فریق اسے اپنی انا کا مسئلہ نہ بنائے۔ بعض دفعہ ہم عزت کو اپنی بے عزتی سمجھ بیٹھتے ہیں اور بعض دفعہ بے عزتی کو عزت سمجھ بیٹھتے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: ☆ ☆ ☆ تو نہیں ہے۔ وہ تو کم ہی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ ایک فیصلہ کر چکے ہیں۔ آپ ایک رائے کا اظہار کر چکے ہیں تو میں آپ سے یہ کہوں گا اور جنجوعہ صاحب سے یہ کہوں گا کہ اب وہ اسے انا کا مسئلہ نہ بنائیں۔ (قطع کلامیاں)

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا میری گزارش یہ ہے کہ مجھے وائیں صاحب نے ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ جناب والا یہ ☆ اس ملک کے حریت پسند بڑی دیر سے اور بڑے عرصہ سے سنتے چلے آ رہے ہیں۔ جب بھی کوئی آدمی حق کی آواز بلند کرتا ہے تو اسے ☆ ☆ اور ☆ ☆ کہا جاتا ہے۔ لیکن مجھے افسوس ہے

وزیر صنعت و معدنی ترقی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اب جو مسئلہ ختم ہونے کے بعد پھر شروع کر دیا گیا ہے۔ میں نہیں خیال کرتا کہ اس وقت ہمارے اس اپوزیشن بنچز پر بیٹھے ہوئے ہمارے معزز اراکین کا کیا مقصد ہے۔ ہمیں اپنے وقت کو بچانا چاہیئے' اور پھر جس بات کو انہوں نے پھر یاد کرنا شروع کر دیا ہے۔ وہ تمام کارروائی اس وقت ریکارڈ سے expunge کی جا چکی

☆ ☆ بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے

ہے۔ اگر یہ حذف نہ کی گئی ہو اور اگر اسے دوبارہ پھر سے ریکارڈ پر لانا چاہتے ہیں۔ تو میں نے ☆ ☆ ☆ ☆☆ ☆ ☆ ☆ یہ الفاظ واپس لینے کے لئے تیار ہوں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر میں تسلیم کرتا ہوں کہ وائیں صاحب بھی ☆ ☆ ☆

جناب فضل حسین راہی: ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆☆

وزیر صنعت و معدنی ترقی: ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆☆ ☆ ☆ ☆ ☆☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆☆

جناب فضل حسین راہی: ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جیسے آپ حکم فرمائیں۔ بہتر یہ ہو گا کہ ماحول بھی ٹھیک ہو جائے۔ ٹی بریک کے بعد رکھ لیں۔

جناب سپیکر: اس کے بعد رپورٹس پیش ہونی ہیں' وہ بھی بڑا ضروری معاملہ ہے' میں چاہتا ہوں کہ آپ مختصر الفاظ میں اپنی بات ختم کر لیں تو اس کے بعد رپورٹس پیش کروائی جائیں گی۔ لاء منسٹر صاحب' اس سلسلہ میں آپ کا کیا خیال ہے۔

وزیر قانون: میں سمجھتا ہوں کہ کل جس مقصد کے لئے مہلت لی گئی تھی وہ اپنا نکتہ نظر بیان کر دیں تاکہ ہم معلوم کر سکیں کہ وہ کیا کچھ کہنا چاہتے ہیں' اس کے بعد اگر وقفہ کریں۔

جناب سپیکر: یہی میں چاہتا ہوں کہ مخدوم صاحب اپنی بات کر لیں' اس کے بعد آپ چاہیں تو اپنی بات کر لیں اور اس کے بعد رپورٹس پیش ہو جائیں۔

وزیر قانون: نہیں جی نہیں' اگر تو وقفہ کرنا ہے' تو پہلے مخدوم زادہ صاحب اپنی بات کر لیں تاکہ اگر وقفہ کرنا ہے تو ہم پھر اس کے بعد جواب دے دیں ہمیں پتہ چل جائے گا کہ وہ بات کیا کرنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ تو صرف اس قانون کی verification سے متعلق ہی confine تھے وہ صرف یہ تصدیق کرنا چاہتے تھے کہ وہ جو subsequent آیا ہے۔ وہ بھی کہیں repeal تو نہیں ہو گیا ہے۔ اسی حد تک بات محدود تھی' اس لئے اگر انہوں نے اس کی تصدیق کر لی ہے یا اگر کرنی ہے تو کر لیں اور اس کے بعد ہم اس کا جواب دے دیں گے۔

جناب سپیکر: جی مخدوم زادہ صاحب۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: میری یہ گزارش ہو گی کہ چائے کے وقفہ کا استفادہ آپ وزیر قانون کو نہ دیں۔ چونکہ جب میں بات کروں گا تو یہ چائے پیتے پیتے کچھ اور قانون دانوں سے یا ایڈووکیٹ جنرل سے مشورہ کر لیں گے بہتر یہ ہو گا کہ پہلے وقفہ کیا جائے تاکہ ان کو فی البدیہہ جواب دینا پڑے۔

وزیر قانون: جناب والا! کو فی البدیہہ والی بات تھی تو کل ان کو فی البدیہہ کرنی چاہیے تھی یہ کہاں کا انصاف ہے کہ یہ تو ہدایات اپنے شمالی علاقوں سے لے کر آئیں اور خود تمام رات کام کرنے کے بعد ہمیں کہیں کہ فی البدیہہ بات کی جائے۔ ہم نے کل فی البدیہہ جواب دیا تھا' یہ خود اس کو جیب میں ڈال کر کچھ اور لینے کے لئے گئے' اب ہم چاہیں گے کہ یہ بتائیں کہ کیا چیز بیان کرنا چاہتے ہیں تاکہ پھر ہم وقفہ کے بعد اس کا جواب دے سکیں' یہ تو ہے بات قرین انصاف۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب جیسے آپ فرمائیں میرا تو یہ خیال ہے کہ پہلے وقفہ کر دیں۔

MINISTER FOR LAW: I must know at least what is the point.

چونکہ کل ہم نے فی البدیہ بات کی تھی' ہمیں کم از کم پتہ تو چلے کہ یہ کیا بیان کرنا چاہتے ہیں ورنہ ہمیں پھر adjournment کی بات کرنا پڑے گی۔ یہ تو ہم نہیں کہہ سکتے ہیں کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں' اگر جناب نے وقفہ کرنا ہے تو ان کی بات کے بعد کریں۔ پہلے وہ اپنا نکتہ نظر بیان کریں اور اس کے بعد وقفہ ہو تاکہ ہمیں پتہ چلے کہ وہ کیا کہیں گے۔

جناب سپیکر: مخدوم زادہ صاحب کہتے ہیں کہ اب وقفہ ہو تاکہ چائے کے بعد stimulate ہو جائیں' اور اس کے بعد وہ بات کریں گے۔

وزیر قانون: ان کو stimulate ہونے کی ضرورت نہیں ہے وہ already stimulate ہے اور وہ stimulate ہو کر آئے ہیں۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ وہ بات اپنی بتا دیں' اس کے بعد وقفہ ہو۔

مسودہ قانون

وزیر صنعت و معدنی ترقی: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ابھی ہمارے فاضل بھائی وزیر بلدیات نے فرمایا تھا کہ آج بڑا اہم موضوع زیر بحث آنے والا ہے اور ہم وقت بچائیں' جناب وزیر قانون وقت بچانے کی بات درست فرما رہے ہیں کہ مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب اپنا نکتہ نظر یہاں پر پیش کر دیں' اور اس کے بعد جس وقت آپ چائے کا وقفہ کریں گے' اس وقفہ کے دوران مزید کوئی وقت ضائع کئے بغیر ہی وزیر قانون صاحب اپنے پوائنٹس take up کر لیں گے اور اسی طرح سے وقت بچ جائے گا۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں' مخدوم زادہ صاحب' فرمائیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا یہ بڑی زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو مکمل دن دیا تھا۔ اب آپ کو وقفہ نہیں دیتا۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: اچھا جناب' میری عرض یہ ہے کہ کل وزیر قانون نے پارٹیز ایکٹ کے حذف شدہ سب سیکشن (3) کے یہ متعلق آرڈیننس پیش کیا۔

جناب سپیکر: یہ بڑی اہم بات ہے۔ آپ کی توجہ اس طرف ہونی چاہیئے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: کل جناب میں نے پولیٹیکل ایکٹ کے حوالے سے دفعہ (3) اور (4) جوکہ حذف شدہ تھیں' اس کے متعلق 1985ء کا نوٹیفکیشن تھا اس پر زور دیا تھا۔ جس سے Office bearer of a non registered party disqualify ہوتے تھے۔ تو وزیر قانون نے اس کا مزید ترمیم آرڈیننس پی ایل ڈی سے نکال دیا تھا۔ جس کی فوٹو کاپی میرے پاس ہے۔

جناب سپیکر: مخدوم زادہ صاحب پہلے یہ بات بتا دیں کہ پی ایل ڈی سیکشن 8- (3) صفحہ 568 جس کا آپ نے کل حوالہ دیا تھا۔ آپ کا emphasis بھی اسی پر تھا اور وزیر قانون صاحب کا emphasis بھی اسی پر تھا کہ یہ delete ہو چکا ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: اتنا تو میں مانتا ہوں _____

وزیر قانون: جناب والا! صرف اس کی verification کے لئے وقفہ دیا گیا تھا اور جو مہلت ملی تھی یہی بات تھی کہ وہ یہ معلوم کر سکیں کہ یہ delete ہو چکا ہے یا نہیں۔ اس کی افادیت رہ گئی ہے یا نہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ چونکہ تسلیم کر چکے ہیں اس لئے اب اس معاملے کو close کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: لیکن اس میں عجیب بات یہ ہے کہ یہ سیکشن اور سب سیکشن اگر قائم بھی رہتا ہے تو بھی یہ اس constitutional question پر relevant نہیں ہے اور اگر یہ delete ہوتا ہے تو بھی اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس لئے اب آپ کیا فرماتے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا میں آپ کی توجہ آرٹیکل 63- سب سیکشن (پی) کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔

> "A person shall be disqualified from being elected or chosen or from being a member",

جناب سپیکر: یہ آپ الیکشن Rules پڑھ رہے ہیں؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود: نہیں جناب میں آئین پڑھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: کون سا صفحہ اور کون سا آرٹیکل ہے؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود: صفحہ 45

"which makes it necessary that for the Members of the Provincial Assembly and that any law for the time being in force"

جناب والا باوجود اس deletion کے یا incorporation کے یہ اس کے effects سے نہیں بچ سکتے' صرف office-bearers بچ سکتے ہیں لیکن وہ بھی نہیں بچتے کیونکہ میں ممبروں کے بارے میں وثوق سے نہیں جانتا کہ کن لوگوں نے رجسٹریشن کے بغیر join کیا ہے۔ لیکن میں یہ وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ جو office-bearers بنے ہیں ان کو کسی نے بنایا۔ لیکن انہوں نے un-registered پارٹی کا office-bearers بن کے breach of constitution کی ہے اور وہ یہ ہے "سیکشن 6 اور اس کا سب آرٹیکل 7 (اے)_____

وزیر قانون: سیکشن کا آرٹیکل ہوتا ہی نہیں۔ یہ پتہ نہیں کیا کہہ رہے ہیں؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا سب سیکشن کی بات کر رہا ہوں۔

وزیر قانون: کس قانون کا؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود: یہ جناب والا الیکشن لاء کی بات کر رہا ہوں۔

وزیر قانون: الیکشن لاء کا تو کوئی آرٹیکل نہیں ہوتا۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: سیکشن تو ہوتے ہیں۔

وزیر قانون: سیکشن ہوتا ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: سیکشن سمجھ لیجئے۔

وزیر قانون: کونسا سیکشن_____

مخدوم زادہ سید حسن محمود: میں اتنا وکیل تو نہیں جتنے آپ ہیں۔

وزیر قانون: آپ آخر ساری رات محنت کرتے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: اگر پلیٹ کو تھالی کہہ دیں تب بھی وہ پلیٹ ہی رہے گی۔

جناب سپیکر: Election Law میں پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کو refer کیا ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جی۔ ہاں صفحہ نمبر 17- سیکشن 7 (اے) اور یہ disqualification کے نیچے آتا ہے۔

"He is a member of the political party which is not eligible under political Parties Act, 1962, (3) of 1962 to participate in any election to seat in a House ....

وزیر قانون: جناب والا یہ پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کی بات کر رہے ہیں یا کسی اور چیز کی بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: He is referring to page 17, P.O. 5

وزیر قانون: P.O.5 کی بات کر رہے ہیں اور یہ پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کہہ رہے ہیں۔

MR. SPEAKER: This is P.O. 5, 7(a)

LAW MINISTER: 7(a), right.

MAKHDOOMZADA SYED HASAN MAHMOOD: "Election to a sent in a House of Parliament or Provincial Assembly or to nominate or to put up a candidate in any such election"

یہ حضرات جو office-bearers ہوئے ہیں' میں ممبران کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا کہ ان کو کسی نے elect کیا لیکن ـــ

Office-bearers have joined against the law, against the constitution a party which is un-registered and not allowed to participate in the election. Therefore, they have incurred disqualification.

وزیر قانون: جناب والا یہ تو repetition ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: repetition نہیں ہے۔

I am not relying only on the other one جو delete ہوا ہے یا substitute ہوا ہے لیکن You cannot state from that article اگر آپ رجسٹریشن کے بعد office-bearers بنتے تو پھر ٹھیک بات تھی۔

Any member of un-registered party is disqualified.

جناب سپیکر: یہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ un-registered پارٹی کا آدمی member elect ہونے کے بعد disqualify ہو جائے گا۔

MAKHDOOMZADA SYED HASAN MAHMOOD: That incurs disqualification. A member shall be disqualified from being elected, chosen or from being member of a parliament or Provincial Assembly.

یہ ہے جناب صفحہ نمبر15- سیکشن (2) ____

جناب سپیکر: A person shall be disqualified اس کو آپ اس طریقے سے پڑھتے ہیں ___

MAKHDOOMZADA SYED HASAN MAHMOOD: "A person shall be disqualified from being elected or chosen or from being a member", therefore, they incur disqualification and under sub-clause 7(a) disqualification has taken place.

یہ تو ہوتا ہے الیکشن کے متعلق ___

جناب سپیکر: اس کو آپ اس طریقے سے پڑھتے ہیں۔

وزیر قانون: جناب والا میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ان کو ایک دفعہ اور سوچنے کا موقع دے دیا جائے۔ جناب والا یہ اگر اس پر ایک دن لینا چاہتے ہیں لے لیں۔ لیکن خدارا یہ قانون کو ایک دفعہ دوبارہ پڑھ لیں اور اگر یہ چاہیں تو ایک دن اور لے لیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: میں آپ کو ایک دن اور دے دیتا ہوں ____ I do not mind.

وزیر قانون: نہیں نہیں Do not mind کی بات نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں) آپ کے ذہن میں ابھی تک شکوک موجود ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ I am on a point of order.

MR. SPEAKER: Syed Tahir Ahmad Shah is on a point of order.

SYED TAHIR AHMAD SHAH: The House is not in a quorum. The House is not in quorum, I am relevant.

MINISTER FOR LAW: The Leader of the opposition is in possession of the House.

SYED TAHIR AHMAD SHAH: You are under the floor of the House when I raised a point of order.

LAW MINISTER: I am not under floor of the House, Correct yourself. I am very much above the floor of the House.

SYED TAHIR AHMAD SHAH: It may be but you are addressing and I raise the point of order.

جناب سپیکر: کورم چیک کیا جائے۔

وزیر قانون: جناب والا! یہ کورم کی بات کر رہے ہیں۔ کیا جواب سننے کا حوصلہ نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! مجھے تو خدا تعالیٰ نے حوصلہ بھی دیا ہے' سمجھ بھی دی ہے' اور قواعد و انضباط کار کے مطابق یہ آپ کے benches کے فرائض میں شامل ہے کہ کورم کو پورا رکھیں۔ اگر آپ کی جماعت کے ارکان کورم پورا نہیں کرتے تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔

جناب سپیکر: کورم نہیں ہے۔ اجلاس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کی جاتی ہے اس دوران آپ چائے بھی پی سکتے ہیں۔

(اجلاس کی کارروائی 15 منٹ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(اجلاس کی کارروائی 12:55 پر زیر صدارت جناب سپیکر صاحب شروع ہوئی)

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! ایک گزارش ہے کہ ہم لوگوں کو وقت پہ ایجنڈا نہیں ملتا ہمیں تیاری کا موقع نہیں ملتا ایجنڈا کا انتظام جیسے پہلے ہوا کرتا تھا علی الصبح جو ملتا ہے ہم اس سے مطمئن ہوتے ہیں دو تین دن پہلے مل جائے تو ہم کو تیاری کا وقت مل جائے گا۔

جناب سپیکر: سیکرٹری اسمبلی یہ بتا رہے ہیں 26 تک کا ایجنڈا ہم نے کل تقسیم کر دیا ہے۔

محترمہ شاہین منور: اگر ہر سیٹ پر یہاں ایجنڈا ہو تو اس کا ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہے جب ہمیں اسی روز ملے تو ہم اس کی تیاری کیسے کر سکیں گے۔

جناب سپیکر: ہم نے ایڈوانس ایجنڈا 26 تک کے لئے بیگم صاحبہ دے دیا ہے اور وہ تقسیم بھی کر دیا گیا ہے۔

محترمہ شاہین منور: میری سیٹ پر تو کوئی ایجنڈا نہیں ہے آپ آ کر دیکھ لیجئے۔

جناب سپیکر: آپ کے علاوہ کسی کے پاس ایجنڈا نہیں ہے تو بتائیں۔

(آوازیں _____ ہے)

محترمہ شاہین منور: اجلاس شروع ہونے سے پہلے گھر میں پہنچ چکا تھا۔

جناب سپیکر: آپ کی یہ بات درست ہے کہ ایجنڈے کی کاپیاں ادھر ادھر ہو جاتی ہیں ہم یقین دلا رہے ہیں کہ آپ کی سیٹوں پر ایجنڈا رکھ دیا جائے اور قبل از وقت تقسیم کر دیا جائے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جب کسی سلیکٹ کمیٹی سے بل آئے اور Interoduce ہو تو ہمیں ترامیم کی مہلت ہونی چاہیے جو 2 دن آپ کو درکار ہوتے آپ نے تین دن رکھے ہوئے۔ تب ہی ہم ترامیم دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: درست ہے۔

جناب سپیکر: مخدوم زادہ صاحب اپنے دلائل جاری رکھیں گے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا! میں اپنے دلائل پیش کر چکا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ باوجود اس پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کے آرڈیننس کے delete ہونے سے جیسے آپ نے کہا ہے کہ relevant or irrelevant جو الیکشن لاء کا سیکشن ہے اس سے ان کا بچنا مشکل ہے۔ اگر ان کے پاس کوئی دلائل ہیں تو بے شک پیش کر دیں اور پھر میں مزید دلائل دوں گا۔ یہ مسئلہ بڑا نازک ہے۔

جناب سپیکر: ان کو اس پر repetition کی ضرورت نہیں ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا! معاملہ آپ پہ ہے۔ یہ آئینی معاملہ ہے اور یہ ہسٹری میں ریکارڈ ہو گا اور constitutional matter میں چاہے آپ وقت لے لیں لیکن اگر ہمیں بھی کوئی مواد ملا ان کے دلائل کے برعکس تو ہم آپ کو پیش کر دیں گے۔

جناب سپیکر: تو آپ اپنی بات کر چکے ہیں؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود: میں اپنی بات کر چکا ہوں۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب ان کی بات کا جواب دینا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون: بالکل جناب۔ اسی انتظار میں تو بیٹھے ہیں کہ جواب دیا جائے۔ جناب والا! میں عرض کر

دوں گا کہ اس سے قبل کہ جس particular references کی بات کی گئی ہے اس کا جواب دوں میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس پر میرا حاصل بحث اور تبصرہ تفصیلاً کل ہو چکا ہے۔ فریقین کی طرف سے اپنا اپنا کیس پیش ہو چکا تھا اور کافی باتیں ہو چکی تھیں لیکن ایک ابہام جس کی removal کے لئے میرے فاضل دوست نے وقفہ لیا تھا وہ یہ تھا کہ آیا پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کی دفعہ 8 کے 3 اور 4 سیکشن ہیں کیا وہ جو آرڈیننس 6 آف 1985ء ہے جو 17 جنوری 1985ء کو نافذ ہوا۔ کیا وہ درست ہے۔ کیا وہ in existence ہے یا نہیں ہے۔ کیا یہی ایک بات تھی باقی وہ اس بحث کا مکمل احاطہ کر چکے تھے۔ میرا خیال ہے کہ میرے فاضل دوست کے پاس اور کوئی چارا ہی نہیں تھا اس لئے فراخدلی کا ثبوت دیا کہ وہ تسلیم کیا کہ وہ بات صحیح ہے۔ بہرحال انہوں نے کوئی بات تو کرنی تھی اور اس بات کے کرنے کی گنجائش میں ایک اور بات کر دی ہے جس کا سرے سے اس بارے میں کوئی تعلق نہیں ہے۔ بہرحال چاہیے تو یہ تھا کہ honourably وہ کہتے کہ تسلیم کرتا ہوں۔ اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ ان کی عزت میں مزید اضافہ ہوتا کہ اگر وہ totally concede کر جاتے کہ واقعی وہ بات اس طرح ہو گئی ہے اور کسی غلط فہمی کی بنا پر انہوں نے یہ پوائنٹ اٹھایا تھا جو انہیں واپس لے لینا چاہیے تھا۔ لیکن تاہم انہوں نے ایک نئی بات کی ہے جس کے جواب کے لئے میں آپ کی توجہ اس طرف دلاؤں گا۔ پہلی بات تو 63 (بی) کی تھی اور Constitution کا آرٹیکل۔ جب میں آرٹیکل بولتا ہوں تو آرٹیکل ہوتا ہی constitution کا ہے۔ یا کوئی ایسا Memorandum of Association ہو جس میں آرٹیکلز ہوتے ہیں میں Reference Constitution artical, Legal Language. ہوتا ہے اور آرٹیکل 63 جو ہے جو صفحہ 45 کے شروع میں ہے وہ ہے

He is for the time being disqualified from being elected or chosen as a member of the majlis-e-Shoora (Parliament) or of a Provincial Assembly under any law for the time being in force....

اب میں عرض کرنا چاہوں گا کہ میرے فاضل دوست نے اس کے لئے جو 63 کی بات کی ہے میں کل اپنی گزارشات میں یہ بات عرض کر چکا ہوں کہ ہمارے پاس جو مختلف qualifications or disqualifications کے قوانین ہیں جس کے تحت کوئی ممبر مجلس شوریٰ یا پراونشل اسمبلی الیکشن لڑنے کا یا رہنے کا بطور ممبر حق دار ہے یا نہیں ہے۔ یہ بات میں کل اپنی گزارشات میں عرض کر چکا ہوں کہ دو طرح کے قوانین ہیں۔ ایک وہ ہے جو proceding الیکشن کو لاگو کرتے ہیں جو الیکشن ہونے سے پہلے apply ہوتے ہیں کہ یہ اگر باتیں ہوں گی تو وہ آدمی الیکشن میں کھڑا نہیں ہو سکتا اور وہ

disqualification الیکشن شروع ہونے سے پہلے کی ہوتی ہے اور کچھ disqualifications ایسی ہیں جو ہر وقت موجود رہتی ہیں کہ جب بھی وہ occur ہو جائیں تو وہ ممبر اگر Elect بھی ہو چکا ہو تو وہ qualify ہو جاتا ہے۔ تو یہ دو طرح کی disqualifications مختلف آرڈرز میں ہیں۔ اس میں پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ بھی ہے۔ اس میں constitution بھی ہے اس میں House of Parliament کے جو Provincial ہیں Assembly Election Order V of 1977 وہ بھی اس میں موجود ہے۔ تو اس بارے میں اس وضاحت کے ساتھ میں عرض کروں گا تو میں آپ کی توجہ 63 کے شروع پر دلاؤں گا۔ اس میں یہ ہے کہ

A person shall be disqualified from being elected or chosen as and from being a member of majlis-e-Shoora (Parliament)...

اس میں دو طرح کے ex-egencies کی situation کو دیکھا گیا ہے۔ ایک تو from elected or chosen کہ جو الیکشن سے پہلے موجود ہوں۔ اس کے الیکشن سے پہلے کے disqualifications موجود

and from being _____

اور دوسری situation کو اس مجلس شوریٰ کے ممبر رہنے کو meet کیا گیا ہے کہ اگر الیکشن ہو جائے تو اس میں رہے۔ اس لئے اس سیکشن میں جو کہ comprehensive section ہے دونوں طرح کی situation کو deal کیا گیا ہے۔ اس لئے میں 61 (اے) جو پہلے شروع ہوتا ہے وہ یہ ہے

If he is of unsound mind and has been so declared by the competent court.

اگر کوئی آدمی جس طرح یہاں

unfortunately not irrelevent from my point of view please

آپ ذرا حوصلے سے سنیں۔ تو آپ کی constention کو لوگوں کے اذہان میں بٹھانے کے لئے اور یہ position clarify کرنے کے لئے کہ فرض کیجئے کہ کوئی آدمی (اسی لفظ کا میں دوبارہ تذکرہ کروں اور بحث چھڑ جائے) کہ اگر کوئی آدمی پاگل ہو جاتا ہے اور وہ ممبر ہو بھی چکا _____

MAKHDUMZADA SYED HASAN MAHMUD: Mr Speaker Sir, We know all the .....

MINISTER FOR LAW: Sir, if you know that you have not raised that question .... had you known it than you must not have raised that question. Let me explain the position ....

MAKHDUMZADA SYED HASAN MAHMUD: If you give me one minute ....

MR. SPEAKER: I would request you not to interrupt the Law Minister.

MAKHDUMZADA SYED HASAN MAHMUD: I will not interrupt Sir, but only wish to point out one thing which will further consolidate his arguments.

MINISTER OF LAW: Yes, I will consolidate to meet your objection. My friend I must ....

MAKHDUMZADA SYED HASAN MAHMUD: Speak on the disqualification.

MINISTER FOR LAW: You! But not on the disqualification.

جناب سپیکر: جی رانا صاحب۔

رانا پھول محمد خاں: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر اس اسمبلی کو جناب فاضل رکن میرے محترم مخدوم زادہ صاحب اور وزیر قانون صاحب نے ایک ٹریننگ سنٹر بنا لیا ہے جبکہ یہ پوائنٹ آف آرڈر قومی اسمبلی میں move ہو چکا ہے اور ہم پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ نہ بنانے والے ہیں نہ اس میں ترمیم کر سکتے ہیں اور نہ ہمارا یہ اختیار ہے۔ اگر سپیکر قومی اسمبلی یہ رولنگ دیتے ہیں کہ یہ الیکشن کمشنر کو Move کیا جائے تو ہم اس کو روک نہیں سکتے۔ نہ ہمیں روکنے کا اختیار ہے اور جو فیصلہ وہاں سے ہو گا ہم اس کے پابند ہوں گے۔ وزیر قانون صاحب کا کل یہ کہنا بھی کہ ہم اس رولنگ کے پابند نہیں۔ ہمیں انگلینڈ' انڈیا اور امریکہ کی پارلیمینٹ کی پروسیڈنگز کو بھی اپنانا پڑتا ہے۔ اس لئے اس بحث کو ختم کر کے اس صوبے کے لئے قانون سازی کا کام جاری کرنا چاہیے اور میں مخدوم زادہ صاحب سے نہایت ادب کے ساتھ یہ گزارش کروں گا کہ جو چیز اس صوبائی اسمبلی کے دائرہ اختیار سے باہر ہے اسے زیر بحث لانا کوئی اچھا معلوم نہیں ہوتا ہے۔ اور اپنے قیمتی وقت کا ضیاع ہے' اس لئے جو بھی فیصلہ مرکز سے ہو گا' ہم اس کے پابند ہیں' اس فیصلہ کو نہ ہم پلٹ سکتے ہیں اور نہ روک سکتے ہیں۔ اس لئے اس کو ایک تجربہ گاہ بنانا اور اس بحث و تمحیص میں قابلیت کا اظہار کرنے پر ہمیں زیادہ وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب' آپ تشریف رکھیں گے' جناب لاء منسٹر صاحب' آپ تشریف رکھیں گے' رانا صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر پر میں یہ Observe کرتا ہوں کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر جو ہے یہ اس لحاظ سے relevant نہیں ہے۔ کہ پنجاب اسمبلی ایک Autonomous Body ہے اور

یہ کسی لحاظ سے بھی کسی بھی اسمبلی کا ماتحت ادارہ نہیں ہے۔ ہم اپنے decision اپنے طور پر لینے اور ان پر عمل درآمد کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ قومی اسمبلی کی رولنگ کی صوبائی اسمبلی کے لئے کیا حیثیت ہے تو اس سلسلہ میں بے شمار رولنگ ہیں کہ ایک اسمبلی کو دوسری اسمبلی یا ایک اسمبلی کی چیئر اس کو دوسری اسمبلی کی پریذائڈنگ آفیسر کی رولنگ کا احترام کرنا چاہیے۔

We must honour the rulings of the National Assembly but these rulings are not binding on us.

دوسری بات یہ ہے کہ یہ معاملہ اسمبلی کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے جو قومی اسمبلی میں اٹھایا گیا ہے وہ نیشنل اسمبلی کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے اور جو آئینی معاملہ یہاں صوبائی اسمبلی میں اٹھایا گیا ہے یہ بھی پراونشل اسمبلی کی رولنگ کے لئے نہیں ہے اور نہ ہی صوبائی اسمبلی نے اس پر کوئی فیصلہ لینا ہے۔ وہاں constituional discussion ہے آرٹیکل 63 کے تحت سپیکر قومی اسمبلی کی اور یہاں پر constitutional discussion ہے آرٹیکل 63 کی صوبائی اسمبلی کے سپیکر کی جس میں prima facie اگر سپیکر مطمئن ہوتے ہیں کہ Prima facia disqualification کا کیس بنتا ہے تو وہ اس کو چیف الیکشن کمشنر کو ریفر کریں گے اور اگر سپیکر مطمئن نہیں ہوتا ہے کہ Prima facie یہ کیس disqualification کا نہیں بنتا ہے۔ تو سپیکر اس کو چیف الیکشن کمشنر کو ریفر نہیں کریں گے۔ معاملہ صرف اتنا ہے' اب اس پر میں مزید بحث کی اجازت نہیں دیتا۔ جناب لاء منسٹر اب اس پر بات کریں گے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ آپ کے فیصلے کے بعد ہمیں اس پر کچھ کہنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی ہے' لیکن میں یہ عرض کئے دیتا ہوں کہ اس پنجاب اسمبلی کو پنجاب مسلم لیگ کو اپنے آپ کو رجسٹر کرانے کا اختیار نہیں ہے۔ یہ مرکزی مسلم لیگ کی ایک شاخ ہے جو صوبائی جماعت مرکزی حکومت کی ایک شاخ ہوتی ہے وہ صوبائی طور پر کوئی جماعت رجسٹر نہیں ہو سکتی ہے مسئلہ رجسٹریشن کا اور رکنیت کا ہے۔ تو آپ کے دائرہ اختیار سے یہ باہر ہے۔

جناب سپیکر: نہیں میرے محترم یہ مسئلہ نہیں ہے۔ آپ آئین کا اردو متن میں سے آرٹیکل 63 کو ملاحظہ فرمائیں۔ اس کے بعد آپ کو حق ہو گا کہ آپ جو بات کرنا چاہیں۔ جناب لاء منسٹر

وزیر قانون: جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ 63 میں یہ ہے کہ - undischarged

insolvent ہو جائے۔ پاکستان کا شہری نہ رہے۔ کوئی ملازمت اختیار کر لے اور کسی statutory body میں چلا جائے۔ اور ایک شہری ہونے کی وجہ سے Citizen Ship کے تحت disqualify ہو جائے۔ اور کسی بھی طریقہ سے

Propagating on opinion acting in any manner prejudicial to the ideology of Pakistan.

مختلف disqualifcations ہیں جس کے تحت ایک لسٹ ہے جو کہ اگر وہ disqualification جو ہے وہ incure ہو جائے کسی بھی وقت تو وہ ممبر dismember ہو جاتا ہے۔ چاہے وہ elect ہو چکا کچھ اس میں ایسی disqualifications ہیں جو صرف الیکشن سے پہلے اگر ہوں تو وہ الیکشن میں حصہ نہیں لے سکتا ہے۔ اس لئے میں یہ عرض کروں کہ اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے یہ (بی) جو پڑھا گیا ہے جس کے تحت میرے فاضل دوست نے اس ایوان کی توجہ دلائی ہے۔

He is for the time being diqualified from being elected or chosen as a member of Majlis-e-Shoora (Parliament).....

جناب سپیکر: جناب ریاض حشمت جنجوعہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میرے پڑوس میں میرے ایک محترم دوست سو رہے ہیں' اگر مجھے اجازت ہو تو میں انہیں جگا دوں۔

وزیر قانون: اگر اس لینگویج کو پڑھ لیا جائے۔

(p) he is for the time being disqualified
from being elected the election .....

یہ Disqualification ہے کہ وہ لڑ نہیں سکتا ہے' یا وہ منتخب ہونے کے قابل نہیں ہوتا۔

or chosen a member of the Majlis-e-Shoora (Parliament) or of a Provincial Assembly under any law for the time being in force.

ایک بات تو یہ ہے کہ یہ جو (بی) ہے اس پر اس کا استدلال یہ ہے کہ جو چنے جانے سے یا الیکشن لڑنے سے پہلے کے قانون کو ریفر کرتا ہے۔ یہ ایک بات۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ کسی ایسے قانون کو ریفر کرتا ہے جو disqualify کرے اور یہ ہے Legislation by way of reference. اس کو قانون کی زبان میں اور اس میں ریفر کر دیا جائے اور قانون یہ ہے under any law for the time being in force کوئی اور قانون اگر ایسا موجود ہو جس کے تحت disqualification ہو۔

اور اس کے تحت میرے فاضل دوست نے دو چیزیں ریفر کیں۔ ایک تو ریفر کیا ہاؤسز آف پارلیمنٹ' مجلس شوریٰ اینڈ پراونشل اسمبلی الیکشن آرڈر 5 آف 1977ء اور اس میں میں جناب کی توجہ دلاؤں گا' جس کے تحت ریفرنس کیا گیا ہے۔ تو وہ (2) 10 کے تحت ریفرنس دیا گیا ہے۔ صفحہ 14 ہے الیکشن لاز کا.....Election law

Qualification and disqualification for Member-ship of Paliament:
"A person shall not be qualified to be elected or chosen as a member of Parliament ...."

میں کل پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ یہ آرڈیننس اس وقت نافذ ہوا' پریذیڈنشل آرڈر اس وقت نافذ ہوا جب آئین معطل ہو چکا تھا۔ اور اس کے تحت الیکشن کرائے جانے مطلوب تھے۔ تو تمام آئین کے قواعد جو کہ کسی ممبر کے الیکشن لڑنے کے آڑے آ سکتی تھیں وہ اس میں enumerate ہوئیں اور یہ disqualification اس (2) 10 کی wording سے واضح ہے۔

الیکشن لڑے جائے اور qualified نہیں ہو گا اور چنے جانے کے قابل نہیں ہو گا۔

As a member of Parliament unless he is citizen of Pakistan.

اور اس میں تمام جو ہیں اور اس کے جو کلاز 2 ہے جو سیکشن (2) ہے۔

A person shall be disqualified from being elected or chosen as being a Member of parliament ....

تو اس میں اسی constitution کا استدلال موجود ہے۔ جو کہ اس کی مستقل disqualification کرتی ہیں چاہے وہ ممبر بن جائے اور کچھ ایسی ہیں جو کہ ممبر بننے سے پہلے کی ہیں۔ یہ اس کو ریفر کرتا ہے۔ اور اس کو میرے فاضل دوست نے ریفر کیا ہے۔ دفعہ 6 کو۔ (1) 7 کو۔ اور (اے) 7 کی جو بات کی ہے۔

جناب سپیکر: اس میں سیکشن (2) جو ہے' اس میں (h) 7 کو ریفر کیا ہے اور اسی لئے یہ آپ کے مطابق یہ comprehensive ہے۔ کہ جو ممبر منتخب ہونے والا ہو' یہ اس پر بھی apply کرتی ہے اور جو منتخب ہو چکے ہیں اس پر بھی apply کرتا ہے۔

وزیر قانون: میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس میں qualification اور disqualification مختلف دی گئی ہیں۔ جس کے تحت کچھ تو مستقل ہیں اور چاہے وہ الیکشن لڑنے سے پہلے بھی نہیں ہو

سکتی ہیں اور بعد میں بھی نہیں ہو سکتی ہیں' اور کچھ ایسی ہیں جس کے تحت صرف الیکشن لڑنے سے قبل apply ہوں گی۔

جناب سپیکر: تو کیا آپ یہ سیکشن (2) کے بارے میں کہہ رہے ہیں؟

وزیر قانون: جی سب سیکشن (2) کے بارے میں

A person shall be disqualified from being elected or chosen as and from being a member of parliament ....

اگر پاکستان کا شہری شہریت چھوڑ جائے اور اگر وہ کوئی ملازمت اختیار کر لے' کچھ اس میں ایسی ہیں جو مشکل طور پر disqualification ہیں۔ الیکشن لڑنے سے پہلے بھی نہیں ہو سکتی اور وہ الیکشن کے بعد بھی موجود رہے گی۔ پہلی بھی موجود رہے گی۔

جناب سپیکر: کیا 7 (اے) بھی اسی ضمن میں آتی ہے؟

وزیر قانون: 7 (اے) میں صرف الیکشن لڑنے سے پہلے کی بات ہے۔

He is a member of political party which is not eligible under the Political Parties Act III of 1962 to participate in an election...

کہ الیکشن میں حصہ لینے کا وہ ممبر اہل نہیں ہو گا۔ اگر وہ کسی ایسی پولیٹیکل پارٹی کا ممبر ہے' اگر وہ پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ 1962ء کے تحت eligible نہ ہو' اگر وہ پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ 1962ء کے تحت انتخابات میں حصہ لینے کا eligible نہیں ہے۔

To participate in an election to a seat in Houses of Parliament or a Provincial Assembly or to nominate or to put up a candidate if any such election

کوئی legal minded آدمی جب اس کا ترجمہ کرے گا تو یہ refer کرتا ہے الیکشن کو' کسی الیکشن میں امیدوار بننے کو' کسی الیکشن میں امیدوار ہونے کو کسی الیکشن میں حصہ لینے کو۔ لیکن یہ disqualification الیکشن لڑنے کے بعد' ممبر بنے کے بعد یہ disqualification اس کو apply نہیں کرتی۔

اب میں دوسری argument آپ کو دیتا ہوں۔ تو یہ بھی جو disqualification موجود ہے'

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس ایکٹ کے بعد آئین نافذ ہو گیا۔ آئین revive ہو گیا اور میں نے کل آئین کا آرٹیکل 270 (بی) بھی پڑھا تھا۔ آئین کے آرٹیکل 270 (بی) میں یہ بات موجود ہے کہ جب یہ الیکشن ہو چکے ہیں تو یہ آئین کے تحت سمجھے جائیں گے اور آئین کے تحت ہی ان کو protection حاصل ہو گی اور یہ اس کے تحت آ گئے ہیں۔ اس قانون کو refer کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر یہ refer کریں تب بھی 7 (اے)۔ امیدوار کو refer کرتی ہے۔ 7- (اے) ممبر بننے کے بعد کی disqualification کو refer نہیں کرتی اور اگر یہ 7 (اے) ہمیں refer کرتی ہے تو پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ 1962ء کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ again this legislation by way of reference اس میں کسی اور قانون کا حوالہ دیا گیا ہے۔ disqualification اس میں نہیں ہے بلکہ اس قانون میں موجود ہو گی' الیکشن میں حصہ لینے کی یا امیدوار بننے کی اور وہ قانون کیا ہے؟ وہ قانون 1962ء کا پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ ہے۔

اب میں آپ کو 1962ء کے پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کے تابع لئے چلوں گا۔ پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ جس کا 7 (اے) میں حوالہ دیا گیا ہے۔ جس کے تحت اگر ممبر disqualify کو تب وہ barred الیکشن میں حصہ لینے کی۔ الیکشن لاء کے صفحہ 373 ہے۔ جس پر پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ ہے اور اس میں جو سیکشن ہے وہ سیکشن 8 ہے' جس کا حوالہ 7 (اے) میں دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کون سا صفحہ ہے؟

وزیر قانون: صفحہ 373- یہ سیکشن 8 ہے کہ

Certain disqalifications for being a member of Parliament or a Provincial Assembly.....

یہ 7 (اے) جو میں نے پہلے پڑھ کر سنائی ہے جس میں پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کو refer کیا گیا ہے وہ disqualification دفعہ 8 میں موجود ہے۔ پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ 1962ء کی دفعہ 8 میں موجود ہے۔ دفعہ 8 کی کل بھی بات ہوئی تھی جس کلاز (3) اور (4) موجود ہیں۔ یہ سیکشن 8 (ب) کی کلاز 3 اور 4 جو delete ہو گئیں تھیں پہلے deleted تھیں۔ پھر 12-1-85 کو restore ہوئیں اور 17-1-85 کو آرڈیننس 6 کے تحت واپس لے لی گئیں۔ اس میں کوئی بات جو انہوں نے اپنا case build up کیا۔ اسی کی بنیاد پر کیا کہ اس کی بناء پر یہ disqualify ہوتے ہیں اور یہ unregistered party کے ممبر بن گئے ہیں۔ وہ چونکہ اب تسلیم کر گئے ہیں کہ وہ کلازیں واپس ہو گئیں ہیں اور وہ دوبارہ omit ہو چکی ہیں۔ اس لئے اب اس کی 8 (بی) والی بات ختم ہو گئی ہے۔ اب رہ گئی باقی disqualification- . . . .

8- (1) میں لیتا ہوں۔

Certain disqualifications for being a member of Parliament or a Provincial Assembly.

A person who has at any time on or after the twelveth day of 1971 been an office bearer of a political party dissolved under sub-section (2) of Section 6....

دفعہ 6 (2) کے تحت جس کا میں نے کل حوالہ دیا تھا کہ جو foreign aided party پارٹی ہو اور جو نظریہ پاکستان کے خلاف کام کرے اور enemy ہو۔ جس کو گورنمنٹ ban کرے اور سپریم کورٹ میں ریفرنس کے 15 دن کے اندر اندر اس پارٹی کو ban کیا جائے اور تب بھی اگر کوئی آدمی اس پارٹی کا ممبر رہنا پسند کرے اور continue کرے اور اپنے آپ کو ظاہر کرے کہ میں اس کا ممبر ہوں تو 8 (اے) کے تحت وہ پھر disqualify ہو جائے گا چاہے وہ مستقل پارٹی کا ممبر منتخب ہو چکا یا نہ منتخب ہو چکا ہو۔ یہ میں پڑھ دیتا ہوں۔

At any time on or after the twelveth day of December, 1971 been an office bearer of a political party dissolved under sub-section (2) of Section 6

اور سیکشن 6 اسی کو refer کرتا ہے جس کو سپریم کورٹ foreign aided body یہ نظریہ پاکستان کے خلاف پارٹی ہو اور سپریم کورٹ ban کر دے اور پھر وہ ممبر بنیں۔ پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ جس کو 7 (اے) میں refer کیا گیا ہے۔ یہ صرف اس پارٹی کی disqualification ہے اس پارٹی کی جس نے 6 (2) کے تحت restore ہو چکا ہو اور وہ بھی اس پارٹی کو refer کرتی ہے جس کو سپریم کورٹ نے ban کیا ہو اور اس کے علاوہ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس کے علاوہ کوئی disqualification اس پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کے تحت نہیں آتی۔ بلکہ میں جناب سے یہ کہوں گا کہ 7 (اے) کے تحت پولیٹیکل پارٹی ایکٹ کو جو refer کیا گیا ہے یا جس کو آرٹیکل 63 (پی) میں refer کیا گیا ہے کہ

any law for the time being in force requirement.

اس کی 3 (بی) کی requirement ہے کہ پارٹی کی صرف یہ ہے کہ پارٹی form ہو جائے اور اسے تحت اس کے office bearer کے نام دے کر ممبرشپ کی تعداد دے کر apply کیا جائے اور ایک مہینے کے اندر اندر وہ apply کرے اور پھر رجسٹر ہو۔ اس کی requirement یہ ہے اور اس کی requirement یہ نہیں ہیں کہ پولیٹیکل پارٹی form ہو اور اس کے تحت میں نے کل دستور کے

آرٹیکل 4 اور آرٹیکل 17 کا حوالہ بھی دیا تھا۔ دستور کے revival کے بعد تو یہ requirement ہو گئی ہے کہ یہ ایسوسی ایشن اور particular وہ پولیٹیکل پارٹیز form ہو سکتی ہیں اور وہ اپنی مرضی کے مطابق پولیٹیکل پارٹیز کو بنایا جا سکتا ہے اور اس کو روکا نہیں جا سکتا اور اس کے تحت یہ پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ ban تھا اور وہ ban اٹھا لیا گیا۔ جب مارشل لاء ختم ہوا تو پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ 1985ء میں revive ہوا تو پھر اس کے تحت دفعات کی یہ requirement بن گئیں کہ پولیٹیکل پارٹی form ہو اور اس کے office bearer چنے جائیں اور وہ apply کریں اور بتائیں کہ کون کون ہیں اور اس کے بعد دفعہ 4 جو ہے lawful activities اس کے تحت کسی کو کسی پارٹی کا ممبر بننے کی اجازت دی گئی اور اس کے تحت یہ بھی ملاحظہ فرمالیں' شاید اس میں بھی کوئی ابہام ہو۔ 3 (بی) (6) صفحہ 370

A political party which has not been registered under sub-section (3) or the registration of which has been cancelled under Section 4 shall not be eligible to participate in an election to a seat ....

اس کا حوالہ دیا گیا ہے۔ الیکشن میں حصہ لینے کی بات کر رہے ہیں اور جو پارٹی unregistered ہو یعنی رجسٹرڈ نہ ہو تو اس کی زد میں آئے گی۔ یعنی یہ ہے کہ پولیٹیکل پارٹی بنائی جا سکتی ہے اور وہ اگر رجسٹرڈ نہ ہو تو وہ الیکشن میں حصہ نہیں لے سکتی صرف یہ disqualification ہے اور اس کے بعد نمبر 4 جو ہے۔

subject to the provision of Section 3 it shall be lawful...

یہ قانون کے دائرے کے اندر ہے۔

for any body of individual or association of persons to form, organize or set a political party.

وہ پارٹی form کریں اور وہ پارٹی اس طرح سے form ہوتی ہے کہ ممبر شپ بنائیں اور اپنے عہدیدار چنیں۔ نمبر 4 نے تو باقاعدہ اس کی requirement دی ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔

وزیر قانون: جناب والا! میں اپنی بات ختم کرتا ہوں' میں اس بارے میں اپنی گزارشات ختم کرتا ہوں کہ یہ prima facie یہ case نہیں بنتا اور prima facie کوئی question arise نہیں ہوتا۔ اس لئے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ matter ختم ہونا چاہیے اور اس پر آپ رولنگ دیں کہ یہ

matter question arise نہیں ہوا اس لئے کوئی base ان کی argument میں نہیں ہے اور میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ان کو ایک درجن دفعہ یہ موقع دیا گیا ہے۔ جناب والا یہ لوگ بار بار اپنا کیس پیش کر چکے ہیں۔ میں نے تو صرف اب اس کا جواب دیا ہے کہ رولز اور Procedure کسی بارے میں allow نہیں کرتے۔

دوبارہ میں نے اس کا جواب اس لئے تفصیل سے دے دیا ہے تاکہ ان کو بھی ضرورت نہ رہے اور جناب سپیکر آپ کی بھی تسلی کروائی جائے کہ یہ question ایوان میں arise نہیں ہوا' اس لئے اس کو refer کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ایسا کیس بنتا ہے۔ شکریہ۔

MAKHDUMZADA SYED HASAN MAHMOOD: I have a stronger argument to rebut all the arguments presented before the House by the Law Minister and I will argue when you will permit me. Quorum has been questioned and if it is in order I will continue.

جناب سپیکر: مخدوم زادہ صاحب آپ اس پر بات کر چکے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا اب جو انہوں نے points raise کئے ہیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے کوئی نیا point raise نہیں کیا۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جی۔ ہاں۔ انہوں نے نئے پوائنٹ raise کئے ہیں۔

وزیر قانون: اگر کوئی نئے پوائنٹ ہیں تو آپ consider نہ کریں میں نے تو جو پوائنٹ انہوں نے اٹھائے ہیں ان کا دفاع کیا ہے۔

MAKHDUMZADA SYED HASAN MAHMOOD: Sir, I am prepared.

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر میں پہلے کورم کا پوائنٹ raise کر چکا ہوں' مجھے پہلے اس کے متعلق بتایا جائے کہ کورم پورا ہے یا نہیں۔ کیونکہ میرے خیال میں میں نے جو گنتی کی ہے اس کے مطابق کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کورم چیک کیا جائے۔

(گنتی کی گئی)

جناب سپیکر: راہی صاحب گن کے سوال کرتے ہیں۔ 63 ممبرز ہیں۔ گھنٹی بجائی جائے۔

(گنتی کی گئی)

جناب سپیکر: اب کورم پورا ہو گیا ہے۔ مخدوم زادہ صاحب اگر آپ کے پاس کوئی نئی بات ہے تو آپ کر سکتے ہیں۔ جناب لاء منسٹر صاحب نے اس میں کوئی ایسی بات نہیں کی ہے جس پر آپ بات نہ کر چکے ہوں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: نہیں جناب انہوں نے کئی نئی باتیں کی ہیں۔ ان کا میں جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی فرمایئے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: میں جناب ان کے آخری پوائنٹ سے شروع ہوتا ہوں۔ پہلے پوائنٹ کو چھوڑتا ہوں۔ انہوں نے صفحہ 373 پر "Certain disqualification" کے بارے میں فرمایا ہے۔

جناب سپیکر: یہ الیکشن لاز۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: کلاز 8۔ الیکشن لاز۔ انہوں نے اس پارٹی کی بات کی ہے جو پارٹی رجسٹرڈ نہ ہو اور جس پر پابندی عائد کر دی گئی ہو۔ وہ نہ الیکشن لڑ سکتی ہے نہ اس کا کوئی ممبر اسمبلی ممبر بن سکتا ہے۔ میرا تعلق اس آرٹیکل سے نہیں ہے۔ انہوں نے کل بھی یہ repeat کیا تھا foreign aided party میرا ان سے بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ انہوں نے یہ point out کیا ہے کہ ممبروں کی disqualification یہ ہے جو الیکشن نہیں لڑ سکتے۔

_____ of un-sound mind _____

جناب سپیکر: جی وہ ہم سمجھتے ہیں آپ اپنی بات فرمائیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: میں ان سے یہ پوچھوں گا کہ

Suppose I become of un-sound mind today. Will I not be disqualified? I joined an office of profit. Will I not be disqualified?

جو انہوں نے enumerate کی ہیں وہ Disqualification 7 (اے) کے زمرے میں آتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ یہ بتایئے کہ صفحہ نمبر 15 پر 7 (اے) کا سب سیکشن 2 جو ہے پی او 5 جو ہے۔

"A person shall be disqualified from being elected or chosen as, and from being a member of Parliament"

MAKHDUMZADA SYED HASAN MAHMOOD: and from being a member of Parliament.

(قطع کلامیاں)

(آرڈر پلیز) آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ یہ آپ کے 7 (اے) پر اپلائی کرتا ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: یہ 7 (اے) ہم پر اپلائی کرتا ہے۔ اس لئے کہ disqualification all جناب یہ incur کیوں ہوئی ہے۔ اگر کوئی رجسٹرڈ پارٹی ہوتی تو اس کو یہ join کرتے disqualify اور when the word is کہ unregistered پارٹی اس کو before registration جو officer-bearer join کرے گا وہ disqualify ہو گا۔ جیسے میں office of profit آج accept کرتا ہوں you will disqualify me tomorrow یہ انہوں نے disqualify incur انکار کی ہے۔

It does not relate to Election. it is after Election when that you violate Section provided under disqualification.

اگر یہ رجسٹرڈ پارٹی کو join کرنے میں سوال ہی نہ اٹھاتا۔ اگر یہ 5 تاریخ تک انتظار کر لیتے اور officer-bearers بعد میں elect کرنے میں اعتراض ہی نہ اٹھاتا۔ انہوں نے unregistered پارٹی کو join کر کے violation کی ہے۔

جناب سپیکر: آپ بات ختم کر چکے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جی ہاں میں اپنی بات ختم کر چکا ہوں۔

جناب سپیکر: جناب لاء منسٹر صاحب آپ کچھ کہنا چاہیں گے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر میں ضروری نہیں سمجھتا کہ اس بات کو بار بار دہراؤں۔ سمجھنے کی بات ہے اگر وہ اس بات کو سمجھ پا رہے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ میں عرض کروں کہ 7 (اے) کی بات تو بڑی واضح ہے کہ

"To participate in a election or to be a candidate in any such election under the Political Parties Act, 1962".

اور 1962ء میں کوئی ایسی بات تو بتا دیں۔ 1962ء میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ میں اپنے

arguments close کرتا ہوں۔ اگر کوئی کسی ابہام پر بات کرنا چاہتا ہے تو وہ reference بتا دیں۔

جناب سپیکر: ایڈووکیٹ جنرل صاحب موجود ہیں صفحہ نمبر 15 الیکشن لاز سب سیکشن 2 کے بارے میں کچھ بتا سکیں گے جس میں disqualification کا ذکر ہے۔

"A person shall be disqualified from being elected or chosen, as, and from being a member of the Parliament"

یہ آپ کے 7 (اے) پر اپلائی کرتا ہے۔

ADVOCATE GENERAL:

Sir, actually, the perusal of this sub-section indicates that it caters for two situation - one is which would be relevant before the commencement of general election and the other provision is which would be attracted to person, who has been elected to the assembly as a mamber. So it caters for both situations.

جناب سپیکر: اور یہ both situations 7 (اے) پر بھی اپلائی کرتی ہے۔

ایڈووکیٹ جنرل: 7 (اے) جو ہے یہ indicates کرتا ہے کہ یہ اس صورت میں attract ہو گا جب ابھی جنرل الیکشن نہیں ہوئے تھے۔

Because it deals with holding of election.

And with your permission, Sir, I read it.

"He is a member of a political party which is not eligible under the Political Parties Act of 1962, to participate in election to a seat in a House of parliament or provincial assembly or to nominate or put up a candidate at any such election."

So it deals only holding of election.

جناب سپیکر: یہ آپ اس کا Preamble پڑھ رہے ہیں۔

ایڈووکیٹ جنرل: نہیں سر میں 7 (اے) پڑھ رہا ہوں۔

ADVOCATE GENERAL:

So, Sir, Submission is, as the Law Minister has point out that this section deals with two situation, one before the holding of election, and the other after the holding of election when a person has been

elected and is a member of this August House. Certain disqualifications are given which would be attracted before the holding of election and there are certain election conditions which would be attracted even if a person has become a member of this House. I would give an example if a person, at the time of holding of general election, was of sound mind, he was eligible; he was elected but subsequently, if he become of un-sound mind, he cannot remain member of this House. On the other hand ------

Mr. Speaker : He cannot remain a member of this House.

ADVOCATE GENERAL:

He cannot. That is why I submitted that clause (2) deals with both the situations. One is that some embargos have been laid down for persons to contest election. If any one falls within that, he would not be eligible or competent to contest the election. And there are other situations where, initially, a person was eligible, was competent to contest election, and if he has and was successful, than if he incurs any of the disqualifications given under Political Parties Act of 1962, then again he can lose he seat. Sir, this section 7(a) primarily is legislation by incorporation.

It has incorporated the provisions of Political Parties Act of 1962. This 7(a) cannot be read in isolation because it has been incorporated and it falls back. It takes strength from Political Parties Act of 1962.

Therefore, we have to see as to what are the disqualifications as contained in Political Parties Act. If the disqualifications as contained in Political Parties Act. If the contention raised by the worthy member is that his case does fall or does attract any provision of Political Parties Act, then he would be on a sound footing. If there is no provision in Political Parties Act, then, Sir, it would not be very proper or correct proposition to lay before your honour. And if you like, Sir, I can refer to Political Parties Act as well to enumerate whether what disqualifications are contained and to what extent do they go.

MR SPEAKER: Yes please.

ADVOCATE GENERAL: Sir, Political Parties Act - Act 3 of 1962. The perusal of whole Act would indicate that there is only Section 8 which deals with the disqualification. It is at page 373, Sir.

جناب سپیکر: یہ کون سا صفحہ ہے۔

ADVOCATE GENERAL: It is page 373 of Political Parties Act.

جناب سپیکر: یہ تو لاء منسٹر صاحب پہلے refer کر چکے ہیں۔

ایڈووکیٹ جنرل: سر یہی میں عرض کر رہا تھا کہ اگر پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کو سارا پڑھا جائے تو disqualifications صرف سیکشن 8 میں دی گئی ہیں۔ سیکشن 3 (بی) میں ایک disqualification ہے وہ mandatory ہے۔ کہ اگر کوئی پولیٹیکل پارٹی بنتی ہے' اس کے office-bearers بھی بنتے ہیں۔ ممبرز بھی بنتے ہیں۔

but it fails to apply for registration within one month, therby they would incur disqualification, but if they comply with mandatory provision of section 3(b) and apply for registration within one month thereby they would not incur disqualification. Again we have to fall back on seet 8 of Political Parties Act of 1962, which exclusively deals with the disqualification of a member who has been elected or a member who is yet a person who is yet to be elected. It caters both the situation. And Section 8, Sir .....

رانا پھول محمد خاں: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ میں جناب کی وساطت سے جناب ایڈووکیٹ جنرل صاحب سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آیا پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ میں کہیں یہ درج ہے کہ کوئی منتخب شدہ رکن کسی جماعت میں رجسٹر ہونے کے لئے اپنے آپ کو پیش کرے گا تو disseat ہو جائے گا۔ اگر یہ نہیں ہے تو یہ تمام بحث بے معنی ہے۔ یہ بتائیں کہ کہیں یہ درج ہے کہ اس کی پاکستانی شہریت ختم کر دی جائے گی۔ آئین بحال ہونے کے بعد ہر پاکستانی شہری کو یہ حق ہے کہ وہ کسی پولیٹیکل پارٹی میں جائے یا نہ جائے۔ کیا وہ ممبر ہے یا ممبر نہیں ہے۔ کسی رکن پر کوئی پابندی نہیں ہے کہ وہ بغیر رجسٹر ہوئے اپنے ارادے کے مطابق کسی پارٹی میں شامل ہو جائے۔ جیسا کہ مخدوم زادہ صاحب نے اس ہاؤس میں فرمایا تھا جب کہ پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ بھی نہیں بنا تھا کہ میں مسلم لیگی ہوں اور میں نے ان سے یہ عرض کی تھی کہ پولیٹیکل پارٹی کا نام نہ لیجئے ورنہ کوئی ہائی کورٹ میں چلا جائے گا اور وہ ریکارڈ پہ موجود ہے۔ وہ ٹیپ موجود ہے جہاں مخدوم زادہ صاحب نے فرمایا تھا کہ میں مسلم لیگ کا ممبر ہوں مسلم لیگ کا صدر ہوں۔ اگر وہ پولیٹیکل پارٹی ایکٹ بننے سے پہلے یہ فرما سکتے ہیں' آج یہ اعتراض نہیں کر سکتے کہ کوئی آدمی کسی پولیٹیکل پارٹی کا ممبر نہیں بن سکتا۔

(نعرہائے تحسین)

جناب سپیکر: ایڈووکیٹ جنرل صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

ایڈووکیٹ جنرل: میں جناب عرض کر رہا تھا۔ میں جناب کی توجہ 8 کی طرف دلائی تھی جو کہ صفحہ 373 پر ہے اور اس میں ممبرز کی disqualifications دی ہوئی ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ

On 12th of January, 1985, there was a positive disqualification. By means of act of legislation it was incorporated as clause 3 of Section. But on 17th of January, 1985, within five days that disqualification was removed. It was not on the status any more. That was the only disqualification which could be attracted in the present case. Since it has been deleted, it is not in the law and Article 63 also says that any disqualification laid down under any law. P.O. 5 also deals with a law, a definite law, i.e. Political Parties Act. As far political Parties Act is concerned, Sir, there is no such disqualification as being discussed here. Therefore, Sir, no provision of law viz. a. viz. disqualification would be attracted to the case of a person who joins the political party and becomes its office-bearer.

Thank you.

جناب سپیکر: شکریہ!

مخدوم زادہ سید حسن محمود: May I ask?

جناب سپیکر: مخدوم زادہ صاحب اب اس کی ضرورت ہے؟ میں نے اپنے لئے ان سے دریافت کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس پہ آپ دلائل دے چکے ہیں۔ اس پہ دونوں طرف سے arguments complete ہو گئے ہیں۔ اس معزز ایوان میں سے کوئی صاحب اس constitutional issue پر رولز کے اندر رہتے ہوئے کوئی بات کہنا چاہتے ہیں تو میری طرف سے اجازت ہے _____ پر نہیں صرف political aspects ——

غلام حیدر وائیں: جناب سپیکر! میں بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے آج پھر مجھے موقع دیا۔ میں صرف ایک گزارش کروں گا کہ جو سوال اس وقت پیش ہوا ہے اس سارے کا محور یہ ہے کہ پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کے تحت office-bearer ہونے پر ایک پولیٹیکل پارٹی کی disqualification کی گئی ہے۔ میں مختصراً گزارش کروں گا کہ پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ 1972ء سیکشن 4 صفحہ 371- یہ سیکشن کہتا ہے کہ Lawful political activities

"For anybody or individual or association of persons to form, organize or set-up a political party"

جس پولیٹیکل پارٹی ایکٹ کے تحت یہ نکتہ پیش کیا جا رہا ہے کہ اس سے جناب نام نہاد disqualification ہو گئی۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ وہی پولیٹیکل پارٹی ایکٹ کا سیکشن 4 از خود اجازت دیتا ہے That

"For anybody or individual or association of persons to form, organize or set up a political party"

اس لحاظ سے میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ اس کی رجسٹریشن سے پہلے تمام کی تمام کارروائی It is association of persons. اس کے تحت اس سے اگلی اس کارروائی کو پورا کرنے کے لئے کہ وہ ایک مہینے کے اندر اس ایسوسی ایشن آف پرسنز کو ایک پولیٹیکل پارٹی میں قانون کے مطابق ضابطہ کار میں لائیں۔ یہ قانون خود اس کا ایک لازمی جزو ہے۔ اس لئے جن لوگوں نے اکٹھے ہو کر اس کا جواز پورا کرنے کے لئے اور پھر پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ نے آپ کو یہ کہا کہ رجسٹریشن آف پارٹی کے لئے پارٹی کا منشور لائیں' اس کا manifesto لائیں۔ اس کے اکاؤنٹس لائیں اور اس کے office-bearers کی لسٹ لائیں۔ جناب والا! یہ ایک لازمی جزو ہے پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کے تحت پارٹیز رجسٹریشن کرانے کے لئے۔ یہ ایسوسی ایشن آف پرسنز

It is association of persons in the meaning of political parties Act.

اگر ایک مہینے کے اندر ان association of persons نے اس کی رجسٹریشن کے لئے apply نہیں کیا اور ان کی رجسٹریشن نہیں ہوئی تو پھر یہ بات تصور کی جا سکتی ہے کہ وہ disqualification میں آ سکتے ہیں یا نہیں۔

جناب وزیر صنعت : اگر ایک مہینے کے اندر ان association of persons نے اس کی رجسٹریشن کے لئے apply نہیں کیا اور ان کی رجسٹریشن نہیں ہوئی تو پھر یہ بات تصور کی جا سکتی ہے کہ وہ اس disqualification میں آ سکتے ہیں یا نہیں otherwise یہ قانون کا ایک لازمی جزو تھا پس اس کی تکمیل ہوئی ہے اور آئین کے fundamental rights کے restore ہونے کے بعد جو کہ asociation of persons political parties کے لئے political activities کے لئے اس کی اجازت دیتا ہے اس میں کسی قسم کا قطعاً کوئی ابہام نہیں ہے۔ ایک بات میں عرض کرتا چلوں کہ یہ دو دن سے جو بحث ہو رہی ہے اسے Rules of Procedure کے تحت ایسے سمجھتا ہوں جو کہ آئین

کے آرٹیکل 67 اور آئین کے آرٹیکل 127 کے تحت بنایا گیا ہے جیسے ہم میں سے کوئی فاضل رکن اندر آ کر بغیر کسی نقطہ اعتراض کے' بغیر کسی تحریک استحقاق کے' بغیر کسی تحریک التواء کے' بغیر کسی قرار داد کے اور قواعد انضباط کار جو کہ آئین کے تحت بنایا گیا اس کا کوئی وقفہ دیئے بغیر یہاں پر بحث کر رہا ہے اور وہ اس ایوان کا وقت ضائع کر رہا ہے۔ شکریہ!

رانا پھول محمد خان: جناب والا نے فرمایا تھا کہ آئین کی دفعہ 63 پڑھو یا الیکشن رولز پڑھو۔

جناب سپیکر: میں نے آئین کی دفعہ 63 کے بارے میں کہا تھا۔

رانا پھول محمد خان: وہ جناب اگر حذف نہیں ہوئی اور بحال ہے تو وہ میں پڑھ کر عرض کئے دیتا ہوں۔ اس کے لئے جناب والا اجازت ہے۔

جناب سپیکر: آپ اسے پڑھیں۔

رانا پھول محمد خان: کوئی شخص پارلیمنٹ کے رکن کے طور پر منتخب ہونے یا چنے جانے اور رکن ہونے کے لئے نا اہل ہو گا' اگر

(الف) وہ فاتر العقل ہو اور کسی مجاز عدالت کی طرف سے ایسا قرار دیا گیا ہو۔

جناب سپیکر: آپ ایسا کریں کہ آرٹیکل 63 کا سب رول (2) پڑھیں۔

رانا پھول محمد خان: آپ نے پہلے یہ سب رول (2) پڑھنے کے لئے نہیں فرمایا تھا۔ اس لئے میں نہیں پڑھ سکا۔

جناب سپیکر: یہ اب پڑھ دیں۔

رانا پھول محمد خان: میں آپ کو پہلے ایک پڑھ دیتا ہوں۔ جس کے تحت اس صوبائی اسمبلی کا ذکر کہیں نہیں آتا۔ یہ دفعہ 63 صرف قومی اسمبلی کے لئے ہے۔

جناب سپیکر: جناب اس کو آپ پہلے تھوڑا سا پڑھ لیں پھر ہم بیٹھ کر بات کریں گے۔

رانا پھول محمد خان: اسے پارلیمنٹ ایکٹ کے تحت ایسا لائحہ عمل قرار دے دیا جائے تو پھر یہ سوال پیدا ہو جائے کیا کوئی پارلیمنٹ کا رکن' رکن ہونے کے لئے اہل ہو گیا ہے تو سپیکر یا جیسی بھی صورت ہو چیئرمین یہ سوال چیف الیکشن کمشنر کو بھیجے گا۔ اگر چیف الیکشن کمشنر کی رائے یہ ہو کہ وہ رکن نااہل ہو گیا ہے تو وہ رکن نہیں رہے گا اور اس کی نشست خالی ہو جائے گی تو یہ جناب والا

پارلیمنٹ پر لاگو ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: اس کو آرٹیکل 127 کے ساتھ ملا کر پڑھیں جس میں کوئی چیز پارلیمنٹ کے بارے میں ہے۔

رانا پھول محمد خان: آرٹیکل 127 پڑھوں' آپ مجھے پہلے فرماتے تو میں یہ پڑھ دیتا۔ آپ نے دفعہ 63 کہا تھا وہ تو آپ کے دائرہ اختیار سے باہر ہے۔ ہمیں اس پر بحث کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ وہ بھی میں پڑھ لیتا کیونکہ میرا علم کم ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب آپ اسے تسلی سے گھر جا کر پڑھیں۔

رانا پھول محمد خان: بہت اچھا جناب میں پھر آپ کے چیمبر میں آ کر ہی آپ کی تسلی کراؤں گا کہ یہ آپ کے دائرہ اختیار سے باہر ہے۔

جناب سپیکر: جی شکریہ مہربانی۔ یہ اس پر دلائل مکمل ہو گئے ہیں اور اس پر اپنے Decision کو Defer کرتا ہوں Decision کے بارے میں یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ جو ابتدائی اعتراض جناب مخدوم زادہ صاحب کے اس کو پیش کرنے کے بارے میں کہ یہ Constitutional issue ہے کس Form میں پیش کیا جائے۔ This is yet to be do decided اس پر بھی فیصلہ ہونا باقی ہے اور اس کا Constitutional issue پر بھی فیصلہ ہونا باقی ہے کہ یہ Prima facie disqualificaion defer کا Case بنتا ہے یا نہیں اس کو میں Defer کرتا ہوں اور انشاء اللہ اس پر میں Decision دوں گا۔ اور آج کا وقت میں آدھے گھنٹے کے لئے Extend کرتا ہوں۔ یہ ہمارے پاس دو تین معمولی سے Business ہیں میں سمجھتا ہوں کہ دس پندرہ منٹ میں نکل جانا چاہیے۔

میاں محفوظ احمد: ہاؤس کو کمیٹی کی رپورٹ پیش کرنی ہے اگر اجازت ہو تو پیش کروں۔

جناب سپیکر: جی آپ پیش کریں۔

میاں محفوظ احمد: 1985ء پر مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ رپورٹ ایوان میں پیش ہوئی۔

میاں محفوظ احمد: میں مسودہ قانون اقتصادی منافی اخلاق و افعال پنجاب بابت 1985ء پر مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

میاں محفوظ احمد: میں مسودہ قانون' ہنگامی قانون' استداد قمار بازی پنجاب بابت 1985ء پر مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

میاں محفوظ احمد: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ہنگامی قانون' تمباکو نوشی نو عمر اشخاص مصدرہ 1985ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی معیاد میں مورخہ 31 مارچ 1986ء تک توسیع کی جائے۔

جناب سپیکر: ایوان کو تو کوئی اعتراض نہیں کیا توسیع کر دی جائے؟

(ہاؤس کی آواز کہ توسیع کر دی جائے)

(توسیع کر دی گئی)

رانا پھول محمد خان: اگر کوئی آدمی اس ہاؤس میں کسی قانون کو پیش کر دے۔ آیا وہ پھر اس کی مخالفت کرنے کا بھی حق رکھتا ہے؟ خود پیش کرنے والے کو مخالفت کے حق سے محروم ہونا پڑتا ہے۔

جناب سپیکر: یہ جب مخالفت کرے گا تو اس وقت دیکھا جائے گا۔

رانا پھول محمد خان: میاں صاحب کو سوچ لینا چاہیے۔

جناب سپیکر: یہ سات مرلہ ہاؤسنگ سکیم برائے دیہات پنجاب کا مسودہ ہے۔

چودھری اکرام الحق چیمہ: جناب والا! میں ایک رپورٹ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی آپ رپورٹ پیش کرنا چاہتے ہیں تو پیش کریں۔

وزیر مال: جناب سپیکر! میں سات مرلہ ہاؤسنگ سکیم برائے دیہات پنجاب کا مسودہ ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: سات مرلہ ہاؤسنگ سکیم برائے دیہات پنجاب کا مسودہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

وزیر مال: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے بے زمین مزارعین اور چھوٹے مالکان سے 75000

ایکڑ سرکاری اراضی کی پٹہ پر تقسیم کی سکیم کا مسودہ ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: ریونیو منسٹر صاحب کی طرف سے بے زمین مزارعین اور چھوٹے مالکان میں پچھتر ہزار ایکڑ سرکاری اراضی کی پٹہ پر تقسیم کا مسودہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

وزیر برائے لوکل گورنمنٹ: جناب والا! میں مختصر رپورٹ بابت کچی آبادیاں پنجاب ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: وزیر برائے لوکل گورنمنٹ کی طرف سے مختصر رپورٹ بابت کچی آبادیاں پنجاب' ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

حضرات! اس پر اتوار اور سوموار کو ان رپورٹوں پر بحث ہو گی۔ جو صاحبان اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اتوار کو بحث شروع ہونے سے پہلے ہمیں چٹوں کے ذریعے سے اپنے اسمائے گرامی سے آگاہ کریں گے۔ پھر اس کے مطابق جتنے دوستوں کو ہم اکاموڈیٹ کر سکے۔ ہم کوشش کریں گے کہ اس پر بحث میں حصہ لینے کے لئے زیادہ سے زیادہ دوستوں کے نام پکاریں اور ان کو اجازت دیں۔ اب یہ اجلاس اتوار دو بجے تک کے لئے ____ (آوازیں' چار بجے) چار بجے اس لئے نہیں کہ پرائم منسٹر صاحب یہاں آ رہے ہیں' ان کے فنکشن کے سلسلے میں آپ سب اراکین اسمبلی کو دعوت دی گئی ہے۔ دعوت نامے آپ کے پاس پہنچ جائیں گے۔ اس لئے اجلاس اتوار دو بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی اتوار 23 فروری 1986ء 2:00 بجے دوپہر تک لئے ملتوی کر دی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

اتوار' 23 فروری 1986ء
(یک شنبہ 13 جمادی الثانی 1406ھ)
جلد 5 ---- شمارہ 5

سرکاری رپورٹ

مندرجات

اتوار 23 فروری 1986ء

		صفحہ نمبر
تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ	----	383
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	----	384
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	----	422
مسئلہ استحقاق		
سوال نمبر 42/56 پر غلط جوابات کی فراہمی	----	433
سوال نمبر 558 پر غیر واضح جواب کی فراہمی	----	435
تحاریک التوائے کار		
رشوت روکنے میں حکومت کی بے بسی	----	439

(جاری) .....

.....(جاری)

		صفحہ نمبر
حکومت کے تعمیراتی اداروں میں کمیشن کی لعنت	-----	446
جناب سپیکر کی رولنگ		
تحریک التوائے کار بابت رول نمبر67	-----	450
کچی آبادیوں' 5 مرلہ' 7 مرلہ رہائشی سکیم پر ترقیاتی اخراجات	-----	454

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس

اتوار 23 فروری 1986ء
(یک شنبہ 13 جمادی الثانی 1406ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 2 بج کر 30 منٹ دوپہر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ
وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ
هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ
سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ○

سورۃ النحل ۱۶ پارہ ۱۴

اے پیغمبر لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ اور بہت ہی اچھے طریقے سے ان سے بحث کرو جو اس کے رستے سے بھٹک گیا۔ تمہارا پروردگار اسے بھی خوب جانتا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب۔

قادیانیوں کی طرف سے مسلم ناموں کا استعمال

☆ 95- **جناب مولانا منظور احمد چنیوٹی:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ: کیا یہ حقیقت ہے کہ ربوہ میں ضیاء الاسلام پریس اور حیات الاسلام پریس ناموں کے ساتھ اسلام کا لفظ استعمال کیا جا رہا ہے۔ جبکہ حالیہ امتناع قادیانی آرڈیننس کی دفعہ 298- سی کے تحت قادیانی اپنے لئے اسلام کا نام استعمال نہیں کر سکتے۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت متذکرہ بالا پریس کو ضبط کر کے ان کے مالکان کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ: حکومت کے ریکارڈ کے مطابق ربوہ میں ضیاء الاسلام پریس 1953ء میں حکومت کی منظوری کے بعد قائم ہوا اور ابھی تک چل رہا ہے۔ قانون مجریہ 1984ء جس کی رو سے تعزیرات پاکستان میں دفعات 298- بی اور 298- سی کا اضافہ کر کے مرزا غلام احمد کے پیرو خواہ ان کا تعلق ربوہ سے ہو یا لاہوری گروپ سے اقلیت قرار دیئے جا چکے ہیں جب کہ یہ لوگ اپنے اور اپنے بچوں کے لئے اسلامی نام استعمال کرتے ہیں اس طرح وہ اپنے اداروں کے لئے بھی اسلامی نام استعمال کرتے ہیں۔ یہ امر توجہ طلب ہے کہ دفعات 298- بی اور 298- سی تعزیرات پاکستان اس بارے میں خاموش ہیں جن امور کا وضاحتاً ذکر کیا گیا ہے ان کے بارے میں قانون کی خلاف ورزی قابل گرفت ہے اور اس میں حکومت کوئی کوتاہی نہیں کرتی۔ مذکورہ قانون میں ترمیم یا اضافہ وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہے۔ ربوہ میں حیات الاسلام نامی پریس حکومت کے علم میں نہ ہے۔

جناب سپیکر: اس پر کوئی ضمنی سوال؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا ضمنی سوال سے قبل ایک عرض کروں گا کہ سوال و جواب دونوں ہی ہاؤس میں پڑھے جائیں۔ اب اگر سوال نہ پڑھا جائے تو پھر اس سے پورا جواب سمجھ میں نہیں آتا۔ میں سمجھتا ہوں سوال و جواب دونوں ہی پڑھے جانے چاہئیں' یہ جواب جو وزیر صاحب نے دیا ہے کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ قادیانیوں کو 1974ء میں اقلیت قرار دیا گیا تھا یا 84 میں قرار دیا گیا تھا۔ دفعہ 298- بی اور 298- سی کا اضافہ کر کے انہیں اقلیت قرار دیا گیا تو وہ اپنے آپ کو

مسلمان ظاہر نہیں کر سکتے۔

وزیر اوقاف: سوال کا ایک حصہ تو میں سمجھتا ہوں۔ مگر میں ان کو زحمت دوں گا کہ باقی سوال دہرا دیں۔

جناب سپیکر: مولانا اپنا ضمنی سوال دہرا دیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: اس میں یہ لکھا گیا ہے کہ قادیانی 1984ء میں اقلیت قرار دیئے جا چکے ہیں میں نے یہ سوال کیا ہے۔ قادیانی 1984ء میں اقلیت قرار دیئے گئے یا 1974ء میں اقلیت قرار دیئے گئے اور آگے جو ذکر ہے قانون کی دفعہ 298- بی اور 298- سی کا اضافہ کر کے مرزا غلام احمد کے پیرو خواہ ان کا تعلق ربوہ سے ہو یا لاہوری گروپ سے اقلیت قرار دیئے جا چکے ہیں۔ یہ بات صحیح ہے کہ ان دفعات کے تحت ان کو جو اقلیت قرار دیا گیا تھا اس کی روشنی میں انہیں شعائر اسلامی کے استعمال کرنے سے روکا گیا تھا۔

وزیر اوقاف: یہ درست ہے کہ ان کو اقلیت 1974ء میں قرار دیا گیا تھا 1984ء کا ذکر اس آرڈیننس کا ذکر ہے جس کے تحت چند باتیں ایسی ہیں جن سے ان کو روکا گیا تھا۔ میں یہاں پر جناب مولانا صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس آرڈیننس کے نفاذ کے لئے ابھی وفاقی حکومت نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے اور جس میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے لوگوں کو شامل کیا گیا ہے جس کے حضرت مولانا اس کی ایکشن کمیٹی کے ممبر بھی ہیں اور میرا خیال ہے کہ اس کمیٹی کے تشکیل پا جانے کے بعد اس کا صحیح مقصد ہی یہی ہے کہ اس آرڈیننس کی implementation اور نفاذ صحیح ہو اور اس کے بعد یہ تمام چیزیں حل ہو جائیں گی' حکومت اس چیز کو محسوس کرتی ہے کہ بعض جگہوں پر کوئی کمی یا کوتاہی ہے اسے دور کیا جائے اس ضمن میں یہ کمیٹی تشکیل دی گئی ہے اور انشاء اللہ اس پر پورا پورا عمل ہو گا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جواب میں جو بتایا گیا ہے مگر اس میں 298- بی اور 298- سی میں یہ وضاحت نہیں ہے کہ وہ کسی ادارے کا نام کسی اسلامی نام پر رکھ سکتے ہیں یا نہیں۔ اس سلسلے میں میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وزیر موصوف نے اس امر کی تحقیق کی ہے کہ جو افراد ضیاء الاسلام کے نام پر کاروبار کر رہے ہیں وہ قادیانی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں یا لاہوری جماعت سے؟

وزیر اوقاف: اس ضمن میں تو میں کچھ عرض نہیں کر سکتا کہ اس کے مالک کا تعلق کس گروپ

سے ہے میں اس چیز کی طرف آتا ہوں جس کا مولانا بار بار ذکر فرماتے ہیں یعنی 298- بی اور 298- سی کا۔ تو میری اس میں گزارش یہ تھی کہ اس میں کچھ وضاحت ابھی باقی ہے اور کچھ ترامیم باقی ہیں جس پر غور ہو رہا ہے اور اس کمیٹی میں بھی اس پر غور ہو گا۔ کچھ لوگ اپنی دوکان کو دلکش بنانے کے لئے اس کو اسلامی نام دے دیتے ہیں اور اقلیتوں نے بھی بعض جگہوں پر اس قسم کے نام استعمال کئے ہوئے ہیں۔ جب کمیٹی اس پر غور کرے گی اور اس میں کچھ ترامیم ہو جائیں گی تو یہ چیز حل ہو جائے گی۔ میں عرض کروں گا کہ یہ دفعات 298- بی اور 298- سی سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ اقلیتوں کو شعائر اسلامی کے نام رکھنے سے روکا جائے اور وہ اپنا اسلامی نام نہیں رکھ سکتے۔ آپ کو معلوم ہے کہ وہ کمیٹی تشکیل پا گئی ہے اور اس میں آپ کی مجلس کے لوگوں کو شامل کیا گیا ہے۔ ان لوگوں کو اس کمیٹی میں اس لئے شامل کیا گیا ہے کہ اس میں جو خامیاں اور نقائص رہ گئے ہیں ان کو دور کریں اور اس معاملے کو حل کر لیں۔ میں آپ کی وساطت سے یہی عرض کروں گا کہ وہ اس کمیٹی کو ضرور دیکھیں۔

میاں عطا محمد قریشی: پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ مسئلہ مرکزی حکومت کا ہے' نہ کہ صوبائی حکومت کا۔ وزیر صاحب کو یہ کہنا چاہیے تھا کہ یہ مرکز کا مسئلہ ہے۔ اگر پنجاب اسمبلی اس بات میں کوئی فیصلہ کر لے تو کیا یہ پورے پاکستان پر لاگو ہو گا؟

وزیر اوقاف: جناب والا! میں نے تو یہی گزارش کی ہے کہ وفاقی حکومت نے یہ کمیٹی بنائی ہے۔ وہی اس پر غور کر رہی ہے۔ میں نے تو یہ مولانا صاحب کی معلومات کے لیے عرض کی ہے۔ میں نے یہ تو نہیں کہا کہ یہاں پر کوئی فیصلہ ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی مولانا صاحب' یہ آپ کا اس سوال کے متعلق آخری ضمنی سوال ہو گا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: ابھی میرے دو تین سوال باقی ہیں۔

جناب سپیکر: اس سوال کے متعلقہ اپنا آخری سوال فرمایئے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: تو میں اس ضمن میں آخری سوال یہ کروں گا کہ جو لوگ ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چلا رہے ہیں' یہ تو واضح ہے کہ وہ قادیانی جماعت ہے۔ اگر یہ لوگ اسی نام سے پریس استعمال کرتے رہیں اور اس سے وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں' یہ اس آرڈیننس کی زد میں آتا ہے یا نہیں؟ جس قانون میں صریحاً" اس امر کی ممانعت کی گئی ہے کہ کوئی قادیانی خود کو مسلمان ظاہر نہ کرے۔ نہ اشارتاً" نہ کفایتاً" اور نہ نقوش کے اعتبار سے۔ تو جب کہ وہ قادیانی ہیں اور غیر

مسلم ہیں' تو کیا اس نام سے ان کا مسلمان ہونا ظاہر نہیں ہوتا؟

وزیر اوقاف: جناب والا! میرے خیال میں تو اس نام سے یہ کہہ دینا ضروری نہیں کہ مالک ضرور مسلمان ہی ہو گا۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ بہت سے ایسے نام ہیں جو غیر مسلموں نے رکھے ہوئے ہیں۔ چونکہ یہ مسلمانوں کا ملک ہے' یہاں پر اکثریت مسلمانوں کی رہتی ہے۔ اس لئے اپنے گاہک کو attract کرنے کے لئے ایسے نام رکھ لیتے ہیں۔ تاہم میں ان سے پھر گزارش کروں گا۔ چونکہ میں موجود تھا' اس لئے میں بار بار ذکر کر رہا ہوں۔ انہی چیزوں کو دور کرنے کے لئے یہ کمیٹی تشکیل پائی ہے جس میں شاید مولانا صاحب اب موجود ہیں یا نہیں' کیونکہ ان کی جماعت نے خود نام دیئے ہیں۔ لیکن ذمہ دار لوگ اس میں موجود ہوں گے اور ان کی رہنمائی میں وہ کام کرے گی۔ تو یہ چیزیں دور ہو جائیں گی اور ضرور ہوں گی۔

چودھری اصغر علی گجر: کیا وزیر موصوف یہ بتانا گوارا فرمائیں گے کہ پاکستان کی دفعہ 298 (بی) اور 298 (سی) کو نافذ کر کے کن کن چیزوں سے قادیانیوں کو منع کیا گیا ہے؟

وزیر اوقاف: جناب والا! اس میں بہت زیادہ تفصیل چاہیے۔ کیونکہ 298 بی اور سی بہت لمبا ہے اگر آدمی اس کی تفصیل میں چلا جائے۔ لیکن اس وقت جو فوری طور پر ہوا تھا وہ یہ تھا کہ جن عمارات کو وہ مساجد کہتے ہیں اور جن کو ہم مساجد نہیں مانتے' نہ ہی وہ اس میں اذان دے سکتے تھے اور نہ ہی وہاں پر نماز پڑھ سکتے تھے۔ اگر اس کی تفصیل میں جانا ہو۔

جناب سپیکر: وہ تو پھر آپ کو پورا آرڈیننس پڑھنا پڑے گا۔

وزیر اوقاف: جی ہاں۔

جناب سپیکر: جناب مولانا منظور احمد چنیوٹی

مولانا محمد اشرف ہاشمی کی گمشدگی

☆ 97- **جناب منظور احمد چنیوٹی:** کیا وزیراعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ: کیا یہ حقیقت ہے کہ مولانا محمد اشرف ہاشمی کی گمشدگی پر مقدمہ درج ہوا مگر آج تک ملزمان گرفتار نہیں ہوئے اور نہ ہی آج تک برآمدگی کی جا سکی اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجوہ ہیں؟

وزیراعلیٰ: یہ درست ہے کہ مورخہ 10 مئی 1984ء کو قاری محمد اشرف ہاشمی کی گمشدگی کے بارے

میں خواجہ محبوب الٰہی منتظم مسجد شان اسلام گلبرگ لاہور نے رپورٹ نمبر 180 زیر دفعات 364-365 تعزیرات پاکستان تھانہ گلبرگ میں درج کروائی۔ رپورٹ کے مطابق قاری محمد اشرف ہاشمی 9 مئی 1984ء کو اپنے گھر سے کار نمبر 2747 پل۔ ایچ۔ ایچ میں نکلے تھے اور ان کو ہاؤس ٹریول ایجنسی واقع ڈیوس روڈ میں جانا تھا کیونکہ وہ ہانگ کانگ کا ٹکٹ لینے کا ارادہ رکھتے تھے۔

اس رپورٹ کے اندراج کے بعد مقامی پولیس نے قاری صاحب کی تلاش کے لئے تفتیش شروع کر دی اور اس امر کی ضرورت محسوس کر کے تفتیش قدرے اونچی سطح کے افسران کو کرنی چاہئے یہ کام اعلیٰ افسران کی ایک ٹیم کو سونپا گیا۔ قاری صاحب کی انگلیوں کے نشانات تو ان کی کار پر پائے گئے محفوظ کئے گئے کار فوارہ چوک مین گلبرگ کے قریب پائی گئی جملہ دستاویزات جن میں پاسپورٹ شناختی کارڈ' پی آئی اے کے ٹکٹ برائے کراچی' بنکاک اور ہانگ کانگ اور رسیدات جو ہاؤس ٹریول ایجنسی' ڈیوس روڈ نے جاری کی تھیں قبضہ پولیس میں لی گئیں۔

لاہور خاص اور لاہور کے نواح کے تمام تھانوں کو اور صوبہ کے تمام اضلاع کے تھانوں کو یہ کوائف فراہم کئے گئے تاکہ قاری اشرف صاحب کی نشاندہی ہو سکے۔ ان کے رہائشی علاقہ کے بہت سے لوگوں کو شامل تفتیش کر کے پوچھ گچھ کی گئی قاری صاحب کے گاؤں میانوالی سے شروع کر کے مسجد شان اسلام تک ان کی کیس ہسٹری کی پڑتال کی گئی کسی سابقہ دشمنی کی آج تک نشاندہی نہیں ہوئی۔ وہ ایک نیک نہاد مذہبی انسان تھے اور اسلام کی تبلیغ ان کا مشغلہ تھا مسجد شان اسلام کے معاملات میں کسی رخنے یا تنازعے کا کوئی معاملہ سامنے نہیں آیا۔

جن لوگوں پر شبہ کیا گیا ان سے مفصل اور مسلسل پڑتال اور دریافت کی گئی۔ لیکن قاری اشرف صاحب کی گمشدگی سے ان کا کوئی تعلق نہیں پایا گیا۔ تفتیش ابھی جاری ہے اور قاری صاحب کے اقرباء اور متعلقین اس امر سے بخوبی واقف ہیں۔

وزیر اوقاف: (چھپے ہوئے جواب میں مندرجہ ذیل اضافہ کیا گیا) اس کے بعد اجازت ہو تو میں تھوڑا سا عرض کر لوں۔ اس سلسلے میں' جیسا کہ کل کے اخبارات میں بھی خبر شائع ہوئی تھی' چیف منسٹر صاحب نے ایک سپیشل کمیٹی تشکیل دینے کا حکم فرما دیا ہے اور اس کی تفتیش کی رفتار کو اور تیز کرنے کا حکم دیا ہے' بلکہ میرا خیال ہے کہ اس میں خاص ٹائم کا بھی حکم فرما دیا ہے کہ اتنے وقت میں اس کی رپورٹ پیش کی جائے۔ تو اس سلسلے میں یہ کارروائی جاری ہے۔

جناب سپیکر: اس بارے میں کوئی ضمنی سوال؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی: ضمنی سوال۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم یہ بتلائیں گے کہ اس علاقے کے ایک مکتب فکر کے معروف عالم مفتی غلام سرور صاحب کو شامل تفتیش کیا گیا جس کے بارے میں مستغیث نے قاری محمد اشرف کے ساتھ واضح مخاصمت کی نشاندہی کی تھی؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف: جناب والا! میں عرض کر چکا ہوں کہ جن لوگوں کے متعلق کوئی نشاندہی کی گئی ہے' ان تمام کو شامل تفتیش کیا گیا ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: میں اپنی معلومات کی بنا پر عرض کرتا ہوں چونکہ رات میں ان کے ورثا سے ملا ہوں۔ انہوں نے یہ بتلایا ہے کہ بارہا کہنے کے باوجود ان کو شامل تفتیش نہیں کیا گیا اور اسی طرح اس علاقے میں جو قادیانی لوگ تھے اور جن کے بارے میں شبہ کیا گیا تھا تو کیا آپ بتا سکیں گے کہ اس سلسلے میں کس کس قادیانی سے' جو گلبرگ کے علاقے میں رہنے والے ہیں' تفتیش کی گئی اور انہیں شامل تفتیش کیا گیا؟ جبکہ اس قاری صاحب نے اغوا ہونے سے تھوڑا قبل مجھے ایک خط لکھا تھا کہ میری ایک قادیانی افسر سے گفتگو چل رہی ہے اور مجھے اس قسم کے حوالے چاہئیں' مجھے حوالے لکھ کر بھیجیں۔ میں نے وہ حوالے لکھ کر بھیجے جو پولیس کی فائل میں میرا وہ خط موجود ہے۔ تو اس علاقے سے کس کس قادیانی کو شامل تفتیش کیا گیا؟

وزیر اوقاف: مولانا صاحب کا پہلا فرمان یہ ہے کہ ان کے ورثا نے کچھ لوگوں پر شکوک کا اظہار کیا اور ان کو شامل تفتیش نہیں کیا گیا۔ اگر واقعی ایسی بات ہے تو ہم اس معاملے میں سختی سے نوٹس لینے کے لئے تیار ہیں کہ وہ کسی کی نشان دہی کریں اور ان کو شامل تفتیش نہ کیا جائے بلکہ ہم تو اس بات کی خواہاں ہیں کہ کوئی نشان دہی ہو اور کسی طرف یہ تفتیش چلے۔ اگر ایسی بات ہے تو یہ ابھی نام دے دیں۔ ہم ابھی ان کو شامل تفتیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔ پوری تفتیش ہو گی۔ جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ کن کن آدمیوں کو شامل کیا گیا' یہ تو بہت سے نام ہیں۔ بہت سے لوگوں کو شامل تفتیش کیا گیا ہے۔ اگر تمام کے نام چاہئیں تو اس کے لئے مجھے وقت درکار ہو گا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: آپ ان میں سے ایک دو قادیانیوں کے نام ہی بتا دیں۔ مفتی صاحب کے بارے میں جو پوچھا گیا ہے اور مستغیث اور ورثا کہتے ہیں کہ ان کو شامل تفتیش نہیں کیا گیا۔ اگر آپ وعدہ فرماتے ہیں کہ آئندہ شامل تفتیش کیا جائے گا تو ٹھیک ہے۔ وہ مطمئن ہو جائیں گے۔ اس

سلسلے میں میرا آخری سوال ہے کہ اسلم قریشی' جسے اغوا ہوئے تین برس ہو چکے ہیں اور اشرف ہاشمی صاحب جیسے سنگین واقعات جو حکومت کو بدنام کرنے والے ہیں ان کی روک تھام کے لئے حکومت نے آئندہ کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں؟ نیز جن علاقوں میں اس قسم کے خطرناک واقعات ہوئے ہیں اس علاقے کے ذمہ دار افسران کی تنزلی یا ان کے خلاف اور کسی قسم کی تادیبی کارروائی کی گئی ہے؟ اگر نہیں تو کیوں؟

نیز جن علاقوں میں اس قسم کے خطرناک واقعات ہوئے ہیں اس علاقے کے نمودار افسران کی تنزلی یا کسی قسم کی تادیبی کارروائی کی گئی ہے اگر نہیں تو کیوں۔

وزیر اوقاف: جناب والا اس میں آپ نے جیسا ذکر فرمایا ہے اس قسم کے cases ہوئے ہیں اور کسی افسر کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی ابھی معاملات زیر تفتیش ہیں اور چل رہے ہیں اور یہ چیز تو اس کے ریکارڈ میں آ جاتی ہے اس کے ذمے کوئی تفتیش ہو وہ اس کا سراغ لگانے میں کامیاب نہ ہو تو اس افسر کے ریکارڈ پر آتی ہے اور اس کی ترقی بھی متاثر ہوتی ہے۔ جہاں تک اقدامات کرنے کا تعلق ہے یقیناً نئے اقدامات بھی کئے گئے ہیں پولیس کو ٹرانسپورٹ اور وائرلیس سیٹوں سے لیس کیا جا رہا ہے تاکہ جرائم میں کمی ہو سکے اور ان پر قابو پا سکے۔ اس کی طرف توجہ دی جا رہی ہے اور مزید بھی اس سلسلے میں اگر مولانا کوئی رہنمائی کرنا چاہیں تو کریں اگر کوئی تجویز ہے تو وہ دیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ جس علاقے کے اور جس شہر کے یہ واقعات ہیں جیسا کہ اسلم قریشی کا واقعہ ہے اسے تین سال ہو چکے ہیں اور مختلف ٹیمیں تفتیش کرتی رہی ہیں لیکن آج تک کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر کسی بڑے افسر کا یا کسی بڑے حاکم کا بیٹا اغوا ہو جاتا ہے تو کیا اس کے لئے بھی اتنا طویل عرصہ لگتا اور پتہ نہ چلتا مگر آپ اس ڈویژن کے ذمہ دار پولیس افسر کے خلاف کوئی ایکشن لیتے اس کی تنزلی کر دیتے یا کوئی اور ایکشن لیتے تو میرا خیال ہے آئندہ ایسا کوئی واقعہ بھی نہ ہوتا اور اس کا بھی پتہ چل جاتا اس کے لئے ہمارے علم میں نہیں ہے کہ ابھی تک حکومت نے کوئی ایکشن لیا ہے اور ان افسران کی موجودگی میں اس قسم کے سنگین واقعات ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ مولانا صاحب ضمنی سوال نہیں ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: بہرحال میں ان سے گزارش کر رہا ہوں کہ انہوں نے اس سلسلے میں فرمایا ہے کہ ہماری کوئی رہنمائی کریں میں نے اس لئے پوچھا ہے کہ _____

جناب سپیکر: آپ وزیر موصوف سے ملاقات کر کے ان کو کوئی تجاویز دیں جیسا کہ انہوں نے کہا ہے کہ آپ تجاویز دیں ہم ان پر عمل کریں گے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: تجاویز تو بہت کافی دی جا چکی ہیں لیکن نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔

چودھری فضل حسین راہی: جناب سپیکر ملک صاحب نے ابھی ارشاد فرمایا تھا کہ کل کے اخبار کے حوالے سے کہ چیف منسٹر صاحب نے اس کیس کی تفتیش کے لئے ایک نئی ٹیم مقرر کی ہے اس کو وقت دیا گیا ہے کہ اتنے وقت کے اندر اپنی تفتیش مکمل کریں گے میں وہ قوت پوچھنا چاہوں گا۔

وزیر اوقاف: اس میں وقت درج نہیں ہے تاہم میں نے وقت کی بات ضرور کی ہے اور یہ جو کمیٹیاں تشکیل پائی ہیں جس میں مولانا اسلم قریشی صاحب کے ضمن میں بھی ایک کمیٹی تشکیل پائی ہے اس میں تحفظ ختم نبوت کے لوگوں نے اپنی ان کی بڑی مہربانی ہے بڑی شفقت ہے کہ اسلام کی خدمت کے لئے انہوں نے پیش کیا ہے ہم اس میں رہنمائی کریں گے اور ان کا ساتھ دیں گے اور انشاء اللہ ان کی رہنمائی میں زیر نگرانی میں صحیح کام کریں گی۔ ان کے لئے جو وقت مقرر ہوا وہ چار ماہ کے اندر اس کا فیصلہ کر لے۔

چودھری فضل حسین راہی: جناب سپیکر اگر چار ماہ میں وہ قائم کردہ کمیٹی اپنی رپورٹ تسلی بخش نہیں بھیجتی تو پھر کیا کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کسی مفروضہ پر کوئی ضمنی سوال نہیں کیا جا سکتا۔

چودھری فضل حسین راہی: میں اس لئے اٹھا رہا ہوں کہ ان چار ماہ کے اندر بھی کچھ نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر: یہ بھی ایک مفروضہ ہے۔

وزیر اوقاف: جناب سپیکر ان کو بڑی تسلی ہے۔

بیگم شاہین منور: ابھی وزیر صاحب نے ایک بیان دیا کہ انہوں نے پولیس کے لئے جدید Equiptment انہی چیزوں کے لئے کیا ہے اس ضمن میں میں ان سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے آرمڈ کار جو انہوں نے پولیس کے لئے منگوائی ہیں اور یہ بلٹس رائفل منگوائی ہیں وہ اس تفتیش کے لئے منگوائی گئی ہیں یا عوام کے لئے منگوائی گئی ہیں۔

وزیر اوقاف: امن و امان کے لئے منگوائی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: جناب اعجاز احمد شیخ _____

ہیروئن اور منشیات فروشوں کی رہائی

☆ 141- **اعجاز احمد شیخ:** کیا وزیراعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ: کیا یہ حقیقت ہے کہ گزشتہ سال کے دوران کم و بیش 12 نامی گرامی ہیروئن اور دیگر منشیات فروش گرفتار کئے گئے تھے اور انہیں ڈی۔ پی۔ آر کے تحت تین ماہ کے لئے نظربند کیا گیا تھا۔ مگر کچھ عرصہ بعد ہی انہیں رہا کر دیا گیا اگر ایسا ہے تو ان کی رہائی کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ: پندرہ ملزمان۔ ایم۔ این۔ او 12 کے تحت گرفتار ہوئے اور بحکم ڈی۔ ایم۔ ایل۔ اے گوجرانوالہ' تمام ملزمان تین ماہ کے لئے نظربند ہوئے' سوائے ایک ملزم جس کا نام محمد یوسف عرف گنجو ولد روڑا کو بحکم ڈی۔ ایم۔ ایل۔ اے کے تحت تین ماہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے ہی رہا کر دیا گیا تھا۔

فہرست ملزمان اور رہا ہونے کی تاریخ

	نام ملزم	نظربند ہونے کی تاریخ	رہا ہونے کی تاریخ
1-	نثار احمد ولد میراں بخش قوم تیلی رہائش محلہ کلی سیالکوٹ	20-1-1984	25-4-84
2-	محمد یوسف عرف گنجو ولد روڑا قوم راجپوت رہائش لہائی بازار سیالکوٹ	20-1-1984	19-3-84
3-	محمد حنیف عرف حنیفا چور ولد قادر بخش قوم انصاری رہائش بدی بازار سیالکوٹ	20-1-1984	13-4-84
4-	قیصر محمود ولد محمد اسلام قوم کشمیری رہائش رنگ پورہ' سیالکوٹ	20-1-1984	16-2-85
5-	محمد انور ولد حسن محمد قوم گجر رہائش وارڈ نمبر 7- سیالکوٹ	8-2-1984	8-2-85

	نام ملزم	نظربند ہونے کی تاریخ	رہا ہونے کی تاریخ
6-	محمد یونس بٹ ولد محمد شریف بٹ رہائش دارو وال سیالکوٹ	8-2-1984	8-2-85
7-	اکرم بیگ عرف بابر ولد افضل بیگ قوم مغل رہائش مسلم بازار سیالکوٹ	8-2-1984	8-2-85
8-	طارق محمود ولد محمد شریف ذات کھوکھر رہائش ناصر روڈ۔ سیالکوٹ	8-2-1984	7-8-1984
9-	شکیل احمد شاہ ولد محمد یوسف ذات سید رہائش ڈیفنس روڈ چائنہ چوک' سیالکوٹ	8-2-1984	7-9-1984
10-	شوکت عرف شوکا عرف لیکس ولد نواب دین ذات منہاس رہائش رام تلائی' سیالکوٹ	8-2-1984	13-4-1985
11-	لیاقت عرف ہلاکو ولد اعوان راکا ذات گجر محلہ بیڑی والا سیالکوٹ	8-2-1984	8-2-1985
12-	محمد بشیر ولد کالے خاں ذات ملک رہائش بابا دی بیڑی سیالکوٹ	4-3-1984	6-2-1985
13-	محمد اشفاق خاں ولد مشتاق احمد خاں ذات پٹھان رہائش رام تلائی سیالکوٹ	4-3-1984	15-1-1985
14-	لال حسین ولد منظور حسن ذات سید رہائش چوروڑا سیالکوٹ	8-3-1984	16-2-1985
15-	محمد طارق ولد محمد شفیع ذات کشمیری رہائش دارووال سیالکوٹ	8-2-1984	8-2-1985

جناب سپیکر: اس پر کوئی ضمنی سوال۔

چودھری فضل حسین راہی: جناب سپیکر میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ تین ماہ کے لئے جن ملزمان کو نظربند کیا گیا تھا کیا تین ماہ کے بعد ان کا آرڈر ریوائز ہوتا رہا ان ملزمان میں کسی کو 20 جنوری 1984ء

کو پکڑا گیا تھا۔ 16 فروری 1985ء کو چھوڑا گیا یہ تین ماہ تو نہیں بنتے یہ سال سے زائد کا عرصہ بن جاتا ہے۔ کیا ان لوگوں کے آرڈرز پر نظرثانی ہوتی رہی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا مطلب یہ ہے کہ ڈیٹینشن آرڈر میں توسیع ہوئی ہے۔

چودھری فضل حسین راہی: جی ہاں۔

وزیر اوقاف: جناب سپیکر میں عرض کر چکا ہوں کہ اس وقت مارشل لاء کا معاملہ تھا اور اب یہ گزر چکا ہے لیکن ہوتا یہ تھا کہ تین ماہ کے گزرنے کے بعد اس میں مزید تین ماہ کی توسیع کر دی جاتی تھی۔

چودھری فضل حسین راہی: جناب والا یہ نہیں کہ اس کو توسیع کیا جاتا تھا بلکہ نئے آرڈر آتے تھے کہ اس کو ریوائز کیا جاتا ہے اور اس کی نظربندی کا پھر تین ماہ کے لئے اعلان ہوتا تھا ہم جیلوں میں رہے ہیں ہم نے یہ نوٹ کیا ہے کہ نیا آرڈر آتا تھا۔ تین ماہ کے بعد پھر سے آرڈر آتا تھا ہم اس کو تین ماہ کے لئے توسیع کرتے تھے۔ وہ دوسرا آرڈر ہوتا تھا۔

جناب سپیکر: وزیر موصوف نے یہی عرض کیا ہے۔ وہ بھی یہی فرما رہے ہیں کہ آرڈر میں توسیع کی جاتی تھی۔

چودھری فضل حسین راہی: نثار احمد ولد میراں بخش جو فہرست کے نمبرشمار میں 1 پر دیا گیا ہے اس کا کوئی نظرثانی آرڈر ہوا تھا کیا اس کا مزید تین ماہ کے لئے آرڈر پر توسیع ہوئی تھی کیونکہ اس کو نظربند کیا گیا تھا کیونکہ یہ تین ماہ اور 5 دن یہ جیل میں رہا ہے۔ تین ماہ کے آرڈر تو ڈی۔ ایم۔ ایل۔ اے کے حکم سے یہ جیل میں رہا لیکن یہ 5 دن کس کے حکم سے جیل میں رہا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا سوال relevant بھی ہے لیکن مارشل لاء کے احکامات کی justification موجودہ گورنمنٹ کے وزراء دیں۔ یہ بات کچھ بنتی نہیں ہے۔ ڈی ایم ایل اے کے آرڈرز کے متعلق وزیر موصوف کیا کہہ سکتے ہیں کہ پانچ دن کیوں زیادہ ہو گئے پانچ دن کیوں کم ہو گئے۔

چودھری فضل حسین راہی: جناب والا! اب تو وہ سابق ڈی ایم ایل اے ہو گئے ہیں اب تو بتا دیں۔ اب تو کوئی خوف نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جناب اعجاز احمد شیخ صاحب _____

سیالکوٹ کی حدود میں ڈکیتی و راہزنی کی وارداتیں

☆ 120- اعجاز احمد شیخ: کیا وزیراعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تھانہ سٹی' تھانہ صدر اور تھانہ چھاؤنی سیالکوٹ کی حدود میں یکم جولائی 1984ء سے اب تک قتل ڈکیتی راہزنی کی کتنی وارداتیں ہوئیں۔ تفصیل علیحدہ علیحدہ بتائی جائے۔

(ب) کیا ان وارداتوں کے ملزمان گرفتار کئے جا چکے ہیں اگر نہیں تو کس کس واردات میں کون کون ملزم مفرور ہیں اور ان کے اب تک گرفتار نہ ہونے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیراعلیٰ:

(الف) تھانہ جات صدر' سٹی اور چھاؤنی سیالکوٹ کی حدود میں یکم جولائی 1984ء تا 29 مئی 1985ء قتل حرابہ اور راہزنی کی وارداتوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

قتل

کل رپورٹ	تسلیم	چالان	خارج	عدم پتہ	زیر تفتیش
39	39	28	-	1	10

حرابہ

15	14	8	1	1	5

راہزنی

20	16	11	2	1	6

تفصیل مقدمات قتل' ڈکیتی' راہزنی

از یکم جولائی 1984ء تا 29-5-85

تھانہ جات صدر سیالکوٹ' ٹی تھانہ چھاؤنی سیالکوٹ

(ب) تفصیل لف ہے۔

مقدمات قتل

تھانہ صدر واہ گزار 1-7-84 اقامت 29-5-85 حلقہ سیالکوٹ

نمبر شمار	نمبر مقدمہ	تاریخ	جرم	تھانہ	رپورٹ	تسلیم	خارج	عدم پتہ	چالان	کل تعداد ملزمان	گرفتار	
1	453	13-7-84	302/307	صدر	1	1	-	-	1	7	7	
2	511	2-8-84	302/307	صدر	1	1	-	-	1	-	1	
3	527	7-8-84	302/34	صدر	1	1	-	-	1	2	1	ملزم وسیم عباس کی گرفتاری بقایا
4	592	10-9-84	302	صدر	1	1	-	-	1	-	1	
5	595	12-9-84	302/148	صدر	1	1	-	-	1	7	7	بے گناہ
			307/194	صدر								
6	603	17-9-84	302/34	صدر	1	1	-	-	1	3	3	
7	618	16-10-84	302/34	صدر	1	1	-	-	1	3	3	
8	634	11-10-84	34/302/201	صدر	1	1	-	-	1	3	3	
9	651	16-10-84	302	صدر	1	1	-	-	-	-	-	زیر تفتیش
10	709	13-11-84	302	صدر	1	1	-	-	-	-	-	
11	17	14-1-85	302/307	صدر	1	1	-	-	1	-	1	

12	25	21-1-85	302/452	صدر	1	1	-	-	1	-	1	-	1
13	36	26-1-85	302	صدر	1	1	1	1					
14	133	21-3-85	302	صدر	1				-	-			زیر تفتیش
			127/79	صدر									
15	145	25-3-85	302	صدر	1	1	-	-	1	-	4		
16	151	26-3-85	302/307 148/149	صدر	1		-	-	-	-	-		زیر تفتیش کا موکی
17	159	30-3-85	302	صدر	1	1	-	-	1	-	1		
18	225	3-5-85	302	صدر	1	1	-	-	-	-	1		زیر تفتیش
19	249	12-5-85	302 148/149	صدر	1	-	-	-	-	-	-		زیر تفتیش
20	277	21-5-85	302/307 148/149	صدر	1	-	-	-	-	-	-		زیر تفتیش
21	278	21-5-85	302/307 148/149	صدر	1	-	-	-	-	-	-		زیر تفتیش

مقدمات قتل

سرکل ہیڈکوارٹر از یکم جولائی 84 تا 29-5-85 ضلع سیالکوٹ

نمبر شمار	نمبر مقدمہ	تاریخ	جرم	تھانہ	رپورٹ	تسلیم	خارج	عدم پتہ	چالان	کل تعداد	کل ملزمان گرفتار	ملزمان گرفتاری کے لئے
1	786	27-7-84	302	سٹی	1	1	-	-	1	2	2	-
2	879	22-8-84	302	سٹی	1	1	-	-	1	1	1	-
3	967	25-10-84	302	سٹی	1	1	-	-	1	1	1	-
4	1151	17-11-84	302	سٹی	1	1	-	-	1	1	1	-
5	1225	5-12-84	302	سٹی	1	1	-	-	1	1	1	-
6	1259	15-12-84	302	سٹی	1	1	-	-	1	1	8	-
7	48	21-1-85	302/34	سٹی	1	1	-	-	1	4	4	-
8	95	6-2-85	302/34	سٹی	1	1	-	-	1	2	2	-
9	114	11-2-85	302	سٹی	1	1	-	-	1	2	2	-
10	206	12-3-85	302	سٹی	1	1	-	-	1	1	1	-
11	216	14-3-85	302/34	سٹی	1	1	-	-	4	4	1	3 پتہ ارشد [illegible]

نمبر شمار	نمبر مقدمہ	تاریخ	جرم	تھانہ	رپورٹ	تسلیم	خارج	عدم پتہ	چالان	کل تعداد	کل ملزمان گرفتار	ملزمان گرفتاری کے لئے
12	206	2-5-85	302/34	سٹی	1	1	-	-	1	-	1	-
13	419	4-5-85	302/34	سٹی	1	1	-	-	1	1	1	-
14	427	8-5-85	302	سٹی	1	1	-	-	41	1	-	نہ معلوم اندھا قتل
15	273	30-9-84	302	چھاؤنی	1	1	-	-	1	2	2	-
16	281	12-10-84	302	چھاؤنی	1	1	-	-	1	4	4	-
17	90	17-4-85	302	چھاؤنی	1	1	-	-	-	-	-	اندھا قتل
18	408	3-5-85	302	سٹی	1	1	-	-	1	1	1	-

نوٹ : مقدمہ 216 مورخہ 14-3-85 جرم 302/34 دفعہ تھانہ سٹی سیالکوٹ میں مطلوب ملزمان محمد شریف عرف پپو' محمد ارشد پسران احمد علی ارائیں سکنہ پھلی گھر سیالکوٹ گلاتین کیس پہلے مقدمہ جرم 302 دفعہ میں اور اس مقدمہ میں مجرم اشتہاری ہیں جن کی گرفتاری کے لئے ایک سپیشل ٹیم مقرر کی گئی ہے۔ انشاء اللہ جلد کامیابی ہو گی۔

مقدمات حرابہ 84-7-1 از 85-5-29 اقامت ضلع سیالکوٹ

نمبر شمار	نمبر مقدمہ	تاریخ	جرم	تھانہ	رپورٹ	تسلیم	خارج	عدم پتہ	چالان	کیفیت
1	422	6-7-84	20/6/79	صدر	1	1	-	-	-	زیر تفتیش اقتباسات حاصل کئے ہوئے مقدمہ 422
2	430	7-7-84	20/6/79	صدر	1	1	-	-	-	زیر تفتیش اقتباسات حاصل کئے گئے۔
3	483	24-7-84	20/6/79	صدر	1	1	-	-	1	2 گرفتار
4	558	22-8-84	17/6/79	صدر	1	1	-	-	-	ٹریس نہ ہو سکا
5	659	18-10-84	17/6/79	صدر	1	1	-	-	-	
6	714	19-11-84	17/6/79	صدر	1	1	-	1	-	
7	146	25-3-85	17/6/79	صدر	1	1	-	-	1	4 گرفتار
8	169	4-4-85	17/6/79	صدر	1	1	-	-	-	
9	175	7-4-85	382	صدر	1	1	-	-	1	3 گرفتار
10	178	8-4-85	382	صدر	1	1	-	-	1	3 گرفتار

مقدمات راہزنی از 1-7-84 تا 29-5-85 ضلع سیالکوٹ

نمبر شمار	نمبر مقدمہ	تاریخ	جرم	تھانہ	رپورٹ	تسلیم	خارج	عدم پتہ	چالان	کیفیت
1	429	7-7-84	20/6/79	صدر	1	1	-	-	1	4 گرفتار
2	512	3-8-84	382	صدر	1	1	-	-	1	2 گرفتار
3	541	14-8-84	382	صدر	1	1	-	-	1	2 گرفتار
4	610	25-9-84	17/6/79	صدر	1	1	-	-	1	4 گرفتار
5	7	7-1-85	382	صدر	1	1	-	1	-	عدم پتہ
6	24	20-1-85	389	صدر	1	1	-	-	-	زیر تفتیش گرفتاری بقایا
7	72	12-2-85	382	صدر	1	1	-	-	1	2 گرفتار
8	92	1-3-85	382	صدر	1	1	-	-	1	2 گرفتار
9	104	8-3-85	382	صدر	1	1	-	-	1	1 گرفتار
10	149	25-3-85	382	صدر	1	1	-	-	-	زیر تفتیش۔ ٹریس نہ ہوا
11	238	10-5-85	382	صدر	1	1	-	-	-	زیر تفتیش۔ ٹریس نہ ہوا

سرکل ہیڈکوارٹر۔ مقدمات راہزنی۔ ضلع سیالکوٹ

از 1-7-84 تا حال 29-5-85

نمبر شمار	نمبر مقدمہ	تاریخ	جرم	تھانہ	زیر تفتیش	ملزمان گرفتار	بقیہ ملزمان جن کی گرفتاری بقایا
1	680	4-7-84	382	سٹی	چالان	1	-
2	907	30-8-84	382	سٹی	چالان	2	-
3	979	26-9-84	382	سٹی	چالان	1	-
4	1	1-1-85	382	سٹی	زیر تفتیش	1	نصیر عرف جیرا ولد بشیر جٹ سکنہ چوک بری والا
5	346	21-4-85	382	سٹی	زیر تفتیش	1	-
6	202	9-7-84	382	چھاؤنی	خارج	-	-
7	272	30-9-84	382	چھاؤنی	خارج	-	-
8	3	6-1-85	394	چھاؤنی	چالان	1	-
9	87	15-4-85	382	چھاؤنی	زیر تفتیش	-	-

مقدمات حرابہ 1-7-84 تا حال

1	779	25-7-84	17/6/79	سٹی	چالان	4	-
2	1017	13-10-84	17/6/79	سٹی	خارج	-	-
3	1069	26-10-84	17/6/79	سٹی	چالان	2	-
4	1124	11-4-84	17/6/79	سٹی	چالان	2	-
5	1252	13-12-84	17/6/79	سٹی	چالان	3	-

نوٹ :۔ محمد نصیر عرف جیرا ولد محمد بشیر قوم جٹ سکنہ چوک بیری والا ملکیت مقدمات 86-1-2 1/85-346/86 میں مطلوب ہے۔ پہلے مقدمات مرقہ جن میں مجرم اشتہاری ہے۔ جن کی گرفتاری کے لئے ایک سپیشل ٹیم مقرر کی گئی ہے' انشاء اللہ جلد کامیابی ہو گی۔

تفصیل مقدمات قتل، ڈکیتی، راہزنی

از یکم جولائی 1984ء تا 29-5-85

تھانہ جات صدر سیالکوٹ، ٹی تھانہ چھاؤنی سیالکوٹ

قتل

	کل رپورٹ	تسلیم	چالان	خارج	عدم پتہ	زیر تفتیش
تھانہ صدر	21	21	13	-	1	7
تھانہ ٹی	15	15	13	-	-	2
تھانہ چھاؤنی	3	3	2	-	-	1
میزان	39	39	28	-	1	10

حرابہ

تھانہ صدر	10	10	4	-	1	5
تھانہ ٹی	5	4	4	1	-	-
تھانہ چھاؤنی	-	-	-	-	-	-
میزان	15	14	8	1	1	5

راہزنی

تھانہ صدر	11	11	7	-	1	3
تھانہ ٹی	5	5	3	-	-	2
تھانہ چھاؤنی	4	-	1	2	-	1
میزان	20	16	11	2	1	6

جناب سپیکر: حاجی مقصود احمد بٹ _____

قانون کرایہ داری میں ترمیم

☆ 473- حاجی مقصود احمد بٹ: کیا وزیراعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ قانون کرایہ داری کی ترمیمات جو 1979ء میں بذریعہ آرڈیننس کی گئی تھیں کے تحت مالکان نے ذاتی ضرورت کے لئے دوکانیں خالی کرا کر دوبارہ پگڑی پر دینے کا کاروبار شروع کر رکھا ہے۔ جس کے خلاف ملک بھر کے تاجر گزشتہ چھ برس سے جدوجہد کر رہے ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ترمیمات کو منسوخ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔

وزیراعلیٰ:

(الف) دوکانوں کو پگڑی پر دینے کے متعلق محکمہ امور داخلہ کے علم میں کوئی ثبوت نہیں۔ کیونکہ یہ بات ریکارڈ پر نہیں آتی۔

(ب) قانون کرایہ داری آرڈیننس مجریہ 1959ء میں ترمیم کا معاملہ وفاقی حکومت/ صوبائی حکومت کے زیر غور ہے۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب کوئی ضمنی سوال؟

حاجی مقصود احمد بٹ: کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ یہ معاملہ وفاقی حکومت کے زیر غور کتنے عرصہ سے چل رہا ہے؟

وزیر اوقاف: جناب والا! اس کے متعلق میں صحیح مدت عرض نہیں کر سکتا۔ اگر یہ علیحدہ اس پر سوال دے دیں تو میں صحیح تاریخ عرض کر دوں گا مگر اس پر خاصا ٹائم ہو گیا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب والا! تھوڑا سا بتا دیں کہ کتنا وقت ہو گیا ہے۔ خاصا ٹائم تو دو سال، چار سال چھ سال بھی ہو سکتا ہے۔ یہ کچھ عرصہ تو بتائیں۔

جناب سپیکر: آپ اپنا سوال دہرائیے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب والا! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ قانون کرایہ داری آرڈیننس

مجریہ 1979ء میں ترمیم کا معاملہ وفاقی حکومت کے زیر غور ہے۔ تو میں نے ان سے یہ پوچھا ہے کہ کیا وزیر موصوف بتلائیں گے کہ یہ معاملہ کب سے وفاقی حکومت کے زیر غور ہے۔

جناب سپیکر: وفاقی حکومت کی jurisdiction کے بارے میں صوبائی حکومت کے کس وزیر کے لئے لازم نہیں کہ وہ صحیح جواب آپ کی خدمت میں پیش کریں۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب والا! میں نے یہ پوچھا ہے کہ انہوں نے یہ معاملہ کب سے وفاقی حکومت کو بھیجا ہوا ہے یا کب سے زیر غور ہے۔ یعنی دو مہینے ہوئے چار مہینے ہوئے ایک سال ہوا تو یہ معاملہ کب سے بھیجا ہے۔ یہ فرما رہے ہیں کہ یہ معاملہ زیر غور ہے تو انہوں نے کب بھیجا تھا؟

جناب سپیکر: آپ نے ارشاد فرمایا ہے صوبائی حکومت نے وفاقی حکومت کو اس سلسلے میں کوئی سفارشات بھیجی ہیں؟

وزیر اوقاف: جناب بھیجی نہیں۔ ان کے اپنے ہی زیر غور ہیں اور اس کی روشنی میں صوبائی حکومت بھی غور کر رہی ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب والا! وزیر موصوف نے ج (ب) میں فرمایا ہے "قانون کرایہ داری آرڈیننس مجریہ 1959ء میں ترمیم کا معاملہ وفاقی حکومت / صوبائی حکومت کے زیر غور ہے" وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت دونوں کے متعلق لکھا ہے۔ میں نے ان سے یہی پوچھا ہے کہ یہ معاملہ کب سے زیر غور ہے؟

جناب سپیکر: آپ صرف یہ تشریح فرما دیں کہ آپ کے جواب میں وفاقی حکومت / صوبائی حکومت کا ذکر ہے۔

وزیر اوقاف: جناب والا! وفاقی حکومت جب اس کے متعلق فیصلہ کرے گی تو اس کی روشنی میں صوبائی حکومت بھی چلے گی۔ یہ معاملہ صوبائی حکومت کے بھی زیر غور ہے مگر اس جیسے معاملے پر سنٹر میں جو فیصلہ ہو گا صوبائی حکومت اس کو follow کرے گی۔ اگر معزز رکن کا زور اس بات پر ہے کہ کب سے زیر غور ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ اس کے اطلاق کے فوری ہی بعد' چند ماہ ہی بعد یہ چیز دوبارہ وہاں پر زیر غور ہے کہ اس میں سقم رہ گئے ہیں تو قانون کرایہ داری کی ترمیمات جو 1979ء میں بذریعہ آرڈیننس کی گئی ہیں کا جو ذکر کیا گیا ہے اس کے چھ مہینے یا سال کے اندر سے ہی زیر غور ہے۔

جناب سپیکر: اور اس کا جواب یہ ہے کہ جب تک وفاقی حکومت اس کا کوئی فیصلہ نہیں ہوتا صوبائی حکومت اس پر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی۔

وزیر اوقاف: جناب والا! صوبائی حکومت مرکزی حکومت کو follow کرے گی۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب آپ کا کوئی اور ضمنی سوال ہے؟

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب والا! ضمنی سوال تو یہ ہے لیکن میں پہلے ہی جواب سے مطمئن نہیں ہو سکا۔ میں نے یہ پوچھا تھا کہ یہ معاملہ زیر غور کب سے ہے۔ یعنی چھ سال سے اس سے ترامیم ہو چکی ہیں۔ تو انہوں نے یہ معاملہ وفاقی حکومت کو کب بھیجا تھا اس کا جب جواب آئے گا وہ تو بعد کی بات ہے۔ لیکن یہ تو بتائیں کہ انہوں نے وفاقی حکومت کو کب بھیجا؟

جناب سپیکر: وزیر موصوف نے اپنے جواب میں یہ نہیں فرمایا کہ ہم نے وفاقی حکومت کو بھیجا ہے۔ انہوں نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ یہ وفاقی حکومت کے بھی زیر غور ہے اور صوبائی حکومت کے بھی زیر غور ہے اور وفاقی حکومت اس پر کوئی فیصلہ کرے گی تو صوبائی حکومت اس کی روشنی میں کوئی فیصلہ کرے گی۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب والا! اس پر میں ایک نیا ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔ کہ کیا وزیر موصوف یہ بات بتائیں گے کہ قانون کرایہ داری کی ترامیم کے بارے میں صدر پاکستان محمد ضیاء الحق صاحب نے ایک کمیٹی تشکیل دی تھی جس کے سربراہ گورنر سرحد مقرر ہوئے تھے اور پنجاب کی طرف سے ہمارے لاء منسٹر صاحب اس کے ممبر بنے تھے۔ تو اس کمیٹی کی آج تک کیا کارکردگی سامنے آئی ہے؟

وزیر اوقاف: جناب والا! اس کمیٹی کی رپورٹ کے متعلق تو میں اس وقت کچھ نہیں کہہ سکتا۔ معزز رکن نیا سوال دے دیں تو اس کی رپورٹ پیش کر دی جائے گی۔ تاہم اس پر ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب والا! کیا یہ درست نہیں کہ وزیر موصوف اس کے متعلق کچھ نہیں جانتے یہ تو لاء منسٹر صاحب ہی جواب دے سکتے تھے۔

وزیر قانون: جناب والا! اگر آپ بہتر سمجھتے ہیں تو میں جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔ لاء منسٹر صاحب ارشاد فرمائیں۔

وزیر قانون: جناب والا! میں یہ عرض کروں کہ یہ درست ہے کہ ایک کمیٹی تشکیل ہوئی۔ اس کمیٹی کا ہیڈ میں تھا جس کے ذمے کافی سارے قوانین کو review کرنا مطلوب تھا۔ لیکن اس میں دو تین قوانین یہ تھے۔ Rent Restriction Ordinance Family Laws اور تیسرا ایک اور قانون تھا۔ اس بارے میں تمام صوبوں کو representation دینے کے بعد ہم نے اپنی رپورٹ مکمل کرنے کے بعد اور پاکستان لاء کمیشن اور تمام ہائی کورٹ کے چیف جسٹس صاحبان جو کمیٹی کے ممبر تھے ان کی رپورٹ کو بناتے ہوئے ہم نے ایک رپورٹ تیار کی جو فیڈرل گورنمنٹ کو بھجوا دی۔ ہم نے اپنی طرف سے اس وقت کام مکمل کر کے بھجوا دیا تھا اور وہ وہیں سنٹر میں pending ہے وہاں کے متعلق ہمیں علم نہیں کہ انہوں نے کیا کارروائی کی ہے۔ پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے یا ہمارے ذمے جو کام تھا وہ ہم نے مکمل کر کے بھجوا دیا تھا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب ملک اللہ یار خاں صاحب! آپ کوئی ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں۔

ملک اللہ یار خاں: جناب۔ میں یہی پوچھنا چاہتا تھا جس کا جواب دے دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال۔ جناب مقصود احمد بٹ صاحب۔

قانون کرایہ داری کی ترمیمات مجریہ 1979ء کی تنسیخ

☆474- حاجی مقصود احمد بٹ: کیا وزیراعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) قانون کرایہ داری کی ترمیم 1979ء کے تحت کل کتنے کرایہ داران بے دخل ہوئے ہیں اور مالکان جائیداد کتنی بے دخل شدہ جائدادیں اپنے ذاتی مصرف میں لائے ہیں۔

(ب) صوبائی حکومت نے مذکورہ ترمیمات کی تنسیخ کے سلسلے میں وفاقی حکومت کو کیا سفارشات بھیجی ہیں اور اگر نہیں بھیجیں تو کیوں؟

(ج) کیا حکومت نے قانون کرایہ داری کی ترمیمات مجریہ 1979ء کی تنسیخ کے لئے کوئی عملی قدم اٹھایا ہے جن کے خلاف تاجران برادری عرصہ گزشتہ چھ سال سے سخت جدوجہد کر رہی ہے۔

وزیراعلیٰ:

(الف) حکومت کے پاس ایسے کوئی اعداد و شمار فی الحال موجود نہیں ہیں۔ البتہ ہائی کورٹ کو

اعداد و شمار فراہم کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔

(ب) حکومت نے قانون کرایہ داری کی ترمیمات مجریہ 1969ء کی تنسیخ کے لئے کوئی اقدام نہیں کیا البتہ محکمہ امور داخلہ نے وفاقی حکومت کو سفارشات بھجوائی ہیں۔ جو درج ذیل ہیں۔

(1) ایسے مقدمات میں جہاں رینٹ کنٹرولر اور ڈسٹرکٹ جج کے فیصلے متضاد ہوں دوسری اپیل کا حق بحال کیا جائے۔

(2) رینٹ کنٹرولر کو یہ اختیار حاصل ہو کہ وہ مقدمے کی سماعت سے پہلے فریقین میں سمجھوتہ کرا دے۔ ایسے معاملات میں رینٹ کنٹرولر مالک جائیداد اور کرایہ دار کے نمائندوں اور فریقین کی رضامندی سے ایک ثالث پر مشتمل کمیٹی تشکیل دے۔ جہاں ثالث کی تقرری پر فریقین رضامند نہ ہوں' کنٹرولر از خود کسی کو ثالث مقرر کرے۔ جس کا تعلق ترجیحاً" اس علاقے سے ہونا چاہیے۔ جہاں جائیداد واقع ہو۔ کمیٹی ایک ماہ میں کام مکمل کرے بصورت دیگر یہ تصور کیا جائے کہ سمجھوتے کی طرف پیش قدمی ناکام ہو گئی ہے۔

(ج) جواب جزو (ب) میں دیا جا چکا ہے البتہ ایسے مقدمات جن میں رینٹ کنٹرولر اور ڈسٹرکٹ جج کے فیصلے متضاد ہوں ان میں دوسری اپیل کا حق دیئے جانے کا معاملہ صوبائی کابینہ میں غور کے لئے بھیجا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب والا! میں ایک ضمنی سوال یہ کرنا چاہتا ہوں کہ کیا وزیر موصوف یہ بات بتلائیں گے کہ ہائی کورٹ کو جو اعداد و شمار اکٹھے کرنے کے لئے کہا گیا ہے وہ کس تاریخ کو کہا گیا ہے اور آیا وہ اس کی نقل فراہم کر سکتے ہیں۔

وزیر اوقاف: میں ان کو اس کی نقل ضرور پیش کر دوں گا مگر اس وقت میرے پاس موجود نہیں ہے' تاہم اس سلسلہ میں ہائی کورٹ جواب موصول نہیں ہوا ہے۔ ویسے اگر مجھے اجازت ہو تو آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں یہ عرض کر دوں کہ وہ بھی یہ اعداد و شمار دینے میں ناکام رہی ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب والا! میرے پہلے سوال کا جواب بھی انہوں نے تسلی بخش نہیں دیا ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملہ میں وزیر موصوف کچھ جانتے ہی نہیں ہیں' میرا اور ضمنی سوال ہے۔ جو پہلے بھی ضمنی سوالات پوچھے گئے ہیں' ان کا جواب بھی تسلی بخش نہیں دیا گیا اور اب بھی جو پوچھ رہا ہوں' ان کا جواب بھی تسلی بخش نہیں ہے۔ میں نے ان سے یہ دریافت کیا ہے کہ ہائی

کورٹ میں جو انہوں نے اعداد و شمار کے لئے لکھا ہے' وہ کونسی تاریخ کو لکھا ہے۔ آیا مجھے اس کی نقل دے سکتے ہیں۔ نقل تو مل جائے گی' تاریخ بھی فرما دیں۔

وزیر اوقاف: میں exact تاریخ یہاں عرض نہیں کر سکتا' نقل ضرور پیش کر دوں گا۔

حاجی مقصود احمد بٹ: کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ یہ جو قانون ہے یہ پورے پاکستان میں لاگو ہے یا پنجاب کے تاجران پر سزا کے طور پر یہ قانون نافذ کیا گیا ہے۔

وزیر اوقاف: میں تو پنجاب کے متعلق عرض کر سکتا ہوں کہ یہ پنجاب میں لاگو ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب والا اگر یہ قانون واقعی صرف پنجاب کے لئے ہے تو وفاقی حکومت کا اس میں کون سا معاملہ ہے۔ جبکہ خود وزیر موصوف کہہ رہے ہیں کہ یہ پنجاب کے لئے ہے' تو اس میں وفاقی حکومت کا کیا دخل ہے۔

وزیر اوقاف: میں تو صرف پنجاب کے متعلق عرض کر رہا ہوں دوسرے صوبوں میں یہ ضرور ہو گا یہ وفاقی حکومت سے متعلق پہلے جیسے لاء منسٹر صاحب اس میں کہہ چکے ہیں وہ دوسری جگہوں پر ہے تبھی تو گورنر سرحد کو اس کا چیئرمین بنایا گیا تھا اور وہ کمیٹی بنائی گئی ہے' یہ دوسری جگہوں پر ہو گا۔ میں نے تو یہی عرض کی ہے کہ ہمارا جو پنجاب کا معاملہ ہے۔ میں وہی کہہ سکتا ہوں' میں اب پورے پاکستان' سارے ملک کا بیان ان کے سامنے کیسے دے دوں' وہ دوسری جگہوں پر ہے تو تبھی یہ ہو گا مگر ان کے سوال کا جواب یہی تھا کہ پنجاب کی حد تک یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہاں پر ہے' اب بھی میں یہی کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: معلوم ہوتا ہے کہ حاجی صاحب کی تسلی ہو گئی ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب والا! میری تسلی نہیں ہوئی ہے بالکل تسلی نہیں ہوئی ہے اور میں نے تو پہلے بھی کہا اور اب بھی کہتا ہوں کہ وزیر موصوف کو اس معاملہ میں بالکل علم نہیں ہے' اگر وزیر قانون اس سلسلہ میں جواب دیتے تو میرے خیال میں کہیں بہتر جواب ملتا بہرحال میری تسلی نہیں ہوئی ہے انشاء اللہ اس بارے میں دوبارہ کوئی اور سوال کروں گا۔

جناب سپیکر: میاں محمود احمد صاحب۔

وزیراعظم کے دورہ لاہور کے دوران ٹریفک کا انتظام

☆565- میاں محمود احمد:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 14 اگست 1985ء کو وزیراعظم پاکستان جناب محمد خان جونیجو کے مینار پاکستان کے جلسہ کے اختتام پر مینار پاکستان کی ملحقہ سڑکوں پر ٹریفک انتظامیہ کا کوئی افسر ٹریفک کنٹرول نہیں کر رہا تھا۔ نتیجتاً" رات تقریباً" بارہ بجے تک جی ٹی روڈ بادامی باغ سبزی منڈی و فروٹ منڈی مارکیٹ والی سڑک پرانے اور نئے راوی پل پر گھنٹوں ٹریفک جام رہی بلکہ پیدل چلنے والوں کو بھی کوئی راستہ نہیں ملتا تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ 14 اگست کے پروگرام سے پہلے ٹریفک انتظامیہ کی جانب سے اخبارات میں تمام راستوں کی مکمل نشاندہی کی گئی تھی۔ لیکن جلسہ کے اختتام پر ٹریفک انتظامیہ نے کوئی انتظام نہ کیا جس کی وجہ سے عوام کو سخت دشواری کا سامنا کرنا پڑا۔ بسوں کے دھواں کے سبب اور ٹریفک میں بے قاعدگی کی وجہ سے عوام کو انتہائی دشواری کا سامنا کرنا پڑا۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ٹریفک میں اس قدر بے قاعدگی کا سختی سے نوٹس لینے اور آئندہ ایسے مواقعوں پر ٹریفک انتظامیہ کے کار منصبی کو بہتر بنانے پر غور کرنے کے لئے تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیراعلیٰ:

(الف) 14 اگست 1985ء کو وزیراعظم پاکستان کی آمد کے سلسلہ میں وسیع پیانہ پر ٹریفک کی روانی کے بارے میں انتظامات کئے گئے تھے اور لاہور کی تمام سڑکوں پر ٹریفک پولیس کے افسران اور عملہ تعینات کیا گیا تھا جشن آزادی کی وجہ سے بے پناہ لوگ لاہور اور گرد و نواح سے شہر میں آئے ہوئے تھے اور آزادی کی خوشی میں نعرے لگا رہے تھے۔ اس جم غفیر کی وجہ سے ٹریفک سست ضرور ہوئی لیکن کہیں بھی بد نظمی نہ تھی اور نہ ہی انتظام ناقص تھا۔ مینار پاکستان کی ملحقہ اور عقبی سڑکوں پر جہاں باہر سے آئی ہوئی بسیں کھڑی تھیں۔ وہاں پر ٹریفک کا معقول انتظام تھا جس سے تمام لاہور میں گزشتہ سالوں کی نسبت ٹریفک بہتر طور پر چلتی رہی۔

ٹریفک کے موثر انتظام کی بدولت کسی سڑک پر بھی ٹریفک نہ رکی تھی اور نہ ہی کسی قسم کی دشواری پیدل چلنے والوں کو پیش آئی۔

صرف کچھ وقت کے لئے ٹریفک محض اس وجہ سے نئے راوی پل کے اس طرف

(شاہدرہ سائیڈ) دو ٹریلروں کے خراب ہو جانے کی وجہ سے رکی۔ جن کو ٹریفک پولیس نے زبردست جدوجہد کر کے سڑک سے ہٹا کر ٹریفک بحال کر دی۔

(ب) 14 اگست 1985ء سے پیشتر ٹریفک انتظامیہ نے اخبارات میں ٹریفک کے راستوں کی مکمل نشاندہی کی تھی اور جلسہ کے روز ان مقامات پر ٹریفک پولیس کی بھاری جمعیت تعینات کی گئی تھیں تاکہ ٹریفک کو موثر طور پر کنٹرول کر سکے۔ ٹریفک میں کوئی بے قاعدگی نہ ہوئی اور نہ ہی کوئی ایسی دشواری پیش آئی جو عوام کے لئے باعث تکلیف ہوئی۔

(ج) جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے ٹریفک میں کوئی بے قاعدگی یا بے ضابطگی نہیں ہوئی تھی تاہم ٹریفک کے انتظام کو مزید فعال بنانے کے لئے حکومت سے ٹریفک کی نفری میں اضافہ کے لئے استدعا کی جا چکی ہے۔

تاہم میں اس میں یہ ضرور عرض کروں گا کہ باوجود ان تمام انتظامات کے اتنے رش میں کچھ نہ کچھ دشواری کوئی نہ کوئی رکاوٹ ضرور آ جاتی ہے' وہ یہاں پر بیان نہیں کیا گیا اور میں سمجھتا ہوں کہ اتنے رش میں اور ایک ٹریلر کے خراب ہونے کی وجہ سے ٹریفک کچھ دیر کے لئے رکی ہے۔ جو ٹریلر آگے جا رہا تھا وہ خراب ہو گیا اور دوسرا ٹریلر اس کے پیچھے تھا رک گیا' کیونکہ وہ لانگ وہیکل ہونے کی وجہ سے وہاں پر مڑ نہیں سکتا تھا' جس کا جواب میں ذکر بھی کیا گیا ہے تاہم اس میں بہتری کے لئے ضرور غور ہو گا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں محمود احمد: جی جناب۔ جناب والا! کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ جناب وزیر موصوف بھی اس جواب سے مطمئن نہیں ہیں' جو انہوں نے فرمایا ہے کہ جواب میں یہ بات نہیں کہی گئی ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب' یہ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

میاں محمود احمد: جناب والا! پھر میری گزارش یہ ہے کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ قصور پورہ راوی روڈ پر ساری رات ٹریفک جام رہی۔

جناب سپیکر: کونسی سڑک پر؟

میاں محمود احمد: راوی روڈ پر مینار پاکستان کے ساتھ۔

جناب سپیکر: یہ تو پہلے آپ کے سوال میں بات آ چکی ہے اور اس کا جواب بھی آ چکا ہے۔

میاں محمود احمد: جناب میں عرض کرتا ہوں' اس کا جواب نہیں آیا ہے۔ اس میں سراسر غلط بیانی کی گئی ہے' میں بعد معذرت یہ عرض کروں گا کہ یہ دراصل جواب وزیر قانون کو دینا چاہیے' جن کے ذمہ یہ محکمہ ہے۔ وزیر اوقاف صاحب کو اس مسئلہ کا پورا علم نہیں ہے اور ویسے بھی میں یہ عرض کروں کہ اس رات میری اپنی گاڑی رش کی وجہ سے سڑک کے درمیان ساری رات کھڑی رہی' جو کہ دوسری صبح میرے گھر پہنچی۔ کیا اس بات کا جواب ان کے پاس ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے سوال کا جواب انہوں نے دیا ہے کہ بلا شبہ اس میں مشکلات پیش آئی ہوں گی' ٹریفک کا انتظام پراپر طریقہ سے نہیں کیا جا سکا ہو گا۔ اس میں آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے تو فرمایئے۔

میاں محمود احمد: جناب سپیکر! اس میں یہ بات لکھی گئی ہے کہ ٹریفک جام نہیں ہوئی ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ وہ ساری رات جام رہی ہے اس بات کا ان کے پاس کیا جواب ہے۔

جناب سپیکر: اس پر آپ کا ضمنی سوال کیا ہے۔

میاں محمود احمد: جناب میں نے عرض کیا ہے کہ یہ درست ہے کہ قصور پورہ راوی روڈ پر ساری رات ٹریفک جام رہی ہے۔

وزیر اوقاف: جناب والا! ایسی کوئی بات نہیں ہے اور جس بات کا انہوں نے ذکر فرمایا ہے کہ میری گاڑی تمام رات وہاں پر رہ گئی۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں وہاں پر ٹریلر کے خراب ہو جانے کی وجہ سے ٹریفک کچھ دیر کے لئے وہاں پر معطل رہی اور میں یہ بھی جناب کی وساطت سے ان کی خدمت میں عرض کر چکا ہوں کہ اتنے رش میں ضرور ٹریفک میں دشواری پیدا ہو جاتی ہے اور ہوتی ہے اور ہم نے بھی کئی دفعہ یہ دیکھا ہے اور ہوئی ہو گی اور میں اس سلسلہ میں ان سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ لاہور ایسی جگہ ہے اور یہ علاقہ خاص طور پر جس کا انہوں نے ذکر فرمایا ہے' یہاں پر مختلف اوقات میں اجتماعات اس قسم کے ہوتے رہتے ہیں جس طرح اس دن ہوئے اس میں اگر ان کی کوئی مناسب تجویز ہے یا وہ ہماری رہنمائی فرمائیں تو ہم اس سے پورا استفادہ کریں گے اور ان کا حق بھی بنتا ہے' یہ ان کا شہر ہے اور ان کا علاقہ بھی ہے یہاں پر ان کی کوئی تجویز ہے تو ہم اس کو welcome کرتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ مینار پاکستان کی ملحقہ اور عقبی

سڑکوں پر جہاں پر باہر سے آئی ہوئی بسیں کھڑی تھیں وہاں پر ٹریفک کا معقول انتظام تھا۔ کیا یہ بسیں وزیراعظم پاکستان کے جلسے میں شرکت کے لئے منگوائی گئی تھیں؟

جناب سپیکر: راہی صاحب اپنا سوال دہرائیے گا۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا وزیر موصوف نے جواب میں ارشاد فرمایا ہے کہ میٹار پاکستان کی ملحقہ اور عقبی سڑکوں پر' جہاں پر باہر سے آئی ہوئی بسیں کھڑی تھیں وہاں پر ٹریفک کا معقول انتظام تھا۔ کیا یہ بسیں وزیراعظم پاکستان کے جلسہ میں شرکت کے لئے منگوائی گئی تھیں؟

وزیر اوقاف: منگوائی نہیں تھیں' آئی تھیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا کیا اس بات کا خاص طور پر اہتمام کیا گیا تھا کہ ان بسوں کو جلسہ گاہ کی عقبی اور ملحقہ سڑکوں پر بسوں کو کھڑا کیا جائے تاکہ وہ رکاوٹ کا باعث نہ بنے۔ کیا وہ Buses ٹریفک پولیس نے ایک سائیڈ پر لگوائی تھیں؟

آوازیں: یہ سوال نہیں بنتا۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا سوال یہ بنتا ہے کہ پولیس کے ذریعے جلسے کو کامیاب کرنے کے لئے آدمیوں کو لایا گیا؟

جناب والا میرا صرف یہ سوال پوچھنے کا مقصد ہے کہ آپ پولیس کو ان کاموں کے لئے استعمال کرتے ہیں کہ جو Buses آپ جلسے کے لئے باہر سے منگوائیں ان بسوں کو ترتیب کے ساتھ ایک لائن میں لگواتے۔

ایک معزز رکن: راہی صاحب نے بات صرف اخبار میں نام لانے کے لئے کہی ہے۔ تاکہ ان کا نام اخبار میں درج ہو جائے اور کوئی بات نہیں ہے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا میرا نام تو پہلے ہی درج ہے۔

درج تھا نام جن کا تھانوں میں
آج شامل ہیں حکمرانوں میں

ہمارا نام تو اسمبلی میں پہلے ہی سے رجسٹرڈ ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میاں محمود احمد۔

ایم۔ آر۔ ڈی کے جلسہ کے دوران ٹریفک میں عوام کی مشکلات

☆568- میاں محمود احمد: کیا وزیراعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 11 ستمبر 1985ء کو لاہور کی انتظامیہ نے مختلف سڑکوں کو بلاک کر رکھا تھا۔ جس سے مختلف سڑکوں پر پانچ سے چھ گھنٹے تک ٹریفک بند رہی۔ نتیجتاً" ہزاروں لوگوں کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔

(ب) اگر جزو بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجوہات تھیں اور کیا حکومت آئندہ اس قسم کی کارروائی سے اجتناب کرے گی تاکہ عوام کو تکالیف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

وزیراعلیٰ:

(الف) 11 ستمبر 1985ء کو مختلف سڑکوں کو بلاک نہ کیا گیا تھا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اس دن ایم۔ آر۔ ڈی کا متوقع جلسہ 9- ایجرٹن روڈ پر تھا۔ اس لئے ٹریفک کو متبادل راستوں پر چلایا گیا تھا۔ تاکہ عوام جلسہ کی جگہ جا کر رش میں نہ پھنس جائیں۔

(ب) جیسا کہ اوپر وضاحت کی گئی ہے۔ صرف ٹریفک کو مشکلات سے بچانے کے لئے متبادل راستوں پر چلایا گیا تھا۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب سپیکر کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ اسمبلی میں بوس و کنار جائز ہے؟

جناب سپیکر: کیا فرمایا ہے آپ نے؟

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: کیا اسمبلی میں بوس و کنار کی اجازت ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا عربوں میں بھی اسلامی رو سے اسی طرح ہے۔ جس طرح محترمہ

نے اپنی بیٹی کے منہ کو چوما ہے اور آپ بھی کئی دفعہ اپنی بیٹیوں کے ماتھے چومتے ہیں یہ شرع میں ناجائز نہیں ہے اور اگر شرعی فتوی لینا ہے تو مولانا صاحب تشریف رکھتے ہیں ان سے پوچھ لیا جائے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا شرعی طور پر حقیقی بیٹی کا منہ چوما جا سکتا ہے اور جو منہ بولی بیٹی یا بیٹا ہو وہ شریعت کی رو سے جائز نہیں ہے۔ بلکہ وہ حرام ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

ایک آواز: جناب والا عورت عورت کا منہ چوم سکتی ہے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا میں نے منہ نہیں کہا ماتھا کہا تھا۔ ماتھا چومنے کا رواج عربوں میں موجود ہے۔ جب ہم حج پر جاتے ہیں اور مولانا صاحب نے بھی دیکھا ہو گا کہ ایسا ہوتا ہے _____

جناب سپیکر: رانا صاحب نے تو از راہ تفنن بات کی تھی اور مولانا صاحب نے سچ مچ فتوی دینا شروع کر دیا۔ فضل حسین راہی صاحب ضمنی سوال کریں گے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا میں فاضل وزیر سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جس طرح انہوں نے اپنے جواب میں ارشاد فرمایا ہے کہ جیسا کہ اوپر وضاحت کی گئی ہے۔ یعنی جز (الف) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ 11 ستمبر 1985ء کو مختلف سڑکوں کو بلاک نہ کیا گیا تھا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اس دن ایم۔ آر۔ ڈی کا متوقع جلسہ 19 ایجرٹن روڈ پر تھا۔ اس لئے ٹریفک کو متبادل راستوں پر چلایا گیا تھا تاکہ عوام جلسہ کی جگہ جا کر رش میں نہ پھنس جائیں۔

جناب سپیکر میں صرف یہ پوچھنا چاہوں گا۔ اس سے پچھلے جواب میں جناب وزیر موصوف نے خود یہ commit کیا ہے کہ ہماری وہ Buses جو جلسہ میں شرکت کی غرض سے آئی تھیں وہ مینار پاکستان کی ملحقہ اور عقبی سڑکوں پر کھڑی تھیں اور وہاں پر ٹریفک کا معقول انتظام تھا۔ اپنی بسیں تو وہاں پر لا کر جلسہ بھی کامیاب کرواتے ہیں اور اس چوک تک لوگوں کو لاتے ہیں اور ان بسوں کو سائیڈوں پر پولیس کے ذریعے کھڑی کرواتے ہیں اور جب حزب اختلاف جلسہ کرتی ہے؟

جناب سپیکر: راہی صاحب یہ ضمنی سوال ہے؟

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر میں back-ground سمجھا کر بات کر رہا ہوں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر آپ کی بات درست ہے لیکن میں صرف اس کی back-ground عرض کر رہا ہوں' اس لئے کہ کہیں وزیر صاحب _____

جناب سپیکر: ضمنی سوال میں آپ back-ground نہیں بتا سکتے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا میں ضمنی سوال کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال فرمایئے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہی بات جو انہیں اپنے جلسے میں _____

میاں مختار احمد شیخ: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

MR. SPEAKER: Mian Sahib are you on a point of order.

میاں مختار احمد شیخ: جی۔ ہاں۔ جناب والا یہ خواہ مخواہ جلسے کو الجھایا جا رہا ہے کبھی وزیراعظم کا جلسہ بتا رہے ہیں کبھی ایم۔ آر۔ ڈی کا جلسہ بتا رہے ہیں یعنی جلسوں کی عام اجازت ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس بات کو کیوں خواہ مخواہ الجھایا جا رہا ہے اور وقت کو بھی ضائع کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: راہی صاحب ضمنی سوال کیجئے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر میرا ضمنی سوال یہ ہے _____

چودھری ارشاد علی: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر: جناب چودھری ارشاد علی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

چودھری ارشاد علی: جناب سپیکر جب سوال کرنے والے صاحب اپنے جواب سے مطمئن ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ کسی ضمنی سوال کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

جناب فضل حسین راہی: جناب اکثریت کی بنیاد پر کوئی نیا قانون بنا لیں۔ ویسے تو آپ کے پاس اکثریت کی طاقت تو ہے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال پوچھا جا سکتا ہے۔ راہی صاحب آپ ضمنی سوال کیجئے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک جلسہ میں اور ایک جلسہ

کے پوائنٹ تک جو Buses پہنچتی ہیں _____

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔ یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب فضل حسین راہی: وہ اسے تو درست قرار دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اسی سوال کے متعلق ضمنی سوال پوچھئے۔

جناب فضل حسین راہی: چلیں میں اس کو relate نہیں کرتا۔ میں علیحدہ ضمنی سوال کر لیتا ہوں۔ جناب والا یہ کیسے فرض کر لیا جاتا ہے۔

جناب ریاض حسین پیرزادہ: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب والا سپلیمنٹری سوال کا مطلب یہ ہے کہ سوال کریں، لیکن یہ ہر بات پر وضاحت مانگتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں اس کی اجازت نہیں ہے۔

جناب ریاض حسین پیرزادہ: جناب والا اس کے لئے رولز اجازت نہیں دیتے اور پھر رولز آف پروسیجر بنائے ہی اس لئے گئے ہیں کہ اس قسم کے جو بہترین مقرر ہیں ان کا ذرا ٹائم کنٹرول کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات درست ہے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایک جلسہ میں Buses بھر کر لوگوں کو لایا جاتا ہے اور دوسرے لوگوں تک لوگوں کو پہنچنے نہیں دیا جاتا۔

(قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: I can't allow. Please take your seat. I disallow your question. ..... Try to be relevant my dear Fazal Hussain Rahi.

جناب سپیکر: میاں مہدی حیات چیلہ _____

ادارہ خیر امور مذہبی جھنگ

☆ 4- میاں مہدی حیات چیلہ: کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ادارہ خیر امور مذہبی جھنگ کے منتظمین نے 1954ء میں تقریباً

ایک ہزار ایکڑ اراضی وقف کر دی تھی اور محکمہ اوقاف نے 1971ء میں یہ اراضی اپنی تحویل میں لے لی تھی لیکن مارشل لاء ریگولیشن نمبر 115 بابت 1972ء کے مطابق زرعی اصلاحات کے تحت اس کا بیشتر حصہ چھوڑ دیا تھا۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ اراضی کا بیشتر حصہ اب متمنی کسانوں کے قبضہ میں ہے جو کہ محکمہ کو کوئی رقم ادا نہیں کرتے اور ادارہ خیر امور مذہبی کو محکمہ اوقاف کی تحویل میں آنے کے بعد بے حد نقصان ہوا ہے۔

وزیر اوقاف: وقف اراضی تعدادی 6710 کنال واقع موضع کوٹ رحمان تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر 3 (400) اے/61/ڈی ڈبلیو پی مورخہ 3 مئی 72 کو محکمانہ تحویل میں لیا گیا کل رقبہ تعدادی 6710 کنال میں سے رقبہ تعدادی 4307 کنال 10 مرلہ بذریعہ انتقال ضبطی مورخہ 30 اکتوبر 76 از رقبہ تعدادی 1023 کنال 10 مرلہ بذریعہ انتقال نمبر 44 ضبطی مورخہ 28 نومبر 1978ء بنام لینڈ کمیشن پنجاب ضبط ہوا۔ اس طرح کل رقبہ 5331 کنال بنام لینڈ کمیشن پنجاب ضبط ہوا۔ محکمہ مال نے رپورٹ کی کہ اس ضبط شدہ رقبہ تعدادی 5331 کنال میں سے رقبہ 2853 کنال 10 مرلہ مزارعین کے نام الاٹ ہو چکا ہے اور باقی تحویل میں لیا گیا۔ رقبہ 2875 کنال 10 مرلہ تقسیم نہ کیا گیا اس وقت محکمہ اوقاف کے پاس صرف 1380 کنال رقبہ زیر تحویل ہے۔ رقبہ تعدادی 5331 کنال لینڈ کمیشن پنجاب نے تحویل میں لے لیا تھا لہٰذا اس رقبہ کا محکمہ اوقاف سے کوئی تعلق نہ ہے البتہ محکمہ اوقاف کے پاس 1380 کنال رقبہ ہے جو باقاعدہ پٹہ پر دیا جاتا ہے اور رقبہ 1380 کنال خریف 80 تا ربیع 1985ء بشرح -/25000 روپے سالانہ یا اضافہ 20 فیصد سالانہ مسمی محمد نواز ولد محمد رمضان کے پاس پٹہ پر ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے۔

میاں مہدی حیات چیلہ: جناب میں نے ضلع جھنگ کے متعلق سوال کیا تھا اور جواب میں سرگودھا تحصیل شاہ کوٹ کا بتایا گیا۔

وزیر اوقاف ملک خدا بخش خان: جناب والا میں فاضل ممبر کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ انہوں نے جس وقت کا ذکر فرمایا ہے یہ اسی وقف اور اسی رقبے کے متعلق جواب ہے۔ یہ باؤنڈری لائن پر رقبہ ہے۔ کچھ رقبہ سرگودھا میں ہے اور کچھ تھوڑا رقبہ جھنگ میں ہے جس وقف کے متعلق انہوں نے ذکر کیا ہے یہ اسی وقف اور اسی رقبے کے متعلق جواب ہے۔ صرف یہ باؤنڈری لائن پر رقبہ ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب آپ کا اور کوئی ضمنی سوال ہے۔

میاں مہدی حیات چیلہ: نہیں سر۔ میرا یہی ضمنی سوال تھا۔

چودھری حاکم علی: جناب سپیکر میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ہمیں یہ جو ہارس اینڈ کیٹل شو کے لئے کارڈ Issue کئے گئے ہیں۔ اس میں 40 ممبر صاحبان کو یکم مارچ کے لئے اور پھر 40 ممبر صاحبان کو 2 مارچ کے لئے اور پھر 40 ممبر صاحبان کو 3 مارچ کے لئے مدعو کیا گیا ہے اور یہ 5 مارچ تک ہیں۔ کیوں نہیں 260 ممبر صاحبان کو 7 مارچ تک کے لئے یہ کارڈ Issue کئے گئے۔ لہٰذا جناب ہم یہ کارڈ واپس کرتے ہیں۔ (نعرہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ یہ سوال وقفہ سوالات کے بعد اٹھا سکتے ہیں۔

چودھری حاکم علی: تو اس وقت تک یہ موقع چلا جائے گا۔ پھر یہ کارڈ چھپنے بھی ہیں اور ہمیں ملنے بھی ہیں۔

جناب سپیکر: یہ سوالوں کا وقفہ ہے۔ ان دوستوں کو اجازت دیں جن کے سوال ابھی ہیں۔ ان کے جواب آ جانے چاہئیں۔ یہ سوال آپ بعد میں بھی کر سکتے ہیں۔

چودھری حاکم علی: یہ تو اہم سوال ہے۔ سب سے زیادہ اچھا سوال تو یہی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد صدیق انصاری: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی انصاری صاحب ضمنی سوال کریں گے۔

جناب محمد صدیق انصاری: وزیر موصوف نے جواب میں ساتویں لائن میں فرمایا ہے کہ رقبہ 2853 کنال 10 مرلہ مزارعین کے نام الاٹ ہو چکا ہے اور باقی تحویل میں لیا گیا ہے۔ رقبہ 2875 کنال 10 مرلہ تقسیم نہ کیا گیا ہے۔ اس وقت محکمہ اوقاف کے پاس باقی صرف 1380 کنال رقبہ زیر تحویل ہے۔ جناب سپیکر میرا سوال یہ ہے کہ 2875 کنال 10 مرلہ رقبہ جب تقسیم نہیں کیا گیا ہے اور صرف 1380 کنال رقبہ دیا گیا ہے تو باقی رقبہ کہاں گیا۔

وزیر اوقاف: جناب سپیکر باقی رقبہ لینڈ کمیشن کے پاس ہے اور اس کے متعلق ابھی جھگڑا باقی ہے۔ ہمارا موقف یہ ہے کہ وقف کا جو رقبہ ہے اس پر لینڈ کمیشن کا اطلاق نہیں ہوتا اور لینڈ ریفارم میں یہ

رقبہ ضبط نہیں ہونا چاہیے اس لئے ابھی تک اس کی الاٹمنٹ رکی ہوئی ہے اور یہ رقبہ لینڈ کمیشن کے پاس ہے اور اس پر مزارعین قابض ہیں۔ یہ رقبہ اب اوقاف کا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ باقی رقبہ لینڈ کمیشن کے پاس ہے۔ اگلا سوال جناب میاں شہاب الدین اویسی صاحب کا ہے۔

خانقاہ حضرت محکم دین سیرانی علیہ رحمتہ میں زائرین کے لئے سہولتوں کا فقدان

☆ 396- **میاں شہاب الدین اویسی:** کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) خانقاہ حضرت محکم دین سیرانی علیہ رحمتہ تحصیل و ضلع بہاولپور کی سالانہ آمدنی کتنی ہے۔

(ب) خانقاہ شریف کی تعمیر و توسیع پر سالانہ کس قدر رقم محکمہ اوقاف خرچ کرتا ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ خانقاہ پر عرس سالانہ کے موقع پر حکومت کی جانب سے صرف 300 روپے خرچ کیا جاتا ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ خانقاہ شریف میں عرس کے موقعوں پر معقول انتظامات نہ ہونے کی وجہ سے زائرین کو سخت پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ھ) اگر جزو (ج) اور (د) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ خانقاہ شریف کے سالانہ عرسوں کے موقع پر زائرین کے طعام و قیام و دیگر بہتر سہولتیں بہم پہنچانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر اوقاف:

(الف) دربار حضرت محکم دین سیرانیؒ تحصیل و ضلع بہاولپور سے سال 1985-1986ء کے دوران کل -/1,41,019 روپے کی آمدن ہوئی۔

(ب) دربار شریف و مسجد کی سالانہ مرمت مثلاً سفیدی اور رنگ وغیرہ کے لئے 400 روپے خرچ کرتا ہے اور حسب ضرورت مزار شریف سے ملحقہ مسجد چار دیواری بیت الخلا اور حجرہ جات کی خصوصی مرمت محدود وسائل کے مطابق بھی کی جاتی ہے۔ سال 1983-84ء کے دوران دربار شریف کی خصوصی مرمت کے لئے 20,000 روپے مختص کئے گئے تھے۔ مگر موقع پر 10,000 روپے خرچ کئے گئے جب سے محکمہ نے درگاہ تحویل میں لی ہے اس وقت سے آج

تک دربار شریف پر 72920 روپے تعمیر و مرمت پر خرچ کئے گئے۔

(ج) یہ درست ہے۔ محکمہ سالانہ عرس کے موقع پر گزشتہ دو سال سے ایک ہزار روپے خرچ کر رہا ہے۔ 1983ء تک تین صد روپے بطور عرس گرانٹ مختص کئے جاتے رہے۔

(د) یہ درست نہیں۔ محکمہ اوقاف دربار شریف پر سالانہ عرس کے موقع پر دربار شریف کی حدود میں زائرین کے لئے پانی اور سایہ کا معقول انتظام کرتا ہے عرس کے موقع پر آخری یوم ختم شریف کے موقع پر زائرین میں شیرینی اور طعام بھی تقسیم کیا جاتا ہے۔ محکمہ اوقاف ہمیشہ کوشش کرتا ہے کہ زائرین کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں مہیا کی جائیں۔

(ھ) اوپر وضاحت کی جا چکی ہے۔ محکمہ ہر ممکن کوشش کرتا ہے کہ زائرین کو بہتر سہولتیں مہیا کرتا رہے۔

جناب سپیکر: اویسی صاحب آپ کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

میاں شہاب الدین اویسی: جناب سپیکر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 20,000 روپے مختص کئے گئے تھے۔ 10 ہزار روپے خرچ کئے گئے اور جو 10 ہزار بتایا بچ گئے وہ کیوں نہیں خرچ کئے جا سکے جبکہ تالاب کی چھت گرنے والی ہے اور وہاں پر چار دیواری بھی موجود نہیں صرف دو دیواری ہے۔ میرا سوال صرف یہی ہے کہ 10 ہزار روپیہ کیوں خرچ نہیں کیا جا سکا۔

وزیر اوقاف: جناب غالباً" مدت ختم ہو جانے کی وجہ سے اس میں سے کچھ روپیہ lapse ہو گیا تھا۔ یہ مسئلہ اب زیر غور ہے اس کی مرمت کے لئے روپیہ مختص کیا جا رہا ہے۔ میں یہاں پر تھوڑی سی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں گو کہ انہوں نے ابھی یہ سوال نہیں فرمایا مگر میرے خیال میں بہت سے ذہنوں میں یہ سوال ابھر رہا ہو گا کہ ہمارے قانون اور ضابطہ کے مطابق ایک چیز ہے اس بارے میں مجھ سے کئی حضرات باہر یہ سوال کر چکے ہیں کہ جب کہ ایک دربار کی آمدن اتنی ہے۔ سال میں اس پر آپ کیا خرچ کرتے ہیں۔ وہاں پر آپ خرچ کیوں نہیں کرتے۔ اس پر کچھ خرچ نہیں ہوا۔ قانون اور ضابطہ کچھ اس طرح ہے کہ ایک دربار کی تمام آمدن پہلے سنٹرل اوقاف پول میں جمع ہوتی ہے اور پھر پول سے مزارعات و مساجد کی تعمیر کے لئے روپیہ مختص کیا جاتا ہے۔ طریقہ کار کچھ یوں رہا ہے کہ کسی ایک درگاہ کو یا کسی ایک مسجد کو اس کا سارا کام مکمل کر کے take up کیا جاتا تھا جس طرح کہ حضرت داتا گنج بخشؒ کی مسجد کا پروجیکٹ ابھی ہمارا زیر تعمیر ہے مکمل ہونے والا ہے۔ اس طرح کچھ اور ہیں جس طرح حضرت خواجہ غلام فرید صاحبؒ کے مزار پر اب کام ہو رہا ہے۔ تو جس دربار کی آمدن ہوتی

ہے اس میں سے صرف 5 فیصد لازم ہوتا ہے کہ وہاں پر خرچ کیا جائے۔ باقی رقم کی priority بعد میں fix ہوتی ہے اور اس کے لئے بعد میں روپیہ مختص کیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی ضرور عرض کروں گا کہ ہم اس چیز پر پوری طرح ابھی قابو نہیں پا سکے اور ہمارے وسائل کی کمی کی وجہ سے یہ درست ہے کہ حالات بہت جگہوں پر تسلی بخش نہیں ہیں۔ تاہم اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ جتنی جلد ممکن ہو سکے ہم ان چیزوں پر کچھ کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون: جناب سپیکر میرا خیال ہے کہ وقفہ سوالات پر کافی وقت صرف ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

حضرت خواجہ محکم دین سیرانی بہاولپور کی وقف املاک کی آمدنی میں خورد برد کی تحقیقات

☆ 397- **میاں شہاب الدین اویسی:** کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ حضرت خواجہ محکم دین سیرانی کی اولاد نے حجاج کرام کی سہولت کے لئے رباط مدینہ کے نام 50 ایکڑ رقبہ تحصیل و ضلع بہاول پور میں وقف کر رکھا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ وقف املاک کی آمدنی خورد برد ہو رہی ہے۔

(ج) اگر جزو بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ اوقاف وقف کردہ رقبہ کی آمدن کی رقوم کا حساب دینے کو تیار ہے۔

وزیر اوقاف:

(الف) درست ہے۔

(ب) اس وقت کی آمدن قطعاً" خورد برد نہیں ہوئی۔

(ج) وقف املاک متذکرہ بالا 61-1960میں محکمہ نے تحویل میں لی۔ تحویل میں لینے سے آج تک آمدن کی تفصیل حسب ذیل ہے جہاں تک خرچ کا تعلق ہے تاجروں کی طرف سے مختلف

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

اوقات میں محکمہ کے خلاف مقدمہ دائر ہوا ان پر ہزاروں روپوں کا خرچ ہوا۔ گوشوارہ آمدن وقف رقبہ موسومہ رباط مدینہ واقع خانقاہ شریف تحصیل و ضلع بہاولپور تعداد ی 51 ایکڑ سال 1972ء سے یہ رقبہ 47 ایکڑ (بوجہ کم ہونے رقبہ 3 ایکڑ برائے سڑک) ہوا۔

عرصہ	مطالبہ	وصولی	بقایا	کیفیت
1960-61ء				
تا				
1970-71	38,761.45	38,761.45		
1971-72				
تا				
1977-78	63,883.00	19,000.00	44,883.00	
1978-79				
تا				
1979-80	37,101.00	31,000.00	6,101.00	
1980-81				
تا				
1982-83	45,336.00	45336.00		
1983-84	21,522.00	1500.00	20,022.00	
تا				
1984-85	25,827.00		25,827.00	
1985-86	17,014.00	17,014.00		
کل میزان	2,49,444.45	1,52,611.45	96,833.00	

وقف جائیدادوں کی مرمت کے لئے رقوم کی فراہمی

☆501- میاں محمد اسحاق: کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وقف جائیدادوں کی نگہداشت اور مرمت کے لئے رواں مالی سال کے بجٹ میں مختص کی گئی رقم چھوٹی چھوٹی مرمتوں اور معمول کے مطابق فرسودگی کی اصلاح کے لئے ناکافی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت اس مقصد کے لئے مزید رقوم مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر جواب نفی میں ہو تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر اوقاف:

(الف) محکمہ اوقاف نے چھوٹی چھوٹی مرمتوں اور فرسودگی کی اصلاح کے لئے کس آمدن کا ڈھائی فی صد (مبلغ قریباً" گیارہ لاکھ روپے) مختص کیا ہے اور ترجیحی بنیادوں پر جائیدادوں کی خصوصی مرمت کے لئے مبلغ 30,00,000 (تیس لاکھ) روپے رواں مالی سال میں مختص کئے ہیں۔

(ب) اوپر وضاحت کر دی گئی ہے۔ محکمہ اوقاف کے وسائل مزید رقم کی فراہمی کے متحمل نہیں ہو سکتے۔

وقف اراضی کی فروخت

☆ 502- **میاں محمد اسحاق:** کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حضرت شاہ محمد غوث اور حضرت میاں میر صاحب کے مزاروں کو عطیہ کے طور پر دی گئی اراضی نہایت ارزاں قیمت پر لاہور ترقیاتی ادارہ کو فروخت کر دی گئی ہیں۔

(ب) آیا یہ امر واقع ہے کہ قانون فقہ کے مطابق کسی وقف سے ملحقہ جائیداد بشمول زرعی اراضی فروخت نہیں کی جا سکتی۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت مذکورہ بالا جائیدادوں کی غیر قانونی فروخت کے ذمہ دار افسران اور اہلکاران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف:

(الف) اصل صورت حال یہ ہے کہ حضرت شاہ محمد غوث رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت میاں میر

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

صاحب رحمتہ اللہ علیہ لاہور سے ملحقہ اراضی حکومت پنجاب کی منظوری کے بعد لاہور ترقیاتی ادارہ کو مبلغ اٹھارہ ہزار روپے فی کنال کے حساب سے فروخت کی گئی ہے۔ اس فروخت کا اصل مقصد کم آمدن والے افراد کے سنگین رہائشی مسائل کو حل کرنے کے لئے لاہور ترقیاتی ادارہ کو اس قابل بنانا تھا کہ وہ ان مسائل کو احسن طریقے سے حل کر سکیں۔ نیز وقف اراضیات پر بڑھتے ہوئے ناجائز تجاوزات کا ہمیشہ کے لئے قلع قمع کرنا مقصود تھا۔

(ب) پنجاب وقف پراپرٹیز آرڈیننس 1979ء کی دفعہ 16 کے تحت وقف اراضی کے بہتر مفاد کے پیش نظر حکومت سے اجازت حاصل کر کے فروخت کی جا سکتی ہے۔

(ج) یہ اراضی غیر قانونی طور پر فروخت نہیں کی گئی بلکہ محکمہ ہذا نے لاہور ترقیاتی ادارہ کو کم آمدن والے افراد کے سنگین رہائشی مسائل حل کرنے کے لئے دی گئی ہے۔ اس لئے متعلقہ افسران / اہلکاران کے خلاف کسی قسم کی کارروائی کرنے کا کوئی جواز نہ ہے۔

ناظمین صلوات کا تقرر

☆ 518- بیگم خواجہ فرحت رفیق: کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) اس ایوان کو مطلع کریں کہ ناظمین صلوات کے تقرر کے لئے کیا طریقہ کار اختیار کیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ایسے اشخاص کو بھی ناظم صلوات مقرر کیا گیا جو خود پنجگانہ نماز پابندی سے ادا نہیں کرتے۔

(ج) کیا لاہور سے ایسے ناظمین صلوات جو سرکاری ملازمین ہیں اور جن کے خلاف شکایات محکمہ کو موصول ہوئی ہیں ان کی فہرست پیش کریں گے۔

(د) ایسے ناظمین صلوات جن کے خلاف شکایات موصول ہوئی ہیں ان کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے اور کیا حکومت ایسے ناظمین کی بجائے باکردار اشخاص کو ناظم صلوات مقرر کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر اوقاف:

(الف) ناظمین صلوات کا تقرر صدارتی حکم نامہ 1984/433ء کے مطابق فوجی انتظامیہ کی طرف سے عمل میں آیا تھا۔

(ب) فوجی انتظامیہ نے امکانی حد تک ایسے اشخاص کو ناظمین صلوات مقرر کیا تھا جو خود پنجگانہ نماز پابندی سے ادا کرتے ہیں۔

(ج) لاہور سے محمد صدیق بھٹی لیبارٹری اسسٹنٹ گورنمنٹ کالج برائے خواتین جیل روڈ لاہور کے خلاف شکایت تھی کہ وہ سرکاری ملازم ہے اس لئے اس کی تقرری غیر قانونی ہے۔ صدارتی حکم نامہ 1984/433ء بابت نفاذ نظام صلوات کے مطابق تعلیمی اداروں کے اساتذہ ناظمین صلوات مقرر ہو سکتے ہیں۔ چونکہ محمد صدیق بھٹی کا تعلق تعلیمی ادارے سے ہے لہٰذا تقرری عام سرکاری ملازمین کے زمرے میں نہیں آئی۔

(د) ایسے ناظمین صلوات جن کے خلاف شکایات ہوں انہیں ایک سال تک تبدیل نہ کرنے کا فیصلہ ہوا تھا۔ اب ایسا لائحہ عمل مرتب ہو رہا ہے۔ جس کے تحت ناظمین صلوات کو تبدیل کیا جا سکے گا اور ان کی جگہ موزوں ناظمین صلوات کا تقرر عمل میں لایا جا سکے گا۔

پیر اسماعیل ملتان کے مزار کو محکمہ اوقاف کی تحویل میں دینا

☆ 536- حاجی محمد بوٹا: کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ اوقاف نے تحصیل و ضلع ملتان میں لاڑ کے نزدیک پیر محمد اسماعیل کا مزار خسارہ کے پیش نظر واگزار کر دیا ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت کو کوئی ایسا منافع بخش تجویز موصول ہوئی ہے جس میں مذکورہ مزار کے متعلق اخراجات سے زیادہ آمدنی دکھائی گئی ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ اوقاف مذکورہ مزار کو دوبارہ اپنی تحویل میں لینے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں؟

وزیر اوقاف:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مزار پیر اسماعیل رحمتہ اللہ علیہ محکمہ اوقاف نے واگزار کیا ہے البتہ خسارہ کے پیش نظر نہیں بلکہ انتظامی امور کے تحت واگزار کیا گیا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ مسمی محمد شفیق ولد عبدالغنی قوم ارائیں سکنہ چک نمبر 33 تحصیل و ضلع فیصل آباد نے دربار ہذا کا ٹھیکہ چلتی ٹریفک پچاس ہزار روپے پر لینے کی درخواست گزاری تھی مگر عدالت کی طرف سے جاری ہونے والے حکم امتناعی کی وجہ سے نیلامی نہ کروائی جا سکی۔

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

(ج) دربار مذکورہ انتظامی امور کے پیش نظر واگزار کیا گیا ہے۔ فی الحال اسے دوبارہ محکمانہ تحویل میں لینے کی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔

وقف شدہ درگاہوں اور آستانوں کی زمین کی فروخت

☆ 613- مولانا محمد غیاث الدین: کیا وزیر اوقاف ازراہ کرام بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ اوقاف نے آج تک وقف شدہ درگاہوں اور آستانوں کی کس قدر زمین فروخت کی ہے اور آئندہ کتنے موقف اداروں کی کتنی زمین فروخت کرنے کی سکیم ہے۔

(ب) کیا محکمہ اوقاف واقفین کی شرائط کے مطابق نظام اوقاف کو چلا رہا ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر اوقاف:

(الف) محکمہ اوقاف پنجاب نے آج تک 1211 کنال 13 مرلے 155 مربع فٹ وقف اراضی حکومت پنجاب کی اجازت سے فروخت کی ہے اور مزید وقف اراضی فروخت کرنے کی کوئی سکیم زیر غور نہ ہے۔

(ب) جہاں واقفین کا وقف نامہ موجود ہے وہاں محکمہ اوقاف حتی الوسع اس وقف نامہ کے مطابق عمل کرتا ہے۔ بصورت دیگر اوقاف کی آمدن سنٹر اوقاف فنڈ میں جمع ہوتی ہے جو کہ مذہبی' نیک اور خیراتی کاموں پر خرچ کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر ہارس اینڈ کیٹل شو کے لئے کارڈ واپس کئے گئے)

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز

گل حمید خان روکڑی: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر: جناب گل حمید خان روکڑی صاحب کیا فرمانا چاہتے ہیں۔

گل حمید خان روکڑی: جناب میں کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں پورے میلے کے دنوں کے لئے کارڈ دیئے جائیں اور ہمارے لئے ایک علیحدہ الکلوژر ہو۔ جس میں 260 ایم پی اے جا کر بیٹھیں۔ اور ہو سکے تو اس کے ساتھ ہمیں ایک ایک دو دو کارڈ فالتو دیئے جائیں تاکہ ہم کسی کو ساتھ لے جا سکیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: Order Please. عباسی صاحب پہلے ان کو بات کر لینے دیں۔ آپ نے اسی کارڈ کے متعلق بات کرنی ہے۔

جناب محمد انور عباسی (پارلیمانی سیکرٹری زکوٰۃ اینڈ عشر): اس کارڈ پر بسم اللہ لکھا ہوا ہے۔ ہمیں پہلے دیکھ لینا چاہیے تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کی دلازاری ہوئی ہے کہ یہ کارڈ صرف ایک دن کے لئے جاری کیا گیا ہے۔ میں ان کے ساتھ ہوں مگر میں سمجھتا ہوں کارڈ کو یوں پھینکنا ٹھیک نہیں ہے۔ میں درخواست کروں گا کہ کوئی آدمی آئے اور انہیں نیچے سے اٹھا لے۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ رانا صاحب تشریف رکھیں۔ لودھی صاحب تشریف رکھیئے گا۔ ان کارڈز کے بارے میں وضاحت کئے دیتا ہوں۔

(آرڈر پلیز)

یہ کارڈ وزارت اور لوکل گورنمنٹ کی طرف سے تقسیم کئے گئے ہیں اور چونکہ وزیر موصوف یہاں تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ اس لئے ان کی عدم موجودگی میں کسی قسم کی بات کرنا مناسب نہیں ہے۔ وزیر بنیادی جمہوریت یہاں تشریف لے آئیں گے۔

(آرڈر پلیز)

جناب سپیکر: چودھری صاحب آپ اس پہ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون: میں یہی کہنا چاہتا ہوں جیسا کہ جناب نے ابھی فرمایا ہے کہ میں فاضل ممبران اور بھائیوں سے استدعا کروں گا کہ یہ ایک اچھا طریقہ ہے کہ یہ بات نوٹس میں لے آئے۔ چونکہ وزیر موصوف چودھری پرویز الٰہی صاحب یہاں موجود نہیں ہیں ان کی عدم موجودگی میں یہ بات ہمیں نہیں کرنی چاہیے۔ ان کا کچھ انتظار کر لیں اور آپ کا یہ مسئلہ ان کے ساتھ بیٹھ کے ہم طے کر لیں گے کہ ایک انکلوژر بنایا جائے۔ کیسا بنایا جائے اور کس طرح بنایا جائے۔ اور اس کی اطلاع بھی کی جائے گی کہ کیا فیصلہ ہوتا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان کی عدم موجودگی میں اگر کوئی فیصلہ کیا گیا۔ اور وہاں خاطر خواہ انتظام نہ ہو سکا تو یہ مناسب نہیں ہو گا۔ بہرحال آپ کی خواہشات کو مدنظر رکھتے ہوئے وزیر موصوف سے استدعا کروں گا کہ وہ یہ معاملہ سلجھائیں۔

جناب سپیکر: رانا پھول محمد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

رانا پھول محمد خان: سر میں پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کر رہا ہوں۔ اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ وزراء صاحبان کو بھی تین حصوں میں تقسیم کیا جائے اور ارکان اسمبلی کو اے' بی' سی تین حصوں میں تقسیم کر دیا جائے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ اگر وزراء صاحبان پہلے ہی دن اکٹھے جائیں تو پھر واقعی تحاریک استحقاق آئیں گے۔ اس سے بہتر ہے کہ آپ پہلے فیصلہ کر لیں۔

(تالیاں)

محمد صدیق سالار (پارلیمانی سیکرٹری محکمہ خوراک): میں آپ کی وساطت سے' اس عظیم ہاؤس کے آپ کے چیئرمین ہیں' اور آپ کے ہوتے اگر ممبران کے ساتھ زیادتی ہو تو ہم کس سے بات کریں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

ہمارے حقوق کی ذمہ داری آپ پر ہے۔

جناب سپیکر: جناب اعظم چیمہ صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! ممبران کا مطالبہ بڑا جائز ہے۔ اگر وزیر موصوف یہاں تشریف نہیں رکھتے تو چودھری عبدالغفور صاحب اس بات کی کوشش کریں اور پورے ہفتے کے لئے جب تک میلہ جاری ہے۔ ہمیں پاس جاری کئے جائیں۔ اور اس کے علاوہ سیٹوں کا انتظام کیا جائے۔

جناب سپیکر: جناب ممبر صاحب۔

مہر ظفر اللہ خاں بھروانہ: جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ اس دفعہ میلا کا نقشہ اور نقشہ پنجاب حکومت اہتمام کر رہی ہے۔ جناب والا اس سال میلے کا جملہ پروگرام اور انتظامات حکومت پنجاب کر رہی ہے۔ اور اس کے انچارج وزیر لوکل باڈیز ہیں۔ اور وزیر برائے لائیو سٹاک ہیں۔ جناب والا میں گذارش کروں گا کہ یہ ایم پی ایز کا حق نہیں بلکہ یہ انہیں کا میلہ ہے۔ یہ اس حکومت کا میلہ ہے' یہ ممبران کا میلہ ہے۔ ہمیں نہ صرف مستقل پاس دیئے جائیں بلکہ اپنے عزیزوں اور دوستوں کے لئے بھی دیئے جائیں۔ اور جناب والا میری دوسری گزارش یہ ہے کہ یہ کارڈز جو ہمیں دیئے گئے ہیں یہ ڈائریکٹر جنرل لوکل باڈیز کی طرف سے جاری ہوئے ہیں یہ بھی ہماری توہین ہے۔ ہمیں منسٹر صاحب کی طرف سے اور چیف منسٹر صاحب کی طرف سے پاس جاری ہوں تو تب ہم سمجھیں گے کہ حکومت کی طرف سے مدعو ہیں۔ وہ تو ہمارا ماتحت ہے۔ اسے کیسے جرات ہے کہ وہ ہمیں کارڈ جاری کرے۔ اس کی جواب طلبی کی جائے۔

جناب سپیکر: مہر صاحب آپ کی بات ختم ہو گئی ہے۔ تشریف رکھیں۔ وزیر لائیو سٹاک کچھ کہنا چاہیں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔

بیگم ساجدہ نیر عابدی (وزیر لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ): جناب سپیکر! آپ کا شکریہ آپ نے مجھے یہ وضاحت کرنے کا موقع دیا _____

جناب سپیکر: محمد ارشد خاں لودھی پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

محمد ارشد خاں لودھی: جناب سپیکر! یہ تو بے بس ہیں یہ کیا انتظام کریں گی۔

بیگم ساجدہ نیر عابدی: جناب سپیکر! ایسا بے بسی کا عالم تو مجھ پر کبھی طاری نہیں ہوا۔ یہ کہنا کہ میرے بس کی بات نہیں۔ ایسی بے بس بھی نہیں۔ بات یہ ہے کہ کچھ فرائض مختلف محکموں کو سونپے ہوئے ہیں اور اسی وجہ سے محکمہ لوکل گورنمنٹ شروع سے نیشنل ہارس اینڈ کیٹل شو کے کارڈز تقسیم کرنے' سکیورٹی وغیرہ کے انتظامات وغیرہ ان کے ذمے ہوتے ہیں۔ اور اب بھی وہی کر رہے ہیں۔ میرے محکمے کے سپرد جو ذمہ داری ہے وہ میلے میں مویشیوں کا لانا اور ان کا شو دکھانا بریڈر کیمپ کو صحیح طریقے سے رکھنا' بریڈرز کی تکالیف کو دیکھنا۔ چونکہ وزیر موصوف یہاں موجود نہیں ہیں۔ اگر وہ موجود ہوتے تو ابھی اس بات کی وضاحت کر دیتے کہ کم مقدار میں کارڈز آپ کو کیوں دیئے گئے۔ یہ اتنی ناراضگی کی بات بھی نہیں۔ کارڈز کی تعداد بڑھ سکتی ہے۔ آپ کو ایک چاہیے دو چاہیے چار چاہئیں آپ اپنی ڈیمانڈ دے دیجئے اور اس کے مطابق کارڈز آپ کو ہر قیمت پر جاری ہو جائیں گے۔ اس لئے میری گذارش ہے کہ اراکین ناراضگی کا اظہار نہ کریں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ جناب اس بات کو ختم ہونا چاہیے۔ سالار صاحب آپ بات کرنا چاہتے ہیں۔

محمد صدیق سالار: جناب والا! یہ حلقہ ہاؤس آپ سے درخواست کرتا ہے کہ آپ ہی ہمارے حقوق کے ذمہ دار ہیں۔ آپ ہی ہمارے کارڈز جاری کرائیں گے۔ آپ ہی ہماری نشستوں کا انتظام کرائیں گے۔

جناب سپیکر: تو مجھے بات کرنے کی اجازت دیجئے۔ اس سے پہلے جناب ارشد خاں لودھی صاحب کچھ کہنا چاہتے تھے۔ ان کی بات کے بعد میں کروں گا اب اس سلسلہ میں مزید اجازت نہیں دی جائے

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

گی۔

محمد ارشد خاں لودھی: جناب والا! میں مودبانہ عرض کروں گا کہ یہ کوئی نئی بات بھی نہیں ہے۔ مہر صاحب نے جو بات کی ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ پچھلے وقتوں میں جب بھی ہارس اینڈ کیٹل شوز ہوئے ہیں۔ عوامی حکومت میں یا اس سے پہلے یہ طریق کار رہا ہے کہ جو ممبران اسمبلی ہوتے ہیں ان کے انکلوژر علیحدہ ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ چار چار پانچ پانچ کارڈز ان کے عزیزوں اور اقربا کے لئے ہوتے تھے۔ آپ کسٹوڈین ہیں۔ آپ کے سامنے یہ بات ہے۔ بیگم صاحبہ جو ناراض ہو رہی تھیں ان کے بس کی بات نہیں تھی۔ اگر ان کے بس کی بات ہوتی تو ابھی فیصلہ ہو جاتا۔ بات صرف یہ ہے کہ آپ کے نوٹس میں آئے اور آپ اس کو طے کریں۔

رانا پھول محمد خاں: بیگم صاحبہ کو اس کی وضاحت کے لئے پھر اجازت بخش دیجئے۔

(شور)

جناب سپیکر: شیخ صاحب میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ارشد خاں لودھی صاحب کے بعد اس معاملے پر کسی کو بات کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

(شور)

بیگم نجمہ حمید: ہماری بات بھی سن لیں۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ! آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنی بات کے مطابق اس بات کو ختم کروں۔

بیگم نجمہ حمید: ویسے اگر آپ ہم میں سے کسی کو بولنے کی اجازت دے دیتے تو اچھا ہی تھا۔

جناب سپیکر: میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنی بات کے مطابق اس بات کو ختم کر سکوں۔

ڈاکٹر شیلا چارلس: ویسے ہم میں سے کسی کو بولنے کی اجازت دے دیتے تو اچھا تھا ویسے آپ کی مرضی۔

جناب سپیکر: میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ تشریف رکھئے۔ جی راہی صاحب اب میں

اس بات پر' اس ایشو پر بات نہ کرنے کے بارے میں کہہ چکا ہوں۔ will you please take your seat. جی شکریہ۔ تو حضرات آپ نے یہاں ہاؤس میں یہ معاملہ اٹھایا ہے۔ معزز خواتین و حضرات یہ کارڈز کے معاملے پر آپ نے جس طریقے سے Agitate کیا ہے' جس طرح آپ نے بات کی ہے' میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی بات مبنی بر انصاف ہے اور آپ کا یہ Claim Justified ہے۔ آپ نے میرے فرائض کی بات کی ہے' آپ نے میری ذمہ داری کی بات کی ہے کہ میں آپ کے اس حق کے لئے آپ کے اس استحقاق کی لئے بات کروں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں آپ کے اس معاملے میں وزارت مقامی حکومت و دیہی ترقی سے Effective انداز سے بات کروں گا اور یہ کوئی وجہ نہیں کہ آپ کا مطالبہ پورا نہ ہو' آپ کو کارڈز دیئے جائیں گے اور پورے Season کے کارڈز دیئے جائیں گے۔

(نعرہائے تحسین)

مجھے امید ہے کہ میں آپ کے لئے Family Cards کا بھی بندوبست کروا سکوں گا۔ جی پڑھئے۔

جناب سلیم اختر رانا (معتمد صوبائی اسمبلی پنجاب): درخواست ہائے رخصت۔ چودھری لیاقت علی خان صاحب کی طرف سے چھٹی کی درخواست ہے۔

جناب سلیم اختر رانا (معتمد صوبائی اسمبلی پنجاب): ایک اعلان ہے

Standing Committee on Communication & works 24 تاریخ کو

Standing Committee on Finance	کرے گی۔	Meet	24 فروری کو 02.30 بجے
Standing Committee on Irrigation & Powers	کرے گی۔	Meet	24 فروری کو 03.00 بجے
Standing Committee on Labour	کرے گی۔	Meet	24 فروری کو 03.30 بجے
Standing Committee on Industries & Mineral Development	کرے گی۔	Meet	24 فروری کو 04.00 بجے
Standing Committee on Transport	کرے گی۔	Meet	25 فروری کو 02.30 بجے
Standing Committee on Social Welfare & Zakat	کرے گی۔	Meet	25 فروری کو 03.00 بجے
Standing Committee on Government Assurances	کرے گی۔	Meet	25 فروری کو 03.30 بجے
Public Accounts Committee No. I	کرے گی۔	Meet	25 فروری کو 04.00 بجے
	کرے گی۔	Meet	26 فروری کو 02.30 بجے

26 فروری کو 03.20 بجے Meet کرے گی۔Public Accounts Committee No.2
شکریہ

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: جی ملک صاحب۔

ملک سکندر حیات بوسن: جناب والا میں بیگم نجمہ تابش الوری رکن صوبائی اسمبلی کی جانب سے پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر6 مورخہ 12' اکتوبر 1985ء کے بارے میں ہاؤس کمیٹی کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔ جناب محمد رفیق صاحب کی طرف تحریک استحقاق ہے جو ان کی درخواست پر Defer کر دی گئی تھی۔

جناب محمد رفیق: جناب والا میری آج بھی یہ استدعا ہے کہ یہ میری تحریک استحقاق کل تک کے لئے موخر کر دی جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب محمد رفیق: میں مشکور ہوں گا کہ اگر اس میں کل کا وقفہ دے دیا جائے۔ اور اسے پرسوں تک کے لئے موخر کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے پرسوں تک کے لئے موخر کیا جاتا ہے۔ اور ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جناب میاں مختار احمد شیخ صاحب اور جناب حاجی محمد بوٹا صاحب کی طرف سے تحریک استحقاق ہے' جناب میاں مختار احمد شیخ صاحب یہ تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتے ہیں۔

سوال نمبر42/56 پر غلط جوابات کی فراہمی

میاں مختار احمد شیخ: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک نہایت ہی اہم اور فوری مسئلے پر بحث کرنے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

مسئلہ یہ ہے کہ متعلقہ وزیر نے میرے نشان زدہ سوال نمبر 42/56 جو کہ فہرست سوالات مورخہ 19-2-86 کے جواب میں چھپا ہے اس کا غلط جواب فراہم کرکے میرے استحقاق کو مجروح کیا ہے۔

اصل صورت حال یہ ہے کہ سوال میں نیو شاہ شمس ہاؤسنگ سکیم ملتان کے بارے میں معلومات کے بارے میں نہیں پوچھا گیا۔ اس سکیم کا ذکر کرکے ابہام پیدا کیا ہے۔ دوم یہ کہ شاہ رکن عالم سکیم نمبر 1'2'3 کے بارے میں سڑکوں' سیوریج کے بارے میں سرے سے ٹینڈر ہی نہیں کال کیے گئے۔ جب کہ جواب میں وزیر موصوف نے ٹینڈر کال کرنے کا ذکر کیا ہے۔ جو کہ غلط اور بے بنیاد اطلاع ہے۔ جب کہ حقیقت میں وہاں کروڑوں روپے خرچ ہوئے ہیں۔ لہٰذا اندریں حالات میری استدعا ہے کہ اس معاملے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے جو وزیر اعلیٰ کی انسپکشن ٹیم کو موقع پر بھیج کر حسابات کی جانچ پڑتال کرے تاکہ صحیح صورت حال معلوم ہو سکے اور آئندہ اجلاس میں اپنی رپورٹ پیش کرے۔

رانا پھول محمد خان: یہ تحریک' کمیٹی جواب دہ کے پاس جائے گی' استحقاق کے پاس نہیں جائے گی۔ سوال کے غلط جواب کے متعلق تحریک کمیٹی جواب دہ کے پاس جائے گی۔

جناب سپیکر: جناب وزیر قانون اس پر کچھ کہنا چاہیں گے یا کوئی اور منسٹر صاحب؟

وزیر قانون: متعلقہ وزیر صاحب ہی بتائیں گے۔

وزیر مال: جناب سپیکر! اس کو کرنل اقبال ٹوانہ Deal کرتے ہیں۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اگر اس کو ملتوی کر دیا جائے تو جناب کی مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: میاں صاحب' کیا خیال ہے' اس کو ملتوی کر دیا جائے۔ وزیر متعلقہ اور پارلیمانی سیکرٹری متعلقہ موجود نہیں ہیں۔ اس کو ملتوی کر لیتے ہیں۔

میاں مختار احمد شیخ: کل رکھ لیں۔

جناب سپیکر: جناب صاحب زادہ غلام نصیر الدین سیالوی صاحب کی طرف سے تحریک استحقاق جو انہوں نے واپس لے لی ہے؟

صاحب زادہ غلام نصیر الدین سیالوی: میں نے اپنی تحریک واپس لے لی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب عثمان ابراہیم صاحب کی طرف سے تحریک استحقاق ہے۔

سوال نمبر558 پر غیر واضح جواب کی فراہمی

جناب عثمان ابراہیم: حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص معاملے کو زیر بحث لانے کے لئے میں تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 19 فروری 1986ء کو وزیر اعلیٰ نے میرے سوال نمبر558 (ج) کا جواب حقائق کے برعکس دیا ہے جس کی وجہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ سوال یہ تھا کہ کیا محکمہ ہاؤسنگ کی پالیسی سے صرف چند خوش قسمت لوگ ہی مستفید ہوئے ہیں اور باقی کثیر تعداد کو نظر انداز کر دیا گیا تھا۔ اس کا جواب دیا گیا تھا کہ یہ درست نہیں ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ محکمہ ہاؤسنگ نے گوجرانوالہ میں 169 ایکڑ اراضی برائے ہاؤسنگ سکیم حاصل کی تھی اور اس میں سے صرف 87 ایکڑ پر قبضہ کیا تھا جو کہ تقریباً ایک ہزار خاندان کی ملکیت تھی جبکہ بقایا ملحقہ اراضی جو صرف چند لوگوں کی ملکیت تھی قبضہ میں نہ لی گئی۔

مقبوضہ اراضی کا قبضہ 8-2-81 کو لیا گیا تھا اور اس سے متعلقہ ایوارڈ نمبر1/85 مورخہ 9-10-85 کو سنایا گیا۔

اس ایوارڈ کے صفحہ سات پر محکمہ نے خسرہ نمبر5121/1161/1-1162 ملکیتی مسماۃ نسرین ضیاء زوجہ ڈاکٹر محمد شفیع ضیاء کو سکیم سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا تھا اور خسرہ نمبر1964 اور 1163 اور 2/ 5122/1161 ملکیتی نامعلوم کو سکیم سے خارج کر دیا گیا تھا۔

علاوہ ازیں محکمہ ہاؤسنگ نے لاہور ہائی کورٹ میں ایک رٹ کے جواب میں جس کا فیصلہ مورخہ 22-2-82 کو ہوا تھا یہ تسلیم کیا تھا کہ سات افراد کو اس سکیم سے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔

محکمہ کی طرف سے حقائق کے برعکس جواب دینے سے نہ صرف میرا بلکہ اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس پر بحث کی جائے اور اسے پرویلج کمیٹی کی طرف ریفر کیا جائے۔

وزیر قانون: میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔ میں عرض کروں گا کہ جہاں تک اس کے حقائق کا تعلق ہے' جو تحریک پیش کی گئی ہے' اس سے خود ظاہر ہے کہ بات صرف اتنی ہے کہ جو اس تحریک استحقاق میں بیان کی گئی ہے کہ ایک سوال نمبر558 (ج) کا جواب حقائق کے برعکس دیا ہے جس کی وجہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ سوال یہ تھا کہ محکمہ ہاؤسنگ کی اس پالیسی سے صرف چند خوش قسمت لوگ ہی مستفید ہوئے ہیں؟ اور باقی کثیر تعداد کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اس کا جواب دیا گیا تھا

کہ یہ درست نہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ نہ تو سوال مخصوص تھا اور جو حقائق اب بیان کئے گئے ہیں کہ گوجرانوالہ میں 169 ایکڑ اراضی برائے ہاؤسنگ سکیم حاصل کی تھی' اس میں سے 87 ایکڑ رقبہ کتنے خاندانوں کی ملکیت تھا اور مقبوضہ اراضی کا ایوارڈ دیا گیا' نہیں دیا گیا' کیا دیا گیا' یا اس ایوارڈ میں کس کس کو مستثنیٰ قرار دیا گیا' نہ تو یہ سوال کا حصہ معلوم ہوتا ہے' اور نہ اس وقت میرے فاضل دوست نے یہ بیان کیا کہ آیا وہ اس جواب سے مطمئن ہیں یا نہیں مطمئن۔ یا یہ جواب غلط ہے۔ نہ تو ان کا سوال کوئی ایسا تھا کہ جس کا کوئی مخصوص جواب دیا جاتا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ سوال کرنے میں ان سے کوتاہی واقع ہوئی ہے۔ اس میں استحقاق مجروح ہونے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ نہ آپ نے اس وقت اس بارے میں توجہ مبذول کرائی کہ کتنے ایکڑ اراضی حاصل کی گئی' کن کن خاندانوں کی ملکیت تھی' اس میں کون کون سے مستثنیٰ ہوئے۔

جواز یہ ہے کہ جواب درست نہیں۔ صرف اس بات پر کہ کافی لوگ مستفید ہوئے' کافی نہیں ہوئے' اس سے محکمے نے اتفاق نہیں کیا' اگر انہیں مزید تفصیل کی ضرورت تھی کہ کتنے لوگوں کی زمین حاصل کی گئی' کتنے اس سے مستثنیٰ قرار پائے' اس میں کتنے حصہ دار تھے' کتنے مالکان تھے' کب ایوارڈ دیا گیا' اگر اس کا جواب غلط دیا جاتا تو میں سمجھتا کہ کوئی بات تھی۔ چونکہ انہوں نے اپنے سوال میں یہ ساری باتیں نہ پوچھیں اور نہ اس کا جواب دیا گیا اور نہ انہوں نے اس کی مزید تفاصیل جاننی چاہیں' اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی طور پر بھی اس زمرے میں نہیں آتا کہ اس سوال کا جواب غلط دیا گیا ہے۔ Prima Facie یہ استحقاق مجروح ہونے کا سوال معلوم نہیں ہوتا۔ اس لئے میں اپنے فاضل دوست سے درخواست کروں گا کہ اگر وہ ان حقائق کو جاننا چاہتے ہیں تو تفصیلی سوال دے دیں۔ اگر آپ مزید جاننا چاہتے ہیں تو آپ کسی وقت تشریف لائیں' آپ کو مطمئن کر دیا جائے گا۔ لیکن جو سوال آپ نے کیا تھا' اس کا جواب اسی طرح کا ہو سکتا تھا۔ اور اس سے کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ اگر آپ مزید چاہتے ہیں' تو سوال کر لیجئے یا آ کر بیٹھ جایئے' آپ کو مطمئن کر دیا جائے گا۔

جناب عثمان ابراہیم : وزیر موصوف نے جواب دیا ہے کہ انہوں نے کوئی مخصوص سوال نہیں کیا۔ حقیقت میں میں نے جو سوال کیا تھا' محکمے نے اس کے مطابق بھی جواب نہیں دیا۔ میں نے 558 (الف) میں پوچھا ہے :-

> کیا یہ حقیقت ہے کہ گوجرانوالہ میں پیپلز کالونی نمبر 2 کی سکیم کو حتمی شکل دے دی گئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب اور مالکان اراضی کو رقبہ کے تسویہ / استثناء کے طور پر پلاٹ دینے کے بارے میں حکومت کی پالیسی کیا ہے؟

اس کے بارے میں محکمے کا جواب ملاحظہ فرمائیں:

وزیر قانون: یہ تو تحریک استحقاق کا Subject matter نہیں ہے۔

جناب عثمان ابراہیم: آپ نے 169 ایکٹ اور 87 ایکٹ کا سوال اٹھایا ہے۔

وزیر قانون: یہ سوال تو آپ نے اٹھایا ہے۔ جناب والا' آپ کے سامنے تحریک استحقاق ہے۔ یہ آپ ملاحظہ فرمائیں۔ سوال یہ تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ہاؤسنگ کی پالیسی سے صرف چند لوگ مستفید ہوئے اور باقی کثیر تعداد کو نظر انداز کر دیا گیا؟ یہ تھا سوال۔ اس کا جواب یہ تھا کہ یہ درست نہیں۔ آپ نے اس کو تحریک استحقاق کا Subject matter بنایا ہے۔ اس سے آگے کیا بات ہے۔ وہ اگر آپ علیحدہ دیں تو پھر اس کا جواب دیا جا سکتا ہے۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب والا! یہ حقیقت ہے کہ صرف چند خوش نصیب' جن کا نام میں لینے کے لئے تیار ہوں' جن کی تعداد میں نے ذکر کی ہے کہ سات کو تو خود محکمے والے مانتے ہیں اور دو کا انہوں نے ایوارڈ میں ذکر کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے چند خوش نصیب لوگ مستفید ضرور ہوئے ہیں جس کو محکمہ نے چھپانا چاہا ہے یا پتہ نہیں کیا وجوہات ہیں جس کی وجہ سے انہوں نے اس کے جواب میں ان کے نام نہیں دیئے ہیں۔ حالانکہ میرا سوال بالکل واضح ہے کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس پالیسی سے صرف چند خوش نصیب لوگ ہی مستفید ہوئے ہیں اور باقی کثیر تعداد کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ جو ابھی تک اپنے مقدمات کے جلد تصفیہ کے لئے کوشاں ہیں۔ اس کا جواب انہوں نے دیا ہے یہ درست نہیں ہے۔ تمام مالکان اراضی کو ان کے رقبہ کے تصفیہ استثنیٰ کے طور پر مارشل لاء ہدایت نمبر 23 کے مطابق دیئے جائیں گے۔ حالانکہ اب چونکہ مارشل لاء ختم ہو گیا ہے اس لئے مارشل لاء ہدایت کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن یہ انہوں نے جواب دیا کہ یہ درست نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں یہ درست ہے۔ کہ چند خوش نصیب لوگ اس سے مستفید ہوئے ہیں جس کی میرے پاس فہرست ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ان کے نام بھی گوش گزار کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ نے آخر میں یہ دیا ہے کہ علاوہ ازیں محکمہ ہاوسنگ میں لاہور ہائی کورٹ میں رٹ کے جواب میں جس کا فیصلہ 22 فروری 1982ء کو ہوا تھا یہ تسلیم کیا تھا کہ سات افراد کو اس سکیم سے مستثنیٰ کیا گیا ہے اس کی کاپی اس کے ساتھ نہیں لگائی ہے۔

عثمان ابراہیم: اس وقت میرے پاس کاپی نہیں تھی اب میرے پاس اس کی کاپی ہے۔ ہائی کورٹ

سے تصدیق شدہ میرے پاس آ گئی ہے اس کے ساتھ جو انہوں نے Statement دی تھی اس کی غیر مصدقہ کاپی میرے پاس موجود ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں آپ کو بھجوا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس سوال کا جواب کس نے دیا تھا۔ وزیر قانون صاحب

وزیر قانون: اس لئے میں کہتا ہوں کہ اس کو پینڈنگ رکھ لیا جائے اور میں یہ بھی چاہوں گا کہ اس سوال سے یہ بات بھی واضح نہیں ہو رہی ہے کہ اس میں ہائی کورٹ کا مسئلہ کیسے آ گیا ہے۔ کیا اس کے محکمے میں کوئی Contradict ہے یا جو آپ کو جواب دیا گیا ہے اس سے Contradict کرتا ہے۔ کیونکہ اس سے کوئی بات واضح نہیں ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ مناسب ہو گا کہ اس کو پینڈنگ کر دیا جائے۔ کیا خیال ہے۔

عثمان ابراہیم: ٹھیک ہے۔

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر! نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ اگر آپ اس کے لئے وقفہ کر دیں۔

جناب سپیکر: نماز کے لئے وقفہ کیا جاتا ہے اب دوبارہ ساڑھے چار بجے کریں گے۔

(نماز عصر کے بعد اجلاس کی کارروائی دوبارہ شروع ہوئی)

تحریک التوائے کار کو Take up کیا جاتا ہے۔ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی تحریک التواء ہے۔

بیگم شاہین منور احمد: جناب سپیکر! گنتی کروا لیجئے کورم پورا نہیں ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ آپ کو ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی تحریک التوا پر بھی اعتراض ہے؟

بیگم شاہین منور احمد: مجھے تو ان کی تحریک التوا پر اعتراض نہیں ہے۔ لیکن کیا آپ اس بات کی اجازت دیں گے کہ کورم پورا نہ ہو اور اس کے باوجود اجلاس کی کارروائی ہو۔

جناب سپیکر: نہیں میں ہرگز اجازت نہیں دے سکتا۔

بیگم نجمہ تابش الوری: جناب والا! میں یہ سمجھتی ہوں کہ اپوزیشن والوں کو تو کم از کم یہ پوائنٹ نہیں اٹھانا چاہیے۔

بیگم شاہین منور احمد: یہ پوائنٹ تو کوئی بھی اٹھا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔

(اس دوران کئی ممبران ایوان میں تشریف لے آئے)

بیگم صاحبہ کیا خیال ہے اب تو کورم پورا ہو گیا ہے۔

بیگم شاہین منور احمد: اب شاید ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ کو اعتراض نہیں ہے۔ جناب جنجوعہ صاحب اپنی تحریک التواء پیش کریں۔

تحریک التوائے کار

رشوت روکنے میں حکومت کی بے بسی

ریاض حشمت جنجوعہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کیا جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ آج ہمارے صوبہ کے پاک بدن میں رشوت کا عفریت اپنے قوی پنجے پوری بے دردی کے ساتھ گاڑ چکا ہے۔ رشوت خور عناصر' انسدادی ایجنسیوں کے خوف سے بے نیاز ہوا میں لہرا کر رشوت وصول کر رہے ہیں۔ پولیس' محکمہ مال' واپڈا' محکمہ انہار' ایکسائز' ضلع کچہری اور دیگر تمام حکومتی اداروں کے اہل کار خواہ وہ دفتر میں ہوں یا فیلڈ میں' سارا دن رشوت اس طرح وصول کرتے ہیں جیسے شام کو ان کو کسی بڑے نیلام گھر کا کیش پورا کرنا ہو یہ لوگ جو ہمیشہ اپنی کم تنخواہ کا رونا روتے ہیں۔ ان کی بے حساب شہ خرچیوں کو دیکھ کر احساس ہوتا ہے کہ اس قدر دولت تو آسمان ہی سے برس سکتی ہے۔

جناب والا! اب عوام ان سفاک رشوت خوروں کے سامنے بے بس ہو چکی ہے۔ ان کی قوت برداشت جواب دے چکی ہے۔ پورے صوبہ میں خوف و اضطراب کے سائے چھا چکے ہیں اور اب لوگ ایک ایسے ابراہیم کی تلاش میں آئے ہیں جو آئے اور رشوت کے ان جھوٹے بتوں کو پاش پاش کر دے اس وقت صوبہ میں انسداد رشوت ستانی کے ادارے کوئی قابل ذکر کردار اس لئے ادا نہیں کر رہے کہ ان کی باگ ڈور ان اہل کاروں کے ہاتھ میں ہے جو اپنے اصل محکموں میں ناقابل برداشت ہوتے ہیں اور انہیں کھڈے لائن ـــــ

ایک معزز رکن: جی اگر پڑھ کر سنانا ہے تو لکھ کر دے دیں!

چودھری ارشاد علی: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

MR. SPEAKER: Chaudhri Irshad Ali is on a point of order.

چودھری ارشاد علی: جناب سپیکر! تحریک التوائے کار کسی خاص واقعہ کے متعلق پیش ہو سکتی ہے۔ یہ تو عام بحث کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جناب جنجوعہ صاحب کو اپنی تحریک التواء پڑھنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: اس وقت صوبہ میں انسداد رشوت ستانی کے ادارے کوئی قابل ذکر کردار اس لئے ادا نہیں کر رہے کہ ان کی باگ ڈور ان اہل کاروں کے ہاتھ میں ہے جو اپنے اصل محکموں میں ناقابل برداشت ہوتے ہیں اور انہیں کھڈے لائن لگانے کے لئے انسداد رشوت ستانی میں Deputation پر بھیج دیا جاتا ہے۔ حالانکہ اس محکمہ میں صرف ان لوگوں کا تقرر ہونا چاہیے جن کی دیانتداری کی قسم کھائی جا سکے۔ محکمہ انسداد رشوت ستانی کی تنظیم نو کر کے ضلعی سطح پر ڈپٹی ڈائریکٹر اور اسسٹنٹ ڈائریکٹر کی نئی آسامیاں پیدا کی گئی ہیں' مگر عوام یہی سمجھتے ہیں کہ افسروں کی تعداد میں جس قدر اضافہ ہو گا ریٹ آف کرپشن بھی اسی قدر بڑھے گا۔

جناب والا! رشوت میں آئے روز اضافہ نے پنجاب کے عوام میں بے چینی کی لہر دوڑا دی ہے' اس لئے میری دردمندانہ التجا ہے کہ اس زبردست اہمیت عامہ رکھنے والے معاملہ پر بحث کرنے کے لئے چند لمحات عطا کئے جائیں اور اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کر دیا جائے۔

جناب ذی شعور و ذی وقار سپیکر صاحب!

میں نے اپنی اس تحریک التواء میں جن معروضات کو پیش کیا ہے ان کا تعلق اہل پنجاب کے بہت بڑے مسئلہ کے متعلق ہے اور رشوت اس قدر بڑھ چکی ہے کہ رشوت خور عناصر اسے اپنا حق سمجھ کر وصول کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! ایک موقع پر صدر پاکستان نے بھی رشوت میں اضافے کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا کہ آج سے پہلے جو کام پچاس روپے میں ہوتا تھا آج وہ پانچ سو روپے میں بھی نہیں ہوتا اور اسی طرح جناب وزیر اعظم صاحب نے بھی اپنی پہلی نشری تقریر میں یہ فرمایا تھا کہ رشوت کے سدباب کے لئے پوری کوشش کی جائے گی۔ جناب والا! مجھے یقین ہے کہ آج حکومت کی طرف سے جو صاحب میری اس تحریک التواء کی مخالفت کریں گے وہ بھی یقیناً اس بات کو تسلیم کریں گے کہ صوبہ میں رشوت حد سے زیادہ بڑھ چکی ہے۔ لیکن جناب سپیکر آپ میری اس بات سے اتفاق فرمائیں گے کہ صرف اعتراف گناہ کر لینے سے یا اقرار جرم کر لینے سے کوئی آدمی اس کی سزا سے

نہیں بچ سکتا۔ اگر حکومت یہ سمجھتی ہے کہ رشوت حد سے زیادہ بڑھ چکی ہے اور اس کے باوجود بھی اس کے سدباب کے لئے کوشش نہیں کرتی اور ان رشوت خوروں کو عبرت ناک سزائیں نہیں دیتی تو پھر میں یہ سمجھتا ہوں کہ رشوت کے نتیجے میں عوام کے اندر جو زبردست نفرت پیدا ہو رہی ہے اس سے حکومت اپنے آپ کو نہیں بچا سکتی۔

جناب سپیکر! آج رشوت لینے والے لوگ اپنی کم تنخواہ کو جواز کے طور پر پیش کرتے ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب کوئی آدمی حکومت کی ملازمت قبول کرتا ہے اس وقت اس کے سامنے ملازمت کی شرائط بھی ہوتی ہیں' تنخواہ بھی ہوتی ہے اور جب کوئی آدمی ان شرائط پر' اسی تنخواہ پر حکومت کی ملازمت کو قبول کر لیتا ہے تو پھر اس کے پاس اس بات کا کوئی جواز نہیں ہے کہ وہ کم تنخواہ کا بہانہ بنا کر رشوت وصول کرے۔ جناب والا آج تک ــــــ

جناب محمد صدیق انصاری: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر: فاضل ممبر جو مسئلہ اس وقت پیش کر رہے ہیں یہ ان کی تحریک التواء کا حصہ نہیں ہے۔ رول 69 کے تحت کے صرف تحریک التواء کو پڑھا جاتا ہے۔ اس پر تقریر نہیں کی جاتی۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! میں Short Statement دے رہا ہوں۔

چودھری محمد صدیق سالار: یہ Short Statement ہے۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: کاش آپ اتنے بڑے قانون دان ہوتے جتنا کہ آپ خیال کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: انصاری صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر Valid ہے۔ اور اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ تحریک التواء کے Mover اپنی تحریک پیش کریں گے اس کے بعد Treasury Benches سے اس پر رد عمل کا اظہار کیا جائے گا۔ پھر اس کی Admissibility زیر بحث آئے گی۔ جنجوعہ صاحب اپنی تحریک التواء پیش کر چکے ہیں۔ کوئی معزز وزیر اس پر کچھ کہنا چاہیں گے؟

جناب سپیکر: تو جنجوعہ صاحب اپنی تحریک التواء پیش کر چکے ہیں کوئی آنر ایبل منسٹر اس پر کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر مال: جناب نے فرمایا تھا کہ اس ہاؤس کا سلسلہ اب Rules & Regulations کے مطابق چلنا

چاہیے اس لئے میں جناب کی توجہ رول 67 کلاز (بی) کی طرف دلاؤں گا۔

The motion shall relate to a single specific matter of recent occurrence.

تو اس زمرے میں جناب ریاض حشمت صاحب کی تحریک نہیں آتی۔ جہاں تک ان کی تقریر کا تعلق ہے تو انہوں نے بڑی خوبصورت تقریر فرمائی ہے اور انہوں نے بڑے تلخ حقائق سے پردہ اٹھایا ہے۔ لیکن موشن کے حساب سے یہ نہیں بنتی۔ اس لئے میں ان سے گذارش کروں گا کہ وہ اس پر بحث نہ کریں۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے جن قواعد و ضوابط کا حوالہ دیا ہے کہ یہ مخصوص نوعیت کا معاملہ نہیں ہے۔

جناب والا! اس ایوان میں میں پورے انسانی وقار کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت جب کہ میں اپنی یہ تحریک التواء اس ایوان کے سامنے پیش کر رہا ہوں تھانوں میں' کچہریوں میں' دفتروں میں اور عدالتوں میں عوام کی جیبوں پر ڈاکے پڑ رہے ہیں۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ میری یہ تحریک التواء اس طرح سے ایک حالیہ اور مخصوص واقعہ سے متعلق ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار: پوائنٹ آف آرڈر۔ کیا قانون یہ اجازت دیتا ہے کہ ایک واقعہ کے سوا یہ ہر چیز پر تقریر کرتے رہیں۔ کسی ایک واقعہ پر بات کریں جس طرح کہ وزیر موصوف نے کہا ہے۔ بات رول کی اور قانون کی ہے۔ باقی تقریریں تو ہم بھی کر سکتے ہیں۔ اور ان سے زیادہ اور ان سے موثر اچھی تقریریں کر سکتے ہیں۔

وزیر مال: جناب سپیکر! بزرگ وار کی تقریر کے بعد کچھ کہنے کو تو بات نہیں رہ گئی لیکن میں نے جو اعتراض کیا ہے اگر فاضل رکن اس کا کوئی جواب دینا چاہیں تو اس کے جواب میں بات کریں۔ تقریر تو وہ پہلے ہی کافی کر چکے ہیں۔ اس لئے وہ اس نقطے کا جواب دیں اگر ان کے پاس اس کا کوئی جواب ہے۔

جناب سپیکر: جناب جنجوعہ صاحب آپ کی تحریک التواء پر اعتراض یہ ہے کہ This is not a single specific matter. اور اعتراض یہ ہے کہ اس کو Out of order قرار دیا جائے۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! میری گذارش یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف پورے یقین

کے ساتھ اس ایوان کے سامنے اپنے خدا کو حاضر ناضر کرکے یہ کہہ سکتے ہیں کہ آج جب کہ میں نے اپنی یہ تحریک التواء پیش کی ہے اس ایوان کے باہر ان کے اور میرے رائے دہندگان رشوت خوروں کے ہاتھوں نہیں لٹ رہے ہیں۔ اگر یہ لٹ رہے ہیں تو پھر انہیں اس تحریک التواء پر تمام ارکان کو اظہار خیال کا موقع دینا چاہیے۔ ورنہ وہ لوگ جو اس ایوان کے باہر ہیں ہمارے طرز عمل پر نگاہیں جمائے بیٹھے ہیں ان سے جا کر مجھے یہ کہنا پڑے گا کہ ـــــــ

تم بھی سن لو ہم نے سنا ہے اکثر درو کے ماروں سے
سائے کی امید نہ رکھنا شیشے کی دیواروں سے

(نغمہ ہائے تحسین)

وزیر مال: جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب بڑی اچھی تقریر فرما رہے تھے بڑے اچھے نکات اٹھا رہے تھے اور شعر بھی انہوں نے بڑا خوبصورت پڑھا ہے۔ میں نے تو صرف اتنی عرض کی ہے کہ اس قانونی نقطے پر جو میں نے اعتراض کیا ہے اس کے جواب میں اگر ان کے پاس کچھ ہے تو پھر وہ اپنی موشن کو Press کریں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب نے جو Matter اپنی تحریک التوائے کار میں Discuss کرنا مقصود ہے وہ رشوت کا معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: راہی صاحب آپ Admissibility پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: میں 67 کے تحت کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی 67 پر بات کیجئے۔

جناب فضل حسین راہی: رشوت کے متعلق سنگل معاملہ ہے۔ ان کی جو تحریک التوائے کار ہے وہ صرف رشوت کے متعلق ہے۔ چوری کے' ڈاکے کے' زنا کے' قتل کے اور کسی دوسرے معاملے کے متعلق نہیں ہے۔ اس حوالے سے رشوت کا معاملہ صرف رشوت کا معاملہ کہلاتا ہے۔

چودھری ارشاد علی: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب سپیکر! جناب راہی صاحب جو ہیں وہ اب رشوت سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں۔ اگر یہی بات ہے تو پھر یہ امن عامہ کا مسئلہ بنتا ہے اور اس کے لئے کچھ دن مخصوص کر دیئے جائیں تو اس میں رشوت' ڈاکے اور دوسری تمام چیزیں آ جائیں گی۔

لیکن یہاں جو اب بات رولز کی اور ریگولیشن کی' کی جا رہی ہے اور رول 67 یہی کہتا ہے کہ ایک Specific جو واقعہ ہو اس کے متعلق یہ بات کریں۔ انہوں نے تو سارے پاکستان کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ چہ جائیکہ یہ پنجاب کا مسئلہ ہو۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! فرق ان کے واقعے اور معاملے میں ہے۔ یہ واقعہ کو بنیاد بناتے ہیں اور ہمارے دوست نے معاملے کو بنیاد بنایا ہے۔ یہ Incident quote کرنا چاہتے ہیں۔ اور ہمارے دوست کو Matter discuss مقصود ہے۔

مہر سعید احمد ظفر (پارلیمانی سیکرٹری): پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر: جناب سعید ظفر صاحب۔ On point of order

مہر سید احمد ظفر: جناب والا! میں اپنے دوست کی خدمت میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ اس وقت بات صرف Rules & Regulations کی ہو رہی ہے۔ جس میں دو پوائنٹس کو بتایا جا رہا ہے۔ پہلا یہ کہ ایسا واقعہ جس کی Recent occurrence ہو۔ دوسرا یہ کہ آیا جس واقعہ کے بارے میں بات ہو رہی ہے وہ ایک Specific matter سے تعلق رکھتا ہے یا کہ ایک جنرل معاملہ ہے۔ تو میرے خیال میں یہ جو معاملہ ہے جس معاملے کو میرے فاضل دوست زیر بحث لانا چاہتے ہیں۔ یہ یقینی بات ہے کہ یہ اہمیت عامہ کا مسئلہ ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کو تحریک التوائے کار کی صورت میں Take up نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا اسے Out of order قرار دیا جائے۔ شکریہ

میاں افضل حیات: پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: جی میاں افضل حیات صاحب۔

میاں افضل حیات: یہ 67 میں ہے

Rule 67. The right to move for an adjournment of the Assembly for the purpose of discussing a definite matter of recent and urgent public importance shall be subject to the following restrictions, nemely:-

اس میں جو لفظ لکھا گیا ہے وہ Matter ہے۔ اگر یہ لکھا ہوا ہوتا۔

A definite matter of recent occurrence پھر تو وہ ایک Incident ہوتا یا ایک واقعہ کا ذکر ہوتا۔ یہ تو ایک واقعہ سے تھوڑی سی بات بڑی ہو جاتی ہے۔ جب Matter لکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب اس میں آپ یہ ملاحظہ فرمایئے۔ کہ

..... shall be subject to the following restrictions nemely:-

اور اگر 67 (بی) ملاحظہ فرمائیں .....

(b) The motion shall relate to specific matter of recent occurrence:

یہاں جو آپ Occurrence کا آپ ذکر کر رہے تھے وہ اس میں of recent occurrence آ جاتا ہے۔

میاں افضل حیات: جناب اس میں دوسری گذارش یہ ہے کہ رشوت کا ایک ایسا مسئلہ ہے کہ پتہ چلے کہ رشوت لی گئی ہے۔ کوئی Specificmatter سامنے آ جائے تو اس وقت تو وہ پکڑا جا چکا ہوتا ہے۔ اور یہ تو ایک ایسا مسئلہ ہے جو کہ ایک Specific occurrence ہو ہی نہیں سکتا۔

جب تک ——

وزیر مال: پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: جناب ریونیو منسٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔

وزیر مال: جناب سپیکر! صاحب یہ ڈپٹی لیڈر آف دی اپوزیشن بول رہے ہیں۔ آپ نے جو ان کی ادھر توجہ دلائی ہے۔ یہ اپوزیشن کے ڈپٹی لیڈر صاحب بول رہے ہیں۔ تو جو کلاز (بی) ہے اس کے متعلق بات کریں۔ رشوت کی تو بات ہم نے بڑی سنی ہے۔ اگر ان کے پاس کوئی جواب ہے تو کلاز (بی) کا جواب دیں۔

مہر ظفر اللہ بھروانہ: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر: اس کی Admissibility پر بات کریں گے۔

مہر ظفر اللہ بھروانہ: جی سر۔

جناب سپیکر: جی فرمایئے۔

مہر ظفر اللہ بھروانہ: جناب میں عرض کروں گا کہ جہاں تک معزز ممبر نے ایک تحریک پیش کی ہے اور انہوں نے تقریر فرمائی ہے۔ ہم ان کے ایک اچھے مقرر ہونے کی داد دیتے ہیں لیکن جہاں تک

قانونی نقطہ ہے۔ جہاں تک Rule of Procedure کا تعلق ہے یہ موشن صحیح نہیں بنتا اور اس کے لئے اگر کسی ممبر نے اپنے خیالات کا اظہار کرنا ہے تو اس کے لئے جنرل ڈسکشن میں ہر ممبر کو حق ہے کہ وہ جس طرح چاہے بول سکتا ہے۔ تو میں جناب سے یہ گذارش کروں گا کہ بجائے اس بات کے کہ بار بار جناب پوچھیں کہ کیا یہ تحریک التوائے کار بنتی ہے یا نہیں بنتی۔ بہتر ہے کہ اب جناب اس کا فیصلہ فرمائیں کہ یہ تحریک التوائے کار ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار رولز کے مطابق نہیں بنتی۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اور اس پہ میں نے پچھلی تحریک التوائے کار پر نیشنل اسمبلی کی رولنگ کی تھی۔ ہمارے قواعد انضباط کار بھی اس پر بالکل واضح ہیں۔

Certain conditions prevailing in entire province cannot be regarded as a definite matter. So this is not a definite matter.

اور اس میں نیشنل اسمبلی کی رولنگ ہے۔

These are the conditions prevailing in the entire province or in the country.

حکومت کے تعمیراتی اداروں میں کمیشن کی لعنت

جناب سپیکر: جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: ذی جاہ و ذی شعور جناب سپیکر صاحب۔ میں اس تحریک التوائے کار کے ذریعے سے ایک ایسے مسئلے کو زیر بحث لانے کی اجازت چاہوں گا جو نہ صرف زبردست اہمیت عامہ کا حامل ہے بلکہ اس معاملے سے حکومت پنجاب کا بے پناہ مالی مفاد بھی وابستہ ہے۔ یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہے کہ حکومت کو ارباب بست و کشاد اور اعلیٰ انتظامی عہدوں اور سیاسی عہدوں پر فائز افراد اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں کہ ہمارے صوبے میں جتنے بھی تعمیراتی ادارے کام کر رہے ہیں۔ ان کے تعمیراتی منصوبوں کی تکمیل کے لئے ٹھیکیداری سسٹم رائج ہے۔ حکومت پنجاب نے اپنے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے لئے جو اربوں روپے کی رقم مختص کی ہے اس میں سے 25 فی صد رقم رشوت کے طور پر انجینئروں اور قومی اداروں کے دوسرے عملہ کی جیب میں چلی جائے گی۔ میں معافی چاہوں گا کہ میں نے جس چیز کو رشوت کہہ گیا ہوں اسے ہمارے مہذب انجینئر صاحبان اپنا حق سمجھتے

ہیں اور رشوت کے نام پر نہیں کمیشن کے نام سے وصول کرتے اور یہی وہ اصل وجہ ہے کہ جس سے ہمارے صوبہ میں ترقی کے آثار نظر نہیں آتے اور کوئی منصوبہ جو ابھی زیر تکمیل ہے اس میں توڑ پھوڑ کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ موجودہ حکومت جو رشوت اور دوسری سماجی برائیوں کے خلاف جہاد کا اعلان کرتی رہتی ہے اس نے آج تک اس سب سے بڑی لعنت جسے کمیشن کہا جاتا ہے' کی طرف نہ تو کبھی توجہ دی ہے اور نہ کبھی اس کی نشاندہی کی ہے۔ حکومت کی کمیشن کے خلاف پراسرار خاموشی اور چشم پوشی کی وجہ سے پنجاب بھر کے عوام جو ٹیکسوں کی شکل میں حکومت کو تعمیراتی اداروں کے لئے سرمایہ فراہم کرتے ہیں' زبردست ہیجان اور اضطراب کا شکار ہیں۔ کیونکہ کوئی بھی باضمیر اور دیانتدار شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ آج پنجاب کے تعمیراتی اداروں میں کمیشن وصول نہیں کیا جا رہا۔ اس لئے اسے ایسا واقعہ کہا جا سکتا ہے جو حال ہی میں پیش آیا ہو اور مسلسل پیش آ رہا ہو۔ جناب والا! یہ معاملہ ایک خاص اہمیت عامہ رکھتا ہے اور اس سے حکومت پنجاب کا زبردست مالی مفاد بھی وابستہ ہے۔ اس لئے اسے فی الفور زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کرنے کا مطالبہ قرین انصاف ہے۔

جناب سپیکر!: میں نے اپنی اس تحریک التوا میں جس مسئلہ کی نشاندہی کی ہے وہ آج کسی شخص کی نظروں سے بھی اوجھل نہیں ہے۔

محمد صدیق سالار: سب سے پہلے ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں پھر اس کے بعد ارشاد فرمائیں گے۔

جناب سپیکر: You are not opposing. جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب کا یہ اعتراض جناب منسٹر صاحب آپ پر ہے کہ آپ oppose نہیں کر رہے۔

جناب محمد اقبال (وزیر مال): جناب سپیکر! میں تو کھڑا ہوا تھا وہ رکے ہی نہیں آپ نے توجہ نہیں فرمائی۔ میں ان کی تحریک التوائے کار کو Oppose کرتا ہوں۔ پھر میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف دلاؤں گا۔ باتیں تو وہ بہت اچھی کر رہے ہیں۔ انہوں نے جو مسئلہ اٹھایا ہے وہ بڑا اہم ہے اور آپ کی وساطت سے ان کی توجہ انہیں عرض کروں گا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اس ہاؤس کا سارا سلسلہ Rules & Regulations کے مطابق چلنا چاہیے تو پھر یہ ملاحظہ فرمائیں کہ ان کی تحریک التوائے کار رولز کے مطابق بنتی ہے یا نہیں۔ اس لئے میرے خیال میں انہیں _____

جناب سپیکر: آپ کی کیا رائے ہے۔

جناب محمد اقبال (وزیر مال): جناب میں تو پھر رول 67 اور کلاز بی کا حوالہ ان کی خدمت میں پیش کروں گا۔ اگر وہ اسے غور سے پڑھ لیں تو میرا خیال ہے اسے کسی اور طریقے سے پیش کریں تو بڑی اچھی بات ہو گی۔

جناب سپیکر: شائد انصاری صاحب ہماری معاونت فرمانا چاہتے ہیں۔

محمد صدیق انصاری: جناب سپیکر! جو معاملہ میرے فاضل دوست نے پیش کیا ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ قانون کے مطابق وہ جو تحریک پیش کرنے کے بعد جو تقریر فرماتے ہیں وہ نہیں فرمانی چاہیے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس معاملہ میں دفعہ 65 اور 67 (بی) موجود ہے اور جناب سپیکر! آپ نے اجلاس شروع ہوتے ہی فرمایا تھا کہ قانون اور رولز کو سامنے رکھا جائے گا۔ اور جب قانون اور رولز یہ اجازت نہیں دیتے تو

"The Motion shall relate to a single specific matter of recent occurrence."

میرے فاضل دوست جو کمیشن اور رشوت کے متعلق فرما رہے ہیں۔ ان کی بات تو درست ہے۔ لیکن اس میں Single matter is not specified نہیں کیا۔ جب رولز اس معاملے کو پیش کرنے کی اجازت نہیں دیتے تو جناب رولنگ کیوں نہیں دے دیتے۔ اور جناب والا اس وعدہ کو ضرور پورا فرمائیں کہ بات قانون اور رولز کے مطابق ہونی چاہیے۔

چودھری ارشاد علی: پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: جناب چودھری صاحب

چودھری ارشاد علی: جناب والا! ابھی آپ نے اس سے ملتی جلتی تحریک التوائے کار پر اپنی رولنگ دی ہے۔ Single specific occurrence نہیں ہے۔ یہ واقعہ بھی اسی طرح کا ہے۔ یہ بھی آپ کی اسی طرح کی رولنگ کے تحت آتا ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اب اس کے پیش کئے جانے کا جواز نہیں ہے۔

جناب سپیکر: لیکن اس میں ایک چیز واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں اس سیشن کے ابتدا میں جو میں نے عرض کیا تھا کہ اب موقع آگیا ہے کہ ہمیں رولز کی سختی سے پابندی کرنی ہو گی۔ یہ بات مجھے بار بار یاد دلانے کی ضرورت نہیں کیونکہ جو کچھ میں نے کہا تھا اس کا مطلب بھی وہی تھا۔ اس پہ میں عمل

کرنا چاہتا ہوں اور عمل کر رہا ہوں۔ رہا اس بات کا تعلق ایک فاضل رکن نے ایک تحریک التوائے کار پیش کرتے ہیں۔ اس پہ Treasury Benches کا ایک Point of view ہوتا ہے اور وہ Point of view اپنے دل میں لئے بیٹھے رہیں تو وہ فاضل رکن جو ایک تحریک التوائے کار پیش کرنا چاہتے ہیں مجھے اپنے طور پر کیا ضرورت ہے کہ میں اسے Object کروں۔ یہ Public importance عام طور پر میرا Trend یہ ہے کہ یہ معاملات ہاؤس میں کم از کم پیش ہو جانے چاہئیں تاکہ ایک تو Ventilation ہو جائے اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ معاملات گورنمنٹ کی نظر میں آ جائیں۔ تو اس تحریک التوائے کار کی بھی Fate وہی ہے۔

This is ruled out of order. This is not a single specific matter.

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: فیض صاحب کا ایک قطعہ پیش کرنے کی اجازت ہے؟

جناب سپیکر: جنجوعہ صاحب آپ تو رولز کو جانتے ہیں۔ فیصلہ ہونے کے بعد اس پہ Arguments نہیں ہو سکتے۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: اسی فیصلہ پہ قطع پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کی اگلی تحریک التوائے کار آ رہی ہے اس پہ کر لیجئے گا۔

اب میں جناب وزیر مال صاحب کے ارشاد سے پہلے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ 31 نمبر پہ چودھری غلام رسول صاحب کی طرف سے ایک تحریک استحقاق ہے وہ بھی Identical ہے۔ اس لئے ہم ان دونوں تحاریک استحقاق کو ایک ساتھ Take up کر سکتے ہیں۔

چودھری غلام رسول: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آج مورخہ 23-02-86 کو روزنامہ مشرق لاہور میں یہ خبر آئی ہے کہ پنجاب بھر کے ایڈھاک لیکچرارز آج صبح ساڑھے نو بجے پنجاب اسمبلی کے سامنے مظاہرہ کریں گے۔ ان کی آسامیوں پر نئے لوگوں کو مستقل کیا جا رہا ہے۔ یہ سلسلہ پنجاب ایڈھاک لیکچرار ایکشن کمیٹی کے ہنگامی اجلاس میں کیا گیا ہے۔ تراشہ روزنامہ مشرق مورخہ 23-02-86 لف ہے۔

لہٰذا تعلیمی پالیسی میں یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے اس لئے اس کو زیر بحث لا کر ایڈھاک لیکچرارز کو ان کی آسامیوں پر مستقل کیا جائے تاکہ وہ اپنا تدریس کا کام دلجمعی سے سرانجام دے سکیں کیونکہ

بہت سے لیکچرارز کافی سالوں سے اس بے یقینی کی صورت حال سے دو چار ہیں۔ بوقت تقرری ایڈھاک لیکچرارز کا باقاعدہ انٹرویو لے کر ان کو اس عہدہ پر تعینات کیا جاتا ہے۔ اس لئے کافی سالوں کے تجربہ کے بعد ان کو مستقل نہ کرنا روزنامہ دوبارہ پبلک سروس کمیشن میں ان کا برائے انٹرویو پیش ہونا قرین انصاف نہیں ہے۔ اس لئے میں حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ پنجاب بھر کے تمام ایڈھاک لیکچرارز کو ان کی آسامیوں پر فوری اور مستقل کیا جائے تاکہ تعلیمی ماحول پرسکون طریقہ سے جاری رہ سکے۔

جناب سپیکر: یہ تحاریک التوائے کار دونوں Identical ہیں۔ اس کے بارے میں میں اور اس کی Admissibility کے بارے میں اور اس کے Fate کے بارے میں اس پر اگلے دن بات ہو سکتی ہے تو کیونکہ تحریک التوائے کار کا وقت اب ختم ہوتا ہے اس کو ہم Defer کرتے ہیں۔ لیکن اس سے پہلے تحریک التوائے کار کے سلسلے میں یہاں دو روز تک بات ہوتی رہی ہے تو اس پر میں نے رولنگ دینے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ کسی قسم کے طریقہ کار کے بارے میں کوئی ابہام نہ رہے۔ اب میں تحریک التوائے کار کے بارے میں اپنی رولنگ پیش کرتا ہوں۔

تحریک التوائے کار پر جناب سپیکر کی رولنگ

"CLARIFICATION OF THE PHRASE 'MOTION HAS BEEN MADE'

On 17-2-1986, a member gave notice of a number of Adjournment Motions on different subjects. He moved one adjournment motion which was disposed of as .....He wanted to move the next Adjournment Motion on different subjects which was objected to by Ch. Abdul Ghafoor, Law Minister referring to rule 67 (a) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1973. He contended that under the aforesaid rules 'not more than one such motion shall be made on any one day'. Some of the members pointed out that the discussion of admissibility of Adjournment Motion did not mean that a motion had been made.

2. The Law Minister sought further time to examine this issue. The consideration of the motion was defferred till next day i.e. 18-2-1986. The Law Minister again stressed that only one Adjournment Motion can be taken up on a day. He, however, pointed that in view of the precedents, a mover of the Adjournment Motion may move another Adjournment Motion but the rules did not permit to do so.

3. I have given my careful consideration to rule 67 (a) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1973, and the arguments advanced before me in the House.

4. I am of the opinion that interpretation of this rule is necessary.

5. The question is "what is the meaning of the words that a motion has been made"?

6. In order to clarify the issue, firstly we will have to revert to Rule 65 which is as follows:-

> "65. A Motion for an Adjournment of the Business of the Assembly for the purpose of discussing a definite matter of recent and urgent public importance may be made with the consent of the Speaker".

7. An Adjournment Motion passes through following stage:-

(1) It may be made with the consent of the Speaker (Rule 65).

(2) When the consent is given, leave to make the motion is to be obtained (Rule 68).

(3) If the Speaker is of the opinion that the matter proposed to be discussed is in order, the Assembly will be asked as to whether the member has the leave of the Assembly to make the Adjournment Motion (Rule 69).

(4) If not less than 1/6th of the total membership agrees, then the leave is granted.

(5) It is at this stage that the Adjournment Motion is 'made'

(6) When an Adjournment Motion is 'made' as specified above, then not more than one such motion shall be made on any one day and the remaining motions will be held over for the subsequent days (Rule 67 (a)).

8. The Speaker's consent is, in practice, given in either of the following two ways:-

(a) The matter is decided in the Chamber by determining, prima facie, that the motion is in order, or not; or

(b) allowing a member to read the motion and then hear the concerned Minister, in order to determine whether the consent should be given; or not.

9. The upshot of the above exposition of the rules is that as a matter of convenience, as well as in order to repose confidence before the House, the Speaker decides even the preliminary question of consent (required under rule 65) after cursory discussion.

10. Hence according to the prevailing practice the Adjournment Motions are withdrawn, not pressed, talked out, or accepted by the other party, prior to putting it to vote, so that as many motions can be taken up in the prescribed period of half an hour (Rule 70) as possible.

11. I find support of my views from the Practice and Procedure of Parliament of India and the ruling of the National Assembly on this issue where in it is held that "the Adjournment Motion is deemed to have been made only after leave of the House to move it has been granted".

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا! اس کا ترجمہ بھی فرما دیں تاکہ ہم بھی کچھ سمجھ سکیں۔ ویسے تو آپ کو قومی زبان میں یہ چیزیں پیش کرنی چاہئیں تاکہ سارے سمجھ سکیں۔ اب ہمارے جیسے آدمی تو انگریزی نہیں سمجھتے یا تو ہمارے لئے آپ عربی میں پیش کیا کریں۔ عربی اسلامی زبان ہے۔ اس بدیشی زبان کو آپ چھوڑ دیں اور اپنی قومی زبان کو ہی آپ استعمال کیا کریں۔ اب اگر آپ اس کا اردو ترجمہ کریں گے تو وقت ضائع ہو گا بہتر یہی تھا کہ آپ اردو میں پیش کرتے۔ ہمارے پلے کچھ بھی نہیں پڑا۔ مجھ سے اور بھی معزز ممبران ایسے ہیں جو انگریزی نہیں جانتے ان کے پلے بھی کچھ نہیں پڑا۔

چودھری محمد افضل چن: جناب والا مغربی تہذیب کو ختم کریں ہماری زبان اپنی' ہمارا کلچر اپنا' ہم وہ کیوں نہ اپنائیں۔

جناب سپیکر: ہم کوشش کریں گے کہ آئندہ جو بھی آپ کو رولنگ دی جائے اس کا اردو ترجمہ بھی پیش کیا جائے۔

جناب کمال محمد خان لالیکا: جو کتابیں انگریزی میں ہوتی ہیں وہ بھی اردو میں ہونی چاہئیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا کوئی خلاصہ ہی بیان فرما دیں تاکہ ہم بھی کچھ سمجھ سکیں۔

جناب غلام حیدر خان کھچی (پارلیمانی سیکرٹری): کارروائی یا رولنگ انگریزی میں ہو یا اردو میں ہو ممبر صاحبان کو چاہیے کہ وہ خود بخود سمجھ لیں۔ کارروائی انگریزی میں ہو اور اردو میں بھی ہو تو اس طرح سٹیشنری کا ضیاع ہے۔

جناب کمال محمد خان لالیکا: یہ ضروری نہیں ہے کہ جس کو انگریزی نہ آتی ہو وہ ایم پی اے نہیں بن سکتا۔

جناب غلام حیدر خان کھچی: ایم پی اے بن سکتا ہے لیکن خودبخود سمجھیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: ایم پی اے کے لئے تو قومی زبان استعمال کی جائے گی اور اگر کوئی فرد کوئی اور زبان استعمال کرنا چاہے تو اسے سپیکر سے اجازت لینی ہو گی۔ اس طرح سپیکر صاحب کو ہاؤس سے اجازت لینی چاہیے جب وہ قومی زبان کے علاوہ اور کوئی زبان استعمال کریں۔

کچی آبادیوں' 5 مرلہ' 7 مرلہ رہائشی سکیم والوں سے ترقیاتی اخراجات کی وصولی

میاں محمد افضل حیات: جناب سپیکر' میں اگلے مسئلے پر عرض کرنا چاہتا ہوں۔ آج چند نہایت اہم معاملات زیر بحث آنے والے ہیں۔ اس سلسلے میں گزارش ہے کہ چونکہ یہ انتہائی اہم معاملات ہیں ان سب کے لئے ایک ایک دن مقرر کیا جائے تاکہ ان پر سیر حاصل بحث کی جا سکے۔

جناب محمد رفیق: جناب سپیکر' میں بھی اس موضوع پر میاں افضل حیات صاحب کی تائید کرتا ہوں کہ جو مسودات پیش کئے گئے ہیں اور جن پر بحث ہونی مقصود ہے' مثلاً یہ سات مرلہ سکیم ہے' یا بے زمین مزارعین وغیرہ کو اراضی الاٹ کرنی مقصود ہے' میرے خیال میں ان کے لئے الگ الگ ایک ایک دن مقرر کیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ معاملات گڈمڈ ہو جائیں۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا' جو مسئلہ زیر بحث ہے اس میں گزارش ہے کہ تین قسم کے معاملات آپ کے سامنے ہیں۔ ایک تو سات مرلہ سکیم کا' دوسرا کچی آبادیوں کا اور تیسرا 75 ہزار ایکڑ زمین کو تقسیم کرنے کا مسئلہ ہے۔ یہ تینوں معاملات ایک ہی نوعیت کے ہیں اور یہ آپس میں اتنا کنفیوز کرتے ہیں کہ کوئی بھی آدمی ایک وقت میں تینوں کے متعلق بات نہیں کر سکتا۔ تو آپ سے یہ مودبانہ گزارش ہے کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم اس میں دلچسپی لیں اور جو صحیح بات آپ کے سامنے کی جائے وہ ہمیں بھی سمجھ آئے اور عوام کو بھی سمجھ آئے کہ ہم کیا کرنے والے ہیں۔ تو اس کے لئے آپ کو ایک ایک دن عنایت کرنا ہو گا۔ تاکہ ہم تیاری کرکے آئیں اور ان پر صحیح بحث ہو سکے۔ دلائل دیئے جائیں اور جو معاملات یہاں پاس ہوں ان پر عمل ہو سکے۔

جناب سپیکر: اس سلسلے میں حکومت کا کیا نقطہ نظر ہے؟

وزیر مال: جناب والا یہ چھوٹے چھوٹے تین معاملات ہیں۔ سات مرلہ سکیم والا' پچھتر ہزار ایکڑ والا اور کچی آبادیوں والا۔ آپ نے پہلے ہی بڑی مہربانی سے ہمیں دو دن دیئے ہیں۔ آگے ہارس اینڈ کیٹل شو آ رہا ہے۔ اجلاس کو بڑھانا مناسب بات نہ ہو گی۔ دو دن بہت کافی ہیں۔ ہمارا تو خیال یہ ہے کہ دو دن میں بھی آپ دیکھیں گے کہ یہاں دلچسپی کا کیا عالم ہے۔ چھوٹے چھوٹے معاملات ہیں۔ اس میں اتنی لمبی چوڑی کوئی بات نہیں ہے۔

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر' 1947ء سے لے کر آج تک سیٹلمنٹ کا معاملہ طے نہیں ہوا۔ اسی طرح کچی آبادیوں کا اہم مسئلہ ہے۔ اس کو بغور پڑھ کر ہمیں آپ کو یہاں بتانا ہے کہ حقائق کیا ہیں

اور اس کو صحیح کیسے حل کیا جا سکتا ہے۔

بیگم نجمہ حمید: جناب سپیکر' میرا خیال ہے کہ کچی آبادیوں کو تو آج حقوق ملکیت مل ہی جائیں گے۔ وزیراعظم صاحب اعلان کرنے والے ہیں۔ وہ مسئلہ تو رہنے دیں۔ باقی سات مرلہ سکیم کا مسئلہ ہے' اس کے لئے دو دن کافی ہیں۔ (مداخلت) جی' آج اخبار میں تھا۔ وہ کر ہی دیں گے۔ آپ فکر نہ کریں۔ زیادہ تو زمین کا مسئلہ ہے تو اس کے لئے دو دن بہت ہیں۔

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر' اس کتابچے میں جو کچھ اعداد و شمار دیئے گئے ہیں' میں نے اپنے علاقے میں اور لاہور میں جو کچھ دیکھا ہے اس کے مطابق کوئی بھی بات اس میں صحیح نہیں ہے۔ اور جو کچھ اس میں بتایا گیا ہے' اس کا کہیں دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ ہمیں اس کے لئے وقت دیا جائے تاکہ ہم پوری طرح تیاری کرکے انہیں آپ کے سامنے پیش کر سکیں۔

جناب سپیکر: یہ طریقہ کار کے تعین کے لئے اسے آپ کتنا وقت لینا چاہتے ہیں؟

چودھری فضل حسین راہی: ان معاملات کی اہمیت کے پیش نظر ہم یہ چاہتے ہیں۔ ان معاملات کا تعلق ایسے لوگوں کے ساتھ ہے جو بے زمین ہیں' یا جو کچی آبادیوں میں رہتے ہیں۔ خالصتاً" غریبوں کا مسئلہ ہے۔ ہمارے پنجاب کی کچی آبادیوں کا مسئلہ ہے اور ان لوگوں کا مسئلہ ہے جو بے زمین ہیں۔ اور اسی پر آپ کی پنجاب حکومت کی پالیسیاں بھی انحصار کرتی ہیں۔ جو کچھ آپ کی حکومت پنجاب کے لوگوں کو دینا چاہتی ہے جو کچھ ہم نے نوٹ کیا ہے _____

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ' آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتی ہیں؟

بیگم نجمہ حمید: جی ہاں' اگر ان کے کہنے آپ نے دن بڑھا بھی دیا تو کورم ہی پورا نہیں ہو گا۔ باقی تو کوئی حامی ہی نہیں بھر رہا۔ صرف یہ پانچ چھ لوگ کہہ رہے ہیں اور تو کوئی بھی نہیں کہہ رہا۔

بیگم شاہین منور احمد: ہم پانچ نہیں' پندرہ ہیں۔

بیگم نجمہ حمید: پندرہ میں بھی کورم تو پورا نہیں ہو گا۔ سب لوگ آئیں گے تو پورا ہو گا۔

جناب سپیکر: آپ ایسا کریں کہ بیگم نجمہ حمید اور بیگم شاہین منور دونوں مل کر فیصلہ کر دیں' جو بھی فیصلہ کر دیں۔ (قہقہے)

بیگم شاہین منور احمد: افسوس کی بات تو یہ ہے کہ اگر ان کی اکثریت ہے تو یہ سمجھ لیں کہ غریب

عوام کی اکثریت ان سے زیادہ ہے۔ اگر یہ ان کا مسئلہ یہاں زیر بحث نہیں لانا چاہتے تو وہ ان سے خود کروائیں گے۔

بیگم نجمہ حمید: ان سے کہیں' فکر نہ کریں' ہم دو دن میں ان کے لئے جو بھی کر سکے' کر دیں گے۔ ایوان میں ہم انہی کے مسائل حل کرنے کے لئے آئے ہیں۔ جیسے ووٹ لے کر یہ آئے ہیں' ہم بھی ویسے ہی ووٹ لے کر آئے ہیں۔

بیگم شاہین منور احمد: جی ہاں' بالکل۔ کاش آپ ووٹرز کو یاد رکھیں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز' آرڈر۔ سالار صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب محمد صدیق سالار (پارلیمانی سیکرٹری)(خوراک): جناب والا' میں آپ کی وساطت سے بتانا چاہتا ہوں کہ حکومت کے یہ بنچ بھی عوام کے منتخب نمائندہ ہیں۔ اور یہ بھی غریبوں کا اتنا ہی درد رکھتے ہیں جتنا کہ وہ صرف اخبارات کے لئے کہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان کا کام ہو۔ حکومت کا ہر فرد اور یہ سب کے سب ممبر اس بحث میں پورا حصہ لیں گے جس میں غریب عوام کی بہتری ہو۔

(نعرہائے تحسین)

چودھری فضل حسین راہی: ان میں اور ہم میں فرق صرف یہ ہے کہ ہم الیکشن کے بعد بھی غریبوں کو یاد رکھتے ہیں اور یہ الیکشن کے بعد غریبوں کو بھول گئے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میں اس پر بحث کے آغاز کی دعوت دیتا ہوں۔ اس میں ہم دیکھ لیں گے۔ اگر اور صاحبان اس پر اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں تو وقت بڑھانے پر غور ہو سکتا ہے۔ ابھی ہمارے پاس دو دن ہیں۔ اب ہم شروع کریں۔ اس میں طریقہ کار یہ ہو گا کہ میرے پاس جن صاحبان کے اسمائے گرامی کی چٹیں آئی ہیں میں ان کو ترتیب کے ساتھ رکھ کے ان کو دعوت دوں گا کہ وہ اس پر اظہار خیال کریں۔ اس بارے میں آپ فرمائیں کہ وقت پانچ منٹ ٹھیک رہے گا؟ ("ٹھیک رہے گا" کی آوازیں) پانچ منٹ ٹھیک رہے گا تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس میں حصہ لے سکیں۔ میرا خیال ہے کہ پانچ منٹ پر اتفاق ہے۔ میں سب سے پہلے چودھری گل نواز وڑائچ صاحب کو دعوت دوں گا۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا' مسئلہ سات مرلے کا' کچی آبادیوں کا اور پچھتر ہزار ایکڑ کا ہے۔ میں اس حکومت کو مبارک باد دیتا ہوں اور ان ممبروں کو بھی کہ جن کی وجہ سے پچھتر ہزار ایکڑ غریب عوام میں تقسیم ہوں گے۔ جو غریبوں کے نعرے لگانے والی حکومت کبھی تھی' جو کبھی

غریبوں کا خون چوستی تھی اور جس نے دنیا بھر کا کاروبار بند کیا' شرافت بند کی اور دیا کچھ نہیں۔ میں اس حکومت اور ممبر صاحبان کو مبارک دیتا ہوں۔ یہ عوامی نمائندے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب' میرے محترم بزرگ ایک سابق حکمران پارٹی پر بڑے رکیک حملے کر رہے ہیں۔ اگر وہ اس بات سے باز نہ آئے تو پھر جناب والا' ہم یہ حق رکھتے ہیں کہ جس سیاسی جماعت سے ان کا تعلق ہے' اس کا ماضی اس کا حال اور اس کا مستقبل سامنے رکھیں۔ میں ان کی خدمت میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں:

تجھ میں ہمت ہے اگر تو قتل گل کے بعد
صحن چمن سے بوئے شہادت نکال دے

چودھری گل نواز خان وڑائچ: مجھے افسوس ہے کہ یہ اپنے آپ کو اس حکومت کا فرد نہیں سمجھتے۔ میں نے حکومت کا کہا ہے۔ کسی ذاتی فرد کو نہیں کہا ہے یہ بھی حکومت کا حصہ ہیں یہ بھی ممبر ہیں۔ میں تمام ممبر صاحبان کو مبارک باد دیتا ہوں بجائے اس کے کہ یہ ممبروں کو خوش کرتے انہوں نے عوام کو خوش کیا۔ اور جو رقبہ خالی پڑا ہوا یہ رقبہ جو ساڑھے بارہ ساڑھے بارہ ایکڑ پڑا ہوا ہے یہ تقسیم کریں یہ بات قابل صد مبارک باد ہے۔ اور یہ اس مبارک کے بھی حق دار ہیں جنہوں نے 10 مرلے کی بجائے 7 مرلے دیہاتیوں کو دیا جن دیہاتوں میں نہیں ہیں وہ ان کو مزید رقبہ حاصل کرکے دیں گے۔ جو پہلے کبھی بھی ایسا نہیں ہوا تھا۔ اس میں میری ایک استدعا ہے کہ مالکان دریا برد کا رقبہ موجود رہتا ہے لیکن نہ اس کے پاس رہنے کے لئے مکان ہوتا ہے نہ ان کے پاس زرعی زمین ہوتی ہے۔ اس لئے دریا برد مالکان میں چھوٹے مالکان بھی ہو سکتے ہیں اور بڑے بھی ہو سکتے ہیں لیکن ان کے پاس نہ مکان ہوتا ہے نہ زمین ہوتی ہے اس لئے میں استدعا کروں گا کہ دریا برد مالکان کا بھی اس میں اضافہ کیا جائے کیونکہ وہاں کالونی رقبہ ہوتا ہے۔ کئی ایک جگہ ایسی ہوں جہاں رقبہ نہیں ہے۔ میری استدعا یہ ہے کہ ہر ضلع کو رقبہ تقسیم کر دیا جائے۔ تمام ضلع کے افراد جو بغیر زمین کے ہیں اور جن کی اراضی دریا برد ہو چکی ہے ان کو اس میں حصہ دیا جائے یہ نہ ہو کہ کالونی ڈسٹرکٹ میں مل سکے باقی محروم رہ جائیں۔ اس کے علاوہ کچی آبادیوں کی جو لسٹیں بنی ہوئی ہیں وہ آج سے کافی سال پہلے کی ہیں اس میں بہت زیادہ تبدیلی آ چکی ہے۔ کئی آدمی نقل مکانی کر چکے ہیں اس لئے میری استدعا یہ ہے کہ اس کا صرف معمولی سروے کر لیا جائے اور موقع پر دیکھ لیں کہ کوئی نیا آدمی یا کسی نے کسی غریب آدمی سے زمین تو خرید نہیں لی ہے۔ اور اس کو مل جائیں اور اس کو اصل آدمی کو حقوق نہ ملیں۔ کئی آدمی ہیں جن کے 6/5 بچے ہیں۔ ان کی شادی ہو چکی ہے اور شوہر فوت ہو چکا ہے۔ لیکن ان

بیچارے 7/5 مرلے ہی ملیں گے۔ اس کا بھی سروے ہو جائے تاکہ ان کا بھی کچھ ہو سکے۔ اس طرح کئی غریب عوام بچ جائیں گے۔ اور جو جابر قسم کے آدمی ہیں جنہوں نے 5/4 آدمیوں کے نام دیئے۔ انہوں نے صرف پلاٹ کے لئے دیئے ہوئے ہیں۔ اس قسم کا سروے دو چار روز میں ختم ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کئی اضلاع ہیں جن میں کچی آبادیاں ہیں۔ جن پر پرائیویٹ مالکان کی زمینوں پر قبضے ہیں جو پرائیویٹ لوگوں کی ملکیت ہیں لیکن لوگوں نے قبضے کئے ہوئے ہیں۔ ان کو بھی اس میں شامل کیا جائے تاکہ وہ بھی کچی آبادیوں میں شامل ہوں۔

جناب سپیکر: چودھری محمد صدیق خان صاحب۔

چودھری محمد صدیق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر اور میرے بھائیو۔ میں صرف دو باتیں کروں گا میں زیادہ وقت نہیں لوں گا میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ میری اردو یا پنجابی جو بھی بولوں گا میرے تمام بھائی اس کو تسلیم کریں گے۔ ہم حکومت کو کہتے تو ہیں کہ حقوق دے دو حقوق دے دو۔ جب سے پیدا ہوئے ہیں اس وقت سے لے کر آج تک حقوق ہی نہیں ملے۔ اگر حقوق ملتے ہیں تو اس قسم کے حقوق ملتے ہیں چار سو روپے زمین پر ڈویلپمنٹ چارج کرتے ہیں۔ بھائی صاحب آپ تو مفت زمین دیں۔ جناب سپیکر میرے علاقے کے لوگوں کے پاس ایک گدھا اور ایک ریڑھی ہے۔ انہوں نے اس سے شادیاں بھی کرنا ہیں رضائیاں بھی بنانی ہیں پلنگ بھی بنانے ہیں۔ جناب سپیکر 7/5 مرلے زمین کے لئے وہ 6/5 ہزار روپے کہاں سے لائیں گے۔ مہربانی کرکے سو یا ڈیڑھ سو روپے وہ غریب اتنی رقم تو دے جائیں گے۔ میری یہ اپیل اس حکومت سے ہے اور اس ایوان سے ہے اگر اس سے زیادہ روپے آپ نے لگائے تو درست نہ ہو گا۔ ان کے لئے یہاں کیٹیاں ہیں وہاں پہلے ہی ڈویلپمنٹ ہوئی ہے۔ اگر آپ نے ان کو زمین دینی ہے تو سو سوا سو روپے میں دیں اور اس میں ڈویلپمنٹ کا مسئلہ ہٹا دیں اس ضمن میں میرے ساتھ میرے بھائیوں کو ہونا چاہیے کہ ہمیں ڈویلپمنٹ قبول نہیں ہے۔ ان غریبوں کے پاس کوئی زمین نہیں ہے۔ ان غریبوں کے پاس کارخانے نہیں ہیں۔ ان کے پاس کاریں نہیں ہیں۔ ان غریبوں کے پاس صرف ایک گدھا اور ایک ریڑھی ہے۔ جو گھ گھ کرتی ہے۔ جناب والا میری اپیل یہ ہے کہ اس میں اگر وزیر اعلیٰ صاحب اس میں ترمیم کر سکتے ہیں تو کر دیں کیونکہ ان کے پاس سو دو سو روپے کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ ہم لوگ ریشمی رضائیاں لے کر سوتے ہیں۔ غریب کو غریب کا احساس ہو گا' امیر کو امیر کا احساس ہو گا۔ جناب سپیکر! آپ ان ریڑھی والوں کی طرف دھیان دیں۔ کیونکہ ریاست بہاولپور' فورٹ عباس' اس سے آگے کراچی تک تمام

ناکارہ رقبہ ہے۔ جناب سپیکر ہمارا یہ رقبہ ناکارا ہے۔ اس کو کوئی 6/5 ہزار روپے مربع لینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ کیونکہ وہ آباد نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ان پر سو دو سو روپے ہی لگائیں اور میرے تمام بھائی ان سے یہ وعدہ کرکے آئے ہیں۔ اس لئے اس رقم سے زیادہ پیسے نہ لگائے جائیں۔ سلام علیکم

جناب سپیکر: ڈاکٹر خاور علی صاحب

ڈاکٹر خاور علی شاہ: جناب سپیکر یہ 7/5 مرلہ سکیم اور 12 ایکڑ کی الاٹمنٹ کے بارے میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جو میں نے ان کاغذات کے بارے میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جو میں نے ان کاغذات کے ذریعے دیکھا ہے 7 مرلہ سکیم میں صرف شہری آبادی یا میونسپل کمیٹی یا ٹاؤن کمیٹی میں لوگوں کو 7 مرلہ پلاٹ دیئے گئے ہیں جہاں تک دیہاتوں کا ہے۔

وزیر مال (جناب محمد اقبال): جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے شاید سکیم کو اچھے طریقے سے پڑھا نہیں ہے۔ 7 مرلہ سکیم صرف دیہات کے لئے ہے۔

ڈاکٹر خاور علی شاہ: اس میں 7 مرلے سکیم کے سلسلے میں اور کچی آبادیوں کے سلسلے میں میں دوسری بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 7 مرلہ سکیم دیہاتوں میں ہے ان کا جو پوائنٹ ہے 7 مرلہ سکیم کے لئے ہے۔ تو اس بارہ میں یہی عرض کروں گا کہ یہ اس کی قیمت مارکیٹ ریٹس کے مطابق وصول کر رہے ہیں۔ اس کو میں نے پڑھ کر دیکھا ہے۔ 7 مرلہ سکیم یا کچی آبادی کو بیچ میں لایا جائے تو اس کے لئے ایک نیا سروے درکار ہے۔ نئے سروے کے بہانے سے وہ لوگ محروم رہ جائیں۔ تو میں یہ چاہتا ہوں کہ نئے سروے کے بہانے میں یہ نہ ہو کہ وہ لوگ محروم رہ جائیں جن کے لئے ہم یہاں بڑی باتیں کر رہے ہیں اور 75 ہزار ایکڑ کا ذکر کرنے سے پہلے میں یہ عرض کروں گا کہ انہوں نے جو ہمیں شیڈول دیا ہے اس میں بیس لاکھ ایکڑ کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ سرکاری رقبہ اس وقت موجود ہے۔ اس میں سے 75 ہزار ایکڑ رقبہ ساڑھے بارہ ایکڑ کے حساب سے بے زمین کسانوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اس میں گھوڑی پال رقبہ بھی شامل ہے۔ جسے لوگوں نے پچاس، سو سال سے آباد کیا ہوا ہے اور انہیں حقوق ملکیت نہیں ملے۔ اگر وہ رقبہ اس میں شامل نہیں ہے تو اسے شامل کیا جائے۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ خاص کر میرے علاقہ میں دو چکوک ہیں۔ ایک 13 ڈی اور

دوسرا 3 ڈی۔ ان میں ان کے ڈیری فارم کے لئے 28 سو ایکڑ ہے۔ (قطع کلامیاں) جناب میں ان کی بات نہیں کر رہا۔ میں اپنے حلقہ کے مزارعین کی بات کر رہا ہوں۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ وہاں پر تقریباً" بارہ سو خاندان آباد ہیں اور اگر انہیں ساڑھے بارہ ایکڑ کے حساب سے حقوق ملکیت دیئے جائیں تو کم از کم پانچ سات ہزار کی آبادی کو فائدہ پہنچے گا۔ حد یہ ہے کہ وہاں پر ان چکوک میں سات مرلہ سکیم کے تحت بھی لوگوں کو رقبہ ملکیت نہیں دیا گیا حالانکہ وہ گورنمنٹ فارم ہیں اور اس گورنمنٹ میں سے بارہ ایکڑ انہیں الاٹ کیا جائے تو بڑی بات ہے۔ لیکن کم از کم اتنا تو کر دیا جائے کہ سات مرلہ سکیم کے تحت اس سرکاری فارم میں جہاں رہائش کے لئے ان کے مکانات ہیں انہیں حقوق ملکیت دیئے جائیں۔ تو یہاں بھی یہ بات ہو رہی تھی کہ سات مرلہ سکیم دیہات کے لئے منظور کی گئی ہے۔ لیکن میں وہاں پر پریکٹیکلی دیکھ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں معزز ممبران سے التماس کروں گا کہ ڈاکٹر صاحب بڑے اہم موضوع پر بات کر رہے ہیں۔ ان کی بات توجہ سے سنیں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا۔ یہیں پر کچی آبادیوں کی بات ہوئی ہے۔ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ اگر پورے پنجاب میں دیکھا جائے تو ہمارے ضلع خانیوال کو سب سے کم دیا گیا ہے اور یہ لکھا گیا ہے کہ اس ضلع کو 16 سو پلاٹ دیئے جائیں گے۔ میں یہ درخواست کروں گا کہ اس بنیاد پر اگر دوبارہ سروے کیا جائے تو اس پر بہت سارا پیسہ بھی خرچ ہو گا۔ وقت بھی گزر جائے گا اور ہمیں اس شیڈول پر نظر ثانی کرنی پڑے گی۔ اس وجہ سے ان لوگوں کو محروم نہ رکھا جائے جو اس کے لائق ہیں جہاں تک سو گھرانوں کی کچی آبادی کو حقوق ملکیت دینے کا تعلق ہے اور اس کے لئے تجویز کیا گیا ہے کہ چالیس گھرانوں کو حقوق ملکیت دیئے جائیں۔ جہاں پر چالیس گھرانوں سے بھی کم آبادی ہو وہاں پر بھی یہ مناسب سمجھا جائے کہ انہیں حقوق ملکیت دینا ضروری ہیں۔ تو جیسے انہوں نے کمیٹی بنائی ہے تو اس کمیٹی کی سفارشات پر اس کچی آبادی کو بھی حقوق ملکیت دیئے جائیں تو اس میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ صرف اس بنیاد پر کہ جب آپ نے سکیم چلائی ہے تو اس سکیم کو احسن طریقے سے چلائیں۔ یہ نہ ہو کہ اگر کوئی تجویز بھیجی جائے تو اس پر بیورو کریسی کی طرف سے اعتراض ہو جائے کہ ہمارے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں' اتنا ٹائم نہیں ہے اور ہم یہ نہیں چاہتے ہیں کہ اس میں مزید کوئی وقت ضائع ہو۔ تو وقت ضائع ہونے کی بات نہیں ہے۔ جو سکیم ان کے پاس موجود ہے اس پر عمل کیا جائے۔ باقی کے لئے تجاویز مانگ کر آئندہ کے لئے رکھ دیا جائے۔ جہاں تک

سیکرٹریٹ کی یہاں بات ہوئی ہے تو اس کے لئے میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ یہاں پر جو کام بھی ہوتا ہے اسے توڑ موڑ کر ایک طرف لا کر ایک نیا محکمہ کھول دیا جاتا ہے اور وہ محکمہ تو قائم رہتا ہے لیکن وہ مقصد فوت ہو جاتا ہے جس کے لئے وہ چیز چلائی جاتی ہے۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ سیکرٹریٹ کی بجائے اگر وہ پیسہ وہاں پر ان لوگوں کی ڈویلپمنٹ پر خرچ کیا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حاجی غلام صابر انصاری صاحب۔

حاجی غلام صابر انصاری : جناب سپیکر۔ گورنمنٹ مالکانہ حقوق تو کچی آبادیوں کو دیتی ہے۔ گورنمنٹ کہتی ہے کہ 172 روپے وصول کئے جائیں مگر جب میونسپل کمیٹی کو یا کارپوریشن والوں کو کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق دینے کے لئے اشتہار دے دیئے جاتے ہیں کہ آپ ان سے رقم وصول کریں۔ تو وہ ڈویلپمنٹ چارجز وصول کرتے ہیں اور کمرشل چارجز بھی وصول کرتے ہیں۔ ڈویلپمنٹ تو ان غریبوں کی پہلے ہی ہو چکی ہے۔ گلیاں اور نالیاں تو پہلے ہی بن چکی ہیں۔ تو پھر ڈویلپمنٹ چارجز کیوں لئے جاتے ہیں۔ اب غریبوں کی آبادیوں میں جو ڈویلپمنٹ چارجز ہوئی ہے وہ میونسپل کمیٹی نے محصول چونگیوں کی وجہ سے یا پراپرٹی ٹیکس وصول کرنے کی وجہ سے وہ گلیاں اور سڑکیں بنی ہیں اور اگر ایک آبادی زمین خرید کر بنائی جاتی ہے تو وہاں ان سے تو ڈویلپمنٹ چارجز وصول نہیں کئے جاتے تو پھر ان غریبوں سے ڈویلپمنٹ چارجز کیوں وصول کئے جاتے ہیں اور ساتھ کمرشل چارجز بھی وصول کئے جاتے ہیں۔ اگر کسی پانچ مرلے والے غریب نے اپنے روزگار کے لئے ایک دکان کھولی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اس پر کمرشل چارجز لگیں گے کیونکہ یہ کمرشل پلاٹ ہو گیا ہے۔ جناب سپیکر! اب یہ دیکھیں کہ ایک غریب آدمی اپنی روٹی کمانے کے لئے اپنے پانچ مرلوں میں ہی اپنا کوئی روزگار کا سلسلہ بنا لیتا ہے اور کوئی دکان کھول لیتا ہے یا کوئی صنعت لگا لیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ان سے بھی 172 روپے وصول کرنے چاہئیں۔ اس غریب نے دو سو روپیہ پرچون کی دکان پر لگایا ہوا ہے یا سبزی کی دکان پر لگایا ہوا ہے اور وہ دو سو روپے کے سامان کو باہر پھینک دیتا ہے۔ اب وہ 25 ہزار روپے کہاں سے دیں۔ اب ہماری یہ گزارش ہے کہ جتنے بھی پانچ مرلے والے ہیں ان سے آپ 172 روپے لیں۔ اور پانچ مرلے سے زیادہ جو رقبہ ہے اسے اگر اس کا بچہ شادی شدہ ہے تو اس کے نام کر دیں اور اس سے بھی 172 کے حساب سے دیا جائے۔ ابھی ہماری گورنمنٹ جو سات مرلے کی سکیم بنا رہی ہے یہ صرف دیہاتوں کے لئے ہے۔ آپ کو پتا ہونا چاہیے کہ شہروں میں کتنے غریب لوگ رہتے ہیں۔ ان کے لئے بھی سات مرلہ سکیم ہونی چاہیے۔ اس کے بعد آپ نے 75 ہزار ایکڑ رقبہ تقسیم کرنا ہے تو میری یہ

اپیل ہے کہ جن علاقوں میں رقبہ نہیں ہے وہ ان زمینداروں کو بھی مہیا کیا جائے۔ 75 ہزار ایکڑ رقبہ کو برابر تقسیم کر دیا جائے اور ہر ایم پی اے کو اس کے مطابق حصہ ملے تاکہ وہ اپنے علاقے کے جو غریب زمیندار ہیں انہیں وہ رقبہ دلا سکیں۔ ہم بارڈر ایریا کے رہنے والے ہیں۔ ہمارے ہاں فوجی جوانوں نے کوئی بھی رقبہ نہیں چھوڑا۔ وہاں ایک مرلہ بھی زمین نہیں ہے۔ ہمارے زمیندار کہاں جائیں گے۔ اس لئے ہم کہہ رہے ہیں کہ جن علاقوں میں زیادہ زمینیں ہیں ان کا حق ہمارے غریب کسانوں کو دیا جائے۔ اب میونسپل کمیٹی والوں کو جب آپ اختیار دیتے ہیں کہ وہ مالکانہ حقوق دیں۔ تو وہ یہ کرتے ہیں کہ اگر کوئی غریب آدمی کسی کے پاس نہیں جا سکتا تو وہ اس کا پلاٹ اپنے کسی خاص آدمی کے نام کر دیتے ہیں۔ یہ بہت بڑا ظلم ہے اسے روکا جائے۔ اگر کوئی میونسپل کمیٹی کے چیئرمین کی اپنی Favour کا آدمی ہو گا تو اس کے رقبے کے ٹکڑے کر دیتے ہیں اور اس کے پانچ پانچ مرلے کے چار پلاٹ بنا دیتے ہیں جو ان کی Favour کا آدمی نہیں ہے تو اسے کہتے ہیں کہ آپ سے ہم مارکیٹ Value کے مطابق قیمت وصول کریں گے۔ میری تجویز یہ ہے کہ خواہ ایک مرلہ سے ایک کنال تک ہے۔ اس کے بچے ہیں اور چار چار گھر ایک جگہ رہتے تو ان سب کو 172 روپے فی مرلہ کے حساب سے دیا جائے۔ کوئی ڈویلپمنٹ چارجز نہ لئے جائیں اور کوئی کمرشل چارجز نہ لئے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر' میں نے جو چٹ آپ کی طرف بھیجی تھی اس میں میں نے کل کا لکھا ہے کیونکہ آج میں اس موضوع پر تیار نہیں ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے جناب محمد افضل چن صاحب۔

جناب محمد افضل چن: جناب سپیکر' میری اس ضمن میں یہ گزارش ہے کہ ہمارے وطن عزیز کی بیشتر آبادی دیہی ہے' جن کے پاس کوئی بنیادی سہولتیں نہیں ہیں اور نہ ہی ان کے پاس رہنے کے لئے کوئی جگہ ہے' نہ روٹی' نہ کپڑا اور نہ مکان ہے' اس سے پہلی حکومتیں جو آئیں وہ بھی وعدے کرتے رہے لیکن اس پر عمل درآمد نہ کیا۔ تو میری اس ضمن میں یہ گزارش ہے کہ جو 5 مرلہ سکیم ہماری حکومت جاری کر رہی ہے یہ لوگوں سے 400 روپیہ اور 500 روپیہ فی مرلہ نہ لیا جائے' کیونکہ اگر یہ ہم ان سے لیں گے تو یہ اپوزیشن والے یا ایم آر ڈی والے یہ کہیں گے کہ یہ ان لوگوں کو قبضہ دے رہے ہیں' نہ یہ اس کے لینے کا کوئی جواز ہے۔ کیونکہ ہمارے علاقے میں وہ رقبہ جس جس کی حدود میں آتا ہے مثلاً ڈسٹرکٹ کونسلیں ہیں' یونین کونسلیں ہیں یا ٹاؤن کمیٹیاں ہیں تو وہ ان کو فنڈز مہیا کریں

گے۔ اس لئے یہ پانچ مرلہ یا سات مرلہ مفت دینا چاہیے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ 1978ء والی شرط جو لگائی گئی ہے' میرے خیال میں وہ شرط نہیں ہونی چاہیے کیونکہ جن کے پاس زمین نہیں ہے اگر وہ 1978ء کے بعد زمین پر قبضہ کر بیٹھے ہیں' تو انہوں نے کونسا جرم کیا ہے وہ بھی تو اس ملک کے باشندے ہیں' تیسری بات یہ ہے کہ دیہاتی اور شہری میں کچھ نہ کچھ فرق ہونا چاہیے ہمارے دیہاتی علاقوں میں تو کوئی بھی اپنی زمین پر قبضہ نہیں کرنے دیتا ہے تو وہاں پر جہاں جہاں پر بھی گورنمنٹ کی زمین ہے' وہاں پر تو 5'5 مرلہ مل جائیں گے' لیکن جہاں پر گورنمنٹ کی زمین نہیں ہے' وہاں پر گورنمنٹ قریبی زمین خرید کرنے اور غریبوں میں وہ تمام زمین تقسیم کی جائے' چوتھی بات یہ ہے کہ میرے ذہن میں یہ بات آئی ہے کہ جو اخلاقی سزا یافتہ لوگ ہیں' ان کو زمین' انہوں نے لکھا ہے نہ دی جائے۔ یہ بات اسلام کے بالکل منافی ہے' کیونکہ اسلام میں یہ بات ہرگز نہیں ہے کہ اگر کوئی جرم کرتا ہے اسے سزا مل جاتی ہے' تو اس کے لئے زمین بھی تنگ ہو جاتی ہے۔ یہ بات بالکل نہیں ہے۔ میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا تھا' لیکن آج اس ایوان میں وہ وزراء صاحبان نہیں بیٹھے ہیں جنہوں نے یہ قانون بنایا ہے اگر وہ یہاں موجود ہوتے تو میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ یہ کون سے اخلاقی جرم والے لوگ ہیں' یہ کیا Crieteria قائم کیا گیا ہے' جناب والا اگر کوئی چار روپے کی مونگی چوری کرتا ہے اور اگر اس کو چھ ماہ سزا مل جاتی ہے تو وہ ایسا اخلاقی جرم نہیں ہے کہ اسے یہاں پر تو کروڑوں' اربوں غبن والے ہیں' ان کو تو کوئی پوچھتا نہیں ہے' میری گزارش یہ ہے کہ یہ شرط بالکل اڑا دی جائے کسی کو اگر چھ ماہ یا سال سزا مل گئی' تو اس نے جو جرم کیا' اس کی اس کو سزا مل گئی' اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی زمین تنگ نہیں ہونی چاہیے اس کو 5 مرلے ہر حالت میں ملنے چاہئیں۔ میری جناب بس اتنی گزارشات تھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں افضل حیات صاحب۔

میاں افضل حیات: جناب سپیکر' آج ہم چند اہم معاملات پر غور کر رہے ہیں اور اس لئے پہلے یہ درخواست کی گئی تھی کہ ان سب کو الگ الگ لے لیا جائے تاکہ آپس میں Confusion Create نہ ہو اور یہ پتہ چل سکے کہ بات 7 مرلہ پر ہو رہی ہے' یا 75000 ایکڑ پر بات ہو رہی ہے یا کچی آبادی پر بات ہو رہی ہے' بہرحال جیسے حکم ہوا ہے ویسے ہی سہی۔ جناب والا دیکھنے میں اور جیسا کہ یہ تجاویز دی گئی ہیں' نہایت اہم اور اچھی معلوم ہوتی تھیں' لیکن جب ان کے ورکنگ پیپرز دیکھے ہیں' تو یہ پتہ چلا ہے کہ یہ کسی خدمت کے لئے نہیں بلکہ چند سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے تیار کی گئی ہیں جیسا

کہ آپ مختلف ورکنگ پیپرز میں جو کہ جناب غلام حیدر وائیں صاحب نے پیش کئے ہیں' ان کو اگر آپ دیکھیں تو میں ان پر آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا' کیونکہ اگر میں ان کو ادھر پڑھوں' تو اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ ان سکیموں میں انہوں نے کس طرح سے _____

جناب محمد افضل چن: پوائنٹ آف آرڈر سر' جناب والا میری گزارش یہ ہے کہ سیاسی مقاصد کہنا' میرے خیال میں یہ درست نہیں ہو گا۔ اگر اپنے دور اقتدار میں کوئی بھی اچھا کام کرتا ہے تو اس کی تعریف کرنا چاہیے' جو بھی حکومتیں پہلے آئی ہیں' ہر ایک نے اپنی پارٹی کے لئے کام کیا ہے' اگر کسی غریب کو 5 مرلہ یا 7 مرلہ ملتے ہیں تو اس میں میرا خیال ہے کہ اس پر کوئی تنقید نہیں ہونی چاہیے۔ کیونکہ گورنمنٹ نے یہ ایک اچھا کام کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حاجی صاحب' یہ ان کے سوچنے کا اپنا ایک انداز ہے۔ آپ کی بات تو ہو گئی ہے' آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد افضل حیات: _____ جناب والا جیسا کہ یہ 5 مرلہ سکیم ہے' اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ یہ 5 مرلہ کو 7 مرلہ میں بدلا گیا ہے اور اس کی جو وجہ بیان کی گئی ہے' وہ بیان کی گئی ہے کہ یہ چونکہ پہلے 5 مرلہ سکیم تھی' اور اس کا Concept ختم کرنے کے لئے 7 مرلہ سکیم بنائی گئی ہے۔ جناب والا چاہیے تو یہ تھا کہ وہ فرماتے کہ یہ 5 مرلے ناکافی تھے اور ان کو بڑھا کر 7 مرلہ کر دیا گیا ہے تاکہ غریب کسان ادھر اپنے مویشی باندھ سکے اور اگر جو غیر کاشتکار پیشہ ہیں وہ ادھر اپنی کوئی دکان کھول سکیں یا ان کا جو کوئی دیگر چھوٹا موٹا کاروبار ہوتا ہے' ورکشاپ ٹائپ' وہ ادھر کر سکیں لیکن اس کی بجائے صرف اس لئے یہ کیا گیا کہ چونکہ پہلے وہ 5 مرلہ سکیم تھی' اس لئے ہم نے اس کو 7 مرلہ کر دیا ہے۔ جناب والا' اس کے علاوہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ پہلے جو 5 مرلہ کے سرٹیفکیٹ تھے وہ واپس کر کے ان کو نیا سرٹیفکیٹ دیا جائے گا۔ جب یہ ریکارڈ دیکھا ہے تو 10 لاکھ پلاٹ تقسیم کئے گئے تھے اور ان سب کے سرٹیفکیٹ دیئے گئے تھے اور اب جب آپ وہ سرٹیفکیٹ واپس لیں گے اور ان کو نئے سرٹیفکیٹ دیں گے تو اس سے آپ دیکھیں کہ ان لوگوں کے لئے کتنی مشکلات پیدا ہوں گی اور وہ کہاں کہاں سے ڈھونڈ کر سرٹیفکیٹ لا کر دیں گے تاکہ پھر ان کو نئے سرے سے سرٹیفکیٹ دیئے جائیں۔ یہ میرے خیال میں بالکل غیر ضروری چیز تھی۔ جناب والا ایک چیز اور جو ہے وہ اس کا طریقہ تقسیم ہے' کہ پہلے اس کے جو مستحقین ہیں' چاہیئے تو یہ تھا کہ ان کی لسٹ بنا لی جاتی اور پھر ان میں قرعہ اندازی کے ذریعہ سے ان میں تقسیم کر دیا جاتا' لیکن اب جبکہ یہ کمیٹیاں بنائی گئی ہیں' اس وقت

ضرورت مند زیادہ ہوں گے اور یہ جو پلاٹس ہیں یہ کم ہوں گے' اس لئے Favouritism پیدا ہونے کا امکان ہے۔

وزیر مال (جناب محمد اقبال): جناب والا میرے فاضل دوست کو تھوڑی سی غلط فہمی ہوئی ہے۔ اس میں ایسی بات نہیں ہے' قرعہ اندازی تو اس طریقہ سے ہوتی ہے کہ کسی کو دیا جائے یا کسی کو نہ دیا جائے' ہم تو پوری مکمل فہرست بنا رہے ہیں کہ کتنے ضرورت مند ہیں' جتنے بھی ضرورت مند ہیں سب کو دیا جائے' اس میں کوئی قرعہ اندازی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔ میرے بھائی کچھ بھول رہے ہیں۔

میاں محمد افضل حیات: ____ جناب والا' اس کے علاوہ اگر آپ یہ ان کے اعداد و شمار ملاحظہ کریں تو ان میں بھی غلطیاں ہیں' اگر آپ ضلع گجرات کا دیکھیں' تو اس میں 3529 پلاٹس ہیں' جس میں رقبہ جو انہوں نے بنایا ہے وہ 1550 ایکڑ ہے' حالانکہ یہ رقبہ بہت کم بنتا ہے' اور جو 1550 ایکڑ ہے وہ Already ادھر ادھر موجود ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب والا' نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ اس کے لئے وقفہ کیا جائے' یا کل پر رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اگر نماز پڑھنا چاہیں تو پڑھ سکتے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا دوسرے بھی سب مسلمان ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب پھر تو کورم پورا نہیں ہو گا۔ (قطع کلامیاں)

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا نماز کا وقت ہو چکا ہے آپ بھی مسلمان ہیں اور ہمارے ممبران بھی اکثر مسلمان ہیں اور سب نماز پڑھیں گے' اس لئے نماز کا وقفہ ضرور ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب آپ نماز پڑھ آئیں کسی پر نماز پڑھنے کی کوئی پابندی تو نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا گورنمنٹ نے صلواۃ کا نظام قائم کیا ہے اور اگر یہ معزز ایوان اس بات کا خیال نہیں رکھے گا تو آپ نے جو صلواۃ کمیٹیاں بنائی ہیں وہ کیسے عمل کریں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب تشریف رکھیں آپ کی بات ہو گئی۔

جناب عبدالقیوم اعوان: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب والا آپ نے جو یہ فرمایا ہے کہ نماز کے لئے پابندی ضروری نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے یہ نامناسب بات کہی ہے۔ آپ ہمارے سپیکر ضرور ہیں۔ مگر ہمارے خدا نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے ـــــــ

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں ملک صاحب یہ مطلب نہیں تھا ـــــــ

جناب عبدالقیوم اعوان: یہ علیحدہ بات ہے کہ آپ وقت دیتے ہیں یا نہیں دیتے مگر یہ نہ کہیں کہ پابندی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب بات تو سنیں۔ آپ میری بات کا غلط مطلب سمجھے ہیں میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہاں بیٹھنے کے لئے پابندی نہیں ہے جن حضرات نے نماز پڑھنی ہے وہ بے شک جا کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ یعنی اس بات کی پابندی نہیں ہے کہ آپ یہاں پر بیٹھے رہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر میرے خیال میں نماز کے لئے وقفہ کر دینا چاہیے۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ 15 منٹ کے لئے نماز کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اجلاس کی کارروائی 6:15 پر دوبارہ شروع ہو گی)

اجلاس کی کارروائی نماز کے لئے ملتوی کر دی گئی۔

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

(کورم پورا نہیں تھا)

وزیر قانون: میرے خیال میں اب کورم پورا نہیں ہو گا۔ اجلاس کی کارروائی کل صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی کر دی جائے۔

پیر احمد شاہ کھگا: میری یہ گزارش ہے کہ وقت 9:30 بجے کر دیا جائے۔

ایک معزز رکن: ملک طیب صاحب نے بھی سفارش کی ہے کہ وقت 9:30 بجے رکھ دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اجلاس کی کارروائی کل صبح 9:30 تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی سوموار 24 فروری 1986ء صبح 9:30 بجے تک کے لئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

پیر 24 فروری 1986ء

(دو شنبہ 14 جمادی الثانی 1406ھ)

جلد 5 —— شمارہ 6

سرکاری رپورٹ

مندرجات

پیر 24 فروری 1986ء

		صفحہ نمبر
تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ	------	467
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	——	468
مسئلہ استحقاق		
سوال نمبر 558 پر غیر واضح جواب کی فراہمی	——	508
تحریک التوائے کار		
ایڈھاک لیکچررز کو مستقل ملازمت پر تقیناتی کا مسئلہ	——	520
قراردادیں (مفاد عامہ کے متعلق)		
سات مرلہ سکیم اور بے زمین مزارعوں میں سرکاری زمین کی تقسیم پر عام بحث	——	540

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس

پیر 24 فروری 1986ء
(دو شنبہ 14 جمادی الثانی 1406ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 9 بج کر 44 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَاۗءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـُٔـوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝

س بقرہ۔ آیات ۲۵۴ ۔ ۲۵۵

اے ایمان والو جو مال ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے اس دن کے آنے سے پہلے خرچ کر لو جس میں نہ اعمال کا سودا ہو نہ دوستی اور نہ سفارش ہو سکے اور منکرین حق تو ظالم ہیں۔ اللہ جو معبود برحق ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہے اسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس سے کسی کی سفارش کر سکے۔ جو کچھ لوگوں کے روبرو ہو رہا ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہو چکا ہے اسے سب معلوم ہے اور وہ اس کی مخلوقات میں سے کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے ہاں جس قدر وہ چاہتا ہے اسی قدر معلوم کرا دیتا ہے اس کی بادشاہی اور علم آسمان و زمین سب پر حاوی ہے اور اسے ان کی حفاظت کچھ بھی دشوار نہیں وہ بڑا عالی مرتبہ اور جلیل القدر ہے۔

وما علینا الا البلاغ

جناب سپیکر: وقفہ سوالات

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر کارروائی شروع کرنے سے پہلے کورم کی طرف توجہ فرمائیں۔ کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: عام طور پر یہ Traditions رہی ہیں کہ وقفہ سوالات میں کورم پوائنٹ آؤٹ نہیں کیا جاتا۔

جناب سپیکر: محترمہ بشریٰ رحمٰن صاحبہ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کے لئے رہائش کی سہولت

☆ 1- بیگم بشریٰ رحمٰن: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرام بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت پنجاب کے وہ سرکاری ملازم جو سرکاری کالونیوں میں کرایہ دار کی حیثیت سے رہائش پذیر ہیں ان کے ریٹائر ہونے یا دوران ملازمت وفات پا جانے کی صورت میں ان سے حکومت کی طرف سے مہیا کردہ مکان تین ماہ کی مدت میں خالی کرا لیا جاتا ہے۔

(ب) آیا حکومت اس امر سے آگاہ ہے کہ سرکاری ملازمین کی مالی حالت عام طور پر اس قدر مستحکم نہیں ہوتی کہ وہ ریٹائر ہونے کے بعد اپنا مکان بنوا سکیں۔

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے سرکاری ملازمین کے لئے آسان اقساط پر مکانات مہیا کرنے کا عہد کیا ہوا ہے اور اس کی گاہے بگاہے تشہیر بھی کی جاتی رہتی ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ریٹائر ہونے والے یا دوران ملازمت وفات پا جانے والے ملازمین کے لواحقین کو اس وقت تک حکومت کی طرف سے مہیا کردہ کرایہ کے مکان میں رہنے کی اجازت دینے پر تیار ہے جب تک کہ انہیں آسان اقساط پر حکومت مہیا نہیں کر دیتی؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) سرکاری ملازمین ریٹائرمنٹ کے بعد دو ماہ تک سرکاری رہائش رکھ سکتے ہیں۔ جب کہ

وفات کی صورت میں بیوہ مکان عدت تک رکھنے کی مجاز ہے۔ بعد ازیں چھ ماہ تک مزید رعایت بھی دی جاتی ہے۔ خصوصی حالات کے پیش نظر مزید توسیع کر دی جاتی ہے۔ ایسے حالات میں جن مستحق ملازمین کو مزید رعایت دی گئی ان کی فہرست منسلک ہے۔

(ب) عام طور پر سرکاری ملازمین خاص کر کم تنخواہ پانے والے ملازمین کی مالی حالت اس قدر مستحکم نہیں ہوتی کہ وہ ریٹائرمنٹ کے بعد مکان بنوا سکیں۔

(ج) حکومت نے اس ضمن میں کوئی ایسا عہد نہیں کیا ہوا ہے۔ سرکاری ملازمین مکان تعمیر کرنے کے لئے ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن سے قرضہ حاصل کر سکتے ہیں۔ مزید وہ اپنے محکمہ سے تعمیر مکان لئے قرضہ بھی لے سکتے ہیں۔ محکمہ ہاؤسنگ میں پندرہ فیصد تک پلاٹ سرکاری ملازمین کے لئے مخصوص ہیں۔ اس کے علاوہ وہ C.M کوٹہ سے بھی پلاٹ حاصل کر سکتے ہیں۔ ریٹائر یا ریٹائرمنٹ کے قریب ملازمین کو خصوصی ترجیح دی جاتی ہے۔

(د) سرکاری مکانوں کی شدید قلت ہے جب کہ بے شمار سرکاری ملازمین مکان خالی ہونے کا انتظار کر رہے ہوتے ہیں۔ اگر ریٹائر یا وفات پانے والے ملازمین کو رہنے کی اجازت دی گئی تو سروس میں موجود ملازمین کو مکان مہیا کرنا دشوار ہو گا۔ حکومت کے پاس لاہور میں کل 1957 مکان ہیں جن میں سرکاری ملازمین رہائش پذیر ہیں جب کہ 16381 ملازمین مکان حاصل کرنے کے لئے منظور شدہ امیدوار ہیں۔ اندریں حالات ریٹائر سرکاری ملازمین کو سرکاری رہائش غیر معینہ عرصہ تک رکھنے کی اجازت دینا مناسب نہیں۔

گوشوارہ

فہرست مکانات _____ امیدوار

نمبر شمار	قسم مکان	کل تعداد	تعداد امیدوار
1	اے ٹائپ کوٹھی	116	176
2	بی ٹائپ کوٹھی	161	539
3	سی ٹائپ کوٹھی	193	950
4	4-3 کمروں والا مکان	630	3850
5	2 کمروں والا بڑا کوارٹر	803	2950

نمبر شمار	قسم مکان	کل تعداد	تعداد امیدوار
6	2 کمروں والا چھوٹا کوارٹر	870	6960
7	سنگل روم	180	1366
	میزان	2957	16381

فہرست ہائے مکانات جن کو مزید رعایت دی گئی

1- 8 دین پورلین جی او آر نمبرI	بیوہ شیخ احمد طارق چیف انجینئر محکمہ آبپاشی	عدت کے بعد ایک سال
2- بی- 45 جی او آر نمبرIII	بیوہ انور تھاسپ خان ڈائریکٹر جنرل بورڈ آف ریونیو	عدت کے بعد ایک سال
3- سی - 2 وحدت کالونی	بیوہ ملک عبدالقیوم اسسٹنٹ ڈائریکٹر ہاؤسنگ	عدت کے بعد دو سال
4- اے - 23 پونچھ ہاؤس کالونی	بیوہ ڈاکٹر حمید خان پروفیسر گورنمنٹ کالج	عدت کے بعد ایک سال
5- ڈی - 17 وحدت کالونی	سید امداد حسین شاہ اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج	دس ماہ
6- اے - 34 وحدت کالونی	بیوہ قاضی عبدالولی ایڈمن آفیسر انفلاح بلڈنگ	ایک سال اور نو ماہ
7- سی - 36 وحدت کالونی	بیوہ رب نواز آفیسر شماریات پولیس ٹریننگ سنٹر	ایک سال اور تین ماہ
8- پی - 10 چوبرجی	بیوہ چودھری صلاح الدین رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز	ایک سال
9- ایف 66- وحدت کالونی	بیوہ محمد بشیر اسسٹنٹ محکمہ فوڈ	نو ماہ
10- پی 96 پونچھ ہاؤس کالونی	بیوہ سراج الدین ظفر سٹینو محکمہ پی اینڈ ڈی	مورخہ 25-2-77 کو وفات پائی مکان کا قبضہ تاحال بیوہ کے پاس ہے
11- ایم - 42 وحدت کالونی	بیوہ محمد شمشاد حسن نقوی ریسرچ آفیسر ٹرانسپورٹ سیل	ایک سال

12- ایم - 47 وحدت کالونی	بیوہ عبدالرحمٰن آرٹسٹ گورنمنٹ پرنٹنگ پریس	مورخہ 83-7-25 کو وفات پائی۔ ایک سال اور 8 ماہ رہنے کی اجازت دی گئی
13- ڈی - 16 وحدت کالونی	بیوہ اکرام الحق بورڈ آف ریونیو	ایک سال
14- اے 38 پونچھ ہاؤس کالونی	احمد اطہر حسن بیٹا' ایم ظفر محمد سیکشن آفیسر محکمہ مواصلات	ایک سال

جناب سپیکر: یہ گوشوارہ جو ہے یہ .It will be taken as read- کوئی ضمنی سوال

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب والا جواب (الف) کے ساتھ جو گوشوارہ پیش کیا گیا ہے۔ اس کو میں نے پڑھ لیا ہے۔ یہ حکومت کی طرف سے مستحکم اقدام ہے کہ بیواؤں کو ایک خاص مدت تک رہنے کی اجازت دی گئی ہے۔ بلکہ بعض بیواؤں کو اس سے بھی زیادہ رعایت دی گئی ہے۔ جواب (ب) میں جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ عام طور پر سرکاری ملازموں کو اور کم تنخواہ پانے والے ملازموں کی مالی حالت اس قدر مستحکم نہیں ہوتی۔ جناب والا! یہ جاننے کے باوجود کیا میں ان سے یہ پوچھ سکتی ہوں کہ ان کے ذہن میں اب کوئی ایسا منصوبہ ہے کہ جب وہ ہر چیز کی تجدید کر رہے ہیں تو اس بات پر بھی سوچیں گے کہ کم تنخواہ پانے والے ملازموں کے لئے جس طرح 7 مرلہ سکیم ہے۔ اس طرح کی کوئی سکیم شروع کریں گے۔ کہ ان کو مکانات مل سکیں۔ جناب والا یہاں پر (ج) میں درج ہے کہ گورنر کوٹہ سے' مگر فاضل وزیر نے فرمایا ہے چیف منسٹر کوٹہ سے۔ جناب والا یہ گورنر کوٹہ ہے یا کہ چیف منسٹر کوٹہ ہے۔ پہلے اس کو واضح کیا جائے۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ آپ کا ضمنی سوال کون سا ہے۔ کس جز پر آپ نے اپنا ضمنی سوال کیا ہے۔ اور وہ ضمنی سوال کیا ہے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب والا! جز (ج) پر ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ چیف منسٹر کوٹہ سے' جبکہ یہاں پر لکھا ہوا ہے کہ گورنر کوٹہ سے بھی پلاٹ حاصل کر سکتے ہیں۔ پہلے اس کا جواب دیں۔

سردار امجد حمید خان دستی: ضمنی سوال جناب۔

جناب سپیکر: اس پر وزیر صاحب نے فرما دیا ہے کہ چیف منسٹر کوٹہ ہے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا فاضل وزیر یہ بتا سکتے ہیں کہ چیف

منسٹر کوٹہ میں سے ایک وقت میں کم سے کم کتنے سرکاری ملازمین پلاٹ حاصل کر سکتے ہیں۔

وزیر اوقاف (ملک خدا بخش خاں): جناب والا! یہ اس پر Fresh notice دے دیں۔ اس پر اندازہ لگانے کے بعد کہ بیک وقت وہ اس کوٹہ سے کتنے پلاٹ حاصل کر سکتے ہیں۔ پھر بتا سکوں گا کہ ان کے لئے ایک خاص کوٹہ مقرر ہے اور اس میں اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ کن اور کس گریڈ کے ملازمین کو کتنے پلاٹ ملتے ہیں اور ان کے گریڈ کے مطابق اس کوٹہ میں ان کے لئے کتنے پلاٹ بنتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس کے لئے کوئی حد مقرر نہیں ہے۔

وزیر اوقاف: جی ہاں کوئی خاص حد مقرر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جناب سردار امجد حمید دستی صاحب۔

سردار امجد حمید خان دستی: میرا جناب وزیر صاحب سے ضمنی سوال یہ ہے کہ مکانوں کی الاٹمنٹ کے سلسلے میں Entirely متعلقہ بااختیار لوگوں کی Discretion ہے یا اس کے لئے کوئی اصول وضع ہے یا first come first served کا اصول ہے۔ یا اس کے لئے کوئی اور اصول ہے۔ اس کی ذرا وضاحت فرما دیں۔

وزیر اوقاف: فاضل رکن نے مکانوں کی الاٹمنٹ کے متعلق پوچھا ہے یا پلاٹس کی الاٹمنٹ کے متعلق پوچھا ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی: میں نے گذارش کی ہے کہ آپ نے 3 ہزار مکانوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ available ہیں۔ جبکہ 16 ہزار 3 سو کے قریب درخواستیں ہیں۔ میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس الاٹمنٹ کے سلسلے میں کس کو ترجیح دی جاتی ہے اس کے لئے کیا اصول وضع ہیں۔ یا یہ اپنی ذاتی پسند کے مطابق دیئے جاتے ہیں۔

وزیر اوقاف: جناب والا! اس پر کوئی خاص قدغن نہیں ہے۔ اس پر متعلقہ جو اتھارٹی ہے وہ اس کی مجاز ہے کہ وہ جسے الاٹ کرنا چاہتی ہے اسے کرے۔ تاہم اس میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ جس کا نمبر Waiting list میں پہلے ہے اسے پہلے مکان الاٹ کیا جاتا ہے۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ: ضمنی سوال

جناب سپیکر: جناب پیرزادہ صاحب۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ: جناب سپیکر! وزیر موصوف ماشاء اللہ بڑی سلیس اور نفیس زبان میں جواب دیتے ہیں۔ کیا وہ یہ بتا سکیں گے کہ بیک وقت ایک افسر اپنے پاس کتنے مکان رکھ سکتا ہے۔ اکثر یہ ہوتا ہے کہ تبادلے کے بعد یہاں لاہور میں بھی مکان رکھ لیتے ہیں اور جہاں پر پوسٹنگ ہوئی ہے وہاں بھی انہیں رہائشی سہولتیں بہم دستیاب ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر: یہ ضمنی سوالات Relevant ہے۔

وزیر اوقاف: جناب والا! اصول کے مطابق اسے ایک ہی مکان رکھنا ہوتا ہے تاہم کسی افسر کی جب ٹرانسفر ہوتی ہے اور وہ باہر چلا جاتا ہے تو اسے مکان خالی کرنے کے لئے کچھ مدت دی جاتی ہے۔ ایسے واقعات بھی رونما ہوئے ہیں کہ مقررہ وقت سے زیادہ وہ افسران اس مکان میں بیٹھے رہے مگر بعد میں ان کے خلاف ایکشن لیا گیا۔ اور پھر ان کی تنخواہ سے 60% کے حساب سے کٹوتی کی گئی۔ اسے آپ جرمانہ کہہ لیں یا کچھ بھی کہہ لیں۔ مگر اس پر ایکشن ضرور لیا جاتا ہے۔

چودھری حاکم علی: ضمنی سوال

جناب سپیکر: جناب چودھری حاکم علی صاحب

چودھری حاکم علی: جناب سپیکر! بعض سرکاری افسران دو دو مکان لئے بیٹھے ہیں اور وہ _____

جناب سپیکر: جی چودھری صاحب یہ سوال ہو گیا ہے۔ شکریہ

محترمہ شمع طالب: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی بیگم صاحبہ

محترمہ شمع طالب: جناب والا! یہ جو فہرست نمبر2 میں 45 بی' جی او آر نمبر3 کے بارے میں لکھا گیا ہے۔ اس کے بارے میں وزیر موصوف صاحب صحیح فرمالیں کہ جس مذکورہ بیوہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کو مکان خالی کئے ہوئے 6 ماہ سے زائد کا عرصہ ہو چکا ہے۔ اب اس مکان میں کوئی اور رہائش پذیر ہے۔ یہ غلط ہے کہ یہ مکان مذکورہ بیوہ کو الاٹ کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی Correction کے لئے بیگم صاحبہ نے کہا ہے۔

وزیر اوقاف: نہیں جناب! اس میں تھوڑا سا ابہام اس لئے ہو گیا ہے کہ یہ پرانا سوال ہے یہ اس

وقت کی پوزیشن لکھی ہے۔ اور یہ درست ہے کہ اب وہ مکان خالی ہو کر نئے آدمی کو الاٹ ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: جی درست ہے۔

وزیر اوقاف: یہ پہلے سیشن کے سوال تھے جو اس وقت Take up نہیں کئے جا سکے تھے۔ ان کے جوابات اس اجلاس میں پیش کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ درست بات ہے کہ یہ پچھلے سیشن کے سوالات ہیں۔
اس بارے میں مزید ضمنی سوال۔

ایک معزز رکن: حکومت کے پاس لاہور میں کل 1957 مکان ہیں' جب کہ 16381 سرکاری ملازمین مکان حاصل کرنے کے لئے امیدوار ہیں۔ کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ باقی ماندہ 16381 ملازمین کی پریشانی کو ختم کرنے کے لئے حکومت نئے مکان تعمیر کرنے کے لئے تیار ہے اور کب تک؟

وزیر اوقاف: جناب والا یہ سکیم بن چکی ہے۔ چوبرجی کے قریب جہاں فلیٹس پہلے سے موجود ہیں ان کو مسمار کرکے وہاں پر نئی طرز کے فلیٹس اور کالونی بنائی جائے گی اور یہ بھی زیر غور ہے کہ کہیں باہر کسی اچھی جگہ کو لے کر ان کی کالونی بنائی جائے۔

جناب سپیکر: راجہ محمد خالد صاحب سوال نمبر 17

اسلام آباد میں پنجاب ہاؤس کی تعمیر

☆ 17- **راجہ محمد خالد خان:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں ماسوائے پنجاب ہاؤس کے باقی ماندہ تینوں صوبوں' سندھ' سرحد اور بلوچستان کے ہاؤس موجود ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نے اسلام آباد میں پنجاب ہاؤس کی تعمیر کرنے کے لئے کوئی اراضی حاصل کر رکھی ہے۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اس اراضی پر پنجاب ہاؤس کب تعمیر ہو گا؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) جی ہاں البتہ راولپنڈی میں پنجاب ہاؤس موجود ہے۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) جی ہاں۔ ایسا ہے۔ اگلے مالی سال کے دوران اسلام آباد میں پنجاب ہاؤس کی تعمیر کا کام شروع ہو جائے گا۔

بیگم شاہین منور: میں جناب والا کی توسط سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ یہ پنجاب ہاؤس کن حضرات کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ سرکاری افسران کے لئے ہے یا ٹریژری بنچز کے حضرات کے لئے؟

جناب سپیکر: موجودہ پنجاب ہاؤس کے بارے میں آپ دریافت فرما رہی ہیں؟

بیگم شاہین منور: جی موجودہ بھی اور جو بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں اس کے متعلق بھی۔

وزیر اوقاف: جناب والا! جو پنجاب کے منتخب شدہ حضرات ہیں ان کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور پنجاب کے گزشتہ ملازمین کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال

بیگم شاہین منور: یہ ایک Non- development expenditure ہے۔ کیا ہماری حکومت کے پاس اتنا فالتو پیسہ ہے کہ Non- development expenditure پر خرچ کیا جائے۔

وزیر اوقاف: جناب والا! یہ حکومت کی اپنی ایک ضرورت ہے اور یہ کہہ دینا کہ ملازمین کے لئے یہ روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے۔ ان افسران اور ملازمین نے بھی حکومت کا کام کرنا ہے۔ ان کی رہائش کے لئے اس سہولت کا ہونا ضروری ہے۔ اور اپنے کم وسائل میں رہتے ہوئے حکومت یہ سمجھتی ہے کہ اس کی ضرورت ہے اور اسے بنانا چاہیئے۔ اور صرف یہ بات کہہ لینا کہ ان ملازمین کے لئے بن رہا ہے یہ پنجاب ہاؤس ہو گا۔ آپ کے منتخب شدہ لوگ وہاں جاتے ہیں تو انہیں تکلیف ہوتی ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسا کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: کیا ممبران اسمبلی Entitle ہیں کہ وہ پنجاب ہاؤس میں رہ سکیں۔

وزیر اوقاف: جی ہاں! اس کی بنیادی سوچ بھی یہی ہے۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ غالباً یہی دریافت کرنا چاہتی ہیں۔

بیگم شاہین منور: میں یہی کچھ پتہ کرنا چاہتی ہوں کہ کس Priority کے تحت اس کے کمروں کی

الاٹمنٹس ہوتی ہیں۔ پنجاب کے ممبران کی Priority ہے یا بیورو کریٹس کی۔

وزیر اوقاف: جو پہلے آئے اس کے نام سے بک ہوتا ہے اور وہ آکر رہائش پذیر ہوتے ہیں۔

گل حمید خاں روکڑی: کیا پنجاب ہاؤس میں پنجاب اسمبلی کا کوئی ممبر رہا ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز! اس چیز کی وضاحت ہو چکی ہے کہ معزز ممبران اسمبلی کے وہاں ٹھہرنے کی entitlement ہے۔ اور میرے خیال میں اس میں کوئی ابہام نہیں ہے۔ منسٹر صاحب Categorically یہ کہہ رہے ہیں کہ ممبران اسمبلی وہاں رہ سکتے ہیں۔ First come first get

جناب سپیکر: اس بارے میں ضمنی سوال ؟

گل حمید خاں روکڑی: کیا پنجاب ہاؤس میں پنجاب اسمبلی کا کوئی ممبر رہا ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ اس چیز کی وضاحت ہو چکی ہے۔

گل حمید خاں روکڑی: کیا وزیر موصوف ازراہ کرم یہ کریں گے کہ پنجاب ہاؤس کے دو کمرے پنجاب اسمبلی کے ممبران کے لئے مخصوص کر دیں۔ تاکہ ہم جائیں تو جگہ مل سکے۔

وزیر اوقاف: جناب والا! جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے میں ان کے ارشاد کا جواب دیتا ہوں کہ اگر ان کو تفصیل چاہیے کہ ممبران اسمبلی میں سے کون وہاں رہا ہے یا نہیں تو اس کے لئے تازہ نوٹس دے دیں۔ میں اس کے متعلق پوری تفصیل فراہم کر دوں گا کہ کس تاریخ سے اور کتنی مدت کے لئے وہاں ممبران رہے ہیں۔ وہاں پہ ممبران رہتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ acommodation کم ہونے کی وجہ سے بعض حضرات کو تکلیف ہوتی ہے۔ جس میں میں خود بھی شامل ہوں اور کئی دفعہ میں نے سیکرٹری صاحبان کو بھی میں نے دیکھا ہے کہ وہ کہیں ہوٹلوں میں رہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ صحیح ہے اس کے لئے تازہ نوٹس کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: جناب ڈاکٹر سردار احمد صاحب

صوبہ میں از سر نو تقرر شدہ ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کی تعداد

☆ 131- ڈاکٹر سردار احمد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-
سال 83-1982ء- 84-1983ء اور 85-1984ء کے دوران صوبہ میں از سر نو تقرر شدہ ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کی محکمہ وار' گریڈ وار تعداد کیا ہے؟

وزیر اعلیٰ:
صوبہ پنجاب میں از سر نو تقرر شدہ ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کی محکمہ وار اور گریڈ وار تعداد برائے مالی سالہائے 83-1982ء 84-1983ء منسلک گوشوارے میں درج ہے۔ مالی سال 86-1985ء کے متعلق قبل از وقت جواب دینا ممکن نہیں۔ یہ سال یکم جولائی 1985ء سے شروع ہو گا۔

بحوالہ نشان زدہ سوال نمبر131

منجانب جناب ڈاکٹر اسرار احمد

صوبہ پنجاب

از سر نو تقرر شدہ ریٹائرڈ ملازمین جو مختلف محکموں میں دوبارہ تقرری کی گئی۔
ان کے گریڈ ایک تا 22 تک Grade Wise تقرری کی
تفصیل برائے سال 93-1982ء' 84-1983ء

صفحہ 478 تا 482 پر ملاحظہ فرمائیں

نوٹ: موجودہ مالی سال جولائی 1985ء سے شروع ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کی تفصیل ابھی فراہم پہنچانا ناممکن ہے۔ سال کے اختتام پر مکمل کوائف مہیا کئے جا سکتے ہیں۔

گوشوارہ از سرنو تقرر شدہ ریٹائرڈ ملازمین سرکار صوبہ پنجاب
بابت سال 83-1982ء و 84-1983ء

نمبر شمار	گریڈ	1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16	17	18	19	20	21	22
	محکمہ جات																						
1-	محکمہ امور داخلہ																						
	1982-83ء		-		-		-	-		-		-		-		-		-	2	1			
	1984-83ء		-		-	1	-	-		-		-		-			1		4	1			
2-	محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات																						
	1982-83ء	14	1		4	2	6		2			1				3	3		1		1		
	1983-84ء	11			1		1	2	2	1			1		-		-		-		-		
3-	محکمہ قانون																						
	1982-83ء		1		-		-	-		-		-		-		-		-		-			
	1983-84ء	-	-		-		-	-		-		-		-		-		1					

نمبر شمار گریڈ	1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16	17	18	19	20	21	22
محکمہ جات																						
4- صنعت و معدنی ترقی																						
1982-83ء		-		-		-	-		-		-	1	-		-	1	1	1	2	2		
1983-84ء		-		-		-	-		-		1	1	-		-	1	1			3		
5- محکمہ زراعت																						
1982-83ء		-		-		-		-		-				-						1		
1983-84ء		-		-		-		-		-	1			-					2			
6- محکمہ مواصلات و تعمیرات عامہ																						
1982-83ء	-		-		-	-		-		-				-					1			
1983-84ء		-		-		-	-		-				-								1	

گوشوارہ از سرنو تقرر شدہ ریٹائرڈ ملازمین سرکار صوبہ پنجاب

بابت سال 83-1982ء و 84-1983ء

نمبر شمار	گریڈ	1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14		15	16	17	18	19	20	21	22
	محکمہ جات																							
7-	محکمہ معاشرتی بہبود و زکوٰۃ																							
	1982-83ء	2			2			-		-		-		-			-	-	-		-	1		
	1983-84ء	12			-		5		-		-		-		-			-		-		-		
8-	محکمہ تعلیم																							
	1982-83ء	-		-		-		-		-		-		-			-	-	1		2	1	1	
	1983-84ء	-		-		-		-		1		-		-			1	-	2	2		1		
9-	محکمہ ملازمت انتظامی عمومی (سول ملازمین)																							
	1982-83ء	-		-		-		-		-		-		-			-	-	-	2	3	1		
	1983-84ء	1		-		-		-		-	-	-		-			-	-	3	2	1		1	

نمبر شمار	گریڈ	1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14		15	16	17	18	19	20	21	22
	محکمہ جات																							
-10	محکمہ صحت																							
	1982-83ء		-		1		-			-		-		-			-		1		3	3		
	1983-84ء		-	1		-		-		-		-		-			-	1		-	3	3		
-11	محکمہ ہاؤسنگ، فزیکل																							
	انوائرنمنٹل پلاننگ																							
	1982-83ء	17		-		12	9	1		1	4	1			3			1	3	1	2	1		
	1983-84ء	34		-	2	11	8	1		1	3	1			8		5	2	1	6	2	2		
-12	محکمہ آبپاشی و بجلی																							
	1982-83ء		1			7	2		-		-				-				-		1		1	1
	1983-84ء		-		-	13	3	-				3			1				-	1		-		

گوشوارہ از سرنو تقرر شدہ ریٹائرڈ ملازمین سرکار صوبہ پنجاب

بابت سال 83-1982ء و 84-1983ء

نمبر شمار	گریڈ	1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16	17	18	19	20	21	22
	محکمہ جات																						
13-	محکمہ لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی																						
	1982-83ء		-	-	-		-		-			1		-		1			-		1		
	1983-84ء		-	-	-		-		-			1		-		1				1	1		
14-	محکمہ خزانہ																						
	1982-83ء		-	-	-		-		-		-		-		-			3		-		-	
	1983-84ء		-	-	-		-		-		-		-		-			3	-		-		
15-	محکمہ ملازمت و انتظام عمومی (فوجی ملازمین)																						
	1982-83ء	-	-	-		-		-		-		-		-		-			3	5	6	1	
	1983-84ء		-	-	-		-		-		-		-		-		-		2	4	10	1	

جناب سپیکر: ضمنی سوال

بیگم شاہین منور: میں آپ کے توسط سے ان سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ سال 85ء کے چھ مہینے سے زائد تو گذر چکے ہیں۔ دو چار مہینے سال کے ختم ہونے میں رہتے ہیں۔ سال 86-1985ء کے بارے میں اس کا جواب نہیں دے سکتے تھے۔ پورے سال کا جواب نہ دیں لیکن جو مہینے گذر چکے ہیں اس کا جواب دینے میں انہیں کوئی دشواری ہے۔

وزیر اوقاف: جناب والا! یہ سوال پچھلے سیشن کا تھا۔ اس وقت کی صورت اس میں بیان کی گئی ہے۔ ان کا مطلوبہ سوال کا جواب تو جون میں ہی دیا جائے گا۔ تاہم اس میں کچھ مدت کے لئے

جناب سپیکر: میرے خیال میں جب یہ سوال دیا گیا تھا اس وقت یہ پوزیشن نہیں تھی کہ اس میں چند ماہ باقی تھے۔ مزید کوئی ضمنی سوال؟

بیگم شاہین منور: میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ محکمہ پولیس میں سے کتنوں کو دوبارہ ملازمت میں لیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ آپ کا سوال کیا ہے؟

بیگم شاہین منور: جناب سپیکر! میں نے ان سے سوال یہ کیا ہے کہ میں صرف یہ دریافت کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے پولیس ڈیپارٹمنٹ میں سے جو ہائر گریڈ کے لوگ ہیں' میں نچلے گریڈ کی بات نہیں کر رہی۔ جو ڈی آئی جی کے عہدے کے لوگ ہیں ان میں سے کتنوں کو دوبارہ ملازمت میں لیا گیا ہے۔ آیا ان کو علم ہے کہ کیا کوئی دوبارہ ملازمت میں لئے گئے ہیں۔

وزیر اوقاف: جی ہاں۔ میں عرض کرتا ہوں۔ گریڈ 19 میں 2 اور گریڈ 18 میں 1 اس طرح کل 3 بنتے ہیں۔ یہ یکم جولائی 85ء اور 31 جنوری 86ء تک کی پوزیشن ہے۔

جناب سپیکر: چودھری محمد خان جسپال صاحب

انسداد رشوت کے لئے اقدامات

☆ 153- چودھری محمد خان جسپال: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ رشوت کے

انسداد کے لئے حکومت نے کوئی نیا اقدام کیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ:

رشوت اور بدعنوانی کے انسداد کے لئے حکومت نے حال ہی میں محکمہ انسداد رشوت ستانی کی تنظیم نو کی ہے۔ جس کے چند نمایاں پہلو یہ ہیں:

1- نئے قواعد کے تحت تحقیقات اور مقدمات کے اندراج کے لئے مختلف افسران سے اجازت لینے کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔

چند سینئر عمال جیسے کمشنر، صوبائی سیکرٹری صاحبان، منسلکہ محکموں کے سربراہوں اور پے سکیل نمبر 20 یا اس سے اوپر کے افسران کے سوا باقی تمام سرکاری افسران و اہلکاران کے خلاف ابتدائی تحقیقات یا مقدمات اندراج کے لئے کسی اجازت کی ضرورت نہیں رہی۔

صرف مندرجہ بالا سینئر افسران کے خلاف کارروائی کے لئے مجاز اتھارٹی مقرر کر دی گئی ہے۔

2- تنظیم نو میں کمیٹیاں ختم کر دی گئی ہیں اس کی بجائے اب واحد مجاز اتھارٹی مقرر کر دی گئی ہے۔

3- اب عوام کے منتخب نمائندے انسداد رشوت ستانی کے کام میں معاونت کریں گے۔ صوبائی سطح پر بنائے جانے والی کمیٹی کا سربراہ ایک وزیر ہو گا۔ یہ کمیٹی صوبے میں انسداد رشوت ستانی کے مقدمات کی رفتار کا جائزہ لے گی اور رشوت کے خاتمے کے لئے ان عوامل کی نشاندہی کرے گی۔ جن کے باعث رشوت کا کاروبار پھیلتا ہے اور مناسب سفارشات مرتب کرے گی۔ اسی طرح ڈویژن کی سطح پر کمیٹیاں قائم کی جائیں گی۔ جن کا سربراہ بھی وزیر ہو گا اور ان کے ممبران میں ایم این اے اور ایم پی اے شامل ہوں گے۔

4- تنظیم نو میں مختلف محکموں سے اچھے اور معتمد افسران کا انتخاب کیا گیا ہے اور جنہیں مناسب تربیت کے بعد محکمہ انسداد رشوت ستانی میں تعینات کیا گیا ہے۔

5- چھوٹے چھوٹے معاملات کو نپٹانے کے لئے ہر محکمہ میں ایک انسداد رشوت ستانی کا سیل قائم کیا گیا ہے جو کہ ایک ایڈیشنل یا ڈپٹی سیکرٹری کے تحت کام کرے گا۔

6- تنظیم نو کے تحت طریق کار کو سادہ اور سہل بنا دیا گیا ہے۔ اب شکایت وصول ہونے سے لے کر عدالت میں چالان داخل کرنے تک گیارہ سے تیرہ ہفتے درکار ہوں گے جبکہ پہلے اس کام کے لئے اوسطاً دو سال کا عرصہ لگتا تھا۔

جناب سپیکر: چودھری محمد خان جسپال صاحب ضمنی سوال کریں گے۔

چودھری محمد خان جسپال: جناب والا! کیا ان اسباب پر غور کیا گیا ہے جن کی بناء پر رشوت کا لین دین عام ہے' وہ وجوہات جن کی بناء پر رشوت کا لین دین ہے ان کا کوئی سروے کیا گیا ہے؟ کیا اس کی کوئی تفصیل ہے؟

وزیر اوقاف: میرے خیال میں جواب "ہاں" میں ہے۔

جناب سپیکر: جواب درست ہے۔

چودھری محمد خان جسپال: ٹھیک ہے جناب! میرا اگلا سوال یہ ہے کہ ان وجوہات کو ختم کرنے کے لئے کوئی اقدامات کئے گئے ہیں۔ یہ جو آج کے جواب ہیں صرف یہ Executive side پر ایسے طریقے جن کی بناء پر رشوت کو ختم کیا جا رہا ہے کیونکہ جو وجوہات ہیں جو اسباب ہیں جن کی وجہ سے گورنمنٹ ملازمین رشوت لینے پر مجبور ہیں اور عوام رشوت دینے پر مجبور ہیں۔ کیا ان کو ختم کرنے کے لئے کوئی کارروائی کی جا رہی ہے؟

وزیر اوقاف: جناب والا! جہاں تک میں سمجھتا ہوں میرے خیال میں سب سے پہلے اس میں یہی چیز ہونی چاہئے تھی کہ اس کی روک تھام کے لئے جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں اس کے جواب میں کہ کچھ اقدام کئے جائیں تاہم ان کا ایک اور سوال ہے کہ یہ چیز جن وجوہات پر ہوتی ہے اس کی طرف تو کوئی توجہ حکومت کے نوٹس میں ہو گی اس پر بھی غور ہو رہا ہے۔ اگر وہ ہماری رہنمائی فرمانا چاہیں یا کوئی تجویز دینا چاہیں تو ضرور دیں تاکہ ہم ان کی اس تجویز سے اور رہنمائی سے استفادہ کر سکیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر'

جناب سپیکر: رانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر صاحب کی وساطت میں سے وزراء حضرات سے یہ درخواست کروں گا کہ باہر ایک دو جلوس آئے ہیں۔ بجائے اس کے کہ ان کے ساتھ پولیس کا الجھاؤ ہو اور تب ہمیں پتہ چلے کہ یہ کیوں آئے ہیں۔ میں یہ درخواست کروں گا کہ چونکہ قائد ایوان یہاں موجود نہیں ہیں ان کی جگہ جو وزیر صاحب بھی بہتر سمجھیں ایک دو ممبر کو بھی ساتھ لے جا کر اس جلوس سے بات

کی جائے کہ ان کا یہاں آنے کا مقصد کیا ہے اور ان کے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی جائے۔ اگر چھیڑ چھاڑ اور لاٹھی چارج کے بعد ہم نے ان سے جا کر بات کی تو وہ بے سود ہو گی۔ میری آپ سے التماس ہے کہ اگر آپ کو میری یہ بات پسند آئے تو آپ اس پر عمل کر لیجئے۔

وزیر اوقاف: جناب وزیر جلوس چودھری عبدالغفور صاحب موجود ہیں۔ یہ چلے جائیں۔

(قہقہہ)

رانا پھول محمد خان: یہ ہاؤس لاوارث ہے۔

جناب وزیر قانون: یہ کوئی اتنا پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے جو بھی مشکلات ہوں گی وہ انتظامیہ بتائے گی پھر اس کو بھی Deal کر لیں گے۔ میں نے ان سے پہلے ہی کہا ہے کہ وہ پتہ کر کے بتائیں کہ معاملہ کیا ہے تاکہ ان کے لیڈروں سے بات کی جائے اور اس میں میری ضرورت پڑے تو مجھے بلا لیں۔

جناب سپیکر: جناب ملک خدا بخش صاحب کے نقطے پر آپ نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔

وزیر قانون: جناب ملک صاحب میرے ساتھی ہیں ظاہر ہے میں اپنے بھائیوں کا جلوس تو نہیں نکال سکتا۔

(قہقہہ)

وزیر اوقاف: جناب میرا مقصد یہ تھا کہ یہ وزیر قانون ہیں اور یہ قانونی معاملہ ہے اور ایسی باتیں وہاں دیکھنی ہوں گی۔ پہلے بھی جب کبھی ایسا معاملہ ہوتا ہے چونکہ وہ ایک سینئر وزیر ہیں اس لئے وہی ایسے مطالبات کو Deal کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: لیکن یہ وزیر جلوس کا جملہ معترضہ ہے۔

محترمہ شاہین منور احمد: یہاں پولیس کی Bullets استعمال نہ ہوں مگر اسمبلی کے باہر وہ جہاں چاہیں استعمال کر لیں۔

جناب سپیکر: جناب سید اقبال شاہ صاحب۔

سید اقبال احمد شاہ: ملک صاحب کی زبان زیادہ میٹھی اور شیریں ہے اور اگر یہ جلوس کو جا کر مطمئن کریں تو زیادہ بہتر رہے گا۔

جناب سپیکر: جناب محمد اصغر صاحب

جناب اصغر علی: جناب والا! میرا نام اصغر علی ہے۔

جناب سپیکر: چودھری اصغر علی صاحب

چودھری اصغر علی گوجر: شکریہ جناب! مہربانی' میں 153 سوال پر ضمنی سوال عرض کر رہا ہوں۔ وزیر موصوف صاحب نے فرمایا ہے کہ رشوت ستانی کے لئے ایک اتھارٹی بنا دی گئی ہے اور ایک ایسی ٹیم مقرر کی گئی ہے جس میں وزیر موصوف اس اتھارٹی کے سربراہ ہوں گے۔ اس میں کچھ افسران بھی مقرر کئے گئے ہیں۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس اتھارٹی کے سربراہ جو وزیر موصوف ہوں گے ان کا نام بتایا جائے اور اس اتھارٹی میں جو افسران صاحبان ہوں گے ان کا نام بھی بتایا جائے تاکہ ایوان کو پتہ چل سکے کہ جو لوگ اس رشوت کو ختم کرنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں کیا وہ اس بات کے اہل ہیں کہ وہ رشوت کو ختم کر سکتے ہیں یا نہیں؟ شکریہ!

وزیر اوقاف: انہوں نے فرمایا ہے کہ وزیر موصوف تو وہی ہو سکتا ہے جو بیان کر رہا ہو۔ تو یہ کوئی ضروری نہیں ہے انہوں نے ایک وزیر کی بات کی ہے۔ کوئی وزیر تو ہو گا۔ ابھی اس کی باقاعدہ announcement ہونی باقی ہے۔ چیف منسٹر صاحب اسے ترتیب دے رہے ہیں۔ جب یہ announcement ہو گی تبھی اس کا کچھ ہو گا اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کر دوں کہ یہی معاملہ وفاقی کابینہ میں بھی پیش ہے اور اس پر غور ہو رہا ہے اور اس طرز کی یہاں پر کمیٹیاں بن رہی ہیں اور یہ announcement کے لئے معاملہ تیار تھا لیکن ابھی وفاقی کابینہ بھی اس پر غور کر رہی ہے اس کے لئے باقاعدہ announcement ہو گی۔

چودھری اصغر علی گوجر: جواب کے جزو نمبر4 تنظیم نو میں مختلف محکموں میں سے اچھے اور معزز افسران کا انتخاب کیا گیا ہے۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ کن معزز افسران کا انتخاب کیا گیا ہے۔

وزیر اوقاف: اب تک کی کارروائی میں جو وہ نام پوچھنا پسند فرمائیں تو یہ بہت ساری کمیٹیاں ہوں گی اس میں fresh notice دے دیں اس میں بہت سے نام اور تفصیل ہو گی۔ وہ نام پیش کر دیئے جائیں لیکن پھر میں یہ عرض کروں گا کہ یہ معاملہ وفاقی کابینہ میں زیر غور آنے کی وجہ سے تھوڑا سا لیٹ ہے۔ پہلے یہ ہو چکا تھا یہ اس وقت کا سوال ہے کیونکہ اب وفاقی کابینہ نے اس پر غور شروع کر

دیا ہے اور اس لئے مناسب ہو گا کہ اس کے فیصلے کے بعد announcement ہو۔

جناب سپیکر: جناب راجہ خلیق اللہ صاحب' ضمنی سوال کریں گے۔

راجہ خلیق اللہ خان: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ ہمارے پی سی ایس Executive کے بارے میں بہت سے سوال آڑے آ رہے ہیں ان میں احساس محرومی ہے خاص طور پر کسی صوبہ جات میں اپنے کسی مقصد کا تحفظ کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: میں آگے چل سکتا ہوں اگر آپ سپلیمنٹری پر زیادہ زور نہ دیں۔

راجہ خلیق اللہ خان: میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ ان سوالات کو پہلے لے لیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ ایسا کیجئے کہ آپ معزز اراکین سے یہ درخواست کیجئے کہ وہ ان سوالات پر زیادہ ضمنی سوالات نہ کریں۔ وہ سوالات آنے والے ہیں۔ اس میں ہمیں ترتیب بدلنے کی ضرورت نہیں ہو گی۔ اگر غیر ضروری ضمنی سوالات نہ کئے جائیں۔

راجہ خلیق اللہ خان: میں نے جو تجویز رکھی ہے' شاید حکومت کا بھی نظریہ وہی ہو۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔ چودھری صاحب' آپ کیا ارشاد فرمانا چاہتے ہیں؟

چودھری اکرام الحق: باقی جو دو سوال درمیان میں ہیں' اگر ڈیفر کر دیئے جائیں اور ان کو بعد میں رکھ لیا جائے۔ یہ سوال ضروری ہے جو راجہ صاحب نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔

جناب سپیکر: اگر ان سوالوں کے محرکین کو اعتراض نہ ہو تو مجھے ڈیفر کرنے میں کوئی اعتراض نہیں۔ اگلا سوال چودھری محمد خان جسپال صاحب کا ہے۔ آپ کو اسے ڈیفر کرنے پر کوئی اعتراض نہیں؟

چودھری محمد خان جسپال: مجھے اعتراض ہے۔ اس سوال کو ضرور لیا جائے۔ اس کا جواب دیا جائے۔

سرگودھا میں ڈویژنل بنچ کا قیام

☆ 154- **چودھری محمد خان جسپال:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عدالت عالیہ کا بنچ پالیسی کے تحت ہر ڈویژن ہیڈکوارٹر میں مقرر کیا جائے گا۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ڈویژنل ہیڈ کوارٹر سرگودھا میں مذکورہ بنچ کب مقرر کیا جائے گا۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر اعلیٰ:

(الف) جی نہیں۔ یہ بنچ جناب گورنر چیف جسٹس کے مشورہ سے کہیں بھی قائم کر سکتے ہیں۔

(ب) فی الحال ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

مالی مشکلات حائل ہیں۔ نیز پہلے سے قائم کردہ بنچ ہائے بمقام ملتان راولپنڈی اور بہاولپور کے نتائج سامنے آنے پر اور ان کا تجزیہ کرنے کے بعد غور کیا جا سکتا ہے۔

چودھری محمد خان جسپال: ضمنی سوال۔ میرا خیال ہے کہ ملتان اور راولپنڈی میں تقریباً" چھ سات سال سے یہ بنچز قائم ہیں۔ تو کتنے سال ان کے تجربے کو فیصلہ کرنے کے لئے چاہئیں؟

وزیر اوقاف: اس سے پہلے کہ میں ان کے سوال کا جواب عرض کروں' میں ان سے یہ عرض کر دوں کہ اس میں ایک تاثر یہ پیدا ہو گیا تھا کہ غالباً" ہر ڈویژنل سطح پر یہ بنچ بنتے ہیں۔ ایسی کسی چیز کا نہ تو کبھی ذکر آیا ہے اور نہ ہی حکومت کی طرف سے ایسی کوئی Commitment ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ چھ سات سال ہو گئے ہیں۔ میرے خیال میں تو کروڑوں روپیہ لگنے کے بعد ابھی تک ان کی عمارات بھی مکمل نہیں ہوئیں اور جج صاحبان وہاں سیٹ ہو کر بیٹھے ہی نہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کے صحیح نتائج ابھی سامنے نہیں آئے۔ اس میں کچھ دیر لگے گی۔ میں پھر ان سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اگر کسی کے ذہن میں ایسی کوئی بات ہے کہ ڈویژنل سطح پر بنتے ہیں تو ایسی کوئی چیز نہیں۔ جہاں پر چیف منسٹر اور چیف جسٹس صاحب سمجھیں گے وہاں کھولے جائیں گے۔

سول ججوں کی ترقی کے لئے 50 فیصد کوٹہ

☆289- چودھری محمد اصغر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کو صوبہ کے سول ججوں نے اس امر کی درخواست دی تھی کہ ایڈیشنل سیشن ججوں کی آسامیاں 50 فیصد بذریعہ ترقی اور 50 فیصد براہ راست بھرتی سے پر کی جائیں۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان کا موقف تسلیم کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست نہیں ہے۔

(ب) چونکہ جزو (الف) کا جواب نفی میں ہے اس لئے اس کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: آپ کو کوئی اعتراض ہے اگر سوال نمبر 351 کو ڈیفر کر دیا جائے؟ شاہ صاحب کی موجودگی میں اسے ٹیک اپ کر لیں گے۔

میاں محمد اسحاق: ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر: یہ سوال ڈیفر کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال (نمبر 417) میاں مختار احمد شیخ کا ہے۔ کچھ معزز اراکین نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ چند ایک سوالات کو ڈیفر کر دیا جائے۔ آپ اگر رضامند ہوں تو اس کو ڈیفر کر دیا جائے؟ ("ٹھیک ہے" کی آوازیں)

شکریہ۔ اگلا سوال میاں محمود احمد (نمبر 491) کا ہے۔ اس کو بھی ڈیفر کیا جاتا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ سوال نمبر 573 کے محرک جناب حاجی جمشید عباس تھیم صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے۔ اس کو بھی ڈیفر کیا جاتا ہے۔ جناب میاں محمد اسحاق صاحب بھی اتفاق کرتے ہیں کہ ان کے سوال (نمبر 592) کو ڈیفر کیا جائے۔ اگلا سوال (نمبر 694) جناب میاں محمود احمد صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اس کو بھی ڈیفر کیا کیا جاتا ہے۔ محترمہ بیگم شاہدہ ملک صاحبہ (سوال نمبر 940)

رانا پھول محمد خان: اس سے پہلے میں گزارش کروں گا کہ سو سوال آپ کے دفتر کو موصول ہو چکے ہیں۔ اس سوال سے انتظامیہ میں اختلافات اور بد اعتمادی کا بھی احتمال ہے۔ آج کے سوالات میں بھی تقریباً بیس سوال اسی موضوع سے متعلقہ ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر ارباب حکومت اس کو پسند فرمائیں تو بجائے اس کے کہ اس بحث کو اتنا لمبا کریں کہ شاید ہمیں آپ سے درخواست کرنی پڑے کہ آپ ان سوالوں پر جوابوں کے لئے وقت قائم کریں' اگر وہ ایک کمیٹی بنا کر اس کا تصفیہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو ہم ان تمام سوالوں کو تمام ارکان اسمبلی ختم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس سے بدمزگی بڑھے گی۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ایسا کرتے ہیں کہ کچھ سوال آنے دیں۔ اس کے بعد آپ کی تجویز پر

غور کر لیں گے۔

رانا پھول محمد خان: سوال پیش ہونے کے بعد تو پھر یہ سلسلہ بند نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

رانا پھول محمد خان: اگر حکومت یہ ارادہ رکھتی ہے کہ وہ کمیٹی بنا کر اس کا فیصلہ کر دے' کیونکہ ان سوالوں کے جواب بھی غلط ہیں۔ محترمہ کے اس پہلے سوال کا جواب بھی غلط ہے۔

جناب سپیکر: تو ان کو سوال کرنے دیں' جواب آنے دیں۔ اس کے بعد آپ تجویز پیش کریں۔
(سوال نمبر 940 پیش کیا گیا)

سید حسنات احمد: آپ کی اجازت سے گزارش کروں گا کہ تقریباً" نو یا دس سوال ایک ہی قسم کے ہیں اور پی سی ایس کیڈر کے متعلق ہیں۔ جس طرح رانا صاحب نے فرمایا ہے' میرے نزدیک بھی ان کے جوابات ٹھیک نہیں ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر وزیر موصوف اس بات کو مانیں کہ وہ مہربانی کر کے ایک ہاؤس کمیٹی تشکیل دیں تاکہ ان سارے معاملات کا جائزہ لے کر' سارا فیصلہ کر کے ان سارے معاملات کے متعلق ہاؤس کو اطلاع دی جائے۔ میرے خیال میں انہیں اس پر اعتراض نہیں ہو گا۔ اگر یہ بات درست ہو تو یہ سارے سوالات اس طریقے سے نمٹ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں آپ سے درخواست کروں گا کہ سوال آیا ہے' اس کا جواب آنے دیں اس کے بعد بات کریں گے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: سارے سوالات ایک ہی قسم کے ہیں۔ ایوان کا وقت بھی بچ جائے گا اور فیصلہ بھی ہو جائے گا۔ زیادہ اچھا ہے کہ ایک کمیٹی بنا دیں۔ وہ اس پر فیصلہ کرے اور وہ ہاؤس میں رپورٹ پیش کرے۔

جناب ارشد علی: جو کمیٹی ان سوالوں کا جواب دینے کے لئے بنائی گئی تھی اس میں کسی بھی پی سی ایس افسر کو شامل نہیں کیا گیا۔ اس لئے یہ سارے کے سارے جوابات تسلیم کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ ہم اس لئے آپ سے عرض کرتے ہیں کہ آپ مہربانی فرما کر ایوان وزیر اعلیٰ صاحب کو اختیار دے دیں وہ ہاؤس کی ایک کمیٹی بنا دیں۔ اس میں ان سارے معاملات کو دیکھا جائے اس کے بعد وہ رپورٹ دے اور ہاؤس میں آئے۔

جناب سپیکر: اس پر کچھ دوستوں کے مابین اختلاف ہے۔ کچھ صاحبان چاہتے ہیں کہ یہ ہاؤس کا معاملہ ہے۔ اس کو ہاؤس میں آنے تو دیں۔ آپ اتنے کیوں پریشان ہو گئے ہیں؟

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! ایک ہمارے ہاؤس کے معزز رکن بھی ہیں۔ وہ ہمارے افسران ہیں۔ ہم ان کی عزت کرتے ہیں۔ ان میں دیانت دار بھی ہیں' بہتر بھی ہیں۔ وہ ملک کا نظام بھی چلا رہے ہیں۔ ان کے سامنے بیٹھ کر ہم یہ بے دھڑک کہہ رہے ہیں تو ان کی عزت نہیں رہے گی۔ تو کمیٹی یہ دیکھ لے اور کمیٹی یہ فیصلہ کر دے کہ کون کون سی بات درست ہے اور کون کون سی غلط ہے۔

جناب سپیکر: میں ملک صاحب سے کہوں گا کہ وہ سوال کا جواب دیں۔

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ایک طبقے کا استحصال ہو رہا ہے اور اس کے لئے کمیٹی بنانی نہایت ضروری ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر وزراء صاحبان اس پر توجہ نہیں دیتے تو ان کی انتظامیہ میں ایسی گڑبڑ پیدا ہو جائے گی جس کو کنٹرول کرنے کے لئے بڑی محنت کرنی پڑے گی۔ جہاں تک ہمارے سوالوں کا اور جوابوں کا تعلق ہے' اس کے ساتھ ساتھ اس صوبے کے امن و امان کو بحال رکھنا اور انتظامیہ میں یکسانیت پیدا کرنا بھی ہمارے لئے ضروری ہے۔ اس لئے میں وزراء صاحبان سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس کو سوچیں دیکھیں یہ ایک سو سوال ہیں۔ اگر اس ایوان کا ایک سو رکن اپنے سوال منوانے پر بضد ہوا تو یہاں جھگڑا ہوا اور آپ خود پریشان ہوں گے آپ اس کو یونہی نہ سمجھئے کہ یہ ایک کھلونا ہے یہ ایک کھلونا نہیں یہ ایک بم ہے۔ ہمیں اس کا پہلے سے ہی انتظام کر لینا چاہیے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ جناب ملک صاحب سوال کا جواب دیں۔

وزیر اوقاف: جناب سپیکر! جواب پڑھنے سے پہلے مجھے اجازت مرحمت فرمائی جائے کہ میں دو الفاظ عرض کر لوں۔

جناب سپیکر: آپ سوال کا جواب پڑھیئے اس کے بعد عرض کیجئے۔

پی۔ سی۔ ایس افسران کی ترقی کے لئے اقدامات

☆ 940- **بیگم شاہدہ ملک:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سی۔ ایس۔ پی اور پی۔ سی۔ ایس افسران دونوں کو پبلک سروس کمیشن کے یکساں معیار کا مقابلہ کا امتحان پاس کرنا پڑتا ہے اور یہ کہ دونوں گریڈ سترہ میں ملازمت کی ابتداء کرتے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سی ایس پی افسر 5 سال بعد گریڈ 18- سات برس بعد گریڈ 19 اور مزید پانچ سال بعد گریڈ 20 میں ترقی یاب ہوتا ہے۔ جبکہ پی۔ سی۔ ایس اتنے عرصہ میں مجسٹریٹ سے محض اسسٹنٹ کمشنر تک بھی پہنچ پاتا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ 1974ء سے 1984ء یعنی دس برسوں میں پی۔ سی۔ ایس کے مقابلہ کے امتحانوں کا جان بوجھ کر انعقاد نہیں کیا گیا تاکہ سی۔ ایس۔ پی افسران کی ترقی کے امکانات بڑھ جائیں۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پی۔ سی۔ ایس۔ کے امتحانات کا انعقاد کرکے متذکرہ نا انصافی کا ازالہ کرنے کو تیار ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) سب سے پہلے یہ وضاحت ضروری ہے کہ قواعد کے مطابق صوبائی سول سروس کی نصف آسامیاں تحصیل داروں' نائب تحصیل داروں اور منسٹریل ایمپلائیز کی ترقی کے ذریعہ پر کی جاتی ہیں۔ جس کے لئے' پبلک سروس کمیشن کا کوئی مقابلے کا امتحان نہیں ہوتا۔ مقابلے کا امتحان صرف بقیہ نصف آسامیاں (جو ڈائریکٹ ریکروٹمنٹ) کے کوٹا میں آتی ہیں' پر کرنے کے لئے منعقد کیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس ڈسٹرکٹ مینجمنٹ گروپ (مرکزی سروس) کی تمام آسامیاں ماسوائے ان دس فیصد آسامیوں کے جو افواج پاکستان کے افسران کے لئے مخصوص ہیں' مقابلے کے امتحان کے ذریعہ پر کی جاتی ہیں۔ مرکزی سروسز کے مقابلے کے امتحان اور سابق صوبائی سول سروس کے ڈائریکٹ ریکروٹمنٹ کی اسامیاں پر کرنے کے مقابلے کے امتحان کی کم از کم تعلیمی قابلیت بھی بعینہٖ یکساں نہ ہے۔ مرکزی سروسز کے امتحان کے لئے امیدوار کا بی۔ اے کے امتحان میں کم از کم سیکنڈ ڈویژن ہونا لازمی ہے۔ سوائے ان امیدواروں کے جن کا تعلق پاکستان کے پس ماندہ علاقوں سے ہو یا ان علاقوں سے جن سے نسبتاً کم افراد مرکزی سروسز میں ہیں۔ سابق صوبائی سول سروس کے امتحان کے لئے امیدوار کا صرف بی۔ اے ہونا کافی ہے۔

یہ درست ہے کہ مرکزی اور صوبائی سروسز میں منتخب ہونے کے بعد دونوں افسران کی

پہلی تعیناتی سکیل 17 میں ہوتی ہے۔ تاہم مرکزی سول سروس (ڈسٹرکٹ مینجمنٹ گروپ) کے افسران کی بھرتی بطور اسسٹنٹ کمشنر کی جاتی ہے۔ جبکہ صوبائی حکومت امتحان کے ذریعے ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بھرتی کرتی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ مرکزی سروسز میں ایک سکیل سے دوسرے میں ترقی پانے کے لئے کم سے کم مدت ملازمت مقرر کی گئی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مقررہ کم از کم حد پوری ہوتے ہی یہ افسران از خود ترقی پا جاتے ہیں اور نہ ہی عملی طور پر ایسا ہو رہا ہے۔ ایک سکیل سے دوسرے سکیموں میں ترقی پانے کے لئے ایک بنیادی شرط اسامیوں کی دستیابی ہے۔ جس کے بعد ترقی دیئے جانے کا فیصلہ ضیارٹی' قابلیت اور موزونیت کے اعتبار سے کیا جاتا ہے۔ چونکہ مرکزی سروس کے ارکان کے لئے صوبائی اسامیوں کے علاوہ مرکزی حکومت کی اسامیوں پر ترقی پانے کے مواقع موجود ہوتے ہیں۔اس لئے نسبتاً" کم وقت میں ان کے لئے ترقی کا حصول ممکن ہوتا ہے۔ بہرحال یہ درست ہے کہ صوبائی سول سروس کے لئے ترقی کے لئے کم از کم مدت ملازمت کا تعین نہیں کیا گیا۔

(ج) یہ درست ہے کہ 1975ء سے 1983ء تک سابق پی سی ایس کے مقابلہ کے امتحان کا انعقاد نہیں کیا جا سکا اس کی وجہ یہ ہے کہ 1974ء اور 1975ء میں علی الترتیب تقریباً" 100 اور تقریباً" 50 ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنروں کی یک لخت بھرتی کی گئی تھی یہ درست نہ ہے کہ امتحان کا انعقاد اس لئے نہیں کیا گیا تاکہ وفاقی سروس کے افسران کی ترقی کے امکانات بڑھ جائیں۔

(د) 1983ء کے بعد سے امتحانات کا انعقاد کیا جا رہا ہے۔

بیگم شاہدہ یاسمین صاحبہ: جناب سپیکر مجھے سب سے پہلا اعتراض تو یہ ہے جوابات میں محکمہ نے اپنی غلطی کو تسلیم کرنے کی بجائے اس کو الجھانے کی کوشش کی ہے۔ میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ میں نے یہ سوال کیا تھا کہ اس طبقہ کا جو استحصال ہو رہا ہے۔ وہ ختم ہونا چاہیے اور محکمہ اپنی غلطی کو تسلیم کرے۔ لیکن اس جواب میں اپنی غلطی کو تسلیم نہیں کیا گیا اس لئے میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ دوسرا میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب ایک ہی گریڈ میں ابتداء کرتے ہیں تو پھر یہ فرق کیوں ہے کہ یہ بنیادی نا انصافی نہیں ہے۔ جیسا کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ مرکزی سروس کے امتحان کے لئے امیدوار کا کم از کم بی اے سیکنڈ ڈویژن ہونا لازمی ہے۔ جبکہ یہاں یہ لکھا ہوا ہے کہ سابق صوبائی سول سروس کے امتحان کے لئے امیدوار کا صرف بی اے ہونا کافی ہے۔ صوبائی سروس میں منتخب ہونے کے بعد دونوں افسران کی پہلی تعیناتی سکیل 17 میں ہوتی ہے۔ تاہم

مرکزی سول سروسز کے افسران کی بھرتی بطور اسسٹنٹ کمشنر کی جاتی ہے۔ جبکہ صوبائی حکومت امتحان کے ذریعے ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بھرتی کرتی ہے۔ جناب کیا یہ بنیادی ناانصافی نہیں ہے۔ جب یہ ایک ہی سکیل میں دونوں ابتداء کرتے ہیں۔ کہ حکومت ایک کو تو ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بھرتی ہے اور ایک کو نہیں کرتی۔ تو ایسا کیوں ہے؟

جناب سپیکر: جناب ملک صاحب۔

وزیر اوقاف: جناب والا! میں اس پر زیادہ زور دینا نہیں چاہتا تھا اور مجھے بھی بہت سے ممبران سے اتفاق تھا۔ تاہم انہیں ایک چیز ذہن میں ضرور رکھنی چاہیے کہ سنٹر گورنمنٹ کا ایک اپنا ضابطہ اور اپنا معاملہ ہے۔ اور صوبائی حکومت کا اپنا سلسلہ ہے۔ جب وہ اس امتحان کے لئے اتنی اہلیت کے امیدواروں کو بلاتے ہیں اور اس سلسلے میں درخواستیں طلب کرتے ہیں تو وہ 17 گریڈ کے لئے ہی کرتے ہیں اور جو اس سائیڈ میں لوگ آتے ہیں وہ اے سی کے لئے ہی ہوتے ہیں۔ اور صوبائی حکومت اس قابلیت کے امیدواروں سے درخواستیں طلب کرتی ہے۔ اس سے صاف واضح ہے کہ وہ Invite ہی ایکسٹرا اسسٹنٹ کے لئے کئے جاتے ہیں۔ اس بات کا خیال تو اس وقت ان لوگوں کو کرنا چاہئے جو اس کے لئے درخواستیں دیتے ہیں۔ کہ آیا ہمیں یہاں کرنی چاہیئے یا وہاں کرنی چاہیئے۔ اگر وہ امتحان میں آتے ہیں اور حصہ لیتے ہیں تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اس بات پر رضامند ہوتے ہیں کہ ان کو ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہی لگایا جائے۔ جس میں کوئی ابہام اور کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی۔ جس سے ان کو پتہ نہیں ہوتا۔ ان کو اچھی طرح معلوم ہوتا ہے کہ ہم جس امتحان میں جا رہے ہیں اور انٹرویو کے لئے پیش ہو رہے ہیں اس پر ہمیں ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہی لگایا جائے گا۔

جناب سپیکر: چودھری اکرام الحق صاحب ضمنی سوال کیجئے۔

CH. IKRAM-UL-HAQ: Sir, according to Rule 2(3) of Civil Services, change in Nomenclature of Services and Abolition of Class Rule 1963, grade means National Pay Scale in which a post or group of posts is placed.

تو کیا پنجاب میں اس رول کی خلاف ورزی نہیں ہو رہی کہ سکیل 18 اور گریڈ 18 میں تفاوت رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب سوال دھرائیے گا جناب وزیر اس کو Pallow نہ کر سکے۔

چودھری اکرام الحق: جناب والا! پی سی ایس کے لئے میرا مطلب یہ ہے کہ ایک سکیل 18 اور ایک گریڈ 18 ہے۔ جس میں ان کو پروموٹ کیا جاتا ہے۔ جبکہ اس بارے میں سول سروس رولز بڑے واضح ہیں۔ اس میں سکیل اور گریڈ 18 میں کوئی فرق نہیں ہے۔ تو پنجاب حکومت رول کی خلاف ورزی کیوں کر رہی ہے؟

سید حسنات احمد: جناب سپیکر! یہ تمام معاملہ اتنا Complicated ہے کہ ایک عام آدمی اس معاملے کو نہیں سمجھ سکتا۔ کیونکہ یہ بالکل ناممکن ہے۔ اور ان تمام ممبران کے لئے اس کو سمجھانا ناممکن ہو جائے گا۔ ان کو جب تک باقاعدہ سمجھایا نہ جائے کہ گریڈ 18 کیا ہے اور سکیل 18 کیا ہے۔ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ میں نے 38 سال نوکری کی ہے۔ مجھے ابھی تک سمجھ نہیں آئی۔ یہ قانون جان بوجھ کر اس طرح کے بنا دیئے گئے ہیں کہ کوئی آدمی سمجھ ہی نہ سکے۔ میں اس لئے عرض کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب آپ تشریف رکھیئے باقی معزز اراکین کو ضمنی سوالات کرنے کا موقع دیں۔

وزیر اوقاف: جناب والا! میری اس میں گذارش یہ ہے یہ چیز درست ہے کہ اس میں بعض باتیں غور طلب ہیں۔ اس سلسلے میں میری گذارش یہ ہو گی۔ اس سے پہلے بھی اس پر غور ہو رہا ہے۔ اس وقت میری خواہش ایوان میں یہی ہو گی۔ اس معاملے کی چھان بین کے لئے اور غور کرنے کے لئے اگر ایک کمیٹی تشکیل دے دی جائے۔ تو اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہ ہے اور اس سلسلے میں میری تجویز یہ ہو گی کہ یہ ایوان جناب چیف منسٹر صاحب کو اختیار دے دے اور اس ایوان میں سے ایک کمیٹی تشکیل دے دی جائے اور وہ ان معاملات پر غور کر لے کیونکہ یہ واقعی 36/35 سوالات ہیں جن کی روح ایک ہی ہے اور یہ بہت لمبی بحث ہے۔ اور اس میں کچھ چیزیں ایسی ہیں جن پر غور ہونا ضروری ہے۔

جناب سپیکر: ملک خدا بخش صاحب کی تجویز کے بعد جیسا کہ پہلے یہاں کچھ دوستوں نے ارشاد فرمایا کہ یہاں اس سلسلے میں ایک کمیٹی کا قیام ضروری ہے۔ جناب سردار زادہ صاحب اب آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

چودھری محمد رفیق احمد: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ جناب والا! مسئلے کی سنگینی کے

پیش نظر میں یہ عرض کروں گا کہ بجائے اس کے کہ کوئی کمیٹی تشکیل دی جائے۔ اس مسئلے پر کھلی بحث ہونی چاہیئے تاکہ تمام معزز اراکین کو اس بحث میں حصہ لینے کا موقع ملے اور ان کی آراء سے جو نتیجہ اخذ ہو اس کی روشنی میں فیصلہ کیا جائے اور اس کے لئے دن مقرر کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: سردار زادہ ظفر عباس صاحب

سردار زادہ ظفر عباس: جناب سپیکر! اس معزز ایوان کا ایک ہی نظریہ ہے اور ہمارے محترم وزیر صاحب نے بھی یہ فرمایا ہے کہ میں اس کے متعلق یہی عرض کروں گا کہ یہ اتنا پیچیدہ اور اہم معاملہ ہے جس سے صوبائی سروس کے ملازمین کی بہت زیادہ عرصہ سے بلکہ 1974-1975 کے بعد سے ہی اس میں حق تلفی ہوئی میں یہ عرض کروں گا کہ اس میں جناب سپیکر کو ایک کمیٹی تشکیل دینی چاہیئے جس میں ایم پی اے حضرات بھی ہوں اس میں پی سی ایس کیڈر کا کوئی نمائندہ بھی ہو۔ اس میں ایک سی ایس پی کا نمائندہ بھی ہو تاکہ اس موضوع پر پوری طرح سماعت کرنے کے بعد وہ معاملہ ایوان میں پیش کیا جائے اور ایوان اس پر جو بھی مناسب فیصلہ کرنا چاہیئے وہ کر دے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! یہ ایسی تجویز ہے جو ہمارے صوبے کے مفاد میں ہے۔

راجہ خلیق اللہ خان: جناب والا! میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ جناب چیف منسٹر صاحب کو اختیار دیا جائے کہ وہ اس سلسلے میں ایک کمیٹی تشکیل دیں۔

جناب سپیکر: میں یہی دریافت کرنا چاہتا تھا کہ پہلے ایک تجویز آئی ہے کہ جناب چیف منسٹر صاحب ہی ایک کمیٹی تشکیل دیں۔ تو اس پر کسی کو اعتراض ہے؟

آوازیں: نہیں۔

چودھری محمد رفیق: جناب والا! ہمیں اعتراض ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب عثمان ابراہیم: جناب والا! میری تجویز ہے کہ وزیر اعلیٰ کو اختیارات دینے کی بجائے ان ممبران پر مشتمل کمیٹی تشکیل دی جائے جنہوں نے آج سوالات پوچھے ہیں اور جن کے نام آج کے جوابات میں آئے ہیں۔

آوازیں: نہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! میری یہ رائے ہے کہ یہ کمیٹی ضرور بنائی جائے لیکن

اس کمیٹی کی تشکیل کا اختیار وزیر اعلیٰ کو نہ دیا جائے بلکہ اس ہاؤس کے اندر ہی وہ کمیٹی بنا لی جائے۔

آوازیں: نہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! یہ پارلیمانی گروپ کا مسئلہ نہیں ہے یہ ہاؤس کا مسئلہ ہے اور یہ اس ہاؤس نے فیصلہ کرنا ہے۔ اگر آپ وزیر اعلیٰ کو اختیار دیں گے تو وہ پارلیمانی گروپ میں سے کمیٹی بنائیں گے جبکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اپوزیشن کی نمائندگی بھی ہو اور آپ کے اس ہاؤس میں اپوزیشن اور سرکاری پارٹی میں سے اراکین لے کر یہ کمیٹی تشکیل دی جائے۔ اور اس ہاؤس میں ہی اسے فائنل کیا جائے۔ اور اس کا اختیار وزیر اعلیٰ کو نہ دیا جائے۔

جناب سپیکر: جناب چودھری محمد صدیق سالار صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد صدیق سالار: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جناب چیف منسٹر صاحب اس ہاؤس کے منتخب نمائندہ ہیں۔ اسی لئے یہ ہاؤس انہیں پر اعتماد کرتے ہوئے اپنے قائد کو اختیار دیتا ہے کہ وہ ایک کمیٹی تشکیل دیں۔ (قطع کلامیاں)

ملک طیب خاں اعوان: جناب والا! کمیٹی تشکیل ہونے سے پہلے کسی پر الزام لگانا کہ اسے شامل کریں گے۔ اسے شامل نہیں کریں گے یہ زیادتی ہے۔

آوازیں: یہ بالکل درست ہے۔

ملک طیب خاں اعوان: جناب والا! میں معزز اراکین سے اختلاف کرتا ہوں کہ کمیٹی ابھی تشکیل نہیں ہوئی اور انہوں نے پہلے ہی الزام تراشی شروع کر دی ہے۔ یہ زیادتی ہے انہیں اپنے الفاظ واپس لینے ہیں۔

جناب سپیکر: جناب لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون: جناب والا! میں آپ کی اجازت سے عرض کروں گا اور پہلے جناب ملک صاحب کی تائید کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! انہوں نے پہلے ہی بدگمانی کا اظہار کر دیا ہے۔ میں تو یہی کہنے والا تھا کہ چیف منسٹر صاحب سے میں خود درخواست کروں گا کہ اپوزیشن کے ان افراد میں سے بھی ایک نمائندہ ضرور لیا جائے گا۔ وہ ایسی باتیں کیوں سوچتے ہیں۔ جب چیف منسٹر صاحب نے کبھی ایسی بات کو ذہن میں نہیں رکھا اور تمام ہاؤس کو اعتماد میں لے کر چلتے ہیں تو کوئی ایسی بات خفیہ اور پوشیدہ نہیں ہو گی۔

ان کے سامنے ہو گی اور ان کا نمائندہ اس میں ضرور شامل کیا جائے گا۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ہاؤس میں جو ہم خفیہ رکھنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: معلوم یہ ہوا کہ اس سلسلے میں لیڈر آف دی ہاؤس ـــــــ

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! خدشہ صرف یہ ہے کہ کہیں وہ اپنے اراکین کو بات نہ سمجھا دیں اور ان کے اراکین اپنا موقف نہ چھوڑ دیں۔

وزیر قانون: جناب والا! مجھے اس پر سخت اعتراض ہے۔ اگر یہ اتنے ہی سروسز پر مہربان ہیں تو یہ سارے سوال جن لوگوں نے اس ہاؤس میں کئے ہیں ان کو دیکھیں اور ان کی آراء سے بے شک اختلاف کریں لیکن ان کے اپنے ارادوں اور ان کے ایمان پر یہ اعتراض کرنا یہ کبھی زیب نہیں دیتا۔ جب ہم آپ کی عزت کرتے ہیں تو ہمارے ہاؤس کے اراکین پر تہمت لگانا کہ وہ اپنی آراء سے پھر جائیں گے۔ یا اپنا سٹینڈ چھوڑ دیں گے۔ یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو اس سے احتراز کرنا چاہیئے۔

جناب سپیکر: میاں مختار احمد شیخ صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جنجوعہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! اس وقت ایوان میں جس مسئلہ پر بحث ہو رہی ہے اس کے متعلق اس ایوان کی دو آراء ہیں۔ ہمیں کسی کی نیت پر شبہ نہیں ہے لیکن اس ایوان کے اندر ایک غیر متنازعہ شخصیت کے موجود ہوتے ہوئے کسی متنازعہ شخصیت کے سپرد یہ مسئلہ نہیں کرنا چاہیے۔ ہم سب کو آپ کی ذات پر اعتماد ہے کیونکہ ہم آپ کو غیر متنازعہ شخصیت سمجھتے ہیں۔

وزیر قانون: جناب والا! مجھے اس پر بھی سخت اعتراض ہے۔ لیڈر آف دی ہاؤس متنازعہ شخصیت قطعاً" نہیں ہیں اور اس بارے میں ان کی تردید کرنا چاہتا ہوں کہ ہاؤس کے ریکارڈ کو درست کیا جائے۔ یہ بات غلط ہے کہ یہ "متنازعہ شخصیت ہیں۔" (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھئے' اس میں مختلف آراء آ چکی ہیں ـــــــ

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب والا! روایات یہ ہیں کہ جب اس قسم کے اہم

معاملہ پر کوئی کمیٹی بنائی جائے اس میں قائد حزب اختلاف اور قائد ایوان دونوں کو شامل کیا جاتا ہے اور ان کی باہمی صوابدید پر ہوتا ہے کہ وہ کمیٹی میں اپنے کن کن آدمیوں کو شامل کرتے ہیں' اپوزیشن کے لیڈر کو بھی اس میں آپ شامل کریں' اگر وہ خود کمیٹی میں بیٹھنا نہ چاہے تو اپنے اپوزیشن کے کسی اور رکن کو نامزد کر سکتے ہیں' لیکن قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف دونوں اس کا فیصلہ کر لیں گے۔

جناب سپیکر: انصاری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب محمد صدیق انصاری: جناب سپیکر! رانا صاحب ہمارے بہت سینئر ممبر ہیں۔ لیکن میں ان سے التماس کرتا ہوں کہ یہ ہمیں پرانی روایات میں نہ الجھائیں' ہمارا یہ ایوان انشاء اللہ آئندہ کے لئے نئی روایات بنائے گا۔

چودھری محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر' جناب سپیکر! آپ نے اعتراض کا پوچھا تھا اور میں نے اعتراض پیش کیا تھا لیکن مجھے موقع نہیں دیا گیا تھا بات کرنے کا' جناب والا' گزارش یہ ہے کہ بند کمروں میں فیصلے کرنے سے کہیں بہتر ہے کہ اس معزز ایوان میں جو فیصلہ ہو' جو پالیسی بھی اپنائی جائے وہ اس معزز ایوان میں بنائی جائے۔ آج تک جو روایت رہی' بند کمروں میں فیصلے کرنے کی' اس کے نتائج ہم بھگت چکے ہیں۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ میں نے اعتراض کیا تھا اور مجھے وقت نہیں دیا گیا تھا اور مجھے اپنی سٹیٹمنٹ دینے کا پورا پورا حق ہے' جناب سپیکر یہ بند کمروں میں فیصلے کی روایت کو ختم کرنا چاہتے ہیں' ہم لوگ دور دراز سے منتخب نمائندوں کی حیثیت سے آئے ہیں اور عوام نے ہمیں منتخب کرکے اس معزز ایوان میں بھیجا ہے وہ اس لئے نہیں بھیجا ہے کہ ہم بند کمروں میں بیٹھ کر فیصلے کریں' ہم پر زیر کثیر جو قوم کا سرمایہ خرچ ہوتا ہے الاؤنسز کی شکل میں۔ اگر ہم یہاں پر بیٹھ کر اس پر بحث نہیں کر سکتے' فیصلے نہیں کر سکتے' تو ہمارا یہاں آنے کا مقصد کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی چودھری صاحب' آپ اب تشریف رکھیں۔ جناب چودھری غلام رسول صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری غلام رسول: جناب والا! یہ بڑا اہم مسئلہ ہے' اس کو چھوڑ کر ہم نے کمیٹی کی فارمیشن پر بحث شروع کر دی ہے۔ اس ایوان میں یہ فیصلہ بھی ہو چکا ہے کہ چیف منسٹر کو اس ایوان نے اختیار دیا ہے کہ وہ کمیٹی کی تشکیل کریں یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے اس کو التوا میں ڈالنا درست نہ ہے۔ یہ مسئلہ پہلے سات سالوں سے Linger on کر رہا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں Immedialety یہ

کمیٹی Form کرنی چاہیئے۔ رپورٹ طلب کی جائے اور فوری طور پر اس کا فیصلہ کیا جائے۔

جناب گل حمید روکڑی: جناب والا! اس میں میں تھوڑا سا اضافہ کروں گا کہ یہ جو کمیٹی ہے یہ اگلے اجلاس سے پہلے پہلے انہیں رپورٹ کرے اور اگلے اجلاس میں رپورٹ آنی چاہیے۔ باقی میں اس کی تائید کرتا ہوں' چیف منسٹر صاحب کمیٹی کی تشکیل کریں۔

جناب سپیکر: تو حضرات اس پر کافی معزز اراکین کی آراء آنے کے بعد جو Concensus ہے وہ میں سمجھتا ہوں اس بات پر کہ ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جسے جناب چیف منسٹر صاحب تشکیل دیں اور اس میں اپوزیشن کے لیڈر سے مشورہ کرکے ان کا بھی کوئی آدمی اس میں ضرور شامل کریں' تو یہ طے ہوا۔ اور وہ کمیٹی اگلے سیشن تک اس معاملے کی رپورٹ اس معزز ایوان میں پیش کرے۔

سردار زادہ ظفر عباس: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں نے اس کے متعلق اپنی تجویز میں یہ عرض کیا تھا کہ ایک ایک نمائندہ سی ایس پی حضرات کا اور پی سی ایس حضرات کا بھی اس کمیٹی میں شامل کیا جائے گا اس کے متعلق کچھ نہیں کہا گیا۔

جناب سپیکر: وہ کمیٹی اس میں جو مناسب سمجھے اس کو شامل کر سکتی ہے اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! کمیٹی بنانے کے لئے یہ لازمی ہوتا ہے کہ اس کے لئے جناب سپیکر ایام کا تعین کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب' اس کے لئے وقت مقرر ہو گیا ہے اگلے اجلاس سے پہلے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! وہ بجٹ اجلاس ہو گا' تو اس سے پہلے اس کے لئے سپیشل اجلاس بھی بلایا جا سکتا ہے۔ یا یہ اس اجلاس میں بھی پیش ہو سکتا ہے۔ یا کمیٹی کے ممبران کے نام تو پیش کئے جا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں' میں یہ نہیں سمجھتا کہ اس اجلاس میں پیش کی جا سکتی ہے۔ اگلے اجلاس سے پہلے پہلے کمیٹی فیصلہ کرے گی ____ آج کے سوالات میں سے کچھ سوالات ہاؤس کی رضامندی سے Defer کر دیئے گئے تھے' اس میں باقی جملہ سوالات جو ہیں ان کو بھی Defer کیا جاتا ہے۔

چودھری خادم حسین: جناب والا! کل کے کارروائی کے سلسلہ میں بات ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: ہاں' اس سلسلہ میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ کل جو ہارس اینڈ کیٹل شو میں دعوت ناموں کے اجرا کا معاملہ یہاں کچھ دوستوں نے اٹھایا تھا اور اس میں جناب وزیر بلدیات و دیہی ترقی اس ایوان میں تشریف فرما نہیں تھے' تو دوستوں نے میرے ذمہ یہ خدمت لگائی تھی کہ آپ اس بات کا اہتمام کریں کہ اراکین اسمبلی کے حقوق کا پورا پورا خیال کرتے ہوئے یہ دعوے نامے ان کو باقاعدہ طور پر پورے سیزن کے لئے جاری کئے جائیں۔ چنانچہ میری بات جناب چودھری پرویز الٰہی صاحب سے ہو چکی ہے' اور چودھری صاحب نے آپ کی حسب منشاء اور آپ کے جذبات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے آپ کے مطالبات کو من و عن تسلیم کر لیا ہے اور اس سلسلہ میں وہ کلام شاعر بزبان شاعر اپنے طور پر وہ اس بات کا اعلان کر دیتے ہیں ـــــ جی چودھری صاحب۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا! بڑی معذرت کے ساتھ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ چونکہ کل میں یہاں موجود نہیں تھا' میری غیر موجودگی میں میرے بھائیوں کی دل شکنی ہوئی' اس سے پہلے تو میں معذرت عرض کرتا ہوں اور اس کے بعد یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ ہارس اینڈ کیٹل شو گزشتہ سال تو منعقد نہیں ہو سکا ہے اور اس سے پہلے سالوں میں مارشل لاء کے دور میں یہ میلہ منعقد ہوتا رہا ہے اور اب یہ پہلا موقع ہے کہ یہ اب منتخب حکومت' جو کہ آپ کی اپنی گورنمنٹ ہے' اس کے تحت یہ میلہ منعقد کیا جا رہا ہے تو اس سلسلہ میں اس میلہ میں ہم نے تمام صوبوں سے لوگوں کو مدعو کیا ہے اور ان کی اس شو میں بھی Re-Presentation ہے اور ہم نے خاص طور پر اپنے ممبر حضرات کے لئے ایک علیحدہ Enclosure کا بندوبست کیا ہے ـــــ (نعرہ ہائے تحسین) اس Enclosure میں روزانہ انہیں Seasonal پانچ پانچ کارڈ دیئے جائیں گے' پہلے میری بات سن لیں۔

جناب سپیکر: راہی صاحب' آپ تشریف رکھیں' ان کو بات مکمل کرنے دیں۔ وہ ایوان کی مرضی سے بات کی وضاحت کر رہے ہیں اس میں کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: راہی صاحب آپ تشریف رکھیں پہلے ان کو بات مکمل کرنے دیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: پہلے ان کو بات کرنے دیں' کیونکہ وہ جس بات کی وضاحت کر رہے ہیں وہ اس معزز ایوان کی مرضی سے وضاحت کر رہے ہیں۔ اس لئے اس پر کوئی پوائنٹ آف آرڈر پیش نہیں کیا جا

سکتا۔

وزیر بلدیات: جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس کو ہم نے اس طریقے سے کیا ہے بہرحال اس میں آپ کی رائے اس میں ضرور شامل ہو گی۔ اب تک ہم نے جس طرح سے سوچا ہے اور جس طرح کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اس کی تفصیل میں آپ کو پیش کر رہا ہوں۔

ہم نے ایک علیحدہ انکلوژر کا بھی انتظام کیا ہے جو صرف ایم پی اے حضرات کے لئے مخصوص ہو گا اور اس میں پانچ پانچ سیزنل پاس ہارس اینڈ کیٹل شو کے اور ٹیڈی شو کے بھی اور ان کو روزانہ دیئے جائیں گے۔ بلکہ ایک ہی دفعہ سب دے دیئے جائیں گے۔ اور وہ انکلوژر ان کے اور ان کے اہل خانہ کے لئے ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس کے علاوہ ایک انکلوژر تو پورا آپ کے حوالے ہے۔ ہم نے یہ بھی کیا ہے کہ جہاں پر وی۔ آئی۔ پی حضرات ہوں گے' وہاں پر بھی مدعو کیا جائے گا۔ کیونکہ وہاں پر باہر سے ہیڈ آف دی سٹیٹ بھی آ رہے ہیں' پھر سارے صوبوں کے وزیر اعلیٰ بھی آ رہے ہیں۔ اس میں بھی ہم نے انتظام کچھ اس طرح سے کیا ہے کہ اس انکلوژر کے علاوہ ہم نے ایم پی اے حضرات کو 60 افراد میں تقسیم کیا ہے۔ اسی انکلوژر میں ہم نے ایم این حضرات کو' سینیٹرز کو' سپریم کورٹ کے ججوں کو اور ساتھ ہی ساتھ وہ سفارت خانے جو ہمارے ملک میں موجود ہیں' ان کو بھی ہم نے مدعو کیا ہے۔

جناب والا! ان ساری چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے' ہم نے پھر بھی جو ساٹھ ساٹھ ایم پی اے مدعو ہوں گے ان کے ساتھ تین اور فالتو کارڈ ان کو دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں یہ معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ وہ جو انکلوژر ہے اس کے لئے ہماری معذرت قبول فرمایئے' یہ ہمیں صرف اس لئے کرنا پڑا کہ اور کوئی صورت بن ہی نہیں سکتی تھی۔ چونکہ یہ میلہ پورے ملک کا میلہ ہے اور اس میں ہم نے پورے ملک سے لوگ بلائے ہیں اور پورے ملک سے لوگ آئیں گے اور صرف اور صرف آپ کے صوبہ میں یہ شو دیکھنے کے لئے آئیں گے خاص طور پر ہمارے پنجاب کے لوگوں کا تو میزبانی کا فرض ہے کیونکہ یہ کوئی مہمان نہیں ہیں۔

جناب والا! اب ایک تو انکلوژر ہو گیا' پانچ پانچ کارڈ اس کے روزانہ ہوں گے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ پانچ پانچ کارڈ ٹیڈی شو کے بھی ساتھ ہی ہوں گے اور اس کے علاوہ وی وی آئی پی کا جو انکلوژر ہے اس میں ساٹھ کارڈ علاوہ ہوں گے اور ان کے بچوں کے لئے تین تین کارڈ فالتو بھی دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: ایک تحریک استحقاق ہے۔

وزیر بلدیات: جناب والا اسی سلسلہ میں 27 تاریخ کو ہم فل ڈریس ریہرسل' ہارس اینڈ کیٹل شو اور ٹیڈ شو کی کر رہے ہیں۔ اگر آپ حضرات میں سے کوئی بھی وہاں پر آنا چاہیں تو ہم حاضر ہیں بلکہ میں تو آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ سب لوگ وہاں پر تشریف لائیں اور اپنے مشورے سے ہمیں نوازیں۔ اس کے کارڈز آپ کل مجھ سے حاصل کر لیجئے۔ ریہرسل کے کارڈ کے علاوہ پانچ پانچ کارڈز فالتو دے دوں گا۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! ہمارا ایجنڈا 26 تاریخ تک ہے۔ اگر اس اجلاس کو 4 مارچ تک بڑھا دیا جائے تو آسانی سے ارکان اسمبلی اس میلہ میں شمولیت کر سکیں گے۔ ورنہ ہماری آدھی سیٹیں خالی رہ جائیں گی اور جیسے ہمارے دیہاتوں میں عام طور پر لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ بی۔ بی۔ سی کبھی خیر کی خبر نہیں لائی۔ آج فلاں ملک فتح ہو گیا' آج فلاں جگہ حادثہ ہو گیا ہے' اسی طرح یہ میلہ بھی خدا کرے خیر سے گزرے یہ بھی خیر کی خبر کبھی نہیں لایا' اس لئے 4 تاریخ تک اجلاس ضرور جاری رکھیں۔ اور اس معزز ایوان کی رائے بھی یہی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ابھی اس میں کافی وقت ہے۔ آپ کی اس تجویز پر ہم بھی غور کریں گے اور میں وزیر قانون صاحب سے یہ کہوں گا کہ وہ بھی اس بارے میں غور کر لیں پھر اس پر بات ہو جائے گی۔ اب ہم تحریک ہائے استحقاق کو Take up کرتے ہیں۔ میاں مختار احمد شیخ صاحب اور حاجی محمد بوٹا صاحب کی طرف سے تحریک استحقاق پیش کی گئی ہے جو Pending ہیں۔

میاں مختار احمد شیخ: جناب والا میری یہ تحریک استحقاق ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے متعلق ہے۔

جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم فوری مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ متعلقہ وزیر نے میرے غیر نشان زدہ سوال نمبر 42 جو کہ فہرست سوالات میں مورخہ 19-02-1986ء کے جواب میں چھپا ہے' اس کا غلط جواب فراہم کر کے میرے استحقاق کو مجروح کیا ہے۔ اصل صورت حال یہ ہے کہ سوال میں نیو شاہ شمس ہاؤسنگ سکیم ملتان کے بارے میں معلومات کے بارے میں نہ ہی پوچھا گیا اس سکیم کا ذکر کر کے ابہام پیدا کیا گیا ہے۔ دوئم یہ کہ شاہ رکن عالم سکیم نمبر 3'2'1 کے بارے میں سڑکوں' سیوریج کے بارے میں سرے سے ٹینڈر ہی نہیں کال کئے گئے۔ جبکہ جواب میں وزیر موصوف نے ٹینڈر کال کرنے کا ذکر کیا ہے جو کہ غلط اور بے بنیاد اطلاع ہے۔ جب کہ حقیقت میں وہاں کروڑوں روپے خرچ ہوئے ہیں' اندریں حالات میری یہ استدعا ہے کہ

اس معاملہ کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ جو وزیر اعلیٰ کی انسپکشن ٹیم کو موقع پر بھیج کر حسابات کی جانچ پڑتال کرے تاکہ صحیح صورت حال معلوم ہو سکے۔ اور آئندہ اجلاس میں اپنی رپورٹ پیش کرے۔

جناب سپیکر: جناب وزیر قانون صاحب اس تحریک استحقاق پر آپ کچھ فرمانا چاہیں گے۔

وزیر قانون: جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ واقعات چونکہ میرے سامنے نہیں ہیں میرے فاضل دوست ملک محمد عباس صاحب پارلیمانی سیکرٹری سے میری بات ہوئی ہے وہ اس بارے میں ملتان سے متعلقہ اطلاع منگوانا چاہتے ہیں جو کہ یہاں پر وہ دستیاب نہیں ہے۔ چونکہ اس معاملے میں ایم۔ ڈی۔ اے Involve ہے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب کل یہاں پر موجود نہیں تھے اس لئے وہ اس کے بارے میں اطلاع حاصل نہیں کر سکے' اس لئے وہ اس بارے میں ایم ڈی اے کے متعلقہ حضرات سے بات کرنا چاہتے ہیں اور اس سلسلہ میں جو قانونی وضاحت ہو گی وہ واقعات کے بعد ہی عرض کی جا سکے گی کہ آیا کوئی استحقاق مجروح ہوا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جناب ملک محمد عباس کھوکھر صاحب آپ ہی کی وجہ سے اسے Pending کر دیا گیا تھا کیونکہ آپ تشریف نہیں رکھتے تھے۔ آپ کس وقت تک Particulars منگوا لیں گے۔

ملک محمد عباس کھوکھر (پارلیمانی سیکرٹری): جناب والا! پرسوں تک کے لئے اسے ملتوی کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب پرسوں تک کے لئے اسے Pending کر لیتے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! یہ دیکھا گیا ہے کہ Inadvertently یا ویسے ہی کچھ سوالات کے جوابات ایوان میں وزراء صحیح پیش نہیں کرتے۔ اور اس پر لوگوں نے کافی It become breach of privilege exercises کی ہوئی ہوتی ہیں۔ میں شیخ صاحب کو Support کرتا ہوں کہ آپ یہ تحریک استحقاق' تحریک استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجیں اور وہ اس کی تحقیقات کریں کہ سوال کہاں تک غلط تھا اور کہاں تک صحیح تھا۔ It is a breach of privilege.

جناب سپیکر: شیخ صاحب آپ کو کوئی اعتراض ہے کہ ان کو دو دن کے لئے مہلت دی جائے۔ کیونکہ یہ اس سلسلہ میں ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی سے Particulars منگوانا چاہتے ہیں۔

میاں مختار احمد شیخ: جناب والا! میں نے پچھلے سال جون میں یہ سوال پوچھا تھا اور اس کو Delay

کرتے کرتے آج آٹھ مہینے گزر گئے ہیں آج پھر وہاں پر ایک ایسا آدمی تعینات کر دیا گیا ہے۔ سبط حسن صاحب جو تھے وہ تو بہت اچھے آدمی تھے۔ لیکن ان سے پہلے جو بریگیڈیئر صاحب تھے اور اب جو موجودہ پھر لگا دیئے گئے ہیں۔ اس طرح یہ معاملہ کافی اہم نوعیت کا ہو گیا ہے۔ اگر آپ مہربانی کریں تو انہیں کہیں کہ اس معاملے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب سپیکر: اگر اس معاملے پر 26 تاریخ کو Discussion ہو جائے تو پھر آپ کو کوئی اعتراض ہے۔ وہ اس پر 26 تاریخ تک مہلت چاہتے ہیں۔ یعنی پرسوں اس پر فیصلہ ہو جائے گا۔

میاں مختار احمد شیخ: ٹھیک ہے۔

وزیر قانون: اس کے علاوہ جناب میں اپنے فاضل رکن اور اپوزیشن لیڈر جناب مخدوم زادہ حسن محمود صاحب کے ریمارکس کی تردید کرتا ہوں کہ جو انہوں نے Statement دے دی ہے کہ جو وزراء صاحبان ہیں وہ جوابات صحیح نہیں دیتے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کی یہ بات قطعی طور پر درست نہیں ہے۔ اور بات کرنے سے پہلے کسی بات کا حوالہ دینا ضروری ہے۔ کہ کون سی بات کا صحیح جواب نہیں دیا گیا ہے۔ کبھی ریکارڈ میں کوئی ایسی بات آ جائے تو اس کی تصحیح ہو سکتی ہے۔ اور اس بارے میں بجائے اس کے کہ پہلے جواب دیا جائے کہ کیا واقعات جو ہیں چونکہ نظر تو یہ آتا ہے کہ شیخ صاحب کو اس کے Breach of Privilege سے زیادہ دلچسپی نہیں ہے جتنی کہ دلچسپی اس بات سے ہے کہ وہاں پر آدمی کون لگایا گیا ہے۔ کہ ایم ڈی اے کا چیئرمین کون ہونا چاہیے۔ تو اس لئے جب تک یہ جواب نہ آئے کہ کیا یہ واقعات Breach of privilege کے مختص ہیں کہ نہیں۔ اس سے پہلے اسے کیسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جا سکتا ہے۔ تو میں دوبارہ عرض کروں گا کہ ایسی بات کرنے سے پہلے کسی خاص بات کا حوالہ دینا چاہیے کہ کون سی بات کے Reference میں آپ یہ بات کر رہے ہیں۔

جناب عثمان ابراہیم: پوائنٹ آف آرڈر۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب کی بات کی تردید کرتا ہوں۔ میں اس میں آپ کو بھی شامل کرتا ہوں کہ آپ Proceeding پڑھ لیں۔ آپ نے کئی دفعہ ایسے ریمارکس پاس کئے ہیں کہ یہ جواب تسلی بخش نہیں ہے۔ لہٰذا یہ ایوان کا استحقاق ہے کہ جو سوال کیا جائے اس کے جوابات بالکل صحیح اور درست ہونے چاہئیں۔ ورنہ یہ تحریک استحقاق Move نہ ہوتی۔

لہٰذا میں نے کوئی Sweeping statement نہیں دیا۔ میں نے Factious statement دیا ہے۔

وزیر قانون : جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ تسلی بخش ہے۔ ہونا یا نہ ہونا اور غلط ہونے میں اختلاف ہے۔ تسلی بخش نہ ہونا اور بات ہے جس کی بابت آپ نے ریمارکس کیا ہے اور یہ بات کہ غلط ہونا' میں سمجھتا ہوں کہ میرے فاضل دوست دونوں الفاظ کے معنی میں جو Difference ہے ان کو سمجھتے ہیں۔ یہ تسلی بخش نہ ہونا اور درست نہ ہونا ان دونوں میں فرق ہے۔ میرا خیال ہے کہ اردو اتنی مشکل زبان نہیں ہے جو سمجھ میں نہ آسکے۔

MR. SPEAKER : Mr. Usman Ibrahim is on a point of order.

جناب عثمان ابراہیم : جناب سپیکر جہاں تک تحریک استحقاق کی Admissibility کا سوال ہے اسے رولز کے مطابق Admit کرنا چاہیے۔ رول 65 میں جو Conditions lay down کی گئی ہیں۔ لاء منسٹر کو صرف ان Conditions کی طرف Refer کرنا چاہیے۔ کہیں یہ Conditions اس تحریک استحقاق پر Apply ہوتی ہیں یا نہیں۔ اگر تو وہ Conditions اس تحریک استحقاق پر اپلائی ہو جاتی ہیں تو اس تحریک استحقاق کو Admit کر لینا چاہیے۔

جناب سپیکر: جناب عثمان ابراہیم صاحب اس میں مسئلہ یہ ہے کہ جب اس کے Mover کو اسے Pending کرنے پر کوئی اعتراض نہ ہو تو پھر اس کی Admissibility کو ہم کیسے Discuss کر سکتے ہیں۔

میاں مختار احمد شیخ : پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب سپیکر! میں نے جو الفاظ کہے ہیں غالباً" میرے معزز وزیر لاء منسٹر صاحب انہیں نہیں سمجھ سکے تو میں یہ گذارش کروں گا کہ میری منشا کسی کے ڈی جی' ایم ڈی اے لگنے سے نہیں ہے۔ جو ہمارے پہلے ڈی جی' ایم ڈی اے تھے۔ وہاں ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں کروڑوں روپے کا غبن ہوا ہے۔ اور وہاں اگر مناسب چھان بین نہ کرائی گئی اور اس طرح سوال کو مبہم رکھ کر اس کو چھپایا گیا تو یہ ایک المیہ ہو گا۔ کہ اتنا بڑا وہاں پر غبن ہوا اور اس کی ہم چھان بین نہ کریں۔ میرا کسی سے کوئی ذاتی عناد نہیں تھا اور نہ ہے اور نہ میرا کسی سے کوئی Interest ہے۔ وہاں کوئی ڈی جی' ایم ڈی اے لگے نہ لگے مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔ میری غرض صرف یہ ہے کہ جس غبن کو اس سوال سے ابہام کرکے گول مول کرکے پیش کیا گیا ہے۔ اس سے اس غبن کو چھپایا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب یہ مسئلہ پرسوں یعنی 26 تاریخ کو Under discussion آئے گا۔

جناب عثمان ابراہیم صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 6 ہے جو جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی عدم موجودگی کی وجہ سے Pending ہو گئی تھی۔ اب جناب عثمان ابراہیم صاحب اپنی تحریک استحقاق پیش کریں گے۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب آ گئے ہیں۔ اس سلسلے میں کیا مجھے اپنی تحریک استحقاق دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔

مسئلہ استحقاق

سوال نمبر 558 پر غیر واضح جواب کی فراہمی

جناب سپیکر: جناب ملک صاحب یہ تحریک استحقاق آپ کے متعلق ہے۔ تو اسے آپ مناسب سمجھیں گے کہ یہ دوبارہ پڑھ دی جائے۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر (پارلیمانی سیکرٹری): جناب اسے پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی ارشاد فرمایئے۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر: اس میں میری گذارش یہ ہے کہ نمبر 1 انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ جو باتیں انہوں نے اب پوچھیں ہیں وہ پہلے سوال میں انہوں نے نہیں پوچھی تھیں۔ اس لئے ان کے استحقاق مجروح ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔ باقی انہوں نے جو کچھ پوچھا ہے اس کے مطابق اگر آپ کہیں تو میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی فرمایئے۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر: ہاؤسنگ سکیم نمبر 2 گوجرانوالہ رقبہ 169 ایکڑ مورخہ 30 اگست 1981ء کو منظور ہوئی تھی۔ نوٹیفیکیشن زیر دفعہ 4 ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ نے مورخہ 29-09-1981 کو جاری کیا۔ بعد ازاں پبلک نوٹس زیر دفعہ 6-1 مورخہ 09-11-1981 کو جاری کیا گیا اس کے بعد نوٹیفیکیشن زیر دفعہ 13 بمطابق ہاؤسنگ ایکٹ 15-09-1973 کو جاری ہوا جس کی رو سے 87 ایکڑ 7 کنال اور 4 مرلہ اراضی کا رقبہ مورخہ 08-12-1981 کو لیا گیا۔ کل رقبہ 59 ایکڑ میں سے 54 ایکڑ اور 2 کنال اراضی کا رقبہ اس لئے نہ دیا گیا کیونکہ ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی گوجرانوالہ نے اس رقبہ کو حصول سے مستثنیٰ کرنے کی سفارش کی تھی۔ یہ معاملہ گورنمنٹ کے زیر غور رہا اور ہائی کورٹ کے حکم کو مدنظر

رکھتے ہوئے گورنمنٹ کے یہ فیصلہ کیا ہے کہ بقیہ تمام اراضی بھی حاصل کی جائے۔ جس پر لینڈ ریکوزیشن ہاؤسنگ ایکٹ 1973ء ری پیل بل 1985 کے مطابق کارروائی کی جا رہی ہے۔ اس ضمن میں یہ وضاحت کر دینا ضروری ہے کہ تاحال مذکورہ بالا سکیم میں سے کسی اراضی کو مستثنیٰ قرار نہیں دیا گیا ہے۔ اگرچہ حصول اراضی جس کا احوال سنا جا چکا ہے۔ اس میں جن نمبران خسرہ کو مستثنیٰ قرار دینے کی سفارش کی گئی ہے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان نمبران خسرہ پر گنجان آبادی واقع ہے۔ جس میں سے نمبران خسرہ 2/1161/5122 اور 1163 اور 1164 پر بھی گنجان آبادی ہے اس کے علاوہ ہائی کورٹ کے حکم کو مدنظر رکھتے ہوئے تمام کارروائی کی جا رہی ہے۔

وزیر قانون: جناب والا کی اجازت سے عرض کروں گا کہ اس میں جو Breach of privilege کا معاملہ ہے اس کا واقعاتی جواب آپ کی اجازت سے دیا جا چکا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا جو Breach of privilege والا پورشن ہے کہ آیا Under the law استحقاق مجروح ہوا ہے یا نہیں ہوا ہے۔ اس جواب سے جس پر کہ میرے فاضل دوست یہ Breach of privilege لانا چاہتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ جناب کے ذہن میں بھی اور اس معزز ایوان کے سامنے بھی یہ بات واضح ہو جائے کہ کسی بات کا قطعاً" کوئی ایسا جواب نہیں دیا گیا کہ جس سے ان کا استحقاق یا اس ہاؤس کا کوئی استحقاق مجروح ہوا ہو۔ اگر اجازت دیں تو میں اس کو Explain کر دوں۔

جناب سپیکر: جی فرمایئے۔

وزیر قانون: جناب والا! میں عرض کروں کہ نمبر6 جو تحریک استحقاق ہے اس میں یہ بات ہے کہ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص معاملے کو زیر بحث لانے کے لئے میں تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ کہ مورخہ 19 فروری 1986ء کو وزیر اعلیٰ نے میرے سوال نمبر558 (ج) کا جواب حقائق کے برعکس دیا ہے۔ جس کی وجہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ صرف اور صرف میرے فاضل دوست نے اپنے آپ کو 558 (ج) سے Confine کیا ہے۔ اور میں جناب والا سے یہ گذارش کروں گا کہ آپ خود ہی ملاحظہ فرمالیں کہ اس تحریک استحقاق کی اس شق کو ملاحظہ فرمالیں اور میں ان کا وہ سوال (ج) جو ہے پڑھ دیتا ہوں کہ سوال (ج) ان کا کیا تھا۔

جناب والا 558 (ج) یہ ہے۔ یہ ملاحظہ فرمالیں اور میں اپنے فاضل دوست سے بھی عرض کروں گا کہ وہ بھی اس کو ایک دفعہ پھر دیکھ لیں۔ (ج) یہ ہے کہ کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس پالیسی سے

صرف چند مخصوص لوگ ہی مستفید ہوئے ہیں اور باقی کثیر تعداد کو نظر انداز کر دیا گیا ہے جو ابھی تک اپنے مقدمات کے جلد تصفیہ کے لئے کوشاں ہیں۔ اب اس میں تین سوال کئے گئے تھے۔ (الف) یہ تھا کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ نہ گوجرانوالہ میں پیپلز کالونی نمبر 2 کی سکیم کو حتمی شکل دے دی گئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو مالکان اراضی کو رقبہ کی استثناء کے طور پر پلاٹ دینے کے بارے میں حکومت کے پالیسی کا کیا ہے۔ اس کے جواب پر ان کا اعتراض نہیں ہے۔ "ب" یہ ہے کہ کیا مذکورہ بالا اسکیم سے متاثرہ سابقہ مالکان اراضی کے سلسلہ میں بھی یہی پالیسی اختیار کی گئی ہے۔ میں نے پہلے "الف" اور "ب" کو اس لئے پڑھا ہے کہ جناب والا انہوں نے اس طرف کچھ اشارہ کیا ہے۔ کیا یہ بھی حقیقت ہے " بھی" کی وجہ سے۔ اور میں عرض کروں کہ جس بات پر میرے فاضل دوست کو اعتراض ہے وہ صرف سوال نمبر 558 (ج) ہے۔ الف اور ب کے جواب پر کوئی اعتراض نہیں کیا گیا۔ صرف "ج" کے جواب پر اعتراض کیا گیا ہے۔ اور "ج" صرف یہ ہے کہ کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس پالیسی سے صرف چند خوش قسمت لوگ مستفید ہوئے ہیں اور باقی کثیر تعداد کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ جو ابھی تک اپنے مقدمات کے جلد تصفیئے کے لئے کوشاں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ درست نہیں ہے۔ تمام مالکان اراضی کو ان کے رقبہ کے استثناء کے طور پر مارشل لاء ہدایت نمبر 23 کے مطابق پلاٹ دیئے جائیں گے۔ یہ اس کا جواب ہے اور اس کے جواب میں _____

ایک معزز ممبر: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

وزیر قانون: اگر آپ کو اپنا جواب نہیں چاہیے تو آپ کی مرضی۔ اگر بھاگنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ اگر آپ اپنے ہی جواب پر کورم کا بہانہ کر رہے ہیں تو پھر آپ کا جواب ویسے ہی آ جائے گا۔

ایک معزز ممبر: کورم پورا ہے۔

جناب سپیکر: اب فاضل رکن کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

وزیر قانون: جناب والا! میں عرض کروں گا کہ مذکورہ سوال کے جزو الف' ب' ج تینوں میں کسی بات کا ذکر نہیں کیا گیا جو آج کی تحریک کا موضوع ہے اور اس میں صرف ایک بات پر اعتراض کیا گیا ہے۔ وہ ہے 558 (ج) کا کہ یہ جواب حقائق کے برعکس دیا گیا ہے جس کی وجہ سے ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ سوال یہ تھا کہ کیا محکمہ ہاؤسنگ کی پالیسی سے صرف چند خوش نصیب لوگ ہی مستفید

ہوئے ہیں۔ اور باقی کثیر تعداد کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اس کا جواب دیا گیا ہے تھا "یہ درست نہیں۔" میں عرض کروں کہ وہ کونسے حقائق ہیں جو "ج" میں زیر بحث ہیں۔ ایک جنرل سے سوال کیا گیا تھا کہ چند مستفید ہوئے ہیں۔ اس کے بارے میں کہا گیا کہ "نہیں" بلکہ مارشل لاء ہدایت نمبر23 کے تحت جو استحقاق رکھتے ہوں گے ان کے پلاٹ مستثنیٰ کئے جائیں گے اور جو 30% دیا جاتا ہے وہ ان کو دیا جائے گا اور اس کا جواب جو آج تحریک کا موضوع بنا ہے وہ یہ ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے اپنی طرف سے ایزاد کیا ہے جو میں سمجھتا ہوں نہ ان کے سوال میں تھی اور نہ کہیں ہائی کورٹ کا اس سوال میں ذکر تھا اور نہ ہی اس بات کا ذکر تھا جس کے متعلق حقائق آج بیان کئے گئے ہیں۔ انہوں نے اپنی تحریک استحقاق میں یہ مزید بیان کیا ہے کہ گوجرانوالہ میں 169 ایکڑ اراضی محکمہ ہاؤسنگ نے ہاؤسنگ سکیم کے لئے حاصل کی تھی اس میں سے صرف 87 ایکڑ پر قبضہ کیا تھا۔ جو کہ تقریباً" ایک ہزار خاندانوں کی ملکیت تھی۔ جبکہ بقایا ملحقہ اراضی صرف چند خاندانوں کی ملکیت ہے۔ قبضہ میں نہیں لی گئی تھی۔ مذکورہ اراضی کا قبضہ 08-02-1984 کو لیا گیا تھا۔ اس سے متعلقہ ایوارڈ نمبر 1-85 مورخہ 09-10-1985 کو سنایا گیا۔ یہ کچھ کہانیاں ہیں جو آج کی تحریک کا موضوع ہیں۔ جن کا اس سوال سے تعلق عشر عشیر بھی نہیں ہے۔ کوئی بات ہی نہیں۔ اگر میرے فاضل دوست صحیح طور پر سوال نہ کر سکیں اور اگر انہوں نے 558 (ج) میں کوئی ابہام بتایا تھا تو ضرورت اس امر کی تھی کہ بیٹھے بیٹھے یا اٹھ کر یہ بتاتے کہ میں مطمئن ہوں۔ اس کی مزید وضاحت کی جائے۔ یا میں مزید سوال کرنا چاہتا ہوں۔ تو جب یہ بات کی نہیں گئی آج ہائی کورٹ کے آرڈر کا حوالہ دیا گیا اور یہ بتایا گیا کہ 169 ایکڑ اراضی کا کیا ہوا۔ یہ تو اس سوال میں موضوع ہی نہیں تھا۔ اس لئے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس سے سوال نمبر558 (ج) کی کوئی خلاف ورزی نہیں ہوتی۔ نہ کوئی اخفا کیا گیا ہے نہ ہی کوئی غلط جواب دیا گیا ہے۔ اگر وہ مطمئن نہیں تھے تو مزید معلومات حاصل کر سکتے تھے۔ یا مزید کوئی سوال دے سکتے تھے۔ اس لئے میں یہ عرض کروں کہ یہ سبجیکٹ Mover اس تحریک استحقاق کا نہیں ہو سکتا جب تک یہ ثابت نہ کر دیں کہ کس سوال کا جواب غلط دیا گیا ہے۔ ان کے اپنے ذہن میں کچھ باتیں محفوظ تھیں جو آج وہ از سر نو لائے ہیں۔ اس لئے ضروری یہ ہے کہ اس کے لئے از سر نو سوال دے دیں جس کا جواب ان کو مل جائے گا اور اگر وہ اس سے بھی مطمئن نہیں ہوتے تو وہ آئیں۔ دفتر میں بیٹھ کر ان کو یہ سارا ریکارڈ دکھا دیتے ہیں اور ان کی تسلی کروا دی جائے گی۔ اس میں عرض کرتا ہوں کہ کسی بھی حقائق کی خلاف ورزی نہیں ہوئی۔ اس لئے اس تحریک استحقاق کو کسی شکل میں بھی استحقاق کمیٹی کے سپرد نہیں کیا جا سکتا۔ شکریہ

جناب عثمان ابراہیم: جناب والا! جہاں تک استحقاق کے مجروح ہونے کا تعلق ہے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ کیونکہ میرے سوال کا غلط جواب دیا گیا ہے۔ میں وزیر قانون کی خدمت میں عرض کروں گا کہ میں نے اپنے سوال کے الف جزو میں تصفیہ جسے انگریزی میں Adjustment کہتے ہیں کے بارے میں پوچھا تھا کہ گورنمنٹ زمین Acquire کرتی ہے تو جہاں مکانات تعمیر ہو چکے ہوتے ہیں اس کے متعلق کیا پالیسی ہے۔ اس کے متعلق چونکہ محکمہ نے کوئی جواب نہیں دیا تھا اس لئے میرا استحقاق مجروح نہیں ہوا تھا۔ استحقاق صرف اس وقت مجروح ہوتا ہے۔ جب سوال کا جواب غلط دیا جائے۔ اس لئے میں اپنے جزو الف پہ کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اور جزو ب چونکہ الف سے متعلقہ تھا اس لئے میں نے اسے چھوڑ دیا ہے۔ جہاں تک جزو ج کا تعلق ہے کہ Adjustment کے متعلق گورنمنٹ کی جو پالیسی ہے اس کے متعلق میں نے پوچھا تھا کہ اس پالیسی سے صرف چند خوش نصیب لوگوں کو فائدہ پہنچایا گیا ہے۔ اس کے متعلق میرے پاس ٹھوس ثبوت موجود ہیں۔ ہائی کورٹ میں محکمہ کے خلاف رٹ ہوئی تھی۔ اس پہ محکمہ نے جو جواب دیا تھا اس میں محکمہ نے خود تسلیم کیا تھا کہ اسی پالیسی کے تحت ہم نے ساٹھ لوگوں کو Exemption دی تھی۔ اسی لئے میں نے اپنی تحریک استحقاق میں ہائی کورٹ کے فیصلہ کو بطور ثبوت پیش کیا ہے۔ اسی طرح جہاں تک ایوارڈ کا تعلق ہے میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس کو ایوارڈ میں انہوں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ دو اشخاص کو اس پالیسی سے نوازا ہے۔ اس ایوارڈ کا حوالہ! اس تحریک استحقاق میں بطور ثبوت دیا ہے تو جہاں تک میرے استحقاق کے مجروح ہونے کا تعلق ہے اس سلسلہ میں میں ان سات آدمیوں کے نام بھی بتا سکتا ہوں جن کو اس پالیسی سے نوازا گیا ہے اور محکمہ نے جواب دیا ہے کہ نہیں نوازا۔ حالانکہ اس سے پہلے یہ ہائی کورٹ میں تسلیم کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ جناب والا میرے پاس محکمہ مال کے تیار کردہ وہ ریکارڈ موجود ہیں کہ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ 70 کے قریب آدمیوں کے مکانات وہاں تعمیر ہیں۔ اگر حکومت کی Adjustment کی پالیسی یہ ہے کہ لوگوں کے مکانات تعمیر ہیں ان کو Adjustment کے ذریعے ڈویلپمنٹ چارجز لے کر انہیں کو دے دیئے جائیں تو پھر ان ساٹھ ستر آدمیوں کو کیوں نظر انداز کیا جا رہا ہے صرف سات آدمیوں کو کیوں نوازا گیا ہے اور جن لوگوں کا ایوارڈ میں ذکر ہے ان لوگوں کو کیوں نوازا گیا ہے۔ یہ ثبوت کا مسئلہ ہے' ریکارڈ کا مسئلہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس ہاؤس میں نہ میں سارا ریکارڈ پیش کر سکتا ہوں کیونکہ اس پہ بہت زیادہ وقت لگے گا بہتر یہی ہے کہ اس معاملے کو مجلس استحقاق کے سپرد کر دیا جائے۔ وہ سارے ریکارڈ کو دیکھے۔ اس کے بعد فیصلہ کرے کہ کیا محکمہ نے غلط جواب دیا ہے یا نہیں دیا۔ Prima Facie میرا کیس بنتا ہے کیونکہ

میرے پاس ریکارڈ ہے۔ اور اگر آپ کہیں تو میں محکمہ مال کی دستخط شدہ وہ فوٹو کاپی بھی دے سکتا ہوں جس میں انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ سابقہ سنٹر کے قریب لوگوں کے مکانات وہاں تعمیر ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: اس کی فوٹو سٹیٹ کاپی آپ ہمیں بھی دیں۔ ہائی کورٹ کے فیصلے کی نقل اور یہ نقل بھی۔

وزیر قانون: جناب والا! یہ ابھی تک بتانے میں ناکام رہے ہیں کہ سوال میں ان کی کون سی بات ہے۔ ان کے ذہن میں 70 خاندان ہوں گے لیکن اس جزو "ج" میں کون سی ایسی بات ہے جس کا جواب نہیں دیا گیا اور جس کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ یہ تو کوئی بات نہیں کہ اس کا جواب نہیں دیا گیا یا یہ میرے پاس چیز ہے اس کا جواب دیں۔ جبکہ ہم نے تو صرف اس چیز کا جواب دینا ہے جو سوال میں موجود ہے۔ اپنی تقریر کے علاوہ کسی ایک بات کی نشاندہی کر دیں۔ وہ پڑھ کر بتا دیں کہ اس Fact اور اس Figure کا غلط جواب دیا گیا ہے۔ یہ ابھی تک یہ نہیں بتا سکتے کہ اس سوال کی کون سی عبارت کا غلط جواب دیا گیا ہے۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب والا! میں سوال دوبارہ پڑھتا ہوں۔ کیا یہ بھی حقیقت ہے پالیسی کا ذکر جزو "الف" پہ ہے جس کا محکمہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ جزو "ج" یہ ہے کہ کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ "اس پالیسی سے" حالانکہ محکمہ نے پالیسی کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اس لئے وزیر قانون کو بات سمجھنے میں مشکل پیش آ رہی ہے کہ محکمہ نے Evasive رویہ اختیار کرتے ہوئے میرے الف کے جواب میں بیان نہیں کیا کہ کیا پالیسی ہے۔ اگر وہ پالیسی بیان کر دیتے تو جناب آپ کو "ج" کے جواب کو پوری طرح سمجھ آ جاتی۔ بہرحال سوال یہ ہے کہ کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس پالیسی سے صرف چند لوگ ہی مستفید ہوئے ہیں۔ میں نے تصفیہ کے لئے حکومت کی پالیسی پوچھی تھی کہ جہاں مکانات تعمیر ہوں اور وہ جگہ Acquire کر لی جائے تو اس تعمیر کو گرایا نہیں جاتا' Acquire نہیں کیا جاتا بلکہ Adjustment اور ڈویلپمنٹ چارجز اس مالک سے لے لئے جاتے ہیں اور مالک مکان کو وہ مکان واپس کر دیا جاتا ہے۔ تو جناب والا! میری Contention یہ ہے کہ سات آدمیوں کے جن کے مکانات تعمیر تھے ان کو تو محکمہ نے Adjust کر لیا لیکن محکمہ مال کے ریکارڈ کے مطابق ستر آدمیوں کے مکانات کو کیوں نظرانداز کر دیا گیا۔ اب آپ خود سوچیں کہ میرا استحقاق مجروح ہوتا ہے یا نہیں۔ محکمہ تو یہ جواب دے رہا ہے کہ کسی خوش نصیب کو نہیں نوازا گیا۔ میں کہتا ہوں کہ چند فیصد خوش نصیبوں کو نوازا گیا ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں ان کے نام بھی پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس میں الف اور ب کا کوئی مسئلہ نہیں ہے اس کو بحث میں نہ لایا جائے۔ آپ کی تحریک استحقاق صرف "ج" کے ضمن میں ہے اور ج میں جو سوال ہے وہ یہ ہے کہ کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس پالیسی سے صرف چند خوش قسمت لوگ ہی مستفید ہوئے ہیں اور باقی کثیر تعداد کو نظر انداز کر دیا گیا ہے جو ابھی تک اپنے مقدمات کے جلد تصفیے کے لئے کوشاں ہیں۔ اس کا جواب یہ لکھا گیا ہے کہ یہ درست نہیں ہے بعض اس پالیسی سے چند خوش قسمت لوگ ہی مستفید ہوئے ہیں جس کا جواب یہ ہے کہ یہ درست نہیں ہے۔

جناب عثمان ابراہیم: ہاں جی میں کہتا ہوں کہ یہ درست ہے۔

جناب سپیکر: اس میں اگلے سوال کا جواب یہ ہے کہ اس میں تمام مالکان اراضی کے رقبہ نے استثناء کے طور پر پلاٹ مارشل لاء ہدایات نمبر 30 کے مطابق دیئے جائیں گے۔ اس میں سوال یہ ہے جو عثمان ابراہیم صاحب ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ جواب غلط ہے یہ جو لکھا ہے کہ یہ درست نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں ثبوت کے طور پر میرے پاس ان افراد کی فہرست موجود ہے جن کا میں نے اپنے سوال میں ذکر کیا ہے کہ وہ چند خوش قسمت لوگ جو مستفید ہوئے ہیں ان کی میرے پاس فہرست موجود ہے۔

جناب وزیر قانون: اگر انہیں اپنے استحقاق کا اتنا ہی خیال تھا تو پھر ان کو چاہیئے تھا کہ اس سوال کو Re-draft کرتے' پھر ان کو اس کے بارے میں Searching question کرتے' پھر اس بارے میں بتانا چاہیئے تھا اور اس طرح پیش کرنا چاہیئے تھا کہ اگر آپ کے خیال میں یہ بات غلط ہے تو کیا یہ درست نہیں ہے کہ ان سات آدمیوں کو نوازا گیا اور ان سات آدمیوں کو جن کا استحقاق تھا ان کو عطیات نہیں دیئے گئے۔

There must be some question on that point

اور یہ خود ہی اپنا سوال Properly explain نہ کر سکیں اور اس کا الزام محکمہ پر لگائیں تو یہ نا انصافی ہو گی۔ ان کا جس طرح کا سوال تھا اس طرح کا جواب دیا گیا ہے۔ وہ نہ تخصیص میں گئے نہ تحصیل میں گئے وہ کتنے خاندان ہیں جن کو مستفید کیا گیا اور کتنے ایسے ہیں جو استحقاق رکھتے تھے انہیں استحقاق نہیں دیا گیا اگر تو ان کا ذکر ہوتا کہ کیا یہ درست ہے کہ یہ خاندان بھی استثنا حاصل کرنے کے حق دار تھے لیکن ان کو نہیں دیا گیا تب ہم ان کو Avoid کرتے تب

Then we could have been responsible for the breach of privilege.

لیکن یہ کیا بات ہوئی کہ گول سا سوال کر دیا اور Properly explain نہیں کیا اور الزام مجھے کو دے رہے ہیں ہم جناب ٹیلی پیتھی کے ماہر نہیں ہیں ان کے ذہن میں جو باتیں موجود ہیں ان کو بھی پڑھ لیں کہ انہوں نے کل کو کیا بات کرنی ہے اس لئے ان کو چاہیے کہ اس کا از سر نو سوال کریں اور اگر غلط جواب آئے تو We are ready to answer that question. اس سوال کے جزو (ج) میں دیا گیا ہے یہ کون سا آدمی اس سے اندازہ لگا سکتا ہے کہ ان کے ذہن میں کوئی خاص Families ہیں' ان کے ذہن میں کوئی 70 Families ہیں' ان کے ذہن میں کوئی اور بات موجود ہے۔ اس حکایت سے کوئی بات ثابت نہیں ہوتی جس سے ہم اندازہ لگا سکیں کہ ان کے ذہن میں کون سی بات موجود ہے اس لئے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ پہلے سوچ کر سوال تیار کریں پھر اس کا جواب لیں۔ اب ان کے پاس ایک اور بھاری فلسفہ موجود ہے جس کو وہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ میں عرض کروں گا کہ اس سوال پر اپنے آپ کو Confine کریں' کا جواب دینے پر اپنے آپ کو Confine کریں ہم مزید Facts and figures میں جانے کے لئے تیار نہیں ہیں اور اگر وہ چاہیں تو اپنا نیا سوال دے کر اس کا جواب حاصل کر سکتے ہیں۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب والا! میں وزیر قانون صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا۔

جناب فضل حسین راہی: پوائنٹ آف آرڈر سر'

جناب سپیکر: جی راہی صاحب۔

جناب فضل حسین راہی: میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر انہیں (ج) کے حصے کی سمجھ ہی نہیں آئی۔

جناب وزیر قانون: This is not question of order. یہ پوچھنے والا سوال کرنا چاہتا ہے یا question of order آپ سے۔ اور کونسا Matter immediately before the House جو کہ قانون کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔

جناب فضل حسین راہی: آپ ایک بیان دے رہے ہیں اور آپ کے اس بیان کے ایک حصے سے کوئی ابہام پیدا ہو تو اس کی وضاحت تو ہو سکتی ہے تو پھر پوائنٹ آف آرڈر پر ہی ہو گی۔ جناب سپیکر میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: راہی صاحب آپ میری بات سنیں' اس میں جو procedural matter ہیں جو

کارروائی ہے اس میں اگر آپ کو کوئی غلطی نظر آئی ہے تو اس کو آپ Point out کر سکتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: یہی تو میں عرض کرنے لگا ہوں۔

جناب سپیکر: فرمایئے۔

جناب فضل حسین راہی: یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں حصہ (ج) کی سمجھ ہی نہیں آئی۔ حصہ (ج) جس کے متعلق یہ تحریک استحقاق ہے یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کی سرے سے ہی سمجھ نہیں آئی۔ جو کچھ بھی ہے ان کے ذہن میں ہے اور اس کو واضح نہیں کرتے' اگر واقعی ان کو سمجھ نہیں آئی تو جزو (ج) کا جواب لینے کے لئے انہوں نے اسے Health Deptt. کو کیوں نہیں بھیج دیا۔ اس متعلقہ محکمے میں کیوں بھیجا ہے۔ انہیں سمجھ آئی تو متعلقہ محکمے کے پاس بھیجا ہے اگر انہیں سمجھ نہ آتی تو یہ Health Deptt. کو بھیج دیتے یا کسی اور محکمے کو بھیج دیتے' انہیں سمجھ آئی ہے تو یہ متعلقہ میز پر گیا ہے۔ اور وہاں سے جواب آیا ہے۔ انہیں اس بات کی سمجھ آئی ہے' پالیسی کی بھی سمجھ آئی ہے تب یہ وہاں تک گیا ہے۔

جناب وزیر قانون: کسی کو تقریر کرنے کا موقع بھی دیا جانا چاہیے یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے اگر ان کو سمجھ نہیں آتی کہ Question of order کیا ہے تو ان کو پڑھ کر آنا چاہیے۔

جناب سپیکر: جناب راہی صاحب جس کی نشاندہی کر رہے ہیں یہ مسئلہ نہیں ہے نہ ہی لاء منسٹر صاحب نے اس پر اعتراض کیا ہے نہ ہی انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہمیں اس سوال کی یا اس جزو کی سمجھ نہیں آئی بلکہ ان کی Contention یہ ہے کہ یہ سوال واضح نہیں ہے۔ عثمان ابراہیم صاحب کی Contention ہے کہ یہ سوال واضح ہے اور اس کا جواب غلط ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا یہ سوال واضح ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس پالیسی سے صرف چند خوش قسمت لوگ ہی مستفید ہوئے ہیں؟ تو اس سلسلے میں جناب لاء منسٹر صاحب کا ارشاد ہے کہ یہ انہیں Mention کرنا چاہیے تھا اگر ان کے پاس Figures تھے کہ وہ کون سے افراد ہیں جو اس سے مستفید ہوئے ہیں' آپ کا مطلب یہی ہے۔ اور دوسرے سوال کا حصہ ہے کہ باقی کثیر تعداد کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ جو ابھی تک اپنے مقدمات کے جلد تصفیے کے لئے کوشاں ہیں۔ اس میں جواب یہ ہے کہ یہ درست نہیں ہے۔ جو کوشاں ہیں تمام مالکان اراضی کو ان کے رقبہ کے استثناء کے طور پر پلاٹ مارشل لاء ہدایت نمبر 23 کے مطابق دیئے جائیں گے۔ یہ دوسرے حصے کا جواب درست ہے۔ اب جزو (ج) کے پہلے حصے کا مسئلہ یہ ہے کہ اس میں کہا گیا ہے کہ چند خوش قسمت لوگ ہی مستفید ہوئے ہیں جس کا

جواب یہ ہے کہ یہ درست نہیں ہے۔ تو جناب عثمان ابراہیم صاحب اس معاملے پر آپ کیا کہیں گے' جبکہ وزیر قانون صاحب کہتے ہیں کہ آپ کا سوال واضح نہیں ہے۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! میرا سوال بالکل واضح ہے اور یہ سوال محکمے کی سمجھ میں پوری طرح آگیا ہے۔ میں حیران ہوں کہ دو دن سے تحریک استحقاق Move ہو رہی ہے اور انہوں نے محکمے کو Contact نہیں کیا' اگر یہ محکمے کو Contact کرتے تو انہیں پتہ چلتا کہ انہیں پوری طرح سمجھ آگیا ہے کہ کس طرح کا سوال ہو رہا ہے اور انہیں کیا جواب دینا چاہیے تھا جس کا انہوں نے جواب نہیں دیا۔ جناب میں نے بالکل Clear policy کے متعلق پوچھا ہے کیا محکمہ اتنا ہی لاعلم ہے کہ اسے اپنی پالیسی کا بھی پتہ نہیں' سیدھی سی بات ہے کہ اس سکیم کے متعلق گورنمنٹ کی پالیسی کیا ہے۔ اگر پالیسی کے متعلق محکمے کو نہیں پتہ اور یہ نیک بات کے متعلق لاء منسٹر کو پتہ نہیں تو یہ ایک الگ بات ہے مگر محکمہ کو تو پتہ ہے کہ ہماری پالیسی کیا ہے اور اس پالیسی کو کن لوگوں پر Apply کیا گیا ہے کسی کو اس پالیسی سے فائدہ پہنچا ہے یا نہیں پہنچا' اگر فائدہ پہنچا ہے تو محکمہ کو علم ہونا چاہیے اور انہیں اس چیز کا علم بھی ہے کہ صرف چند خوش نصیب لوگوں کو فائدہ پہنچایا گیا ہے جن کی میرے پاس فہرست ہے اور جن کا وہ ہائی کورٹ میں جواب دعویٰ میں اقرار کر چکے ہیں اور میں جناب کل یا پرسوں تک انشاء اللہ جواب دعویٰ کی Certified copy جو کہ مجھے مل جائے گی پیش کر دوں گا۔ مگر یہ جو بات کا سلسلہ Documents کا سلسلہ ہے۔ Privilege committee میں ہونا چاہیے تھا مجھے سارے ثبوت استحقاق کمیٹی کو پیش کرنے پڑتے ہیں۔

جناب سپیکر: ہمیں بھی یہ معلوم ہونا چاہیے۔ ثبوت کے طور پر۔ یہ بات متعین ہو گی کہ جواب غلط ہے تو آپ کا استحقاق مجروح ہو گا۔ اگر یہ ثابت نہیں کیا جا سکے گا۔ کہ جواب غلط ہے تو استحقاق مجروح نہیں ہو گا۔ اس لئے ضروری ہے کہ یہ دستاویزات اپنی Contention کی Support میں ہمیں بھی مہیا کریں۔

وزیر قانون: جناب والا! مجھے اس پر اعتراض ہے۔ اگر ابھی تک انہوں نے دستاویزات نہیں لیں اور انہوں نے ابھی لینی ہیں تو انہوں نے تحریک استحقاق پہلے کیسے پیش کر دی۔ انہیں پہلے شامل کرنا چاہیے تھا۔ اگر شامل بھی کرتے تو ہماری صحت پر کوئی اثر نہ پڑتا۔ وجہ یہ ہے کہ میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ اگر وہ کہتے ہیں کہ پالیسی کیا ہے تو پالیسی کی کتاب لے لیں ہمیں سوال کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر وہ خود اتنی تکلیف نہیں کرنا چاہتے کہ کوئی کتاب لے کر' کوئی رسالہ لے کر پڑھ لیں اور اس

میں دیکھ لیں کہ پالیسی کیا ہے۔ ہم نے تو صرف یہ جواب دیا ہے کہ ہم نے قانون کے مطابق کیا ہے۔ جن کو مل گئے ہیں' ان کو دے دیئے ہیں اور جن کے ابھی تک پینڈنگ ہیں ان کو قانون کے مطابق مل جائیں گے۔ یہ ہے جواب۔ یہ تھا سوال۔ اس کے علاوہ مخصوص نوعیت کے جناب اس میں کتنے لوگ اور ہیں' یہ سوال کریں۔ اس میں کوئی دستاویزات لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر یہ اس سے مطمئن نہ تھے تو انہیں ضمنی سوال کرنا چاہیے تھا۔ اگر انہوں نے نہیں کیا تو انہیں مزید سوال کرنا چاہیے تھا۔ اب جو بات پوچھی ہی نہیں گئی اس کا جواب ہم نے کیوں نہیں دیا اور اس پر آپ دستاویزات منگوائیں گے کہ آپ کورٹ میں سے دستاویزات اکٹھی کرکے لائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ضروری نہیں ہے۔ آپ ان سے فرمائیں کہ نیا سوال کرلیں۔ ہم نے تو صرف "ج" تک اپنے آپ کو محدود رکھنا ہے کہ اس میں کون سی بات ہے جس کے لئے دو اور دو چار کی بجائے دو اور دو پانچ کہا گیا ہے۔

چودھری غلام رسول: پوائنٹ آف آرڈر۔ اس پر میں سیکشن 53 کے بارے میں عرض کروں گا۔ آیا یہ تحریک استحقاق بنتی ہے یا نہیں:

Rule 53. A member may, with the consent of the Speaker, raise a question involving a breach of privilege either of a member or of the Assembly or of a Committee.

جناب سپیکر: آپ کس رول کا حوالہ دے رہے ہیں؟

چودھری غلام رسول: رول 53- اس میں ان کا کون سا استحقاق بنتا ہے؟

جناب عثمان ابراہیم: میرا استحقاق یہ بنتا ہے کہ میرے سوال کا غلط جواب دیا گیا ہے۔

چودھری غلام رسول: جناب والا! اس میں تین چیزیں ہیں۔

either of a member or of the Assembly or of a Committe.

اور 55 میں ہے:

Rule 55 (ii) not more than one question shall be raised by the same member at the same sitting;

تو یہ خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہے ہیں۔ ان کا تو استحقاق بنتا ہی نہیں۔

جناب سپیکر: آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر سوال کا جواب غلط دیا جائے تو استحقاق مجروح ہونا نہیں بنتا؟

چودھری غلام رسول: میں پہلے یہ کہتا ہوں کہ انہوں نے جو تحریک استحقاق دی ہے' وہ بنیادی طور پر غلط ہے۔ کیونکہ ان کا استحقاق متاثر نہیں ہوتا۔ 53 میں واضح ہے۔ اس میں تین چیزیں ہیں۔ اس میں ان کا کون سا استحقاق متاثر ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: ان کی تحریک استحقاق یہ ہے کہ میرے سوال کا متعلقہ محکمے نے غلط جواب دیا ہے۔ اس لئے ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ ان کی Contehtion یہ ہے۔ آپ کی Contention کیا ہے۔ اگر کسی محکمے کی طرف سے سوال کا جواب غلط دیا جائے تو وہ استحقاق مجروح ہونا نہیں ہے؟

چودھری غلام رسول: میری گزارش یہ ہے کہ جو انہوں نے سوال کیا ہے۔ بنیادی طور پر وہ بھی غلط ہو یا جو تحریک استحقاق انہوں نے پیش کی ہے وہ رول 53 میں نہ آتی ہو تو پھر ان کی تحریک استحقاق کیسے بنتی ہے؟ ان کی تحریک استحقاق کا سوال ہی نہیں بنتا۔ کوئی بھی تحریک استحقاق ان قواعد کے مطابق ہی پیش کی جائے گی۔ اس میں 53 کی رو سے ان کا استحقاق بنتا ہی نہیں ہے۔

جناب عثمان ابراہیم: جو انہوں نے کہا ہے:

(ii) not more than one question shall be raised by the same member, at the same sitting:

تو میں نے ایک ہی تحریک استحقاق پیش کی ہے' دوسرا موشن تو میں نے Raise ہی نہیں کیا۔ جہاں تک 53 کا تعلق ہے' وہ تو ایک عام قاعدہ ہے۔

Rule 53. A member may, with the consent of the Speaker, raise a question involving a breach of privilege either of a member or of the Assembly or of a Committee.

جناب والا! بحیثیت ممبر میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں نے آپ کی رضامندی سے یہ مسئلہ اٹھایا ہے۔ اگر چودھری صاحب Admissibility کا سوال اٹھا رہے ہیں تو انہیں رول 55 کا حوالہ دینا چاہیے۔ رول 53 کا حوالہ نہیں دینا چاہیئے۔ جناب سپیکر! میں آپ کو ایوارڈ کی فوٹو سٹیٹ کاپی دے چکا ہوں' ہائی کورٹ کے فیصلے کی کاپی دے چکا ہوں۔ سٹیٹ منٹ کی فوٹو کاپی بھی آپ کو اپنی Contention کے ثبوت میں دے چکا ہوں۔ Prima facie میرا استحقاق بن جاتا ہے۔

جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ اس کی تفاصیل ورک آؤٹ کرنے کی ضرورت ہے۔ میں عثمان ابراہیم سے عرض کرتا ہوں کہ اس کی متعلقہ دستاویزات ہمیں بھی مہیا کریں اور جناب لاء منسٹر صاحب اور متعلقہ محکمے کو بھی مہیا کریں۔ اس کو ہم پینڈنگ کرتے ہیں۔

جناب عثمان ابراہیم: ٹھیک ہے۔ میں دستاویزات پیش کر دوں گا۔

تحاریک التوائے کار

ایڈھاک لیکچررز کو مستقل ملازمت پر تعیناتی کا مسئلہ

جناب سپیکر: تحاریک التواء نمبر 13 اور 31 زیر غور تھیں۔ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب نے اپنی تحریک پیش کر دی تھی۔ چودھری غلام رسول صاحب نے بھی اپنی تحریک پیش کر دی تھی۔ اس پر متعلقہ وزیر کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر مال: جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں عرض کرتا ہوں کہ یہ مسئلہ نہ تو فوری نوعیت کا ہے اور نہ ہی کسی ایک مخصوص واقعے کے بارے میں ہے۔ بلکہ آٹھ سال پر پھیلا ہوا ہے۔ ایڈھاک لیکچررز کی تعیناتی ایک محدود مدت کے لئے ہوتی رہی ہے۔ چونکہ پنجاب پبلک سروس کمیشن سے اسامیوں کی تعداد کے مطابق سفارشات نہ مل سکیں اس لئے ایڈھاک لیکچررز کا مسئلہ حکومت کے زیر غور رہا اور ان کی میعاد ملازمت میں وقتاً" فوقتاً" توسیع کی جاتی رہی۔ ان کے ساتھ کسی سطح پر حکومت نے کبھی بھی یہ وعدہ نہیں کیا کہ ان کی ملازمتوں کو مستقل کر دیا جائے گا۔ ایڈھاک لیکچررز سے ہمیشہ یہ کہا گیا کہ وہ پبلک سروس کمیشن کے امتحانات میں شامل ہوں اور اپنی اہلیت کا ثبوت فراہم کریں۔ ان میں سے کچھ لیکچررز نے اپنے آپ کو اہل ثابت کیا۔ ان کی ملازمتوں کو مستقل کیا جا چکا ہے۔ کچھ حضرات گزشتہ سالوں میں کمیشن کے سامنے پیش ہو کر منتخب نہ ہو سکے۔ پھر انہوں نے خود ہی کمیشن کے سامنے پیش ہونا پسند نہ کیا۔ اس فہرست میں ایسے لیکچررز میں شامل ہیں جو پچھلے آٹھ سال سے عارضی طور پر کام کرتے آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ مسئلہ حکومت پنجاب کے زیر غور ہے اور حکومت نے ہمدردانہ غور کرتے ہوئے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تمام ایڈھاک لیکچررز کی ملازمت میں 30 جون 1986ء تک توسیع کر دی جائے تاکہ ان کو پبلک سروس کمیشن کے سامنے پیش ہو کر منتخب ہونے کا ایک مزید موقع مل سکے اگر وہ 30 جون تک منتخب نہ ہو سکیں تو انہیں مزید دو مواقع فراہم کئے جائیں گے اور ان کی حد عمر میں بھی رعایت دی جائے گی تاکہ وہ حسب ضابطہ کمیشن کے سامنے پیش ہو سکیں۔

اس تمام کارروائی کا مقصد معیار تعلیم کی بہتری کو مدنظر رکھتے ہوئے ایڈھاک لیکچررز کو مناسب موقع فراہم کرنا ہے۔ حکومت اس مسئلے کی اہمیت سے مکمل طور پر آگاہ ہے اور لیکچررز کے نمائندوں سے رابطہ قائم کئے ہوئے ہے۔ امید ہے کہ اس تمام مسئلے کا عنقریب کوئی ایسا حل نکل آئے گا جو تعلیمی حلقوں اور جملہ فریقین کے لئے قابل قبول ہو گا۔

چودھری محمد اقبال: آج ہی میں نے چیف منسٹر صاحب سے بات کی تھی وہ بھی اس معاملہ پر غور کر رہے ہیں۔ اور ان کا ان کے نمائندوں کے ساتھ رابطہ ہے ان کی گذارشات کے ساتھ میں فاضل Mover سے عرض کروں گا کہ وہ اس تحریک کو Press نہ کریں تو بہتر ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر جہاں تک ایڈھاک لیکچررز کو مستقل کرنے کا مسئلہ ہے۔ اس کے بارہ میں سابقہ دور حکومت میں 1976-1975 میں ان لوگوں کو پبلک سروس کمیشن کے سامنے پیش ہونے سے مستثنیٰ قرار دے کر ان کو ملازمتوں پر مستقل کر دیا گیا تھا اور موجودہ حکومت جس نے لوگوں کے ساتھ عہد و پیمان باندھ رکھا ہے کہ وہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں روزگار مہیا کریں گے اگر وہ اب ایڈھاک لیکچرارز کو بیک جنبش قلم سے روزگار سے محروم کرنے کے لئے وہ فیصلہ کر چکے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ فیصلہ حکومت کی نیک نامی کا باعث نہیں بنے گا۔ اور ویسے بھی ہمارے معاشرے میں بے روزگاری حد سے بڑھ چکی ہے ہمارے کالج' ہماری یونیورسٹیاں ہر سال بیروز گاروں کی ایک کھیپ تیار کرکے معاشرہ میں دھکیل دیتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ بیروزگاری کے خاتمہ کے لئے مستقل بنیادوں پر منصوبہ بندی ہونا چاہیے اور جو لوگ کسی نہ کسی طریقے سے ملازمت حاصل کر چکے ہیں ان لوگوں کو ملازمتوں سے محروم نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ حکومت کو اس سلسلہ میں عوامی نقطہ نظر اپنانا چاہیے اور ان لوگوں کو مستقل ملازمت مہیا کرنی چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ انہوں نے جو رویہ اپنے مطالبات کے سلسلہ میں اختیار کر رکھا ہے انہوں نے کل بھی اس اسمبلی کے سامنے باہر مظاہرہ کیا۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اس کے مطابق آج بھی اسمبلی کے سامنے مظاہرہ کریں گے۔

محمد صدیق انصاری: جناب سپیکر! جناب جنجوعہ صاحب جناب کی بات سمجھے نہیں جناب سپیکر جنجوعہ صاحب سے یہ پوچھا! آیا جنجوعہ صاحب اس تحریک کو پریس کریں گے یا نہیں۔ یہ نہیں کہ ان پر تقریر کریں جو کہ رول 69 کی خلاف ورزی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ ٹھیک فرمایا آپ نے!

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! میں پریس ہی کر رہا ہوں۔ جناب والا یہ ایک اہم مسئلہ ہے اس کو اسمبلی میں زیر بحث لانے کے لئے کارروائی کو ملتوی کیا جائے اس کے کل جو نتائج ہوں

گے وہ حکومت کے لئے بھی خطرناک ہوں گے اور ویسے بھی صوبہ میں بدامنی پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بات خود حکومت کے حق میں بھی جاتی ہے اور اس کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا آپ وزیر صاحب کے بیان سے مطمئن نہیں ہوئے۔

وزیر قانون:

Leave of the House is to be taken. Leave of the House is required if any matter is discussed in the House and the House is adjourned.

یا پہلے بتا دیتے کہ Leave of the House seek کر لیتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا آپ اس کا کوئی قانونی جواز پیش کریں گے۔

چودھری غلام رسول:

"Discussing a definite matter of recent and urgent public importance may be made with the consent of the Speaker."

کل میں نے ایک تحریک التوائے کار Move کی تھی روزنامہ مشرق میں آیا تھا کہ آج بہت سے ایڈھاک لیکچرز جلوس نکال رہے ہیں اور اسمبلی ہال کے سامنے پہنچ رہے ہیں۔ یہ پبلک اہمیت کا مسئلہ ہے۔ میری گذارش ہے کہ حالیہ وقوعہ کا مسئلہ ہے جہاں تک ان ایڈھاک لیکچرز کا مسئلہ ہے اس میں حکومت کو مزید فنڈ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ پہلے ہی ملازم ہیں۔ اور وہ 8ر10 سالوں سے کام کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ قانونی جواز کے متعلق بتائیں؟

چودھری غلام رسول: میں نے قانونی جواز کا حوالہ 65 کا دیا ہے کہ یہ ایک ضروری مسئلہ تھا اور روزنامہ مشرق میں بھی اس کی خبر آئی تھی اور جلوس بھی ان کا آیا تھا۔ اس طرح اس ملک میں ایسی روایت نہیں ہونی چاہیے کہ جب تک گھیراؤ یا جلوس نظر آئے اس مسئلے پر کوئی بحث کی جائے میری استدعا یہ ہے کہ اس نوبت پر پہنچنے سے پہلے ایسے مسائل کو سنجیدگی سے حل کرنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ ڈاکٹروں کی طرح لوگ بھی آگ بگولہ ہو جائیں اور مزید پیچیدگیاں پیدا ہوں تو میری استدعا یہ ہے کہ حکومت کو اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے اور ایڈھاک لیکچرز کافی سالوں سے تقریباً 15

سالوں سے وہ لٹکے ہوئے آ رہے ہیں۔ ان کو مستقل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب آپ کی بات ہو گئی ہے۔ تشریف رکھیں۔

چودھری غلام رسول: میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ابھی میری بات نہیں ہوئی۔ آپ اس کا فوری طور پر حل نکالیں اور ان کو مستقل کیا جائے۔

جناب فضل حسین راہی: یہ مسئلہ بہت پرانا مسئلہ ہے یہ آج کا مسئلہ نہیں ہے اس سے پہلے بھی _____

وزیر قانون: ابھی تو ہاؤس سے اجازت نہیں لی گئی یہ کس سلسلہ میں بول رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! اس کی اہمیت کا تو پہلے پتہ چل جائے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! ان کو کہیں کہ یہ رولز پڑھ کر آئیں اہمیت رولز کے تحت ہوتی ہے ایسے نہیں ہوتی۔

جناب فضل حسین راہی: کسی کا روزگار چھینتے ہوئے آپ کے ہاتھ شل نہیں ہوتے۔ رولز کو اس میں حائل نہیں کرنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیئے۔

محمد صدیق انصاری: میرا پوائنٹ یہ تھا کہ راہی صاحب اس مرحلہ پر بات نہیں کر سکتے جب تک ہاؤس اس کی اجازت نہ دے دے یہ رولز کی خلاف ورزی ہے۔ یہ چیز راہی صاحب کو سمجھنا چاہیئے۔ اور آپ کو اس معاملے میں فیصلہ کرنا چاہیئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اب اس کے لئے ہاؤس کی اجازت درکار ہو گی۔

محمد اقبال (وزیر ریونیو): ہمارے فاضل دوست نے جو اہمیت اس مسئلے کی جتائی ہے میں نے بڑے واضح الفاظ میں کہا ہے کہ حکومت اس مسئلے پر بڑی سنجیدگی سے غور کر رہی ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب کا ان کے نمائندوں سے رابطہ ہے اور یہ تمام بات مفروضے پر ہو رہی ہے۔ ابھی کسی کو ان کی ملازمت سے فارغ نہیں کیا گیا ہے میں بھی اپنے فاضل دوست کو یقین دلاتا ہوں ان کا معاملہ طے

ہونے والا ہے اور چیف منسٹر صاحب ان کو یقین دلا رہے ہیں۔ میں بھی اپنے فاضل دوست کو یقین دلاتا ہوں کہ اس پر بہت سنجیدگی سے غور کیا جائے گا۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ وہ اس موشن کو پریس نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا کیا خیال ہے۔ آپ اسے Withdraw نہیں کر رہے؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! یہ اہمیت عامہ کا مسئلہ ہے۔ اور کسی بھی اہمیت عامہ کے مسئلے پر Surrender کرنے کے لئے تیار نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون: جناب والا! میں تو یہ عرض کرنے والا تھا یہ آپ ان کی کوئی سروس نہیں کر رہے۔ یہ بڑا واضح بیان ہے کہ ان کا معاملہ زیر غور ہے۔ اگر آپ اسے رول آؤٹ کروا کر دم لیں گے تو یہ ان کی کوئی سروس نہیں ہو گی اور یہ ضروری نہیں ہے کہ لاء کے مطابق Proceed نہ کیا جائے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ آپ کے اپنے Interest میں بات جاتی ہے اور یہ آپ کی سمجھ میں آتی ہے تو کر لیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: ہماری سمجھ آپ سے چھوٹی نہیں ہے۔ ہم ہر بات کو سمجھتے ہیں۔ آپ صرف تحریک رول آؤٹ نہیں کروائیں گے بلکہ مجھے پتا ہے کہ آپ انہیں سروس سے بھی رول آؤٹ کروائیں گے۔ کیونکہ شروع سے اس حکومت کی پالیسی یہی رہی ہے۔

جناب فضل حسین راہی: آپ کے ہوتے ہوئے کوئی نہ کوئی قانون ایسا ہونا چاہیئے۔ یہی آپ کا کریڈٹ ہے۔

وزیر قانون: ہم آپ کو اس بات کی اجازت نہیں دے سکتے کہ ایسے لوگوں کو میرٹ چھوڑ کر چلنا چاہیے۔ میں حیران ہوں کہ یہ بات اس طرح کی جا رہی ہے اور میں نہیں چاہتا تھا کہ میرٹ پر بات ہو۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ ہمیں کسی قانون کے تحت' میرٹ کے تحت چلنا چاہیئے۔ یا راہی صاحب کے مطابق ہر ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ اور پھر اس کو اٹھا کر کہیں کہ اسے یہاں بیٹھا دو۔ یہ بات اکثر ہوئی۔ یہ بات غلط ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب! تشریف رکھیں۔

وزیر قانون: جناب والا! میں یہ عرض کروں کہ ہر بات قانون کے مطابق کرنی پڑتی ہے۔

☆ ☆ (بحکم جناب ڈپٹی سپیکر کارروائی حذف کر دی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب! آپ کو موقع ملے گا آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون: جناب والا! ایک کلاس ایسی ہونی چاہیے جس میں انہیں بتایا جائے کہ پوائنٹ آف آرڈر ہوتا کیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون: جناب والا! پہلے انہیں بتایا جائے کہ پوائنٹ آف آرڈر ہوتا کیا ہے۔ ایک کلاس لی جائے جہاں پر ایک پروفیسر رکھ کر دیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی لیکچر پہلے آپ کو پڑھائے کہ پوائنٹ آف آرڈر ہوتا کیا ہے پھر آپ آ کر پوائنٹ آف آرڈر اٹھائیں۔ پوائنٹ آف آرڈر کا پتا ہونا چاہیے۔

جناب فضل حسین راہی: مجھے پتہ ہوتا کہ آپ کے ساتھ بیٹھنے کے لئے کلرکی سیکھنی پڑے گی تو یقیناً" وہ بھی سیکھ لیتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب براہ کرم تشریف رکھیں۔

وزیر قانون: جناب والا! مجھے اس بات پر فخر ہے اور میں کم از ☆☆☆

آدمی کھڑا ہو سکتا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک وقت پر ہر طرف سے آدمیوں کی قطاریں لگ جائیں۔ یہ بات اچھی نہیں ہے۔ راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ ہر آدمی اپنی باری پر بول سکتا ہے۔ پیرزادہ صاحب فرمایئے۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے راہی صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ انہوں نے جو الفاظ وزیر قانون صاحب کے بارے میں کہے ہیں وہ واپس لیں۔ وہ بزرگ ممبر ہیں اور ایک لائق آدمی ہیں اور ایک نوجوان کو اس طرح ان کی بے عزتی نہیں کرنی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میرا خیال ہے اس معاملے کو ختم کرنا چاہیئے۔ (قطع کلامیاں)

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! میں تو ان کی عزت کرتا ہوں۔ ان کا احترام کرتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

ملک طیب خاں اعوان: جناب والا! یہاں قواعد کی پابندی کرنی چاہیئے۔ اور اجازت لے کر بولنا چاہیے۔ یہ نہیں کہ جب کسی کی مرضی ہو کھڑا ہو جائے اور آپ کے کہنے پر بھی نہ بیٹھے اس سے قواعد کی پابندی کروائی جائے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! میں نے نہ تو کلرکی پڑھی نہ کلرک رہا اور نہ ہی مجھے کلرکی کے آداب سے واقفیت حاصل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب آپ Interefere نہ کریں۔

وزیر قانون: جناب والا! میرا خیال ہے کہ انہیں بول لینا چاہیے تاکہ میں بھی اس کا جواب دے دوں۔ اور راہی صاحب کے کردار کا بھی پتا چل جائے اور یہ بھی پتا چل جائے کہ کسی آدمی کو اگر محنت کے بل بوتے پر اور مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں نہ تو ان کی طرح کسی کردار پن میں ملوث ہوں۔ اور نہ میں ان کی طرح بات کروں جس طرح ان کے ساتھ ہوتا رہا ہے۔ کم از کم مجھے عزت مطلوب ہے۔ لیکن میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میں نے اپنے بل بوتے پر یہ مقام حاصل کیا ہے۔ میں کوئی چور ڈکیتی یا ہیرا پھیری کرکے یہاں تک نہیں پہنچا اور نہ میں اس پر Believe کرتا ہوں۔ میں محنت پر Believe کرتا ہوں اور محنت کش آدمی ہوں اور میں ہاؤس کے اس معیار پر پہنچا ہوں تو صرف اپنی محنت' دیانتداری کی بنا پر پہنچا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں قطعاً" یہ کلیم نہیں کرتا کہ میں کسی

بادشاہ کا یا کسی نواب کا یا کسی اور کا بیٹا ہوں۔ میں تو ایک چھوٹا زمیندار ہوں اور اس سے میں Rise کرکے میں یہاں تک پہنچا ہوں۔ مجھے اس سے نہ شرمندگی ہے اور نہ مجھے اپنے ریکارڈ پر شرمندگی ہے۔ اور راہی صاحب آپ جو بات کرنا چاہیں بڑی خوشی سے کریں بلکہ اس کے لئے ایک دن مقرر کر لیں تاکہ آپ کو پتا چل جائے ☆☆☆

اوقات کو یاد رکھتا ہے وہ غریبوں کی حمایت کرتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں) چودھری صاحب آپ تشریف رکھیں۔ راہی صاحب! اگر چودھری صاحب اپنی محنت کے بل بوتے پر اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے انہیں پہنچایا ہے یہ ان کے کریڈٹ کی بات ہے یہ Dis.Credit کی بات نہیں ہے۔ اس معاملے کو مزید الجھانا نہیں چاہیے۔ (قطع کلامیاں) شاہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔ راہی صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں) راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! یہ مارشل لاء کی ☆☆☆

سلسلہ میں پیرزادہ صاحب نے جو بات کی تھی اس کو Ignore کر دیا گیا ہے میں بڑے مودبانہ طریقہ سے راہی صاحب سے یہ Request کروں گا کہ جو الفاظ انہوں نے ہمارے وزیر کے متعلق کہے ہیں وہ واپس لئے جائیں' بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب' آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو موقع دوں گا' آپ بات کر سکتے ہیں۔ میں معزز ممبران سے یہ التماس کروں گا اور پہلے بھی کئی دفعہ ان سے عرض کی جا چکی ہے کہ آپ لوگ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک باشعور شخصیت ہیں۔ پڑھے لکھے ہیں۔ آپ سے اس قسم کی باتوں کی توقعات نہیں کی جا سکتی ہیں۔ میں اپوزیشن سے اور گورنمنٹ کی بنچز سے یہ توقع کرتا ہوں کہ براہ کرم ایک دوسرے کی عزت اور Honour کا خیال رکھیں۔ یہ اچھی بات نہیں ہے کہ آپ ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالیں اور ایک دوسرے کے کردار کو مسخ کرنے کی کوشش کریں۔ یہ ہمارے لئے اچھی روایات نہیں ہوں گی۔ میں خاص طور پر اپوزیشن والوں سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ براہ کرم گورنمنٹ پر تنقید کر سکتے ہیں' مثبت انداز میں تنقید کر سکتے ہیں اس کے لئے آپ کو اجازت دی جائے گی' موقع دیا جائے گا' لیکن اگر آپ اس موقع کو غلط طور پر استعمال کرنا چاہیں گے تو یہ اچھی بات نہیں ہو گی۔ یہ ہمارے لئے اچھی بات نہ ہے۔ اس کرسی پر بیٹھنے والوں کے لئے یہ اچھی بات نہ ہے۔ کہ کوئی آدمی اس ایوان میں خواہ کوئی ممبر ہو یا کوئی منسٹر ہو یا کوئی بھی عہدہ رکھتا ہو' اس کی کردار کشی کی جائے' اس کے خلاف غلط قسم کے الفاظ استعمال کئے جائیں' میں سمجھتا ہوں کہ راہی صاحب بھی پڑھے لکھے آدمی ہیں' اگر کوئی آدمی ان کو کسی غلط نام سے منسوب کرے تو ان کے لئے یہ بہتر نہیں ہو گا' میں آپ تمام دوستوں سے یہ توقع کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آئندہ اس قسم کے الفاظ استعمال نہیں ہونے چاہئیں اور اس قسم کے الفاظ استعمال کرنے سے پہلے آپ کو ضرور سوچنا چاہیے اور یہ دیکھنا چاہیے کہ اس قسم کے لفظ اگر آپ سے منسوب کئے جائیں تو یقیناً آپ کو اچھے نہ لگیں گے' اس لئے میں اپوزیشن لیڈرز سے یہ خصوصی طور پر درخواست کروں گا کہ اپنے ممبران کو کم از کم گائیڈ ضرور کرنا چاہیئے کہ اس قسم کے الفاظ استعمال نہیں ہونے چاہئیں تاکہ اس سے ایوان کا تقدس اور وقار بحال رہے۔ جی شاہ صاحب فرمایئے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! میں صرف اتنا ہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک وزیر قانون صاحب کا تعلق ہے' میں ان کا دل سے احترام کرتا ہوں اور جو وہ ایوان میں تیاری کر کے آتے ہیں' اس کا بھی میں معترف ہوں مگر یہاں پر جو مسئلہ زیر بحث ہے' وہ ہے اساتذہ کرام کی مستقلی کا' ان کی

ملازمتوں کا۔ وزیر قانون صاحب نے جذبات میں آکر اساتذہ کرام کے بارے میں یہ الفاظ کہے کہ ☆ ☆☆☆☆☆☆☆-

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب' میں یہ گزارش کروں گا کہ مجھے آپ کا احترام ہے۔ آپ اس قسم کے الفاظ کہہ کر دوبارہ اس معاملہ کو الجھانے کی کوشش نہ کریں کوئی اور قانونی جواز پیش فرمانا چاہتے ہیں تو وہ کریں' اس پر آپ کو بولنے کی اجازت ہو گی' اگر اس قسم کی ڈیبیٹ کرنا چاہیں گے تو پھر معاملہ جو کہ پہلے ہی کافی الجھ چکا ہے' اس کو آپ مزید الجھانا چاہیں گے تو میں اس کی آپ کو اجازت نہیں دے سکتا ہوں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! میں نے کوئی غلط بات نہیں کی ہے اور نہ ہی میں نے کوئی غیر متعلقہ بات کی ہے' میں یہ استفسار کرنے میں حق بجانب ہوں' ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆ وزیر قانون نے کس کے بارے میں یہ الفاظ ادا کئے ہیں۔ یہ وہ وضاحت فرما دیں تو بات ختم ہو جاتی شائستگی کا مظاہرہ کرنے کی اگر آپ ہم پر پابندی لگاتے ہیں تو ازراہ کرام وزراء کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ بھی شائستگی کا مظاہرہ کریں۔ ہم نے اس ایوان کو Fish market نہیں بنانا ہے۔ بلکہ ایوان کے وقار کو بڑھانے کے لئے گفت و شنید کرانا ہے۔ میں نے وضاحت طلب کی ہے جناب سپیکر آپ سے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب' آپ تشریف رکھیں۔ انہوں نے یہ بات آپ کے متعلق نہیں کی ہے اور نہ ہی اس سے آپ کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ انہوں نے ایک جنرل بات کی ہے جس سے آپ کا تعلق نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری نسیم احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! شاہ صاحب نے کہا ہے کہ لاضشر نے کہا کہ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆ انہوں نے غلط بات کی ہے میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ سے التماس کروں گا کہ جو ذاتی قسم کی باتیں ہیں وہ بتائیں' اگر آپ کوئی قانون کی بات کرنا چاہتے ہیں وہ بتائیں اس بات کا جواب میں نے ان کو دے دیا ہے۔ انہوں نے جو ریمارکس دیئے ہیں وہ ان سے متعلق نہیں ہیں آپ اگر کوئی اور بات کرنا چاہتے ہیں تو فرمائیں۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر: جناب والا! میاں فضل حق نے یہ عرض کیا ہے کہ راہی صاحب اپنے الفاظ واپس لیں۔ وہ جلد جذبات میں آ جاتے ہیں اور وہ دیکھتے نہیں ہیں کہ کون بیٹھا ہے اور کون نہیں بیٹھا' ہمیں تو وہ ممبر ہی نہیں سمجھتے اور ایوان کو ایوان ہی نہیں سمجھتے تو اس بارے میں آپ کا

☆☆ (بحکم جناب ڈپٹی سپیکر کارروائی حذف کر دی گئی)

کیا خیال ہے۔ وہ اپنے الفاظ واپس کیوں نہیں لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس قسم کے جو الفاظ ہیں وہ میں کارروائی سے حذف کرنے کے آرڈرز کرتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ Take your seat please

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں نے وضاحت طلب کی تھی اس کا جواب نہیں آیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب شاہ صاحب' آپ کو جواب پہنچ چکا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ ان الفاظ سے ان کا مقصد یہ نہیں تھا' کسی کی دل آزاری آپ کی طرف یا اساتذہ کی دل آزاری کا مقصد نہ تھا۔ وہ محض Mis-Understanding ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

سید طاہر احمد شاہ: آپ دوبارہ ٹیپ پر یہ الفاظ سن لیں۔ یہ الفاظ جناب وزیر قانون نے کہے ہیں۔ آپ ٹیپ پر سن لیں کیا یہ الفاظ ادا ہوئے ہیں یا نہیں۔ میں یہ استفسار کرنے میں حق بجانب ہوں کہ جناب وزیر قانون کی طرف سے یہ ریمارکس کن کے بارے میں دیئے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب' میں آپ سے التماس کروں گا کہ اس ادارے کے تقدس کا خیال رکھیں اور آپ لوگ سپیکر کو اس بات پر مجبور نہ کریں کہ وہ اپنے اختیارات کا استعمال کرے۔ میں آپ سے التماس کروں گا _____

سید طاہر احمد شاہ: میں نے ایوان کے تقدس کا پوری طرح سے خیال رکھا ہے۔ میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی ہے جو کہ ناجائز ہو۔ اگر آپ اپنے اختیارات سے تجاوز کرنا چاہیں گے تو ہم آپ پر یہ قدغن نہیں لگا سکتے ہیں مگر میں نے ایک Point of Explanation طلب کیا ہے۔ اس کی وضاحت چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے اس کے متعلق آپ کو عرض کر دیا ہے کہ انہوں نے آپ کے متعلق نہیں کہا ہے _____

سید طاہر احمد شاہ: میرے متعلق تو میں نے خود بھی نہیں کہا ہے' میں نے یہ کہا ہے کہ کیا یہ اساتذہ کرام کے بارے میں یہ الفاظ کہے گئے ہیں' یا نہیں کہے گئے' اتنی سی بات ہے۔

جناب وزیر قانون: مجھے اجازت دیں۔ میں ان کی بات کا جواب دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ وزیر قانون خود بات کرنا چاہتے ہیں۔

ملک طیب خان: جناب سپیکر! جو الفاظ معزز ممبر استعمال کر رہا ہے وہ جناب وزیر قانون نے کہے ہیں' وہ جان بوجھ کر غلط الفاظ استعمال کر رہے ہیں' اور الزام تراشی کر رہے ہیں۔ یہ غلط بات ہے' انہوں نے نہیں ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆ یہ اپنی طرف سے من گھڑت الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں وہ خود بات کر رہے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

سید طاہر احمد شاہ: انہوں نے کہا ہے ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کہ وہ اپنے الفاظ واپس لے لیں' ☆☆☆

وزیر صنعت: جناب سپیکر! اپوزیشن کی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے ہمارے رفقاء محض پریس میں کھیلنے کے لئے ایسی باتیں کرتے ہیں جو قانون کے دائرے میں نہیں ہوتیں اور واقعات کے بھی خلاف ہوتی ہیں' ان کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ کوئی ایسا غیر ذمہ دارانہ انداز اختیار کرکے وہ اخبارات کی زینت بنیں۔ مجھے ازحد افسوس ہے کہ اسے ہمیں رولز ریگولیشن کے دائرے میں لانا ہو گا۔ تحریک التواء پیش کرنے کے لئے رولز بالکل واضح ہیں کہ تحریک التواء پیش کرنے والا آدمی بات کرے گا اور گورنمنٹ کی طرف سے یعنی Treasury Benches سے بھی ایک آدمی بات کرے گا۔ جب تک تحریک التواء In order نہ ہو یہ ایوان Leave grant نہ کرے اس وقت تک کوئی تیسرا آدمی رولز کے مطابق اس پر بات نہیں کر سکتا۔ اور خاص طور پر فضل حسین راہی صاحب' ریاض حشمت جنجوعہ صاحب' بار بار اٹھ کر اس ایوان کا وقت ضائع کرتے ہیں اور وہ نہایت قیمتی امور جن پر اس معزز ایوان نے بحث کرنی ہوتی ہے اس کا وقت ضائع کرکے اس ایوان کو وہ کام نہیں کرنے دیتے۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ ازراہ نوازش اس بات پر خصوصی توجہ فرمائیں اور رولز اور ریگولیشن کے مطابق اس ایوان کی کارروائی کو چلائیں۔ اور اس قوم کا' معزز اراکین کا قیمتی وقت بچانا چاہیئے۔ ان کا مقصد محض Exploitation ہوتا ہے۔ Cheep popularity ہوتا ہے اور غیر ذمہ داری کی باتیں کرکے اخبارات کی زینت بننا چاہتے ہیں۔ اس لئے میری استدعا ہے کہ اس بات کا سنجیدگی سے جائزہ لیا جائے۔

چودھری محمد صدیق سالار: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ ہمارے وزراء بھی منتخب نمائندے ہیں' یہ عوام کے ووٹ حاصل کرکے ایم پی اے بنے اور اس کے بعد یہ وزیر بنے اور پھر اس اسمبلی کے اعتماد سے یہ وزیر بنے۔ جب اسمبلی کے اعتماد کے ساتھ یہ وزیر بنے تو کیا اپوزیشن کے کارکنوں کو یہ اجازت ہو گی کہ وہ ان کی رسوائی کریں۔ اگر وہ یہ چاہتے ہیں تو پھر اپنے لیڈر کی رسوائی کے لئے بھی تیار ہوں۔ پھر ہمیں بھی یہ حق ہو گا کہ ہم ان پر تنقید کر سکیں وہ ہمارے لیڈروں کی عزت کریں ہم ان کی اور ان کے لیڈروں کی عزت کریں گے۔ جناب ڈپٹی سپیکر! میں نے پہلے ہی ان سے یہ عرض کیا ہے اور میرے خیال میں وہ سن رہے ہوں گے کہ خواہ کوئی اپوزیشن کا ممبر ہو یا حکومتی پارٹی کا ممبر ہو۔ ہر ایک کو ایک دوسرے کے تقدس کا خصوصی طور پر خیال رکھنا چاہیئے۔

Minister For Law : I am on a point of personal.

جناب سپیکر! ہم معاملے کو طول نہیں دینا چاہتے۔ خاص آدمی کے بارے میں' یا کلاس کے بارے میں منسوب کی گئی وہ قطعاً" غلط ہے۔ اگر کارروائی کے ریکارڈ کو بھی دیکھا جائے تو بات بالکل واضح ہو جائے گی۔ بات صرف یہ ہو رہی تھی کہ اس ملک کے ہر آدمی کو قانون کے مطابق Treat کیا جانا چاہیے۔ بات صرف یہ ہو رہی تھی کہ طریقہ کار یہ ہے' قانون یہ ہے کہ جب ایڈھاک اپوائنٹمنٹ ہو جائے تو پھر وہ سب لوگ پبلک سروس کمیشن میں Appear ہوں اور وہاں سے وہ منتخب ہو کر آئیں تاکہ ان کو مستقل کیا جائے۔ اور اسی Process سے گزر کر یہ سب لوگ آتے ہیں۔ اور یہ نہیں ہو سکتا کہ ہر اے' بی' سی کو کسی ایسی جگہ پر لگا دیا جائے جس کا وہ مستحق نہ ہو۔ بلکہ ہر شخص کو اس Process سے گزر کر آنا پڑتا ہے۔ ان پروفیسر صاحبان کو قطعاً" یہ کہنا مطلوب نہیں۔ وہ اسی سلسلے میں Qualify ہیں اور انہوں نے مناسب تعلیم حاصل کی ہے۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ وہ پبلک سروس کمیشن کے سامنے پیش ہوں' یا گورنمنٹ ان کو Exempt کرے۔ اس بارے میں بات ہو رہی ہے بات صرف یہ ہو رہی تھی کہ ان کا نقصان نہ کیا جائے۔ یہ صرف اس لئے ضد کر رہے ہیں کہ ان کی بات پریس میں آ جائے گی اور ان کا پریس میں نام چھپ جائے گا۔ لیکن وہ کلاس جسے میں مظلوم تو نہیں کہتا لیکن وہ بیچارے جو اس وقت ملازمت میں ہیں' ان کا نقصان ہو جائے گا۔ ہم نہیں چاہتے تھے کہ اس بات کو رول آؤٹ کیا جائے اور ان کا نقصان ہو جائے۔ اور محکمہ یہ کہے کہ چونکہ ایوان نے اسے رول آؤٹ کر دیا ہے۔ اس لئے ان کا کیس Consider نہیں ہو سکتا۔ وزیر متعلقہ نے بھی یہ بات واضح کر دی تھی کہ چونکہ ان کا کیس Consider ہو رہا ہے' میں نے تو ان سے صرف یہ گزارش کی تھی کہ پلیز اس کو پریس نہ کریں اور رول آؤٹ نہ کروائیں اور اگر ایوان کی اجازت نہ ملی تو یہ تحریک رول آؤٹ ہو جائے گی اور اس کی وجہ سے ان کا نقصان ہو جائے گا' اس لئے ان کا نقصان نہ کیا جائے اور انسانی بنیادوں پر ان کا مسئلہ زیر غور آنے دیا جائے۔ اس لئے ان کو کوئی ایسی بات کہنے کا نہ کوئی احتمال تھا اور نہ کوئی ذہن میں تھا اور نہ ان کے بارے میں کہا گیا۔ یہ بات میرے ذمہ Due تھی تاکہ وضاحت کر دی جائے کہ پروفیسر صاحبان یا ملازم پیشہ حضرات کو یہ بات قطعاً" نہیں کہی جا سکتی۔ بات کرنے کا صرف یہ مقصد تھا کہ جس کام کے لئے یہ پوسٹ ہے' جو آدمی Qualify ہے۔ اس پر وہی اپوائنٹ ہو سکتا ہے۔ ہر آدمی اس پوسٹ پر نہیں آ سکتا۔ صرف اتنی بات تھی اور اس کے لئے میں نے وضاحت کر دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی Explanation ریکارڈ پر آ گئی ہے۔ تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہو چکا ہے ------

وزیر قانون: جناب والا! ایوان سے پہلے اجازت طلب کر لی جائے کہ ایوان اس بات کی اجازت دیتا ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے ہی دس منٹ زیادہ ہو چکے ہیں۔

وزیر قانون: جناب والا! یہ تحریک التواء کل پھر پیش ہو جائے گی آپ ایوان کی رائے لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ تحریک التوا پڑھ دیتا ہوں لیکن پھر ایوان سے Leave لینی پڑے گی۔

وزیر قانون: جناب والا! اس کے پڑھنے کی ضرورت نہیں' پڑھی تو جا چکی ہے۔ اگر ایوان اس کی اجازت دینے کے حق میں ہے تو پوچھ لیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رولز کے مطابق اس کو ایک دفعہ پڑھنا پڑے گا۔

وزیر قانون: جناب والا! وہ تو پھر پہلے پڑھنا چاہیئے تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں وہ تو In order نہیں تھی۔

جناب محمد صدیق انصاری: جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ ایوان کی کارروائی جو فاضل رکن جناب فضل حسین راہی صاحب سے شروع ہوتی ہے۔ میری ایوان کے سامنے یہ استدعا ہے کہ یہ کارروائی Expunge کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ لوگوں کی اس سلسلہ میں کیا رائے ہے؟

آوازیں: ٹھیک ہے۔ حذف کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے اس تمام کارروائی کو حذف کر دیا جائے۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر جو حضرات واک آؤٹ کر گئے ہیں' ہمیں انہیں غیر حاضر تصور نہیں کرنا چاہیے۔ اس لئے انصاف کرتے ہوئے اس تحریک التواء کو Pending کر دیں۔ اسے کل تک کے لئے Pending کر دیں۔ ہم کیوں واک آؤٹ کا بہانہ کرکے اسے رول آؤٹ کر دیں۔ جناب والا! طریقہ کار بھی یہی رہا ہے اس لئے اسے اگلے دن کے لئے Pending کر دیں۔ ہمیں ان کا حق نہیں چھیننا چاہیئے۔

جناب محمد صدیق انصاری: جناب والا! میں نے گزارش کی تھی کہ کارروائی کو حذف کر دیا

جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں وہ کارروائی تو حذف ہو گئی ہے۔ اب چونکہ تحریک التواء کے لئے ٹائم بھی ختم ہو چکا ہے اس لئے اسے Expunge کر دیا جائے۔ اب تقریباً 15 منٹ زیادہ ہو چکے ہیں۔ کل اس پر فیصلہ ہو جائے گا۔

وزیر قانون: جناب سپیکر بات یہ ہے کہ یہ تحریک التواء Pending تو رکھی ہی نہیں جا سکتی۔ چونکہ ٹائم ختم ہو چکا ہے اس لئے یہ Dispose of ہی تصور ہو گی۔ کیونکہ آدھ گھنٹہ کے مقررہ وقت کے بعد اسے Take up نہیں کیا جا سکتا۔ کل پھر نئی تحریک التوا کار پیش ہو گی۔

آوازیں: کل پھر کھپ ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں پھر اس تحریک التواء کو پڑھ دیتا ہوں۔ ایوان سے اس کی Leave لینی پڑے گی۔

میں اس تحریک التوائے کار کے ذریعے سے ایک ایسے معاملے کو فوری طور پر اسمبلی میں پیش کرنے کے لئے اجازت کا متمنی ہوں جو زبردست اہمیت عامہ کا حامل ہے اور اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دینے کا متقاضی ہے۔ مورخہ 10 فروری کے روزنامہ "جنگ" لاہور میں ایک خبر شائع ہوئی ہے۔ جس میں پنجاب کے ایڈھاک لیکچرارز کی ایسوسی ایشن نے اعلان کیا ہے کہ اگر انہیں موجودہ ملازمتوں پر مستقبل نہ کیا گیا تو وہ 24 فروری سے پنجاب اسمبلی ہال کے باہر بھوک ہڑتال کر دیں گے۔ علاوہ ازیں پنجاب کے ایڈھاک لیکچرار کے متعلق احتجاج کی متعدد خبریں قومی اخبارات میں اتوار سے شائع ہو رہی ہیں۔ واقعات کے مطابق اس وقت پنجاب میں تقریباً دو ہزار ایڈھاک لیکچرار کام کر رہے ہیں۔ جو اپنے مستقبل اور ملازمت کے بارے میں عدم تحفظ کا شکار ہیں یہ لوگ عرصہ پانچ چھ سال سے محکمہ تعلیم میں تدریسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں جو اپنی عمدہ کارکردگی کے باوجود اپنے مستقبل سے مایوس ہیں۔ ماضی سے ایسی روایات رہی ہیں کہ 1972ء، 1973ء اور 1974ء میں ایڈھاک لیکچرارز کو پنجاب پبلک سروس کمیشن کے سامنے چناؤ کے لئے پیش ہونے سے مستثنیٰ قرار دے کر ملازمتوں پر مستقل کر دیا گیا۔ لیکن اب چونکہ حکومت ماضی کی روایات سے ہٹ کر ہزاروں ایڈھاک لیکچرارز کو برخاست کرنے کا فیصلہ کر چکی ہے۔ اس لئے ان لوگوں میں اضطراب اور بے چینی کا پایا جانا فطری عمل ہے۔ حکومت پنجاب کے اس فیصلہ سے نہ صرف بے روزگاروں کی تعداد میں مزید اضافہ ہو رہا ہے بلکہ ہمارے تعلیمی ماحول میں پائی جانے والی کشیدگی بھی بڑھ رہی ہے۔ اس لئے یہ مسئلہ اس بات کا

تقاضا کرتا ہے کہ اسے زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کیا جائے۔
تو اب جو لوگ اس تحریک التواء کے حق میں ہیں وہ اپنی سیٹوں پر کھڑے ہوں۔
(تحریک نامنظور ہوئی)

چودھری غلام رسول: صرف ایک معزز رکن اپنی سیٹ پر کھڑے ہوئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک معزز رکن کھڑے ہوئے ہیں۔ تو پھر اس کی Leave grant نہیں ہو سکے گی۔ چودھری صاحب اس کے لئے کچھ Conditions ہیں اور یہ تحریک التوائے کار ان Conditions پر پوری نہیں اترتی ہے۔ لہٰذا اس تحریک التوا کی Leave grant نہیں کی جا سکتی ہے۔ اب جو کچی آبادیوں کا مسئلہ ہے اس پر بحث جاری کی جاتی ہے۔

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب والا! میں جناب کی وساطت سے چیف منسٹر صاحب کے یہاں تشریف نہ رکھنے کی وجہ سے ان کے جانشین یا نائب لیڈر سے میں یہ درخواست کروں گا کہ وہ چند آدمیوں کی اپوزیشن کو باہر بٹھا کر ہمیں ذلیل نہ کرائیں۔ یہ مظاہرہ نہ کرائیں۔ ان کو واپس بلا لینا چاہیئے اور خواہ مخواہ کی ملت کی شہرت ان کو دینا اتنی بڑی اکثریت رکھنے کے باوجود اگر ہم ان چند آدمیوں کی باتوں کا جواب نہیں دے سکتے تو ہمیں حکومت کرنے کا یا برسر اقتدار کہلانے کا حق نہیں پہنچتا۔ میں نہایت ادب کے ساتھ یہ گزارش کروں گا کہ ان کو واپس بلا لینا چاہیئے۔ تاکہ ان کے ارمان باقی نہ رہیں۔

جناب کمال محمد خان لالیکا: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمایئے۔

جناب کمال محمد خان لالیکا: جناب والا یہ کام مستقل رانا صاحب کے ذمے لگا دینا چاہیئے۔ اور ان کو اس بات کا اختیار دے دینا چاہیے کہ جب یہ چاہیں لے آئیں اور جب وہ چاہیں اٹھ جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے تو عرض کیا تھا کہ رانا صاحب جائیں ان کو منا لائیں۔

آوازیں: رانا صاحب آپ کو اجازت ہے کہ آپ ان کو لے آئیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! جو لوگ عیدیں مناتے ہیں' روزے بھی وہی رکھتے ہیں۔ جو

وزراء صاحبان ہیں۔ وزیر تو وہ ہیں اور منتیں میں کروں مجھے کیا ضرورت پڑی ہے۔ حکومت کے مالک تو ادھر بیٹھے ہیں۔

(قہقہے)

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

رانا پھول محمد خان: وائیں صاحب بڑی ٹھنڈی طبیعت کے مالک ہیں۔ اگر وہ بھی ہمارے ساتھ آ جائیں تو اس میں ان کو کچھ محسوس نہیں کرنا چاہیئے۔ میں ادب سے گزارش کروں گا کہ وائیں صاحب آ جائیں۔ آپ کی عزت اس میں ہے آپ کا وقار اس میں ہے۔ آپ کا مقام اس میں ہے۔ آپ پارلیمانی روایات کو نظر انداز کر کے کوئی فائدہ نہیں اٹھائیں گے۔ آپ کو آ جانا چاہیئے۔ میں پھر نہایت ادب سے گزارش کروں گا کہ کوئی پہاڑ نہیں ٹوٹ پڑے گا۔ کیا ہم پر ہو جائے گا۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

رانا پھول محمد خان: وائیں صاحب کو چاہیئے اور یہ روایت رہی ہے۔ قائد حزب اختلاف ان میں شامل ہیں۔ آپ کا اور ان کا آمنا سامنا ہونے کے بعد چونکہ وزیر قانون صاحب سے اختلاف ہوا ہے۔ ان کی بجائے آپ زیادہ بزرگ ہیں آپ کو تشریف لے آنا چاہیئے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی: جناب سپیکر میرے خیال میں اس موضوع پر کافی تلخ باتیں ہوئی ہیں اور رانا صاحب نے جو ارشاد فرمایا ہے ویسے تو ایسے ایوانوں میں اور جمہوری اداروں میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف کو اپنا جمہوری کردار ادا کرنا چاہیے اور اگر کسی بات پر انہوں نے یہ خیال کیا تھا کہ ان کا اس پر احتجاج ہے۔ اور وہ بھی ریکارڈ پر آ گیا ہے۔ میرے خیال میں جس پس منظر میں انہوں نے یہ احتجاج کیا وہ محض جذباتی بات تھی۔ ویسے واقعاتی لحاظ سے اس کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا۔ میں نے جیسے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ ہمیں اپنے اپنے دائرے میں اپنا کردار احسن انداز میں پیش کرنا چاہیئے۔ اب اگر ان کو لانے والی بات ہے۔ میرے خیال میں اب ویسے بھی Recess کا وقت ہے۔ آپ اس وقت Recess کر دیں۔ اور اس دوران میں ہم ان سے بات کر لیں گے۔

سات مرلہ سکیم اور بے زمین مزارعوں میں سرکاری زمین کی تقسیم پر عام بحث

چودھری محمد صدیق سالار (پارلیمانی سیکرٹری): پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جب ہم لوگ کچی آبادیوں کی باتیں کرتے ہیں۔ یا گاؤں کے 7 مرلوں کی باتیں کرتے ہیں۔ تو اس کے لئے وقت بھی بہت تھوڑا ہے۔ اگر اس ہاؤس کا کورم ٹوٹ گیا تو وہ باتیں جو بہتری کے لئے ہوتی ہیں جس سے جناب غلام حیدر وائیں کی وہ رپورٹ جو انہوں نے عوام کے لئے بہترین رپورٹ تیار کی ہے۔ وہ جو انہوں نے لوگوں کی اچھائی کے لئے تیار کی ہے۔ بڑی دیر کے بعد لوگوں کی اچھائی کے لئے یہ قدم اٹھایا گیا ہے اس پر عام بحث کے لئے آج آپ اس ہاؤس میں اس موضوع پر بحث کو جاری فرمائیں۔ تاکہ تمام ممبران اپنے اپنے خیالات کا اس پر اظہار فرما سکیں۔ اور ان خیالات میں جناب وائیں صاحب ایک بہتر تحفہ کی شکل میں پنجاب کے عوام کو کچی آبادیوں کے مسئلے کو اور دیہاتی عوام کے 7 مرلے کے مسئلے کو حل کر دیں۔ تاکہ آنے والی اسمبلیاں ہم پر ناز کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس لئے آپ کے خیالات سننے کے لئے بحث کا آغاز کیا جا رہا ہے۔

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب سپیکر! میں پھر نہایت ادب کے ساتھ یہ گزارش کروں گا کہ ان میں وہ لوگ شامل ہیں کہ جو وزیر رہ چکے ہیں۔ ان جانے والوں میں واک آؤٹ کرنے والوں میں وہ لوگ شامل ہیں جو ہماری طرح حکومتی گروپوں میں رہے ہیں۔ میں وہ لفظ تو نہیں کہتا جو میری زبان پر آگیا ہے۔ میں واپس لیتا ہوں۔ (قہقہے)

وہ بھی رہے ہیں۔ ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کل کو ہم اپوزیشن میں ہوں اور وہ وزیر ہوں۔ پارلیمانی روایات کو ضائع کرنا نظر انداز کرنا انسانیت کے خلاف ہے۔ جمہوریت کے خلاف ہے۔ میں پھر درخواست کروں گا کہ وہ ان کے اس بھرم کو مٹانے کے لئے دو منٹ تکلیف فرما لیں۔ اور بڑا پن اسی میں ہے۔ اونچا پن اسی میں ہے۔ اور ہمیں اخلاقی قدریں مجبور کرتی ہیں کہ ہم ان کو ضرور بلائیں۔ وہ ہمارے بھائی ہیں۔

وزیر مال: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی چودھری صاحب آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔

وزیر مال: جناب سپیکر! ہم اس کو کوئی انا کا مسئلہ نہیں بنانا چاہتے ہیں اگر آپ اجازت دیں تو ہم ان کو بلا لاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بسترجی لے آئیں۔ اجازت ہے۔

(اس موقع پر وزیر مال' رانا پھول محمد خان' محترمہ شاہین عتیق الرحمان
واک آؤٹ کرنے والوں کو لینے چلے گئے)
(قطع کلامیاں)

میاں مختار احمد شیخ: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمایئے۔

میاں مختار احمد شیخ: یہ تمام اتنے اہم معاملات ہیں کہ ان کو ایک ایک دن ضرور دینا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب آج کا دن بھی پورا پڑا ہے۔ آپ آغاز تو فرمائیں۔

(اس موقع پر واک آؤٹ کرنے والے معزز ممبران ہاؤس میں تشریف لے آئے)

مخدوم زادہ سید حسن محمود: ہمارا جو ایجنڈا ہے۔ اس میں غریب مزاروں کو زمین دلانے کی تجاویز بھی ہیں۔ اس میں کچی آبادیوں کی تجاویز بھی ہیں۔ گورنمنٹ اسے معمولی سمجھے اور یہ سمجھے کہ ایک ہی دن میں یہ نمٹ جائیں۔ ہم اس کو معمولی نہیں سمجھتے۔ یہ دریا اور بڑی موثر سکیمیں ہیں۔ جس پر ہم عوام کی بھلائی کے لئے تجاویز بھی دینا چاہتے ہیں۔ ان کی تجاویز بھی بہت اچھی ہیں۔ لیکن اس میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ اس میں کچھ قباحتیں بھی ہیں۔ ہم یہ درخواست کریں گے کہ کوئی حرج نہیں کہ اسمبلی اگر کچھ دن اور بیٹھ جائے۔ ایک موضوع کے لئے ایک دن مقرر کیا جائے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی: جناب سپیکر! حزب اختلاف کی طرف سے کچی آبادیوں' 7 مرلہ سکیم اور اس 75 ہزار ایکڑ سرکاری اراضی کی تقسیم کے اہم موضوعات پر اپوزیشن کی طرف سے یا معزز اراکین کے دوسرے اراکین کی جانب سے جو بھی تجاویز آئیں گی انشاء اللہ ہم ان کو Welcome کریں گے اور اسی لئے ریکارڈ اس بات کا شاہد ہے کہ اس کے لئے تین دن رکھے گئے تھے کہ ہم تینوں موضوعات پر جس پر فاضل بھائی جو بھی جس موضوع پر بات کرنا چاہے وہ بیک وقت کر سکے گا۔ اور ہم یہ چاہتے تھے کہ یہ جو انقلابی قدم گورنمنٹ اٹھا رہی ہے اس سلسلے میں اس ایوان کو بھرپور اعتماد میں لیں۔ (نعرہائے تحسین)

مجھے افسوس ہے کہ اس اہم موضوع کو ہم نے سنجیدگی سے ابھی تک نہیں لیا ہے۔ میں نہایت ادب کے ساتھ گزارش کروں گا کہ ہم نے جو اس کے لئے تین دن وقف کئے تھے۔ اس موضوع پر بحث کرنے کی بجائے اس موضوع کے ساتھ ہم نے Justification نہیں کی۔ اور ہم نے اپنا بیشتر

وقت ایسے معاملات میں ضائع کیا جو کہ ہمیں نہیں کرنا چاہیئے تھا اور میں بھی اپنے اپوزیشن کے بھائیوں سے استدعا کر رہا تھا۔ اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ ان تینوں موضوعات پر جس پر بھی جو بھائی اپنا اظہار خیال کرنا چاہے وہ اظہار شروع کرے۔ اور اس میں اگر مزید وقت کی ضرورت پڑی تو دیکھا جائے گا۔ ہم تو اسی مقصد کے لئے لائے ہیں کہ اس پر مزید اظہار خیال کیا جا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری گزارش یہ ہے کہ اس کام کا آغاز کیا جائے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: دیکھیں جی! آپ کہتے ہیں کہ ناشتہ بھی کھاؤ' دوپہر کا کھانا بھی کھاؤ اور رات کا بھی اکٹھا کھاؤ۔ ہم کہتے ہیں ناشتہ الگ کرو' دوپہر کا کھانا الگ کھاؤ اور رات کا کھانا الگ کھاؤ۔ یہ سات مرلے کی سکیم ہے۔ ہم لوگ تیار ہیں۔ لیکن ہم اس موضوع کو بگاڑ کے پیش نہیں کرنا چاہتے۔ یہ سکیم بے زمین والوں کی ہے۔ کچی آبادیوں کی ہے اور یہ ان کی تجاویز ہیں۔ اب آپ سمجھتے ہیں کہ پانچ منٹ میں ہم اس کو Discuss کر سکتے ہیں۔ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب آپ کی کیا رائے ہے؟

جناب وزیر قانون: جناب والا! اس میں' میں یہ عرض کروں گا کہ چونکہ یہ سبجیکٹ ایک جیسا ہے۔ ان کو اکٹھا ہی پیش کیا گیا۔ اگر ہر سبجیکٹ پر علیحدہ علیحدہ بات کرنا شروع کی تو یہ ویسے بھی ممکن نہ ہو سکے گا کہ ہر ممبر تینوں موضوعات پر علیحدہ علیحدہ بول سکے۔ اس بارے میں ہم گزارش یہ کریں گے کہ چونکہ ہاؤس کا بزنس طے ہو چکا ہے۔ آج 24 تاریخ ہے' کل پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔ اگر وہ چاہتے ہیں کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے بھی اس پر رکھ لیں۔ ورنہ پھر اس پر بحث جاری رکھیں۔ اگر مناسب سمجھا گیا تو دیکھیں گے کہ کیا کرنا چاہیے۔ ابھی تک یہ ممکن نہیں ہے کہ ہاؤس کے بزنس کو بڑھایا جائے۔ 25' 26 اور 27 اس طرح یہ کرلیں گے کہ آج بھی اس پر بحث کر لی جائے اور کچھ حصہ اگر کل کرنا چاہیں تو کل کرلیں ورنہ 26 تاریخ کو بھی اس پر کچھ وقت دیا جا سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب اب بحث کا آغاز ہونا چاہیئے۔

وزیر قانون: ایک ایکٹ بھی پیش ہونا تھا۔ اس کی رپورٹ سٹینڈنگ کمیٹی سے آئی تھی۔ وہ بزنس 26 تاریخ کو رکھیں گے۔ اگر اس میں بھی تھوڑا سا بقایا وقت بچ گیا تو اس کی بقیہ بحث اس دن کر لی جائے گی۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! آپ نے اپنے مائیک پہ کمرے میں میری گزارش سن لی ہو گی کہ یہ سکیمیں اتنی وزنی ہیں' ان کو سرسری طور پر نپٹا دینا نہ مفاد عامہ کے حق میں ہے' نہ ہمارے ساتھ انصاف ہے۔ ہماری کچھ تجاویز بھی ہیں جو سنی جانی چاہئیں۔ اور میں عرض کر رہا تھا کہ ایک سکیم ایک دن Discuss ہو اور آپ نے ایک دن لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال کے لئے بھی رکھا ہوا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ یا تو Recess میں لاء منسٹر صاحب اور میں بیٹھ جاتے ہیں اور کوئی حرج نہیں کہ اگر اسمبلی تین دن اور بیٹھ جاتی ہے۔ اس میں آپ کی بھی تعریف ہو گی۔ آپ اپنے ممبروں کو بھی بلوائیں۔ ہم نے بھی اپنا نکتہ نظر پیش کرنا ہے' ہم نے بھی تجاویز دینی ہیں جو اس میں شامل ہونی چاہئیں۔ اور جو یہ میں تجویز پیش کر رہا ہوں یہ مفاد عامہ میں ہے۔ میں نے جناب سپیکر ایک مثال دی تھی کہ تینوں سکیموں کو ایک وقت میں Discuss کرنا ایسے ہی ہے جیسے ناشتہ' لنچ اور ڈنر اکٹھے کھائے جائیں۔ تو اس کے لئے مینو الگ ہے تجاویز الگ الگ ہیں ان کی مشکلات الگ ہیں۔ صرف کچی آبادیوں کو ان کی ملکیت دینے سے ان کے مسائل حل نہیں ہوتے۔ وہ تو ویسے ہی نہیں اٹھیں گے۔ لیکن جو لوازمات ہیں' جو سہولتیں ہیں اور جو ان کے گھروں کی ضروریات ہیں یہ وہ مسائل ہیں جن کو ہم نے اٹھانا ہے۔ صرف یہ تو نہیں ہے کہ ہم خوش ہو جائیں گے آپ نے انہیں پٹہ ملکیت دے دیا۔ یہ معمولی سکیمیں نہیں ہیں۔ یہ دور رس نتائج کی حامل ہیں۔ اس لئے میں گورنمنٹ سے درخواست کروں گا کہ کوئی پابندی نہیں ہے' کوئی قیامت نہیں آ جائے گی اگر تین دن اسمبلی اور بیٹھ جاتی ہے۔ اسمبلی اس لئے منتخب ہوئی ہے کہ وہ ان دور رس نتائج والی چیزوں پر سیر حاصل بحث کرے اور مفاد عامہ میں یہ ضروری ہے۔

جناب سپیکر: جناب لاء منسٹر صاحب یا دائیں صاحب کچھ فرمانا چاہیں گے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی: جناب سپیکر! میری گذارش یہ ہے کہ ریکارڈ شاہد ہے کہ ہم شروع ہی سے آواز بلند کر رہے تھے کہ یہ تینوں نہایت اہم موضوع ہیں۔ اور پنجاب کے غریب عوام نظریں اٹھا کر اس اسمبلی کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ ہم ان تینوں موضوعات پر بحث ختم کریں تاکہ اس کو عملی شکل میں سامنے لایا جا سکے۔ اور میں یہ بات نہایت احترام کے ساتھ عرض کروں گا کہ جس روز یہ مسئلہ پیش ہونا تھا اس سے تین روز ہم نے ایسے موضوع پر وقت ضائع کیا جس کا یہ ایوان گواہ ہے۔ اب میں جناب والا یہ گذارش کر رہا ہوں کہ ان تینوں موضوعات کو بیک وقت پیش کرنے کا مطلب یہ تھا ------

جناب سپیکر: کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ بولنا چاہتے ہیں۔

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMUD: Mr Speaker, do you agree that when I and the Law Minister wasted the time of the House by raising a constitutional issue. is it proper to say the House wasted its time.

پھر ہمیں کہتے ہیں یہ غلط بولتے ہیں۔ یہ غیر پارلیمانی لفظ ہے۔

No body wasted the time of the House. He only expresses certain opinions. The House may value it or it may not, but let us observe the true essence.

جناب سپیکر! آپ کی بات سے میں اتفاق کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کوئی بھی فاضل رکن اس ہاؤس کا وقت دانستہ ضائع نہیں کرنا چاہتا۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہمیں اپنے وقت کا احساس کرنا چاہیے۔ اب بھی ان تینوں موضوعات کو بیک وقت پیش کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ان میں سے دو سکیمیں بعض کچی آبادیوں کی سکیم اور سات مرلہ سکیم ایک جیسی ہیں۔ جو بھائی سات مرلہ سکیم پہ یا کچی آبادیوں پہ بات کرنا چاہے کر لے اور اس کے بعد تیسرا موضوع بھی اس لئے رکھا گیا تھا کہ اس میں کھلی چھٹی دی جائے تاکہ اپنے خیالات کا اظہار کھل کر کر سکے۔ اب بات وقت کی ہے۔ میں وقت کے متعلق پھر بھی Treasury benches کی طرف سے یہ Offer کرتا ہوں کہ ہم اس بات پر اتفاق کریں گے کہ کل کا پرائیویٹ ممبرز ڈے کو بھی ہم اس موضوع پر لائیں۔ جناب سپیکر اصل بات یہ ہے کہ ہم موضوع پر سنجیدگی سے آنا ہی نہیں چاہتے۔ اور یہ کہہ کر ہم اس کو پیچھے لے جانا چاہتے ہیں۔ ہم سرکاری بنچوں کی طرف سے یہ پیشکش کرتے ہیں کہ کل کا دن بھی اس پر مختص کیا جائے اور اس کے بعد اگر اس کی مزید ضرورت ہو تو اس پہ بھی غور ہو سکتا ہے کہ اگر ایک سیشن ڈبل کرنا پڑے تو اس کے لئے بھی ہم بالکل تیار ہیں۔ لیکن بات یہ ہے کہ ہم بات کا آغاز تو کریں۔ بات کا آغاز کرنے کی بجائے ہم اسے پیچھے لے جانا چاہتے ہیں۔ نام ہم کچھ لیتے ہیں کہتے ہم کچھ ہیں۔ اور پھر وہی بات آتی ہے کہ۔

ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

اس کے لئے ہمیں وقت دینا چاہیئے تھا جو ہم نے نہیں دیا۔ خدا کے لئے اب بھی وقت ضائع نہ کریں۔ بحث کا آغاز کریں۔ کل کے دن کو بے شک اس کے لئے مختص کر لیں اور اگر اس کے لئے

دوسرا سیشن کرنا پڑا تو سرکاری بنچز اس کے لئے بالکل تیار ہیں۔

جناب سپیکر: اس سلسلہ میں میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس سلسلہ میں میری لاء منسٹر صاحب سے بات ہوئی ہے اور میں کہوں گا کہ انہیں اس سے اتفاق ہے کہ اس بحث کے لئے کچھ اور وقت دیا جا سکتا ہے۔ میرے خیال میں میری بات کی آپ تصدیق فرمائیں گے۔

وزیر قانون: میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اگر مزید وقت چاہیں تو سیکنڈ سیشن کر لیں یا 26 تاریخ کا کچھ بھی وقت رکھ لیں۔ کل 25 تاریخ بھی اس کے لئے مختص کر لیں۔ پرائیویٹ ممبرز ڈے میں جو بزنس رکھا گیا ہے اگر اسے

With all regards to the opinion of the respective Private Members

لے لیا جائے تو بہتر ہو گا۔ یہ بھی مفاد عامہ میں ہے کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے بھی رہنا چاہیئے۔ لیکن یہ اس سے زیادہ ضروری ہے۔

جناب سپیکر: اس میں' میں سمجھوں گا کہ آپ کو یقیناً اس بات کا اقرار ہے اور آپ اس بات کو یقیناً سمجھتے ہیں کہ یہ جو بزنس ہے اور یہ جو رپوٹیں ہیں جن پر آپ نے بحث کے لئے دعوت دی ہے یہ گورنمنٹ کا بزنس ہے اس کو جتنا بھی High light کریں گے یہ گورنمنٹ کے مفاد میں ہو گا۔

وزیر قانون: اس پر بحث شروع کر دیں۔ بعد میں مشورہ کر لیں گے۔

جناب سپیکر: اس پر ہم مزید بات کر لیتے ہیں۔ ہم اس میں مسئلہ صرف یہ رہ جاتا ہے اگر اس پہ وقت مقرر کیا جا سکتا ہے تو کیا ان کو علیحدہ علیحدہ Discuss کر لیا جائے۔ اس کو اگر Separately discuss کر لیں کہ سات مرلہ سکیم کو الگ کر لیں' کچی آبادیوں کو آپ الگ کر لیں اور 75000 ایکڑ زمین کو الگ کر لیں' اس میں آپ کو کوئی اعتراض ہے۔

جناب وزیر قانون: میں عرض کروں گا کہ اس طرح ممکن نہیں ہو سکے گا۔ ہر معزز ممبر یا جو صاحب بھی بولنا چاہیں گے اس سات مرلہ سکیم پر وہ پھر 75 ہزار ایکڑ پر بھی کچھ کہنا چاہیں گے کہ ان کی کچی آبادیوں کے بارے میں کیا رائے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک مسودہ ایک ڈھانچہ ہم نے اپنے فاضل ممبران کو See off کر دیا ہے یوں تصور کیجئے کہ ان کی روشنی میں یوں Improve کرنے کی اگر مزید کوئی تجاویز ہوں تو دیں۔ اب تجاویز پر اپنے آپ کو مختص کریں تو پانچ سے دس منٹ کافی ہیں۔ تقاریر کی بجائے اگر ہم تجاویز پر آ جائیں تو بہتر ہو گا۔ ہماری کمیٹی کے فاضل ممبران جو اس پر مختص

ہیں وہ ان ساری تجاویز کے نوٹس لے رہے ہیں اور Inspection department نوٹس لے رہے ہیں اس لئے جو صاحب جو بات کہیں گے ان کو روک دیا جائے گا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کو اکٹھے ہی لینا چاہیے ان کو Restrict کرنا کہ دوسرے Subject پر وہ بات نہ کریں یہ مشکل ہو جائے گی اور Precticable بھی نہیں ہو گا اس لئے اس کو اکٹھا ہی لے لیا جائے اور ٹائم کی Extention کی بات اگر آپ چاہیں گے تو کل میں آپ کو بتا دوں گا کہ مزید کتنا ٹائم مختص کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی رانا پھول محمد خان پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان: جہاں تک ان پلاٹوں کی تقسیم کرنے کا تعلق ہے۔ جو مویشی پالنے کے لئے مختص کئے گئے تھے ان کی الاٹمنٹ کا طریقہ کار الگ ہے۔ وہ زمین سرکار کی ہے۔ اور جہاں تک کچی آبادیوں کے حقوق ملکیت دینے کا تعلق ہے۔ اس میں کچھ زمین سرکار کی ہے اور کچھ زمین مالکان کی ہے اور جہاں تک سات مرلے کا تعلق ہے جن چکوک میں سرکاری زمینیں ہیں وہاں تو حکومت آسانی سے فیصلہ کر سکتی ہے لیکن جہاں مالکان کی اراضی پر اطلاق کرنا پڑے گا اس معاملے میں حکومت اتنی خودمختار نہیں کہ سول کورٹوں کے اختیارات بھی خود لے لئے۔ ان تینوں چیزوں کو الگ الگ بحث میں لانا چاہیے' ان کے ہر پہلو پر اچھی طرح سے نظر ڈالنی چاہیے تاکہ اس میں کوئی قانونی سقم نہ رہ جائے' میں یہ گزارش کروں گا کہ ان تینوں کو الگ الگ بحث میں لایا جائے۔

جناب سپیکر: جناب ملک اللہ یار خان صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

ملک اللہ یار خان: جناب والا! مجھے آپ کی تجویز سے اور رانا پھول محمد خان کی تجویز سے اتفاق ہے یہ انتہائی اہم موضوعات ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کے نقطہ نظر سے ہی ان موضوعات کو الگ الگ زیر بحث لایا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا اور ان موضوعات پر تمام اراکین اسمبلی کو بھی اگر علیحدہ علیحدہ اظہار خیال کرنے کا موقع دیا جائے تو ہر ایک موضوع پر وہ زیادہ اچھے طریقے سے اظہار خیال کر سکیں گے۔ اس لئے میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر قانون کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ وہ اس پر غور فرمائیں اور ان موضوعات پر علیحدہ علیحدہ بحث کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جناب چٹھہ صاحب۔

جناب نعیم حسین چٹھہ: جناب والا! اکثر و بیشتر تقریباً" سارے ممبران نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ

یہ معاملہ بڑا اہم ہے اور اس پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی جانی چاہیے۔ کیونکہ ایک ایسی کلاس کا مفاد وابستہ ہے جس کے پاس دیہاتوں میں نہ کوئی مکان ہے نہ کوئی زمین ہے اور اس قسم کے لوگوں کا شہر میں کوئی مکان نہیں اور اسے بھی کچی آبادیوں کے ساتھ سلجھانا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تینوں مسائل ایک ہی Clause ایک ہی قسم' ایک ہی قسم کے تعلق اور ایک قسم کے مفاد سے وابستہ ہیں۔ لہٰذا جیسا کہ محترم قائد حزب اختلاف نے یہ کہا ہے کہ یہ Dinner; Lunch اور Breakfast, کو اکٹھا کھانے کے مترادف ہے میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ایک ہی کھانا ہے اور اس کے تین چار حصے ہیں' یعنی چاول' سالن اور چپاتی۔ تو انہیں ایک دوسرے کے ساتھ منسلک رہنا چاہیئے۔

(تالیاں)

لہٰذا' میں سمجھتا ہوں کہ ان سارے موضوعات کو جو ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہیں ان کو ایک ہی وقت میں بحث میں لانا چاہیے اور مزید وقت ضائع کئے بغیر ہمیں اسے شروع کرنا چاہیے اور وقت کی ضرورت پڑی تو یہ Extend کیا جا سکتا ہے۔ ہماری یہ دو تین دن کی بحث برائے بحث ہے اسے ختم کیا جائے۔

جناب سپیکر: جناب میاں افضل حیات صاحب اپنی کل کی تقریر کو جاری فرمائیں۔ شیخ صاحب میرا خیال ہے کہ ہمیں اس پر اب اصل بات کی طرف آنا چاہیے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: فیصلہ کیا ہوا۔

جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ میاں افضل حیات صاحب اپنی کل کی تقریر جاری رکھیں تو اس دوران فیصلہ ہو جائے گا۔

مخدوم زادہ حسن محمود: میں تو اتنا اہل نہیں ہوں کہ ان تینوں مسائل پر ایک ہی وقت میں تقریر کر سکوں۔ میرے پاس مواد الگ ہے ان کا ایک دوسرے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ مسائل بالکل مختلف ہیں۔ ضروریات ہر ایک کی بالکل مختلف ہیں' ان کی تجاویز مختلف ہیں' کم از کم میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں اس قابل نہیں ہوں کہ ان تینوں کو ملا کر تقریر کر سکوں۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ اصل میں کل سے اس پر Debate شروع ہو چکا ہے' آج اس کا دوسرا روز ہے جیسا کہ ہم استدعا کر رہے تھے کہ اس کا وقت ضائع نہ کیا

جائے' اگر میاں صاحب کل اس پر اپنا اظہار خیال فرما رہے تھے تو میرے خیال میں اس کو جاری رکھا جائے۔ اگر وقت کی ضرورت ہوئی تو انشاء اللہ اس پر غور ہو گا۔ اور پھر اس بات پر میرے حزب اختلاف کے دوستوں نے کوئی اظہار خیال نہیں کیا کہ اگر یہ اتنا اہم موضوع ہے جس پر کہ کوئی دو رائے نہیں ہیں تو ہم نے یہ تجویز پیش کی ہی تھی کہ کل کا دن بھی اس کے لئے رکھ لیں اور دوسرا اجلاس میں بھی لے لیں' میاں صاحب اس پر اپنا اظہار خیال کریں کیونکہ یہ تو ایک سلسلہ ہے' ایک موضوع شروع ہو چکا ہے اور آج اس کا دوسرا روز ہے اور ہم نے اب بات دوسری شروع کر دی ہے۔ اور پھر وقت ضائع کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ اس پر معاملہ نبٹ سکتا ہے اگر Treasury benches اس بات پر اتفاق کر لیں کہ قائد حزب اختلاف اس پر علیحدہ علیحدہ موضوعات پر بول لیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ باقی صاحبان کو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ سارے معاملات ایک جیسے ہیں اور ان پر ایک ہی وقت میں بات ہو سکتی ہے۔

میاں محمد اسحاق: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب والا! میرے خیال میں اب ہمیں اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر بھی استحقاق نہیں رہا۔

جناب سپیکر: میں آپ سے پہلے چودھری محمد رفیق صاحب کو پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کی اجازت دوں گا۔

چودھری محمد رفیق: شکریہ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ مجھے حیرت ہوتی ہے کہ گورنمنٹ بنچوں کی طرف سے یہ کہنا کہ اگر ضرورت پڑی تو وقت بڑھا دیا جائے گا۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اگر اس کی ضرورت ہے تو ابھی سے اس کا تعین کیوں نہیں کر لیا جاتا کہ آج سات مرلہ کر لیں' اگلے روز کچی آبادیاں کر لیں اور اگلے روز 75 ہزار ایکڑ اراضی کی تقسیم کا کر لیں۔ ایک ہی وقت میں ان تمام پر بحث کرنا گویا تمام معاملات کو گڈمڈ کر دینے والی بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومتی بنچوں میں یہی سوچ ہو گی کہ تمام معاملہ گڈمڈ کر دیا جائے یا کسی اور طرف سے بہتر تجاویز پیش نہ ہوں۔ یہ الگ الگ بحث کرنے پر کیا امر مانع ہے جبکہ یہ وقت دینے پر بھی تیار ہیں تو پھر یہ کیوں کہتے ہیں کہ اگر ضرورت پڑی تو وقت بڑھا دیا جائے گا۔ تو اب پہلے ہی سے وقت کیوں نہیں بڑھا دیا جاتا۔ اس کے لئے آج ہی سے' اس وقت سے دن مخصوص کر دیئے جائیں تو ہم اس معاملے کو ابھی شروع کر دیتے ہیں۔ ہم تو شروع کرنا چاہتے ہیں مگر آپ ہی شروع نہیں کرنے دیتے۔ یہ لفظ کہ اگر ضرورت پڑی یہ "اگر" کا

معاملہ کیوں بیچ میں کیوں لاتے ہیں۔ جناب والا! یہ Conditioned بات ہے یہ لوگ تو مشروط باتیں کر رہے ہیں۔

MR. SPEAKER : Chaudhri Sahib will you please take your seat.

چودھری صاحب آپ تشریف رکھیں گے' ملک صاحب آپ بھی تشریف رکھیں گے۔ جناب میاں افضل حیات صاحب اپنی بات جاری رکھیں گے اور مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب قائد حزب اختلاف ہیں اس لئے ان کا یہ استحقاق ہے کہ وہ زیادہ وقت کے لئے بھی بول سکتے ہیں۔

میاں محمد افضل حیات: جناب والا! سات مرلہ سکیم پر میں بات کر چکا ہوں۔ تھوڑی سی بات رہ گئی تھی۔ جب Facts & Figers کی بات ہو رہی تھی تو میں عرض کر رہا تھا کہ کئی جمع تفریق اور جو انہوں نے اعداد و شمار دیئے ہیں' ان میں کافی غلطیاں ہیں۔ اب یہ پتا نہیں کہ یہ غلطیاں پلاٹس کی ہیں یا ان کی غلط تقسیم کی ہیں۔ اس کے متعلق میں نے مثال کے طور پر گجرات کا ذکر کیا تھا کہ وہاں پر تین ہزار پانچ سو انتیس پلاٹوں کا حساب لگایا گیا جس کے لئے چوبیس ہزار سات سو تین مرلہ زمین چاہیے۔ جو کہ 154 ایکڑ تین کنال اور پانچ مرلے بنتی ہے۔ ادھر پندرہ سو پچاس ایکڑ زمین لکھی گئی ہے۔ اسی طرح سے جو رقوم خرچ ہوئی ہیں' اس میں بھی ہر جگہ پر غلطیاں ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ غلطیاں کیوں کی گئی ہیں؟ یہ عمداً" ہوئی ہیں یا سہواً"؟ اور میں گزارش کروں گا کہ مہربانی کرکے اب ان کو ٹھیک فرمایا جائے۔

جہاں تک چھوٹے مالکان میں پچھتر ہزار ایکڑ کی تقسیم کا سلسلہ ہے جو رپورٹ پیش کی گئی ہے' میں اس میں سے تھوڑا سا پڑھ کر عرض کرتا ہوں۔ جو زمین کمرشل لائیو سٹاک سکیم پر مختص کی گئی ہے وہ مختلف اقسام کی ہے۔ یعنی نہری' بارانی' سیلابی' بنجر قدیم اور غیر ممکن۔ کئی جگہوں پر زیر زمین پانی کھاری ہے۔ وہ آب پاشی کے قابل نہیں ہے۔ اسی طرح اس زمین میں سے اکثر زمین ریت کے بڑے بڑے ٹیلوں پر مشتمل ہے۔ اور کئی جگہ تھور اور سیم زدہ ہے۔ جناب والا! اب آپ خود یہ خیال فرمائیں کہ اکثر زمین تو ریت کے بڑے بڑے ٹیلوں پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ سیم اور تھور بھی ہے۔ بنجر جدید بھی ہے اور بنجر قدیم بھی ہے۔ اب باقی جو قابل کاشت رقبہ ہے' وہ کتنا بچ جاتا ہے اور اس کی Development کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ عام طور پر جو کالونیاں بنائی جاتی ہیں' پہلے وہ علاقہ Develop کیا جاتا ہے اور پھر لوگوں کو دیا جاتا ہے۔ اب جب چھوٹے کاشتکاروں کو بارہ ایکڑ یا اس سے کم دیا جائے گا تو وہ اس کو کیسے Develop کریں گے۔ اگر وہ قرضے لیں گے تو ان کی ادائیگی کیسے کر سکیں گے؟ آپ سب حضرات جو یہاں تشریف فرما ہیں کہ چھوٹا یا کوئی بھی زمیندار جو

ہے' اس سے آج تک قرضہ نہیں اتارا جا سکا۔ جب بھی وہ کسی Development کے لئے قرضہ لیتا ہے اس کی آمدنی اتنی کم ہوتی ہے کہ وہ قرضہ اتارنے کی طاقت کبھی نہیں رکھ سکتا۔ اس لئے اس سکیم کو بنانے سے پہلے ہمیں یہ پتا ہونا چاہیے کہ کتنی زمین ریت کے ٹیلے ہیں اور وہ کہاں پر ہے۔ کتنی زمین سیم اور تھور کی ماری ہوئی ہے۔ کتنی زمین غیر ممکن ہے اور کتنی زمین بنجر قدیم ہے۔ کیونکہ ان علاقوں کو آباد کرنا نہایت مشکل ہوتا ہے۔ اور بقایا زمین کہاں پر ہے۔ جس کو ہم نے تقسیم کرنا ہے۔ اور پیچھے کوئی زمین بچتی بھی ہے یا نہیں۔ کیونکہ میرے خیال میں جب یہ ساری قسمیں نکال دی جائیں تو پیچھے اتنی زمین نہیں بچے گی جس کے اوپر بحث کے لئے ہم یہاں پر اکٹھے ہوئے ہیں۔

اس کے علاوہ جو زمین تقسیم ہونی ہے' اگر کوئی بچ گئی تو' اور اگر اس قابل ہوئی کہ اس کو تقسیم کیا جائے تو اس کی تقسیم کا کیا طریقہ کار ہو گا؟ جو طریقہ کار ادھر وضع کیا گیا ہے' تجربے سے یہ پتا چلتا ہے کہ اس کے خواہش مند حضرات بہت ہوں گے اور زمین اتنی نہیں ہو گی کہ ان کو دی جا سکے اور اس کا سارا بوجھ اور ذمہ داری تقسیم کرنے والے پر ہو گی۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ جو اس کے مستحقین ہیں' ان کی فہرست بنائی جائے اور پھر ان میں قرعہ اندازی کے ذریعے اس کو تقسیم کیا جائے۔

جناب والا! اس کے علاوہ تیسرا فوری مسئلہ یہ ہے کہ کیا وہ زمین جہاں پر ہے' ان کی رہائش کے لئے وہاں کالونیاں بنائی جائیں گی؟ کیا وہاں پر پہلے سے آبادی موجود ہے یا نہیں ہے۔ کیونکہ وہ تو دوسرے دیہی علاقوں سے باہر ہیں۔ جہاں پر آبادیاں ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہاں ابھی تک ایسے کوئی ٹکڑے موجود نہیں ہیں۔ اس کے متعلق بھی کوئی واضح بات نہیں کی گئی۔ اس لئے اس کام کو شروع کرنے کے لئے یہ ساری تجاویز پہلے منظور ہونی چاہئیں۔ پہلے ان کو بنانی چاہئیں اور پھر اس کے اوپر یہ کام جاری کرنا چاہیے۔ مہربانی۔

جناب سپیکر: جناب سردار نصر اللہ خان دریشک صاحب

سردار نصر اللہ خان دریشک: شکریہ جناب والا! جناب سپیکر' اس اہم ترین موضوع پر سب سے پہلے میں سات مرلہ سکیم کے بارے میں جناب کی خدمت میں گزارش کروں گا۔ میں اپنے بھائی جناب ریونیو منسٹر صاحب کا ازحد شکرگزار ہوں کہ انہوں نے ہمارے ضلع راجن پور میں تمام بے گھر لوگوں کو باگھر کر دیا ہے اور اس کے نتیجے میں ہمارے ضلع کے لئے کوئی پلاٹ نہیں رکھا گیا۔ یہ دانستہ کیا گیا ہے یا نادانستہ' بہرصورت مجھے یہ انتہائی افسوس سے گزارش کرنی پڑتی ہے۔ جو رقم ڈیرہ غازی خان ڈویژن پر خرچ کی جا رہی ہے وہ اکتیس لاکھ روپے ہے۔ بہاول پور ڈویژن پر انتالیس لاکھ روپے اور

گوجرانوالہ ڈویژن پر تیرہ کروڑ روپے۔ Charity being at home کی مثال مشہور ہے لیکن کچھ تو:

حد چاہیے جفا میں عقوبت کے واسطے
آخر گناہ گار ہوں کافر نہیں ہوں میں

جناب والا! اس طریقے سے یہ اس علاقے کے لوگوں کے ساتھ سراسر ناانصافی ہے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب' آپ کے شعر کی پوری طرح سمجھ نہیں آئی۔

سردار نصراللہ خان دریشک:

حد چاہیے جفا میں عقوبت کے واسطے
آخر گناہ گار ہوں کافر نہیں ہوں میں

جناب والا! "سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم" سنتے تھے' ہمیں شبنم بھی نہیں مل رہی۔ جناب والا! میں ایک گزارش پیش کرنا چاہتا ہوں کہ 30 کروڑ روپے کے پلاٹ خریدے جا رہے ہیں۔ میری یہ تجویز ہے کہ ایک ایک کروڑ روپے 28 ضلعوں کے لئے مختص کر دیا جائے۔ ہر علاقہ میں ضرورت ہے راجن پور ضلع پسماندہ ترین' غریب ترین' مستحقین ترین اور اس علاقے میں سب سے زیادہ سرکاری زمین اس وقت بھی موجود ہے۔ یہاں لکھا ہوا ہے کہ سرکاری زمین نہیں ہے۔ میں معذرت کے ساتھ ایک یہ گزارش پیش کرتا ہوں کہ معلوم نہیں کہ یہ سہواً" کی گئی ہے یا دانستہ طور پر کی گئی ہے اس کا وہ فوری طور پر نوٹس لیں۔ اس کے علاوہ میں یہ تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں جو پلاٹ اور جو مختلف اسناد برائے الاٹمنٹس منسوخ کرنے کی تجویز دی گئی ہے میری یہ عاجزانہ گزارش ہے جو پچھلی حکومت نے جو اسناد دیں تھیں' ان کو منسوخ نہ کریں۔ ہم کوئی اچھی روایت نہیں قائم کر رہے ہیں۔ ورنہ آج جو ہم اسناد دے رہے ہیں آنے والی حکومت ان کو منسوخ کرے گی۔ یہ ایسے نہیں ہونا چاہیے بلاوجہ وقت ضائع کریں گے جو Cancel کرائیں گے پھر نئی بنوائے گے وہ لوگ سرکاری اور نوکر شاہی کے چکر میں پڑ کر بلاوجہ خرچہ ہو گا میری یہ گزارش ہے کہ یہ غلط مثال ہمیں قائم نہیں کرنی چاہیے جن لوگوں کو پہلے ملی ہیں ان کے پاس رہنے دیں اور جن لوگوں کو آپ نئی دینا چاہتے ہیں اس کے علاوہ جناب والا! میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ 75 ہزار ایکڑ زمین جس کے بارے میں میاں افضل حیات نے پڑھ کر سنایا ہے اسی ورکنگ پیپر میں لکھا ہوا ہے کہ ایک کروڑ اور دس لاکھ ایکڑ سرکاری زمین ابھی تک تقسیم کرنے کے لئے پڑی ہوئی ہے اس میں سے 75 ہزار ٹیلے سیم تھور ہم نے ساڑھے بارہ ایکڑ کے حساب سے ہم نے غریب لوگوں میں تقسیم کر دی ہم نے کونسا معرکہ مار لیا ہے۔

اگر غریب لوگوں کو دینی ہے تو ایسی زمین دیں جس سے وہ بے چارے اپنا پیٹ تو پال سکیں۔ ایسا نہ ہو جو کچھ ان کے پلے ہے اس کو لگا کر پھر وہ فارغ ہو کر ہمارے اوپر بوجھ بنیں۔ جناب والا! کچی آبادیوں کے بارے میں کافی تفصیلی جائزہ لیا گیا اور ورکنگ پیپر میں ہمارے بھائی غلام حیدر وائیں صاحب نے بہت اچھی تجاویز پیش کی ہیں۔ ہمیں کوئی ایسا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے جس سے اس چیز کی بنیاد ختم ہو اس اصل مرض کی بنیاد ہمیں معلوم کرنی چاہیے وہ کہتے ہیں:

"Deal with the causes and you will deal with the consequences."

اصل وجہ کیا ہے لوگ کیوں کچی آبادی میں آتے ہیں۔ لوگ شہروں کی طرف کیوں رخ کرتے ہیں۔ اگر آپ وہ تمام سہولتیں جو شہروں میں میسر ہیں وہ ان کو دے دی جائیں تو وہ شہروں میں نہیں آئیں گے۔ اور یہ مسئلہ خود بخود ہی حل ہو جائے گا۔ تو میری یہ گذارش ہے کہ ایسا نہ ہو کہ کچی آبادیوں کا سلسلہ شیطان کی آنت کی طرح الجھتا چلا جائے۔ بلکہ کوئی ایسا طریقہ کار وضع کریں کہ یہ حل ہو اور اصل مسئلہ یہ ہے کہ آپ دیہاتی علاقوں جو 7/5 مرلہ کے جو پلاٹ دے رہے ہیں ان کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ وہاں کے لوگوں کو پانی' بجلی اور سمال انڈسٹریز کے مواقع دیں۔ جب ان کو یہ تمام چیزیں میسر ہوں گی وہ شہر کی طرف رخ نہیں کریں گے۔

جناب والا! آخر میں میں جناب والا کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اپنے بھائی کی خدمت میں یہ گذارش کرتا ہوں کہ کم از کم فوری طور پر ہمارے راجن پور ضلع کے لئے کچھ کریں وگرنہ مجھے وہاں میرے ضلع کے لوگ جب میں واپس جاؤں گا تو وہ پوچھیں گے وہ 7 مرلے کی سکیم زیر بحث آئی تھی تو آپ ہمارے لئے کتنے پلاٹ لے آئے ہیں اگر میں نے یہ ورکنگ پیپر دکھایا تو وہ مجھے ضلع کی حدود میں داخل نہیں ہوں گے۔

جناب سپیکر: مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا! میں اپنی گذارشات پرسوں جو دن مقرر ہوا ہے پیش کروں گا۔

جناب سپیکر: جناب چودھری محمد رفیق صاحب۔ موجود نہ ہے۔ چودھری محمد اکرام صاحب۔

چودھری محمد اکرم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آج آپ نے اپنے غریب بھائیوں کے متعلق اظہار خیال کا موقع دیا ہے۔ جناب والا! ایوان میں پیش ہونے والے تینوں مسودات ایک ہی طبقہ سے تعلق رکھنے والے افراد کے متعلق ہیں۔ جو نہ صرف پنجاب بلکہ

پاکستان بھر میں ایک ہی اکثریتی طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جناب والا! بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ قیام پاکستان کے بعد سے آج تک سیاسی لوگوں نے اپنے مقاصد کے لئے ان بے بس لوگوں کو اپنے مقاصد کے لئے ان کو استعمال کرنے کی کوشش کی ان کے ساتھ ہمدردی کرنے کی کوشش تو کی گئی لیکن ان کے مسائل کی طرف پوری طرح دھیان نہیں دیا گیا وہ وعدے وقت کے ساتھ ساتھ نعروں میں تبدیل ہوتے گئے آخرکار وہ نعرے بھی ختم ہو گئے۔

جناب والا! یہاں ذکر کرنا ضروری سمجھوں گا کہ یہ طبقہ ملک کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی تصور ہوتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ کسی بھی سابقہ حکومت نے خاصہ دھیان نہ دیا اب موجودہ حکومت نے اپنے ان غریب بھائیوں کے مسائل کو نہ صرف ایوان میں پیش کرکے بلکہ اپنے منشور میں شامل کرکے ان کے ساتھ مکمل ہمدردی کا ثبوت دیا ہے۔ میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب اور چائف سیکرٹری مسلم لیگ جناب غلام حیدر وائیں صاحب اور وزیر مال صاحب ان کی ان تجاویز کو پیش کرنے پر اور ان تجاویز کو مسلم لیگ کے منشور میں شامل کرنے پر میں ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور ساتھ ہی یہ توقع کرتا ہوں کہ آج کی حکومت اگر پوری دیانتداری سے کوشش کرے تو ان غریب بھائیوں کے مسائل آج بھی حل ہو سکتے ہیں۔ اگر آج بھی ہم نے کچھ کوتاہی یا لاپرواہی سے کام لیا تو ان غریب لوگوں کی رہی سہی امیدیں بھی ختم ہو جائیں گی اور جس کا انجام ناقابل تلافی ہو گا۔ جناب سپیکر! آج سے قبل ماضی قریب کے مارشل لاء سے قبل 5 مرلہ سکیم شروع کی مگر اس کے عمل در آمد میں اتنی پیچیدگیاں پیدا ہوئیں جن پر احسن طریقہ سے عمل در آمد نہ ہو سکا۔ اس وقت کی حکومت نے ان نقائص کو دور کرنے کے لئے کوشش نہ کی۔ آج ہم نے سابقہ حکومتوں کی رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے ایک جامع منصوبہ تیار کرنا ہے تاکہ اس میں کوئی مزید کوتاہی یا رکاوٹ پیش نہ آ سکے۔ جناب والا! یہاں موجودہ حکومت اور جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ یہ کام ایک بہت بڑا کارنامہ قرار دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑا امتحان اور آزمائش ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس معزز ایوان کے معزز اراکین سنجیدگی سے اس پر غور کرکے مناسب آراء سے ان پیش کردہ مسودات میں ترامیم کرکے منظور کرانے میں پورا پورا تعاون کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ کی اجازت سے اس مسودہ میں اپنی طرف سے ترامیم پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔ جناب والا! کچی آبادی اور 7 مرلہ سکیم کے پلاٹ غریب عوام کو بغیر معاوضہ کے دیا جائے۔ نمبر2 فوری طور پر سابقہ 5 مرلہ سکیم اور موجودہ 7 مرلہ سکیم کو لوگوں کے مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔ کچی آبادیوں کو ترقیاتی اخراجات وصول نہ کئے جائیں۔ یتیم اور بیوگان کو مالی امداد عشر کی رقم سے دیئے جائیں تاکہ وہ اپنے گھر بنا سکیں۔

نئی ہاؤسنگ سکیم تیار کرکے ان لوگوں کے لئے بغیر سود کے قرضہ جات جاری کئے جائیں۔ دیہات میں جو 7 مرلہ سکیم میں دیگر بنیادی ضرورتوں کے علاوہ جہاں نچلا پانی کڑوا ہے جہاں لوگ نسوں یا کھالوں سے پانی پیتے ہیں ان کے لئے ترجیحی بنیادوں پر ڈگیاں بنانے کے لئے رقوم فراہم کرے نیز ان 7 مرلہ اور 5 مرلہ سکیم کا ازسرنو سروے کیا جائے۔ 5 مرلہ سکیم میں جہاں پہلے لوگ وہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور جن کا قبضہ ہے۔ نیز ان پانچ مرلہ سکیم کا ازسرنو موجودہ پوزیشن میں سروے کیا جائے۔ پانچ مرلہ سکیم میں جو پہلے لوگ وہاں پر بیٹھے ہیں' جن کا قبضہ ہے' ایسے لوگوں کو جو مستحق لسٹ میں آتے ہیں' انہیں وہاں سے بے دخل نہ کیا جائے بلکہ انہیں بھی وہی جگہ الاٹ کی جائے۔ اس کے ساتھ میں بے زمین چھوٹے کاشتکاروں کے متعلق عرض کروں گا۔ یہاں پر اس رپورٹ میں 75 ہزار ایکڑ زمین کا ذکر کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ 75 ہزار کی بجائے جو بقایا سرکاری زمین بشمولہ 75 ہزار کل رقبہ 1 کروڑ 8 لاکھ 18 سو 17 ایکڑ بنتا ہے۔ اس کی تقسیم کا پروگرام بنانا چاہیے۔ اور یہ ان لوگوں میں تقسیم ہو جو چھوٹے کاشتکار ہیں اور 4 ایکڑ سے کم کے مالک ہیں یا مزارعین ہیں۔ حقوق ملکیت کے لئے قابل کاشت رقبہ کی شرح حسب سابق سو اور ایک سو پچاس روپے فی پیداوار یونٹ کے حساب سے مقرر کی جانی چاہیے۔ جیسا کہ رپورٹ میں ذکر کیا گیا ہے کہ جو 75 ہزار ایکڑ زمین ہے اس میں اکثر ٹیلے ہیں یا بنجر قدیم ہے اس کی شرح حقوق ملکیت کے لئے پچاس روپے فی یونٹ مقرر کی جانی چاہیے۔

جناب [redacted]! الاٹمنٹ کے لئے یہاں پر بلدیاتی ارکان کو شامل کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہاں ایک ممبر ضلع کونسل جو کہ بلدیات کا ایک اہم ممبر ہے اس کو بھی شامل کیا جانا ضروری ہے۔ اس کے لئے میں تجویز کروں گا کہ الاٹمنٹ کمیٹی اور سیکشن کمیٹی میں ایم پی اے متعلقہ چیئرمین ضلع کونسل اس کا ممبر ہو۔ چیئرمین متعلقہ یونین کونسل اس کا ممبر ہو۔ متعلقہ چک کا کونسلر' نمبردار یا پٹی دار اس کا ممبر ہو۔ اور متعلقہ اسسٹنٹ کمشنر اس کا ممبر ہو۔ ان پانچ آدمیوں پر مشتمل وہ کمیٹی ہونی چاہیے جو اس پر عمل در آمد کرے۔ آخر میں' میں امید کرتا ہوں کہ یہ معزز ایوان اپنی مناسب آراء اور ترامیم کے ساتھ اس بل کو پاس کرنے میں پورا پورا تعاون کرے گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: جناب چودھری محمد رفیق صاحب۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! پانچ منٹ میں ان تینوں موضوعات کا احاطہ کر لینا میرے لئے ممکن نہیں۔ ہمارا زور اس بنا پر تھا کہ ہر روز ایک موضوع زیر بحث آئے۔ کم از کم پانچ منٹ ملیں گے تو

اس کے ساتھ ساتھ کچھ انصاف کر سکیں گے۔ اب میری گزارش یہ ہے کہ ان تینوں موضوعات کے لئے میرے ذہن میں جو خیالات تھے ان کی Precis بناؤں گا۔ Precise کروں گا اور مجھے جو کچھ کہنا ہے وہ کروں گا۔ کل کے لئے اجازت دی جائے تاکہ اس ٹائم میں جو آپ تجویز کریں گے اپنے خیالات کو Precise کر سکوں۔

جناب سپیکر: جناب میاں ممتاز احمد قیانہ صاحب

میاں ممتاز احمد قیانہ: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں موجودہ حکومت اور برسر اقتدار پارٹی مسلم لیگ کے تمام لوگوں کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے ملک کے سب سے بڑے اہم مسائل اور وقت کی سب سے اہم ضرورت کو اس ایوان میں پیش کرکے یہ موقع دیا کہ ہم نے جو وعدے اپنے انتخابات کے دوران اپنے حلقے کے لوگوں سے کئے ان کے لئے عملی طور پر کچھ کرنے کے قابل ہوں۔ جناب والا! یہ تینوں سکیمیں جن میں سات مرلہ سکیم' 75 ہزار زرعی اراضی کی تقسیم اور کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق کے مسائل اتنے زیادہ اہم اور اتنے فوری طلب ہیں کہ ان کے لئے ہمیں جتنی جلدی ممکن ہو سکے عملی طور پر اقدامات کرنے چاہئیں۔ ہمیں یہ چاہیئے کہ ہم فوری طور پر سات مرلہ سکیم کے لئے اس سیشن کے بعد عملی طور پر جا کر عوام کو بتائیں اور ان سے درخواستیں طلب کرکے انہیں الاٹمنٹ کر دیں گے۔ جناب والا! ہمیں یہ بھی سوچنا پڑے گا کہ ہم نے ان سکیموں کو دوسری سابقہ ماضی کی سکیموں سے مختلف اور بہتر انداز میں عوام کو مہیا کرنی ہیں۔ جناب والا! ہم اب جو سات مرلہ سکیم جاری کرنے جا رہے ہیں اسے پہلے نمبر پر سات مرلہ سکیم کا نام نہیں دینا چاہیے۔ اس سے ایک طبقہ کی خصوصی طور پر دوسرے طبقوں سے تفریق پیدا کرتے ہیں۔ ہمارے خیال میں سات مرلہ سکیم کو کسی بھی دوسرے اچھے نام سے موسوم کیا جائے جس سے ان کی دل آزاری کی بجائے ان کو یہ احساس ہو کہ انہوں نے اپنا حق حاصل کیا ہے یا اس ملک میں ان کی عزت اور وقار میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں ہوئی۔ اس سلسلے میں چاہے اسے بہبود کالونی کا نام دیا جائے یا قائد کالونی کا نام دیا جائے۔ جو بھی ہو بہرحال اسے سات مرلہ سکیم کے نام سے کسی صورت میں عوام کے سامنے نہیں لانا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ ہم اپنے میں سے کچھ لوگوں پر ترس کھاتے ہوئے انہیں کوئی چیز جیسے بھیک میں دے رہے ہیں۔ لہٰذا عوام کے ان حقوق کے لئے ہم جو بھی کریں گے۔ ان میں ان کی عزت نفس کا ہمیں ہر حالت میں خیال رکھنا پڑے گا۔

ہمارے خیال کے مطابق جناب والا! جس طرح ایک رکن نے کہا کہ ایک کروڑ روپیہ ہمیں

مختلف سکیموں کے لئے مختلف جگہوں پر درکار ہو گا۔ تو ایک کروڑ روپیہ ہر ضلع میں تقسیم کر دینا چاہیے مناسب نہیں۔ جو طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے کہ ہر ضلع کی ضرورت کے مطابق جتنا رقبہ وہاں پر درکار ہو گا حکومت خریدے گی۔ یہ ایک بہترین سکیم ہے۔ اور ان اضلاع کو قطعاً" اس پیسے کی ضرورت نہیں جہاں پر گورنمنٹ لینڈ پہلے سے موجود ہے۔ لہٰذا اس سکیم کو زیادہ فعال بنانے کے لئے صرف ان علاقوں میں گورنمنٹ کے پیسے خرچ کئے جائیں جہاں گورنمنٹ لینڈ موجود نہیں ہے۔ جہاں پر ضرورت کے مطابق گورنمنٹ لینڈ موجود ہے وہاں پر کسی قسم کے فنڈ دینے کی ضرورت نہیں۔

جناب والا! جہاں تک پرانے علاقوں کی سندات کو ختم کرکے نئے سرٹیفکیٹ دینے کی بات ہے تو اس کا بھی ہمیں تفصیلی طور پر جائزہ لینا پڑے گا۔ مسئلہ یہ ہے کہ جن کی پہلے الاٹمنٹ ہو چکی ہے انہوں نے اس طریقے سے وہاں موقع پر اپنے قبضوں کو منتقل کیا ہے یا کوئی منافع بخش کاروبار کی صورت میں لے آئے ہیں کہ واقعی اس چیز کی روک تھام کے لئے ہمیں فوری طور پر کوئی ایسا طریقہ کار اختیار کرنا پڑے گا کہ آئندہ اس چیز کی پریکٹس نہ ہو سکے کہ کچھ کاروباری لوگ ہماری ان سکیموں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پلاٹ حاصل کریں اور پھر ان کو دوسروں کے ہاتھ بیچ کر ایک تجارت کا سلسلہ شروع کرتے ہوئے ایک لامتناہی سلسلہ جاری کر دیں اور اس کے ساتھ ہمیں اس بات کی بھی ضرورت پڑے گی کہ پہلے جو سرٹیفکیٹ جاری کئے گئے تھے اس کے بعد سے اب تک جو سات مرلہ سکیموں میں نئے لوگ جا کر' بے گھر لوگ جا کر صحیح معنوں میں حقدار لوگ جا کر آباد ہوئے ہیں انہیں بھی ہم نے تحفظ دینا ہے اور ان کے لئے ہمیں سرٹیفکیٹ دینے کی ضرورت محسوس ہو گی۔ لہٰذا اس کے لئے جو تجویز پیش کی گئی ہے وہ اس بات کی ہمیشہ کے لئے ثبوت بن جائے گی کہ جس شخص کو یہ سرٹیفکیٹ دیا گیا ہے وہ ہمیشہ کے لئے اس کا مالک بن سکے گا۔ اور یہ سلسلہ جو تجارت کا ہے یہ بھی اس سے ختم ہو جائے گا۔

جناب والا! جہاں تک 75 ہزار ایکڑ زرعی زمین کے تقسیم کرنے کا مسئلہ ہے تو واقعی یہ ایک بہت بڑا معرکہ ہے اور ایک بہت بڑا زرعی انقلاب لانے کا پیش خیمہ ہے۔ ایک بہت بڑا کامیاب معرکہ ہماری حکومت کی طرف سے سرانجام دیا جا رہا ہے۔ تو اس سلسلے میں کچھ حضرات نے یہ کہا کہ جناب یہ تو بنجر قدیم ہے۔ بنجر جدید ہے۔ پتا نہیں ٹیلے ہیں یا کیا بلا ہے۔ تو اس سلسلے میں میں عرض کروں گا کہ ایک کروڑ آٹھ لاکھ ایکڑ میں سے جو قابل کاشت یا جس کو آسانی کے ساتھ قابل کاشت بنایا جا سکتا ہے تو گورنمنٹ نے پہلے Phase کے طور پر یہ 75 ہزار ایکڑ کی سکیم ہمارے سامنے رکھی ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس سکیم کے ختم ہوتے ہی باقی ماندہ جتنی سرکاری زمینیں ہیں اس کے لئے بھی

اسی طرح کی الاٹمنٹ کیٹیاں بنا کر ان کو مختلف سکیموں میں تبدیل کر کے وہ بھی ان مزارعین میں جن کے پاس اپنی حقوق ملکیت نہیں ہیں' تقسیم کر دی جائے گی۔

جہاں تک اس سکیم میں قیمت کا تعین گورنمنٹ کی طرف سے یا ہماری پارٹی کی طرف سے پوچھا گیا ہے تو اس سلسلہ میں میں یہ گزارش کروں گا کہ اس میں زیادہ سے زیادہ قیمت ایک سو روپے فی زرعی یونٹ کے حساب سے ہونی چاہیے اس سے زیادہ کسی صورت بھی ہمیں یہ چیز گوارا نہیں ہے۔ اگر ہم اسے بالکل مفت کر دیں تو اس میں تھوڑا سا ایک اور مسئلہ بھی پیش آئے گا کہ زمین چونکہ مختلف کیٹیگریز میں ہے' کچھ زرعی ہے' کچھ کا نہری پانی ہے' کچھ کا کڑوا پانی ہے' کسی پر ایک جگہ پر پانی ہے ہی نہیں' تو اس کو ہم نے نئے سرے سے کرنا ہے تو اس چیز کو ڈویلپمنٹ کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے ہمیں چاہیے کہ ہم سو روپے فی یونٹ کے حساب سے پیسے مختص کریں اور اس سے جو آمدنی ہمیں حاصل ہو' وہ اس سکیم کی ڈویلپمنٹ کے سلسلہ میں ہم خرچ کر کے اس کو جلد از جلد مکمل کرنے کی کوشش کریں' جہاں تک قبضوں کے اجراء کا مسئلہ ہے اور اس کو قابل کاشت بنانے کے سلسلہ میں گورنمنٹ کی اعانت کا مسئلہ ہے تو یہ ایک انتہائی احسن اقدام ہو گا کہ جن لوگوں کو یہ زمین الاٹ ہو ان کو فوری طور پر بلا سود زرعی قرضہ جات مہیا کئے جائیں اور ان کے ساتھ گورنمنٹ کی طرف سے اور بھی جتنی زیادہ سہولیات ہوں دی جائیں' لیکن ان کے لئے ایک شرط بھی ہونی چاہیئے کہ وہ تین سال کے اندر کم از کم اس زمین کو قابل کاشت بنا کر اپنی ملکی زرعی پوزیشن کو مستحکم کرنے میں اپنا صحیح کردار ادا کریں۔

جہاں تک کچی آبادیوں کا مسئلہ ہے' ہمارے لئے کچی آبادیوں میں جو سب سے بڑا مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ پرائیویٹ لوگوں کی زمینوں پر جو لوگ بیٹھے ہیں ان کو حکومت کس طرح سے حقوق ملکیت دے' جسے حل کرنا ہمارے لئے سب سے اہم ہے۔ جناب والا! ہوا یہ ہے کہ کوئی ایسی ہمارے پاس کچی آبادیاں ہیں جن پر 20'20 اور 25'25 سال سے لوگ آباد ہیں اور ان کے مالکان اس چیز کو گوارا کر چکے ہیں اور ان کو اب نئے سرے سے بے دخل کرانا' یا گورنمنٹ اس پر پیسے خرچ کرے اس سے ہمارا بہت سارا قیمتی سرمایہ ضائع ہو گا۔ لہٰذا میری اس سلسلہ میں یہی گزارش ہے کہ کچی آبادیوں پر جہاں بھی کوئی شخص جس طریقہ سے بھی بیٹھا ہے' چاہے وہ پرائیویٹ لینڈ ہے' چاہے وہ گورنمنٹ لینڈ ہے' ہمیں فراخ دلی کا ثبوت دیتے ہوئے ان کو انہیں مالکانہ حقوق دینے چاہئیں اور ہر حالت میں ہم نے کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق دے کر اپنے کئے ہوئے وعدوں کو پورا کرنا ہے۔ لہٰذا اگر ہم دیہاتی علاقوں میں بھی یہ سکیم رائج کر دیں کہ کسی بھی گاؤں میں اگر کوئی شخص عرصہ دراز سے اپنے کچے

مکان بنا کر کوئی قابض ہے یا اپنا ایک اس نے سہارا ڈھونڈا ہوا ہے تو اس کو بھی اگر ہم مالکانہ حقوق دے دیں تو گورنمنٹ کا بہت سارا پیسہ جو وہ زمین کی قیمتوں پر خرچ کرنا چاہتی ہے تو وہ بچ جائے گا اور اس سے ایک اور بڑا فائدہ یہ ہو گا۔

جناب والا! کہ ہمیں نئے سرے سے نئی کالونیوں میں' نئی بستیوں میں' نئی سکیموں میں ڈویلپمنٹ چارجز پر خرچ کرنے سے بھی ہماری جان چھوٹ جائے گی اور وہی پرانی بستیاں جہاں پر لوگ پشت ہا پشت سے بیٹھے ہوئے ہیں' ان کو اگر مالکانہ حقوق دے دیں تو وہ لوگ بھی بستے رہیں گے' اور وہ جو ہمارا پرانا ماحول ضائع ہوتا جا رہا ہے اس کو دوبارہ نئے سرے سے اکٹھا کر کے اپنے قومی مفادات کے تحت اور اپنے علاقہ کی ضرورت کے مطابق ان گاؤں کو آباد رکھنے میں بھی معاون ثابت ہو گی۔ ـــــ شکریہ جناب

جناب سپیکر: جناب محمد شاہ کھگہ صاحب ـــــــ نہیں ہیں۔
جناب ریاض حشمت جنجوعہ

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: کھگہ صاحب آ گئے ہیں۔ پہلے وہ اپنی تقریر کر لیں۔

جناب محمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! سب سے پہلے میں اس سکیم پر جو کہ گورنمنٹ نے پاس کی ہے' اس پر مبارک باد دیتا ہوں۔ بنیادی طور پر ہم لوگ منتخب ہو کر یہاں آئے ہیں' اس کے بعد سب سے موثر اور قابل تعریف سکیم یہی ہے۔ اس سکیم سے ہم نے جو وعدے اپنے عوام اور اپنے ووٹرز کے ساتھ کئے تھے' ہم واپس جا کر انہیں خوشخبری سنائیں گے کہ ہم انہیں کچھ نہ کچھ دے رہے ہیں' اس میں 7 مرلہ سکیم جو ہے وہ میرے خیال میں زمینداروں اور کاشتکاروں کے لئے جو کہ چھوٹے مالکان ہیں' یا بے گھر کسان جن کے پاس رہنے کے لئے زمین نہیں ہے ان کے لئے یہ سکیم سب سے زیادہ موثر اور اہم ہے' 80 فیصد ہماری آبادی گاؤں میں رہتی ہے جس کا زیادہ تر انحصار زراعت اور کھیتی باڑی' یا اسی طرح سے زراعت کے پیشہ سے ڈائرکٹ یا ان ڈائرکٹ طور پر زراعت کے پیشہ سے ہے۔ سابقہ گورنمنٹ نے 5 مرلہ سکیم جاری کی تھی جس میں انہوں نے' میں یہ انہیں کہوں گا کہ انہوں نے نہیں دیئے ہیں' لیکن انہوں نے ایک سکیم کو Interoduce کیا اور اس کے بعد اس پر تھوڑا یا بہت عمل درآمد کیا۔ اس سے اس گورنمنٹ کی شہرت میں اضافہ ہوا۔ اور ہماری گورنمنٹ جو کہ اس دفعہ بنی ہے اور جس طریقہ پر یہ چل رہی ہے' اس نے یہ پہلی سب سے موثر کارروائی انہوں نے کی ہے' اس میں کافی قباحتیں بھی ہیں جو کہ ہمارے لئے آئندہ جب ہم باہر جا کر لوگوں کو بتائیں

گے۔ اس میں کافی قباحتیں پیش آئیں گی۔ اس مسئلہ میں جو کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں' جو کمیٹیوں کو ذکر کیا گیا ہے' اس میں اسسٹنٹ کمشنر کو رکھا گیا ہے۔ ممبر صوبائی اسمبلی اور یونین کونسل کے چیئرمین بلدیہ حضرات کو بھی ممبر بنایا گیا ہے۔ تو میرا خیال ہے کہ بہتر یہ تھا کہ بجائے اسسٹنٹ کمشنر کے اگر وہاں کے منتخب نمائندوں کو اس کمیٹی میں شامل کیا جاتا۔ اور وہ تجاویز اپنی پیش کریں کہ فلاں گاؤں میں اتنے آدمی کو اتنی زمین چاہیئے' وہ لے کر اس کو فائنل کیا جاتا تو یہ میرے خیال میں زیادہ موثر تھا۔ اسسٹنٹ کمشنر' آپ کو یہ نہیں بتا سکتے ہیں کہ علاقہ میں' گاؤں میں کتنے آدمیوں کو زمین چاہیئے۔ اصل مسئلہ جو کہ 7 مرلہ کا یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ آدمی مستفید ہوں۔

اس کے بعد دوسرا مسئلہ کچی آبادیوں کا ہے' تو کچی آبادیوں کا مسئلہ زیادہ تر شہروں میں ہے کیونکہ آج تک ہمارے دیہاتوں میں کچی آبادیاں نہیں ہیں' کچی آبادیوں میں زیادہ تر شہروں کی بات آتی ہے لیکن جس طرح ممتاز قیانہ صاحب نے فرمایا ہے کہ گاؤں والوں کو بھی اگر وہ 10'15 سال سے وہاں پر آباد ہیں اور اگر انہوں نے مکان بنائے ہوئے ہیں۔ تو انہیں بھی مالکانہ حقوق دے دیئے جائیں۔ میرا خیال یہ ہے کہ ان کی یہ تجویز بہت اچھی ہے اور اس پر بھی عمل درآمد کیا جائے تو اس سے حکومت کا کافی رقبہ بھی بچ سکتا ہے اور اس کے علاوہ ترقیاتی اخراجات کی بھی بچت ہو سکتی ہے۔

تیسرا جناب والا 75000 ایکڑ رقبہ لائیو سٹاک کے لئے پہلے وقف کیا گیا تھا۔ اب گورنمنٹ نے وہی رقبہ ساڑھے بارہ ایکڑ کے حساب سے غیر زمیندار طبقہ کو دینے کا اعلان کیا ہے تو یہ ایک خوش آئندہ قدم ہے اور اس میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جن اضلاع میں رقبہ نہ ہونے کے برابر ہے مثلاً ہمارا ساہیوال ڈسٹرکٹ ہے وہاں پر جو پہلے سکیم بنائی گئی تھی اس میں صرف اڑھائی یا تین سو ایکڑ رقبہ ہے۔ وہاں پر دوسرے اضلاع کی نسبت جس طرح سے خانیوال میں بہت زیادہ رقبہ ہے یا ملتان میں اور بہاولپور میں ہے' تو اس طرح سے یہ بھی مساوی بنیاد پر تقسیم کیا جائے۔ اگر ایک ضلع میں رقبہ نہیں ہے تو ان کے جو ممبر حضرات ہیں یا وہاں کے غریب عوام کو اگر دوسرے اضلاع میں دینا پڑے لیکن انہیں بھی برابری کی بنیادوں پر رقبہ دینا چاہیئے۔ آخر میں' میں یہ عرض کروں گا کہ میں آج پہلی دفعہ بولا ہوں۔ کچھ ہچکچاہٹ سی ہے۔ اس لئے صحیح بول نہیں سکا ہوں اس لئے معذرت خواہ ہوں۔

آوازیں: بہت اچھا بولے ہیں۔

پیر محمد شاہ کھگہ: اصل میں بنیادی طور پر یہ جو تینوں سکیمیں ہیں یہ بڑا خوش آئندہ قدم ہے اور

انشاء اللہ ہم جب اس اجلاس کے بعد واپس اپنے حلقوں میں جائیں گے تو ہم اپنے عوام کو اپنے دوستوں کو جنہوں نے ہمیں یہاں منتخب کرکے بھیجا ہے' ہم انہیں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ آپ نے ہمیں منتخب کرکے بھیجا ہم آپ کے لئے کچھ نہ کچھ لائے ہیں۔ پہلے تو ہم جب اجلاس میں آتے تھے تو وہ یہ پوچھتے تھے کہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ ہم یہی کہتے تھے کہ ابھی تک ہم تیاریوں میں ہیں ابھی ہم آپ کو کیا دیں گے۔ لیکن انشاء اللہ اب ہم یہ کہنے میں فخر محسوس کریں گے کہ ہم آپ کے لئے کچھ نہ کچھ لائے ہیں۔ مہربانی۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب اگر آپ پہلی دفعہ بولے ہیں تو بہت ہی اچھا بولے ہیں۔ جناب جاوید اقبال چیمہ صاحب۔

جناب جاوید اقبال چیمہ: جناب والا! اس وقت کورم بھی نہیں ہے اور میں زیادہ آدمیوں کے سامنے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ یہ پوائنٹ آؤٹ کرنا چاہتے ہیں کہ کورم نہیں ہے۔

جناب جاوید اقبال چیمہ: جی ہاں۔

جناب سپیکر: آپ نے کورم کا پوائنٹ آؤٹ کر دیا ہے۔

چودھری محمد اشرف: جناب والا! وہ کل تقریر کرنا چاہتے ہیں۔

جناب جاوید اقبال چیمہ: جناب والا! پوائنٹ آؤٹ کر دیا ہے۔

جناب سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! اگر ایوان میں کورم نہ ہو تو کوئی بھی ممبر بجا طور پر اعتراض کر سکتا ہے اور اگر چیمہ صاحب نے اعتراض کیا ہے تو یہ ان کا اعتراض بجا ہے۔ چودھری اشرف صاحب نے ایسے ہی محض کارروائی ڈالنے کے لئے بات کی ہے۔

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! حکومتی پارٹی کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ ایوان میں کورم کو پورا رکھیں۔

چودھری محمد صدیق سالار (پارلیمانی سیکرٹری): جناب والا! اپوزیشن Benches کا بھی یہ فرض

ہوتا ہے کہ وہ کارروائی میں مکمل حصہ لیں۔

بیگم نجمہ حمید (پارلیمانی سیکرٹری): جناب سپیکر! اپوزیشن والے قوم کے اور غریبوں کے اتنے ہمدرد بنتے ہیں کہتے ہیں کہ وقت بڑھایا جائے۔ دوسری طرف یہ کہتے ہیں کہ کورم نہیں مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ اس کی کیا وجہ ہے؟

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! پہلی بات تو یہ ہے کہ چودھری صدیق سالار صاحب کا اعتراض غلط ہے۔ غیر متعلقہ ہے۔ مگر میں یہ کہتا ہوں کہ تناسب نکال لیا جائے۔ حکومتی پارٹی کے جو ارکان ہیں ان کا تناسب بھی نکال لیا جائے اور حاضری کی گنتی کرلی جائے اور جو اپوزیشن Benches سے تعلق رکھنے والے ارکان ہیں ان کا تناسب بھی دیکھ لیا جائے۔ اگر آپ یہ تناسب دیکھیں گے تو پھر بھی ہم ان کی تعداد سے زیادہ ہوں گے۔

جناب سپیکر: کورم نہیں ہے۔ گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(گھنٹیاں بجائی گئیں۔)

جناب سپیکر: دوبارہ گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم نہیں ہے اس لئے اجلاس کل صبح 9:30 بجے تک کے لے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی منگل 25 فروری 1986ء صبح 9:30 بجے تک کے لئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

منگل' 25 فروری 1986ء

(سہ شنبہ 15 جمادی الثانی 1406ھ)

جلد 5 —— شمارہ 7

سرکاری رپورٹ

مندرجات

منگل 25 فروری 1986ء

		صفحہ نمبر
تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ	-----	563
پوائنٹ آف آرڈر	-----	564
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	-----	570
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	-----	599
غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	-----	605
مسئلہ استحقاق		
دوران اجلاس معزز رکن پر فقرے بازی	-----	607

(جاری) .....

.....(جاری)

تحاریک التوائے کار

		صفحہ نمبر
سرکاری ہسپتالوں میں بستر فیس کے خلاف حقارت	------	613
سوشی پال سکیم کے تحت سرکاری اراضی کی تقسیم	------	614
ضلع جھنگ کے کاشتکاروں کو ناکافی پانی کی فراہمی	------	616
گنے کی قیمت میں ناکافی اضافہ	------	623

مسودہ قانون

مسودہ قانون ترمیم ہنگامی قانون مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1986ء	------	628

قراردادیں (مفاد عامہ سے متعلق)

غیر ہنر مند ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کی تجویز	------	632
صنعتی شہروں میں ڈرائی پورٹ کا قیام	------	635
دونوں کے اندراج کے لئے شناختی کارڈ کی پابندی سے مستثنیٰ کیا جائے۔	------	651

.....

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس

منگل 25 فروری 1986ء

(سہ شنبہ 15 جمادی الثانی 1406ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 9 بج کر 50 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۟ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

س آل عمران ۔ آیت ۸۱ ۔ ۸۵ ۔ ۱۹

اور جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ میں تم کو کتاب اور دانائی عطا کروں۔ پھر تمہارے پاس ایک رسولؐ آئیں جو تمہاری کتاب کی تصدیق کریں تو تمہیں ضرور ان پر ایمان لانا و یقین کرنا ہو گا۔ اور ان کی مدد کرنی لازمی ہو گی۔

تو کیا تم سب نے اقرار کر لیا اور اس اقرار پر مجھے ضامن بنا لیا تو (تمام نبیوں) نے کہا کہ ہاں ہم سب نے اقرار کر لیا۔ اللہ نے فرمایا کہ تم سب اس عہد و پیماں کے گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

بے شک پسندیدہ دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہے اور اہل کتاب نے جو اس دین سے اختلاف کیا تو وہ علم حاصل ہونے کے بعد آپس کی ضد سے کیا اور جو اللہ کی آیات کو نہ مانے تو اللہ جلد حساب لینے والا اور سزا دینے والا ہے۔

وما علینا الاالبلاغ

مولانا منظور احمد چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

وزیر خزانہ: جناب والا! تلاوت کے متعلق پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ مولانا صاحب کو تلاوت کے بعد اعتراض ہو رہا ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: آپ ان کی بات تو سنیں کہ وہ کہتے کیا ہیں؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا! میں آپ کی توجہ اس بات کی طرف دلاؤں گا کہ جس وقت اجلاس شروع ہوا آپ نے ایک بہت اچھی روایت قائم کی کہ یہاں پر جو سابقہ روایت کے مطابق گرز پڑا ہوا تھا اسے آپ نے اٹھا لیا اور یہ گاؤن جو ہمارے قاری صاحب پہنتے ہیں' سیکرٹری صاحب بھی پہنتے ہیں' جناب بھی پہنتے ہیں یہ بھی غیر اسلامی ہے اور یہ رومی عیسائیوں کا نشان اور شعار ہے۔ اگر آپ اس کی بجائے اسلامی روایات کے مطابق اسلامی اور شرعی چغہ اگر آپ پہننا پسند فرمائیں تو میں جناب کی خدمت میں پیش کر سکتا ہوں۔ گاؤن رومی عیسائیوں کا ایک شعار ہے جو کہ پادری صاحبان پہنتے تھے اور اب ہائی کورٹ میں بھی ہمارے ججوں نے اسے پہننا ترک کر دیا ہے اور اسے ترک کر کے اس اسلامی چغے کو اختیار کیا ہے۔ اگر اسلامی روایات کے مطابق ہمارے ہائی کورٹ کے ججوں نے بھی اسے ترک کر دیا ہے تو میں جناب سے بھی اسلامی روایات کے مطابق یہ امید کروں گا کہ جس طرح آپ نے پہلے بھی ایک اچھی روایت قائم کی ہے آپ یہ روایت بھی قائم کریں۔ جیسے ہمارے ایک معزز رکن کل فرما رہے تھے کہ ہم نئی اور عمدہ روایت قائم کریں گے۔ آپ ایک نئی روایت کا اضافہ کریں۔ یہ میری آپ سے استدعا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

مسٹر پیٹر جان سہوترا (پارلیمانی سیکرٹری سوشل ویلفیئر): جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے۔ جناب مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اگر وہ کچھ اسلامی روایات کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں تو بصد شوق کریں لیکن کسی قومیت کو بیچ میں لانے سے ان کے جذبات مشتعل ہوتے ہیں اور دل آزاری ہوتی ہے۔ اپنی شعائر کو پیش کر سکتے ہیں۔ لیکن میری ان سے یہ گزارش ہے کہ کسی قوم کو بیچ میں نہ لائیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا! یہ کوئی تنقید نہیں ہے یہ تو امر واقعہ ہے کہ یہ رومی عیسائیوں کا نشان اور شعائر ہیں۔ ہم اپنے اسلامی شعائر کے مطابق یہ مطالبہ کر رہے ہیں یہ تو ایک

واقعہ ہے کوئی تنقید نہیں ہے۔ اپنے مسلمان بھائیوں کو یہ عرض کر رہے ہیں کہ آپ ان شعائر کو ترک کر کے اسلامی روایت کے مطابق اس چغے کو اپنائیں تو ایک اور بہتر مثال قائم ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب تنقید کے تو بے شمار پہلو ہیں اور ہر چیز پر تنقید کی جا سکتی ہے۔ ابھی آپ وہ بات کر رہے ہیں کہ وہ گرز جو ہم نے یہاں سے اٹھوا دیا ہے۔ اس سلسلے میں میرے پاس بے شمار اراکین اسمبلی آئے ہیں اور انہوں نے مجھے یہ کہا ہے کہ جو ایک روایت سالہا سال سے محیط تھی آپ کو اسے توڑنا نہیں چاہیے تھا میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہر چیز پر اعتراض ہو سکتا ہے۔ جیسے اس کی موجودگی پر اعتراض تھا ویسے اس کی عدم موجودگی پر بھی اب تک اعتراض موجود ہے کہ آپ کو ان روایات کو توڑنا نہیں چاہیے تھا' ویسے بھی ہمارا یہ پارلیمانی طرز حکومت ہاؤس آف کامن اور ہاؤس آف لارڈز سے ملتا جلتا ہے' تو اس سلسلے میں تو ہمیں بہت سی باتوں پر غور کرنا ہو گا۔ شکریہ۔ آپ نے اس کی نشاندہی کی ہے ــــــــ

ایک آواز: شکر ہے کہ سوٹ ٹائی پر نظر نہیں پڑی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا! چونکہ ہائی کورٹ میں اس پر عمل درآمد ہو چکا ہے۔ اس لئے اگر اسمبلی میں بھی آپ اس روایت کو قائم کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ ایک بہت اچھی روایت ہو گی اور اگر سپیکر صاحب مناسب سمجھیں تو سعودی عرب کے مشائخ نے مجھے یہ چغہ ایک ہدیہ کے طور پر پیش کیا تھا۔ اگر آپ اپنے چغے کو اتار دیں تو میں یہ چغہ جناب کی خدمت میں پیش کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب آپ خود ہی اگر دیکھیں کہ آپ نے گاؤن زیب تن فرمایا ہوا ہے' اس میں اور میرے گاؤن میں صرف رنگ کا فرق ہے۔

چودھری ارشاد علی: جناب والا! ان کا جو گاؤن ہے اس کا کپڑا باہر کا ہے۔ اور آپ نے جو گاؤن پہنا ہوا ہے اس کا کپڑا پاکستان کا بنا ہوا ہے۔ (قہقہے)

میاں عبدالمجید: جناب والا! غلط اور صحیح میں زیادہ فرق نہیں ہوا کرتا معمولی فرق ہوتا ہے اور پھر مولانا صاحب نے ایک اچھی بات کی ہے ہمیں اس پر تنقید نہیں کرنی چاہیے بلکہ اس بات کی تائید کرنی چاہیے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم اپنی غلط بات پر اڑے رہیں۔ انہوں نے ایک اچھی بات کہی ہے اس لئے ہمیں اسے تسلیم کرنا چاہیے یہ الگ بات ہے کہ ہم اسے نہ مانیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: مولانا چنیوٹی صاحب نے جو تجویز پیش کی ہے۔ وہ اسلامی نظریے

کے تحت پیش کی ہے اور ان کے جذبات قابل ستائش ہیں۔ میری عرض ان سے علیحدہ ہے۔ میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں جو میں روز نہیں کرتا۔ میرے اپنے نظریہ کے مطابق اور اسلام کی روح کے مطابق کسی کے آگے bow کرنا یا سر جھکانا' میں سمجھتا ہوں کہ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ میں استدعا کروں گا کہ اس کے بجائے ممبر صاحبان جب اندر تشریف لائیں تو السلام علیکم کہیں۔ یہ bow نہ لگائیں یا سر نہ جھکائیں۔ یہ اسلامی روایت کے خلاف ہے۔ یہ سر سوائے خدا کے حضور کسی کے آگے جھک نہیں سکتا۔ انشاء اللہ میرا تو سر اور کسی کے آگے نہیں جھکے گا۔ یہ میرے تمام بھائی ہیں۔ ان کو سر جھکانے کی بجائے السلام علیکم کہنا چاہیے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : چودھری صاحب کی اس بات کی میں بھی تائید کرتا ہوں۔ اسلامی روایات کے مطابق مسلمان کو السلام علیکم ہی کہنا چاہیے۔

جناب سپیکر: ویسے یہ عباء' قبا اور گاؤن جو ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے اس کا رواج اسلام میں آیا اور گاؤن جس کو آپ دوسرے لفظوں میں کیا کہیں گے؟

آوازیں: قباء یا چوغہ۔

جناب سپیکر: قباء یا چوغہ کہیں گے۔ یہ اسلامی رواج ہے اور بزرگان دین نے ہمیشہ اس قسم کا لباس زیب تن کیا ہے۔ تو آپ ہر بات کو بدیسی یا انگریزوں کی بات کیوں کہہ دیتے ہیں۔ آپ اس کو اس انداز میں بھی take up کر سکتے ہیں کہ یہ گاؤن جو ہے یہ اسلامی لباس ہے اور انگریزوں نے ہماری تقلید کی ہے اور اگر آپ تاریخ کو دیکھیں تو آپ کو بے شمار ایسی اچھی روایات انگریزوں میں اور دوسرے ممالک کے لوگوں میں نظر آئیں گی۔ جو کہ اسلامی روایات ہیں اور ہمارے قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے ان کو اپنایا۔ تو گاؤن کے بارے میں آپ ذرا اس کی تحقیق فرمائیں۔ میرے خیال میں یہ ایک اسلامی لباس ہے اور ہمارے بزرگوں نے اس کو اپنایا تھا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : جناب اس کے ڈیزائن کا فرق ہے۔ اس کے ساتھ ایک ہیٹ بھی ہوتا ہے وہ جناب نہیں پہنتے ہیں۔ اس کے ساتھ ایک ہیٹ لازمی جز ہے۔ میں نے بھی اس کی کچھ انکوائری کی ہے۔ اس کے متعلق معلومات حاصل کی ہیں۔ جو priest ہوتے تھے وہ ہیٹ کو بطور ٹوپی کے اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ جس کے تحت وہ تنخواہ نہیں لیتے تھے اور وہ لوگ ان کو امداد کے طور پر پیسے دے دیتے تھے۔ وہ بھی اس کا ایک جز تھا۔ جس کو آپ نے ترک کیا ہوا ہے۔ اس کا ڈیزائن وہی

ہے جیسا کہ ان لوگوں نے اختیار کیا ہوا تھا۔ اسی لئے ہائی کورٹ کے ججوں نے اسے ترک کر کے اس ڈیزائن کو جو اسلامی ہے اس کو اختیار کیا ہے۔ اگر آپ یہ اچھی روایت قائم کریں گے تو انشاء اللہ آپ کے لئے تاریخ میں یہ ایک نیک کارنامہ لکھا جائے گا۔

جناب سپیکر: اس کی ٹیلرنگ کا مسئلہ رہ گیا نہ باقی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جی

(قطع کلامیاں)

راجہ خلیق اللہ خان: مولانا صاحب سے پوچھا جائے کہ اسلامی ڈیزائن کونسا ہوتا ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: یہی اسلامی ڈیزائن ہے جو سعودی عرب میں اور تمام اسلامی ممالک میں رائج ہے اور بزرگوں کے چغے موجود ہیں۔ یہی اس کا ڈیزائن ہے۔

(قطع کلامیاں)

مولانا محمد غیاث الدین: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں گے۔ مولانا غیاث الدین صاحب کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔

مولانا محمد غیاث الدین: جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے مولانا منظور احمد سے دریافت کروں گا کہ انہوں نے جو جبہ پہنا ہوا ہے کیا یہ اسلامی روایت کے مطابق ہے۔ کیا سعودی حکومت کی ہر حرکت جو ہے وہ ہمارے لئے وجہ حجت بن سکتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور اگر یہ قرآن و حدیث کا حوالہ دے کر یہ بات ثابت کر دیں کہ یہ لباس پندرہ بیس کپڑے پہن کر اور پھر ان کے اوپر اتنا بڑا جبہ پہن لیا جائے' ٹھیک ہے۔ یہ اسلامی روایت نہیں ہے۔ (قہقہہ)

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر! یہ ذرا وضاحت فرما دیں کہ اسلامی جبے کی تعریف کیا ہے۔ آپ کی شاہی مسجد میں جو جبہ پڑا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوسرے اکابرین کی طرف جو جبے منسوب ہیں۔ ان جبوں کو دیکھ لیجئے۔ ان جبوں کی شکل اس جبے کے مطابق ہے یا سپیکر صاحب کے چغے کے مطابق ہے اور آپ بھی وضاحت کر دیجئے کہ اسلامی چغہ جو ہے اس کی شکل و صورت کیا ہوتی ہے۔ اگر ان کو سعودی عرب سے تکلیف ہے کہ سعودی عرب والے حضرات جو ہیں

وہ آپ کے کچھ نظریات کے مطابق نہیں ہیں۔ سعودی عرب سے تو آپ ہر وقت بھیک مانگتے رہتے ہیں اور پھر آپ ان پر تنقید بھی کرتے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

جو ان کی صحیح بات ہے اس صحیح بات کو اپنائیں۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب اب میں اس پر مزید بات کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔

بیگم نجمہ حمید (پارلیمانی سیکرٹری صحت): جناب سپیکر مولانا صاحب کی ہمیشہ نظر گاؤنوں پر' ڈوپٹوں پر' لباسوں پر کیوں رہتی ہے۔ یہ اسمبلی میں کام کرنے آئے ہیں یا ڈوپٹوں' گاؤنوں اور لباسوں کو دیکھنے آئے ہیں۔ ان کی نظریں ہمیشہ یا تو ڈوپٹوں پر ہوتی ہیں یا آپ کے گاؤن پر ہوتی ہے یا کسی کے لباسوں پر ہوتی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: میرے کام بھی پیش ہوتے ہیں۔ میرے سوالات آئے ہوئے ہیں اور میں نے تحریک التواء بھی پیش کی ہوئی ہے۔ کوئی صرف ڈوپٹوں کی اور لباسوں کی بات نہیں۔ لیکن اگر ڈوپٹے جو شریعت قرآن کا حکم ہے اس کا اگر میں ذکر کرتا ہوں تو کسی مسلمان مرد یا عورت کو تکلیف نہیں ہونی چاہیے۔ میں خدا کے احکام بیان کرتا ہوں اور وہ میں کرتا رہوں گا چاہے کسی کو تکلیف ہو یا نہ ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین) اللہ تعالیٰ کے ارشادات جو مردوں اور عورتوں کے لئے قرآن میں آئے ہیں وہ میں بیان کرتا رہوں گا چاہے کسی کو تکلیف ہو چاہے نہ ہو۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب اب آپ تشریف رکھیں۔ آپ اپنی بات کر چکے ہیں۔

میاں ممتاز احمد تمیانہ: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں میاں صاحب اب یہ بحث ختم ہونی چاہیے۔

میاں ممتاز احمد تمیانہ: جناب سپیکر! تکلیف کا لفظ غیر پارلیمانی ہے اور مولانا صاحب کو اس سے احتراز کرنا چاہیے۔

جناب محمد صدیق انصاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: انصاری صاحب آپ بھی اس میں کچھ گرہ لگانا چاہتے ہیں۔

جناب محمد صدیق انصاری: جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں مولانا منظور احمد چنیوٹی

صاحب سے یہ پوچھوں گا کہ یہ جو شلوار قمیض انہوں نے یا میں نے پہنی ہوئی ہے یہ کہاں کی روایت ہے اور جب اسلام کی ابتداء ہوئی تھی تو اس وقت شلوار اور قمیض نہ تھی۔ بلکہ کچھ اور لباس تھا جو کہ اب مولانا صاحب نے اور میں نے بھی نہیں پہنا ہوا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں میرے خیال میں اس مسئلے کو اب ختم ہو جانا چاہیے۔ ہم نے اس ہاؤس کی ساری روایات پر آج ہی فیصلہ نہیں کر لینا ہے۔

سید اقبال احمد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ جب ہاؤس میں اسلامی بات ہوتی ہے۔ تو اس کا مذاق نہیں اڑانا چاہیے۔ اگر کسی کو بری لگتی ہے تو وہ چپ رہے اس پر اعتراض نہ کرے۔ یہ روایت اچھی نہیں ہے کہ جب بھی کوئی اسلامی بات ہوتی ہے تو اس کا مذاق اڑایا جاتا ہے اگر مولانا صاحب کسی بات پر مذاق اڑاتا ہے تو وہ علیحدہ بات ہے مگر وہ جو اسلام کی بات کر رہے ہیں۔ اس کا مذاق نہیں اڑانا چاہیے۔

راجہ خلیق اللہ خان: یہ صوبائی اسمبلی اسلامی ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! اگر یہ اسمبلی اسلامی نہیں ہے تو کم از کم مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ مسلمانوں کی اکثریت پر مشتمل ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب میری بات سنیں۔

چودھری اصغر علی گجر: میری عرض سنیں۔ میری بات پہلے سنی جائے گی۔ کہ اگر کسی نے اسلامی بات پر مذاق اڑایا تو کل کو یہ ہم پر اعتراض نہ کریں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب اسمبلی کے قواعد و ضوابط کی پابندی کرنا بھی عین اسلامی بات ہے۔ جس ہاؤس میں آپ بیٹھے ہیں۔ جس جگہ آپ بیٹھے ہیں۔ وہاں کے آداب محفل ہیں۔ وہاں کے کچھ قواعد و ضوابط ہیں۔ ان پر عمل کرنا سب سے زیادہ ضروری بات ہے اور پھر آپ کے لئے خاص طور پر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ یہاں ہاؤس میں نہایت ٹھنڈے مزاج سے بات کریں۔ آپ کی صحت بھی ٹھیک نہیں ہے۔ (قہقہہ) آپ جذباتی ہو جاتے ہیں آپ میرے بھائی ہیں۔ میں آپ کو یہ مشورہ دینا چاہتا ہوں کہ آپ نہایت ٹھنڈے مزاج سے یہ سوچیں اور نہایت ٹھنڈے مزاج سے بات کریں۔ اب میں اس مسئلے کو ختم کرتا ہوں۔ اب میں اس مسئلے پر بات کرنے کی کسی کو بھی اجازت نہیں دوں گا

اس پر بات ختم ہو چکی ہے۔ اب جناب اعجاز احمد شیخ صاحب کی طرف سے سوال ہے۔ جناب اعجاز احمد شیخ۔ سوال نمبر144

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

میونسپل کمیٹی کے ارکان کے خلاف تادیبی اقدام

☆ 144- **اعجاز احمد شیخ:** کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 1979ء کی دفعہ (بی)29 کے تحت آج تک کسی میونسپل کارپوریشن' ڈسٹرکٹ کونسل اور میونسپل کمیٹی کے رکن کے خلاف کوئی تادیبی اقدام کیا گیا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی): حکومت پنجاب نے زیر دفعہ 39 پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس مجریہ 1979ء آج تک 70 کونسلروں کے خلاف کارروائی کا آغاز کیا ہے۔ اس کے علاوہ تین کونسلروں کو پنجاب لوکل کونسلز چیئرمین' وائس چیئرمین یا ممبرز رولز مجریہ 1982ء کے تحت حکومت نے ان کو لوکل کونسلروں کی رکنیت سے برطرف کیا ہے۔ ان میں ایک کونسلر نے اپنی برطرفی کے خلاف اپیلٹ اتھارٹی کے پاس اپیل کی تھی جس نے اسے منظور کرتے ہوئے حکم برطرفی معطل کر دیا۔

جناب سپیکر: رانا محمد افضل خاں۔ سوال نمبر185

ہیڈ بلوکی بڑا گھر تا سید والا روڈ کی تعمیر

☆ 185- **رانا محمد افضل خان:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ 13 میل لمبی ہیڈ بلوکی بڑا گھر سید والا روڈ بالکل کچی ہے صرف 3 میل لمبی سولنگ ہے اور 3 میل کا ٹکڑا پختہ ہے۔

(ب) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ اس سڑک پر تقریباً 40 دیہات آباد ہیں اور وہاں خاص طور پر کسان لوگوں کو اپنی جنس منڈی تک لے جانے کے لئے بہت پریشانی اٹھانی پڑتی ہے اور بارش میں راستہ بند ہو جانے کی وجہ سے بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ بڑا گھر سید والا روڈ کی مرمت کے لئے مبلغ -/7,50,000 (سات لاکھ پچاس ہزار روپے) ضلع کونسل شیخوپورہ کی طرف سے منظور ہوا تھا لیکن ابھی تک کام شروع نہیں ہوا اور نہ ہی ٹینڈر ہوا ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سڑک کو پختہ کرنے کا کام شروع نہ ہونے کی وجوہ کیا ہیں اور مذکورہ سڑک کب تک پختہ ہو جائے گی؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) سڑک بلوکی ہیڈ بڑا گھر سید والا ضلع کونسل کی کوئی سڑک نہ ہے۔ سڑک مذکورہ محکمہ ہائی وے سے متعلق ہے۔

(ب) ہاں یہ درست ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ ضلع کونسل شیخوپورہ نے بذریعہ ریزولیشن نمبر 84-7-25 (6) 11 اپنے ترقیاتی پروگرام میں سڑک بھیکی بڑا گھر سید والا کی مرمت کے لئے مبلغ -/7,50,000 روپے کی رقم مخصوص کی گئی تھی۔ جس کے لئے ٹینڈر مورخہ 85-5-27 کو طلب کئے جا چکے ہیں۔ جن کو قواعد کے مطابق منظوری کے بعد اس منصوبہ پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

(د) بلوکی ہیڈ سے پختہ سڑک براستہ موڑ کھنڈا تا بھیکی ملکیتی محکمہ ہائی وے پنجاب ہے۔ بھیکی سے سید والا براستہ بڑا گھر پختہ سڑک ملکیتی ضلع کونسل شیخوپورہ ہے۔ بلوکی ہیڈ سے بھیکی سے سید والا براستہ بڑا گھر ضلع کونسل شیخوپورہ کی ملکیتی سڑک کی لمبائی 16 میل ہے۔ اس سولہ میل فاصلہ کی سڑک کے لئے جو ضلع کونسل نے تعمیر کی ہوئی ہے۔ مبلغ -/7,50,000 روپے برائے مرمت سڑک ہذا مخصوص کی ہے۔ جیسا کہ جزو (ج) مندرجہ بالا کے جواب میں واضح ہے اس جگہ یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ بلوکی ہیڈ سے براستہ بڑا گھر سید والا کوئی سڑک ملکیتی ضلع کونسل شیخوپورہ نہ ہے۔ بلکہ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ بلوکی ہیڈ سے بھیکی تک پندرہ (15) میل لمبی سڑک ملکیتی ہائی وے ہے اور بھیکی تا سید والا براستہ بڑا گھر 16 میل لمبی سڑک ملکیتی ضلع کونسل شیخوپورہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! کیا وزیر بلدیات یہ فرمائیں گے کہ سات آٹھ ماہ کے عرصہ میں یہ ٹینڈر منظور کیوں نہیں ہوا؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! اس کی تازہ صورت حال یہ ہے کہ 26-10-1985 کو یہ کام بھی مکمل ہو چکا ہے۔ اس پر -/7,50,000 روپے کی رقم خرچ آئی تھی اور یہ ٹینڈر ہونے کے بعد اب کام بھی مکمل ہو چکا ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ جواب غلط ہے۔ ابھی یہ کہتے کہ ابھی ٹینڈر قابل منظور ہے۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ کام بھی ختم ہو چکا ہے اور رقم بھی خرچ ہو گئی ہے تو اس کی اطلاع غلط ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس جواب کے کونسے جزو کو refer کر رہے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جواب کے جزو ج میں کہا گیا ہے کہ جس میں کہا گیا ہے بڑا گھر سید والہ کی مرمت کے لئے مبلغ -/7, 50,000 روپے کی رقم مخصوص کی گئی تھی۔ جس کے لئے ٹینڈر مورخہ 27-5-1985 کو طلب کئے گئے تھے اور میں نے یہ دریافت کیا تھا کہ سات آٹھ ماہ ٹینڈر زیر غور رہا' ٹینڈر منظور کیوں نہیں ہوا۔ اس پہ انہوں نے کہا کہ سڑک بھی بن چکی ہے اور رقم بھی خرچ ہو چکی ہے۔ تو محکمہ نے انہیں سوال کا غلط جواب مہیا کیا۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ چونکہ یہ سوال بہت پہلے کیا گیا تھا اور یہ پہلے پرنٹ ہو چکا تھا اس لئے اس میں یہ غلطی رہ گئی ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! کل بھی میں نے یہ پوائنٹ آؤٹ کیا تھا کہ وزیر صاحبان کو صحیح جواب دینا چاہیے۔ اس طرح استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ اس سے محتاط ہونا چاہیے اور اگر اب میں ضمنی سوالات نہ کرتا تو یہ جس طرح پڑھا گیا تھا اس طرح مانا جاتا۔ تو آئندہ یہ Up-to-Date ہونا چاہیے اور محکموں کو ہدایت دیں کہ جو سوال دوبارہ ایوان میں آ رہا ہے اسے دوبارہ ترتیب دے دیں۔

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر! کل بھی یہ بات ہوئی تھی کہ کیا رشوت کی کمیٹیاں بنی ہیں لیکن جب پوری طرح وہ معاملہ منظرعام پر آیا تو پتہ چلا کہ ابھی کمیٹیاں تشکیل ہی نہیں ہوئیں۔ جب ایک چیز بنی ہی نہیں تو کہا جاتا ہے' ہو چکی ہے۔ تو اس کا مطلب ہے کہ جوابات صحیح نہیں آ رہے۔ تو میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ وزراء صاحبان کو پہلے یہ چھان بین کرنی چاہیے کہ آیا جو سوال کئے جاتے ہیں کیا ان کے مطابق جواب ہے یا ویسے ہی جواب دے دیا جاتا ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے تا

کہ ہمارا استحقاق مجروح نہیں ہو۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب یہ غلط چھپ گیا ہے یا اس کی صورت کیا ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جوابات Up-to-Date ہونے چاہئیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! جو تازہ صورت حال ہے وہ میں عرض کر دی ہے۔ اصل میں جوابات کافی پہلے پرنٹ ہو چکے ہوتے ہیں اس لئے اس میں غلطی رہ جاتی ہے۔

جناب سپیکر: یہ پچھلے سیشن سے بھی پہلے کے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جی ہاں! پچھلے سیشن سے بھی پہلے کے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف کی خدمت میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ ابھی ان کا عملہ یہاں موجود ہے۔ اس کو defer کر دیں اور ان کو ہدایت کر دیں۔ جب وہ موجودہ صورت حال میں صحیح جواب دے دیں تو وہ پیش کر دیں بجائے اس کے کہ اس سوال کے غلط جواب کی وجہ سے تحریک استحقاق ایوان میں پیش کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ صحیح ہے۔ اس کو defer کر دیتے ہیں اور متعلقہ محکمہ اس کا صحیح جواب اس ایوان کی میز پر رکھ دے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: ویسے تو میں نے جواب دے دیا ہے لیکن اگر آپ defer کرنا چاہیں تو کر دیں۔ جواب تو میں نے دے دیا ہے کہ جو تازہ صورت حال ہے کہ سڑک مکمل ہو چکی ہے اور اس پر لاگت بھی -/7,50,000 روپے آئی ہے۔

جناب سپیکر: پھر ایک چیز کا خیال کرنا ہو گا کہ اسمبلی سیکرٹریٹ میں معزز اراکین اسمبلی کی طرف سے سوالات مسلسل موصول ہوتے رہتے ہیں۔ پھر ہم ان کو اسی priorty سے جس priorty سے ہمارے پاس آتے ہیں ہم ان کو جگہ دیتے ہیں۔ بعض دفعہ سوالات کی پوزیشن یہ ہو جاتی ہے کہ جو آج سے چھ مہینے پہلے ہمیں سوالات موصول ہوئے تھے' ہم نے ان کو متعلقہ محکمہ جات کو بھیج دیا چنانچہ وہ جوابات اس وقت ہمارے پاس پہنچ گئے لیکن وہ سوالات اس سیشن میں نہ آ سکے اور اب اس سیشن میں آ رہے ہیں۔ اب صورت حالات تبدیل ہو چکی ہے۔ موقع کی صورت حال تبدیل ہو چکی ہے۔ جواب موقع کی صورت حال کے مطابق نہیں ہے۔ لیکن وزراء کرام کو اتنی سی احتیاط کر لینی چاہیئے

کہ جب سوالات کی تیاری کرتے ہیں تو متعلقہ محکمہ کو موجودہ پوزیشن آپ کو بتانی چاہیے کہ اس وقت موجودہ پوزیشن کیا ہے۔ جب تک جواب پڑھا نہیں جائے گا اس میں کسی قسم کی تبدیلی کرنے کے ہم مجاز نہیں ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمارے متعلقہ سیکرٹری صاحبان یا متعلقہ افسران اپنے فرائض سے efficiently عہدا برآ نہیں ہو رہے۔ وگرنہ ان کی یہ ذمہ داری ہے کہ جب بھی کسی سوال کا جواب ایوان میں پڑھا جانا ہو تو انہیں گائیڈ کریں کہ اس وقت اس سوال کی یا اس مسئلے کی یہ قطعی پوزیشن ہے۔

جناب سپیکر: وہ تو آپ کو بتا دیا گیا ہے کہ یہ سوال پہلے کا تھا۔ اس وقت یہ پوزیشن تھی جو یہاں لکھی گئی ہے اور موجودہ پوزیشن یہ ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں جس کی میں پہلے بھی وضاحت کر چکا ہوں اور آپ بھی اس سے اتفاق کریں گے کہ جواب جس وقت تک ہاؤس میں پڑھ نہیں دیا جاتا اس وقت تک جواب میں کسی قسم کی تبدیلی کرنے کا محکمہ یا متعلقہ وزیر صاحب مجاز نہیں ہیں اور اگر وہ مجاز ہیں تو پھر اس سوال کا جواب چودھری پرویز الٰہی صاحب نے بتایا ہے' میں سمجھتا ہوں وہ درست ہے۔ اس لئے اسے defer کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! بہتر یہ تھا کہ جو جواب اس جواب کی کاپی میں لکھا گیا ہے جو وزیر موصوف کے پاس آخری صورت حال تھی وہ پڑھ دیتے۔ یا یہ بیان کر دیتے کہ پہلے یہ جواب تھا۔ اس وقت موجودہ صورت حال یہ ہے جیسے کہ بعد میں انہوں نے فرمایا۔

جناب سپیکر: اس سلسلہ میں' میں نے انہیں احتیاط کرنے کے لئے کہہ دیا ہے۔

جناب سپیکر: جناب راجہ جاوید اخلاص صاحب۔

پل گلشن راوی لاہور سے نگینہ کالونی تک پختہ سڑک کی تعمیر

☆ 240- **راجہ جاوید اخلاص:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور میونسپل کارپوریشن نے الیکشن 1985ء سے قبل پل گلشن راوی لاہور سے نگینہ کالونی (ناصر سکول) تک گندے نالے کے ساتھ ساتھ پختہ سڑک بنائی

شروع کی تھی۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ نصف فاصلے سے بھی کم تک روڑی ڈالنے کے بعد سڑک بنانے کا کام نامکمل چھوڑ دیا گیا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ گندے نالے سے گندگی نکالنے کے بعد گندے نالے کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے گندگی کے ڈھیر لگا دیئے گئے ہیں جس سے نہ صرف سڑک کے لئے ڈالی گئی روڑی ختم ہو گئی ہے بلکہ اس علاقے کے لوگوں کا چلنا مشکل ہو گیا ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ میونسپل کارپوریشن وہاں سے گندگی کے ڈھیر ختم کرنے کے بعد جزو (الف) میں مندرج سڑک کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) محکمہ واسا (ایل ڈی اے) نے پل نوناریاں تا نیو شالیمار کالونی سیور لائن بچھانے کے لئے متذکرہ سڑک اکھاڑی تھی اور اس کی مرمت کے اخراجات لاہور میونسپل کارپوریشن کے فنڈ میں جمع کروائے تھے چنانچہ کارپوریشن نے صرف اسی حصہ سڑک کی مرمت کی تھی۔ جس کے اخراجات جمع کروائے گئے تھے۔ اس حصہ سڑک کی لمبائی تقریباً 1400 فٹ ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ کارپوریشن نے صرف مذکورہ بالا حصہ سڑک 1400 فٹ (جو مرمت طلب تھا) اسے ہی درست کیا تھا۔

(ج) اس نالے سے محکمہ واسا نے گندگی نکال کر نالے کے ساتھ ساتھ پھینک دی تھی جو کہ اب خود محکمہ واسا نے اٹھا دی ہے۔

(د) مذکورہ سڑک کی تعمیر کی تجویز زیر غور نہ ہے اور نہ ہی یہ کام موجودہ اے ڈی پی 86-1985ء میں شامل ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود (قائد حزب اختلاف): یوں تو میں اردو اتنا پڑھا لکھا نہیں ہوں یہ "نہ ہے" Not کا ترجمہ ہے اگر "نہیں ہے" تو مناسب رہے گا۔ یہ not سے نہ بنایا گیا ہے ذرا اس سے بدمزگی سی پیدا ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: ویسے تو "نہ ہے" اور "نہیں ہے" میں کوئی فرق نہیں ہے خاص طور پر اردو پڑھنے

والوں کے لئے۔ آپ کا مطلب ہے کہ "نہیں ہے" سے صحیح مفہوم پیدا ہوتا ہے۔

جناب گل نواز خان وڑائچ: نہ ہے کی جگہ "نہیں ہے" درست ہے۔

جناب سپیکر: راجہ جاوید اخلاص صاحب سوال کا نمبر 340۔

یونین کونسل جائلی پنج گراں کے لئے عمارت کی تعمیر

☆ 340- **راجہ جاوید اخلاص:** کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جن یونین کونسلوں کے دفاتر نہیں ہیں ان کے لئے حکومت عمارت بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کیا حکومت یونین کونسل جائلی پنجگراں کے دفتروں کی عمارت کے لئے رقم فراہم کرنے کو تیار ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جی ہاں! (سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے سال 86-1985ء میں یونین کونسلوں کے دفاتر کی تعمیر کے لئے کوئی رقم مختص نہیں ہے) سابقہ صوبائی کونسل کے اجلاس منعقدہ مئی 1984ء میں چیئرمین یونین کونسل سلطان کے ضلع لاہور نے یہ سوال اٹھایا تھا کہ بعض یونین کونسلوں کے اپنے دفاتر موجود نہ ہیں جس پر جناب گورنر پنجاب نے احکام صادر فرمائے کہ سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی اس معاملہ پر غور کریں۔

چنانچہ محکمہ خزانہ کو ان یونین کونسلوں کے لئے جن کے دفاتر کی عمارت موجود نہیں مبلغ 50 ہزار روپے کی گرانٹ دینے کی سفارش کی گئی جس پر محکمہ خزانہ نے پی سی 1 فارم پر یونین کونسلوں کے دفاتر کی تعمیر کے لئے سکیم تیار کر کے صوبائی ترقیاتی کونسل (پی ڈی ڈبلیو پی) سے اس کی منظوری حاصل کرنے کو کہا ہے چنانچہ یونین کونسل کے دفاتر کی تازہ ترین صورت حال کے بارے میں پنجاب کے تمام اضلاع میں ایک سروے کیا گیا اس سروے کی بنا پر تخمینہ لاگت تیار کر کے پی سی 1 فارم پر سکیم تیار کر لی گئی ہے۔

ضلع راولپنڈی کی سروے رپورٹ کے مطابق ہر دو یونین کونسل جانسی اور پنج گراں کلاں کے دفاتر کی اپنی عمارت نہیں ہے ان دونوں یونین کونسلوں کی عمارات کی تعمیر بھی مجوزہ سکیم میں شامل ہے۔ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات پنجاب سے منظوری ملنے پر رقم فراہم کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال۔

جناب احمد خان بلوچ: وزیر موصوف نے اپنے جواب میں کہا ہے کہ پنجاب کے تمام اضلاع کا

سروے کر لیا گیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا وزیر موصوف صاحب یہ فرمائیں گے کہ ضلع ملتان کی کتنی یونین کونسلیں ہیں جن کی دفاتر نہیں ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: یہ تو ایک بالکل نیا سوال بنتا ہے۔ اس کے لئے تو نئے سوال کی ضرورت ہو گی۔

جناب سپیکر: یہ نیا سوال درکار ہے۔

جناب سپیکر: بے شک سروے کر لیا گیا ہے لیکن موجودہ صورت میں سارے ضلعے کے perticulars فراہم کرنا میں سمجھتا ہوں کہ ایک نئے سوال کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ جناب سردار الطاف حسین صاحب۔

سردار الطاف حسین: طبع شدہ سوال کا نمبر پڑھا گیا۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: طبع شدہ جواب پڑھا گیا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال۔

چودھری محمد خان جسپال: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے پوچھوں گا کہ حلقہ ممبر سے ان کی کیا مراد ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: ضلع کونسل کا ممبر مراد ہے۔

جناب سپیکر: حلقہ ممبر سے مراد ضلع کونسل کا ممبر مراد ہے۔

جناب مظہر علی گل: اگر کسی چیئرمین صاحب نے 28 فٹ کی بجائے 14 فٹ سڑک کو پختہ کر دیا ہو تو کیا حکومت اس کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: آپ ایسی کوئی مثال دیجئے ہم ضرور اس کی انکوائری کروائیں گے۔

جناب مظہر علی گل: گنڈا سنگھ والا جو کہ جہانگیر موڑ کے قریب ہے صرف 14 فٹ سڑک پختہ کر دی ہے جس کی میں آپ کو نشاندہی کراتا ہوں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: آپ نشاندہی کرائیں تو ہم انشاء اللہ ضرور اس کی انکوائری

کروائیں گے۔

جناب سپیکر: جناب سردار الطاف حسین صاحب۔

چک 72-73 ر۔ ب ضلع فیصل آباد میں ایک میل پختہ سڑک کی تعمیر

☆ 366- **سردار الطاف حسین:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع کونسل فیصل آباد نے اپنے سالانہ ڈویلپمنٹ پروگرام میں چک 72-73 ر۔ ب کو ایک میل پختہ سڑک کی منظوری دی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سڑک کے ٹینڈر بھی منظور کر کے ٹھیکیدار کو کام الاٹ کر دیا تھا۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو آج تک مذکورہ سڑک کا کام کیوں شروع نہیں کیا گیا؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) سوال کے الفاظ کے مطابق صحیح نہ ہے۔ البتہ کھرڑیانوالہ سے براستہ 73- ر۔ ب ہر دو آبادیاں 72 ر۔ ب کے لئے بلکہ اس سے بھی آگے کے لئے پختہ سڑک تعمیر کرنے کے منصوبہ پر مرحلہ وار عمل کیا جا رہا ہے۔ سوال میں مذکورہ منصوبہ دراصل 73- ر۔ ب سے 73- ر۔ ب 11 کے لئے 12 سو فٹ لمبی سڑک تعمیر کرنے کا منصوبہ سال 85-1984ء میں منظور کیا گیا۔

(ب) جواب درست ہے۔

(ج) کچی سڑک کی موجودہ چوڑائی ساڑھے سولہ فٹ ہے جبکہ حکومت کی پالیسی کے مطابق 28 فٹ چوڑائی لازمی درکار ہے۔ حلقہ ممبر عمر خطاب چوہدری کی کوشش کے باوجود اہالیان دیہی سڑک کے ملحقہ ذاتی اراضی کا انتقال برائے شاہراہ عام راستہ نہیں کرا سکے۔ اس لئے سال 85-1984ء میں اس منصوبہ پر کام شروع نہیں کرایا گیا۔

اب سال 86-1985ء میں سپرنو منصوبہ منظور کر کے ٹینڈر طلب کئے گئے ہیں۔ حلقہ ممبر مذکورہ بہت سرگرمی سے متعلقہ مالکان سے مطلوبہ زمین برائے سڑک حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں

زمین کا انتقال ہونے پر اس پر کام شروع کرا دیا جائے گا۔ حلقہ ممبر مذکورہ کی تجویز پر یہ سڑک مزید آگے براستہ 72- ر۔ ب کا پل ملوانہ 66 ر۔ ب و 54 ر۔ ب فوجی شوگر ملز سانگلہ ہل تک ایشیائی ترقیاتی بینک پروگرام کے تحت بنانے کے لئے حکومت کو سفارش کے ساتھ بھیجی ہوئی ہیں۔

ضلع کونسل فیصل آباد میں سال 85-1984 کے تعمیراتی کاموں کے لئے بذریعہ محکمہ اطلاعات اشتہارات کی اشاعت

☆ 367- سردار الطاف حسین : کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع کونسل فیصل آباد نے سال 85-1984ء میں تعمیراتی کاموں کے لئے بذریعہ محکمہ اطلاعات آج تک کس کس کام کے لئے اشتہارات شائع کروائے تھے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مبلغ -/25,000 روپے کی لاگت یا زائد کے تعمیراتی کام کے لئے بذریعہ اشتہار ٹینڈر طلب کرنے ضروری ہیں۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ جزو (الف) میں کام -/25,000 روپے یا اس سے زائد رقم کی لاگت کے تھے۔

(د) اگر جزو (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ضلع کونسل فیصل آباد نے مذکورہ کاموں کے لئے ٹینڈر طلبی کے اشتہارات محکمہ اطلاعات کے ذریعے شائع کروائے تھے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ تھیں اور کیا حکومت اس معاملے کی تحقیقات کرنے کو تیار ہے؟

وزیر مقامی و دیہی ترقی :

(الف) ضلع کونسل فیصل آباد کی طرف سے چھ مختلف موقعوں پر جن تعمیراتی کاموں کے اشتہارات (ٹینڈر نوٹس) بذریعہ محکمہ اطلاعات شائع کروائے گئے۔ ان کی فہرست تختہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ -/25,000 روپے سے زائد لاگت کے کام اخبار میں اشتہار کے بعد دیئے جاتے ہیں جو کہ بذریعہ محکمانہ اطلاعات دیا جاتا ہے۔

(ب) پنجاب لوکل کونسلز کنٹریکٹ رولز 1981ء کے قاعدہ نمبر 7 کی رو سے اگر تعمیراتی کام ٹھیکہ پر کروانا ہو تو -/25,000 روپے سے زائد لاگت کے تعمیراتی کام کے لئے ٹینڈرز بذریعہ پریس طلب کرنا ضروری ہیں۔ -/25000 روپے یا اس سے کم لاگت کے اور محکمانہ طور پر کروائے

جانے والے تعمیراتی کاموں کے لئے ایسی پابندی نہیں ہے۔

(ج) یہ تعمیراتی کام -/25,000 روپے سے زائد لاگت کے تھے۔

(د) ضلع کونسل فیصل آباد نے صرف -/25,000 روپے سے زائد لاگت کے کاموں کے لئے ٹینڈر طلبی کے اشتہارات محکمہ اطلاعات کے ذریعے شائع کروائے تھے۔ -/25,000 روپے تک کی لاگت کے کاموں کے لئے اخبار میں پبلک نوٹس کے ذریعے ٹینڈر طلب کرنا قواعد کی رو سے ضروری نہیں ہے۔

چونکہ فیصل آباد ضلع کونسل کی طرف سے بادی النظر میں اس سلسلے میں قواعد کی خلاف ورزی نہیں کی گئی۔ اس لئے تحقیقات غیر ضروری ہو گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال۔

محترمہ خورشید بیگم: کیا وزیر موصوف از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ ٹینڈر محکمہ اطلاعات کے ذریعے جو اشتہارات شائع کروائے تھے جیسا کہ جزو (د) میں درج ہے آیا وہ ان منصوبہ جات کی تکمیل سے پہلے تھی یا تکمیل کے بعد اشتہارات دیئے گئے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: اس کی تکمیل سے پہلے ٹینڈر ہوتے ہیں اس کے بعد جو process ہے وہ بعد میں شروع ہوتا ہے۔

محترمہ خورشید بیگم: جناب والا ضمنی سوال ہے۔ کیا انہوں نے تحقیقات کروا لی ہیں کہ وہ اشتہارات پہلے دیئے گئے تھے یا بعد میں دیئے گئے ہیں۔ اس سے ہماری تسلی نہیں ہوئی کیونکہ یہ جواب غلط ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: کوئی ایسی خاص سڑک یا جگہ جو آپ کے ذہن میں ہے تو مجھے بتائیں میں انشاء اللہ ضرور اس کی انکوائری کرواؤں گا۔

محترمہ خورشید بیگم: میں وزیر موصوف کو انشاء اللہ اس بات کی ضرور نشاندہی کراؤں گی اور میں توقع رکھتی ہوں کہ یہ اس کا نوٹس لیں گے۔

جناب سپیکر: سردار شجاع محمد خان بلوچ سوال نمبر 445۔

برآمدی ٹیکس سے مستثنیٰ اشیاء پر ٹیکس کی وصولی

☆ 445- سردار شجاع محمد خان بلوچ: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ جو اشیاء برآمدی ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں ان پر ضلع کونسلیں برآمدی ٹیکس وصول کر رہی ہیں اور جن اشیاء پر مذکورہ ٹیکس لاگو ہے ان پر مقررہ ریٹ سے زیادہ وصولی کی جا رہی ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ مقامی حکومت یہ دیہی ترقی کے افسران ٹھیکیداروں نے ملی بھگت کر کے مستثنیٰ شدہ اشیاء کی برآمدی ٹیکس کی وصولی کر رہے ہیں اگر ایسا ہے تو کیا حکومت اس معاملے کی چھان بین کرنے اور مذکورہ افسران کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) جی نہیں حکومت کے علم میں یہ بات نہیں کہ جو اشیاء برآمدی ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں۔ ان پر ضلع کونسلیں برآمدی ٹیکس وصول کر رہی ہیں اور نہ ہی یہ کہ جن اشیاء پر مذکورہ ٹیکس لاگو ہے۔ ان پر مقررہ شرح سے زیادہ وصولی کی جا رہی ہے۔

(ب) حکومت کے علم میں نہیں ہے کہ محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کے افسران ٹھیکیداران سے ملی بھگت کر کے مستثنیٰ شدہ اشیاء پر برآمدی ٹیکس کی وصولی کر رہے ہیں اگر کوئی ایسا واقعہ حکومت کے علم میں آیا تو متعلقہ افسر کے خلاف مناسب کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: اس سلسلے میں کوئی ضمنی سوال؟

میاں مختار احمد شیخ: یہ برآمدی ٹیکس ایک ایسا ٹیکس ہے کہ جس سے ایک ضلع سے دوسرے ضلع کو اشیاء جاتی ہیں۔ پھر یہاں انہوں نے برآمدی ٹیکس ادا کیا' وہاں انہوں نے محصول چونگی ادا کیا اور پھر اگر اس ضلع سے چیز کسی گاؤں میں گئی تو پھر وہاں اس پر ٹیکس دیا۔ تو اس قسم کے تہرے ٹیکس کو ہٹانے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

میاں مختار احمد شیخ: پہلے ہم نے برآمدی ٹیکس لگا دیا ضلع پر۔

جناب سپیکر: آپ سوال کیجئے۔

میاں مختار احمد شیخ: برآمدی ٹیکس لگایا گیا ہے ضلع میں۔ ضلع سے دوسرے ضلع میں جو اشیاء جاتی ہیں' وہ وہاں جا کر مہنگی بکتی ہیں۔ وہاں پر محصول چونگی لگتا ہے۔ اس محصول چونگی کی ادائیگی کے بعد ساتھ جو چھوٹے چھوٹے گاؤں ہیں وہ وہاں سے اشیاء کو باہر لے جاتے ہیں۔ پھر ان اشیاء پر ٹیکس لگا کر وہ اشیاء ضلع سے باہر نکلیں تو اس طرح انہیں تہرا ٹیکس دینا پڑتا ہے۔ اس تہرے ٹیکس کی وجہ سے اشیاء مہنگائی کی طرف جاتی ہیں۔ کیا ایسا ممکن ہے کہ اس تہرے ٹیکس کے سسٹم کو گورنمنٹ ختم کر دے۔

جناب سپیکر: آپ کا سوال تو ایک تجویز کی صورت میں ہے۔ لیکن میں جناب وزیر لوکل گورنمنٹ سے کہوں گا کہ وہ اس کا جواب دیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: میں تھوڑا سا ایکسپورٹ ٹیکس کے بارے میں عرض کروں گا۔ 1977ء میں ایکسپورٹ ٹیکس ضلع کونسلوں سے واپس لے لیا گیا جس سے ضلع کونسلوں کے ترقیاتی کام جو کہ انہوں نے دیہی علاقوں میں شروع کرا رکھے تھے' بری طرح متاثر ہوئے۔ چنانچہ اسی نظریئے کو سامنے رکھتے ہوئے' دیہی علاقوں کی مشکلات اور وہاں رہنے والے بھائیوں کی تکالیف کو دور کرنے کے لئے حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ اس ٹیکس کو دوبارہ رائج کر دیا جائے۔ تاکہ اس کی آمدن سے ضلع کونسلیں اپنے ترقیاتی منصوبہ جات جو کہ انہوں نے دیہی علاقوں میں شروع کر رکھے ہیں' کو مکمل کرا سکیں۔ میونسپل کمیٹیاں جو وصولی کرتی ہیں اور ان سے جو آمدن حاصل ہوتی ہے وہ شہری علاقوں میں ترقیاتی کاموں پر خرچ کی جاتی ہے۔ تو فی الحال ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں کہ ان دونوں ٹیکسوں کو ختم کیا جا سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تجویز اس لئے مناسب بھی نہیں لگتی کہ اس طرح شہری اور دیہی علاقوں میں ترقیاتی کام بری طرح متاثر ہوں گے۔

سردار شجاع محمد خان بلوچ: کیا یہ درست ہے کہ برآمدی ٹیکس کی اوور چارجنگ کے سلسلے میں مختلف تھانوں میں پرچے ہونے کے باوجود تا حال اوور چارجنگ کا سلسلہ جاری ہے؟

جناب سپیکر: لیکن یہ سوال نہیں ہے۔ سوال کی شکل میں سوال فرمایئے ناں؟ یہ تو آپ ایک معلومات دے رہے ہیں کہ پرچے ہونے کے باوجود برآمدی ٹیکس میں اوور چارجنگ ہو رہی ہے۔

سردار شجاع محمد خان بلوچ: کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ اس سلسلے میں تھانوں میں پرچے درج ہوئے ہیں یا نہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! جہاں جہاں ہمیں عوام کی طرف سے شکایات وصول ہوتی ہیں اس علاقے میں ہم انکوائری کراتے ہیں۔ اگر ہمیں کوئی ایسی وجہ نظر آتی ہے تو ٹھیکیدار کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کی جاتی ہے اور جہاں پر ایسی بات ہو' وہاں پر پرچے بھی درج کرائے جاتے ہیں۔

جناب محمد صدیق انصاری: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے "الف" اور "ب" جز کے جواب میں یہ کہا ہے کہ حکومت کے علم میں نہیں ہے۔ میں ان سے دریافت کروں گا کہ انہوں نے حکومت کے علم میں لانے کے لئے کوئی ایسا طریقہ کار مرتب کیا ہے؟ اگر کیا ہے تو اس کی وضاحت ایوان میں دی جائے' کیونکہ یہ امر واقع ہے کہ یہ دھاندلیاں ہو رہی ہیں اور غنڈہ گردی کی شکل میں ہو رہی ہیں۔ حکومت نے ایسا کوئی طریقہ کار بنایا ہے جو اس کے علم میں لایا جا سکتا ہے تو اس کی وضاحت میں وزیر موصوف سے پوچھوں گا۔

جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ اس کا جواب تو ابھی منسٹر لوکل گورنمنٹ دے چکے ہیں۔

جناب احمد خان نمبردار: وزیر موصوف نے بتایا ہے کہ ہم سخت سے سخت نوٹس لیتے ہیں۔ کیا کوئی ایسی مثال دیں گے کہ اوور چارجنگ کے سلسلے میں انہوں نے کسی ٹھیکیدار کے خلاف سخت کارروائی کی ہو؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی: جی ہاں۔ ہم نے سخت سے سخت ایکشن بھی لیا ہے اور جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے' ان کے خلاف ہم نے پرچے بھی درج کروائے ہیں۔ جہاں ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ عوام کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے' اگر کوئی شکایت آتی ہے تو انہوں نے جو رقم زائد لی ہوتی ہے وہ رقم بھی ہم واپس دلواتے ہیں۔

جناب احمد خان نمبردار: کوئی نام بتا کر مثال دیں کہ فلاں ٹھیکیدار کے خلاف یہ کارروائی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ یہ سوال متعلقہ نہیں ہے کہ آپ پنجاب بھر میں سے کسی ایک ٹھیکیدار کا نام پوچھیں کہ کسی کے خلاف کارروائی ہوئی ہے۔

جناب احمد خان نمبردار: اتنا بتا دیں کہ فلاں ضلع میں اوورچارجنگ ہوئی تھی اس کے خلاف

کارروائی کی گئی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے کارروائی کی ہے۔ کسی بھی ضلع کا نام لے لیں کہ فلاں ضلع میں اوورچارجنگ ہوئی تھی اور ہم نے اس کے خلاف کارروائی کی ہے۔ یہ کوئی ایسی مثال تو نہیں جو نہ بتائی جا سکے۔ ایسا کیس کبھی کبھار آتا ہے۔ انہیں تو زبانی بھی یاد ہونا چاہیے کہ فلاں ضلع میں اوورچارجنگ ہوئی تھی اور ہم نے اس ٹھیکیدار کے خلاف کارروائی کی ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: میں سمجھتا ہوں کہ اگر تازہ سوال کریں تو ہم انشاء اللہ انہیں ضلع وار مکمل تفصیل ضرور پیش کر دیں گے۔

جناب احمد خان نمبردار: اصل میں بات یہ ہے کہ اوورچارجنگ کے خلاف کارروائی ہوئی ہی نہیں' اس لئے یہ نہیں بتا سکتے۔ یہ صرف زبانی کہہ رہے ہیں کہ ہم نے اوورچارجنگ کے خلاف کارروائی کی ہے۔ اصل میں کی ہی نہیں۔

جناب محمد صدیق انصاری: تازہ سوال کی بجائے کیوں نہ اسی سوال کو اس وقت تک معطل کر دیا جائے جب تک یہ مکمل رپورٹ ایوان میں نہ آ جائے۔

جناب سپیکر: اس کے لئے آپ تازہ سوال دیں۔ میں آپ کو محکمہ لوکل گورنمنٹ سے جواب حاصل کر کے دوں گا۔

میاں محمد اسحاق: کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ تمام ٹیکسوں کو ایک کر کے وصول کیا جائے۔ کیونکہ جو ٹرک وغیرہ جاتے ہیں' ان کو برآمدی ٹیکس بھی دینا پڑتا ہے' محصول چونگی بھی ادا کرنا پڑتا ہے اور راہداری بھی لینی پڑتی ہے۔ جیسا کہ لاہور کارپوریشن میں ہاؤس ٹیکس' پراپرٹی ٹیکس' سب کو اکٹھا کر کے بعد میں وہ تمام محکمہ جات کو تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اس سے وقت بچتا ہے۔ کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ وہ اس پر غور کرنے کے لئے تیار ہیں؟

جناب سپیکر: یہ تکرار ہے۔ یہ سوال پہلے ہو چکا ہے۔ سردار شجاع محمد خان صاحب یہی سوال پہلے کر چکے ہیں۔

میاں محمد اسحاق: کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ وزیر موصوف فرما دیں کہ وہ اس پر غور کرنے کے لئے تیار ہیں کہ تمام ٹیکسوں کو اکٹھا کر دیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: اس سلسلے میں غور کرنا اس لئے مشکل ہے بلکہ مناسب نہیں

ہے کہ کارپوریشنوں کا دائرہ اختیار اپنا ہے اور ضلع کونسلوں کا اپنا ہے۔ ان کے ٹیکس علیحدہ ہیں۔ وہ علیحدہ ٹیکس لگاتے ہیں اور ان کی علیحدہ collection ہوتی ہے اور وہ خرچ بھی اپنی علیحدہ سکیموں پر کرتے ہیں۔ اسی طرح ضلع کونسلوں کا بھی بالکل علیحدہ دائرہ کار ہے۔ ان کی علیحدہ collection ہے اور وہ اپنی ترقیاتی سکیموں پر خرچ کرتی ہیں۔ ان کو اکٹھا کرنا' یکجا کرنا کوئی مناسب بات نہیں ہو گی۔ جیسا کہ محترم میاں صاحب نے کہا ہے کہ لاہور کارپوریشن نے ایسا کیا ہے۔ وہ تو کارپوریشن میں کارپوریشن ایسا کر سکتی ہے۔ لیکن ضلع کونسلوں اور کارپوریشنوں کی ٹیکسوں کو ملا دینا کوئی مناسب تجویز بھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: سردار شجاع محمد خان بلوچ

راہداری کی وصولی کا خاتمہ

☆ 446- **سردار شجاع محمد خان بلوچ :** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ مقامی حکومت کے ادارے راہداری وصول کر رہے ہیں حالانکہ مرکزی حکومت کے حکم کے مطابق راہداری کی وصولی ختم کر دی گئی ہے اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور کیا حکومت راہداری کی وصولی ختم کرنے کو تار ہے۔ اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی : جی نہیں۔ اگرچہ حکومت کے علم میں ایسی کوئی شکایت نہیں آئی۔ تاہم ایسی موصول شدہ شکایات پر فوری کارروائی کی جاتی ہے۔ اگر ممبر موصوف کے علم میں ایسی کوئی شکایت ہے تو وہ براہ مہربانی اس کی تفصیلات سے حکومت کو آگاہ کریں تاکہ قصور واران کے خلاف بعد از تحقیقات تادیبی کارروائی کی جا سکے۔

سردار شجاع محمد خان بلوچ : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ راہ داری کے خاتمے کے باوجود شیخوپورہ اور فیصل آباد میں خلاف ضابطہ راہ داری وصول کی جا رہی ہے۔

وزیر بلدیات : اس بات کی از سر نو انکوائری کراتے ہیں اگر کوئی لوگ قصور وار پائے گئے تو ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

ایک معزز رکن : جناب سپیکر میں نے سوالات دیئے تھے وہ آج تک نہیں آیا اور میں نے اس کے ساتھ رسیدیں بھی ساتھ لگائی تھیں ایک جگہ ضلع ٹیکس دو سو روپے وصول کیا جاتا ہے اور ایک

جگہ 50 روپے وصول کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے لوکل گورنمنٹ کے متعلق سوال دیا تھا۔

معزز رکن: جی ہاں۔

جناب سپیکر: اگلی دفعہ آ جائے گا۔

ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا میری گزارش یہ ہے کہ اسمبلی کے باہر پٹرولیم کا ایک جلوس نعرہ بازی کر رہا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا ہو جائے آپ کسی وزیر صاحب کو کہہ دیں کہ وہ جا کر ان کے مطالبات سنیں اور ان کو مطمئن کریں۔

خان سعید اکبر خان: جناب سپیکر! مجھے خدشہ ہے کہ جنجوعہ صاحب اس جلوس کو خود ہی لائیں ہیں ان کو باہر کھڑا کر کے یہاں اطلاع دی ہے میرا خیال ہے کہ یہ وہاں خود ہی چلے جائیں اور ان کو ہینڈل کر لیں۔

جناب سپیکر: جناب میاں محمود احمد صاحب:

کھوکھر اور کرم نگر میں سیوریج کی تعمیر

☆ 447- میاں محمود احمد: کیا وزیر مقامی و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کھوکھر و کرم نگر اور ان کے آس پاس کی آبادیوں کو ابھی تک سیوریج کی سہولت مہیا نہیں کی گئی جس کی وجہ سے مین روڈ پر بارش کا پانی کھڑا ہو جاتا ہے جو سڑک کو نقصان پہنچا رہا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مندرجہ بالا علاقہ کو سیوریج کی سہولت مہیا کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے۔

(ب) کھوکھر روڈ و کرم نگر اور اس کی ملحقہ آبادیاں پچھلے چند سالوں میں ہی آباد ہوئی ہیں۔ یہاں کی آبادی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ واسا (ایل ڈی اے) نے اس علاقے کا تفصیلی جائزہ

لے کر سیوریج بچھانے کے لئے ایک جامع منصوبہ بنا کر حکومت کو ارسال کیا ہوا ہے۔ جونہی اس تیسرے منصوبے کی منظوری ہو گی سیوریج بچھانے کا کام اس علاقے میں شروع کر دیا جائے گا۔

میاں محمود احمد: کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یہ منصوبہ کب تک ممکن ہے۔

وزیر بلدیات: انشاء اللہ جلد ہو جائے گا۔

شاہدرہ کے کونسلر کی تحقیقات پر عملدرآمد

☆448- **میاں محمود احمد:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ سوال کنندہ نے شاہدرہ کے ایک کونسلر کے خلاف صدر پاکستان کو درخواست دی تھی کہ اس نے کارپوریشن کی گلیاں وغیرہ بند کر کے اپنی کوٹھی میں شامل کر لی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈپٹی کمشنر لاہور نے تحقیقات کی اور ثابت کیا کہ کونسلر مذکورہ اس جرم کا مرتکب ہوا ہے۔ وزیراعلیٰ نے سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کو اس کے خلاف کارروائی کرنے کا حکم دیا۔ مگر تاحال اس سلسلے میں ابھی تک کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ڈپٹی کمشنر لاہور کی تحقیقات کی روشنی میں اب تک ضابطہ کی کارروائی نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں اور کیا حکومت مذکورہ کونسلر کے خلاف فوری کارروائی کرنے کو تیار ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ سوال کنندہ نے ایک درخواست چودھری محمد اسماعیل کونسلر لاہور میونسپل کارپوریشن بدیں ضمن صدر پاکستان کو دی تھی کہ اس نے کارپوریشن کی بعض گلیاں وغیرہ بند کر کے اپنی کوٹھی میں شامل کر لی ہیں۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ ڈپٹی کمشنر لاہور نے ایک مقامی مجسٹریٹ کے ذریعہ سے اس بارے میں تحقیقات کروائی تھی اور اس رپورٹ کے مطابق یہ الزام درست پایا گیا تھا۔ جب یہ رپورٹ وزیراعلیٰ پنجاب کے دفتر کی وساطت سے سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کے دفتر وصول ہوئی تو اس پر دفعہ 29 پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 1979ء و پنجاب لوکل کونسلز (برطرفی چیئرمین و

وائس چیئرمین) اور ممبر رولز 1982ء کارروائی کا آغاز کیا گیا۔

(ج) یہ کہنا درست نہ ہو گا کہ مندرجہ بالا رپورٹ پر تاحال کوئی کارروائی نہ ہوئی ہے قانون و قواعد کے تحت' مسئول علیہ کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے اور آخری مراحل میں ہے۔ لوکل کونسلوں کے اراکین کے خلاف برطرفی کے احکام اس انکوائری کی بنیاد پر کئے جاتے ہیں جس کا حکم پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس دفعہ 29 اور دی پنجاب لوکل کونسل برطرفی وائس چیئرمین و ممبر رولز 1982ء کے تحت سیکرٹری لوکل گورنمنٹ محکمہ دیہی ترقی نے دیا ہو۔ ایسی انکوائری کو جو کہ ان کے قواعد کے علاوہ دیگر اتھارٹی یا آفیسر مجاز کے تحت کی گئی ہو اس کو صرف شکایت تصور کیا جائے گا اور اس شکایت کی بنیاد پر مندرجہ بالا رولز کے تحت کارروائی شروع کی جائے گی مسئول علیہ کے خلاف بھی جو رپورٹ مجسٹریٹ کے بحکم ڈپٹی کمشنر لاہور نے کی تھی وہ دفعہ 29 کے تحت نہ تھی اس لئے وہ رپورٹ جب گورنمنٹ کو موصول ہوئی تو اس کو شکایت کی بنیاد بنا کر مسئول علیہ کے خلاف کارروائی شروع کی گئی۔

اور اب پہلے مسئول علیہ کو ان کے خلاف عائد الزامات کو بھجوا کر حسب قواعد جواب دینے کو کہا گیا اور چونکہ ان کا جواب تسلی بخش نہ تھا اس لئے وہ انکوائری آفیسر کو بھجوا دیا گیا۔ تاکہ وہ شکایت کی روشنی میں صحیح صورت حال کے متعلق رپورٹ کریں۔ انکوائری آفیسر کو قواعد کے مطابق 45 دن کی مہلت دی گئی تھی جو کہ اب ختم ہو چکی ہے اور انکوائری آفیسر کو تنبیہہ یاد دہانی کرائی گئی ہے کہ وہ فوری طور پر انکوائری رپورٹ مکمل کر کے رپورٹ گورنمنٹ کو ارسال کرے رپورٹ آنے پر کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سردار امجد حمید خان دستی: کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یہ شکایت ایک ایم پی اے کی طرف سے ہے اور اس شکایت کے صحیح ہونے پر بھی آپ نے مہر ثبت کر دی لیکن ایک آفیسر جس کے ذمہ یہ لگایا ہوا تھا کہ یہ کارروائی کرے اور اس کو 45 دن کی مہلت بھی اس کارروائی کرنے کے لئے دی گئی لیکن اس نے اس دوران کارروائی نہیں کی کیا اس کے خلاف آپ نے کوئی قدم اٹھایا ہے اور تنبیہہ کی ہے کہ اتنے عرصے میں تم نے یہ رپورٹ نہیں دی ہے اگر ایک سال اور لگ جائے گا تو اس کا کیا علاج ہو گا۔

وزیر بلدیات: اس سلسلے میں گزارش یہ ہے سیکشن 29 کے تحت کارروائی کرنے کا ایک اپنا طریقہ

کار ہے اس میں جب کوئی شکایت وصول ہوتی ہے اول تو شکایت کے ساتھ شکایت کنندہ کا حلفی بیان لگنا ضروری ہوتا ہے۔ جس کے خلاف شکایت ہو اس کو شوکاز نوٹس کے ذریعے پوچھا جاتا ہے اگر اس کے جواب آنے پر تسلی نہ ہو تو پھر دوبارہ انکوائری آفیسر مقرر کیا جاتا ہے وہ انکوائری مکمل کرنے کے بعد جب بھیجتا ہے تو پھر اس کو سیکشن 29 کا نوٹس دیا جاتا ہے اس سلسلے میں میاں محمود صاحب جو سوال کرنے والے ہیں ان کو پتہ ہے کہ یہ انکوائری ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ گوجرانوالہ کے پاس ہے اور میں نے خود بھی ان کو کہا کہ وہ جلد از جلد یہ رپورٹ بھجوائیں اور میاں صاحب بھی خود اس کی پیروی کر رہے ہیں۔

میاں محمود احمد: مجھے تسلی ہے۔

شیخ مختار احمد: جناب والا! یہ کہا گیا کہ کونسلر نے گلیاں بند کر دیں میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا وہ راستے کھلوا دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب اپنا سوال دہرایئے۔

شیخ مختار احمد: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سوال میں یہ کہا گیا گلیاں کونسلر نے بند کر دیں اور اس کی تحقیقات ڈپٹی کمشنر صاحب نے بھی کر لی کہ واقعی گلیاں بند کر دی گئی ہیں۔ کیا انہوں نے جو گلیوں کو اپنی کوٹھی میں شامل کر لیا' کیا وہ راستے بحال کر دیئے گئے ہیں۔

وزیر بلدیات: اس سلسلے میں میں نے جیسا کہ عرض کیا ہے کہ سیکشن 29 کا ایک ضابطہ ہے جونہی وہ رپورٹ آ جاتی ہے تو اس پر فوری طور پر عملدرآمد کریں گے۔

شیخ مختار احمد: جہاں تک گلیوں کے تجاوزات کا تعلق ہے وہ ایک الگ واقعہ ہے کیا اس وقت تک اس کی ممبر شپ ختم نہیں ہو جائے گی اس وقت تک لوگوں کے راستے بند رہیں گے اور ان کے خلاف کارروائی نہیں ہو گی۔

وزیر بلدیات: اس سلسلے میں جناب والا گزارش ہے کہ انکوائری آفیسرز ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ گوجرانوالہ مقرر کیا گیا ہے جب تک وہ اپنی رپورٹ یا انکوائری مکمل نہ کر لے اس کے بغیر کسی کے خلاف ایکشن نہیں لیا جا سکتا اور یہ مناسب نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر کیا وزیر موصوف از راہ کرم اس کی وضاحت فرمائیں گے کہ

انکوائری آفیسر کو حتمی تاریخ میں کسی مقرر کردہ حتمی تاریخ تک رپورٹ پیش کرنے کی ہدایت کی گئی ہے یا کہیں ایسا نہ ہو لوکل کونسل کا موجودہ وقت ختم ہو جائے اور رپورٹ نہ آئے۔

وزیر بلدیات: خدا کے فضل و کرم سے ایسا نہیں ہو گا اور جن کے پاس انکوائری تھی پچھلے دنوں ان کے ساتھ ایک حادثہ پیش آ گیا ہے جس وجہ سے انہوں نے مجھ سے خاص طور پر معذرت کر لی تھی۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں نے حتمی تاریخ کی وضاحت طلب کی ہے۔ میرا ضمنی سوال in order ہے۔ relevant ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ وزیر موصوف کو اس کی وضاحت کرنی چاہیے۔

جناب سپیکر: جناب منسٹر لوکل گورنمنٹ کیا اس پوزیشن میں ہیں کہ وہ کوئی حتمی تاریخ کے متعلق طے کر سکیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! حتمی تاریخ کسی مسئلے پر بھی نہیں دی جا سکتی اور خاص طور سیکشن 29 والا جو مسئلہ ہے یہ purely legal مسئلہ ہے۔ اس میں کافی قانونی مشکلات ہوتی ہیں تو اس میں حتمی تاریخ دینا کوئی مناسب بات نہیں ہو گی۔ لیکن میں اس کیس کو خود follow کر رہا ہوں اور میاں محمود صاحب ایم پی اے کو بھی اس بات کا پورا یقین ہے کہ یہ کیس کس طرح follow کیا جا رہا ہے اور وہ اس بارے میں مطمئن ہیں۔ لہٰذا کوئی حتمی تاریخ دینا مناسب بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میاں محمود صاحب آپ مطمئن ہیں؟

میاں محمود احمد: جناب والا! میں اس کے لئے کچھ وضاحت عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب چودھری صاحب کی بات ٹھیک ہے کہ اس میں کچھ انکوائریز ہو رہی ہیں۔ ابھی کل ہی ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ نے میرے ساتھ رابطہ قائم کیا تھا کہ ایک بار پھر میں گواہان کو موقع پر لے جانا چاہتا ہوں۔ تو وہ پراسیس process ہے انشاء اللہ ہو جائے گا۔ اس کے بعد سب ٹھیک ہو جائے گا۔

سید طاہر احمد شاہ: Justice delayed is justice denied جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ جتنی تاخیر ہو گی اس سے انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہوں گے۔ وزیر موصوف با اختیار ہیں کہ وہ کسی بھی اپنے ماتحت انکوائری افسر کو یہ ہدایات جاری کر سکتے ہیں کہ فلاں حتمی تاریخ تک فلاں کیس میں رپورٹ پیش کر دی جائے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! سوال کنندہ مطمئن ہیں کہ اس پر کارروائی ضابطے کے مطابق اور ٹھیک

طریقے سے ہو رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کسی تشویش کی ضرورت نہیں ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! معزز ممبر اگر کوئی حتمی تاریخ معلوم کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے فریش نوٹس دے دیں تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: جناب راؤ مراتب علی خان

سڑک کی تعمیر اور ناجائز تجاوزات کا خاتمہ

☆ 452- **راؤ مراتب علی خان:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ ضلع ساہیوال میں واقع بھوکانوالہ پتن سے براستہ قبولہ شریف ایک پختہ سڑک عارف والا تک رواں دواں ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ قبولہ شریف کے بازار سے گزرنے والی مذکورہ بالا سڑک کا تقریباً دو فرلانگ کے ٹکڑے کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہے اور سولنگ ٹوٹ پھوٹ گئی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا سڑک پر قصبہ مقبولہ شریف کے مین بازار میں ناجائز تجاوزات کے باعث اکثر و بیشتر حادثات رونما ہوتے رہتے ہیں۔ اور آمدورفت زیادہ ہونے کے باعث ٹریفک بلاک ہو جاتی ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سال رواں میں متذکرہ بالا سڑک کے دو فرلانگ کے اس ٹکڑے کو پختہ کرنے اور مین بازار سے ناجائز تجاوزات کو ختم کرنے کے لئے اقدامات کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) درست ہے۔ ضلع ساہیوال میں بھوکانوالہ پتن براستہ قبولہ پختہ سڑک عارف والا تک جاتی ہے۔ جس کی کل لمبائی 45 میل ہے۔ جس میں سے 7 فرلانگ کی سڑک قبولہ مین بازار ضلع کونسل ساہیوال کی تحویل میں ہے اور باقی سڑک محکمہ ہائی ویز کی تحویل میں ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ قبولہ شریف کے شہر سے گزرنے والی سڑک کے دو فرلانگ کے حصہ کی توڑ پھوڑ کی۔ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے مفاد عامہ کے لئے سیوریج بچھانے کا کام سرانجام دینے کے سلسلہ میں کی ہے۔ کام ہذا کی تکمیل کے بعد سڑک مرمت کر دی جائے گی۔

(ج) مذکورہ سڑک کی چوڑائی 44 فٹ ہے۔ جس پر کوئی ناجائز تجاوز نہ ہے۔ البتہ چند ریڑی بانوں نے عارضی طور پر سڑک پر کاروبار شروع کر رکھا ہے۔ جنہیں وقتاً" فوقتاً" ہٹا دیا جاتا ہے۔ مگر ان کی غربت کی بناء پر فی الحال کسی سخت کارروائی سے گریز کیا گیا ہے۔

(د) ضلع کونسل ساہیوال کے بجٹ سال رواں میں قبولہ مین روڈ سولنگ شدہ حصہ کو پختہ کرنے کے لئے -/2,15,000 روپے مختص کئے ہوئے ہیں۔ جونہی محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے کھدائی شدہ حصہ کو پختہ کر دیا ہے۔ کام مذکورہ بالا مکمل کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اس پر کوئی ضمنی سوال۔

چودھری محمد اکرم: کیا وزیر موصوف یہ وضاحت فرمائیں گے کہ جن چند ریڑی بانوں نے عارضی طور پر سڑک پر کاروبار شروع کر رکھا ہے جنہیں وقتاً" فوقتاً" ہٹا دیا جاتا ہے حکومت ان کی مستقل بحالی کے لئے متعلقہ شہر میں کوئی ریڑی والا یا کھوکھا بازار قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جناب چودھری محمد اکرم صاحب کا یہ سوال قبولہ شہر میں ریڑی بانوں کو ہٹانے کے متعلق ہے۔ آپ کا جواب یہ ہے کہ ریڑی والے جو ٹریفک میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں ان کو بعض اوقات نکال دیا جاتا ہے لیکن ان کی غربت کے پیش نظر کوئی انتہائی اقدام کرنے سے گریز کیا جاتا ہے ان کا سوال یہ ہے کہ جب ان کو ہٹا دیا جاتا ہے تو کیا ان کے لئے کوئی متبادل جگہ کا بندوبست کرنا حکومت کے زیر غور ہے؟ یہی آپ کا سوال ہے؟

چودھری محمد اکرم: جی۔

وزیر مقامی گورنمنٹ و دیہی ترقی: جناب والا! فی الحال تو ایسا پروگرام نہیں ہے۔ لیکن وہاں کے جو ایم پی اے حضرات ہیں اگر وہ اس مسئلے کو سامنے لائیں تو اس پر غور کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جناب راؤ مراتب علی خان

تحصیل بہاولنگر میں واٹر سپلائی سکیم کا اجراء

☆ 453- راؤ مراتب علی خان: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ تحصیل بہاولنگر میں واقع چار بڑے بڑے مواضعات گلاب علی

سوہڑھا' رام پورہ اور جھار والی میں واٹر سپلائی سکیم کا اجراء تو کر دیا گیا ہے لیکن گندے پانی کی نکاسی کے لئے پختہ نالیوں کی تعمیر کا کوئی انتظام نہ کیا گیا ہے۔ جس کے باعث ان مواضعات کے گلی کوچوں میں کیچڑ اور تعفن کی وجہ سے بیماریاں پھیل رہی ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ بالا مواضعات میں پختہ نالیوں کی عدم تعمیر کی وجوہات کیا ہیں اور کیا حکومت سال 86-1985ء میں پختہ نالیوں کی تعمیر کے لئے رقم مختص کرنے پر آمادہ ہے اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ رورل واٹر سپلائی سکیم گلاب علی' سوہڑھا رام پورہ کوڑیاں والی اور مہاروالی 80-1979ء ,84-1983ء ,80-1979ء اور 81-1980ء میں تعمیر کی جا چکی ہیں یہ بھی درست ہے کہ گندے پانی کے نکاس کا اب تک کوئی بندوبست نہیں ہے۔

(ب) مندرجہ ذیل مواضعات میں پختہ نالیاں تعمیر کرنے اور گلیوں میں فرش لگانے کے لئے ضلع کونسل بہاولنگر نے اپنے اجلاس مورخہ 15-12-85 میں مندرجہ ذیل مواضعات میں سکیم ہائے نکاسی آب تعمیر کی جانی منظور کی ہیں۔

1- رورل ڈرینج سکیم گلاب علی۔
2- رورل ڈرینج سکیم سوہڑھا۔
3- رورل ڈرینج سکیم رام پورہ / کوڑیاں والی۔
4- رورل ڈرینج سکیم مہار والی۔

ان سکیموں کے لئے سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے سال 87-1986ء میں شامل کرنے کی سفارش کی گئی ہے اور اگلے مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں ان سکیم ہائے نکاسی آب کے لئے ضلع کونسل رقم مختص کرے گی۔

چودھری محمد اکرم: کیا وزیر موصوف وضاحت فرمائیں گے کہ ضلع کونسل کا اجلاس مورخہ 15-12-85 کو ہوا جس میں ان چار سکیموں کے علاوہ دیگر تین اور سکیمیں چک 95- فتح 209- ایم (مراد) طفیل چشتیاں اور 167- ایم (مراد) تحصیل چشتیاں بھی منظور ہوئی تھیں۔

وزیر مقامی گورنمنٹ و دیہی ترقی: جناب والا! ہمارے پاس جو اطلاع ہے وہ ان چار سکیموں کے بارے میں ہے کیونکہ سوال بھی ان چار سکیموں کے بارے میں کیا گیا تھا۔

چودھری محمد اکرم: کیا وزیر موصوف از راہ کرم یہ فرمائیں گے کہ مورخہ 15-12-85 کو واٹر سپلائی کے سلسلے میں جو قرارداد پاس ہوئی تھی اس کی مکمل نقل ہاؤس کو فراہم کر سکتے ہیں؟

وزیر مقامی گورنمنٹ و دیہی ترقی: جی ہاں۔ جو قرارداد پاس ہوئی تھی اس کی نقل فراہم کی جا سکتی ہے۔

چودھری محمد اکرم: کیا وزیر موصوف اسی اجلاس میں فراہم کریں گے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی: یہ تلاش کرنی پڑے گی اجلاس میں سہی بہرحال میں آپ کو بھجوا دوں گا۔

جناب سپیکر: حاجی مقصود احمد بٹ۔

شہر لاہور میں سڑکوں کی تعمیر و مرمت

☆ 477- حاجی مقصود احمد بٹ: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور شہر کی کوئی بھی سڑک جب مرمت ہوتی ہے تو سڑک کے دونوں اطراف رہائشی مکانوں اور کاروباری اداروں کی سطح گہرائی میں چلی جاتی ہے اور بارشوں کے ایام میں وہاں پانی کھڑا ہو جانے سے سخت نقصان ہوتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ نشتر روڈ سے ملحقہ کچھ گلیاں (سابقہ رام گلیاں) آج کل پانی کھڑا ہو جانے کی وجہ سے بری طرح متاثر ہو رہی ہیں اور عوام کو ناقابل برداشت نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے کیونکہ گرد و نواح کا علاقہ بلند اور گلیاں نشیبی ہو گئی ہیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اندرون شہر لاہور سڑکوں کی تعمیر و مرمت سے قبل آس پاس کی گلیوں کا سروے کرنے کی ضرورت محسوس کرے گی اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ ٹیکنیکی نقطہ نظر سے سڑک کے درمیانی حصہ کو اس کے دونوں کناروں کی نسبت سے اونچا رکھا جاتا ہے۔ تاکہ بارش کا پانی سڑک کے درمیان کھڑا نہ ہو سکے اور اس طرح آمد و رفت میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو۔

(ب) ان گلیوں میں نالیاں بنی ہوئی ہیں اور سیوریج بھی موجود ہے۔ چونکہ یہ گلیاں نشیبی علاقہ میں واقع ہیں۔ اس لئے بارش کے دنوں میں ارد گرد کے اونچے علاقوں کا پانی ان گلیوں میں جمع

جاتا ہے عام حالات میں یہاں پانی نکاس کا مسئلہ پیدا نہیں ہوتا۔

(ج) عام طور پر کوئی گلی یا سڑک بناتے وقت اردگرد کی گلیوں اور سڑکوں کا سروے نہیں کیا جاتا۔ بلکہ علاقہ کونسلر صاحب کی تحریک پر متعلقہ گلی یا سڑک کو پختہ کرنے کے لئے اسے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کرایا جاتا ہے اور بعد ازاں اس کا تخمینہ خرچ تیار کر کے منظوری حاصل کر لی جاتی ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: ضمنی سوال' جناب والا! سوال جو معزز رکن نے کیا ہے اس میں یہ ہے کہ سڑکوں کی دوبارہ تعمیر کئی انچ پتھر ڈال کر اونچا کر دیا جاتا ہے جبکہ وزیر موصوف نے یہ جواب دیا ہے کہ سڑک کے درمیانی حصہ کو اونچا رکھا جاتا ہے اور جو گلیاں ہیں وہ چونکہ نشیبی علاقہ میں ہیں اس لئے بارش کے دنوں میں اردگرد کا پانی وہاں پر کھڑا ہو جاتا ہے' تو میں یہ عرض کروں گا کہ عام مشاہدہ میں یہ آیا ہے' تو کیا وزیر موصوف اس قسم کی ہدایات جاری کریں گے کہ سڑکوں کے ساتھ ساتھ ٹاپ واٹر چینل تعمیر کئے جائیں تاکہ بارش کے ایام میں بارش کے پانی کے نکاسی آب کا فوری طور پر بندوبست ہو جائے اور وہاں پر اردگرد کے مکینوں کو تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! جب پرانی سڑک کی تعمیر کی جاتی ہے لازماً" اس پر جو مٹیریل ڈالا جاتا ہے تو سڑک کا اونچا ہونا' یہ ایک ایسی نئی بات نہیں ہوتی ہے' لیکن سڑک بناتے وقت یہ ٹیکنیک خاص طور پر اپنائی جاتی ہے تاکہ پانی سڑک کے درمیان کھڑا نہ ہو اور سائیڈوں پر گر جائے۔ ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ سائیڈوں میں جو گلیاں ہیں اگر ان کے سیوریج پائپ چھوٹے ہوں تو ان کو ساتھ ہی ساتھ بڑے پائپ دے دیئے جائیں تاکہ وہ بڑے سیوریج پائپ سڑک کے بنتے وقت ساتھ ہی ساتھ لگا دیئے جائیں۔ کوشش یہی کی جا رہی ہے لیکن چونکہ یہ زیادہ تر شہروں میں کارپوریشنوں کے پاس اپنے جتنے فنڈز ہوتے ہیں' ان کے مطابق ہی وہ تعمیراتی کام اور منصوبہ جات بناتے ہیں اور انہی کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ سکیمیں تیار کرتے ہیں لیکن ہماری طرف سے یہ ہدایات دی جاتی ہیں کہ سڑک کی مرمت کے وقت' خاص طور پر اندرون شہر اسی طرح مرمت کی جائے کہ ساتھ ہی ساتھ گلیوں میں جو چھوٹے سیوریج پائپ ہیں ان کو بھی ساتھ ہی ساتھ بڑا کیا جائے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ جب بھی سڑک کی مرمت کی جاتی ہے تو اس کی سطح تھوڑی سی اوپر ہو جاتی ہے میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر سڑک کی دوبارہ مرمت کی جائے اور اس کی مرمت صرف Torn کی حد تک کی جائے تو اس کا لیول نسبتاً" اونچا نہیں

ہوتا ہے۔ مگر یہ عام مشاہدہ ہے وزیر موصوف اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے ہیں کہ جو بھی سڑک شہروں میں بنتی ہے' زیادہ تر اس میں پتھر کئی کئی انچ ڈال کر اس کی سطح بہت زیادہ اونچی کر دی جاتی ہے اور جب سڑک اونچی ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ٹاپ واٹر چینل نہیں بنائے جاتے' تو پانی بارش کے دنوں میں علاقہ کے اردگرد پھیل جاتا ہے۔ تو میرا سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف سڑکوں کے تحفظ کے لئے اور علاقہ کے مکینوں کو پریشانی سے نجات دینے کے لئے سڑکوں کے ساتھ ساتھ ٹاپ واٹر چینل بنائے جانے کے متعلق ہدایات جاری کریں گے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! شاہ صاحب کی جو تجویز ہے اس کا جائزہ لیا جا سکتا ہے اور بلکہ شاہ صاحب کی میٹنگ بھی ان انجینئرز کے ساتھ رکھائی جا سکتی ہے تاکہ بیٹھ کر مشترکہ لائحہ عمل طے کر لیں اگر شاہ صاحب کی تجویز اچھی ہوئی تو ہم ضرور اس پر عمل کریں گے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں تو اس بات کو خوش آمدید کروں گا' یہ ایک حقیقت ہے کہ جب تک بڑے شہروں میں سڑکوں کے ساتھ ساتھ ٹاپ واٹر چینل نہیں بنائیں گے' اس وقت تک ہماری سڑکیں محفوظ نہیں رہ سکتیں اور ہماری کارپوریشنوں کا' لوکل کونسلوں کا بے شمار روپیہ ضائع ہو رہا ہے' اس کا جائزہ لینے کی وزیر موصوف یقین دہانی کرائیں۔

جناب سپیکر: اس پر یقین دہانی ہو چکی ہے اور شاہ صاحب کو اس میں شامل کرنے کی بھی وزیر موصوف نے یقین دہانی کرائی ہے کہ اگر وہ چاہیں تو ان کو اس میں شامل کیا جا سکتا ہے ـــــــ محترمہ بیگم شاہین منور صاحبہ

محترمہ بیگم شاہین منور احمد صاحبہ: ضمنی سوال۔ جناب سپیکر! آپ کے توسط سے میں وزیر مقامی حکومت اور دیہی ترقی سے ایک سوال گلبرگ کے ایریا کے متعلق پوچھنا چاہتی ہوں جو کہ لاہور شہر میں آتا ہے۔ ان کا جو جواب ہے اس کا پہلا حصہ (الف) کا ٹیکنیکی نقطہ نظر سے سڑک کے درمیانی حصہ کو اس کے دونوں کناروں کی نسبت اونچا رکھا جاتا ہے۔ اگر اسے اس ٹیکنیکی طریقہ سے بنایا نہ جائے' تو اس کے متعلق ان کا کیا جواب ہو گا' کیونکہ گلبرگ کی سڑکیں اس طرح سے نہیں بنی ہیں۔

وزیر مقامی حکومت: جناب سوال سمجھ نہیں آیا۔

بیگم شاہین منور احمد صاحبہ: میں ان سے یہ سوال پوچھ رہی ہوں کہ جو اس سڑک اس ٹیکنیکی لحاظ سے نہ بنائی گئی ہو' اس کے متعلق کیا کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر: یعنی آپ کا مطلب یہ ہے کہ جو required specification کے لحاظ سے سڑک نہ بنی ہو اس پر کیا کارروائی ہو گی۔

بیگم شاہین منور احمد: Specification تو ان کے ہوں گی لیکن انہوں نے specification اس جواب میں دی ہے کہ دونوں طرف سے سڑک نیچی ہوتی ہے اور درمیان سے یہ سڑک اونچی کی جاتی ہے۔ میں اس کے متعلق دریافت کر رہی ہوں کہ ٹیکنیکلی جو انہوں نے جواب دیا اگر اس کے مطابق سڑک نہ بنی ہو' تو اس کے متعلق ان کا کیا جواب ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: یہ جناب اگر دوبارہ سوال ہو جائے تو درست ہے مجھے تو ابھی تک اس کی سمجھ نہیں لگی ہے اور ویسے سڑک تو درمیان میں سے اس لئے اونچی کی جاتی ہے تاکہ بارش کا پانی وہاں پر کھڑا نہ ہو اور گلبرگ کی سڑکوں کے بارے میں جو کچھ بیگم صاحبہ نے کہا ہے' اگر اس سلسلہ میں کسی خاص سڑک کا وہ یہاں پر بتا دیں تو ہم اس کو دیکھ لیتے ہیں کہ سڑک کس طرح سے اور کیسے بنی ہوئی ہے اور اس کا کیا کیا جا سکتا ہے اور اس پر کارروائی بھی ہو سکتی ہے یا نہیں اس کا جائزہ لیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: No interruption please بیگم شاہین منور احمد صاحبہ۔

بیگم شاہین منور احمد: جناب! میں نے جو سوال کیا ہے وہ گلبرگ کی تمام سڑکوں کے متعلق کیا ہے' میرے جو فاضل بھائی یہاں بیٹھے ہیں' بڑے عقل مند ہیں مجھے پورا یقین ہے' انہوں نے گلبرگ دیکھا ہو گا اور منسٹر صاحب کے گھر بھی گئے ہوں گے تو ان کے گھر کی سڑک کو چھوڑ کر باقی گلبرگ کا ایریا دیکھیں' میں اس کے متعلق کہہ رہی ہوں کہ یہ سڑکیں اس لحاظ سے نہیں بنیں' یہ اسی محکمہ کے تحت آتی ہیں اگر یہ ٹیکنیکی لحاظ سے درست نہ بنی ہوں تو اس پر کیا کارروائی ہو گی' میرا سوال یہ ہے کہ وہ نہیں بنی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ گلبرگ کی سڑکیں ٹیکنیکی لحاظ سے درست نہیں بنی ہیں اور اگر وہ

درست نہ بنی ہوں تو کیا آپ اس پر کچھ ایکشن لینا پسند کریں گے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! گلبرگ میں کئی سڑکیں ہیں کچھ لاہور میونسپل کارپوریشن کے پاس ہیں اور گلبرگ ہی میں کئی سڑکیں ایل ڈی اے کے پاس ہیں یہ مجھے سڑکوں کا نام بتا دیں اور اگر کوئی سڑک سامنے آ جائے تو میں جناب والا! کو بھی یہ گزارش کروں گا کہ وہ بھی ہمارے ساتھ چل کر ذرا انکوائری میں شامل ہو جائیں۔

(قہقہے)

MR. SPEAKER: No interruption please

بیگم شاہین منور احمد: جناب والا آپ کی توجہ میں لبرٹی مارکیٹ کی سڑک کی طرف دلاؤں گی' جس کا مجھے یقین ہے کہ آپ وہاں پر بڑی دفعہ چکر لگا چکے ہوں گے۔

(قہقہے)

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا میں یہ عرض _____

جناب سپیکر: اس سوال کا جواب دینا کیا ضروری ہے۔ (قہقہے)

جناب ظفر اللہ خان: جناب والا اصل سوال یہ ہے کہ جب نئی سڑکیں تیار کی جاتی ہیں تو سڑک کی layer کے اوپر دوبارہ layer ڈال دی جاتی ہے اور اس طرح تقریباً" 9 انچ اس کو دوبارہ اوپر کر دیا جاتا ہے۔ بار بار یہ عمل کرنے سے آبادیاں نیچے ہو گئی ہیں اور جو سڑکیں ہیں وہ اوپر ہو گئی ہیں۔ میرے سامنے تو یہاں تک مثالیں ہیں کہ جیسے لوگ سیڑھیوں کے ساتھ اپنے چوباروں پر اوپر چڑھتے ہیں' اس طرح لوگ سیڑھیاں لگا کر اپنے مکانوں کے اندر داخل ہوتے ہیں اور ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے وہ تہہ خانے ہوں یا سرنگیں ہوں۔ اس لئے میں وزیر موصوف سے یہ گزارش کروں گا کہ کیا یہ عمل ختم نہیں ہو سکتا کہ سڑک کو بجائے اس کے کہ ایک نئی layer ڈال کر اونچا کر دیا جائے۔ پہلی layer کو ختم کیا جائے اور پھر اس کے اوپر نئی layer ڈالی جائے۔ کیونکہ سڑک 9 انچ بار بار اوپر کرنے سے لوگوں کی کروڑوں روپے کی جائیداد برباد ہو چکی ہے۔ اصل سوال بھی یہی ہے اور اگر آئندہ کے لئے یہ پریکٹس جاری کر دی جائے تو اس سے لوگوں کے کروڑوں روپے کی بچت ہو سکتی ہے۔

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

جناب سپیکر: یہ آپ کی تجویز ہے؟

جناب ظفراللہ خان: نہیں جناب۔ حاجی مقصود احمد صاحب کا اصل سوال بھی یہی ہے اور میری تجویز بھی یہی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی تجویز ہے نا۔

جناب ظفراللہ خان: جناب والا تجویز بھی ہے اور سوال بھی یہی ہے۔

جناب سپیکر: میں جناب وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی سے یہ کہوں گا کہ خان صاحب کی تجویز پر غور بھی کریں اور اگر یہ قابل عمل ہو تو اس کو شرف قبولیت بھی بخشی جائے۔

جناب ظفراللہ خان: جناب والا! اس بات سے غریب لوگ اس عمل سے سخت پریشان ہیں _____

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! میں نے نوٹ کر لیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس پر ضرور غور کریں گے۔

جناب ظفراللہ خان: جناب والا! غور نہیں اس پر عمل ہونا چاہیے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: نہیں عمل بھی کریں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

لاہور کی سڑکوں کی مرمت

☆516- بیگم فرحت رفیق: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور شہر کی بیشتر سڑکیں انتہائی خستہ حالت میں ہیں اور ان پر جا بجا گڑے پڑے ہوئے ہیں جن سے ٹریفک کا نظام معطل ہو کر رہ گیا ہے۔

(ب) اگر جزو بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت لاہور کی سڑکوں کی فوری طور پر تعمیر و مرمت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) یہ درست ہے کہ حالیہ شدید بارشوں کی وجہ سے لاہور شہر کی بیشتر سڑکیں ٹوٹ پھوٹ گئی تھیں۔ چنانچہ لاہور میونسپل کارپوریشن نے اپنے چاروں زونوں میں ہنگامی پروگرام کے تحت متاثرہ سڑکوں کی مرمت اور پیچ ورک کا کام مکمل کرایا۔ باقی ماندہ سڑکوں پر بھی پیچ ورک کا کام بدستور جاری ہے۔ لاہور میونسپل کارپوریشن کو ہدایت کی گئی ہے کہ لاہور کی اہم سڑکوں کی تعمیر بھی فوری طور پر شروع کی جائے۔

(ب) لاہور میونسپل کارپوریشن کے اپنے موجودہ سال کے ترقیاتی پروگرام میں سڑکوں کی مرمت کے لئے ایک کروڑ روپے اور Road Cuts کی مرمت کے لئے مبلغ 25 لاکھ روپے مختص کئے ہوئے ہیں۔ اس خطیر رقم سے سڑکوں اور Road Cuts کی مرمت کا کام جاری ہے۔

قبرستان میانی صاحب لاہور میں صفائی کا نظام

☆ 527- **بیگم فرحت رفیق:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ قبرستان میانی صاحب لاہور کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہو چکی ہے اور وہاں گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے قبرستان کا تقدس مجروح ہو رہا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت مذکورہ قبرستان میں صفائی کا انتظام بہتر بنانے اور پانی کا انتظام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) قبرستان میانی صاحب لاہور کا اندرونی انتظام ایک کمیٹی کے سپرد ہے جو کہ ذرائع آمدن کی کمی کی وجہ سے صفائی کا خاطر خواہ انتظام کرنے سے قاصر ہے۔ کیونکہ اس کا رقبہ تقریباً 1206 کنال پر پھیلا ہوا ہے۔ تاہم لاہور میونسپل کارپوریشن کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ وہ

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

قبرستان کی صفائی کے لئے کم از کم دو سینٹری ورکر تعینات کرے جس سے حالات میں نمایاں بہتری ہو گی۔

(ب) جزو (الف) کے جواب کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔ تاہم قبرستان میں پانی کے نل موجود ہیں اور جنازگاہ میں بھی پانی میسر ہے۔

کونسلوں کے عائد شدہ برآمدی ٹیکس کا خاتمہ

☆ 547- **جناب میاں محمد اسحاق:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع کونسلوں نے متعدد انواع کے تجارتی سامان اور اشیاء پر ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں لے جانے پر برآمدی محصول عائد کیا ہوا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ بالا تجارتی سامان اور اشیاء جونہی دوسرے ضلع میں داخل ہوتی ہیں تو ان پر محصول چونگی کی صورت میں مزید ٹیکس عائد کیا جاتا ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت برآمدی ٹیکس ختم کرنے اور اشیاء صرف پر ایسے دوہرے ٹیکس سے گریز کرنے پر غور کرے گی۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) حکومت کے زیر غور ایکسپورٹ ٹیکس اور محصول چونگی ختم کرنے کی کوئی تجویز نہیں ہے۔ برآمدی ٹیکس سے جو آمدنی وصول ہوتی ہے۔ وہ متعلقہ ضلع کے ترقیاتی کاموں پر صرف کی جاتی ہے اور اس علاقے کے مکینوں کی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے خرچ کی جاتی ہے۔ اس طرح محصول چونگی بھی شہری لوکل کونسل کی آمدنی کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ جو کہ اس علاقے کی ترقی پر خرچ کیا جاتا ہے اور یہاں کے مکینوں کی بنیادی ضرورتیں پوری کی جاتی ہیں۔ اس طرح برآمدی ٹیکس و درآمدی ٹیکس کا جاری رہنا مفاد عامہ میں ہے۔

ٹولنٹن مارکیٹ چوک نئی انارکلی اور کچہری روڈ سے ناجائز قابضین کا انخلاء

☆556- جناب تاج محمد خان: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میونسپل کارپوریشن کی جانب سے ایم ایل آر 821 کے تحت ان ناجائز قابضین کو جو ٹولنٹن مارکیٹ چوک نئی انارکلی اور کچہری روڈ کے فٹ پاتھوں پر کاروبار کر رہے ہیں۔ تجاوزات ہٹانے کے لئے کس تاریخ سے نوٹس جاری کئے گئے ان کی تعداد کیا ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ نوٹس کے بعد تاریخ پیشی پر لاہور میونسپل کارپوریشن کے افسران مجاز کوئی کارروائی کرنے کے بجائے مذکورہ قابضین کو نئے نوٹس جاری کر دیتے ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ لاہور میونسپل کارپوریشن کا عملہ تہہ بازاری مذکورہ بالا قابضین کا نا صرف سامان اٹھا کر لے جاتا ہے بلکہ چالان بھی کرتا رہتا ہے۔

(د) اگر جزو (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو عملہ تہہ بازاری نے متذکرہ قابضین کا کتنی دفعہ سامان اٹھایا اور کتنے گئے چالان کی تفصیل کیا ہے۔ مزید برآں کیا عملہ تہہ بازاری قانوناً ایسا کرنے کا مجاز ہے جب کہ ابھی ان کا معاملہ تصفیہ طلب ہے۔

(ہ) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ لاہور میونسپل کارپوریشن کی طرف سے ایم ایل آر کے تحت کی جانے والی کارروائی کے فیصلے میں تاخیر کی وجہ سے کچہری روڈ کے فٹ پاتھوں پر ناجائز طور پر بیٹھنے والے ٹائپسٹوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے نہ صرف پیدل چلنے والوں بلکہ ٹریفک کے لئے بھی مشکلات پیدا ہو رہی ہیں۔

(و) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا لاہور میونسپل کارپوریشن ایم ایل آر 821 کے تحت شروع کی جانے والی کارروائی کے فیصلہ پر فوری طور پر عملدرآمد کر کے خاص طور پر کچہری روڈ پر ناجائز طور پر بیٹھنے والے ٹائپسٹوں کو اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) نوٹس زیر قاعدہ (6) مارشل لاء آرڈر نمبر 821 کے تحت 32 ناجائز قابضین کو مورخہ 20 جنوری 1983ء کو نوٹس جاری کئے گئے۔

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

(ب) ناجائز تجاوز کنندگان کو ذاتی سماعت کے لئے بذریعہ نوٹس اطلاع دی جاتی رہی ہے۔

(ج) ناجائز تجاوز کنندگان کے چالان کئے جاتے ہیں اور سامان بھی اٹھایا جاتا ہے۔

(د) ان ناجائز تجاوز کنندگان کا آٹھ مرتبہ سامان اٹھایا گیا اور جون 1985ء سے لے کر 25 اکتوبر 1985ء تک ان کے 57 چالان کئے گئے۔ عملہ تہہ بازاری ایسا کرنے کا مجاز ہے۔ کیونکہ یہ ناجائز تجاوز کنندگان ہیں۔

(ہ) ان ناجائز تجاوز کنندگان کی تعداد میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے اور ان کے خلاف ضابطہ کارروائی ہوتی رہتی ہے۔

(و) لاہور میونسپل کارپوریشن ان ناجائز قابضین کو اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس وجہ سے ان کے خلاف چالان کئے جاتے ہیں اور سامان گرفت کر کے داخل سٹور کارپوریشن کیا جاتا ہے۔

خواتین خاکروبوں کو وردی کی سپلائی

☆ 575- جناب حاجی جمشید عباس تھیم: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میونسپل کارپوریشنوں اور ٹاؤن کمیٹیوں کے خاکروبوں کو وردی کا کپڑا دیا جاتا ہے۔ مگر وہ عورتیں جو بطور خاکروب کام کرتی ہیں۔ ان کو وردی کا کپڑا مردوں کی نسبت آدھا دیا جاتا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے۔ تو کیا حکومت خواتین خاکروبوں کو بھی مکمل وردی کا کپڑا مہیا کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) حکومت پنجاب محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ مراسلہ نمبر ایس او جی (4) ایس اے (یونیفارم) 82 مورخہ 27-11-82 کی روشنی میں محکمہ لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی نے بھی اپنے مراسلہ نمبر ایس او (4) 4-4-83 مورخہ 2 فروری 1983ء سے وردی الاؤنس بلدیاتی اداروں میں بھی نافذالعمل کر دیا اور اس طرح خاکروب مرد اور عورتوں کو وردی کی بجائے وردی الاؤنس دیا جا رہا ہے کپڑا وردی جو اس مراسلہ پر عمل درآمد سے پہلے دیا جاتا تھا۔ اس

میں خاکروب مردوں اور عورتوں کی وردی کے کپڑے میں بالحاظ پیمائش کوئی فرق نہ تھا۔ مذکورہ مراسلہ مورخہ 2 فروری 1983ء کے بلدیاتی اداروں پر اطلاق کی مزید یاد دہانی کرا دی گئی ہے تاکہ جن چند ایک لوکل کونسلوں میں اس پر عمل درآمد نہیں ہو رہا وہاں بھی اس پر عمل ہو۔

(ب) جزو (الف) کا جواب اثبات میں نہ ہے۔

ترقیاتی منصوبوں کے لئے رقم میں سے اقلیتوں کے نمائندوں کا حصہ

☆ 597- جناب لالہ مہرلال بھیل: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بلدیاتی اداروں کے منتخب کونسلروں کو بلدیاتی اداروں کے ترقیاتی منصوبوں کے لئے بجٹ میں فراہم کی گئی رقم میں سے کچھ حصہ دیا جاتا ہے۔

(ب) اگر جزو بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اقلیتوں کے منتخب کونسلروں کو اس سلسلے میں نظرانداز کیا جاتا ہے۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجوہ ہیں اور کیا حکومت اقلیتوں کے نمائندوں کو بھی ایسی مراعات دینے کو تیار ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) جی ہاں۔ لوکل کونسلیں اس بات کی پابند ہیں کہ وہ اپنا سالانہ ترقیاتی پروگرام / بجٹ اپنے تمام ممبران کے مشوروں سے مرتب کر کے باقاعدہ ہاؤس میں منظور کریں اور ہاؤس کی منظوری سے کونسلروں کو بھی حصہ دے دیتے ہیں۔

(ب) اقلیتوں کے کونسلر صاحبان کی مشاورت اور شمولیت ہماری لوکل کونسلوں کے سالانہ ترقیاتی پروگراموں اور بجٹوں کا ایک جزو ہیں اور انہیں نظرانداز نہیں کیا جاتا۔

(ج) مندرجہ بالا وضاحت کی روشنی میں کسی مزید کارروائی کی ضرورت نہیں البتہ کسی لوکل کونسل کے بارے میں ایسی کوئی شکایت موصول ہونے پر کارروائی کی جائے گی۔

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

موضع کھوتھ میں اراضی کی خریداری کا سکینڈل

66- چودھری محمد عبداللہ ورک: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع کونسل گوجرانوالہ نے مورخہ 17 نومبر 1981ء کو موضع کھوتھ تحصیل و ضلع گوجرانوالہ میں اراضی تعدادی 17 مرلے 91 کنال کو تقریباً" سات لاکھ روپے میں عبدالوکیل خان مختار عام مسماۃ شفیقاً" زوجہ عبدالوکیل خان سکنہ کاموکی سے خریدی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ اراضی ماہانہ منڈی مویشیاں کے لئے خریدی گئی تھی جس کے لئے مذکورہ ضلع کونسل نے جی ٹی روڈ سے اراضی مذکورہ تک پہنچنے کے لئے دو لاکھ روپیہ خرچ کر کے سڑک تعمیر کی تھی۔

(ج) کیا اراضی مذکورہ پر منڈی مویشیاں منعقد ہوتی رہی۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ اراضی پر صرف چند ماہ بعد ضلع کونسل کی سازش کے تحت دوبارہ عبدالوکیل خاں اور اس کے رشتہ دار شفیق خاں نے قبضہ کر لیا۔

(ھ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ اراضی کا قبضہ واپس حاصل کرنے اور اس فراڈ کی تحقیقات کرنے کے لئے کوئی کارروائی عمل میں لائی گئی۔ اگر ایسا ہے تو اس کی تفصیل بیان کی جائے اور اگر کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) درست ہے۔ اراضی متذکرہ بیع نامہ رجسٹری مورخہ 16 نومبر 1981ء کو ضلع کونسل نے بالعوض =/6,88,875 روپے میں خرید کی تھی۔

(ب) اس حد تک درست ہے کہ ضلع کونسل نے اس سڑک کی تعمیر پر مبلغ 1,15,472 روپے خرچ کئے تھے۔

(ج) جی ہاں ایک منڈی منعقد ہوتی تھی بعد ازاں حکومت پنجاب نے لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کی دفعہ 51 میں ترمیم کر کے وضاحت کر دی کہ منڈی مویشیاں ضلع کونسلیں ہی منعقد کر سکتی ہیں۔ ماسوائے ان منڈیوں کے جو میونسپل کمیٹیاں یا ٹاؤن کمیٹیاں 1980ء سے پیشتر لگتی آ رہی

ہیں۔ لہٰذا ضلع کونسل نے مفاد عامہ کے پیش نظر اپنی منڈی مذکور میونسپل کمیٹی کاموکی حدود میں لگانی شروع کر دی۔ جس کی وہ مجاز تھی۔

(د) درست نہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ شفیق خان نامی شخص نے پٹواری حلقہ سے ساز باز کر کے گرداوری اپنے نام کروائی اور بعد ازاں عدالت دیوانی میں دعویٰ کر کے حکم امتناعی حاصل کر لیا ہوا ہے۔ جس کی آئندہ تاریخ پیشی 27-3-86 مقرر ہے۔

(ر) مذکورہ اراضی کا قبضہ واپس حاصل کرنے کے لئے اس دعویٰ کی باقاعدہ پیروی کی جا رہی ہے اور گرداوری جو کہ ناجائز اور غلط کی گئی تھی' کی درستی کے لئے جناب ڈپٹی کمشنر صاحب کو مورخہ 11-4-85 و مورخہ 24-11-85 و مورخہ 30-12-1985 کو تحریر کیا گیا ہے۔ تاہم حکم امتناعی کی وجہ سے کارروائی کی درستگی روکی ہوئی ہے۔

منڈی حاصل پور میں بغیر لائسنس چلنے والے ٹرک اڈے

87- چودھری عبدالرشید : کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) منڈی حاصل پور ضلع بہاولپور میں کتنے ٹرک اڈے قائم ہیں اور ان میں کتنے باضابطہ لائسنس ہولڈر ہیں اور کتنے بغیر لائسنس کے کام کر رہے ہیں۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ حاصل پور کے عوام کی جانب سے بلا لائسنس ٹرک اڈوں کے خلاف افسران بالا کو شکایات موصول ہوئی ہیں۔

(ج) جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اس پر اب تک کیا کارروائی ہوئی ہے اور اگر کارروائی نہیں ہوئی تو کیا ایسے افسران کے خلاف جن کی چشم پوشی یا ملی بھگت سے یہ کاروبار جاری ہے حکومت کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی) :

(الف) منڈی حاصل پور میں چار ٹرک اڈے قائم تھے۔ جن میں سے کسی نے بھی حسب ضابطہ لائسنس حاصل نہیں کیا۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی بہاول پور نے عوام کی شکایات موصول ہونے سے قبل ہی اپنے اجلاس مورخہ 8-7-85 میں اس غیر قانونی کارروائی کا نوٹس لیا اور بہاول پور ڈویژن میں تمام ڈپٹی کمشنروں اور پولیس کے سپرنٹنڈنٹوں کو ان غیر قانونی ٹرک اڈوں کو بند کرانے کی ہدایت کی

جس پر زیر دفعہ 188 تعزیرات پاکستان مقدمہ نمبر 86/42 تھانہ حاصل پور میں درج کیا گیا۔ جس کے بعد متذکرہ ٹرک اڈے بند ہو چکے ہیں نیز پولیس کو ہدایت جاری کی ہوئی ہے چونکہ دفعہ 144 نافذ ہے۔ اس لئے اس کے مطابق بھی ہر ممکن کارروائی کی جائے گی۔

مسئلہ استحقاق

دوران اجلاس معزز رکن پر فقرے بازی

میاں محمد اسحاق: جناب والا! میں یہ تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ روزنامہ "جنگ" لاہور کی اشاعت مورخہ 86-2-24 میں چھپی ایک خبر کے مطابق مورخہ 86-2-23 کو جب مخدوم زادہ سید حسن محمود لیڈر آف دی اپوزیشن کی ایک دن کی رخصت کی درخواست پر جناب سپیکر نے ایوان کے سامنے پڑھی اور ایوان کی منظوری حاصل کی تو اسی دوران سرکاری بنچوں پر بیٹھے ہوئے ایک معزز رکن اسمبلی نے یہ فقرہ کسا "خس کم جہاں پاک" اس سے نہ صرف معزز رکن اسمبلی کا ذاتی استحقاق بلکہ ایوان کا مجموعی استحقاق بھی مجروح ہوا ہے اور اس سے تضحیک کا پہلو نمایاں ہے' لہذا اس معاملے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر کے چھان بین کروائی جائے تاکہ آئندہ کے لئے معزز اراکین اسمبلی کی مزید تضحیک نہ ہو اس معاملے پر فوری بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر ہم یہ محسوس کر رہے ہیں کہ جب سے ہم ان benches پر بیٹھے ہیں' گورنمنٹ کی طرف سے متواتر اور مسلسل حملے کئے جا رہے ہیں جو کہ ناقابل برداشت ہیں یا تو وہ لوگ یہ سمجھتے ہیں اس ایوان میں اس روایت کو ختم کر دیا جاتا اور کسی کو تنقید کرنے کی اجازت نہ ہوتی۔

چودھری محمد خان جسپال: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ تحریک التوائے کار پیش کرنے کے بعد ____ short statement کسی رول کے تحت نہیں دی جا سکتی۔

MR. SPEAKER: This is privilege motion not an adjournment motion.

جناب عثمان ابراہیم: جناب والا! تحریک استحقاق پیش کرنے کے بعد short statement دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جناب ہم نے میاں صاحب کو short statement دینے سے روکا نہیں ہے۔

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر! آپ نے مشاہدہ کیا ہو گا کہ پہلے روز جب ہم ان بنچوں کی طرف آ رہے تھے اور اسی دن دائیں صاحب نے جو تقریر کی اگر آپ اس کا بغور جائزہ لیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ پورے ایوان کو ہمارے متعلق اکسایا گیا' بلکہ انہوں نے وہ باتیں بھی کی جن کا ہمارے ساتھ قطعاً" کوئی واسطہ نہیں تھا _____

MR. SPEAKER: Mian Sahib try to be relevant.

جناب سپیکر: آپ اپنی تحریک استحقاق کے متعلق بات کریں۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا! یہ جو منصوبہ بنایا گیا ہے یہ سارا اسی کے ساتھ ہے قول و فعل میں تضاد ہونا اور ہمارے متعلق مختلف قسم کے ایسے اشعار کہنا یہ سب اسی بات کا حصہ ہیں۔ ہمارے متعلق جو کچھ بھی کہا جا رہا ہے اور آوازیں کسی جا رہی ہیں۔ اس سے ہماری تضحیک ہوتی ہے اور یہ ناقابل برداشت ہے کہ ہمیں یہ محسوس ہو رہا ہے' ہمیں یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ ہم اپوزیشن بنچوں پر نہ بیٹھیں یا گورنمنٹ کی طرف سے اگر کوئی مسئلہ اٹھایا جائے تو ہم ان کے نقائص کی نشاندہی نہ کریں۔ جناب سپیکر! میں ان کے قول و فعل میں تضاد بیان کرتے ہوئے' میں آپ سے عرض کروں گا کہ کیا میں ان سے پوچھ سکتا ہوں کہ ان کے قول و فعل میں تضاد کیوں ہے عوام سے غیر جماعتی بنیاد پر ووٹ لے کر اور ادھر آ کر جماعتوں میں شامل ہو جانا کس طرح ٹھیک یعنی قول کچھ اور فعل کچھ۔ اگر ہم نے اپنے قول و فعل میں تضاد قائم رکھنا مناسب نہیں سمجھا تو ہمارے خلاف آوازیں کسی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے آپ سے عرض کیا ہے کہ _____

میاں محمد اسحاق: میں جناب والا عرض کروں گا کہ ان باتوں کو ختم ہونا چاہیے' ہمارے لیڈر آف اپوزیشن کے متعلق جو آوازیں اور فقرے کسے گئے ہیں یہ ہماری بے عزتی ہے اور یہ فقرے قابل مذمت ہیں اور میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اسی کی انکوائری کی جائے۔

حاجی محمد افضل چن: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب والا! ہم تو انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں ہم کب ان پر آوازیں کستے ہیں' ہم تو خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ آپ اپوزیشن میں گئے ہیں۔ ہماری صرف یہ گزارش ہوتی ہے کہ جو جائز اور تعمیری تنقید ہو وہ آپ بے شک کریں لیکن صرف

کارروائی روکنے کے لئے' یا روڑے اٹکانا یہ اچھی بات نہیں ہے۔ صرف اس لئے ہم آپ کا ساتھ نہیں دیتے۔ جب آپ اصولی بات کریں گے تو ہم appreciate کریں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ حاجی صاحب۔ اس پر وزیر قانون صاحب کچھ کہنا چاہیں گے؟

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! میں اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا _____

جناب سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں یا ان کی تحریک استحقاق کی حمایت میں بولنا چاہتے ہیں۔

جناب سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! میں Point of Personal Explanation پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: Personal Explanation کس بات پر کرنا چاہتے ہیں؟

سید طاہر احمد شاہ: حاجی محمد افضل خان صاحب کے جواب میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

Point of Personal Explanation is my privilege.

MR. SPEAKER: No doubt this is your privilege.
SYED TAHIR AHMED SHAH: I may kindly be allowed.....
MR. SPEAKER: But he has not spoken any thing against you.
SYED TAHIR AHMED SHAH: No Sir, I want to give him some assurance.

جناب والا! بات ہوئی ہے ان کی طرف سے میں personal explanation دینا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے اس کے لئے اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: جی فرمایئے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے treasury benches پر بیٹھنے والے معزز اراکین کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ گو ہم تعداد میں کم ہیں مگر یہ ہے کہ ہم حکومت کے کسی قول و فعل پر تنقید برائے تنقید نہیں کریں گے بلکہ اصولوں کی بنیاد پر جب بھی ہم سمجھیں گے کہ ہمارے اختلافی ریمارکس حکومت کی رہنمائی میں کارآمد ثابت ہو سکتے ہیں۔ عوام کی بہتری کے لئے ثابت ہو سکتے ہیں۔ ہم تنقید برائے اصلاح کریں گے۔ تنقید برائے تنقید نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر: جناب لاء منسٹر صاحب۔

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر! میں کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب آپ کی اس پر بات ہو گئی ہے۔ جو relevant بات تھی جسے آپ کرنا چاہتے تھے وہ ہو گئی ہے۔

وزیر قانون: جناب والا! میں عرض کروں گا کہ ویسے تو اس بات کا احساس کرنا کہ ہمارے کسی بھی treasury benches پر بیٹھنے والے فاضل رکن کی نظر میں یہ بات ہو یا وہ اس پر مصر ہے کہ اپوزیشن میں بیٹھنے والے اصحاب کی ان کی نظر میں کوئی honour نہیں ہے۔ میں تو اس بات پر یقین نہیں کرتا اور نہ ہم میں سے اس طرف بیٹھنے والے حضرات سے کوئی ایسی بات کرتا ہے لیکن ایک تو میں اس کو oppose اس لئے کروں گا کہ اس میں کسی پر ذمہ داری نہیں ڈالی گئی کہ پتہ نہیں سرکاری بنچوں کی طرف سے آواز آئی۔ یا ان کی اپنی طرف سے آواز آئی ہے۔ یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ ان کے اپنے دل کی آواز ہو۔ یا کسی اور کی۔ یہ میں نہیں کہہ سکتا۔ یہ پہلے کسی کو نامزد کریں۔ یہ کسی کو specify کریں کہ یہ کس نے کہا۔ لیکن ایسی باتیں میں سمجھتا ہوں کہ انہیں بڑی خوش دلی سے اور بڑی وسیع القلبی سے لینی چاہئیں۔ چھوٹی موٹی باتیں تو ہوتی ہی رہتی ہیں اور خود ہی یہ اصحاب فرماتے ہیں کہ یہی تو ہاؤس کی زندگی ہے۔ تو ہمیں تھوڑا سا کچھ حوصلے سے کام لینا چاہیے۔

جناب والا! کے علم میں ہے کہ اس دن جب change of seat ہوا تھا اور ملک طیب صاحب کی جب اس طرف سیٹ بدلی گئی تھی تو ملک طیب صاحب کو جو کہ اس ہاؤس کے بڑے محترم اور معزز رکن ہیں ہم ان کی عمر کے حساب سے بھی اور ان کی سنجیدگی کے حساب سے بھی بہت عزت کرتے ہیں یہیں سے کسی صاحب نے کہا تھا میں اب ان کا نام نہیں لینا چاہتا کہ _____

سید طاہر احمد شاہ: لے لیں کوئی حرج نہیں ہے۔

وزیر قانون: کہ بڑے بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے اور میں نے پوائنٹ آؤٹ کیا تھا کہ اجلاس کے دوران اس طریقے سے سیٹ کے بدلنے سے تضحیک آمیز پہلو نکلتا ہے۔ لیکن ہم نے اس کو seriously نہیں لیا۔ حالانکہ یہ بات اس سے زیادہ نوٹس لینے والی تھی۔ لیکن اس کو فراخدلی سے قبول کیا گیا کہ اگر ایک فاضل رکن کی طرف سے ایسی بات ہو گئی ہے تو ہم اس کو mind نہیں کرتے۔ لیکن یہ بات کہ کس نے کی۔ اب جناب ملاحظہ فرما لیں کہ جب یہ رخصت کی بات ہوئی تو اس دوران سرکاری بنچوں میں سے کس نے کہا۔ اب سوال ہے کہ یہ فقرہ کس نے کسا۔ یہاں اب

کس معزز رکن کے نام ڈالا جائے! پتہ نہیں کہ کسی کے نوٹس میں یہ بات آئی بھی کہ نہیں۔ بہرحال میرے نوٹس میں آج پہلی دفعہ یہ بات آئی ہے۔ میں کم از کم یا تو یہاں بیٹھا نہیں تھا یا پھر مجھے پتہ نہیں چل سکا کہ یہ بات ہوئی بھی تھی یا نہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سامنے پیش کرنے سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہو گا یا تو میرے فاضل دوست اس بات کی نشاندہی کریں کہ یہ کس نے کہا ہے۔ کس کی طرف سے یہ فقرہ کسا گیا ہے اور اگر ایسی کوئی بات ہوئی ہے تو ہمیں اس بات پر افسوس ہے کہ ایسی بات نہیں ہونی چاہیئے۔ لیکن اگر ہاؤس کی روایات ہی اس قسم کی ہیں کہ اس میں ایسے فقرے کس دیئے جاتے ہیں اور اس کو ہمیں برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات نہ تو specific ہے کہ کس بارے میں ہے اور اگر اس بارے میں یہ میرے فاضل بھائی خود نشاندہی نہیں کر سکتے تو پھر اور کون کرے گا۔ کس کے خلاف کیا استحقاق پیش کیا جائے گا۔ اس لئے پہلے یہ خود اس چیز کی تسلی کر لیں کہ یہ کس نے کہا اور پھر اس بارے میں سوچا جا سکتا ہے کہ کیا یہ استحقاق کی خلاف ورزی ہوئی ہے اور ایسی باتیں اسمبلی کے ریکارڈ پر پہلے بھی موجود ہیں کہ ایسی باتیں کہی جاتی رہی ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ اچھی بات ہے کہ انہوں نے نشاندہی کر دی ہے اور اب خود یہ چاہتے ہیں کہ ایسی باتیں ہاؤس میں نہ ہوں اور اگر سب کی طرف سے اس بات کے تقاضے کو پورا کیا جائے تو پھر اس پر عمل ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر کسی ایک طرف سے بھی ایسی خلاف ورزی ہو تو پھر ایسی باتیں وقتاً" فوقتاً" آتی رہتی ہیں۔ تو ہماری طرف سے ایسی کوئی بات نہیں ہو گی جو ہمارے فاضل ممبران کی شان میں کوئی گستاخی والی بات ہو۔ ہم اس کی انشاء اللہ پوری کوشش کریں گے اور اب میرا خیال ہے کہ اس کو مزید طوالت نہیں دینی چاہیئے اور اسے یہیں ختم کر دینا چاہیے اور اگر یہ زیادہ چاہتے ہیں تو اس بات کو ہاؤس کے ریکارڈ سے حذف کر دیا جائے۔ اگر اس پر وہ زیادہ مصر کرتے ہیں ورنہ اس پر میرا خیال ہے کہ مزید press نہیں کرنا چاہیئے۔

جناب سپیکر: اس تحریک استحقاق میں ویسے بھی ذمہ داری کا تعین نہیں کیا گیا اور سارے ہاؤس پر اس کی ذمہ داری نہیں ڈالی جا سکتی ہے۔ اس لحاظ سے یہ تحریک استحقاق جو ہے یہ ــــــ

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر اگر مناسب سمجھا جائے تو اس دن کی کارروائی کی ٹیپ چلا کر دیکھ لیا جائے کہ کس کی آواز ہے۔ اس سے کچھ معلوم ہو جائے گا۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب ایوان کے سامنے ٹیپ کی کارروائی سنانے سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ کیا یہ الفاظ کہے گئے ہیں یا نہیں اور کس نے یہ الفاظ کہے ہیں۔

وزیر قانون: جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس وقت تحریک کا جو متن ہے اس کو سامنے رکھنا چاہیے۔ یہ بات پہلے اگر تحقیق کر لی جاتی تو پھر کہی جا سکتی تھی۔ لیکن جو بات سامنے ہے ہی نہیں۔ اس وقت ہاؤس کا موضوع ہی نہیں ہے تو پھر یہ matter کس کے خلاف refer کیا جائے گا۔ اس لئے میں پھر دوبارہ گزارش کروں گا کہ اس میں کسی کا تعین چونکہ نہیں کیا گیا ہے اس لئے یہ تحریک جو ہے یہ درست طور پر پیش نہیں ہوئی ہے۔

میاں محمد افضل حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اس کی admissibility پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں محمد افضل حیات: میں اسے ختم کرنے کے لئے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی فرمایئے۔

میاں محمد افضل حیات: جناب سپیکر! یہ ہمیشہ سے روایت رہی ہے کہ لیڈر آف دی ہاؤس اور لیڈر آف دی اپوزیشن یہ اس ایوان کے اہم ترین دو معزز اراکین ہوتے ہیں اور یہاں تک خیال کیا جاتا ہے کہ جب لیڈر آف دی ہاؤس یا لیڈر آف دی اپوزیشن تقریر کر رہے ہوں ان کا احترام یہاں تک کیا جاتا ہے کہ کوئی فاضل رکن بیچ میں ٹوکتا تک نہیں ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر تک raise نہیں کرتے۔ اس لئے نہیں کہ ان کا کوئی خوف ہوتا ہے۔ اس لئے کہ وہ اپنے اپنے گروپوں کے لیڈر ہوتے ہیں اور ان کا احترام ہم سب پر واجب ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں آپ کی وساطت سے میں یہ درخواست کروں گا کہ لیڈر آف دی ہاؤس اور اسی طرح لیڈر آف دی اپوزیشن کی پوری پوری اس ایوان میں عزت کی جائے۔

جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ اس سے کسی کو بھی اختلاف نہیں ہو سکتا۔

معزز ایوان: کوئی اختلاف نہیں۔

جناب سپیکر: تو میاں صاحب اب اس کو press نہیں کرتے یا اس پر میں اپنا فیصلہ دوں۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا! میں وزیر قانون کی اس یقین دہانی پر کہ آئندہ محتاط طریقے سے بات کی جائے گی میں اس کو press نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب سپیکر کل سے میری ایک تحریک استحقاق pending ہے۔

وزیر قانون: آپ نے کاغذات کے لئے کہا تھا جو میں نے صبح آپ کو پیش کر دیئے تھے۔

جناب سپیکر: وہ آپ کے کاغذات آ گئے ہیں۔

جناب عثمان ابراہیم: جی ہاں

جناب سپیکر: جی ٹھیک ہے اس کو ہم کل انشاء اللہ take up کریں گے۔

جناب عثمان ابراہیم: ٹھیک ہے۔

تحریک التوائے کار

سرکاری ہسپتالوں میں بستر فیس کے خلاف احتجاج

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار نمبر 14 جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی طرف سے ہے۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ○ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

جناب سپیکر! میں اپنی اس تحریک التوائے کار کے ذریعے سے ایک ایسے واضح معاملے کو زیر بحث لانے کے لئے آپ کی اجازت کا طلب گار ہوں جو فوری اہمیت عامہ کا حامل ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے تمام سرکاری ہسپتالوں میں دس روپے یومیہ بستر فیس مقرر کر رکھی ہے۔ جس کی وجہ سے نادار مریض ہسپتالوں میں داخلہ کا سوچ بھی نہیں سکتے اور وہ علاج معالجہ کے لئے عطائیوں اور نیم حکیموں کے رحم و کرم پر ہیں۔ آج سرکاری ہسپتالوں کی یہ حالت ہے کہ ان کے تمام وارڈ نصف سے زیادہ خالی پڑے ہیں۔ حتیٰ کہ ٹی بی وارڈ جہاں اس غیر منصفانہ فیس کے لاگو ہونے سے پہلے مریضوں کو داخلہ کے لئے انتظار کرنا پڑتا تھا۔ وہاں بھی ان ڈور مریضوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔ آج جو مریض داخلہ کے لئے ہسپتال کے دروازہ میں داخل ہوتا ہے اسے 76 روپے جمع کروانے کے لئے کہا جاتا ہے۔ 70 روپے پیشگی بستر فیس 5 روپے داخلہ فیس اور ایک روپیہ پرچی فیس کے نام پر وصول کیا جاتا ہے۔ صوبہ کے مختلف ہسپتالوں میں ان ڈور مریضوں کے بستر فیس لاگو ہونے سے قبل اور بعد کے اعداد و شمار اس بات کے گواہ ہیں کہ یہ فیس لاگو ہونے کے بعد ان ڈور مریضوں کی تعداد

میں پچاس فیصد کمی واقع ہوئی ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہمارے صوبے کے نادار مریض بستر فیس کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتے۔ جس کے متعلق کوئی بھی با شعور شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہسپتالوں میں ان دور مریضوں میں کمی قومی صحت میں کسی انقلاب کی مظہر ہے بلکہ صاف ظاہر ہے کہ لوگ بستر فیس ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے ہسپتالوں کا رخ نہیں کرتے۔

جناب والا! کسی بھی مہذب معاشرہ میں صحت عامہ کی سہولتیں بہم پہنچانا حکومت کا فرض ہوتا ہے لیکن یہ امر کس قدر قابل افسوس ہے کہ موجودہ حکومت نے غریب عوام کو علاج معالجہ کے سلسلہ میں پہلے سے حاصل شدہ مراعات بھی واپس لے لی ہیں۔ جس کی وجہ سے حکومت کے خلاف عوام الناس میں زبردست اضطراب پایا جاتا ہے۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ اس فوری اہمیت عامہ رکھنے والے معاملہ پر بحث کرنے کے لئے اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جناب لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون: جناب والا! وزیر متعلقہ اس وقت ہاؤس میں موجود نہیں ہیں۔ اس میں جہاں تک قانونی پوائنٹ ہے وہ تو میں بیان کر سکتا ہوں۔ اس میں کچھ واقعات بھی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ کل کے لئے اگر اس کو pending کر دیں تو اس پہ بات ہو جائے گی ورنہ میں عرض کرنے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: جیسے آپ مناسب سمجھتے ہیں۔ اگر آج جواب دینے کی پوزیشن میں ہیں تو _____

بیگم نجمہ حمید (پارلیمانی سیکرٹری صحت): کل تک pending کر لیں۔

جناب سپیکر: کل تک اس کو pending کر دیتے ہیں۔

مویشی پال سکیم کے تحت سرکاری اراضی کی تقسیم

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 15 جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی طرف سے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے مویشی پال سکیم کے تحت پنجاب کے مختلف اضلاع میں واقع ہزاروں ایکڑ پر مشتمل سرکاری اراضی کے قطعات پٹہ پر دینے کے لئے درخواستیں طلب کر رکھی

ہیں اور مبینہ طور پر یہ اراضی دس دس اور بیس بیس مربع کے قطعات کی شکل میں پٹہ پر دی جانی مقصود ہے جس کی وجہ سے پنجاب کے بے زمین کاشتکاروں اور مزارعوں میں زبردست اضطراب اور ہیجان پایا جاتا ہے کہ حکومت یہ سکیم چند مراعات یافتہ اور پسندیدہ افراد کو نوازنے کے لئے شروع کر رہی ہے۔ جس سے بے وسیلہ اور بے زمین کاشتکاروں اور مزارعین کی حق تلفی ہو گی۔

چونکہ یہ معاملہ زبردست اہمیت کا حامل ہے۔ اس لئے اس افادیت کو زیر غور لانے اور بحث کرنے کی غرض سے اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کیا جائے۔"

جناب محمد اقبال (وزیر مال' ریلیف' کنسولیڈیشن و کالونی) : جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔ یہ تحریک اب infructuous ہو چکی ہے۔ کیونکہ یہ سکیم گورنمنٹ نے اب ختم کر دی ہے اور اسے ایک نئی سکیم میں بدل دیا گیا ہے۔ جو اس معزز ایوان میں زیر بحث ہے۔ یہ زمین بے مالک اور چھوٹے کاشتکاروں میں تقسیم کر دی جائے گی۔ اس لئے اس تحریک کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ میں اپنے فاضل دوست سے کہوں گا کہ وہ اپنی تحریک واپس لیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : میں ایک چیز دریافت کرنا چاہوں گا کہ وزیر صاحب نے suhjudice کیوں فرمایا ہے۔

جناب سپیکر: جی کیا ارشاد فرمایا تھا۔

وزیر مال: میرے خیال میں میرے فاضل بزرگ سمجھ نہیں سکے۔ میں نے infructuous کہا ہے۔

جناب سپیکر: جی میاں ریاض حشمت صاحب آپ کیا ارشاد فرمانا چاہتے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : جناب والا! وزیر مال کے بیان کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ اگر واقعی یہ زمین بے زمین مزارعین اور چھوٹے کاشتکاروں میں تقسیم کی جا رہی ہے تو یہ غیر موثر ہو گئی ہے لیکن ان سے اتنی وضاحت میں ضرور چاہوں گا کہ وہ یہ بتا دیں کہ یہ سکیم کب ختم کی گئی ہے اور ان لوگوں سے جو درخواستوں کے ساتھ پانچ پانچ سو روپے لئے گئے تھے ان کو کب واپس کر رہے ہیں۔

وزیر مال : جناب سپیکر! یہ سکیم حال ہی میں ختم کر دی گئی ہے اور یہ ہم اخبار میں دے رہے ہیں کہ جن حضرات نے پانچ پانچ سو روپے جمع کرائے تھے وہ واپس لے لیں۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 16 جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب۔

چودھری گل نواز خاں وڑائچ: جناب سپیکر میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں ایک آدمی ایک دن میں کتنی تحاریک التوا پیش کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر: اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ جتنی بھی تحاریک التوائے دینا چاہے دے سکتا ہے۔ جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب۔

ضلع جھنگ کے کاشتکاروں کو ناکافی پانی کی فراہمی

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! "میں اس تحریک التوائے کار کے ذریعہ سے ایک ایسے واضح معاملہ کو جو ضلع جھنگ کے عوام کے لئے فوری اہمیت کا حامل ہے' اسمبلی میں زیر بحث لانے کے لئے اجازت چاہتا ہوں۔ معاملہ یہ ہے کہ ضلع جھنگ میں نہری پانی کی مقدار صرف چالیس فیصد ہے جبکہ جھنگ کے نواحی اضلاع فیصل آباد سرگودھا اور ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 70 سے 80 فیصد تک پانی سپلائی ہوتا ہے۔ ضلع جھنگ کے کاشتکار اس نا انصافی پر جو پنجاب میں نہری نظام کے جاری ہونے سے آج تک ان کے ساتھ روا رکھی جا رہی ہے ہمیشہ سے احتجاج کرتے چلے آ رہے ہیں۔ لیکن ان کی اس جائز شکایت کو دور کرنے کی کبھی بھی کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی گئی۔ مجبوراً" انہوں نے اپنی اراضیات کو زیر کاشت لانے کے لئے آبپاشی کے مصنوعی ذرائع اختیار کئے۔ جس پر انہیں ڈیزل کی قیمت اور بجلی کے بلوں کی شکل میں بھاری رقوم اپنی جیب سے ادا کرنی پڑتی ہیں۔ اب کچھ عرصہ سے محکمہ انہار ان کے ساتھ ایک اور ظلم کا ارتکاب کر رہا ہے اور وہ ظلم یہ ہے کہ کاشتکار جو رقبہ ذاتی ذرائع سے آبپاشی کرتے ہیں اس پر بھی آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے۔ اس طرح محکمہ انہار جھنگ کے کاشتکاروں کو پانی تو چالیس فیصد مہیا کرتا ہے جبکہ آبیانہ سو فیصد وصول کر رہا ہے۔ ستم بالائے ستم یہ کہ اب جبکہ ضلع جھنگ میں لاکھوں ایکڑ گندم کی فصل کاشت ہے اور لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے ٹیوب ویل اکثر بند رہتے ہیں اس ضلع کو سیراب کرنے والی سالانہ نہروں کو بھی مختلف حیلوں بہانوں سے بند رکھا جا رہا ہے جس کی وجہ سے ٹیلوں پر واقع مواضعات اور چکوک میں پانی کی شدید قلت واقع ہو چکی ہے اور یہی حال ضلع کے ان علاقوں کا ہے جہاں اسکارپ کے ٹیوب ویلوں کے ذریعے سے کاشت ہوتی ہے۔ اسکارپ کے اکثر ٹیوب ویل بند پڑے رہتے ہیں اور اکثر کا ڈسچارج اس حد تک کم ہو چکا ہے کہ وہ آبپاشی کی ضروریات پوری کرنے سے قاصر ہیں۔ اس وقت ضلع جھنگ کے صرف ایک سب ڈویژن گڑھ مہاراجہ میں اسکارپ کے پچاس ٹیوب ویل بند پڑے ہیں۔ ان حالات میں ضلع جھنگ میں

گندم کی فصل بری طرح متاثر ہو رہی ہے۔ حالانکہ محکمہ خوراک کے ریکارڈ کے مطابق گزشتہ برس ضلع جھنگ سے پنجاب بھر میں سب سے زیادہ گندم خرید کی گئی۔ مگر اس سال پانی کی کمیابی کی وجہ سے گندم کی پیداوار میں کمی واقع ہو سکتی ہے۔ جو ایک قومی المیہ ہو گا۔ چونکہ ضلع جھنگ کے کاشتکاروں میں سو فیصد آبیانہ کی وصولی نہروں میں پانی کی شدید قلت اور اسکارپ کے ٹیوب ویلوں کی مسلسل بندش کی وجہ سے سخت اضطراب اور اشتعال پایا جاتا ہے اور قومی نقطہ نظر سے بھی یہ معاملہ زبردست عوامی اہمیت رکھتا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اس معاملہ کو زیر غور لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کر دیا جائے۔"

جناب سپیکر: رائے صاحب کچھ کہنا چاہیں گے؟

رائے عبدالرزاق (وزیر زراعت و بجلی): جناب سپیکر! یہ نہر 1892ء میں بنی تھی۔ اس وقت سے اسی واٹر لیول سے چل رہی ہے۔ اس کی وجوہات یہ ہیں کہ ضلع جھنگ کا subsoil water level اونچا بھی ہے اور میٹھا بھی۔ اس ضلع میں سے دو دریا گزرتے ہیں۔ اس لئے اس کا واٹر لیول کم رکھا گیا ہے بہ نسبت فیصل آباد یا سرگودھا کے ضلعوں کے۔

جناب سپیکر: جناب لاء منسٹر صاحب اس کی لیگل پوزیشن پہ کچھ کہنا چاہیں گے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں رائے صاحب کی تائید کرتے ہوئے کہ جو بات انہوں نے کہی ہے یہ خود ____

جناب سپیکر: جناب والا! جناب لاء منسٹر صاحب اس کی legal position پر بات کرتے ہیں۔

وزیر قانون: میں راجہ صاحب کی تائید کرتے ہوئے کہوں گا کہ جو بات انہوں نے کہی ہے یہ خود اپنے نفس مضمون سے بھی بڑی واضح ہے اور یہ پانچویں سطر ہے کہ ضلع جھنگ کے کاشت کار اس نا انصافی پر جو کہ پنجاب میں نئے اعلان کے جاری ہونے سے آج تک ان کے ساتھ روا رکھی جا رہی ہے یہ پانچویں اور چھٹی لائن ہے۔ ایک یہ بات جناب کہ ہمیشہ سے احتجاج کرتے چلے آ رہے ہیں لیکن ان کی جائز شکایت کو دور کرنے کی کبھی بھی سنجیدہ کوشش نہیں کی گئی۔ آگے چل کر یہ بیان کیا گیا ہے کہ ظلم یہ ہے کہ کاشت کار جس رقبہ پر ذاتی ذرائع سے آبپاشی کرتے ہیں اس پر بھی آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے اور اس طرح محکمہ انہار جھنگ کے کاشت کاروں کو پانی تو 40 فیصد مہیا کرتا ہے اور آبیانہ (100) فیصد وصول کرتا ہے یہ باتیں ایسی ہیں جس پر کئی صدیاں گزر گئی ہیں اور اس پر اس طریقے سے عمل

درآمد ہو رہا ہے۔ یہ 1982ء سے ہی یہی proportion ratio کے ساتھ یہ distribution ہے اور میں عرض کر دوں کہ اس کی وجوہات ہیں کہ پانی subsoil water کا کیا حساب ہے میٹھا ہے یا کڑوا ہے تاکہ ان علاقوں کو جہاں نچلا پانی استعمال ہو سکتا ہے ان کے لئے اس وقت کی سروے رپورٹ کے مطابق یہ باتیں طے ہوئی تھیں اور ثابت یہ ہوا ہے کہ جہاں ان کی خلاف ورزی ہوئی وہاں water logging نے صارف اٹھایا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس کی چند وجوہات ہیں۔ زمیندار کو کہ پانی کم محسوس کرتے ہیں لیکن یہ recent occurrence کا واقع نہیں ہے بلکہ کئی ایک حکومتوں کے دوران یہ واقع اٹھایا جاتا رہا ہے اور یہ آبیانہ کے متعلق بھی کہ جتنا پانی زمیندار کو دیا جائے اتنا ہی آبیانہ اس سے لیا جائے یہ ایسے واقعات ہیں جن کے متعلق یہ نقطہ اٹھایا جاتا رہا اور اس کو dispose of کیا جاتا رہا ہے۔ اس لئے technical بنیادوں پر یہ جو التوائے کار کی تحریک ہے یہ fall نہیں کرتی' یہ recent occurrence کا واقعہ نہیں بنتا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ میں اس کو ہاؤس میں oppose کر دوں اور اسے اٹھایا نہیں جا سکتا۔

جناب سپیکر: آپ ابھی کچھ اور کہنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون: میں کچھ نہیں کہنا چاہتا لیکن میں اس وقت یہی عرض کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: آپ نے admissibility کے بارے میں بات کی تھی۔ تو میں یہی ریاض حشمت جنجوعہ صاحب دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ آپ کی Adjournment Motion تھی اور اس کے متعلق آپ اعتراض سن چکے ہیں' اب آپ کی کیا رائے ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! میری اس بارے میں یہی رائے ہے کہ جناب وزیر قانون صاحب نے میری التوائے کار سے نبٹنے کے لئے بڑی چابکدستی کا مظاہرہ کیا ہے اور انہوں نے صرف ان ریتوں کو ایوان کے سامنے پڑھ کر سنایا ہے جن کا تعلق ماضی سے ہے اور ماضی کے متعلق جو میں نے لکھا ہے وہ صرف یہ ہے کہ اس کا پس منظر بیان کیا جائے۔ اصل میرا مقصد جسے میں زیر بحث لانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ پانی کی قلت کی وجہ سے اس سال گندم کی فصل متاثر ہو رہی ہے اور گڑھ مہاراجہ سب ڈویژن میں 450 ٹیوب ویل بند پڑے ہوئے ہیں' ان کے متعلق اگر یہ مجھے یقین دہانی کرا دیں کہ پانی کی قلت کو پورا کر دیا جائے گا اور جو ٹیوب ویل بند پڑے ہوئے ہیں ان کو چالو کرنے کے احکامات جاری کر دیئے جائیں گے تو پھر میں اس سے زیادہ التماس نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر: یہ جناب وزیر آبپاشی کے متعلق ہے۔

وزیر آبپاشی: آئندہ ایسا ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: وہ آئندہ کی بات نہیں کر رہے وہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر جو سکارپ کے ٹیوب ویل ہیں وہ بند پڑے ہیں۔ اگر آپ کا ان کو چلانے کا کوئی پروگرام ہے تو پھر وہ اپنی Adjournment motion کو press نہیں کرتے۔

وزیر آبپاشی: نہیں کوئی پروگرام نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر آبپاشی: یہ سکیم جو ہے یہ پرائیویٹ سیکٹر میں اگر ٹیوب ویل لگانا چاہیں تو لگالیں پبلک سیکٹر میں آئندہ سے بند کر دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: لیکن جو آپ نے پہلے ہی وہاں پر لگائے ہوئے ہیں ان کا کیا ہو گا۔

وزیر آبپاشی: اگر وہ خراب ہو گئے ہیں ان کو ٹھکرا دیا جائے۔ اسے عوام یا تو خرید لیں یا پھر اٹھوا دیں۔

جناب سپیکر: ان کو آپ چلانا نہیں چاہتے۔

وزیر آبپاشی: نہیں جناب ہم ان کو چلانا نہیں چاہتے۔

جناب سپیکر: ان کے متعلق یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ ان کو آپ چلانا نہیں چاہتے۔

وزیر آبپاشی: جی ہاں یہ فیصلہ ہو چکا ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: پھر جناب والا! ان سے دہرا آبیانہ کیوں وصول کیا جا رہا ہے۔ اس کا کیا جواز ہے کہ ان سے نہری آبیانہ بھی وصول کیا جاتا ہے اور سکارپ کا بھی آبیانہ وصول کیا جاتا ہے۔ اس طرح ان سے double آبیانہ وصول کیا جاتا ہے۔ جناب وزیر آبپاشی صاحب کیا یہ بتائیں گے کہ اس کا کیا جواز ہے۔ وہ ان مردوں کو وہاں سے اٹھا لیں تاکہ لوگوں کو پتہ ہو اور وہ اپنے پرائیویٹ ذرائع سے فصل کو کم از کم سیراب کریں' اس کے نتیجے میں جو بھوک اور پیاس پیدا ہو گی اس کا ذمہ دار کون ہو گا۔

جناب سپیکر: آپ اس کو examine کر سکتے ہیں کہ جو ٹیوب ویل نہیں چل رہے ہیں اور اس پر

آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے تو ایسا کیوں کیا جا رہا ہے اور آپ اس کی روک تھام کر سکتے ہیں۔

وزیر آبپاشی: ایسی کوئی ایک مثال دیں۔

جناب سپیکر: وہ مثال تو دے رہے ہیں۔

وزیر آبپاشی: وہ تو یہ کہہ رہے ہیں کہ ہر جگہ ٹیوب ویل بند پڑے ہیں اور اس پر آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے۔ اگر ان کے ذہن میں یہ ہو اور یہ وہ نشاندہی کروا سکیں کہ کسی ایرے میں بند ٹیوب ویلوں پر آبیانہ لگا ہے تو میں انکوائری کرا لوں گا۔

جناب سپیکر: جناب جنجوعہ صاحب آپ جناب وزیر آبپاشی کو یہ نشاندہی کروائیں کہ جن ٹیوب ویلوں کی حالت ٹھیک نہیں ہے اور وہ چالو نہیں ہیں اور ان پر آبیانہ تشخیص کیا گیا ہے۔ اگر آپ ان کی نشاندہی کروائیں گے تو وہ آپ کو یقین دہانی کروائیں گے کہ وہ اس پر action لیں گے اور پھر ایسا نہیں ہو گا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: لیکن جناب والا یہ محکمہ جو انہوں نے ٹیوب ویل سکارپ پر لگایا ہوا ہے اور انہوں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ ان ٹیوب ویلوں کو دوبارہ چالو نہیں کیا جائے گا تو پھر اس سے تو ایک زبردست اہمیت عامہ کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے' میرے حلقہ انتخاب میں ہی نہیں بلکہ یہاں پر جتنے بھی معزز ممبران تشریف رکھتے ہیں ان کے حلقوں میں جہاں سکارپ کی سکیمیں ہیں یا سکارپ کے ساتھ ٹیوب ویل چل رہے ہیں بند کر دینے کا حتمی فیصلہ کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب کا زبردست مسئلہ ہے اسے زیر بحث لانا چاہیئے۔

جناب سپیکر: sweet zone کے ایریا میں گورنمنٹ کی ایک پالیسی کے تحت انہوں نے اس پر فیصلہ کیا ہے اس کو آپ کسی اور معاملے میں اٹھا سکتے ہیں اب اس پر اس سے زیادہ بات نہیں ہو سکتی' اس کی admissibility پر جناب لاء منسٹر صاحب نے اعتراض اٹھایا تھا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! اس کا مطلب تو یہ ہے کہ حکومت کسانوں سے کترا رہی ہے۔

جناب سپیکر: اس معاملے کو آپ کسی اور انداز میں پیش کر سکتے ہیں کسی عام بحث میں پیش کرتے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود (قائد حزب اختلاف) : جناب والا! جیسے آپ نے جناب وزیر صاحب کی ترجمانی فرما دی ہے اگر ہمارے ممبر کی بھی مدد فرما دیں اور اس طریقے سے تجویز پیش کر دیں تو ان کی بھی رہنمائی ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: (مسکرا کر) جناب مخدوم زادہ صاحب آپ یک طرفہ بات سنتے ہیں۔

وزیر قانون: جناب والا! ان کو بتا دیا جائے کہ کیا بات کی ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جو چاہیں آپ طلسم کرشمہ ساز کریں آپ جناب وزیر قانون۔

جناب سپیکر: جناب مخدوم زادہ صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ جیسے آپ نے وزیر آبپاشی کی ترجمانی کی ہے یعنی مجھے بات کی ہے۔

قائد حزب اختلاف: ترجمانی اور رہنمائی۔

جناب گل نواز خان وڑائچ: مخدوم زادہ صاحب کی بات تو ہمیں سمجھ نہیں آتی آپ ترجمہ کر دیا کریں۔

جناب سپیکر: مسکرا کر۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ اس انداز میں ہمارے معزز رکن کی بات کریں۔ میں نے جناب معزز رکن کی بات پہلے کی ہے اور میں جناب وزیر آبپاشی صاحب کو کہا ہے کہ جو ٹیوب ویل ٹھیک نہیں ہیں اور وہ چالو نہیں ہیں تو وہاں پر آبیانے کی کسی بھی لحاظ سے تشخیص نہیں ہونی چاہیے اور جناب وزیر آبپاشی صاحب نے اس کی یقین دہانی کرائی ہے کہ جو ٹیوب ویل چالو نہیں ہیں ان پر آبیانہ وصول نہیں کیا جائے گا اور ساتھ ہی انہوں نے کہا ہے کہ جناب جنجوعہ صاحب اگر میرے نوٹس میں لائیں کہ کون سے ٹیوب ویل چالوں نہیں اور ان پر آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! آپس کی بات ہے جو کچھ بھی کہہ رہے ہیں آپ ہی کہہ رہے ہیں وہ تو صرف ہاں یا نہ کا جواب دے رہے ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! میں اس سلسلے میں تھوڑی سی وضاحت چاہوں گا کہ کل کو جب میں نشاندہی کروں گا کہ فلاں فلاں ٹیوب ویل بند ہیں تو پھر اس کا تعین کرنے کے لئے کون یہ فیصلہ کرے گا کہ وہ بند ہیں یا چالو ہیں' اس وقت وزیر آبپاشی صاحب یہ کبھی بھی تسلیم نہیں کریں گے

جو آپ تسلیم کر رہے ہیں' کل کو وہ کبھی بھی یہ تسلیم نہیں کریں گے کہ ٹیوب ویل بند تھے۔

جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ ٹیوب ویل بند ہیں تو وزیر آبپاشی صاحب یہی کہیں گے کہ بند ہیں' آپ پہلے ہی سے کیوں یہ تصور کرتے ہیں کہ وہ آپ کی بات کو نہیں مانیں گے۔

قائد حزب اختلاف: جناب والا! مختصر سا عرض کر دوں کہ یہاں پر جب آپ نے وزیر موصوف سے سوال کیا تھا اور میرے معزز رفیق نے بھی سوال کیا تھا' سکارپ کے ٹیوب ویل definitaly programme کے تحت لگائے جاتے ہیں۔ اس سے پانی water logging خارج ہوتا ہے اور دوسرے وسائل بھی پیدا ہوتے ہیں تو بڑے زور سے جناب وزیر صاحب نے کہا تھا کہ ہم نہیں چلائیں گے۔ تو وہ چلانے کی نیت بھی نہیں رکھتے اور وہ تو تمام بند پڑے ہیں وہ یہ بھی نہیں کہتے کہ قابل مرمت ہیں ہم مرمت کروائیں گے تو وہ آبیانہ تو لگنا ہی نہیں چاہیے وہ تو اسے خود تسلیم کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بات ہو چکی ہے۔

وزیر مال: جناب والا! فاضل ممبر جو فرما رہے ہیں' یہ مسئلہ حکومت کے زیر غور ہے۔ واقعی وزیر صاحب نے صحیح کہا ہے کہ ان کو چلانے کا حکومت کوئی پروگرام نہیں رکھتی۔ اس لئے کہ ان کی ڈسپوزل چاہتی ہے۔ یا پرائیویٹ اونرز کو دے دیئے جائیں' یا اس پر کوئی جامع سکیم بنائی جائے۔ وہ مسئلہ ابھی زیر غور ہے۔ اس لئے وہ اس سلسلے میں اور کچھ بھی نہیں کہہ سکتے۔ انہوں نے کہہ دیا ہے کہ مسئلہ زیر غور ہے۔

جناب سپیکر: جناب جنجوعہ صاحب' آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر' ایک طرف تو ہمارے وزراء بار بار یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ سکیم حکومت کے زیر غور ہے۔ لیکن دوسری طرف انہوں نے ان خراب ٹیوب ویلوں کی ری بورنگ کے لئے بھی 86-1985ء کے بجٹ میں فنڈ رکھے ہیں۔ اگر انہوں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ خراب ٹیوب ویلوں کو چالو نہیں کیا جائے گا۔ تو پھر میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ جن کا ڈسچارج کم ہے ان ٹیوب ویلوں کی ری بورنگ کیوں کروائی جا رہی ہے؟ صرف اس کی وضاحت فرما دیں۔

جناب سپیکر: وہ اس معاملے کو Examine کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آپ بتائیں کہ کن ٹیوب ویلوں کی بات ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: ٹھیک ہے جناب۔

جناب سپیکر: تو آپ پریس نہیں کرتے؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: ٹھیک ہے جناب۔

گنے کی قیمت میں ناکافی اضافہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ نمبر 17' جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری معاملے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کیا جائے۔

جناب والا! اس بارے میں مختصر سا بیان دینا چاہتا ہوں۔ جس وقت میں نے یہ تحریک التوائے کار اسمبلی سیکرٹریٹ کے سپرد کی تھی اس وقت تک وفاقی حکومت کی طرف سے جو دو روپے کل حقیر اضافہ گنے کی قیمت میں کیا گیا' اس کا اعلان نہیں کیا گیا تھا۔ لیکن چونکہ کاشتکاروں کی تنظیموں نے بھی اور پنجاب کے کاشتکاروں نے متفقہ طور پر وفاقی حکومت کی طرف سے گنے کی قیمت میں کئے گئے اضافے کو مسترد کر دیا ہے' اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس لحاظ سے بھی میری یہ تحریک التوائے کار زیر بحث آنی چاہیے اور یہ ابھی تک غیر موثر نہیں ہوئی۔ چونکہ کاشتکار تنظیموں کے بیانات اخبارات میں چھپ رہے ہیں کہ وہ حکومت کی طرف سے اعلان کردہ گنے کی اس قیمت کو غیر موزوں اور غیر مناسب سمجھتے ہیں اور وہ اس قیمت پر گنا دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ گنے کے کاشتکاروں کے ساتھ جو ایک اور ظلم روا رکھا جا رہا ہے وہ یہ ہے کہ حکومت کی واضح ہدایات ہیں کہ گنے میں سے زیادہ Recovery آئے' اس میں سے کاشتکاروں کو کوالٹی پریمیم دیا جائے گا اور یہ کروڑوں روپے کی رقم بنتی ہے جو شوگر ملوں کی طرف واجب الادا ہے۔ لیکن اب چونکہ حکومت کے کچھ اعلیٰ عہدیدار بھی شوگر انڈسٹری میں دلچسپی لے رہے ہیں اور انہوں نے ایسی ملیں لگا لی ہیں (نعرہ ہائے تحسین) اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اگر اب گنے کے کاشتکاروں کو کوالٹی پریمیم ادا نہ کیا گیا تو یہی سمجھا جائے گا کہ اس کی وجوہات یہ ہیں کہ چونکہ شوگر ملز کے مالکان کا سیاسی اثر و رسوخ ہے۔

وزیر زراعت: تحریک التوا کے اوپر مختصر بیان نہیں ہو سکتا۔ وہ تقریر نہیں کر سکتے جب تک یہ

ایڈمٹ نہ ہو۔ انہوں نے اپنی تحریک پڑھ دی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب کا نکتہ متعلقہ ہے۔ آپ کچھ ارشاد فرمانا چاہیں گے؟

وزیر زراعت: جناب والا! میں اس تحریک کی مخالفت کرتا ہوں اور فاضل ممبر کی خدمت میں یہ بیان کرتا ہوں کہ 81-1980ء میں 14.76 لاکھ ایکڑ کاشت ہوا۔ 82-1981ء میں 16.56- 83-1982ء میں 15.82- 84-1983ء میں 18.17 لاکھ ایکڑ اور 85-1984ء میں 18.47 لاکھ ایکڑ۔ بدقسمتی سے پچھلے سال جو گنے کی کاشت ہوئی' اس میں 20 فی صد ایریا میں کمی تھی اور 27 فیصد پیداوار میں کمی ہوئی۔ آپ کو یاد ہو گا کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ بوائی کے وقت پانی کی کمی تھی۔ پانی کی کمی کی وجہ سے پوری کاشت نہ ہو سکی۔ لوگوں نے گنے کی بجائے کپاس لگائی۔ کیونکہ کپاس کی بنیادی قیمت گنے سے بہتر تھی۔ چونکہ کاشت کار ایک نیچرل اکانومسٹ ہوتا ہے' اس نے گنا چھوڑ کے کپاس کاشت کر لی۔ اس سال حال ہی میں حکومت نے گنے کی قیمت نو روپے پینسٹھ پیسے چالیس کلو سے بڑھا کر گیارہ روپے ستر پیسے چالیس کلو قیمت بڑھا دی ہے۔ جہاں تک قیمت کا تعلق ہے' یہ وفاقی حکومت کا مسئلہ ہے۔ یہ صوبائی حکومت کا نہیں ہے۔ بہرحال میں ایوان کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت نے وفاقی حکومت کو جو سفارش بھیجی تھی وہ گیارہ روپے ستر پیسے سے کافی زائد تھی۔ اب وفاقی حکومت کا یہ مسئلہ ہے اور وفاقی حکومت نے یہ بنیادی قیمت خرید مقرر کی ہے اور حال ہی میں دو روپے بڑھا دیئے گئے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ minimum support price تو وہ ہوتی ہے جو کہ ہر قیمت پر کسان کو ملتی ہے۔ اس سال چونکہ گنے کی قیمت کم تھی تو آپ دیکھیں گے کہ پرائیویٹ شوگر ملز نے چودہ اور پندرہ روپے فی من بھی لوگوں کو دیا ہے۔ پندرہ روپیہ تک بھی دیا ہے۔ یہ بنیادی قیمت حکومت کی باقاعدہ طے شدہ ہوتی ہے اور اس سے کم قیمت کاشتکار کو نہیں ملتی۔ اگر کوئی شوگر مل اس سے زیادہ قیمت دینا چاہے تو وہ دے سکتی ہے۔ بہرحال اگر ایسی بات ہے کہ یہ قیمتیں ابھی بھی صحیح نہیں' تو میں اس مسئلے کو دوبارہ فیڈرل گورنمنٹ کے پاس لے جاؤں گا۔

جناب طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! چونکہ اس معزز ایوان میں ایک معزز رکن انجمن کاشتکاران کے صدر ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہیں بھی دعوت دی جائے کہ وہ اس موضوع پر تھوڑا اس اظہار خیال فرمائیں۔

MINISTER FOR LAW: Sir, the procedure is very simple. If it is allowed by the House then it can be taken for discussion.

MR. SPEAKER: Yes. I agree with the Law. Minister.

مخدوم زادہ سید حسن محمود: آپ ان سے اتفاق کر سکتے ہیں۔ لیکن جو وزیر زراعت نے فرمایا ہے کہ جو قیمت انہوں نے سفارش کی تھی' وہ کہیں زیادہ تھی۔ ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ وہ قیمت کیا تھی۔

MINISTER FOR AGRICULTURE: I am not going to give answer to that unless this motion is admitted.

جناب سپیکر: اس کی Admissibility کے بارہ میں جناب وزیر قانون کچھ ارشاد فرمائیں گے۔

وزیر قانون: کیونکہ پوائنٹ آف ویو پیش کیا جا چکا ہے۔ اگر ہاؤس کے ممبران اس چیز کی اجازت دیں تو درست ہے۔ میرے فاضل دوست نے ایک تو Admissibility کے بارے میں فرمایا ہے۔ اس کی میں تائید کرتا ہوں کہ کیس باقاعدہ Plead کیا گیا حکومت نے اس کی قیمت دو روپے فی من بڑھا دی ہے۔ چونکہ اس کی قیمتیں فیڈرل گورنمنٹ نے مقرر کرنا ہوتیں ہیں اور پنجاب گورنمنٹ نے اپنی طرف سے مکمل طور پر کیس پلیڈ کیا ہے اور وہاں جو میٹنگ ہوتی ہے جس میں کاشتکاروں کے نمائندے بھی ہوتے ہیں اور وہاں اس کا تجزیہ ہوتا ہے کہ اس کی کیا قیمت آتی ہے اور اس پر کتنا خرچہ آتا ہے۔ تب یہ کہیں جا کر قوم کے مفاد میں فیصلہ ہوتا ہے۔ چونکہ اس کا تصفیہ ہو چکا ہے۔ اس کی Admissibility پر اس ایوان سے دریافت کر لیا جائے چونکہ یہ Oppose کی گئی ہے۔ اگر ہاؤس اس کو Admit کرتا ہے تو درست ہے۔ اگر Total ممبرز اس کی اجازت دیتے ہیں تو اس کو زیر بحث لے آیا جائے۔ ہم اس کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: جناب جنجوعہ صاحب آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گے کہ میں ہاؤس کی اجازت کے لئے پیش کروں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! مجھے اس پر کچھ عرض کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون: پوائنٹ آف آرڈر جناب والا! اس طرح رولز کی خلاف ورزی ہوتی ہے کہ وہ بار بار کچھ عرض کریں انہوں نے اپنی سٹیٹمنٹ پڑھنا تھی وہ پڑھ دی اور اس پر انہوں نے تقریر بھی کر دی تھی اور اپنا اظہار خیال بھی کر دیا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس کے لئے ہاؤس سے اجازت لے لی جائے۔

جناب سپیکر: میں اس سلسلے میں فاضل رکن کو تقریر کرنے کے لئے دعوت نہیں دے رہا میں ان سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آیا آپ اس کو پریس کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔ اگر وہ پریس کرتے ہیں تو میں اس کو ہاؤس کی اجازت کے لئے پیش کروں گا۔ اگر وہ پریس نہیں کرتے تو ہاؤس کی اجازت کی ضرورت نہیں ہو گی تو معاملہ صاف ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر جناب وزیر زراعت کے بیان کے مطابق ایک نئی صورت حال سامنے آئی ہے اس کے بارے میں تھوڑی سی گزارشات کے بعد میں اپنا نقطہ نظر آپ کے سامنے پیش کر سکوں گا۔

جناب سپیکر: نہیں۔ نہیں

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا انہوں نے بڑی غلط بیانی سے بیان دیا ہے۔ انہوں نے بڑی غلط باتیں کہیں ہیں۔

جناب سپیکر: میں اس پر آپ کو تقریر کی اجازت نہیں دے سکتا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! انہوں نے بڑی غلط باتیں کہیں ہیں اور اس وقت کاشتکاروں کا بہت بڑا مسئلہ ہے میرے جیسا آدمی جو کاشتکاروں کے ووٹ لے کر اس ایوان میں آیا ہے کبھی کسی بات پر Surrender کرنے کے لئے تیار نہیں اور میں اس کو پریس کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: میری یہ مجبوری ہے کہ مجھے ضابطہ کے مطابق اس ایوان کو چلانا ہے اور ضابطہ اس کی اجازت نہیں دیتا کہ Admissibility سے پہلے بھی آپ کو تقریر کی اجازت دوں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا میں اس کو پریس کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ پریس کرتے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جی ہاں۔

وزیر زراعت: جناب والا! میں جنجوعہ صاحب کو اتنا کہنا چاہتا ہوں جہاں تک گیارہ روپے 70 پیسے کی قیمت کا تعلق ہے۔ یہ وفاقی حکومت نے مقرر کی ہے پنجاب حکومت نے جو بھیجی تھی وہ کہیں زیادہ ہے۔ میں اس معاملے کو پھر وفاقی حکومت کو دوں گا اور انشاء اللہ کوشش یہ کروں گا کہ قیمت بڑھائی

جائے۔

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر میری عرض یہ ہے کہ آپ اس کو ہاؤس کے سامنے پیش کریں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: کیا جناب والا پانی کی کمی تھی کہ گنا کاشت نہیں ہوا جناب والا گنا فروری میں کاشت ہوتا ہے مئی میں کاشت نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! میں ان سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کیونکہ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ ہم نے اس سے کہیں زیادہ سفارش کی ہے اور حکومت نے صرف دو روپے بڑھائے ہیں ہم ان سے یہ پوچھنا چاہیں گے ــــــ

جناب سپیکر: راہی صاحب آپ تشریف رکھیں یہ موقع سوال پوچھنے کا نہیں ہے اور نہ ہی وہ آپ کے سوال کا جواب دینے کے پابند ہیں۔ آپ سوال کی شکل میں سوال کیجئے پھر میں جناب وزیر زراعت سے آپ کو اس سوال کا جواب لے کر دوں گا کہ انہوں نے کتنی سفارش کی ہے۔ آپ براہ کرم تشریف رکھیں۔ میں اس تحریک کو آپ کی منظوری کے لئے پیش کرتا ہوں جو احباب اس کے حق میں ہیں وہ ہاں کہیں۔ جو اس کے خلاف ہیں وہ نہ کہیں گے۔

وزیر قانون: میں اس کے خلاف ہوں جو اس کے حق میں ہاں کہیں گے۔ بات یہ ہے کہ اس میں ہاں یا نہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بات بڑی واضح ہے اور اس کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ وہ کھڑے ہو کر اجازت دیں ہاں یا نہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ہاؤس کے 1/6 ممبران اس کی اجازت دیتے تو ٹھیک ہے وگرنہ "No" کی اس میں ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جناب وزیر قانون صحیح فرماتے ہیں۔ میرے خیال میں ہاؤس کی اس تحریک پر اجازت نہیں ہے۔ لیکن اس کو اور باضابطہ بنانے کے لئے جو صاحبان اس کی اجازت دیتے ہیں وہ کھڑے ہو جائیں۔

1/6 of the total members of the House's consent not present.

(Motion is lost)

محترمہ ڈاکٹر شیلابی چارلس: جناب والا! میں نے گنتی کی ہے۔ 33 ممبران کھڑے تھے۔

جناب سپیکر: ہم نے بھی یہی عرض کیا ہے کہ وہ 33 ممبر تھے اور ہاؤس کی اجازت کے لئے 1/6 ہونے ضروری ہیں۔ تو اس موشن پر ہاؤس نے اجازت نہیں دی۔ تحاریک التوا کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔ جناب جنجوعہ صاحب۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! گزشتہ روز میں نے اپنی ایک تحریک التوا کے سلسلے میں جناب فیض احمد فیض کا ایک شعر پیش کرنا چاہتا تھا لیکن آپ نے فرمایا تھا کہ کسی اور تحریک التوا کے موقع پر پیش کر دینا۔ میں سمجھتا ہوں اس سے زیادہ اور کوئی اہمیت عامہ کی تحریک نہیں ہو گی۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں وہ پیش کر دوں۔

جناب سپیکر: ارشاد فرمایئے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! میں عرض کرتا ہوں۔

مقتل میں نہ مسجد نہ خرابات میں کوئی
ہم کس کی امانت میں غم کار جہاں دیں
شائد کوئی ان میں سے کفن پھاڑ کے نکلے
اب جائیں شہیدوں کے مزاروں پہ اذاں دیں

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1986ء

جناب سپیکر: پرائیویٹ ممبرز کی طرف سے مسودہ قانون کو ہم take up کرتے ہیں۔ (قطع کلامیاں) غیر سرکاری ممبران کی طرف سے کارروائی کا آغاز ہوتا ہے اور اس پر جناب حاجی محمد اصغر صاحب کی طرف سے مسودہ قانون ہے۔ جی حاجی محمد اصغر صاحب۔

حاجی محمد اصغر: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:۔

"کہ مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1986ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے:۔

"کہ مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1986ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

وزیر قانون: جناب والا! قبل اس کے کہ کارروائی شروع کی جائے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ میں نے اس بارے میں یقین دہانی کرائی ہے کہ اس ایکٹ میں کچھ ٹیکنیکل باتیں ہیں۔ تو ہم اس کو یقین دہانی consider کریں گے۔ اگر اس میں ضروری ترامیم ہیں تو انہیں بل میں لے آئیں گے اور میرے فاضل دوست اس کو اس مرحلہ پر پریس نہیں کریں گے اور پیش نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر: یہ تو جناب حاجی صاحب ہی بتا سکتے ہیں کہ وہ اس یقین دہانی پر مطمئن ہیں اور اس کو پیش نہیں کرنا چاہتے۔

حاجی محمد اصغر: جناب والا! اگر انہوں نے یقین دہانی کرا دی ہے تو ٹھیک ہے۔ میں اپنی تحریک پیش نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: آپ اپنی تحریک کو پیش نہیں کرنا چاہتے کیونکہ آپ کو یقین دہانی کرا دی گئی ہے۔

حاجی محمد اصغر: جی۔

قراردادیں (مفاد عامہ سے متعلق)

جناب سپیکر: شکریہ۔ It will be taken as withdrawn اب ہم ریزولوشن کو لیتے ہیں۔ اس میں سب سے پہلا ریزولوشن جناب حاجی محمد اصغر صاحب کی طرف سے ہے۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! میرا ایک ریزولیشن دیہاتی طلبا کے داخلہ کے لئے اس ایوان میں زیر بحث آیا ہے اور اس پر یہ وعدہ فرمایا گیا کہ وزیراعلیٰ صاحب ایک کمیٹی بنائیں گے اور اس کمیٹی کی رپورٹ کے بعد اس ایوان میں فیصلہ ہو گا جناب والا! اب پہلے نمبر پر وہ قرارداد آنی چاہیئے یا اس کا جواب آنا چاہیئے کہ کمیٹی بنی ہے یا کہ نہیں بنی ہے' اس کی رپورٹ کیا ہے' میرا یہ حق ہے اس سے پہلے کوئی قرارداد پیش نہیں ہو سکتی ہے جو کہ زیر غور ہو' اس پر ذرا حکم صادر فرمائیں۔

جناب سپیکر: میں رانا پھول محمد خان کی بات سے اتفاق کرتا ہوں' اس سلسلہ میں واقعی اس معزز ایوان میں بات ہوئی تھی اور میں درخواست کروں گا ارباب حکومت سے کہ وہ اس سلسلہ میں پہلے

اس کی وضاحت پیش کریں اور اس کے بعد یہ ریزولیشن جو ہیں ان کو take up کیا جائے گا۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں عرض کروں کہ میں بھی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ اس ایوان میں کمیٹی بنانے کے متعلق بات ہوئی اور میرے اپنے علم کے مطابق کمیٹی بنی بھی اور اس کی کیا کارروائی ہوئی اور وہ کس مرحلہ پر ہے' میں یہ یقین سے نہیں کہہ سکتا ہوں' میں یہ کل پتہ کر کے ریکارڈ سے یا جناب چیف منسٹر صاحب سے معلوم کر کے اس بارے میں بتا سکوں گا' وہ آج تو راولپنڈی گئے ہوئے ہیں کل بھی شائد اگر وہ ایوان کے وقت کے اندر تشریف لے آئے تو کل میں اس بارے میں عرض کروں گا کہ اس کی اس بارے میں اس وقت کیا پوزیشن ہے۔ کل میں وضاحت کروں گا۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! وزیر قانون صاحب نے فرمایا' کل تو وہ اس کا جواب دے دیں گے' لیکن اس کا مطلب یوں ہوا کہ آئندہ پرائیویٹ ممبرز ڈے' اس اجلاس میں ہو یا اگلے اجلاس میں ہو وہ نمبر ا پر آئے گی' وہ زندہ ہے جناب کی رولنگ کیا ہے وہ زندہ رہے گی جناب؟

وزیر قانون: وہ کس طرح مر سکتی ہے' قرارداد تو آپ کی مر سکتی ہی نہیں وہ انشاء اللہ زندہ رہے گی اور اس کے لئے میں کل عرض کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ کو یقین دہانی آ گئی۔ آپ مطمئن ہو گئے۔

مخدوم زادہ شاہ محمود حسین قریشی: جناب سپیکر! میں اس میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں' کہ رانا صاحب نے جس نقطہ کو اٹھایا ہے اور چودھری صاحب نے جواب دیا ہے تو میں یہ ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ کمیٹی بن چکی ہے اور آج تین بجے سول سیکرٹریٹ کے کمیٹی روم میں اس کی میٹنگ ہو رہی ہے متعلقہ حکام کو اطلاع کر دی گئی ہے' ممبر صاحبان کو اطلاع کر دی گئی ہے اور محکمہ تعلیم کے جو مختلف لوگ ہیں جو کہ متعلقہ ہیں' ان کو آج بلایا جا رہا ہے' آج یہ میٹنگ ہو رہی ہے اور وہ میٹنگ اپنے فیصلے کر کے جناب چیف منسٹر کی خدمت میں پیش کر دے گی' شکریہ۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! مخدوم صاحب نے جو فرمایا' مجھے اس پر انتہائی خوشی ہے اور میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان کو مجھ جیسے عاجز کی قرارداد سے اس قدر دلچسپی ہے' لیکن طریق کار یہی رہا ہے کہ جب کوئی کمیٹی بنائی جائے' محرک کو اس میں طلب کیا جاتا ہے۔ مجھے طلب نہیں کیا گیا ہے

اور کوئی اطلاع نہیں پہنچی' میرا اس میں پیش ہونے کا حق ہے تاکہ میں اپنا موقف پیش کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو اس میں ابھی کچھ فائنل نہیں ہوا ہے شائد آپ کو بلا لیں۔

رانا پھول محمد خان: وہ کمیٹی کے ممبر ہیں' وہ فرما رہے ہیں۔ مجھے کوئی اطلاع نہیں ہے اور محرک کا پیش ہو کر اپنی قرارداد کے متعلق اپنی عرض داشت پیش کرنا ایک بنیادی حق ہے۔ اس سے اگر مجھے محروم رکھا گیا ہے تو یہ میرے ساتھ زیادتی ہو گی۔

مخدوم زادہ شاہ محمود حسین قریشی: جناب سپیکر! اگر رانا صاحب تشریف لانا چاہیں تو ضرور لائیں۔ ہم ان کے خیالات سے مستفید ہونا چاہتے ہیں۔ یہ ہمیشہ بہت ہی اہم اور مفید باتیں کرتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر آج یہ تین بجے تشریف لائیں تو We will be honoured.

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب کو بلانا چاہیئے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! میں ان کا مشکور ہوں لیکن بغیر بلائے تو ہم خدا کے گھر بھی نہیں جائیں گے۔

مخدوم زادہ شاہ محمود حسین قریشی: حضور ہم آپ کو بلانا چاہتے ہیں' بطور کنوینر اس کمیٹی میں رانا صاحب سے آپ کی وساطت سے درخواست کرتا ہوں کہ آج تین بجے براہ مہربانی تشریف لائیے۔

رانا پھول محمد خان: ٹھیک ہے جناب۔

جناب محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں اس معزز ایوان میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی ابھی رانا پھول محمد خان نے جس قرارداد کا ذکر کیا اس قرارداد کے محرکین میں' میں بھی شامل ہوں اور جس میٹنگ کا آج ذکر ہوا ہے اس میٹنگ میں مجھے بھی کسی قسم کی اطلاع نہیں دی گئی ہے۔ چونکہ میں بھی اس قرارداد کا محرک ہوں' اس لئے مجھے بھی اپنے خیالات کو پیش کرنے کا حق ہے۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس میٹنگ کے لئے آج بلایا گیا ہے' ہو سکتا ہے یہ چند مخصوص لوگوں کا اجلاس ہو جن کو پہلے بریف کیا جا چکا ہے' ان کو بلایا گیا ہو' کم از کم محرکین کو اس میں بلانا اور شامل کرنا ازحد ضروری ہے' اس لئے میرا یہ مطالبہ ہے کہ محرکین کو اس میٹنگ میں شمولیت کی دعوت ضرور دی جائے' ان کے بغیر وہ میٹنگ یکطرفہ سمجھی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو رانا صاحب کو باقاعدہ دعوت ہو گئی ہے۔ آپ تشریف رکھیں آپ کے متعلق

بھی کنوینر کمیٹی سے میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس کے متعلق بھی غور فرمائیں کہ چودھری صاحب کو بھی مدعو کیا جائے ____ میرا خیال ہے کہ اس پر کافی بحث ہو چکی ہے ____ حاجی محمد اصغر صاحب کی قرارداد ہے۔

جناب محمد رفیق: جناب والا! میری بات کا آپ نے کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے عرض کیا ہے کہ رانا صاحب کو تو انہوں نے باقاعدہ دعوت دے دی ہے' اور آپ کے متعلق گزارش کی ہے کہ وہ غور کریں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! یہ ہارس اینڈ کیٹل شو نہیں ہے کہ ہم اس میں ایک کارڈ پر پانچ آدمیوں کو لے جا سکیں' لیکن اگر میرے محترم دوست کی اس قرارداد میں کوئی ترمیم ہے پھر تو وہ میرے ساتھ جا سکتے ہیں' اگر ان کی ترمیم نہیں ہے تو پھر نہ میں لے جا سکتا ہوں' کمیٹی چاہے تو کسی بھی رکن کو طلب کر لے' میری تو جرات نہیں ہو سکتی ہے کہ میں قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو یہ بات ہو چکی ہے۔ آپ تشریف رکھیں رانا صاحب۔

جناب محمد رفیق: جناب والا! اس قرارداد میں میری ترمیم ہے اور وہ ریکارڈ پر موجود ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب بات ہو گئی ہے کہ وہ آپ کو بھی بلانے کے لئے غور فرمائیں۔ گے آپ تشریف رکھیں۔ امید ہے انشاء اللہ غور ہو گا۔

جناب محمد رفیق: ان کی طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا ہے۔ بن بلائے تو ہم نہیں جائیں گے۔ ہم یہی سمجھیں گے کہ اس کمیٹی کا فیصلہ یک طرفہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کے جذبات ان تک پہنچا دیئے گئے ہیں' آپ تشریف رکھیں۔ جی حاجی محمد اصغر صاحب۔

غیر ہنرمند ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ

حاجی چودھری محمد اصغر: جناب والا! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ "اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت تمام صنعتی اداروں میں کام کرنے والے غیر ہنرمند مزدوروں کی تنخواہ کم از کم ایک

ہزار روپیہ ماہانہ مقرر کرے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ "اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت تمام صنعتی اداروں میں کام کرنے والے غیر ہنرمند مزدوروں کی تنخواہ کم از کم ایک ہزار روپیہ ماہانہ مقرر کرے۔"

اس پر ترامیم بھی آئی ہیں' پہلی ترمیم جناب فضل حسین راہی جناب سید طاہر احمد شاہ' جناب محمد رفیق' جناب عثمان ابراہیم اور میاں محمد افضل حیات' میاں محمد اسحاق' میاں ریاض حشمت جنجوعہ اور میاں عمر علی کی طرف سے پیش کی گئی ہے تو راہی صاحب یہ پیش کریں گے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :-

"قرارداد نمبر1 کی سطر2 میں الفاظ "والے" اور "غیر ہنرمند" کے درمیان الفاظ "ہنرمند اور" ایزاد کئے جائیں اور الفاظ "کم از کم ایک ہزار روپے" کی بجائے الفاظ "کم از کم ایک تولہ سونے کی قیمت کے برابر" ثبت کئے جائیں۔"

رانا پھول محمد خان: میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں اس قرارداد کی مخالفت کرتا ہوں اور اس قرارداد کی مخالفت کرتے ہوئے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں' اس بارے میں' میں نے ایک بیان بھی دینا ہے اور واقعات کی وضاحت بھی کرنا ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ لیبر پالیسی کے طور پر اس کا اعلان کرتی ہے' اس کے علاوہ اس کام کے لئے Wage Board بھی مقرر ہوتے ہیں' لہذا اس کے لئے دو تین طریقہ کار ہیں' چونکہ لیبر منسٹر صاحب اسلام آباد میں ایک میٹنگ کے سلسلہ میں گئے ہوئے ہیں تو میں یہ گزارش کروں گا کہ اس قرارداد کو اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے کے لئے pending کر لیا جائے۔ تاکہ اس پر اسی دن حتمی فیصلہ ہو سکے۔

آوازیں: اگلے دن تک تو پھر اجلاس ہی ملتوی ہو جائے گا۔

وزیر قانون: اگلے دن کی بات ہی نہیں ہوئی۔ next day سے مراد جو پرائیویٹ ممبرز ڈے آئے گا اور یہ اس وقت تک pending رہے گی۔

That will kept alive. ————

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو پھر نہیں آئے گی۔

وزیر قانون: یہ آئے گی۔ We stand it that we will consider it. اور اس کو اس مرحلہ پر میں سمجھتا ہوں کہ ترمیم کی تو ہم مخالفت کرتے ہی ہیں لیکن اس بل کی consideration کے لئے بھی لیبر منسٹر صاحب کو آنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ چاہوں گا کہ اس سلسلے میں محرک سے بات کر لی جائے۔

وزیر قانون: محرک سے دریافت کر لیا جائے اگر وہ چاہتے ہیں تو

Next time we will take it up.

جناب ڈپٹی سپیکر: حاجی صاحب آپ کا اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟

حاجی محمد اصغر چودھری: جناب والا! میں وزیر قانون صاحب کی بات کی تائید کرتا ہوں کہ اگر وہ next working day کو یہ قرارداد زیر بحث لائیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے' میں اس پر ایک شعر عرض کرنا مناسب سمجھوں گا۔

بستیاں چاند ستاروں پر بسانے والو
کرہ ارض پر بجھتے چلے جاتے ہیں چراغ
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے اپنی قرارداد withdraw کر لی ہے؟

حاجی محمد اصغر چودھری: جناب والا! جیسا کہ جناب وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ آئندہ جو پرائیویٹ ممبرز ڈے ہو گا اس وقت discuss کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو آئندہ کے متعلق تو!_____

حاجی محمد اصغر چودھری: جب بھی ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ اس وقت withdraw کرتے ہیں؟

حاجی محمد اصغر چودھری: ٹھیک ہے withdraw کرتا ہوں۔

SYED TAHIR AHMAD SHAH: Pending till next working day.

صنعتی شہروں میں ڈرائی پورٹ کا قیام

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب طاہر احمد شاہ صاحب۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں اور مفاد عامہ کے متعلق یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:-

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ پاکستان کے دوسرے بڑے صنعتی مرکز فیصل آباد میں' وہاں کے تاجروں کی سہولت کے لئے جلد از جلد ڈرائی پورٹ قائم کی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب طاہر احمد شاہ کی طرف سے یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:-

"صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ پاکستان کے دوسرے بڑے صنعتی مرکز فیصل آباد میں' وہاں کے تاجروں کی سہولت کے لئے جلد از جلد ڈرائی پورٹ قائم کی جائے۔"

اس سلسلہ میں بیگم نجمہ تابش الوری صاحبہ کی طرف سے ترمیم پیش کی گئی ہے۔

بیگم نجمہ تابش الوری: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتی ہوں کہ:-

"قرارداد کے آخر میں الفاظ "اور پنجاب کے تمام بڑے شہروں میں اسی طرز کی ڈرائی پورٹ قائم کی جائیں" ایزاد کئے جائیں۔"

جناب والا! پیچھے سے شعروں کی فرمائش آ رہی ہے تو میں یہی عرض کروں گی۔

نہ میرے ہاتھ میں پتھر نہ میرے ہاتھ میں پھول
ہجوم اہل غرض ہے میں کس شمار میں ہوں

رانا پھول محمد خان: میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب مجھے پہلے ان کی ترمیم پڑھ لینے دیں پھر آپ مخالفت کر لینا۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! میں اس قرارداد کی مخالفت میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ قرارداد مبہم ہے۔ یہ جو کہا گیا ہے کہ تمام شہروں میں ڈرائی پورٹ قائم کر دیئے جائیں' تمام شہروں میں تو بھائی پھیرو بھی آتا ہے ____

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان: جی ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! جب میں oppose کروں گا تو آپ مجھے یہ حق دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پہلے مجھے وزیر قانون صاحب سے تو پوچھ لینے دیں۔ اس کے بعد آپ کو وقت ملے گا۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! میں نے ان سے پہلے oppose کر دیا ہے۔ oppose کرنے والے کا حق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے آپ قرارداد کو پڑھنے تو دیں۔

رانا پھول محمد خان: oppose کرنے والے کا حق ہے۔ یہ اس طرح کہ میری محترمہ بہن نے جو ترمیم پیش کی ہے وہ بے مقصد ہے۔ تمام شہروں میں تمام ٹاؤن کمیٹیاں بھی آ جاتی ہیں' اس لئے انہیں ان شہروں کو نامزد کرنا چاہیے اس لئے میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی ترمیم واپس لے لیں یا اس میں کوئی اور صاحب ترمیم در ترمیم دے دیں وہ بھی آپ کی اجازت سے پیش کی جا سکتی ہے' لیکن ان شہروں کے نام ایزاد کئے جائیں جن شہروں میں ڈرائی پورٹ ہونے چاہئیں ورنہ تمام شہروں کا لکھ دیا گیا تو ہر شہری مطالبہ کرے گا کہ میرے قصبے میں' ٹاؤن کمیٹی میں بھی ڈرائی پورٹ قائم کی جائے۔ اس لئے بہتر ہے کہ بعد اس میں ترمیم در ترمیم ہوں۔ وہ خود بھی یہ ترمیم دے سکتی ہیں۔

چودھری محمد رفیق: جناب والا! میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں کہ "پنجاب کے تمام بڑے صنعتی شہروں میں ڈرائی پورٹ قائم کئے جائیں ____"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ لکھ کر دیں۔ پھر اس پر غور ہو گا۔ شاہ صاحب آپ کا اس ترمیم کے متعلق کیا خیال ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا اگر "تمام بڑے صنعتی اور تجارتی مراکز کے الفاظ کی صورت میں ترمیم منظور کر لی جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ ہمیں چاہیئے کہ

کسی قرارداد کو یہاں پیش کرنے سے پہلے تمام پہلوؤں پر غور کر لینا چاہیے۔ ایک ڈرائی پورٹ لاہور میں قائم ہوئی ہے' جو آج تک کامیاب ہونے کا نام نہیں لے رہی اور بڑی مشکلات پیش آ رہی ہیں۔ یعنی وہ بھی ابھی تک کامیابی کے مراحل سے نہیں گزر سکی تمام بڑے شہروں جیسے فیصل آباد وغیرہ۔ ہم ریزولیشن کی حد تک تو پاس کرتے جائیں گے اور ہمیں اس پر کوئی اعتراض بھی نہیں ہے کہ فیصل آباد یا کسی اور بڑے شہر میں کے الفاظ ثبت کر دیئے جائیں۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ اس کے عوامل کیا ہوں گے۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ میری تجویز اس سلسلے میں یہ ہے ریزولیشن کے بارے میں ہمیں پہلے دیکھنا چاہیئے کہ honour ہوں گی یا نہیں ہوں گی وہاں جا کر اس ریزولیشن کا حشر کیا ہو گا۔ کیا یہ قابل عمل ہے بھی یا نہیں؟ لاہور ڈرائی کی پورٹ کو ہی پہلے دیکھ لیا جائے کہ اس کا حشر کیا ہوا ہے۔ پھر اس کے بعد ملتان کی بھی باری ہے' پھر فیصل آباد main line پر ہے یا نہیں ہے۔ اس لئے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر میرے فاضل دوست اور باقی حضرات اس بات پر اتفاق کریں کہ اس کے لئے اس ایوان کی ایک کمیٹی بنا دی جائے اور وہ کمیٹی اس کو examine کر لے کہ کیا یہ feasible ہے بھی یا نہیں۔ پہلے اس کو ہمیں دیکھ لینا چاہیے اور پھر اس کے بعد اس ریزولیشن کی سفارش کرنی چاہیئے۔ اس ریزولیشن کی عزت رہنی چاہیے' ایسی ریزولیشن جس کا کوئی نتیجہ سامنے نہ آئے تو یہ بات ایک اچھی خاصی تضحیک کا باعث بنے گی کہ اس ایوان نے بغیر mind apply کئے اور بغیر facts and figures دیکھے ہوئے اور feasibility کو دیکھے ہوئے کہ یہ ممکن بھی ہے یا نہیں اور کیا یہ within our resources میں بھی ہے یا نہیں؟ یہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اس لئے میں اپنے فاضل ممبران سے یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں ان کے ideas سے اتفاق ہے' یہ بڑا gross idea ہے۔ اگر اس کی تھوڑی سی چھان بین کر لی جائے تاکہ اسے refer کرنے سے پہلے' بہتر ہو گا کہ جس طرح پہلے ایک ریزولیشن پر کمیٹی بن چکی ہے اس کے لئے بھی وزیراعلیٰ صاحب کو کہہ دیا جائے اور اس میں یہ بھی کہہ دیا جائے کہ کن شہروں میں اور کس جگہ پر موجودہ پوزیشن کیا ہے۔ پھر اس کے بعد ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا کہ مرکزی حکومت سے اس کی سفارش کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب آپ کی اس سلسلہ میں کیا رائے ہے؟

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! جہاں تک میری اس پیش کردہ قرارداد میں ترمیم کو منظور کرنے یا نا منظور کرنے کے بارے میں فاضل وزیر قانون صاحب نے تجویز پیش کی ہے۔ اس حد تک تو مجھے

کوئی اعتراض نہیں ہے' مگر جہاں تک میری اصل قرارداد کا متن ہے اس کے بارے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس حقیقت سے کوئی شخص بھی انکار نہیں کر سکتا کہ فیصل آباد پاکستان کا دوسرا بڑا صنعتی شہر ہے اور آبادی کے لحاظ سے فیصل آباد پاکستان کا تیسرا بڑا شہر ہے اور عرف عام میں فیصل آباد کو پاکستان کا مانچسٹر کہا جاتا ہے۔ فیصل آباد کے صنعت کار اور تاجر حضرات اربوں روپے کی درآمدات کرتے ہیں' اربوں روپے کی برآمدات کرتے ہیں۔ اربوں روپے direct انکم ٹیکس' ویلتھ ٹیکس' سپر ٹیکس کے حساب سے حکومت کے خزانہ میں ادا کرتے ہیں اور indirect taxation کی صورت میں جو ہم درآمدات کرتے ہیں ان پر اربوں روپے کے محاصل سرکاری حکومت کو فیصل آباد کے تاجروں کی طرف سے' فیصل آباد کے صنعت کاروں کی طرف سے درآمدی ڈیوٹی کی شکل میں ادا کئے جاتے ہیں۔

جناب والا! لاہور میں ڈرائی پورٹ قائم ہو چکی ہے' اس کے بعد سیالکوٹ میں بھی ڈرائی پورٹ قائم ہو چکی ہے' ملتان کے لئے بھی ڈرائی پورٹ کی اصولی طور پر منظوری دی جا چکی ہے۔

فیصل آباد ڈویژن اور سرگودھا ڈویژن دو Main Division جن کے بڑے شہر فیصل آباد' سرگودھا اور جھنگ کے درآمد اور برآمد کنندگان کا تعلق ہے۔ ان میں ملکی تعمیر کے لئے بڑے بڑے کارخانے قائم ہیں۔ اس کے علاوہ حکومت پنجاب نے فیصل آباد شہر میں ایک بہت بڑی انڈسٹریل سٹیٹ بھی قائم کی ہے جس میں اب مزید کارخانے لگیں گے اور کارخانے لگ بھی رہے ہیں اور اس کے علاوہ میں وزیر قانون کی اطلاع کے لئے یہ بھی عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ ہمارے فیصل آباد چیمبرز آف کامرس اینڈ انڈسٹریز کی طرف سے متعدد مرتبہ مطالبات مرکزی حکومت کو بھیجے گئے ہیں' جس پر ابھی چند دنوں کی بات ہے کہ مرکزی حکومت نے ایئرپورٹ ٹرمینل کمپلیکس کسٹم پورٹ کے لئے منظوری دے دی ہے۔ اب ہمارا یہ مطالبہ ہے' فیصل آباد کے تاجروں کا مطالبہ ہے' فیصل آباد کے صنعت کاروں کا مطالبہ ہے کہ جہاں ہم اربوں روپے ملک کی تعمیر و ترقی کے لئے محاصل کی شکل میں ادا کرتے ہیں۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ قرارداد مفاد عامہ کی بات ہے' یہ ملک کی ترقی کی بات ہے اور فیصل آباد کے صنعت کاروں کو اور تاجروں کو جو اپنا مال کسٹم کے ذریعے کلیئر کروانے کے ضمن میں اور بیرونی ممالک میں برآمد کرنے کے لئے۔۔۔۔۔

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب سپیکر میں جناب کی وساطت سے اپنے فاضل دوست شاہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس سے اچھی بات جو وزیر قانون صاحب نے فرما دی ہے ان کے لئے اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ اس ہاؤس میں ممکن ہے کہ آپ کی قرارداد پاس نہ ہو سکے آپ کمیٹی پر اتفاق کریں۔ پھر کمیٹی کی قرارداد ہاؤس خود ہی منظور کر لے گا۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری رائے ہے کہ اس میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ جس میں کوئی ابہام ہو۔ یہ مفاد عامہ سے متعلق ہے اور فیصل آباد کے ڈویژن کے لوگوں کی نظریں بھی اس ایوان کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ اگر ایوان کے معزز ارکان اکثریت کی بنیاد پر میری اس قرارداد کو رد کر دیں گے تو میری کوئی حوصلہ شکنی نہیں ہو گی بلکہ فیصل آباد کے عوام کو یہ پتہ چلے گا کہ سرکاری بنچوں پر بیٹھنے والے ارکان اور خاص طور پر جن معزز ارکان کا فیصل آباد اور سرگودھا ڈویژن سے تعلق ہے میں ان کی خدمت میں خاص طور پر یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ہمارے علاقے کا اہم ترین مسئلہ ہے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: آپ دوسرے ممبر صاحبان کو بھی کچھ سمجھیں۔

سید طاہر احمد شاہ: چودھری صاحب آپ نے کیا فرمایا ہے میں آپ کی بات نہیں سمجھا۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: آپ ان لوگوں پر یہ واضح کرنے کی کوشش نہ کریں کہ دوسرے ممبر کچھ نہیں ہیں اور آپ ہی ایک تھے۔ خدا کے لئے وہ بھی ممبر ہیں۔ آپ اپنی movement پاس کرانے کی کوشش کریں۔ آپ دوسرے بیچارے ممبروں کو نہ present کریں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر آپ چودھری گل نواز وڑائچ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر پر کیا فرماتے ہیں۔ ان کا بھی تھوڑا سا فیصل آباد سے تعلق ہے۔ انہیں بھی وہاں سے مال ملتا ہے۔ ان کا بھی ایک کارخانہ وہاں پر ہے۔ ان کی بھی وہاں پیپلز کالونی میں ایک کوٹھی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ جو لاء منسٹر صاحب نے تجویز دی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی ابہام نہیں ہے۔ بڑی معقول تجویز ہے۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو آپ کو بھی اس کمیٹی میں شامل کر لیا جائے اور اگر اس میں آپ کوئی مزید شہر add کرنا چاہیں جو صنعتی لحاظ سے یا کسی دوسری ضروریات کے تحت اس category میں آتا ہو تو اس میں اس کو بھی شامل کر لیا جائے۔ ان لوگوں کا بھی اس پر حق بنتا ہے کہ وہ لوگ بھی اس قسم کی سہولت سے فائدہ اٹھائیں۔ تو اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر میں اس سلسلے میں عرض کر دوں کہ میرے فاضل دوست اس بارے میں جو بھی فیصلہ کریں مجھے اعتراض نہیں ہو گا۔ اس میں' میں نے ان کو یہی کہنے کی کوشش کی ہے کہ ہم اس سے اصولی طور پر اختلاف نہیں کر رہے ہیں۔ لیکن جیسا کہ جناب والا کو علم ہے اس ہاؤس کے

تمام فاضل ممبران کو علم ہے کہ ڈرائی پورٹ مقرر کرنے کے لئے اس کی feasibility کے لئے کہ وہاں پر کتنا مال برآمد ہوتا ہے اور کتنا مال درآمد ہوتا ہے اس پر اخراجات کتنے آئیں گے اس کے اور شہر بھی کیا ہیں۔ وہ اس میں شامل ہو سکتے ہیں۔ ہم اصولی طور پر اس سے اختلاف نہیں کر رہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ It must be very well valid and well based. جو بات ہم کریں اس کے لئے بے شک آپ وقت مقرر کر دیں اور یہ کمیٹی جس طرح میں نے عرض کیا ہے جس میں یہ خود بھی آئیں گے اور یہ ہاؤس سے دریافت کر لیا جائے کہ آیا یہ کمیٹی بنانے کے حق میں ہے۔ پہلے تو یہ فیصلہ ہو جائے اور پھر یہ کہ یہ تجویز کمیٹی کے سپرد کر دی جائے۔ یا جس طرح کہ فاضل دوست کہہ رہے ہیں کہ اس کی ویسے ہاؤس سے رائے لے لی جائے۔ وہ بھی دیکھ لیں گے لیکن ہاؤس سے یہ رائے لے لی جائے کہ آیا کمیٹی اس کو examine کر لے کہ اس کی کس کس شہر میں feasibility ممکن ہے۔ جس طرح کہ ایک تجویز بھی آئی ہے۔ تو ایک دفعہ ہم اس کو جامعہ تجویز کے طور پر مرکزی حکومت کو پنجاب کی طرف سے بھجوا دیں۔ کہ یہ ہمارا مطالبہ ہے کہ یہ شہر اس کے لئے موزوں ہے۔ یا ان اصولوں کی بناء پر یہ بات طے ہو جائے تو یہ زیادہ مناسب ہو گا۔ ہم قطعاً" یہ نہیں چاہتے ہیں کہ فیصل آباد کو یہ سہولت نہ ملے۔ لیکن ہر شہر کے لئے الگ الگ resolution کرنے کی بجائے ہم چاہتے ہیں کہ ایک ہی دفعہ یہ خود ہی اس میں آ جائے اور پھر اور کوئی ترامیم آئے تو وہ بھی اس میں آ جائے۔ تو اس کو examine کر لیا جائے اور اس کو دیکھ لیا جائے۔ بجائے اس کے کہ ہم الفاظ کے ساتھ ایک resolution بھیج دیں اور اس کا اثر ہی کوئی نہ ہو۔ تو میرا خیال ہے کہ اسے ہاؤس سے دریافت کر لینا چاہیے کہ آیا یہ معاملہ ہاؤس کمیٹی کے سپرد کرتا ہے یا اس کو ویسے consider کرتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ہاں وہ تو پوچھ لیں گے۔ شاہ صاحب آپ کیا فرماتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ فیصل آباد کے درآمد کنندگان اور برآمد کنندگان نہ صرف فیصل آباد کے شہری بات کر رہا ہوں بلکہ میں اس پورے علاقے کی ترجمانی کر رہا ہوں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ تقریباً" تقریباً" میری بات کے مطابق یہ مسئلہ مرکزی حکومت نے اصولی طور پر طے کر لیا ہے۔ اب اگر میں فاضل وزیر قانون صاحب کی تجویز سے اتفاق کرتا ہوں تو نتیجتاً" ایک کمیٹی معرض وجود میں آئے گی۔ یعنی یہ مسئلہ defer ہو جائے گا اور یقینی طور پر ایک دو دن کے بعد یہ اجلاس Prorogue کر دیا جائے گا اور پھر اس کے بعد بجٹ سیشن بلایا جائے گا۔ اگر ہم آج

اس قرارداد کو منظور کر کے مرکزی حکومت کے پاس نہیں بھیجتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ جو مالی سال کا مرکزی حکومت کا بجٹ ہے اس میں یہ مسئلہ پھر پیش نہیں ہو سکے گا۔ اب میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر قانون صاحب سے اور اس ایوان کے معزز ارکان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ مفاد عامہ کی اس قرارداد کو وہ منظور کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ کریں۔ تاکہ یہ مرکزی حکومت کے پاس جا سکے۔ ہم تو صرف سفارش کر رہے ہیں۔ ہم ان پر کوئی پابندی نہیں لگا رہے ہیں کہ وہ اسے ضرور پاس کریں۔ آج اس قرارداد کو منظور کرنے سے یہ ہو گا کہ ممکن ہے کہ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں جو مرکزی حکومت نے پاس کرنا ہے اس میں اس کے لئے فنڈز کی پروویژن provide کر دی جائے گی اور اگر ہم اس کو defer کرتے ہیں۔ ہم اس پر غور کرتے ہیں۔ اس کی کمیٹی تشکیل دیتے ہیں تو بلاشبہ مجھے یقین ہے کہ وزیر قانون صاحب جو کہ اصولی طور پر اس قرارداد کے متن سے اختلاف نہیں کرتے ہیں وہ اس پر مان بھی جائیں گے مگر یہ مسئلہ خواہ مخواہ معرض التوا میں پڑ جائے گا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ میرے ان دلائل کے بعد وزیر قانون صاحب میری ان گزارشات کی روشنی میں وہ اس سے اتفاق فرمائیں گے۔ ہم نے صرف یہ قرارداد منظور کر کے مرکزی حکومت کو بھیجنی ہے اور ہم نے وقت کا تعین بھی نہیں کیا ہے۔ جتنی جلد ممکن ہو سکے میں نے الفاظ اس میں درج کئے ہیں تو جتنی جلد وہ اس کو مناسب سمجھیں گے اگر لاہور میں ڈرائی پورٹ قائم ہو سکتی ہے جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ فیصل آباد میں ہو سکتی ہے ملتان میں بن سکتی ہے تو پاکستان کے مانچسٹر کے لئے کیوں نہیں بن سکتی ہے۔ تو اس لئے میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب سے اور دیگر ارکان اسمبلی سے گزارش کروں گا کہ وہ از راہ کرم میری اس قرارداد کی حمایت کریں اور مفاد عامہ کے لئے اس قرارداد کو منظور کیا جائے۔

چودھری نعیم حسین چٹھہ: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمائیے۔

چودھری نعیم حسین چٹھہ: شاہ صاحب نے اپنے موقف کو آگے بڑھاتے ہوئے سارا زور اس بات پہ لگایا ہے کہ فیصل آباد پاکستان کا سب سے بڑا انڈسٹریل شہر ہے اور مانچسٹر ہے تو میں پہلے ان کی خدمت عالیہ میں یہ گزارش کرنے کی جسارت کروں گا کہ ان کی یہ facts and figures غلط ہیں۔ کسی مصدقہ ایجنسی سے اس کی facts & figures منگوائی جائیں تو یقیناً پنجاب میں انڈسٹری کے لحاظ سے سب سے نمبر اول پر شیخوپورہ ہے۔ اگر اس بنیاد پر بنانا ہے تو پھر شیخوپورہ میں بھی ڈرائی پورٹ

بنائی جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ شاہ صاحب سنجیدگی کے ساتھ اس قرارداد کو پاس نہیں کروانا چاہتے۔ چونکہ وہ محض یہی ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اہالیان فیصل آباد کے مفاد کی نگرانی وہ کر رہے ہیں اور سرکاری بنچوں پر بیٹھنے والے ممبران اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں یہ اتنا بڑا آسان کام نہیں ہے جتنا کہ شاہ صاحب نے فرمایا ہے۔ اس سے پہلے لاہور ڈرائی پورٹ تقریباً فیل ہو چکی ہے۔ لیکن اس کی بنیاد یہ نہیں تھی۔

سید طاہر احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ میں ان کے استدلال سے اختلاف کرتا ہوں کہ لاہور ڈرائی پورٹ فیل ہو چکی ہے۔ ڈرائی پورٹ فیل نہیں ہوئی بلکہ پوری کامیابی سے چل رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں معزز ممبران سے استدعا کروں گا کہ جو قرارداد کا متن ہے اس کے اندر اپنی باتوں کو confine فرمائیں۔

چودھری نعیم حسین چٹھہ: جناب والا! لاہور کی ڈرائی پورٹ اس لئے نہیں بنائی گئی تھی کہ یہاں انڈسٹری زیادہ ہے بلکہ صرف اس لئے بنائی گئی تھی کہ یہ پنجاب کا پایہ تخت ہے۔

جناب فضل حسین راہی: پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہیں کی جا سکتی۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ جو ہاؤس کو لطیفہ سنایا گیا ہے کہ شیخوپورہ انڈسٹری کے لحاظ سے سب سے بڑا شہر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر کے بغیر بات کر رہے ہیں۔ یہ قاعدہ دوسروں کے لئے نہیں ہوتا اس میں آپ خود بھی involve ہوتے ہیں۔ چودھری صاحب آپ تشریف رکھیں۔ تو جناب سید طاہر شاہ صاحب کی طرف سے یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اس میں محترمہ نجمہ تابش الوری صاحبہ کی ایک امنڈمنٹ بھی آئی ہے جو میں پڑھ کر ہاؤس کے گوش گزار کرنا چاہوں گا۔ محترمہ نجمہ تابش الوری نے یہ تحریک پیش کی ہے کہ "قرارداد کے آخر میں الفاظ "اور پنجاب کے تمام بڑے شہروں میں اسی طرز کی ڈرائی پورٹ قائم کی جائیں" ایزاد کئے جائیں۔ تو گزارش یہ ہے کہ ہاؤس کا اس معاملہ میں کیا فیصلہ ہے۔ قرارداد آپ کے سامنے ہے اور جناب لاء منسٹر صاحب کی تجویز کہ اس پر کمیٹی بنا دی جائے وہ بھی آپ نے سن لی ہے۔ اب آپ کا کیا ارادہ ہے۔ اس کو قبول کیا جائے یا شاہ صاحب کی قرارداد کو ــــــــ

جی! کمیٹی بنا دی جائے؟ تو اس کے لئے ایک الگ کمیٹی بنائی جائے جس میں محرک حضرات کو بھی شامل کیا جائے جو اس پہ سوچ بچار کر کے فیصلہ کر کے اس میں کون کونسے شہر شامل کئے جائیں۔

سید طاہر احمد شاہ: میں گزارش کروں گا کہ رائے جعفر صاحب کا مائیک کھول دیا جائے۔ ان کی آواز نہیں سنی جا رہی کہ وہ کیا فرما رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی رائے صاحب فرمائیے۔

رائے جعفر خاں: میری تجویز یہ ہے کہ قرارداد من و عن منظور کر لی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پہ تو فیصلہ ہو چکا ہے۔ کمیٹی اسی وقت بنا دی جائے۔

(ایوان نے کمیٹی کی فوری تشکیل سے اتفاق کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب چیف منسٹر صاحب، لاء منسٹر صاحب، محرک، محترمہ نجمہ تابش الوری صاحبہ پر مشتمل کمیٹی تشکیل دی جائے۔

وزیر قانون: شاہ صاحب بھی اس میں شامل ہوں گے۔ ہم ان سے اختلاف تو نہیں کر رہے۔ ہم اور شہر بھی دیکھنا چاہتے ہیں کہ ایک ہی دفعہ اس کو بھرپور انداز میں لے لیا جائے۔ انشاء اللہ جلد از جلد فیصلہ کریں گے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں پھر اس بات پہ زور دیتا ہوں کہ میری یہ قرارداد ایوان کے سامنے بغرض منظوری پیش کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو جناب آپ کی قرارداد تو ایوان میں پیش کی گئی۔

سید طاہر احمد شاہ: بغرض منظوری جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی جو قرارداد تھی ہاؤس نے اس کی بجائے وہ جو لاء منسٹر کی تجویز تھی، اس کے ساتھ منظور کی ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! میری قرارداد باضابطہ طریقہ سے put ہی نہیں گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب آپ کی قرارداد کو ایوان کے سامنے put up تو کیا ہے کہ leave grant کرتے ہیں یا نہیں تو انہوں نے grant کی ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: میں معذرت کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ اسے دوبارہ ایوان کے سامنے Put up کر دیں۔ جناب سپیکر! وزیر قانون اور ایوان کی اطلاع کے لئے اگر یہ قرارداد پنجاب اسمبلی

آئندہ مالی سال میں منظور نہیں بھی کرتی تو اس بات کا آپ یقین رکھئے کہ آئندہ مالی سال میں ڈرائی پورٹ فیصل آباد میں بنے گی۔ ہم فیصل آباد چیمبر آف کامرس کے مطالبہ کے تحت اس کو بنوائیں گے۔ مگر پنجاب اسمبلی خواہ مخواہ اپنا credit lose کرنا چاہتی ہے۔ میں معزز اراکین کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی کے کسی آدمی نے نہیں کہا کہ ہم مخالفت کرتے ہیں۔ نہ کسی نے یہ کہا ہے کہ ہم اس کو رد کرتے ہیں۔ اس میں ترمیم یہ کی گئی ہے اور جو اکثریت رائے سے کی گئی ہے کہ ایک باقاعدہ کمیٹی بنا دی جائے جس میں محرک حضرات بھی موجود ہوں گے۔ اس کو صحیح طریقے سے ڈرافٹ کر کے اور فیصلہ کر کے بھجوا دیں گے۔

میاں محمد اسحاق: شاہ صاحب نے کہا ہے کہ ڈرائی پورٹ بنانے کے متعلق قواعد و ضوابط اکٹھے کئے گئے ہیں' Estimate لگ چکا ہے اور تیاریاں شروع ہیں۔ اگر پنجاب اسمبلی اسے سفارش کر کے بھیجتی ہے تو اس پہ اور جلدی عملدرآمد ہو گا۔ آپ کا اس میں کیا نقصان ہے۔ بلکہ آپ کو اس کا کریڈٹ ملے گا کہ پنجاب اسمبلی کے ممبران نے اس کی سفارش کی ہے اور ان کی سفارش پر یہ تعمیر ہو رہی ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمایئے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: وزیر قانون صاحب کو ان کے سیاسی اتالیق نے صرف یہ درس دیا ہے کہ اپوزیشن کی طرف سے مفاد عامہ کے متعلق کوئی بات ہو اس کی ہر قیمت پر مخالفت کرنا ہے ورنہ ان کے کان پکڑوائے جائیں گے۔ اس لئے وہ ہر بات کی مخالفت کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: برائے مہربانی personal attack نہ کریں۔

وزیر قانون: یہ بڑی عجیب بات ہے۔ میں تو ان کی support کر رہا ہوں میں ان کی مخالفت نہیں کر رہا۔ بڑی افسوس کی بات ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ قرارداد well worded نہیں ہے۔ جو facts بیان کئے گئے ہیں وہ کم از کم ہاؤس کے سامنے نہیں ہیں۔ یا تو وہ تمام باتیں ہاؤس کے سامنے

لے آئیں۔ اگر وہ ہاؤس کے سامنے facts لے آتے تو ہمیں پتہ چل جاتا۔ اصولی طور پر ہم نے اس سے اتفاق کیا ہے۔ لیکن ہم نے یہ کہا ہے کہ ہر ایک شہر کے لئے علیحدہ قرارداد آنے کی بجائے ہمیں اس کو ایک ہی دفعہ examine کر کے اس شکل میں لانی چاہیے جس میں کوئی ابہام نہ ہو۔ اس ہاؤس کے یا ہمارے سامنے کوئی facts & figures نہیں رکھے گئے اور ہاؤس کی رائے اس بارے میں آپ نے لے لی ہے۔ اس قرارداد کے خلاف اگر کسی کی رائے ہو یعنی اس قرارداد کے بارے میں جو تجویز دی گئی ہے اگر اس کے خلاف کسی کی رائے ہو تو لے لیں۔ لیکن اس کے حق میں ہاؤس رائے دے چکا ہے کہ ایک کمیٹی بنا دی جائے اور محرک حضرات اس میں موجود ہوں گے۔ اس کی wording کر کے ہم بھجوا دیں گے۔ جو مناسب کارروائی ہے وہ ضرور کریں گے ہم اس کے آڑے نہیں آنا چاہتے۔

چودھری محمد اکرم: جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی چودھری صاحب۔

چودھری محمد اکرم: گزارش یہ ہے کہ قرارداد ہاؤس میں پیش ہوئی۔ میرے خیال میں کسی رکن کو قرارداد کے متن سے اختلاف نہیں ہے۔ اس کام کو سہل بنانے کے لئے وزیر قانون صاحب نے جو تجویز پیش کی ہے وہ ایسے ہی ہے جیسے ہمارے ترقیاتی کاموں میں ہم نے مختلف محکموں کے ترقیاتی پراجیکٹ منظور کئے اس کے بعد ان feasibility رپورٹیں آنے تک وہ پراجیکٹ رکے رہے۔ تو میں عرض کروں گا کہ جو یہ کمیٹی بن رہی ہے یہ اس قرارداد کو feasible بنانے کے لئے زیادہ مناسب ہو گی۔ تاکہ جو کل کو رکاوٹیں پیش آتی ہیں وہ کمیٹی میں بیٹھ کر دور کر لی جائیں۔ دوبارہ جب رپورٹ ہاؤس میں آئے گی تو اس پر مکمل بحث ہو جائے گی۔ کمیٹی بننی چاہیئے۔

جناب محمد رفیق: میں کمیٹی بنانے والی بات سے اتفاق نہیں کرتا' میرا موقف یہ ہے کہ یہ معزز ایوان صائب الرائے ہے اور نفسیاتی اثرات ہر اس بات سے بھی پیدا ہوتے ہیں کہ جو معاملہ بھی اس معزز ایوان میں پیش ہوتا ہے اس کے لئے کمیٹی بنا دی جائے' بند کمروں میں فیصلے کئے جائیں۔ کیا اس سے یہ نتائج اخذ نہیں ہوتے ہیں کہ یہ معزز ایوان اس کا اہل نہیں ہے کہ وہ کس بات پر بحث کر سکے اس پر اتفاق کر سکے یا کوئی فیصلہ کر سکے یا کوئی پالیسی بنا سکے Supermacy of the House بھی تو کوئی چیز ہے' اس معزز ایوان کا یہ استحقاق ہے کہ ایوان کی یہ supermacy ہے کہ ایوان پالیسیاں بنائے' legislation کرے اور حکومت کو ہدایت دے کہ وہ اس پر عمل کرے' اس معزز ایوان کا دائرہ اختیار

یہ ہے کہ وہ فیصلے کرے' قانون سازی کرے' حکومت کو اور مختلف محکمہ جات کو ہدایت کرے اور حکم کرے کہ وہ اس پر عمل کرے' تاکہ ایسا ہو کر جو مسائل بھی اس معزز ایوان میں آتے ہیں ان کی کمیٹیاں بنا دی جائیں۔

جناب طاہر احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

سید طاہر احمد شاہ: کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب اپنی نشست پر ہیں اگر یہ اپنی نشست پر نہیں ہیں تو یہ بول نہیں سکتے۔

جناب محمد رفیق: جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ یہاں پر الٹی گنگا بہائی جا رہی ہے' فیصلے باہر بند کمروں میں ہوتے ہیں اور کہا یہ جاتا ہے کہ فیصلے یہاں پر کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمایئے۔

چودھری ارشاد علی: میں جناب والا کی وساطت سے معزز رکن کے علم میں یہ اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ جو سب کمیٹیاں بنائی جاتی ہیں ان کی رپورٹ ہاؤس میں آتی ہے تاکہ بند کمروں میں فیصلے کئے جاتے ہیں' جو بھی سب کمیٹی بنے گی' اس کی رپورٹ ہاؤس میں آئے گی اور ہاؤس ہی اس کا فیصلہ کرے گا۔ میں یہ درخواست کروں گا کہ یہ سلسلہ ختم کیا جائے اور سب کمیٹی بنائی جائے۔

جناب محمد رفیق: جناب والا! معاملہ اس معزز ایوان میں پیش ہے اور اس پر عام بحث کی اجازت دی جائے اور ہر معزز رکن کو اپنا مافی الضمیر پیش کرنے کا موقع دیا جائے اور پھر عام بحث کے بعد اگر مناسب سمجھا جائے کہ کمیٹی بنانی ضروری ہے تو یہ ایک بعد کی بات ہے کہ کمیٹی کو تشکیل دیا جائے اور یہ ہمارا حل ہے کہ جو مسئلہ معزز ایوان میں پیش ہوتا ہے اس پر اپنا اپنا اظہار خیال کر سکیں' ہر معاملے کو کمیٹی کے سپرد کر دیا گویا بند کمرے میں فیصلہ کرنے کے مترادف ہے۔

(جناب سپیکر اس موقع پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: یہ کونسی تحریک زیر بحث ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا یہ نمبر 2 ہے۔

چودھری ارشاد علی: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی نے ابھی بات کی ہے

کہ یہ بند کمروں میں فیصلے کئے جاتے ہیں۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی یا پھر یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ جو بھی کمیٹی بنائی جاتی ہے وہ بھی اسی ایوان سے بنائی جاتی ہے۔ اس ایوان کے معزز اراکین اس میں شامل ہوتے ہیں۔ بند کمروں میں جو رپورٹ تیار ہوتی ہے پھر اس رپورٹ نے اس ہاؤس میں آنا ہوتا ہے' جب وہ رپورٹ اس ہاؤس میں آتی ہے تو اس پر بحث کے لئے خاصا موقع ہوتا ہے اور یہ اس پر بحث کر سکتے ہیں' لیکن اس سے پہلے ہی یہ فرض کر لینا کہ یہ جو بات ہے یہ بند کمروں میں ہوتی ہے' یہ تو اس کا بہترین حل ہے کہ وہاں بیٹھ کر اگر کمیٹی اس کو thrash out کر لے' اس میں کسی قسم کا اس میں کوئی ایسا شائبہ نہ رہے کہ اس کی implementation میں کوئی بات باقی رہ جائے' تو پھر اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے وہ تمام قانونی پہلو دیکھ لئے جائیں' اور اس میں اس محکمہ کی رائے بھی لے لی جائے اور پھر اس کی کمیٹی رپورٹ تیار کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادہ بہتر اور احسن ہو گا' پھر اس پر بحث کا موقع ہو گا۔ اگر مخالفت برائے مخالفت ہی کرنی ہے تو پھر وہ کرتے رہیں۔ لیکن یہ بات کہنا کہ کمیٹیاں بنانے کا رواج ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کمیٹیاں بنانے کا رواج قانون کے مطابق ہے۔ یہ کوئی غیر آئینی بات نہیں ہے۔ اس ہاؤس میں کمیٹیاں بنانے کا رواج پہلے بھی رہا ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی رہے گا اور کمیٹیاں بنتی رہیں گی' اس پر اگر اعتراض برائے اعتراض کرنا ہے تو وہ ان کی بات ہے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! ایک منٹ مجھے بھی دیں۔

بیگم شاہین منور احمد: جناب والا! آپ کی اجازت چاہیے میں Personal Explanation پر کمیٹیوں کے متعلق بات ہو رہی ہے میں چودھری صاحب سے گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ کمیٹی کو کام تو ہوتا ہے لیکن کمیٹی کے کام کو کچھ وقت بھی چاہیے میری بھی ایک privilege motion تھی وہ ہماری ایک اسپیشل کمیٹی کے پاس ہے لیکن وہ اتنی thrash out ہو رہی ہے کہ مجھے تو سمجھ ہی نہیں آ رہی ہے کہ وہ thrash out کس چیز کو کر رہے ہیں۔ تو میری ان سے گزارش ہے کہ کمیٹیاں اتنی زیادہ thrash out نہ کیا کریں کہ ان کو پتہ ہی نہ لگے۔

چودھری ارشاد علی: جناب والا! یہ کمیٹیوں کے متعلق بات کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب یہ غیر متعلقہ بات ہے میں سمجھتا ہوں اس کی اب وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ میرے پاس جو قرارداد ہے اس میں محترمہ نجمہ تابش الوری صاحبہ نے ترمیم پیش کی ہے اور وہ ترمیم زیر غور ہے۔ کیا میں صحیح سمجھا ہوں۔ کیا محترمہ نجمہ تابش الوری صاحبہ کی

ترمیم پیش ہو چکی ہے۔

جناب وزیر قانون: وہ ترمیم پیش ہو چکی ہے اور پیش ہونے کے بعد یہ ہاؤس کے سامنے رکھی گئی تھی تو ہاؤس نے اس کو adopt کیا ہے۔ چونکہ یہ complicated matter ہے اس کے مزید قائم کرتے ہیں جس طرح sweeping amendments آئی ہیں کہ مزید شہر شامل کر لئے جائیں اور کون کون سے شہر شامل کئے جائیں تاکہ ایک جامع resolution چلی جائے اور جو شہر مزید شامل ہوں دیکھے جائیں کہ درآمد و برآمد کی شرح سے ہوتی ہے تو یہ اس کی feasihility دیکھ کر ایک جامع resolution بنا لی جائے تو شاہ صاحب پتہ نہیں اس سے اتفاق کرتے ہیں یا نہیں۔ ہم اس سے اصولی طور پر اتفاق کرتے ہیں اور اسے oppose نہیں کرتے کہ وہاں Dry Port نہ بنے' ہم تو خود چاہتے ہیں کہ لوگوں کو سہولتیں میسر آئیں' شاہ صاحب اس میں اگر کوئی بات کرنا چاہیں تو کر لیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اس میں آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ کی طرف سے قرارداد ہے۔ اس میں محترمہ نجمہ تابش الوری صاحبہ کی طرف سے ایک ترمیم ہے۔ اس ریزولیوشن کی comprehensive drafting کے لئے اس میں نجمہ تابش الوری صاحبہ ایک ممبر ہو جائیں گی۔ جناب لاء منسٹر صاحب بھی یہ فرما رہے ہیں کہ انہیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ وہ ایک comprehensive ریزولیوشن کو پسند کریں گے۔ تو آپ ہو جائیں' محترمہ نجمہ تابش الوری صاحبہ ہو جائیں اور اس میں بے شک حکومت کی طرف سے کوئی منسٹر ہو جائیں اور ایک اور صاحب ہو جائیں اور آپ مل کر اس قرارداد کو re-draft کر لیں۔ اس میں کسی کو اعتراض نہ ہو تو آپ کو بھی اس میں اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! جہاں تک تو محترمہ نجمہ تابش الوری صاحبہ کی طرف سے قرارداد میں ترمیم کا تعلق ہے اس حد تک تو میں اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں۔ دوسری بات یہ ہے میں نے وزیر قانون صاحب کی خدمت میں جا کر بھی یہ گزارش کی ہے کہ میری قرارداد کے الفاظ بڑے واضح اور غیر مبہم ہیں۔ میں نے ان سے یہ استدعا کی ہے کہ ہم صرف سفارش کر رہے ہیں اور ہم ان پہ کوئی حتمی تاریخ کی قدغن بھی نہیں لگا رہے۔ جتنی جلد ممکن ہو سکے اور میں یہ بھی یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اگر آئندہ آنے والے مالی سال میں یہ ڈرائی پورٹ نہیں بنے گی' اگر خدانخواستہ میری قرارداد turn down بھی ہو جاتی ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ وہاں پر اگلے مالی سال میں ڈرائی پورٹ معرض وجود میں آ جائے گی۔ تو یہ کریڈٹ پنجاب اسمبلی کو لینا چاہیے۔ میں نے وزیر قانون صاحب سے اور وزیر

بلدیات صاحب سے ذاتی طور پر گزارش کی ہے کہ وہ اس پر کمیٹی نہ بنائیں۔ میں نے ان سے as a gesture of goodwill یہ درخواست کی ہے۔ کیونکہ یہ عوام کے بہترین مفاد کی بات ہے۔ یہ معاملہ مفاد عامہ سے تعلق رکھتا ہے۔

جناب سپیکر: اس کی میرٹ پر کوئی dispute نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: تو پھر منظور کر لیں۔ کیا قباحت ہے؟ ترمیم کو چھوڑ دیجئے۔ اس میں بحث کر لی جائے گی۔ بعد میں چلی جائے گی۔ ڈیفر کر دیجئے۔

جناب سپیکر: میں عرض کرتا ہوں کہ آپ ابھی اس کو ری ڈرافٹ کر لیں۔ یہ کوئی ایسا مسئلہ تو نہیں۔ محترمہ نجمہ تابش الوری صاحبہ کو شامل کر کے اور ایک اور کسی معزز رکن کو شامل کر کے آپ ابھی اس کو ڈرافٹ کر کے ہاؤس میں لے آئیں۔

وزیر قانون: اس طرح نہیں ہے۔ یہ ہوا تھا' یہ بات ہاؤس سے carry بھی ہو چکی ہے کہ اس کو ایک کمیٹی کے سپرد کیا جائے جو اس feasibility کو بھی دیکھے اور اس میں شامل بھی کرے' جس کو بھی کرے۔ جو بھی اس میں فیصلہ ہو گا۔ اس کے لئے طے یہ ہوا تھا کہ دس دن کی مہلت دے دی جائے۔ یہ بات بھی طے ہوئی تھی کہ چیف منسٹر صاحب سے کمیٹی کے لئے درخواست کی جائے۔ چونکہ کافی ٹیکنیکل باتیں ہوتی ہیں کہ اس میں خرچہ کتنا آئے گا' گورنمنٹ کا کتنا آئے گا۔ ان کے پاس کچھ facts بھی ہیں۔ کچھ کہتے ہیں کہ چیمبر آف کامرس سے بھی facts اکٹھے کئے جائیں۔ تو ان سے بھی facts لے لیں گے۔ تو وہ کمیٹی فیصلہ کر لے گی کہ کس طریقے سے اس کو move کر دیا جائے اور بھجوا دیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کی Re-drafting کا مسئلہ نہیں ہے' بلکہ اس کی consideration کا مسئلہ ہے۔

وزیر قانون: ایوان کے سامنے یہ تجویز پیش بھی کی گئی تھی اور ایوان نے اس کو carry بھی کیا تھا کہ اس پر کمیٹی بنائی جائے۔ یہ سارے مراحل طے ہو چکے ہیں۔ یہ فیصلہ ہو چکا ہے۔ شاہ صاحب سے میں نے درخواست بھی کی ہے کہ ہم اس کو جتنی جلدی ہو سکا' کر لیں گے اور انشاء اللہ آئندہ مالی سال سے پہلے پہلے کوشش کریں گے۔ یہ دس دن کی بات کر رہے تھے تو میں نے کہا کہ ٹھیک ہے' دس دن میں ہی کر لیں گے۔

جناب سپیکر: تو شاہ صاحب' اب میرے پاس اس کے سوا تو کوئی چارہ نہیں کہ میں اس کو ایوان کے سامنے پیش کروں۔

سید طاہر احمد شاہ: مجھے دو منٹ کی اجازت دیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا' میرا استدلال صرف یہ ہے۔ مجھے کمیٹی بنانے پر یا ڈیفر کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ مگر اس میں خدشہ یہ ہے کہ جب کمیٹی اس کو منظور کرے گی اور اس کے بعد یہ آئندہ بجٹ اجلاس میں پیش ہو گا۔ کیونکہ یہ اجلاس تو تین چار دن میں Prorogue کیا جا رہا ہے۔ یہ مسئلہ مرکزی حکومت کے آئندہ سال کے بجٹ میں زیر غور نہیں لایا جا سکے گا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہم صرف سفارش کر رہے ہیں۔ ان کے الفاظ پہ بھی اختلاف نہیں ہے اور اصولی طور پر بھی اختلاف نہیں ہے۔ تو میں ذاتی طور پر آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب سے یہ استدعا کروں گا کہ اس میں کوئی ابہام نہیں ہے' وہ میری درخواست کو مان جائیں اگر وہ نہیں مانتے تو چلیں۔ میں as a gesture of goodwill ان کی تجویز کو مان لیتا ہوں۔ مگر وقت کا تعین انہیں کرنا پڑے گا۔ مگر میں پھر دہراؤں گا کہ میری درخواست کو وہ تسلیم کر لیں۔ کیونکہ ان کی طرف سے ہر اچھی بات کو ہم تسلیم کریں گے اور کرتے ہیں۔

وزیر قانون: ٹھیک ہے۔ وقت کا تعین کر دیں۔

جناب سپیکر: تو پھر آپ فرمائیں کیا وقت تعین کریں۔

وزیر قانون: دس دن کی ان سے بات ہوئی تھی کہ اس کو کمیٹی کے اندر consider کریں گے۔ یہ بھی کریں گے کہ انشاء اللہ اس کو جلدی Examine کر لیں گے۔ چیف منسٹر صاحب کل آ رہے ہیں۔ ان سے کہیں گے۔ ان کو ہم شامل کر رہے ہیں' کیونکہ یہ محرک ہیں۔ یہ خود بھی اس میں شامل ہوں گے۔ ہم اس کو بیٹھ کر کر لیں گے۔ وہ facts بھی لے آئیں۔ جو فیصلہ ہو گا ہم اس کے بارے میں باقاعدہ گورنمنٹ کو approach کریں گے اور بجٹ سیشن سے پہلے ہم گورنمنٹ کو approach کریں گے جن جن شہروں کے متعلق بھی فیصلہ ہو گا۔

جناب سپیکر: تو یہ طے ہوا؟

سید طاہر احمد شاہ: جناب! یہ بھی اگر یقین دہانی فرما دیں تو میں ان کا مشکور ہوں گا۔ یہ چونکہ اب ڈیفر ہو رہی ہے' کمیٹی بن رہی ہے۔ اب آئندہ جو پرائیویٹ ڈے آئے گا' سب سے پہلے میری یہ قرارداد take up کی جائے گی۔

وزیر قانون: میں یہ تسلیم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ تو طے یہ ہوا کہ جناب چیف منسٹر صاحب ایک کمیٹی تشکیل دیں گے جو اس ایوان کے فاضل ممبران پر مشتمل ہو گی۔ سید طاہر احمد شاہ صاحب بھی اس کمیٹی میں شامل ہوں گے۔ یہ کمیٹی دس دن کے اندر اندر تشکیل کر دی جائے گی۔ اس کے بعد جب بھی پہلا پرائیویٹ ممبرز ڈے ہو گا' اس میں یہ قرارداد سب سے پہلے take up کی جائے گی۔

سید طاہر احمد شاہ: درست ہے۔ شکریہ جناب والا۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! میں ایک گزارش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔ کارروائی کے دوران ممبران میں بعض اوقات کئی باتوں پر تکرار ہو جاتی ہے اور جناب از خود مہربانی فرماتے ہوئے' یا کسی ممبر کی طرف سے گزارش پر غور فرماتے ہوئے اس کارروائی کو حذف فرماتے ہیں۔ اصولی طور پر یہ precedents بھی رہے ہیں کہ وہ حذف کی جانے والی کارروائی اخبارات میں نہیں آنی چاہیئے۔ جناب والا! اخبارات کو یہ ہدایت فرما دیں کہ وہ حذف کی جانے والی کارروائی کا اخبارات میں تفصیلاً ذکر نہ کریں۔

جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ اسمبلی کی رضامندی سے جو کارروائی حذف ہو جاتی ہے' عام طور پر اخبارات اس کو شائع نہیں کرتے۔ لیکن اگر کہیں کوئی ایسی بات ہے تو میں انہیں یہ گزارش کروں گا کہ اخلاقی طور پر بھی یہ ضروری ہے کہ جو حذف شدہ کارروائی ہو' اس کو اخبارات میں نہ شائع کیا جائے۔ یہ قرارداد نمبر3 ہے جو جناب احمد خان بلوچ صاحب کی طرف سے ہے۔

ووٹوں کے اندراج کے لئے شناختی کارڈ کی پابندی سے مستثنیٰ کیا جائے

جناب احمد خان بلوچ: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ ووٹوں کی نئی فہرستوں کی ترتیب کے وقت ناموں کے اندراج کے لئے شناختی کارڈ دکھانے کی پابندی اٹھا لی جائے اور اس کی بجائے ووٹ ڈالتے وقت شناختی کارڈ پیش کرنے کی پابندی لگا دی جائے تاکہ اٹھارہ سال کے وہ نوجوان جن کے شناختی کارڈ ابھی تک نہیں بن سکے اپنے ووٹ بروقت درج کرا سکیں۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:-

> اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ ووٹوں کی نئی فہرستوں کی ترتیب کے وقت ناموں کے اندراج کے لئے شناختی کارڈ دکھانے کی پابندی اٹھا لی جائے اور اس کی بجائے ووٹ ڈالتے وقت شناختی کارڈ پیش کرنے کی پابندی لگا دی جائے تاکہ اٹھارہ سال کے وہ نوجوان جن کے شناختی کارڈ ابھی تک نہیں بن سکے اپنے ووٹ بروقت درج کرا سکیں۔

اس میں کوئی امنڈمنٹ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اس پر کوئی ترمیم نہیں ہے۔

وزیر اوقاف: وزیر قانون اس وقت موجود نہیں ہیں وہ باہر گئے ہوئے ہیں۔ ان کا انتظار کر لیا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا معاملہ ایسا ہے اور اس میں اس چیز کا اندیشہ ہے ہمارے ملک میں اس وقت مہاجرین کی شکل میں لاکھوں کی تعداد میں لوگ ہیں اور یہ شکایتیں بھی عام آتی ہیں کہ شناختی کارڈوں میں بھی گڑ بڑ ہو رہی ہے اس پر بھی ہم نے اور سختی کرنا ہے اور ایسا نہ کیا گیا یہ معاملہ ہمارے لئے اور ملک کے لئے باعث تکلیف بن جائے ان کا تھوڑا سا انتظار کر لیں تاکہ وہ اپنی قانونی رائے سے آگاہ کریں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! جناب وزیر صاحب نے کیا ارشاد فرمایا ہے کہ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ملک میں افغان مہاجرین ہیں پہلے ہم ان کو نکالنے کا فیصلہ کر رہے ہیں۔ یہ کہہ رہے ہیں۔

وزیر اوقاف: جناب والا! میں نے یہ عرض نہیں کیا ہے میں نے ایک اندیشہ ظاہر کیا ہے کہ اس پر چند وجوہات کی بنا پر قدغن لگائی گئی تھی کیونکہ غلط اندراج ہوتا تھا اور میں نے جو مہاجرین کا جو ذکر کیا ہے۔

جناب سپیکر: اس کو تجاہل عارفانہ کہا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس: جناب سپیکر! میری رائے یہ ہے ووٹ ڈالنے کے سلسلے میں شناختی کارڈ لے کر جاتے ہیں آخری الیکشن میں یہ ہوا کہ 14 سال کی بچیاں کسی دوسرے کا کارڈ لے کر جاتی رہی' اور

اس وقت یہ جج نہیں ہو سکا کیونکہ اتنی بھیڑ ہوتی تھی میں یہ سوچتی ہوں کہ اس پر کچھ غور کرنا پڑے گا۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب کیا ارشاد فرمائیں گے اس مسئلے میں۔ خان صاحب آپ کی قرارداد کی بات ہو رہی ہے۔ فرمایئے آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب والا! اس قرارداد میں کوئی ایسی الجھن والی بات نہیں ہے جناب حکومت کی طرف سے فہرستیں تیار کرنے کا حکم ہو چکا ہے۔ اس کی میعاد دو ماہ اگر یہ پابندی رہی کہ شناختی کارڈ کے بغیر اندراج نہیں ہو سکتا تو شناختی کارڈ بنوانے کے لئے 6 ماہ درکار ہیں۔ شناختی کارڈ بنانے والے اعتراض کرتے ہیں کہ والد کا والدہ کا ساس کا نمبر لائیں نکاح نامہ پیش کریں اور یہ حکومت کی مرضی ہے کہ جن کے اندراج نہیں ہیں وہ ہونے چاہئے دیہاتوں میں یہ پوزیشن ہے کہ 50 فیصد کا اندراج نہیں ہے۔ اگر یہی مسئلہ رہا ووٹ کا اندراج شناختی کارڈ کے بغیر نہیں ہو سکتا تو دیہاتوں میں شناختی کارڈ بنانا بھی مشکل ہے۔ شہروں میں تو شناختی کارڈ بن جاتے ہیں۔ دیہاتوں والے تو شناختی کارڈوں سے بھی محروم ہیں۔ وہ فارم بھیجتے ہیں لیکن ان کا جواب نہیں آتا ان کے شناختی کارڈ نہیں بنائے جا رہے ہیں۔ اگر یہ پابندی لگا دی گئی تو حکومت نے جو میعاد مقرر کی ہے کہ یہ دو ماہ کے اندر یہ فہرستیں مکمل کر لی جائیں جب فہرستیں مکمل ہوں گی ان میں نئے نام نہیں آئیں گے وہی پرانے نام رہ جائیں گے اور حکومت کا مقصد ضائع ہو جائے گا۔ وہ پورا نہیں ہو سکے گا۔ ان کو یہ ڈر ہے کہ شاید جعلی ووٹ بن جائیں گے لیکن جب کارڈ ہوں گے تو کیسے جعلی ووٹ بن سکتے ہیں۔ اس لئے دیہات میں رہنے والوں کو جو مجبوری کے تحت اپنے ووٹ درج نہیں کرا سکے کم از کم ان کو تو ووٹ بنانے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون: جناب والا! میں عرض کروں اس میں حکومت کی آج تک یہ کوشش رہی ہے کہ صحیح ووٹوں کا اندراج ہو اور الیکشن صحیح ووٹوں کی بنیاد پر کئے جائیں اور میں سمجھتا ہوں کہ گزشتہ الیکشن میں اور اس کے حق میں بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔ نہ صرف ملک کے اندر بلکہ اس کو بین الاقوامی سطح پر بھی یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ گزشتہ الیکشن بہت Fair ہوا ہے اور اس بارے میں جہاں تک میں سمجھتا ہوں کہ ووٹوں کے اندراج کا تعلق ہے اس کے متعلق کچھ پابندیاں تو ضرور ہونی چاہئیں اگر شناختی کارڈ پیش نہ کیا جائے تو اس میں یہ امکان ہو جاتا ہے کہ ایک سے زائد ووٹروں کا اندراج ہو سکتا ہے۔ اس لئے حکومت کی تمام تر کوشش یہ رہی ہے اور ہے کہ الیکشن Fair ہو اور صحیح ووٹوں کی بنیاد

پر ہو اس کی بنیاد پر گزشتہ الیکشن کی تعریف کی جا رہی ہے کہ بہت Fair ہوا ہے۔ بڑا اچھا الیکشن ہوا ہے اور اس میں ہم نے بین الاقوامی سطح پر بھی کریڈٹ حاصل کیا ہے۔ اس کے لئے کوشش تو یہ ہے کہ جو ووٹ بنے وہ صحیح بنے اور یہ بھی کہا گیا کہ شناختی کارڈ بننے میں 6 ماہ لگتے ہیں ابھی تو الیکشن کی تیاریاں ہیں۔ آپ انشاء اللہ یہ یقین رکھیں کہ آپ اپنی میعاد ختم ہونے کے بعد ہی الیکشن ہوں گے اور آئندہ جب بھی الیکشن ہوں گے اس کے لئے ابھی کافی وقت باقی ہے۔ شناختی کارڈ اول تو بننے چاہئیں اور اس کی بنیاد پر اندراج ہونا چاہیے اور یہ تو ایک مستقل Process ہے اور جب تک الیکشن کا اعلان نہ ہو جائے اور جب الیکشن کا شیڈول کا اعلان ہو جاتا ہے اس دن سے ووٹ بننا بند ہو جاتے ہیں۔ اس الیکشن میں وہ شمار نہیں ہو سکتے وگرنہ تو جب تک رجسٹریشن آفیسر موجود ہیں ووٹ بن سکتا ہے۔ جس وقت چاہے ہر لمحہ ہر سال ووٹ بنتے رہتے ہیں۔ میں اپنے فاضل دوست سے کہوں گا کہ اس کے بغیر جعلی ووٹ بنیں گے اور ایک آدمی ایک ووٹ کی بجائے کئی کئی جگہ ووٹ بنوا لے گا اور جیسے میری بہن نے فرمایا کہ ووٹ کو بھگتایا کس طرح جائے اور جب ووٹ ڈالتے ہیں اس وقت کتنا رش ہوتا ہے اور ووٹ کو اس وقت بھگتانا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہمیں ہر شکل میں محتاط ہونا چاہیے کہ ووٹ غلط نہ بنیں۔ صحیح ووٹوں کا اندراج ہو۔ شناختی کارڈ کے بنانے میں کوئی ایسی دشواری نہیں ہے کہ نہ بنے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس کو جس طرح مناسب ہے کر لیں اور میں تو یہ کہوں گا اس پر تھوڑا سا سوچ لیں اور غور کر لیں۔

جناب سپیکر!: آپ اس میں کیا تجویز کرتے ہیں۔ اس کو ہمیں ابھی حکومت سے سفارش نہیں کرنی چاہیئے اور ابھی ہمیں غور کرنا چاہیے اور ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ اس کے نتائج کیا ہوں گے اور اس کو کس طرح لیا جائے گا اور یہ پابندی ہٹا کر ہم یہ نہیں چاہتے کہ جتنے چاہیں ووٹوں کا اندراج ہو جائے اور اس کا اثر ہماری حکومت کی پالیسی پر کیا ہو گا۔ اس لئے اس کی سفارش نہیں کرنی چاہیئے اور اس کو ڈیفر کر دیا جائے اور اس کو سوچ لیا جائے۔

رئیس مشتاق احمد: جناب والا! دیہاتوں میں بغیر پیسوں کے شناختی کارڈ نہیں بنتا بڑی مشکل ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ شناختی کارڈ کے بغیر ووٹ درج کر دیئے جائیں۔ غلط اندراج نہ کیا جائے حکومت کی طرف سے یہ ایک آرڈر جاری کیا جائے۔ وہ لوگ جنہوں نے شناختی کارڈ بنوائے ہیں وہ ہر یونین کونسل میں جائیں اور تین چار دن وہاں رہیں اور ان سے فارم خود لیں وہ ایک تحصیل میں بیٹھ کر

جناب سپیکر: مسئلہ یہ نہیں ہے مسئلہ یہ ہے جو قرارداد احمد خان صاحب نے پیش کی ہے اس کے بارے میں اور جناب احمد خان صاحب کی قرارداد آپ کے سامنے ہے۔ وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ ابھی اس قرارداد کو منظور کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ اب عجلت ہو جائے گی اس میں ہو سکتا ہے ہم کوئی ایسی غلطی کر جائیں جو مناسب نہ ہو اس پر اظہار رائے کی ضرورت ہے کہ آپ کا اس پر کیا پوائنٹ آف ویو ہے۔ کہ اس قرارداد کو ہاؤس میں پیش کر دینا چاہیے یا اس پر مزید غور و خوض کر لینا چاہیئے یا اس کو ڈیفر کر دینا چاہیئے یا کوئی کمیٹی بنا دی جائے اس پر ملک اللہ یار خان صاحب کچھ کہنا چاہیں گے۔

ملک اللہ یار خان: جناب سپیکر! اصولی طور پر جناب وزیر قانون کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں لیکن جو قرارداد کے محرک ہیں انہوں نے جس اندیشہ تشویش کا اظہار کیا ہے وہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی قابل غور ہے اور اس ضمن میں ــــــــ

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قد بہت اونچا ہے اور مائیک ان کے مقابلہ میں چھوٹا ہے۔ تو ان کی آواز ہمیں سمجھ نہیں آتی میں ان کے خیالات عالیہ سے مستفید ہونا چاہتا ہوں۔ اس لئے اس کا کوئی بندوبست کیا جائے۔ اس لئے اس کا یہ راڈ اونچا کر دیا جائے تاکہ صحیح طریقے سے ان کے ارشادات عالیہ سے مستفید ہو سکے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ Volume اونچا کر دیا جائے۔ ملک صاحب آپ تھوڑا سا اونچی آواز میں ارشاد فرمائیں۔

ملک اللہ یار خاں: جناب والا! اونچی آواز میں بولنے کی کوشش کروں گا۔ (قطع کلامیاں) جناب والا۔ میں کوشش کروں گا کہ میری آواز معزز رکن تک پہنچ جائے۔

جناب والا! میں اس اندیشے کی طرف اس ایوان کے اراکین کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں جس اندیشے کا اظہار معزز رکن جو اس تحریک کے محرک ہیں' نے کیا ہے اور یہ اپنی جگہ ایک وزنی بات ہے کہ اگر اس چیز کو شرط بنا دیا جائے جبکہ فہرستیں تیار کی جا رہی ہیں یا تو اس ضمن میں لاء منسٹر صاحب کی طرف سے یا کسی اور معزز وزیر کی طرف سے اس بات کی یقین دہانی کرا دی جائے کہ وہ اس ضمن میں ہدایات مرکزی حکومت سے بھی اور خود بھی یہ کوشش کریں گے کہ حتی الامکان کم سے کم وقت میں یہ کوشش کی جائے کہ کوئی شخص مرد اور عورت شہروں میں اور دیہات میں کوئی ایسا نہ

رہ پائے جو کہ اپنا شناختی کارڈ نہ بنوا سکے۔ جناب والا! یہ ایک بنیادی ضرورت ہے۔ میں نے عرض کیا ہے کہ اصولی طور پر مجھے اس سے اتفاق ہے لیکن یہ انتہائی اہم بات ہے کیونکہ آپ کے تجربے میں بھی یہ بات آئی ہو گی اور ہمارے نوٹس میں بھی یہ بات آئی ہے کہ عام طور پر اور بالخصوص دیہات کے لوگوں کو شناختی کارڈ بنوانے میں بہت دقتیں پیش آتی ہیں اور مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ گزشتہ انتخابات سے قبل یعنی بلدیاتی انتخابات کے وقت بھی اور عام انتخابات سے قبل بھی اس قسم کی شکایات ہمیں موصول ہوتی رہیں اور ہم نے حکومت پنجاب کی طرف سے خاص طور مرکزی حکومت کو یہ گزارش کی تھی اور انہوں نے ایک سپیشل ٹیم مقرر کی۔ ایک موبائل ٹیم مقرر کی جو کہ مختلف علاقوں میں۔ یونین کونسل کے دفاتر میں ٹور کرتی تھی اور لوگوں سے رابطہ قائم کر کے شناختی کارڈ بنوایا کرتی تھی تو اس ضمن میں میری یہ گزارش ہو گی کہ اگر ووٹروں کے اندراج کا کام شروع کیا جا رہا ہے اور شروع ہے تو اس کے ساتھ ہی ساتھ اس بات کی بھی کوشش کرنی چاہیئے کہ اس طرح کی موبائل ٹیم یونین کونسل کے دفاتر میں مقرر کریں کیونکہ ابھی ہمارے پاس بہت وقت ہے اور الیکشن کے بھی چار سال پڑے ہیں اس لئے کوشش کی جائے کہ اسی طرح کی موبائل ٹیم مرکزی حکومت کی طرف سے یا صوبائی حکومت کی طرف سے کوئی ایسا بندوبست کیا جائے کہ وہ مختلف یونین کونسلوں کے دفاتر کا ٹور کریں اور لوگوں کو اس بات پر آمادہ کریں اور ان سے درخواستیں لیں اور اس طریقہ کار کو زیادہ آسان بنا دیا جائے تاکہ لوگوں کو ضلعی دفاتر یا تحصیل کے دفاتر کے چکر نہ کاٹنے پڑیں اور ان کو اپنی یونین کونسل کے دفاتر میں ہی شناختی کارڈ مہیا ہو جائیں۔ شکریہ۔

وزیر قانون: جناب والا! یہ بڑی معقول تجویز ہے اور صحیح بات ہے اور تجربے کی بات ہے کہ دقتیں پیش آتی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اسے دوبارہ re-draft کر کے کل ہی بھجوا دیا جائے لیکن اس پر یہ بات کر لی جائے یا کوئی اہتمام کیا جائے کہ سپیشل ٹیمیں جا کر یہ کام کریں۔ یہ ذمہ داری گورنمنٹ کی ہو گی کہ شناختی کارڈ بنیں۔ یہ نہیں کہ لوگ ان کے پیچھے دوڑتے پھریں۔ یہ اگر وہ کر سکتے ہیں تو یہ پہلے کریں ورنہ یہ دیہات کے لوگوں کے لئے مشکل ہو جائے۔ اس کے لئے کل ملک صاحب سے مل کر محرک ایک ڈرافٹ تیار کر لیں اور کل اسے پاس کر دیا جائے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ تقریباً" طے ہو گیا ہے۔

وزیر قانون: جی بالکل۔

میاں ممتاز احمد قیانہ: جناب سپیکر! مجھے اس پر کچھ کہنے کی اجازت دی جائے کیونکہ یہ ایک

نہایت ہی اہم اور فوری توجہ طلب مسئلہ ہے۔ ہمارے ووٹروں کی لسٹوں کا کام شروع ہو چکا ہے اور یہ قدغن لگانا یا یہ پابندی لگانا کہ ووٹر کی لسٹ میں صرف اس شخص کا نام داخل کیا جائے یا درج کیا جائے جس کے پاس پہلے ہی شناختی کارڈ ہو یہ نا انصافی ہے۔ اس سے لوگوں کی بہت بڑی تعداد ووٹر لسٹ میں درج نہیں ہو سکے گی۔ لہٰذا مسئلہ صرف یہ نہیں ہے کہ الیکشن میں ووٹر کے لئے شناختی کارڈ ہونا ضروری ہے بلکہ مسئلہ صرف اندراج کا ہے۔ الیکشن میں بے شک یہ پابندی لگا دی جائے اور اس وقت تک ہمارے پاس کافی وقت ہو گا کہ ہم اپنے ووٹروں کے شناختی کارڈ بنوائیں اور ٹیموں کو ادھر بھجوائیں۔ لیکن جو فی الحال کام شروع ہو چکا ہے اور جس کا مطمع نظر یہ ہے کہ بلدیاتی انتخابات کے لئے فہرستیں فوری طور پر بنوانی ضروری ہیں۔ تو اس سلسلے میں یہ پابندی لگوانا کہ شناختی کارڈ کے بغیر کسی ووٹر کا نام فہرست میں درج نہ کیا جائے یہ بہت بڑی نا انصافی ہو گی۔ اس سے لوگوں کی بہت بڑی تعداد اپنے ووٹ کا حق استعمال نہیں کر سکیں گے۔ لہٰذا میری گزارش یہ ہے کہ یہ مسئلہ فوری take up کیا جائے اور جناب احمد خاں بلوچ صاحب کی قرارداد کو فیڈرل گورنمنٹ کو بھجوایا جائے کہ انتخابات کی فہرستوں کی تیاری کے سلسلے میں شناختی کارڈ کی پابندی کو ختم کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جناب چودھری صاحب۔

چودھری گل نواز خاں وڑائچ: جناب والا! اس طرح بہت سارے گاؤں کے لوگ اس حق سے محروم ہو جائیں گے۔ شناختی کارڈ کے پرابلم وہی جانتا ہے جو دیہات میں رہتا ہے یا وہ جانتا ہے جو کبھی ممبری پر کھڑا ہوا ہے۔ یعنی شناختی کارڈ بنوانا کار دار اور اس کے لئے اتنے ہی پیسے چاہیں جتنے الیکشن لڑنے کے لئے چاہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! چودھری گل نواز خاں صاحب نے فرمایا ہے کہ "جو ممبری پر کھڑا ہوا ہے" یہ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ ممبری کیا ہے اور کھڑا کیا ہوا ہے کہاں سے کھڑا ہوا ہے۔

چودھری گل نواز خاں وڑائچ: جیسے شاہ صاحب کھڑے ہوئے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: میں تو جناب قواعد کے مطابق کھڑا ہوا ہوں اور اپنا اعتراض کرنے کے بعد بیٹھ گیا ہوں۔ آپ ذرا وضاحت کر دیں تو زیادہ بہتر ہے۔

چودھری گل نواز خاں وڑائچ: جناب والا! عرض یہ ہے کہ اس کے لئے اگر یہ قدغن رکھی

جائے کہ شناختی کارڈ جس کے پاس ہو وہ کھڑا ہو سکتا ہے تو بہت سارے لوگ محروم رہیں گے۔ میری استدعا یہ ہے کہ اس کے لئے جیسے ہمارے منسٹر صاحب نے فرمایا کہ وہ خاص پیچیدگیاں ہیں جن کو سمجھنا ضروری ہے تاکہ کوئی بوگس ووٹر نہ بن جائیں۔ اس کے لئے یہ ہے کہ اس علاقہ کا چیئرمین یا گاؤں کا یونین کونسل کا ممبر ہو وہ ایک سرٹیفکیٹ دے کہ یہ آدمی اس عمر کا ہے اور یہاں کا رہنے والا ہے۔ اس طرح عمر کا بھی تعین ہو جائے گا اور اس کا باہر سے آنا بھی ثابت ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ سرٹیفکیٹ دے دے گا۔ اگر اسے شناختی کارڈ کے لئے کہیں گے تو وہ ووٹ سے محروم رہے گا۔ تو استدعا یہ ہے کہ ووٹ درج ہو جائے۔ لوکل ممبر سے لے لیا جائے یا چیئرمین سے لے لیا جائے اور اس پر ووٹ بن جائے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ اب محرک سے رائے لی جائے کہ آپ کی کیا رائے ہے کہ جناب لاء منسٹر صاحب کے اس ارشاد کے بعد کہ اس کو Re-draft کر کے ہاؤس میں پیش کر دیا جائے۔

وزیر قانون: جناب والا! میرا خیال ہے ہمیں اس بات پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ فاضل ممبران درست احساس کرتے ہیں کہ شناختی کارڈ کے بننے میں بڑی دشواریاں آتی ہیں۔ لیکن اس میں ایک وضاحت مزید شامل کر دی جائے جس طرح ملک صاحب نے فرمایا ہے کہ شناختی کارڈ بنانے کے لئے گورنمنٹ خود اپنے طور پر اس کا اہتمام کرے اور ووٹر بنتے رہنے چاہئیں تاکہ شناختی کارڈ کی جو افادیت ہے، وہ ووٹ کے کاسٹ ہونے کے وقت موجود رہے۔ اس لئے اسے تھوڑا سا re-draft کر لیا جائے اور ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ re-draft کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون: ملک صاحب! اگر ضرورت ہے تو آپ اس میں کچھ شامل کرنا چاہتے ہیں۔

ملک اللہ یار خاں: جناب والا! مجھے وزیر قانون صاحب کی اس رائے سے اتفاق ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس تحریک محرک کو بھی اختلاف نہیں ہو گا کہ اگر انہیں کی قرارداد کو Re-draft کر کے پیش کر دیا جائے اور تمام ایوان کی متفقہ رائے سے منظور ہو جائے تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: اس کو آج ابھی آپ Re-draft کر سکتے ہیں؟

وزیر قانون: ویسے تو پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے لیکن کل بھی اس کو تھرو کرنے میں ہمیں اعتراض نہیں ہو گا جو اس پر ڈرافٹ ہو جائے گا اسے کل ہی بھجوا دیا جائے آج چونکہ ٹائم نہیں ہے اس لئے

نہیں بن سکے گا۔

جناب سپیکر: اس میں سوال یہ ہے کہ وہ جو ریزولوشن ہے اس کو آپ ایک دفعہ پھر پڑھیں اور اس میں آپ محسوس کرتے ہیں کہ Re-drafting کی ضرورت ہے تو پھر Re-drafting کریں۔ مسئلہ صرف اس میں یہ ہے کہ شناختی کارڈ کی قدغن رجسٹریشن کے وقت نہیں ہونی چاہیے۔

جناب احمد خاں بلوچ: جناب والا! صرف ووٹ کاسٹ ہونے کے وقت ہونی چاہیے۔ وہ اس دوران بن جائے گی۔ (قطع کلامیاں)

وزیر قانون: جناب والا! اس پر مجھے اعتراض ہے۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ اس میں غلط wording ہیں۔ یہ دیکھیں "اور اس کی بجائے ووٹ ڈالتے وقت شناختی کارڈ پیش کرنے کی پابندی لگا دی جائے تاکہ 18 سال کے وہ نوجوان جن کے شناختی کارڈ ابھی تک نہیں بن سکے اپنے ووٹ درج کرا سکیں۔" 18 سال کے آدمی کا تو ووٹ نہیں ہوتا۔ (قطع کلامیاں)

ایک معزز ممبر: جناب والا! ووٹر کے لئے 21 سال کی عمر ہے اور شناختی کارڈ کے لئے 18 سال کی عمر رکھی ہوئی ہے۔ (قطع کلامیاں)

وزیر قانون: جناب والا! میرا خیال ہے کہ اس کو چیک کر لیا جائے۔ Electo-act میں ابھی 18 سال کی اجازت نہیں ہے۔ پتا نہیں میں غلط ہوں۔ اس میں 21 سال ہے۔

ایک معزز ممبر: اس میں ترمیم ہو گئی ہے۔

وزیر قانون: اگر ترمیم ہو گئی ہے تو اس کو چیک کر لیا جائے تو میرا خیال ہے کہ کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب سپیکر: تو جناب خاں صاحب! اس پر آپ کو کوئی اعتراض ہے کہ اس قرارداد کو Re-draft کر لیا جائے۔ یہ قرارداد آپ کی ہی رہے گی۔

وزیر قانون: ہاں جی۔ ان کی ہی رہے گی۔

جناب سپیکر: آپ کی قرارداد ہو گی۔ اس کو ری ڈرافٹ کر لیں اور اس کے لئے آپ کے ساتھ ملک اللہ یار خاں اور ایک اور دوست کو شامل کر لیں۔ بے شک لاء منسٹر صاحب کو شامل کر لیں اور آپ تینوں مل کر ڈرافٹ کر لیں اور لے آئیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! اس میں اور کوئی بات نہیں ہے۔ اس کو اگر پڑھا جائے تو اس میں لفظ یہ ہے کہ دونوں کے اندراج میں پابندی نہیں ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر: مسئلہ یہ نہیں ہے کہ میں اس کو نہیں مانتا ہوں' مسئلہ یہ ہے کہ آپ کے اتفاق رائے کا۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب والا! میں اس کی وضاحت کرتا ہوں' جو ملک صاحب نے پوائنٹ کہا ہے اس کی میں وضاحت کرتا ہوں اس کے لئے میں نے ایک علیحدہ قرارداد دی ہے کہ دونوں کے اندراج کے لئے بھی ٹیمیں جانی چاہئیں۔ جناب والا یہ دیہاتیوں کے لئے وہی مسئلہ بن جائے گا کہ وہ ان کے شناختی کارڈ نہیں بنیں گے وہ نام درج نہیں کریں گے یا آپ یہ پابندی لگا دیں کہ کام چونکہ شروع ہو گیا ہے اساتذہ کی ڈیوٹی لگ گئی ہے' جہاں پر ماسٹر ووٹ کے اندراج کے لئے جائیں جس گاؤں میں جائیں' اس میں وہ ٹیم بھی ساتھ ہو' اس کا نام بھی درج کر لیں اور اس کا شناختی کارڈ بھی بنا لیں وہ بنے یا نہ بنے وہ ٹیم کی ذمہ داری ہو گی لیکن ہو گا یہ کہ وہ ٹیم نہیں جائے گی اور ان کے نام درج نہیں ہو سکیں گے' یہ کہنا کہ چار سال تک ووٹ اندراج ہوتے رہیں گے' دیہاتوں والے غریب لوگ تحصیلوں میں جا کر اپنے ووٹ کا اندراج نہیں کرا سکتے ہیں نہ وہ شناختی کارڈ بنوا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جناب خان صاحب! آپ کی بات سے کسی کو بھی اس ایوان میں اعتراض نہیں ہے' نہ ٹریژری بنچز کو نہ اپوزیشن والوں کو کسی کو بھی اعتراض نہیں مسئلہ یہ ہے کہ آپ نے ابھی دیکھا ہے کہ 18 سال اور 21 سال کا بھی مسئلہ ہے اس کی Re-drafting کا مسئلہ ہے' Re-drafting پر سب لوگ اتفاق کرتے ہیں۔ اگر آپ بھی اتفاق کر لیں اور اسی قرارداد کی Re-drafting ہو جائے تو ایوان میں آ جائے۔

جناب احمد خان بلوچ: Re-drafting جناب کس صورت میں' یہ ترمیم نہیں ہونی چاہیے کہ ٹیم ساتھ جائے اور ملک صاحب کی ترمیم یہ ہے کہ دیہاتوں میں ٹیمیں بھیجی جائیں وہ ایک علیحدہ مسئلہ ٹیمیں ضرور بھیجی جائیں۔ یونین کونسل کی سطح پر جائیں' لیکن صرف مسئلہ یہ ہے کہ قرارداد یہ منظور ہونی چاہیے کہ دونوں کے اندراج کے لئے کوئی پابندی نہ ہو۔ بس' ٹیمیں بے شک جائیں' ہم یہ تو نہیں کہتے ہیں کہ شناختی کارڈ نہ بنائے جائیں' شناختی کارڈ ضرور بنیں۔

Drafting کس قسم کی ہو۔ آپ جو کمیٹی Re-drafting کے لئے بنائیں' جو مرضی آپ قرارداد Re-drafting کریں اسی پر کوئی پابندی نہیں لگ رہی کہ فلاں چیز اس قرارداد میں آئے فلاں چیز نہ آئے اس میں کوئی پابندی نہیں ہے۔ اس کو بے شک آپ آج ہی پیش کر دیں۔

جناب احمد خان بلوچ : اس سے مجھے اتفاق ہے۔ لیکن اگر اسے چھوڑ دیا گیا تو فہرستیں بن جائیں گی' سیشن جون میں ہو گا' لسٹیں بن جائیں گی' وہی مسئلہ رہ جائے گا۔ اس لئے اس پر دیر نہیں کرنی چاہیے۔۔ بے شک آج کر لیں یہ صرف تاخیر حربے استعمال کئے جا رہے ہیں۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلیس : دیکھیں شناختی کارڈ بنانے کی عمر جو ہے وہ 18 سال ہے تو کیا ووٹ کاسٹ کرنے کی عمر بھی 18 سال ہے یا 21 سال ہے۔

جناب سپیکر : ابھی اس سلسلہ میں تصدیق کرنا باقی ہے کہ اس کی صحیح پوزیشن latest position کیا ہے۔ یہ تصدیق کر کے آپ کو اطلاع مل جائے گی' جناب چیمہ صاحب' آپ کیا فرماتے ہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ : جناب والا! جہاں تک اس قرارداد کا تعلق ہے ووٹ بننے کے جو احکامات صادر ہوئے ہیں وہ تو الیکشن کمیشن کی طرف سے صادر ہوئے جہاں تک معاملہ شناختی کارڈ کا ہے وہ مرکزی حکومت کے ماتحت ہے' اور یہ ریزولیشن بھی اس طرح کا ہے اس میں جہاں تک ایک بات ایزاد کی جاتی ہے جیسے وہ ملک صاحب نے اور وزیر قانون نے فرمایا کہ مزید برآں اس کو سفارش کی جائے کہ لوگوں کو فوری طور پر شناختی کارڈز مہیا کئے جائیں تو اس میں Re-drafting ضروری ہے اور میں فاضل محرک سے بھی عرض کروں گا کہ وہ جیسا کہ کمیٹی بنائی گئی ہے وہ بے شک ابھی لے آئیں اور یہ چیزیں Re-drafting کرنے کے بعد پاس کرنے کے بعد مرکزی حکومت کو ارسال ہوں گی اور پھر الیکشن کمیشن اور شناختی کارڈز والوں کا جو دفتر ہو گا وہ اس پر غور کرے گا۔

شیخ انوار الحق پراچہ : اس پر پابندی نہیں ہونی چاہیے کہ اگر اس کے پاس شناختی کارڈ نہیں ہے' ان کی قرارداد درست ہے اگر اس پر پابندی لگا دی گئی تو جس طرح سے بلوچ صاحب نے بہت سے لوگ اپنے ووٹ درج کرانے سے رہ جائیں گے پابندی نہیں ہونی چاہیئے' شناختی کارڈز تو ضرور بننے چاہئیں۔

جناب سپیکر : تو اس پر یہ طے ہوا کہ ایک کمیٹی اس کو Re-drafting کر لے اور یہ کمیٹی مشتمل

Re-draft کریں گے اور کل آپ اس کو پیش کر دیں اور میں رولز کو معطل کر کے اس کو پیش کرنے کی اجازت دے دوں گا یہ بڑی important یہ اگلی قرارداد نمبر 4 ہے مسز راج حمید گل صاحب کی۔

میاں ممتاز احمد قیانہ: جناب والا! میں آپ کے توسط سے یہ عرض کروں گا کہ تمام اخبارات والے میرا نام غلط شائع کر رہے ہیں' تو میں اس پر کوئی تحریک استحقاق نہیں دینا چاہتا لیکن صرف آپ کے توسط سے یہ عرض کروں گا کہ میرا نام ممتاز احمد قیانہ ہے' مجھے کبھی قیانہ بنا دیا جاتا ہے اور کبھی "بھروانہ" بنا دیا جاتا ہے' کبھی "متروہ" بنا دیا جاتا ہے' مجھے سمجھ نہیں آتی ہے کہ آخر میرا کیا قصور ہے' میرے نام کے ساتھ مختلف قسم کی ایزادگی کیوں کی جاتی ہے تو میں اس گزارش کے لئے کھڑا ہوا تھا کہ اس کی تصحیح فرما دی جائے کہ میرا نام ممتاز احمد قیانہ ہے اور میرا تعلق چشتیاں سے ہے اور میرے نام کو صحیح لکھا اور پڑھا جائے اور خاص طور پر اخبارات والے میرے نام کو بڑا بدنام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: مسز راج حمید گل صاحبہ یہ آپ کی قرارداد ہے۔

مسز راج حمید گل: میں بھی نام کے سلسلہ میں سب سے پہلے عرض کروں گی کہ میرا بھی نام اکثر غلط لکھ دیا جاتا ہے' "راجہ سید گل" یا "سراج حمید" اور میرا جو صحیح نام ہے وہ نہیں لکھا جاتا ہے۔ تو میں آپ کی وساطت سے پریس سے یہ کہوں گی کہ میرا بھی صحیح نام لکھا جائے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی زبان سے ہی صحیح نام فرما دیں تاکہ وہ پریس والے حضرات اور سب لوگ سن لیں۔

مسز راج حمید گل: میرا صحیح نام راج حمید گل ہے۔

جناب سپیکر: راج حمید گل ____ شکریہ۔ _____ محترمہ راج حمید گل صاحبہ اپنی قرارداد پیش کریں گی۔

مسز راج حمید گل: جناب والا! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:-

> "صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ قومی اسمبلی/ صوبائی اسمبلیوں اور بلدیاتی اداروں میں اقلیتوں کی موثر علاقائی نمائندگی کے لئے پورے ملک/ صوبہ / بلدیاتی ادارہ کو ایک حلقہ انتخاب بنانے کی بجائے مختص نشستوں کی تعداد کے مطابق حلقوں میں تقسیم کر کے اس طرح حلقہ بندی کی جائے کہ رائے دہندگان کا تناسب ہر حلقہ میں ممکنہ حد تک مساوی اور یکساں ہو۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ اس ایوان کی رائے کہ "صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ قومی اسمبلی / صوبائی اسمبلیوں اور بلدیاتی اداروں میں اقلیتوں کی موثر علاقائی نمائندگی کے لئے پورے ملک / صوبہ / بلدیاتی ادارہ کو ایک حلقہ انتخاب بنانے کی بجائے مختص نشستوں کی تعداد کے مطابق حلقوں میں تقسیم کر کے اس طرح سے حلقہ بندی کی جائے کہ رائے دہندگان کا تناسب ہر حلقہ میں ممکنہ حد تک مساوی اور یکساں ہو"

(قرارداد باتفاق رائے منظور ہوئی)

جناب پیٹر جان سہوترا (پارلیمانی سیکرٹری): جناب والا! میں آپ کی وساطت سے پورے ایوان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے ہماری مشکل کو مدنظر رکھا اور جس طرح ہمارے دوسرے مسلمان بھائیوں کو ایک حلقہ ایک نشست کے حساب سے یہ موقع ملتا ہے۔ انشاء اللہ اس قرارداد کی رُو سے ہمیں بھی موقع ملے گا اور ہم اپنے ووٹروں کی صحیح طور پر خدمت کر سکیں گے۔ میں آپ کا اور پورے ایوان کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

مسز راج حمید گل: جناب سپیکر میں وزیر قانون اور معزز ایوان کی بے حد مشکور ہوں جنہوں نے میری اس قرارداد کو منظور کیا۔

جناب فضل حسین راہی: ہم نے بھی اس ایوان میں آپ کی حمایت کی ہے۔ (اسی وی نے اس ایوان وچ حمایت کیتی اے۔)

جناب پیٹر جان سہوترا: جناب والا! اس میں یہ الفاظ ایزاد کر دیئے جائیں کہ ہم اپوزیشن کے اراکین کے بھی شکر گزار ہیں۔

جناب سپیکر: اجلاس کی کارروائی کل صبح 9:30 بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی بدھ 26 فروری 1986ء صبح 9:30 بجے تک کے لئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

بدھ 26 فروری 1986ء

(چہار شنبہ ۱۴ جمادی الاول ۱۴۰۶ھ)

جلد 5 ___ شمارہ 8

سرکاری رپورٹ

مندرجات

بدھ 26 فروری 1986ء

		صفحہ نمبر
تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ	-----	665
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	-----	667
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	-----	669
غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	-----	716
مسئلہ استحقاق		
سرکاری ہسپتالوں میں بیڈ چارجز	-----	720

(جاری) .....

		صفحہ نمبر
.....(جاری)		
ڈگری کالج چک 333 گ ب ٹوبہ ٹیک سنگھ کو انٹرمیڈیٹ کالج کیا جانا		720
گوجرانوالہ ہاؤسنگ سکیم میں رقبہ کو مستثنیٰ کیا جانا		725
شاہ رکن عالم ہاؤسنگ سوسائٹی کے سیوریج کی بچھائی میں فراڈ ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے کیس کو استحقاق کمیٹی کو سپردگی		732
تحریک التوائے کار		
وزراء و سرکاری حکام کے دورے پر اخراجات		738
(i) سرکاری ہسپتالوں میں بستر چارجز پر پارلیمانی سیکرٹری صحت کی وضاحت		745
مسودہ قانون		
پنجاب لوکل گورنمنٹ ترمیمی بل 1986ء		750

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس

بدھ 26 فروری 1986ء
(چہار شنبہ 16 جمادی الثانی 1406ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 9 بج کر 45 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝ وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ۝ وَقَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ۝ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا ۝ لِيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ ۝ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝

سورۃ الزلزال: پارہ 30

جب زمین بھونچال سے ہلا دی جائے گی اور زمین اپنے (اندر کے) بوجھ نکال ڈالے گی اور انسان کہے گا کہ اس کو کیا ہوا ہے؟ اس روز وہ اپنے حالات بیان کر دے گی۔ کیونکہ تمہارے پروردگار نے اس کو حکم بھیجا (ہو گا)۔ اس دن لوگ گروہ گروہ ہو کر آئیں گے تاکہ ان کو ان کے اعمال دکھا دیئے جائیں۔ تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا۔

وما علینا البلاغ ○

بیگم راج حمید گل: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ کیا یہ خبر "پنجاب اسمبلی میں گون اور جبہ کی بحث" مفاد عام میں آتی ہے؟

جناب سپیکر: آپ کی بات میری سمجھ میں نہیں آئی ہے۔

بیگم راج حمید گل: یہ خبر جو کہ اخبار میں شائع ہوئی ہے کہ پنجاب اسمبلی میں گون اور جبہ کی بحث۔ کیا یہ مفاد عامہ میں آتی ہے۔

جناب سپیکر: بی بی میرا خیال ہے کہ ایوانوں میں ایسی باتیں ہوتی رہتی ہیں اور یہ ہوا ہی کرتی ہیں۔

بیگم راج حمید گل: جناب والا! میرے کہنے کا یہ مقصد تھا کہ اگر یہ مفاد عامہ میں نہیں آتی ہے۔ تو جو قرار داد میں نے پیش کی تھی' وہ مفاد عامہ میں آتی ہے' لیکن اس خبر کو کوئی اہمیت نہیں دی گئی ہے۔

وزیر قانون: اس میں خبریت نہیں آئی ہو گی' جو خبر بنتی ہے' اس کو بنا لیتے ہیں' یہ صحیح ہے کہ آپ کی قرار داد کو جگہ ملنی چاہیئے تھی۔ لیکن اس میں خبریت کی بات ہے' ان کا اپنا نکتہ نظر ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! پریس کے بارے میں Statements بڑی ہی محتاط ہونی چاہئیں اور اس سلسلہ میں یہی کہوں گا کہ اخبارات کو آزادی ہے۔ جو وہ لکھنا چاہیں وہ لکھیں' جو نہ لکھنا چاہیں وہ نہ لکھیں۔ جیسے ذمہ دارانہ طرز عمل کی کسی بھی ایوان سے توقع کی جا سکتی ہے۔ اسی طریقہ سے ہمارے قومی اخبارات میں سے بھی ذمہ دارانہ طرز عمل کی توقع کی جا سکتی ہے اور یہ بجا توقع ہے لیکن وہ لکھنے میں آزاد ہیں۔ جو چاہیں وہ لکھیں اور جو نہ چاہیں وہ نہ لکھیں۔

بیگم راج حمید گل: لیکن جناب والا! مساویانہ سلوک تو ہونا چاہئے' اگر دوسری خبروں کو وہ اتنی اہمیت دیتے ہیں تو اس کو بھی جگہ ملنی چاہئے۔

جناب سپیکر: اگر کوئی ایسی بات ہو تو پھر کہا جاتا ہے کہ ہماری صحافت جو ہے وہ آزاد نہیں ہے' اس پر پابندیاں ہیں اس پر قدغن ہے اور اس کو ڈائرکشن دی جاتی ہیں۔ تو یہ مناسب بات نہیں ہے۔

بیگم راج حمید گل: جناب والا! وہ ایک اہم خبر تھی' اقلیتوں کی طرف سے ایک اہم قرار داد تھی' اگر یہ پریس میں آ جاتی تو اچھا تھا۔

جناب سپیکر: اگر یہ رہ گئی ہے تو میں آپ کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے میں معزز رپورٹرز سے

یہ عرض کروں گا کہ اگر یہ کسی وجہ سے سوا" رہ گئی ہے تو وہ اس کو دوبارہ کور کرلیں۔

بیگم راج حمید گل: شکریہ جناب والا!

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ جناب حاجی محمد اصغر صاحب

لالہ موسیٰ انٹرمیڈیٹ کالج کو ڈگری کالج کا درجہ دینا

☆43- **حاجی چودھری محمد اصغر:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لالہ موسیٰ ضلع گجرات میں لڑکیوں کے لئے انٹرمیڈیٹ کالج قائم ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ لالہ موسیٰ کے نزدیک کوئی ڈگری گرلز کالج نہیں ہے۔ جس کے باعث لڑکیوں کو مزید تعلیم حاصل کرنے میں بہت تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت موجودہ انٹرمیڈیٹ کالج کو ڈگری کالج کا درجہ دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مال:

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے۔

(ب) لالہ موسیٰ سے تقریبا" 10 میل کے فاصلہ پر گجرات میں گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین موجود ہے۔ ریل اور پختہ سڑک کی سہولت موجود ہے۔ اس لئے کہ لالہ موسیٰ سے گجرات جانے آنے میں کوئی دقت نہیں ہے۔

(ج) پچھلے تین سال کے ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ بارہویں جماعت میں صرف 83-1982ء میں 45 اور 84-1983 میں 27 اور 85-1984ء میں 44 طالبات نے امتحان دیا اور بالترتیب 13، 19 اور 19 طالبات نے امتحان پاس کیا۔ پاس ہونے والی طالبات کی تعداد کم ہونے کی وجہ سے ڈگری کلاسز کا اجرا فی الحال ممکن نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال، جناب چودھری غلام احمد صاحب

اہل گھمنان بوائز مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دینے کے اقدامات

☆77- (الف) چودھری غلام احمد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بوائز ہائی سکول قلعہ سوہا سنگھ اور بوائز ہائی سکول ظفروال کے درمیان 13/14 میل کا فاصلہ ہے اور ان دونوں سکولوں کے درمیان بمقام اہل گھمنان ایک بوائز مڈل سکول ہے جس کی عمارت اہلیان علاقہ نے اپنی مدد آپ کے تحت پانچ کمرہ جات تعمیر کروائے ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اہالیان علاقہ کی ضرورت کے مطابق اس مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دینے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) درست ہے۔

(ب) حکومت سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت ہر ضلع کا کوٹہ مقرر کرتی ہے۔ اس کوٹے کے مطابق ضلع کونسل اپنے باقاعدہ اجلاس میں ان مڈل سکولوں کو منتخب کرتی ہے۔ جن کو ہائی کا درجہ دینا مقصود ہوتا ہے۔ قاعدہ کے تحت ان مڈل سکولوں کے انتخابات میں ضلع کونسل پورا پورا اختیار رکھتی ہے۔ ضلع سیالکوٹ نے سال رواں یعنی 85-1984ء میں 2 لڑکوں کے مڈل سکول اور 7 لڑکیوں کے مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دیا ہے۔ جن میں بوائز مڈل سکول اہل گھمنان شامل نہیں ہے۔

جہاں تک مستقبل میں اس سکول کے درجہ بلند کرنے کا تعلق ہے یا موجودہ قاعدہ کے مطابق ضلع کونسل سیالکوٹ کی سفارشات مرتب ہونے کے بعد ہی معلوم ہو سکے گا۔ گورنمنٹ مڈل سکول اہل گھمنان کے درجہ بڑھانے کے قابل عمل نہ ہونے پر رپورٹ کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ یہ سکول فی الحال مقررہ معیار پر پورا نہیں اترتا ہے۔

اگلے جزو کے جواب میں عرض ہے کہ انچارج وزیر کی سربراہی میں ضلعی کمیٹی سیالکوٹ نے برائے سال 86-1985ء مندرجہ ذیل مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دینے کی سفارش کی ہے۔ بوائز مڈل سکول 44 اور گرلز مڈل سکول 5- ان مدارس میں مڈل سکول اہل گھمنان شامل نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اس پر کوئی ضمنی سوال؟

چودھری غلام احمد: ضمنی سوال' جناب والا! ان سکولوں کے نام بتائے جائیں اور یہ بھی بتایا جائے کہ جن سکولوں کی سفارش نہیں کی گئی' ان سے وہ سکول کس لحاظ سے موزوں ہیں۔

وزیر مال: جناب سپیکر! مالی سال 85-1984ء میں مندرجہ ذیل مڈل سکولوں کو ضلع کونسل کی سفارشات پر ہائی کا درجہ دیا گیا۔

1- بوائز مڈل سکول شاہزادہ
2- بوائز مڈل سکول ڈرین
3- گرلز مڈل سکول برتھ
4- گرلز مڈل سکول رسول پور
5- گرلز مڈل سکول ستراہ
6- گرلز مڈل سکول رند بیر
7- گرلز مڈل سکول تلوندی بھنڈراں
8- گرلز مڈل سکول سوکے والا
9- گرلز مڈل سکول چک دولہ

چودھری غلام احمد: یہ آپ نے 86-1985ء کی فہرست پڑھی ہے۔

وزیر مال: یہ جناب والا! 86-1985 کی ہے۔ 86-1985 کی میں عرض کئے دیتا ہوں۔ ضلع کمیٹی سیالکوٹ نے مندرجہ ذیل مڈل مدارس کو ہائی سکول کا درجہ دینا منظور کیا ہے۔

1- بوائز مڈل سکول بوگرا
2- بوائز مڈل سکول تھانہ واں
3- بوائز مڈل سکول گھوڑ ملح گڑھ
4- بوائز مڈل سکول بھگور کلاں
5- گرلز مڈل سکول مدو کاھلواں
6- گرلز مڈل سکول شہزادہ
7- گرلز مڈل سکول خردنڑ سیداں
8- گرلز مڈل سکول اخلاص پور

چودھری غلام احمد: جناب والا! سوال میں تو پرائمری سے مڈل کا پوچھا گیا ہے۔ اس کے لئے تو جناب نے زحمت فرمائی نہیں ہے۔ 86-1985ء کے لئے میں نے پوچھا ہے۔ آپ نے وہی پچھلی فہرست پڑھ کر دے دی ہے۔ یہ 85-1984ء میں نے یہ دریافت کیا ہے کہ 86-1985ء میں جو پرائمری سے مڈل کئے گئے ہیں' ان کے متعلق پوچھا ہے۔

وزیر مال: جناب والا! اگر آپ سوال پڑھ لیں۔ سوال کی جزو (ب) میں ہے (ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت الحیان علاقہ کی ضرورت کے مطابق اس مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

یہ آپ کا سوال ہے۔ آپ کی بات' میں جناب سپیکر کی وساطت سے عرض کروں کہ آپ نے لمل سے ہائی سکول کی بات کی ہے۔ میں نے وہ فہرست گوش گزار کر دی ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے۔

چودھری غلام احمد: جی ہاں جی' میرا جو ضمنی سوال ہے' چودھری صاحب نے اس کا جواب ہی نہیں دیا ہے۔ میں نے کہا ہے کہ جن سکولوں کو درجہ دیا گیا ہے' ان کی نسبت جن کو نہیں دیا گیا ہے اور میرے سوال میں وہ شامل ہیں وہ ازراہ کرم بتائیں کہ وہ کس لحاظ سے ان سکولوں سے موزوں نہیں ہیں جن کو درجہ دیا گیا ہے۔ تعداد کے لحاظ سے' آبادی کے لحاظ سے' فاصلے کے لحاظ سے' کس لحاظ سے وہ موزوں ہیں جن کو درجہ دیا گیا ہے اور مزید برآں یہ ہے کہ ضلعی کمیٹی نے جن سکولوں کی سفارشات کی ہیں یہاں پر ان کو تبدیل کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جناب ریونیو منسٹر۔

وزیر مال: جناب والا! یہ معاملہ اس ضلع کے وزیر اور ایم پی اے کے درمیان ہے' یہ تبدیلی والا جواب تو میں نہیں دے سکتا ہوں' ویسے جو محکمہ کی طرف سے Criteria مقرر ہے' اس کے مطابق وہاں پر جو کمیٹی ہے ایم پی اے حضرات پر مشتمل اور جناب وزیر موصوف جو کہ وہاں پر اے ڈی پی کر کے آئے ہیں' انہوں نے جو فیصلہ کیا ہے وہ میں نے جناب کے گوش گزار کر دیا ہے اور اگر اس میں کوئی تبدیلی آئی ہے تو اس کا جواب جناب والا متعلقہ وزیر ہی دے سکتے ہیں۔ اس کا مجھے کوئی علم نہیں ہے۔

جناب سپیکر: لیکن یہ محکمہ تعلیم کے معاملات جو ہیں' میں بلاشبہ اے ڈی پی کے انچارج دوسرے وزیر ہوں گے' لیکن ایجوکیشن کے متعلقہ سوالات کا جواب تو آپ ہی کو دینا ہو گا۔

وزیر مال: جناب سپیکر! جو انہوں نے سفارشات بھیجی ہیں' وزیر موصوف نے مجھے کو' اور جن سکولوں کا انہوں نے نام دیا ہے' ان کے نام میں نے گوش گزار کر دیئے ہیں' میں تو صرف وہی بتا سکتا ہوں۔ ان کا سوال یہ ہے کہ جو وہاں پر انہوں نے اے ڈی پی کے متعلق سفارشات مرتب کی تھیں' ان میں کوئی تبدیلی واقع ہوئی ہے' اگر کوئی تبدیلی واقع ہوئی ہے تو اس کے متعلق تو میں عرض نہیں کر سکتا ہوں' میں تو صرف جو فہرست انہوں نے چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کو بھیجی ہے' محکمہ تعلیم کو' سیکرٹری ایجوکیشن کو بھیجی ہے' میں تو اس کے متعلق عرض کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات درست ہے لیکن اے۔ ڈی۔ پی سے متعلق جو سوالات ہیں۔ اراکین اسمبلی ایوان میں کن سے دریافت کریں؟

وزیر مال: جناب والا! متعلقہ وزیر صاحب سے معلوم کرکے بتا سکتا ہوں کہ اس میں کوئی تبدیلی ہوئی تھی یا نہیں۔

جناب سید اقبال احمد: جناب والا! اس سوال کو Pending کر لیا جائے تو بہتر ہے۔ متعلقہ وزیر ہی اس کا جواب دیں تو بہتر ہے۔ کیونکہ ان کی صدارت میں میٹنگ ہوئی تھی اور انہوں نے ہی سفارشات کی تھیں۔ اس طرح معلوم ہو جائے گا کہ تبدیلی کہاں پر ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جناب چودھری غلام احمد صاحب آپ اس سلسلے میں کیا فرمانا چاہیں گے؟

چودھری غلام احمد: جناب والا! وزیر متعلقہ اس کا جواب دیں اور جب تک وہ اس سوال کا جواب نہیں دیتے اس سوال کو Pending کر لیا جائے۔

وزیر مال: جناب والا! اس سلسلے میں عرض کروں گا اور اس بات کی وضاحت کروں گا کہ متعلقہ وزراء نے اپنے اپنے اضلاع کی جو سفارشات بھی بھیجی ہیں محکمے کے پاس وہی جواب ہے اور اسی حساب سے ہی میں نے اس سوال کا جواب ایوان میں پیش کر دیا ہے۔ اگر یہ مزید اطلاع حاصل کرنا چاہتے ہیں تو میں وہ بھی معلوم کرکے انہیں دے سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: جناب چودھری غلام احمد صاحب کی یہ تجویز ہے کہ اس سوال کو Defer کر دیا جائے اور سالانہ ترقیاتی پروگرام کے جو متعلقہ وزیر ہیں وہ جس وقت تشریف لائیں وہ اس سوال کا جواب خود دیں۔

وزیر مال: جناب والا! جیسے آپ کا حکم ہو میں تو اپنی عرض کر چکا ہوں۔ ویسے جناب والا! میرے خیال کے مطابق اس کو Defer کرنے والی بات تو کوئی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جناب وزیر مال یہ ارشاد فرما رہے ہیں' سالانہ ترقیاتی پروگرام کے جو انچارج وزیر ہیں ان سے بات کرکے آپ کی تسلی کروا دی جائے گی ــــــ

جناب سید اقبال احمد: جناب والا! ایوان میں تسلی ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ کافی منصوبے تبدیل ہوئے ہیں۔

چودھری غلام احمد: جناب والا! ایوان میں ہی جواب دے دیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

جناب سپیکر: اس سوال کو Defer کیا جاتا ہے۔ اس کو کل Take up کیا جا سکتا ہے۔ یا جس وقت سالانہ ترقیاتی پروگرام کے متعلقہ وزیر تشریف رکھتے ہوں گے۔ اس وقت اس سوال کو Take up کیا جائے گا۔ جناب ملک طیب صاحب۔

ملک طیب خان اعوان: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ وہ سکول اپ گریڈ کئے جاتے ہیں جن کی سفارش متعلقہ ایم۔ پی۔ اے ضلع کونسل یا وزیر جو اس حلقے کا انچارج ہے' سفارش کرے۔ لیکن میرے حلقے میں جس کی میں نے بھی سفارش کی ہے' وزیر موصوف نے بھی سفارش کی ہے لیکن اس کے باوجود کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ طلباء کی تعداد کم ہے' کبھی لکھ دیتے ہیں کہ وہاں پر زمین کم ہے۔ حالانکہ میں سو دفعہ یہ لکھ کر بھیج چکا ہوں کہ ہم زمین دینے کے لئے بھی تیار ہیں اور طلباء کی تعداد تو سکول کھلے گا تو بڑھے گی۔

جناب سپیکر: ملک صاحب اس سلسلے میں آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

ملک طیب خان اعوان: جناب والا! میرا ضمنی سوالا یہ ہے کہ اپنے حلقے میں میں نے سفارش کی' متعلقہ وزیر صاحب نے سفارش کی ہے۔ لیکن وہ اسے قبول نہیں فرما رہے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔

ملک طیب خان اعوان: جناب والا! مجھے اس بات کا جواب دیا جائے کہ جب 35 سکول ان کو ملے تھے تو یہ ان کو ہائی سکول کا درجہ کیوں نہیں دیتے؟

جناب سپیکر: جناب ملک صاحب یہ سوال نہیں بنتا۔ اس کو سوال کی شکل میں کیجئے گا۔

ملک طیب خان اعوان: جناب والا! چلیں اتنا بتا دیں کہ کیا وہ یہ سکول بنائیں گے۔ جناب میرا مقصد تے حل کروا دیو چاہے کسے طریقے نال ای کرواؤ۔ جدوں میں وی کہناں وزیر صاحب وی کہندے نیں رپورتاں وی کر دے اں۔ فیر اے سکول کیوں نہیں منظور کیتے جاندے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب اس کے لئے آپ کو تازہ سوال دینا پڑے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! ملک صاحب کا مسئلہ بغیر سوال کے ہی حل کروا دیا جائے

گا۔

ملک طیب خان اعوان: جناب والا! اگر میرا مسئلہ حل ہو جائے تو میرے کوئی پیٹ وچ درد اے کہ میں اٹھے ہاؤس وچ کھڑا ہو کے تے گل کراں تے سپیکر صاحب آکھن اے سوال ای نئیں بنداً تے جیہڑی گل بن دی اے او سوال نہیں بن دا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جنجوعہ صاحب

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے اس سوال کے جزو (ب) میں یہ فرمایا ہے کہ حکومت سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت ہر ضلع کا کوٹہ مقرر کرتی ہے اور اس کوٹہ کے مطابق ضلع کونسل اپنے باقاعدہ اجلاس میں ان مڈل سکولوں کو منتخب کرتی ہے' جن کو ہائی سکول کا درجہ دینا مقصود ہوتا ہے۔

جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ ابھی تک حکومت کی یہ پالیسی جاری ہے یا اسے ختم کر دیا گیا ہے۔

وزیر مال: جناب سپیکر! میں نے ایوان میں جواب تھوڑا سا ترمیم کرکے پیش کیا ہے۔ میرے خیال میں فاضل ممبر کے پاس جو کاپی ہے اس میں ضلع کونسل لکھا ہے میں نے ضلع کمیٹی کہا ہے۔ اس میں باقاعدہ تبدیلی ہو چکی ہے۔ پہلے یہ ترجیحات ضلع کونسل مقرر کرتی تھی۔ آج کل ایم پی اے حضرات اور متعلقہ ضلع کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے جو وزیر ہیں وہ بیٹھ کر ترجیحات مقرر کرتے ہیں اور اس کے مطابق عمل کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: یہ درست ہے۔ جناب چودھری غلام احمد صاحب

مواضعات دھتھل' روپو چک اور بھگیاڑی پرائمری گرلز سکولوں کو مڈل کا درجہ دینے کے اقدامات

☆ 77- (ب) **چودھری غلام احمد:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرام بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سکھتہ اور ظفروال کے درمیان کوئی گرلز مڈل سکول نہیں ہے جبکہ موضوعات دھتھل' روپو چک اور بھگیاڑی میں گرلز پرائمری سکول موجود ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اہالیان علاقہ کی ضرورت کے پیش

نظر مذکورہ پرائمری گرلز سکولوں کو مڈل کا درجہ دینے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال (محمد اقبال):

(الف) درست ہے۔

(ب) جناب والا! پرائمری سکولوں کا مڈل کا درجہ دینے کے لئے سکولوں کی نشاندہی کے اختیارات ضلعی کمیٹی کو تفویض کر دیئے گئے ہیں جو کہ ایم پی اے حضرات پر مشتمل ہے۔ اس کمیٹی کی سربراہی متعلقہ انچارج وزیر صاحب کے پاس ہے۔ اس مقصد کے لئے سالانہ ترقیاتی پروگرام 86-1985ء میں پنجاب میں 480 سکولوں کو مڈل کا درجہ دیا جائے گا۔ ضلعی کمیٹی رولز کے مطابق ترجیحی بنیادوں پر ان پرائمری سکولوں کو مڈل سکول کا درجہ دینے کی مجاز ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری غلام احمد: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام کے لئے جو اجلاس ہوا تھا جس میں ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ اور ہمارے ضلع کے وزیر متعلقہ بھی شامل تھے' اس کے علاوہ ایم پی اے حضرات اور بعض ایم این اے بھی شامل تھے۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ سیالکوٹ کی حد تک جو فیصلے ہوئے تھے' اس کی آفیشل کاپی آپ منگوا لیں اور دیکھ لیں کہ اس میں کن کن سکولوں کی سفارشات ہیں۔ اور وہ مقامات جن کی نشاندہی کی گئی ہے وہ اگر موجود ہوں اور صوبائی سطح پر آ کر بلا جواز ان کو تبدیل کر دیا گیا ہو تو سوائے اس ایوان کے اور آپ کی وساطت کے ہم اپنی Grievance کی Remedy کیسے Seek کر سکتے ہیں۔ اور میرا یہ بھی چیلنج ہے کہ وہ آفیشل کاپی منگوائیں یا جو آفیشل/ آفیسرز وہاں پر موجود تھے ان سے قرآن پر حلف لیں اور بتائیں کہ وہاں پر کیا سفارشات ہوئی تھیں اور یہاں آ کر ان کا کیا حشر ہوا ہے؟

وزیر مال: جناب سپیکر! یہ تو پھر وہی معاملہ ہے' اس کے بارے میں تو متعلقہ وزیر ہی کچھ فرما سکتے ہیں۔ میں تو یہی عرض کروں گا کہ جو لسٹ ہمیں پہنچی ہے اس کے مطابق جواب ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب اس سوال کا جواب محکمے نے 86-1985ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کی منظوری سے پہلے محکمے نے دیا ہوا ہے۔

چودھری غلام احمد: نہیں جناب والا! یہ تو بعد کا سوال ہے۔ اگر ان کے پاس کوئی

Latest Information ہے تو یہ بتائیں۔

جناب سپیکر: تو پھر یہ جواب تو درست نہیں ہے۔

وزیر مال: جناب والا کیسے؟

جناب سپیکر: اس سوال کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ پرائمری سکولوں کو مڈل کا درجہ دینے کے لئے سکولوں کی نشاندہی متعلقہ ضلع کونسل کے دائرہ کار میں ہے۔

وزیر مال: جناب والا! میں نے پہلے یہ گزارش کی ہے کہ میں نے جو جواب پڑھا ہے وہ ترمیم شدہ ہے۔ میں دوبارہ عرض کئے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ نے یہ جواب نہیں پڑھا۔

وزیر مال: نہیں جناب والا! میں نے یہ جواب نہیں پڑھا۔ یہ پہلے کا طبع شدہ ہے اور میں تازہ صورت حال بتا رہا ہوں۔ میں دوبارہ عرض کئے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی ارشاد فرمایئے۔

وزیر مال: پرائمری سکولوں کو مڈل سکول کا درجہ دینے کے لئے سکولوں کی نشاندہی کے اختیارات ضلعی کمیٹی کو تفویض کر دیئے گئے ہیں جو کہ ایم پی اے حضرات پر مشتمل ہے۔ اس کمیٹی کی سربراہی متعلقہ انچارج وزیر صاحب کے پاس ہے اس مقصد کے لئے موجودہ ترقیاتی پروگرام 1985-86 میں پنجاب میں 480 سکولوں کو مڈل سکول کا درجہ دیا جائے گا۔ کمیٹی ہذا اس علاقہ کی ضرورت کے مطابق ترجیحی بنیادوں پر ان پرائمری سکولوں کو مڈل کا درجہ دینے کی مجاز ہے۔

جناب سپیکر: یہ صحیح ہے اور پھر اس سوال کا جواب بھی آپ تو دینے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ Concerned منسٹر ہی اس کا جواب دے سکتے ہیں۔

وزیر مال: اس کا جواب میں عرض نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: تو پھر اس کو بھی Defer کر دیں۔ جب منسٹر صاحب تشریف لائیں تو پھر سوال کیا جائے۔

چودھری غلام احمد: جناب سپیکر! میں نے عرض کی ہے میری تکلیف کا ازالہ تو اس طریقہ سے ہو

سکتا ہے میرا یہ چیلنج ہے کہ جو وہاں پر ہوا وہ یہاں تبدیل کر دیا گیا۔ میں تو ایک چھوٹا سا کارکن ہوں۔ ضلع کی سطح سے وہ سرکاری کاپیاں منگوائیں کہ وہاں Recommendations کیا ہوئیں۔ اور اب یہاں کیا ہوا ہے۔

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر مال: جناب سپیکری میری اس سلسلے میں یہ گزارش ہو گی کہ یہ چونکہ ضلع کا ذاتی معاملہ ہے اس میں یا تو آپ مداخلت کر کے انہیں بھی بلوا لیں اور انہیں بھی بلوا لیں تو بٹھا کر کروا دیں۔ یہ ان کا آپس میں ذاتی معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: جناب میاں محمد اسحاق صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر کیا آپ یہ بتا سکیں گے کہ جو سوال اس ایجنڈے میں دیئے گئے ہیں اور ان کے جوابات جو دیئے گئے ہیں یہ درست ہیں یا جو وزیر موصوف صاحب فرما رہے ہیں وہ درست ہیں۔

جناب سپیکر: اس پر جو وزیر موصوف ارشاد فرما رہے ہیں وہ یقیناً درست ہے اس لئے کہ انہوں نے اس کو درست سمجھتے ہوئے جواب دیا ہے۔

میاں محمد اسحاق: نہیں جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ جو سوالات کے جوابات دیئے جاتے ہیں کیا یہ مناسب ہیں یا اس وقت ہاؤس میں جو جواب دیا جائے اس میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: جی اس میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔ اس پر میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ جواب کے پڑھنے تک وزیر متعلقہ حالات کے مطابق اس میں تبدیلی کر سکتے ہیں۔ لیکن اس میں ایک چیز ضروری ہے کہ جواب اگر سرے سے ہی تبدیل ہو جائے جیسے کہ یہ جواب تبدیل ہوا ہے۔ سوال نمبر 77 (بی) کا۔ تو اس سلسلے میں اس بات کی احتیاط کی جائے کہ اس کی کاپیاں جو ہیں وہ اسمبلی سیکرٹریٹ کو ارسال کی جائیں تاکہ اس کے Fresh Answer کی کاپیاں ہوں۔ Circulate کر سکیں۔

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر یہاں پر جو جوابات _____

وزیر مال: جناب سپیکر! میں نے Latest Position عرض کرنی تھی اس لئے یہ واقعی کوتاہی ہے اور میں اس کے لئے معذرت خواہ ہوں اور جناب والا! کا ارشاد درست ہے۔ آئندہ اس کی احتیاط کی

جائے گی۔

جناب سپیکر: جی شکریہ۔

جناب اعجاز احمد شیخ: جناب سپیکر! متعلقہ وزیر تشریف لے آئی ہیں اگر آپ مناسب سمجھیں تو یہ چودھری صاحب کا جو سوال ہے یہ ان سے دوبارہ پوچھ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ! ایجوکیشن کے متعلق یہ دو سوالات ہیں۔ آپ کے پاس سوالات کا ایجنڈا ہے۔

وزیر لائیو سٹاک (بیگم سیدہ ساجدہ نیر عابدی): جی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اس میں سوال نمبر 77 (اے) اور 77 (بی) ملاحظہ فرمایئے۔ اس پر میں آپ کو یہ عرض کر دیتا ہوں پہلے آپ میری بات پر توجہ فرمایئے۔ کہ یہ سوالات جو ہیں ان کے متعلق جناب وزیر مال نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ یہ 86-1985ء کے اے ڈی پی کے متعلقہ سوالات ہیں۔ اور اس اے ڈی پی کی فائنل شکل منسٹر انچارج نے دی ہے۔ اور اس ڈسٹرکٹ کے منسٹر انچارج جو ہیں وہ آپ ہیں۔ اس لئے آپ ہی ان کا جواب دے سکتی ہیں۔ تو اس سلسلے میں ہم نے ان سوالات کے جوابات کو آپ کی تشریف آوری تک Defer کر دیا تھا۔ تو اگر اب آپ ان کے جوابات دینا مناسب سمجھیں تو اب دے لیں اور اگر ان پر مزید سوچ بچار کی ضرورت ہے اور ان کا جواب آپ کل دینا چاہیں تو میں اس کی آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ آپ کل ان کے جوابات دے دیں۔

سیدہ ساجدہ نیر عابدی: جناب سپیکر! میں اس کا پانچ منٹ مطالعہ کر کے ابھی آپ کو عرض کرتی ہوں کہ میں ان کے جوابات ابھی فوری طور پر دے سکتی ہوں یا کہ کل عرض کروں گی۔

جناب سپیکر: جی ٹھیک ہے۔ اگلا سوال جناب اعجاز احمد چیمہ صاحب پڑھیں گے۔

مترانوالی انٹر کالج کی عمارت میں توسیع

☆ 117- **اعجاز احمد چیمہ:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

کیا یہ حقیقت ہے کہ انٹر کالج مترانوالی کی عمارت کالج کی ضرورت کے لئے ناکافی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت مذکورہ کالج کی توسیع کے لئے گرانٹ دینے کو تیار ہے؟

وزیر اعلیٰ:
گورنمنٹ اسلامیہ انٹر کالج مترانوالی میں اس وقت 240 طلباء زیر تعلیم ہیں۔ کالج کی موجودہ عمارت حسب ذیل ہے۔

1- انتظامی بلاک
2- ہال ایک
3- لائبریری ایک
4- کلاس روم۔ دو
5- لیکچر تھیٹر و سائنس لیبارٹری۔ تین

کالج کی موجودہ ضرورت نئی سائنس لیبارٹریز کی تعمیر ہے۔ اس کے لئے انشاء اللہ 86-1985ء میں رقم فراہم کرنے کی پوری کوشش کی جائے گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی جناب اعجاز احمد چیمہ صاحب کا ہے۔

گرلز مڈل سکول مترانوالی اور گوئیندکے کو ہائی سکول کا درجہ دینا

☆ 122- **جناب اعجاز احمد چیمہ:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:
کیا حکومت گورنمنٹ گرلز مڈل سکول مترانوالی اور گورنمنٹ گرلز مڈل سکول گوئیندکے کو ہائی سکول کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ: حکومت اپنے محدود وسائل کے مطابق ہر سال ہر ضلع کے لئے ایک کوٹہ مقرر کرتی ہے۔ جس کے مطابق محدود تعداد میں مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دیا جاتا ہے۔ قوانین کے مطابق ان مڈل سکولوں کے انتخابات کا مسئلہ مکمل طور پر متعلقہ ضلع کونسل کی صوابدید پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ضلع کونسل اپنے باقاعدہ اجلاس میں قرار داد منظور کرکے کوٹے کے مطابق ان مڈل سکولوں کو منتخب کرتی ہے۔ محکمہ تعلیم ضلع کونسل کی تجاویز/ سفارشات کے مطابق ان مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دیتا ہے۔ اس مالی سال میں ضلع کونسل سیالکوٹ نے 5 گرلز مڈل سکولوں اور 2 بوائز مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دیا ہے۔ آئندہ سال بھی سیالکوٹ ضلع میں درجہ بڑھانے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ جس میں مترانوالی اور گھوئیندکے مڈل سکولوں کا درجہ بڑھانا بھی زیر غور لایا جائے گا۔

جہاں تک گورنمنٹ گرلز ہائی سکول گوئیندکے کو ہائی سکول کا درجہ دینے کا تعلق ہے۔ عرض ہے

کہ حکومت اپنے وسائل کے مطابق ہر سال ہر ضلع کے لئے ایک کوٹہ مقرر کرتی ہے۔ قوانین کے مطابق ان مڈل سکولوں کے انتخاب کا مسئلہ مکمل طور پر متعلقہ ضلع کونسل کے صوابدید پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ضلع کونسل اپنے باقاعدہ اجلاس میں ریزولیشن پاس کرکے کوٹے کے مطابق ان مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دیتا ہے۔ اس مالی سال میں ضلع کونسل سیالکوٹ نے 5 گرلز مڈل سکولوں اور 2 بوائز مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دیا ہے۔ آئندہ مالی سال میں بھی درجہ بڑھانے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جناب سید محمد اقبال احمد شاہ صاحب۔

مظفر گڑھ کا قصبہ رنگ پور میں کالج کا قیام

☆228- سید محمد اقبال احمد شاہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع مظفر گڑھ کا قصبہ رنگ پور جو کہ سب تحصیل اور بڑا تجارتی مرکز ہے' کے گرد و نواح میں تین ہائی سکول لنگر' سرائے امیر پور کھگہ اور رنگ پور ہیں۔ جس کے چالیس' چالیس میل دور تک کوئی کالج نہیں ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت مذکورہ رنگ پور میں کالج کھولنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مال (محمد اقبال): رنگ پور' لنگر سرائے اور امیر پور کھگہ میں فی الوقت ہائی سکول برائے طلباء چل رہے ہیں۔ امیر پور کھگہ کا ہائی سکول 1984ء میں سابقہ مڈل سکول کا درجہ بڑھا کر قائم کیا گیا ہے۔ اس وقت جو ہائی سکولوں میں جماعت دہم کی طلباء کی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

لنگر سرائے	33
رنگ پور	105

چھٹے پنج سالہ منصوبے میں کوئی انٹر کالج کھلوانے کی گنجائش نہیں رکھی گئی ہے۔ البتہ چند سکولوں میں فوقیت کی بنیاد پر گیارہویں اور بارہویں جماعتوں کا اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اور اس میں رنگ پور کے سکول میں بھی XI اور XII جماعتوں کے اجراء ہونے پر غور کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال؟

سردار امجد حمید خان دستی: سپلیمنٹری سر!

جناب سپیکر: شاہ صاحب اس پر آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

سید محمد اقبال احمد شاہ: نہیں جناب۔

جناب سپیکر: جناب سردار صاحب۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! اس پر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ سوال کافی دیر پہلے بھی دیا گیا تھا۔ اس کو کئی ماہ ہو چکے ہیں اور اب پھر اس کو Repeat کیا گیا ہے۔ تو اس وقت آپ نے ایک جواب دیا ہے اور یہ بڑا اچھا جواب تھا کہ ہم سوال کے جواب کو آخر وقت تک تبدیل اس لئے کرتے رہتے ہیں کہ صحیح قسم کا جواب دیا جائے۔ اس میں کچھ Avoid کرنے کا یہ جواب ہے کہ رنگ پور کے سکول میں بھی گیارہویں اور بارہویں جماعتوں کے اجراء ہونے تک غور کیا جائے گا۔

Will it take many months more or a year or two?

کب تک غور ہو گا اور اگر غور ہو چکا ہے تو Latest position کیا ہے؟

وزیر مال: جناب سپیکر! اس میں آخری صورت حال جو اس وقت تک ہے وہ یہ ہے کہ ایسے سکول جہاں کہ گیارہویں اور بارہویں جماعتوں کا اجراء ہو سکتا ہے ان کی فہرست طلب کی گئی ہے اور ان کی فہرست جو Criteria پر پوری اترتی ہے وہ محکمہ بنا کر جناب چیف منسٹر کو پیش کرے گا۔ اس کی ترجیحات جناب چیف منسٹر نے بنائی ہیں۔ کہ اس سال میں کتنے کرنے ہیں اور اگلے سال میں کتنے کرنے ہیں۔ وہ ترجیحات چونکہ ابھی تک مقرر نہیں ہوئیں۔ اس لئے اس کے متعلق ابھی صرف یہی جواب دیا جا سکتا ہے۔ موجودہ صورت حال یہ ہے۔

جناب محمد صدیق انصاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ انہوں نے جواب میں یہ فرمایا ہے کہ گورنمنٹ چند سکولوں میں فوقیت کی بنا پر گیارہویں اور بارہویں کلاسوں تک اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اس سلسلے میں گوجرانوالہ ڈویژن میں کتنے سکولوں کو گیارہویں اور بارہویں جماعت تک کا درجہ دیا جا رہا ہے۔

وزیر مال: جناب سپیکر! اس کے لئے تو ایک Fresh notice ہونا چاہئے میں تو عرض کر رہا ہوں کہ اس کے لئے تو ابھی ترجیحات مقرر ہونے والی ہیں۔ اس کے متعلق تو ابھی جواب ہی نہیں دیا جا سکتا ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ترجیحات کون مقرر کرے گا

اور کتنا وقت لگے گا؟

جناب محمد اقبال (وزیر مال' ریلیف اینڈ کنسالیڈیشن اینڈ کالونیز): شاید محترم بزرگ نے سنا نہیں۔ ترجیحات جناب وزیر اعلیٰ نے مقرر کرنی ہیں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب اس کے متعلق جواب دیا جا چکا ہے کہ اس کی ترجیحات جناب چیف منسٹر صاحب نے مقرر کرنی ہیں۔ جناب میاں علی اصغر صاحب سوال نمبر232

گورنمنٹ ہائی سکول میں سٹاف کی تعیناتی اور عمارت کی تعمیر

☆ 232- **میاں علی اصغر:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور جڑانوالہ روڈ پر مورانوالہ میں واقع گورنمنٹ ہائی سکول کے لئے نہ تو کوئی بلڈنگ ہے اور نہ ہی مکمل سٹاف ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کے لئے جلد از جلد عمارت کی تعمیر اور مکمل سٹاف کی تعیناتی کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد اقبال):

(الف) گورنمنٹ ملت ہائی سکول مورانوالہ کی موجودہ عمارت تین کمروں پر مشتمل ہے۔ تعداد طلباء تقریباً" 253 ہے سکول کی عمارت کی اضافی ضروریات کا جائزہ کیا جائے گا۔ سکول مذکورہ میں جملہ سٹاف موجود ہے اور اس وقت کوئی آسامی خالی نہیں ہے۔

(ب) سکول کی عمارت کی اضافی ضروریات کا جائزہ لینے کے بعد 8.91 لاکھ روپے کی سکیم تیار کرکے مجوزہ سالانہ ترقیاتی پروگرام 87-1986ء میں شامل کی جا چکی ہے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال اس سلسلے میں؟

میاں علی اصغر: جناب والا! وزیر موصوف نے بتایا ہے کہ 232ء طلباء پڑھ رہے ہیں یہ بلڈنگ واقعی تین کمروں پر مشتمل ہے۔ لیکن اس کی چھتیں کہاں ہیں۔ صرف اینٹیں ہی پڑی ہوئی ہیں اور دیواریں بھی گری ہوئی ہیں۔ یہ بتا سکتے ہیں کہ چھتیں کہاں ہیں۔

وزیر مال: جناب سپیکر! انہوں نے جواب سننا پسند نہیں کیا۔ میں نے ان کی اطلاع کے لئے عرض

کر دیا ہے کہ سکول کی اضافی ضروریات کا بھی جائزہ لیا گیا ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ سالانہ مجوزہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں ان کی سکیم کے لئے 8.91 لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

میاں علی اصغر: خدا کا شکر ہے کہ تین کمروں پر مشتمل ہے۔ یہ گورنمنٹ کے کاغذوں میں ہے لیکن یہ کمرے _____

جناب سپیکر: یہ آپ کا ضمنی سوال ہے۔ اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

میاں علی اصغر: میں ضمنی سوال کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: ارشاد فرمایئے۔

میاں علی اصغر: گذارش یہ ہے کہ اگر یہ بلڈنگ جلدی نہ بنی تو طلبا اور بھی کم ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: یہ سوال تو نہیں ہے۔

چودھری اعجاز احمد چیمہ: یہ یقین دہانی کرا دیں۔

جناب سپیکر: یہ درست ہے۔

وزیر مال: یہ سکیم سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کی جا چکی ہے۔

جناب سپیکر: کون سے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں؟

وزیر مال: 87-1986ء کے ترقیاتی پروگرام میں شامل ہے۔

وزیر مال: جناب والا! اسکیمیں بن چکی ہیں۔ جس میں یہ سکیم آ گئی ہے۔ اس کی ترجیحات ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر: جناب ملک صاحب

ملک طیب خان اعوان: جناب سپیکر! گذارش یہ ہے کہ جہاں جہاں تین چار سال سے ہائی سکول چل رہے ہیں۔ ان میں ہیڈ ماسٹر یا ہیڈ مسٹریس آج تک نہیں گئی۔ کیا محکمہ تعلیم ان میں ہیڈ ماسٹر یا ہیڈ مسٹریس بھیجنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

وزیر مال: جناب والا! اگر وہ سکولوں کی نشاندہی فرما دیں تو میں محکمہ کو ہدایت کروں گا کہ وہاں وہ

جانے چاہئیں۔

جناب سپیکر: جناب ملک صاحب۔ وہ سکول جن میں آپ اساتذہ کو بھجوانا چاہتے ہیں' ان کے نام بتایئے۔

ملک طیب خان اعوان: یہ گاؤں 365 ڈبلیو ہے۔ یہاں میرا گھر ہے۔ جب سے یہاں گرلز ہائی سکول بنا ہے تب سے وہاں ہیڈ مسٹریس نہیں ہے۔

ایک ممبر: اس کی چھتیں نہیں ہوں گی۔

ملک طیب خان اعوان: چھتیں بھی ہیں' عمارت بھی ہے' رہائش بھی ہے سب کچھ ہے اور ہیڈ مسٹریس کے نہ ہونے کی وجہ سے تعلیم کا ستیاناس ہو رہا ہے۔

وزیر مال: ان کا ارشاد بڑا بجا ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں۔ انشاء اللہ بہت جلد وہاں ہیڈ مسٹریس پہنچ جائے گی۔

ملک طیب خان اعوان: میرے سوال کا تسلی بخش جواب نہیں ملا۔

جناب سپیکر: آپ کے سوال کا تسلی بخش جواب دیا جا چکا ہے۔ اور جناب وزیر مال نے ارشاد فرمایا ہے کہ آپ کے سکول میں بہت جلد ہیڈ مسٹریس کو بھیج دیا جائے گا۔

ملک طیب خان اعوان: انشاء اللہ اس پر عمل نہیں ہو گا۔ (تالیاں) یہ بات آپ بھی اور یہ ہاؤس بھی آزما لے گا۔ انشاء اللہ ہیڈ مسٹریس نہیں جائے گی۔ یہ ہاؤس سن رہا ہے۔ پھر میں ہاؤس میں آ کر بتاؤں گا کہ ہیڈ مسٹریس نہیں گئی۔

جناب سپیکر: جناب حاجی سردار خاں صاحب

حاجی سردار خاں: وہ سکول جن کو اپ گریڈ ہوئے آٹھ دس سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ ان کی عمارتیں بنانے کا منصوبہ بھی زیر غور ہے یا نہیں؟

وزیر مال: جی ہاں! منصوبہ ہے لیکن وہ ترجیحات کے مقرر کرنے اور فنڈز کے مہیا ہونے پر ہی ان پر عمل درآمد ہوتا ہے۔ ایک دم تو سارے منصوبے مکمل نہیں ہو سکتے۔ جیسے جیسے فنڈز مہیا ہوتے ہیں حکومت ان کی عمارات بناتی ہے۔

حاجی سردار خان: ہمارے گاؤں موضع فتح گل کے مڈل سکول کو اپ گریڈ ہوئے بارہ سال ہو گئے ہیں لیکن وہ پرائمری سکول کی عمارت میں چل رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی بیگم صاحبہ! آپ سوال کا جواب دینا پسند کریں گی۔

بیگم سیدہ ساجدہ نیر عابدی: جناب والا! میں نے سوال کا مطالعہ کیا ہے۔ جو جواب اس میں درج ہے میں سمجھتی ہوں یہ بالکل حقائق پر مبنی ہے۔ اگر اس کے علاوہ یہ کچھ اور پوچھنا چاہتے ہیں تو فرمائیں۔ لیکن جو جواب دیا گیا ہے کہ:

"یہ درست ہے کہ تیرہ چودہ میل کا درمیانی فاصلہ ہے لیکن یہ بھی ہے کہ اس وقت یہ سکول درجہ بلند کرنے کے معیار پر نہیں ہو گا۔ اس میں بچوں کی تعداد کی کمی ہو گی۔"

تو موصوف بتا سکتے ہیں کہ کیا کمی ہے اور اس کمی کو کس طرح پورا کیا جا سکتا ہے۔ تاکہ اگلے مالی سال میں اس کو درجہ بڑھانے میں شامل کر لیں۔ جہاں تک ضلع کونسل کا تعلق ہے، ضلع کونسلیں پوری طرح مجاز ہیں کہ وہ درجے بلند کرنے کے لئے سکولز کو Recommend کریں۔ لیکن اس کے باوجود معزز اراکین اسمبلی کو بھی اس بات کا اختیار ہے کہ وہ اپنے علاقے کی ڈیمانڈ کے مطابق ان درجوں میں شامل کر سکتے ہیں۔

وزیر مال: جناب سپیکر! میری اس سلسلہ میں گذارش ہو گی کہ فاضل ممبر اپنے سوال کو دھرا دیں تو زیادہ اچھے طریقے سے وہ سمجھ جائیں گے۔

جناب سپیکر: جناب چودھری غلام احمد صاحب۔

چودھری غلام احمد: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ جیسے وزیر صاحب نے فرمایا ہے۔ اس وقت ہمیں یہ نہیں بتایا گیا کہ ضلع کونسلیں مجاز ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: اب آپ سوال فرمایئے۔

چودھری غلام احمد: میرا سوال یہ تھا کہ تحصیل پسرور میں موضع بھگیاڑی میں لڑکوں کا مڈل سکول ہے۔ اس کو ــــــ

بیگم سیدہ ساجدہ نیر عابدی: پہلے گھمناں بوائز سکول کو ہائی سکول کا درجہ دینے کے لئے اقدامات کے بارے میں بات ہو رہی تھی پسرور کا تذکرہ نہیں تھا۔

وزیر مال: جناب والا! اگر آپ اجازت دیں تو میں عرض کرتا ہوں۔ سوال یہ تھا کہ جو سفارشات وزیر موصوف نے وہاں کی ہیں ان میں بعد میں آ کے کوئی تبدیلی واقع ہو گئی ہے۔ اس کا جواب وہ فرما دیں گی۔

جناب سپیکر: جناب چودھری غلام احمد صاحب! آپ کا سوال یہ تھا اور ضمنی سوال یہ تھا کہ جو سفارشات وہاں سے ہوئی ہیں اور منسٹر انچارج نے ایم پی اے حضرات سے مل کے جو سفارشات کی ہیں' بعد ازاں ان سفارشات میں یہاں تبدیلی واقع ہو گئی ہے۔ جس کا جواب جناب وزیر مال دینے کی پوزیشن میں نہیں تھے۔ انہوں نے کہا کہ منسٹر انچارج بیگم صاحبہ ہیں اس لئے وہ جواب دے سکتی ہیں۔ تو اب یہی آپ کا سوال ہے۔

چودھری محمد اکرم: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ وزیر مال اور محترمہ وزیر صاحبہ کے جواب میں فرق ہے۔ انہوں نے پہلے جواب دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ پہلے جو ضلع کونسلیں Side پر Recommend کرتی تھیں' اب ان کی جگہ معزز ممبران بشمولہ وزیر صاحبان جگہ Final کرتے ہیں۔ جبکہ محترمہ وزیر نے فرمایا ہے کہ ضلع کونسلیں ابھی با اختیار ہیں وہ سفارشات بھیج سکتی ہیں' ممبران پنجاب اسمبلی اپنی سفارشات شامل کر سکتے ہیں' یہ دونوں جوابات آپس میں متضاد ہیں' ازراہ کرم اس کی وضاحت فرمائی جائے کہ کیا ضلع کونسلوں نے ہی اس کی سفارشات مرتب کرنی ہیں' یا جو ممبران صاحب وزراء کے ساتھ شامل ہیں' انہوں نے کرنی ہیں' پہلے کم از کم اس کا فیصلہ کر لیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات اس سوال سے آگے بڑھ چکی ہے۔ اور بات یہاں پر آ کر رکی ہے کہ جو سیالکوٹ کے لئے اے ڈی پی Final کیا گیا تھا اس میں یہاں آ کر تبدیلی ہو گئی ہے اور انچارج وزیر صاحبہ اس کی وضاحت کریں گی۔

چودھری محمد اکرم: بالکل جناب میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں' اس کی وضاحت ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: اس کی وضاحت ہو چکی ہے کہ ضلع کونسلیں اے ڈی پی باقی ہیں اور اس ہاؤس میں اس پر بہت بحث ہو چکی ہے۔ جی بیگم صاحبہ۔

وزیر پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ جس وقت ہم نے اے ڈی پی سے متعلقہ ایم پی ایز اور ایم این ایز صاحبان کو شامل کر کے سیالکوٹ میں میٹنگ کی تھی تو

اس وقت ہم نے ضلع کونسلوں سے پاس شدہ منصوبہ جات کو بھی سامنے رکھا تھا اور ہم نے یہ کوشش کی تھی کہ حتی المقدور ایسی سفارشات دیجئے کہ جس میں ضلع کونسلوں کی سفارشات بھی تھوڑی بہت رہ جائیں اور کچھ تھوڑی بات کی تبدیلی کے بعد ہم اے ڈی پی کو پاس کر دیں۔ جیسا کہ تمام اراکین کو علم ہے کہ ضلع کونسلیں اے ڈی پی کو پہلے پاس کر چکی تھیں اور اس کے بعد اے ڈی پی' ایم پی اے صاحبان کی سفارشات کے مطابق مرتب کرنے کے احکامات جاری کئے گئے اس لئے ہم نے میٹنگ کرتے وقت یہ کیا۔

سید حسنات احمد شاہ: جناب والا! مسئلہ یہ ہے کہ جو سفارشات ڈی سی کی صدارت میں بیٹھ کر مکمل ہوئی ہیں کیا وہ صحیح یہاں پہنچی ہیں۔ ان کی کاپی وہاں سے منگوا لی جائے تاکہ پتہ لگ جائے کہ صحیح ہیں یا نہیں؟

وزیر پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: آپ ذرا توقف کیجئے میں وہاں تک پہنچ رہی ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب۔ ذرا تشریف رکھیں۔ وہی بات ہو رہی ہے۔

وزیر پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: آپ ذرا توقف کیجئے میں آپ کی بات تک پہنچ رہی ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ ہم نے ضلع کونسل کی سفارشات کو اور ایم پی ایز کی سفارشات کو سامنے رکھ کر سفارشات مرتب کیں' وہ سفارشات ہم نے P & D Department کو بھیج دیں' پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ نے ان سفارشات کو Examine کیا کہ وہ سفارشات Criteria پر پوری اترتی ہیں یا نہیں۔ ان میں سے بہت سے سکول' بہت سی سڑکیں اور بہت سے منصوبہ جات ایسے تھے جن پر پی اینڈ ڈی نے اعتراضات لگا کر بھیج دیئے تھے' جن ایم پی ایز حضرات نے ایک سے زائد اپنی سفارشات دی تھیں' یا دو سے زائد سفارشات دی تھیں' بعض نے تو اپنی سفارشات میں چھ چھ سکول اور دس دس سڑکیں دے دی تھیں' ہم نے یہ کوشش کی تھی کہ اگر ان کا ایک منصوبہ پی اینڈ ڈی کے Criteria پر پورا نہیں اترا تو ہم ان کا دوسرا منصوبہ اس میں شامل کر لیں' تاکہ اگلے مالی سال تک ان کا یہ منصوبہ دوبارہ معیار پر اتر آتا ہے تو پھر اس کو دوبارہ شامل کر لیا جائے۔ منصوبہ جات میں تبدیلی اور کسی وجہ سے نہیں آئی' صرف اس وجہ سے آئی ہے کہ اگر کہیں تھوڑی بہت کوئی تبدیلی ہے جیسا کہ اس کے جواب میں واضح طور پر لکھا ہے کہ جو سکول معیار پر پورا نہیں اترتا اس میں یا تو بچوں کی تعداد کی کمی ہو گی اور اس کو Examine کیا جا سکتا ہے کہ یہ کیوں معیار پر پورا نہیں اترتا۔ کیونکہ ہمیں جو پی اینڈ ڈی سے جو رپورٹیں ملی ہیں' ان کے مطابق ہم نے ان سکیموں کو Finalize کیا

ہے۔

چودھری غلام احمد: جناب والا! اس پر میں تھوڑا سا عرض کروں گا۔

جناب سپیکر: اس میں آپ کو ایک عرض کر دوں کہ Question Hour میں Discussion is not allowed صرف آپ سوال کر سکتے ہیں' جناب چودھری غلام محمد صاحب۔

چودھری غلام احمد: جناب والا! انہوں نے فرمایا ہے کہ پی اینڈ ڈی کی طرف سے اعتراضات لگے ہیں' ازراہ کرم کیا وہ ان اعتراضات کی کاپی یا اس کا مواد ہمیں مہیا کر سکتے ہیں۔ کیا یہ ضروری نہیں ہے کہ اگر اس میں کسی غلطی کی نشاندہی ہوتی ہے تو وہ ہمیں بتائی جائے اور ہم اس کو رفع کرنے کی کوشش کریں نہ کہ کاغذات میں اس کو گول کر دیا جائے۔

وزیر پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب والا! ان کا جو سوال ہے اس میں انہوں نے یہ نہیں کہا' کہ یہ سکول منظور ہوا تھا اور یہ سکول منظور ہونے کے بعد کیوں ہٹا دیا گیا' اگر آپ اجازت دیں تو میں ان کا سوال پڑھ دیتی ہوں۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ بوائز ہائی سکول قلعہ سوبہ سنگھ بوائز ہائی سکول ظفروال کے درمیان تیرہ چودہ میل کا فاصلہ ہے اور ان دونوں سکولوں کے درمیان بمقام اصل گھمنان ایک بوائز مڈل سکول ہے جس کی عمارت اہالیان علاقہ نے اپنی مدد آپ کے تحت پانچ کمرہ جات تعمیر کروائے ہیں۔ اگر جزو کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اہالیان علاقہ کی ضرورت کے مطابق اس مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دینے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟ پہلے تو ان سے یہ پوچھا جائے گا کہ کیا انہوں نے درجہ بڑھانے کے لئے یہ سکول دیا تھا اور اگر انہوں نے یہ سکول دیا تھا تو باقی کے سوالات مجھ سے کر سکتے ہیں' انہوں نے تو ابھی اس میں ابہام کا اظہار کیا ہے کہ کیا یہ ہو سکتا ہے؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: چودھری صاحب آپ کا کیا خیال ہے یہ جو سوال ہے 77 (الف) اور (ب) اس میں آپ کا اصل سوال کا متن درج نہیں ہے جو آپ کرنا چاہتے تھے۔

چودھری غلام احمد: جو انہوں نے پڑھا ہے وہ میرا سوال ہے مگر یہ تو بجٹ اجلاس کے وقت کا ہے جو سفارشات ہوئی ہیں وہ بعد میں ہوئی ہیں۔ پی اینڈ ڈی کی جو میٹنگ ہوئی ہے وہ ستمبر اکتوبر میں ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب تشریف رکھئے۔ میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔ جناب چیمہ صاحب

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! میں ایک عرض کرنا چاہوں گا کہ سوال نمبر 78 کے دو حصے ہیں۔

جناب سپیکر: سوال نمبر 77 کے دو حصے ہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! 77 کے دو حصے ہیں اس میں جو نمبر دو حصہ ہے اس کا جواب انہوں نے درست دیا ہے جسے تسلیم کرتے ہیں' جہاں تک دوسرے سوال کا تعلق ہے تو اس میں' میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ محکمے نے اس جواب میں پہلے کی روشنی میں دوسرے کا جواب درست نہیں دیا' جہاں تک ضلع کونسلوں کا معاملہ تھا تو وہ Feasibility میں رپورٹ مانگی جا سکتی تھی۔ لیکن جہاں تک تعلیم کا معاملہ تھا تو وہ تو محکمہ تعلیم نے بتانا تھا کہ پہلے سوال کی روشنی میں آیا کہ وہاں ان کا ارادہ ہے یا نہیں۔ اس کی وضاحت محکمہ تعلیم سے لی جانی ضروری ہے۔ اور سوالات کی روشنی میں یہ جواب اس کی تسلی نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: یہ آپ کی بات درست ہے' بیگم صاحبہ اب ایک بات بتانے والی رہ گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ جو اے ڈی پی آپ نے وہاں سے Final کرکے بھیجا اور جس کے پی اینڈ ڈی نے Technical بنیادوں پر اعتراضات کئے' کیا ان اعتراضات کی کاپی ان کو مہیا کر سکتی ہیں۔

وزیر پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جی ہاں! یہ کاپی مہیا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن اس کے لئے مجھے وقت درکار ہے' یہ میرے پاس تشریف لے آئیں کیونکہ یہ رپورٹ دیکھنے کے پوری طرح مجاز ہیں اگر اس میں ان کی کوئی حق تلفی ہوئی ہو یا ان کی مرضی کے خلاف اس میں انہوں نے کوئی غلط تبدیلی کر لی ہو تو یہ میرے پاس کسی بھی وقت تشریف لا کر دیکھ لیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی امجد حمید خان دستی صاحب۔

مظفر گڑھ شہر میں ڈگری کالج کا اجراء

☆ 247- **سردار امجد حمید خان دستی:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مظفر گڑھ شہر میں ایک گورنمنٹ ڈگری کالج ہے۔ جس کا اجراء سال 1953ء میں بطور انٹرمیڈیٹ کالج ہوا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ بعد میں جھنگ روڈ مظفر گڑھ ڈگری کالج کی عمارت تعمیر ہوئی اور اس کے کچھ عرصہ بعد تک ڈگری کلاسز اس عمارت میں جاری رہیں لیکن بعد میں ڈگری کالج مذکورہ کی عمارت گورنمنٹ نارمن سکول کو دے دی گئی ہے اور ڈگری کالج کو انٹرمیڈیٹ کالج کی عمارت میں منتقل کر دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے سائنس لیبارٹریز اور لیکچرر رومز کی بہت کمی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ پرنسپل ڈگری کالج مذکورہ نے تحریری طور پر محکمہ تعلیم کو استدعا کی ہے کہ کالج میں سائنس لیبارٹریز کی اور لیکچرر رومز کی کمی کو پورا کرنے کے لئے تین مزید لیبارٹریز اور دو لیکچر رومز تعمیر کئے جائیں اور اس کا تخمینہ دس لاکھ روپے کا محکمہ بلڈنگز سے بنوا کر بھی مذکورہ محکمہ کو بھیجا ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت دس لاکھ روپے کی رقم سالانہ ترقیاتی پروگرام میں مذکورہ کالج کی ضروریات پورا کرنے کے لئے مختص کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد اقبال):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے

(ج) درست ہے۔

(د) کالج مذکور میں تین لیبارٹریز اور دو لیکچر رومز کی تعمیر کے لئے ایک سکیم مالیتی 10,63,000 روپے مالیتی سالانہ ترقیاتی پروگرام 86-1985ء میں منظوری کے بعد شامل کرکے دو لاکھ روپے مختص کئے گئے تھے۔ بقیہ 8.63 لاکھ سالانہ ترقیاتی پروگرام 87-1986ء کے تحت فراہم کئے جائیں گے۔

سردار امجد حمید خان دستی: ضمنی سوال۔ وزیر صاحب کا یہ جواب ایسا ہے کہ

کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک

دس لاکھ تریسٹھ ہزار روپے ہمارے کالج کے لئے منظور کئے گئے اور اس میں سے آپ نے صرف دو لاکھ روپے اس سال کے لئے دیئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں کم از کم پانچ چھ سال اور انتظار کرنی پڑے گی۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ نے جو یہ دودھ دیا ہے' کیا آپ اس میں سے مینگنیں

نہیں نکال سکتے؟ کیا آپ یہ رقم یکمشت مہیا نہیں فرما سکتے؟ اگر ایسا نہیں کر سکتے تو اس میں کیا بات حائل ہے؟

وزیر مال: جناب سپیکر! اگر محکمہ تعمیرات نے مختص شدہ رقم خرچ کرنے کے بعد رواں مالی سال میں مزید رقم کا مطالبہ کیا تو وہ بھی فراہم کرنے کی پوری کوشش کی جائے گی۔

جناب سپیکر: سردار صاحب کا سوال یہ ہے کہ کیا اس دودھ سے مینگنیں نہیں نکالی جا سکتیں۔

وزیر مال: جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ میرے فاضل دوست محکمے کے انچارج بیٹھے ہوئے ہیں' جیسے جیسے یہ خرچ کرتے چلے جاتے ہیں' ان کو فنڈز مہیا کئے جاتے ہیں۔ جیسے ہی محکمہ تعمیرات یہ خرچ کرنے کے بعد یہ اور رقم کا مطالبہ کریں گے تو محکمہ انہیں اور رقم مہیا کرتا رہے گا۔

جناب سپیکر: کیا اس سوال کا جواب محکمہ تعمیرات کے منسٹر کو دینا ہے؟

وزیر مال: نہیں جناب والا! میں اس میں مشکل کی بات عرض کر رہا ہوں۔ اگر وہ مقرر وقت میں خرچ نہ کریں تو فنڈز Lapse ہو جاتے ہیں۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جیسے جیسے وہ خرچ کرتے چلے جائیں گے' ویسے ویسے ان کو رقم ملتی جائے گی۔ کوئی رکاوٹ نہیں ڈالیں گے۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ ان کے علم میں ہے کہ دو لاکھ میں کیا بنے گا؟ کتنا سامان لیبارٹریز کا آئے گا؟ کتنے کمرے بنیں گے؟ میرے سوال کے تینوں جز کا جواب ہے۔ درست ہے۔ درست ہے۔ درست ہے۔ اگر یہ سب باتیں درست ہیں۔ سائنس کے طلبہ کی تعداد بھی آپ مانتے ہیں۔ تو ایک کمرہ بن جائے گا' چند لڑکے لیبارٹری سے مفاد حاصل کریں گے تو باقیوں کو ہم کہاں بھیجیں؟ باقیوں کو تھانے میں بھیجیں؟ اس کا جواب دیجئے۔

وزیر مال: جناب سپیکر! کمرے بنانے والا جواب تو خان سعید احمد خان صاحب دے سکتے ہیں کہ کتنے پیسوں میں کتنے کمرے بن سکتے ہیں۔ میں تو یہ عرض کر رہا ہوں کہ جیسے ہی محکمہ تعمیرات عمارتوں کی تعمیر کرتا چلا جائے گا محکمہ فنڈز کی وجہ سے ان کا کام نہیں روکے گا۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں۔

سردار امجد حمید خان دستی: اگر جناب اجازت دیں تو میں سوال کرتا ہوں آپ جواب دیجئے۔ اگر آپ فنڈز مہیا کر دیں تو اس کے بنانے کی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔ کیا آپ یقین دہانی کرواتے ہیں کہ آپ ہمیں یہ فنڈز بیک وقت دیں گے؟

وزیر مال: جناب والا! فاضل بزرگ میری بات سمجھنے کی کوشش کریں۔ ایسی ذمہ داری یہ نہیں لے سکتے۔ یہ باقاعدہ محکمے نے تعمیر کرنا ہے۔ اس میں پرائیویٹ آدمی کوئی مداخلت نہیں کر سکتا۔ جناب والا! آپ یہ سمجھتے ہیں۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ ان کی ضروریات کے مطابق محکمہ فنڈز مہیا کرتا رہے گا۔ اس کی میں یقین دہانی دیتا ہوں۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا! اس کی نوعیت یہ ہے کہ جب تک یہ سائنس کلاسز ہیں اور یہ تاثر ہے کہ یہاں سائنس کے طلبہ کے لئے تمام سہولتیں میسر ہیں' طلبہ یہاں داخل ہوتے رہیں گے۔ اگر انہیں وہ سہولتیں میسر نہیں آئیں گی تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ فیل ہوتے رہیں گے اور ان کی زندگی تباہ ہو گی۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ آپ یہ سائنس کلاسز بند کر دیں۔ اگر سائنس کلاسز چلانی ہیں تو یہ فنڈز بیک وقت دیجئے۔ تاکہ تمام طلباء اس سے مفاد اٹھا سکیں۔ اس کی آپ یقین دہانی دیجئے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! یہ سوال نہیں ہے۔ میاں محمد اسحاق صاحب سوال نمبر248

تعطیلات کے دوران سفری الاؤنس کی ادائیگی

☆ 248- **میاں محمد اسحاق:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گرمیوں اور دیگر تعطیلات کے دوران تعلیمی اداروں کے اساتذہ کو سفری الاؤنس کی ادائیگی نہیں کی جاتی۔ جبکہ دوران تعطیل عدالت ہائے عالیہ ماتحت عدالتوں اور ان کے ملحقہ دفاتر کے عملے بشمول جج صاحبان کو سفری الاؤنس کی ادائیگی جاری رہتی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اساتذہ کو بھی دوران تعطیلات سفری الاؤنس کی ادائیگی کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد اقبال):

(الف) جی ہاں! یہ حقیقت ہے کہ محکمہ تعلیم میں اساتذہ کو دوران تعطیلات موسم گرما' سرما' موسم سرما' موسم بہار میں سفری الاؤنس (کنویئنس الاؤنس) نہیں ملتا۔ کیونکہ اساتذہ تعطیلات سے مستفید ہوتے ہیں۔ اور اپنے فرائض منصبی کے لئے متعلقہ اداروں میں حاضر نہیں ہوتے۔ یہ درست ہے کہ یہ الاؤنس عدالت ہائے عالیہ اور اس کی ماتحت عدالتوں میں تعطیلات کے دوران جاری رہتے ہیں۔

(ب) ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔ کیونکہ وہ تعطیلات کے دوران اپنے اداروں میں برائے ادائیگی فرائض منصبی حاضر نہیں ہوتے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب کوئی ضمنی سوال؟

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ استاد کا درجہ دوسروں سے کم ہے؟ جج صاحبان کو تعطیلات میں سفری الاؤنس دیا جاتا ہے تو اساتذہ کو کیوں نہیں دیا جاتا؟

وزیر مال: جناب سپیکر! ہر محکمے کے اپنے اپنے قواعد و ضوابط ہوتے ہیں۔ محکمہ تعلیم کو جوڈیشری سے ملانا' میرے خیال میں کسی طریقے سے بھی مناسب نہیں ہو گا۔ جوڈیشری کو ایسی بہت سے مراعات حاصل ہیں جو استاد صاحبان کو حاصل نہیں ہیں۔ ان کا درجہ کسی طرح کم نہیں ہے۔ بلکہ ان کا درجہ سب سے زیادہ ہے۔ کیونکہ انہی سے پڑھ کے لوگ جج بھی بنتے ہیں۔ لیکن ہر محکمے کے اپنے اپنے قواعد و ضوابط ہوتے ہیں۔ انہیں میں رہ کر ہی کوئی رعایت دی جا سکتی ہے۔

میاں محمد اسحاق: کیا اس سے استاد کو مایوسی نہیں ہوتی؟ وہ بچوں کو تعلیم دینے میں مایوس ہوتا ہے۔ جبکہ دوسرے محکمے میں اتنی سہولتیں دی جاتی ہیں اور استاد کو محروم کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: میاں صاحب' اس کا جواب کیا ہو سکتا ہے؟

میاں محمد اسحاق: میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اسلامی اور اخلاقی طور پر جب ہم استاد کو اپنے سے اتنا اوپر سمجھتے ہیں کہ انہیں والدین کا درجہ دیتے ہیں تو انہیں ان سہولتوں سے کیوں محروم کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: اس کا بھی جواب آ چکا ہے۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق: جناب والا! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ اساتذہ ان دنوں چھٹیاں گزار رہے ہوتے ہیں اور تعطیلات سے مستفید ہو رہے ہوتے ہیں۔ وہ اپنے سکول اور کالج میں روزانہ جا کر ڈیوٹی دیتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ شاید وزیر موصوف کے علم میں یہ بات نہیں ہے۔ چھٹیوں میں بھی انہیں ڈیوٹی دینی پڑتی ہے۔ اس لئے انہیں الاؤنس ملنا چاہیئے۔

وزیر مال: جناب سپیکر! محترمہ کا سارا سوال صحیح نہیں ہے۔ سارے اساتذہ اداروں میں حاضری

نہیں دیتے۔ ہیڈماسٹر، پرنسپل یا کوئی اور ایسا سربراہ جاتا ہے۔ اگر وہ جاتے ہیں تو سفری الاؤنس کلیم کر سکتے ہیں اور وہ حاصل کرتے ہیں۔ لیکن تمام اساتذہ اداروں میں حاضر نہیں ہوتے۔ اس لئے سفری الاؤنس کا کوئی سوال نہیں ہے۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق: جناب سپیکر! میں انہیں چھٹیوں میں یہ بات عملی طور پر دکھا سکتی ہوں۔

وزیر مال: جناب سپیکر! پھر تو چھٹیوں کا مطلب ہی فوت ہو گیا۔ اگر سارے ہی اساتذہ سکولوں اور کالجوں میں جاتے ہیں تو پھر چھٹیاں کس بات کی ہیں؟ میں ان کی بات سمجھ نہیں سکا۔ جس کو بھی کسی ادارے میں کام کے لئے بلایا جاتا ہے وہ سفری الاؤنس کلیم کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر: سردار غلام عباس خان

پرائمری سکولوں کے اساتذہ کی ایزادی آسامیاں

☆ 237- **سردار غلام عباس خان:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ماضی میں پرائمری اساتذہ کی ایزادی آسامیاں سیکرٹری صاحب محکمہ تعلیم کے حکم کے تحت ایزاد کی جاتی تھیں لیکن بعض سکولوں کی ایزادی آسامیاں منظور ہونے تک وہاں کے طلباء کی تعداد اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ اس میں مزید آسامیوں کی ضرورت پیدا ہو جاتی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ بعض سکولوں میں منظور شدہ آسامیاں زیادہ ہیں اور طلباء کم ہیں۔ مگر زیادہ تر سکولوں میں طلباء کی تعداد بہت زیادہ اور آسامیاں بہت کم ہیں۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت ایزادی آسامیوں کے ایزاد کرنے کے زیادہ سے زیادہ اختیارات ہر ڈویژن کے ڈائریکٹر صاحبان کو تفویض کرنے کو تیار ہیں اگر ہاں تو کب تک۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد اقبال):

(الف) ایزادی آسامیوں کی منظوری ایک مقررہ طریقے سے ہوتی ہے اور محکمہ تعلیم اس طریقے کے مطابق ہر سال محکمہ مالیات کی منظوری سے ضروری آسامیاں فراہم کرتا ہے۔ محکمہ تعلیم ڈی پی آئی سکولز اور ناظم تعلیمات متعلقہ ڈویژن کی توسط سے اضافی آسامیوں کا تخمینہ تیار کرتا

ہے اور محکمہ مالیات ضرورت اور وسائل کے پیش نظر آسامیاں منظور کرتا ہے۔ سکولوں میں بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر ہر سال اضافی اسامیوں کی منظوری دی جاتی ہے۔ 86-1985ء میں پرائمری سکولوں کے لئے پانچ سو اضافی آسامیاں منظور کی گئی تھیں۔

(ب) چونکہ وسائل کی منظوری محکمہ مالیات کے پاس ہے اور اسے صوبائی سطح پر دوسری ترجیحات کو بھی پیش نظر رکھنا ہوتا ہے۔ اس لئے ڈویژنل ڈائریکٹر صاحبان کو اضافی اسامیاں وضع کرنے کا اختیار دینا ممکن نہیں ہے۔ 87-1986ء میں اضافی آسامیاں کثیر تعداد میں منظوری کی توقع ہے۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر مال: جناب سپیکر! باقی سوالات کے جوابات میں ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔ ماسوائے 327 اور 426 کے۔ ان کے جوابات شامل نہ کئے جائیں۔ میری درخواست ہے کہ یہ دو سوال ڈیفر کر دیئے جائیں۔ ان کا جواب ہم بعد میں عرض کر دیں گے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

جناب سپیکر: بجا ہے۔ ان دو سوالات کے جوابات Defer کئے جاتے ہیں۔ باقی سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نرڑ مورین ہائی سکول کی عمارت کی تعمیر

☆276- **جناب محمد یامین:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرام بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول نرڑ مورین تحصیل کہوٹہ جسے گذشتہ مالی سال 84-1983 میں ہائی سکول کا درجہ دینے کے ساتھ ساتھ عمارت کی تعمیر کے لئے فنڈز بھی مہیا کئے گئے تھے؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ سکول کی عمارت کی تعمیر شروع کی گئی تھی اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

وزیر اعلیٰ:

(الف) جی ہاں۔

(ب) گورنمنٹ گرلز مڈل سکول نرڑ مورین کو ہائی کا درجہ دیتے وقت مقررہ معیار کے مطابق تین لاکھ چوراسی ہزار روپے تعمیر عمارت مہیا کئے گئے تھے۔ پہاڑی اور دشوار علاقہ ہونے کی وجہ سے محکمہ تعمیرات نے اس رقم میں سکول کی عمارت تعمیر کرنے سے معذوری ظاہر کر دی اور چھ لاکھ چھیاسی ہزار روپے کے ترمیم شدہ تخمینہ جات محکمہ تعلیم کو بھیج دیئے۔ یہ تخمینہ جات منظوری اور پڑتال کے لئے چیف انجنیئر نارتھ زون کو بھیج دیئے گئے جن کو پڑتال کے بعد رقم کو پانچ لاکھ اناسی ہزار روپے (5.79) کر دیا گیا۔ اور پڑتال شدہ تخمینہ جات 27 جون 1985ء کو واپس آئے۔ یہ تخمینہ مزید تیرہ ایسے مدارس کے تخمینہ جات کے ساتھ شامل کرکے ایک سکیم تیار کی جا چکی ہے۔ اور برائے غور و منظوری محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کو 1-9-85 کو بھیجی جا چکی ہے۔

پنجاڑ اور مرزا پور ہائی سکولوں کی عمارات کی تعمیر

☆277- **جناب محمد یامین:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول پنجاڑ تحصیل کوٹہ و گورنمنٹ گرلز مڈل سکول مرزا پور داخلی ملوٹ ستیاں تحصیل مری کو محکمہ کی چٹھی نمبر (Dev) 8-12/75 (M-10) SO مورخہ 30-10-1982 کے تحت ہائی کا درجہ دیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکولوں کو ہائی کا درجہ دینے کے ساتھ ساتھ عمارتوں کی تعمیر کے لئے رقم ابھی تک فراہم نہیں کی گئی۔

(ج) اگر جزو (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سکولوں کی عمارات کی تعمیر کرنے کے لئے رقوم مہیا نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) جی نہیں۔ محکمہ کی چٹھی نمبر (Dev) 8-12/75 (ML -10) SO مورخہ 30-10-82 کے تحت مذکورہ سکولوں کا درجہ نہیں بڑھایا گیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی نے P.C.I فارم میں درج کر دیا تھا کہ یہ سکول گورنر ڈائریکٹو کے تحت ہائی کر دیئے گئے ہیں۔

لہٰذا عمارتیں تعمیر کرنے کے لئے فنڈز دیئے جائیں۔ PCI فارم کی وصولی پر یہ چٹھی پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کو رقم مہیا کرنے کے لئے لکھی گئی تھی۔ بعد میں 21 دسمبر 1982ء کو پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ میں معلوم ہوا کہ گورنر صاحب نے ان سکولوں کا درجہ بڑھانے کے لئے کوئی ڈائریکٹو جاری نہیں کیا تھا چنانچہ فنڈز مہیا نہ کئے گئے۔ چیئرمین ضلع کونسل کو پروونشل کونسل پنجاب کے سیشن کے دوران صورت حال سے آگاہ کر دیا گیا تھا۔ اب دوبارہ یہ مسئلہ اٹھایا گیا ہے۔ جناب گورنر صاحب کو ایک سمری کے ذریعے سے مورخہ 26-6-85 کو صحیح صورت حال سے آگاہ کر دیا گیا ہے۔ اور محمد یامین صاحب کو محکمہ کی چٹھی نمبر S.O (Dev) 8-12/75 (ML-10) مورخہ 9-7-85 کے ذریعے اطلاع کر دی گئی ہے۔

(ب) جی نہیں۔

(ج) جزو (الف) کی روشنی میں رقم مہیا کرنے کے لئے کوئی جواز نہیں ہے۔

مری کے ہائی سکولوں میں سائنس ٹیچر اور لیبارٹریز کا بندوبست

☆ 281- **لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) نصیر احمد**: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ: تحصیل مری میں کل کتنے ہائی سکول ہیں اور ان میں سے کتنے ہائی سکول ایسے ہیں جہاں سائنس ٹیچر تعینات ہیں اور کتنے ایسے ہیں جہاں لیبارٹریز کا بندوبست ہے؟

وزیر اعلیٰ: تحصیل مری میں اس وقت 25 ہائی سکول ہیں۔ ان میں 12 ہائی سکولوں میں سائنس ٹیچر تعینات ہیں اور چودہ ہائی سکولوں میں سائنس لیبارٹریز کا بندوبست ہے۔

سکولوں کی انسپیکشن کا طریقہ کار

☆ 282- **لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) نصیر احمد**: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ مختلف اضلاع میں سکولوں کی انسپیکشن کا کیا طریقہ کار ہے۔ اور اس پر عمل درآمد کیسے کیا جاتا ہے؟

وزیر اعلیٰ: صوبہ پنجاب کے اضلاع میں پرائمری اور مڈل جماعتوں کے سکولوں کا معائنہ اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسرز کرتے ہیں۔ ہائی مدارس اور جونیئر ماڈل سکولز کا معائنہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسرز کرتے ہیں۔ جبکہ سنٹرل ماڈل اور کمپری ہینسو سکولز کا معائنہ ڈائریکٹر آف ایجوکیشن کرتے ہیں۔

یہ معائنہ جات ماہانہ کئے جاتے ہیں۔ اور متعلقہ افسران معائنہ کے پروگرام تشکیل دے کر اپنے

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

افسران اعلیٰ سے اس کی منظوری لیتے ہیں۔ اور سکولوں میں جا کر یہ افسران تدریس کا کام' اہم نصابی تعلیمی سرگرمیوں' آڈٹ اینڈ اکاؤنٹ' اشیاء سرکار مال کی جانچ پڑتال' رہنمائی اور لاگ بکس میں ریمارکس وغیرہ درج کرتے ہیں۔

موضع اجنیانوالہ میں ڈگری کالج کا قیام

☆ 297- جناب عاشق حسین بھٹی: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع اجنیانوالہ آبادی کے لحاظ سے بہت بڑا علاقہ ہے۔ اور وہاں ایک گورنمنٹ ہائی سکول موجود ہے۔ مگر کوئی کالج موجود نہیں۔ نتیجتاً" طلبہ کو 24 میل کی مسافت طے کرکے اعلیٰ تعلیم کے لئے شیخوپورہ جانا پڑتا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ علاقہ میں ڈگری کالج قائم کرنے کو تیار ہے اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) درست ہے۔

(ب) کسی بھی علاقہ میں ڈگری کالج کا شروع ہی سے اجراء نہیں کیا جاتا ہے۔ دوسری طرف چھٹے پنج سالہ منصوبہ (88-1983) میں انٹر کالج کے قیام کی گنجائش نہیں رکھی گئی ہے۔ اس صورت حال سے عہدہ برآں ہونے کے لئے حکومت کے زیر غور چند منتخب ہائی سکولوں میں مرحلہ وار گیارہویں اور بارہویں کلاسوں کا اجراء ہے۔ اس نئی حکمت عملی کے تحت گورنمنٹ ہائی سکول اجنیانوالہ کا کیس بھی زیر غور ہے۔

پرائیویٹ کالجوں کے اساتذہ کی سنیارٹی اور ترقی کا تعین

☆ 299- رانا پھول محمد خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مارشل لاء ریگولیشن نمبر 118 شق 4 بی کے تحت 11 ستمبر 1972ء سے صوبہ کے تمام پرائیویٹ کالجوں اور ان کے ساتھ ملحقہ جائیداد کو صوبائی حکومت کی تحویل میں دے دیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ قومی تحویل میں لئے جانے والے کالجوں کے اساتذہ کی سنیارٹی اور

ترقی کا تعین ان کی کل مدت ملازمت پر کیا گیا ہے۔ لیکن ان کی پنشن کا تعین نجی تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لئے جانے والے سال 1972ء میں کیا گیا ہے۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ قومی تحویل میں لئے جانے والے دوسرے اداروں کے ملازمین کی پنشن کا تعین ان کی کل مدت ملازمت پر کیا گیا ہے۔

(د) اگر جزو (ب) و (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کالجوں کے اساتذہ کی سنیارٹی اور پنشن کا تعین ان کی کل مدت ملازمت پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) جی ہاں۔ یہ حقیقت ہے کہ مارشل لاء ریگولیشن نمبر 118 کے تحت صوبے کے تمام پرائیویٹ کالجوں اور ان کے ساتھ ملحقہ جائیداد کو یکم ستمبر 1972ء سے صوبائی تحویل میں لے لیا گیا ہے۔

(ب) سنیارٹی کے سلسلے میں حکومت پنجاب محکمہ تعلیم کی زیر چٹھی نمبر S.O (R + B) 25/72 مورخہ 7 نومبر 1973ء ان کی کل مدت ملازمت کو یونٹوں میں تبدیل کرکے قومی تحویل میں لئے گئے اساتذہ کی سنیارٹی کا تعین کیا گیا۔ تاہم ان کی سرکاری ملازمت چونکہ 1-9-1972 سے شروع ہوتی ہے۔ اس لئے ان اساتذہ کی پنشن کا تعین بحوالہ بالا قواعد کی رو سے مندرجہ بالا تاریخ سے کیا جائے گا۔

(ج) محکمہ تعلیم سے متعلق نہیں۔

(د) ابھی تک (ب) میں دیئے گئے قواعد میں کسی قسم کی تبدیلی برائے پنشن اس دفتر کے علم میں نہیں۔

ملکوال ضلع گجرات میں گرلز انٹر کالج کا قیام

☆ 307- **جناب محمد افضل چن:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ملک وال میں ضلع گجرات کا ایک بہت بڑا قصبہ اور ٹاؤن کمیٹی ہے۔ اس وقت صرف ایک گرلز سکول کام کر رہا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ملکوال کے نزدیک کوئی گرلز انٹر کالج نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

طالبات کو بہت دشواری ہوتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت ملکوال ضلع گجرات میں گرلز انٹر کالج قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) جی ہاں۔

(ب) درست ہے۔ فی الحال حکومت کا ملکوال میں انٹر کالج قائم کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ کیونکہ ابھی 12 تحصیلیں ایسی ہیں جہاں پر لڑکیوں کے انٹر کالج نہیں ہیں۔ پہلے مرحلہ میں ان تحصیلوں کے صدر مقامات پر انٹر کالج کھولے جائیں گے۔

سرال اور ماچھیا کے مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دینا

☆ 328- **راجہ جاوید اخلاص:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ تعلیم کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا تھا کہ ہر یونین کونسل کی سطح پر لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے ہائی سکول کھولے جائیں گے اگر ایسا ہے تو یہ کب تک ممکن ہو گا اور کیا حکومت یونین کونسل کینٹ خلیل میں سرال اور یونین کونسل پنج گراں میں ماچھیا کے مڈل سکولوں جن کے لئے عمارتیں بھی فراہم کی جا چکی ہیں کو ہائی کا درجہ دینے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ: یونین کونسل کی سطح پر لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے ہائی سکول کھولنے کے لئے چونکہ حکومت کے وسائل محدود ہیں جس کی وجہ سے محکمہ تعلیم ایسے اقدام اٹھانے سے قاصر ہے۔

مڈل سکول سرال اور مڈل سکول ماچھیا کا درجہ بڑھانے کے سلسلے میں صورت حال یہ ہے کہ حکومت اپنے وسائل کے مطابق ہر سال ضلع کے لئے ایک کوٹہ مقرر کرتی ہے۔ جس کے مطابق محدود تعداد میں مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دیا جاتا ہے۔ قوانین کے مطابق ان مڈل سکولوں کے انتخاب کا مسئلہ مکمل طور پر ضلع کونسل کی صوابدید پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ضلع کونسل اپنے باقاعدہ اجلاس میں قرار داد منظور کرکے کوٹے کے مطابق ان مڈل سکولوں کو منتخب کرتی ہے جن کا درجہ بڑھانا مقصود ہوتا ہے۔

اس مالی سال میں ضلع کونسل راولپنڈی سے کوٹے کے مطابق ایک سکول (مڈل) لڑکوں کا اور ایک سکول (مڈل) لڑکیوں کا' کو ہائی سکول کا درجہ دیا ہے۔

اساتذہ کی غیر قانونی تعیناتی

☆339- چودھری غلام رسول: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مورخہ 12 مئی 1984ء پی ٹی سی۔ سی ٹی اور غیر مستند اساتذہ کی بھرتی کے لئے ضلعی تعلیمی آفیسر زنانہ لاہور نے انٹرویو کئے تھے اور قانون کے مطابق ان اساتذہ کی میرٹ لسٹ مرتب کی گئی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پی ٹی سی اور سی ٹی کی میرٹ لسٹوں میں سے گذشتہ بارہ ماہ میں صرف بیس یا تیس امیدواروں کو مختلف سکولوں میں تعینات کیا گیا ہے جبکہ غیر مستند اساتذہ کی میرٹ لسٹ سے ایک امیدوار کی بھی تعیناتی نہیں کی گئی۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ صرف گذشتہ دو ماہ میں تیس یا چالیس پی ٹی سی اور سی ٹی لڑکیوں کو بطور معلمات لاہور شہر اور دیہات میں تعینات کیا گیا ہے۔ جبکہ وہ تمام لڑکیاں میرٹ لسٹوں پر نہیں تھیں اور اس طرح سے میرٹ پر آنے والی امیدواروں کی حق تلفی کی گئی ہے۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت نے چٹھی نمبری ایس او (پی ای) ایجوکیشن 3-/84 مورخہ 20 فروری 1985ء کے تحت ضلع لاہور میں دس نئے گرلز پرائمری سکولوں میں دو دو پی ٹی سی کی اسامیاں منظور کی تھیں۔

(ھ) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ متذکرہ بالا دس سکولوں میں جن لڑکیوں کو تعینات کیا گیا ہے ان کے نام میرٹ لسٹ پر موجود نہیں ہیں۔

(و) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ان غیر قانونی تعیناتیوں کے متعلق کئی دفعہ اخباروں میں بھی آ چکا ہے اور متعلقہ حکام کو تحقیقات کے لئے درخواست بھی دی گئی تھی۔

(ز) اگر جزو (الف) تا (و) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ضلعی تعلیمی آفیسر (زنانہ) لاہور کو ایسی غیر قانونی کارروائیوں سے روکنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس ضمن میں اب تک کیا اقدامات کئے گئے ہیں۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) جی ہاں۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔ پی ٹی سی اور سی ٹی امیدواروں کی تعیناتی میرٹ لسٹ کے مطابق کر دی گئی ہے۔ غیر مستند صرف ان اساتذہ کی تعیناتی کی گئی ہے جن کا تعلق انہی دیہات سے ہے

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

یا ان کے قرب و جوار کے دیہات سے ہے جہاں پر کوئی ٹرینڈ یا ان ٹرینڈ امیدوار جانے کے لئے تیار نہ تھا۔

(ج) یہ درست ہے گذشتہ دو ماہ میں پی ٹی سی کے کسی امیدوار کے احکام تقرری جاری نہیں کئے گئے۔ ہاں البتہ سی ٹی کی چند اسامیاں حسب ضابطہ ضرورت اور انتظامی امور کے تحت پر کی گئیں۔ تاہم میرٹ لسٹوں کے تمام کامیاب امیدواروں کو پہلے سے ہی تعینات کر دیا گیا۔

(د) جی ہاں۔ درست ہے۔

(ہ) جی نہیں۔ یہ درست نہ ہے۔ وقتی طور پر ان آسامیوں پر ان امیدواروں کی تعیناتی کی گئی وہ وہاں جانے کے لئے تیار تھیں ان سکولوں میں موجودہ تعینات شدہ اساتذہ کے نام میرٹ لسٹ پر موجود ہیں۔

(و) یہ بات اس حد تک درست ہے کہ روزنامہ نوائے وقت میں اس امر کی شکایت کی گئی تھی۔ اس شکایت اور دیگر شکایات جو معتمد تعلیم پنجاب یا ناظم اعلیٰ تعلیمات سکولز کو موصول ہوئی ہیں ان کے بارے میں افسران بالا نے ابتدائی تحقیقات کیں مگر آج تک بادی النظر میں کوئی الزام بھی درست نہ پایا گیا۔

(ز) جزو الف تا و کا جواب پہلے ہی دیا جا چکا ہے۔ جہاں تک حکومت کی نگرانی کا تعلق ہے۔ حکومت اس سلسلے میں کڑی نگاہ رکھے ہوئے ہے۔ آفیسر مذکورہ کے خلاف تحقیقات ہو رہی ہیں۔ اگر اس سلسلے میں کوئی غیر قانونی کارروائی پائی گئی تو آفیسر مذکورہ کے خلاف مناسب کارروائی کی جائے گی باوجود اس کے آفیسر مذکورہ کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ وہ آئندہ اس ضمن میں محتاط رویہ اختیار کرے۔

گوجرانوالہ میں مسجد مکتب سکیم کے غیر مستند اساتذہ کی تنخواہ کی ادائیگی میں تاخیر

☆ 354- راؤ مراتب علی خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ ضلع گوجرانوالہ کے سابق ڈی ای او نے گوجرانوالہ میں مسجد مکتب سکیم کے تحت چلنے والے مختلف سکولوں کے غیر مستند اساتذہ کی تقرری و تعیناتی کے احکامات بذریعہ چٹھی نمبر ڈی 1501 مورخہ 84-3-27 جاری کئے گئے تھے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ متذکرہ بالا مدرسین 1984ء سے درس و تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ مگر ان کو عرصہ ایک سال کی تنخواہ کی ادائیگی نہیں کی جا رہی ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ بالا اساتذہ کو تنخواہ ادا کرنے میں کیا قانونی امر مانع ہے اور ان کو کب تک تنخواہ ادا کی جائے گی۔

وزیر اعلیٰ:

(الف) سابق ڈی۔ ای۔ او گوجرانوالہ کی طرف سے جاری ہونے والی چٹھی نمبر 1501/DE مورخہ 27-3-84 کے تحت مسجد مکتب سکیم کے تحت چلنے والے سکولوں کے اساتذہ کی تقرری و تعیناتی کے احکامات مشکوک ہیں۔ 13-9-85 کو سابقہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر گوجرانوالہ کے دستخطوں کا نمونہ محکمہ پولیس کی فارسینک لیبارٹری کرائمز برانچ کو تجزیہ کے لئے بھیجا گیا ہے۔

(ب) تجزیہ رپورٹ موصول ہونے پر اس سلسلے میں مزید کارروائی ہو سکے گی۔

(ج) جزو الف اور ب کی روشنی میں فی الحال غیر متعلقہ ہے۔

صوبہ میں پی ٹی سی اور سی ٹی کلاسوں میں غیر مستحق افراد کے داخلہ کی تحقیقات

☆ 355- **راؤ مراتب علی خان:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ سال 84-1983ء میں صوبہ پنجاب کے متعدد اضلاع میں پی۔ ٹی۔ سی اور سی۔ ٹی کلاسوں میں داخلے استحقاق کے برعکس غیر مستحق افراد کو دیئے گئے ہیں۔ جس کا ثبوت محکمہ تعلیم کے ریکارڈ پر موجود ہے اور بوقت طلبی فراہم کیا جا سکتا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس نا انصافی کے مرتکب اہلکاران کے خلاف تحقیقات کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) داخلہ میرٹ کے مطابق استحقاق کی بنیاد پر ہی دیا جاتا ہے۔ تاہم بعض پسماندہ اضلاع نیز معذور، یتیم اور بیوگان وغیرہ کے بچوں کو ان کے مخصوص حالات کے پیش نظر گورنر صاحب کی خصوصی اجازت سے داخلہ دیا جاتا ہے۔ تاہم حکومت کے عمل میں یہ بات لائی گئی کہ پچھلے سال چند تعلیمی اداروں کے سربراہوں نے قواعد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے غیر مستحق تھرڈ

ڈویژن طلباء کو داخلہ دیا۔

(ب) قواعد کی خلاف ورزی کرنے والے ایسے سربراہان ادارہ کے خلاف انکوائری کا حکم صادر کر دیا گیا ہے۔

ضلع بہاولنگر کی سب تحصیل ڈاھرانوالہ میں انٹر کالج کا قیام

☆ 372- چودھری محمد اکرم: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع بہاولنگر کی تحصیل چشتیاں میں ڈاھرانوالہ سب تحصیل میں گرلز اور بوائے ہائی سکول موجود ہیں مگر اس کے ارد گرد کم از کم 20 میل تک کوئی انٹر کالج نہیں ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اہالیان علاقہ نے محکمہ تعلیم کے توسط سے دونوں سکولوں کو کالج کا درجہ دیئے جانے کا مطالبہ کیا ہے اور گورنر نے سوال کنندہ کی درخواست پر گرلز انٹر کالج بنانے کے متعلق محکمہ تعلیم سے رپورٹ طلب کی تھی۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ علاقے کی ضرورت کے پیش نظر وہاں گرلز اور بوائے انٹر کالج کا قیام ناگزیر ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکولوں میں کسی ایک سکول کو انٹر کالج کا درجہ دینے کو تیار ہے؟ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔ اہالیان علاقہ نے طالبات کے لئے ڈاھرانوالہ میں انٹر کالج کا کوئی مطالبہ نہیں کیا تھا۔ بلکہ انٹر کالج برائے طلباء کا مطالبہ کیا گیا تھا جو کہ بعد میں قابل عمل نہ ہونے کی وجہ سے ترک کر دیا گیا۔

(ج) ڈاھرانوالہ سے تقریباً" بیس کلومیٹر کے فاصلے پر چشتیاں اور ہارون آباد میں پہلے ہی سے گرلز کالج موجود ہیں جہاں پر ڈاھرانوالہ کی طالبات آسانی سے آ جا سکتی ہیں۔ اسی طرح چشتیاں اور ہارون آباد میں لڑکوں کے لئے ڈگری کالج موجود ہے۔ ان حالات کی موجودگی میں ڈاھرانوالہ میں گرلز یا بوائز کالج کے قیام کی ضرورت نہیں ہے۔

گورنمنٹ کالج فیصل آباد میں مزید اساتذہ کی تقرری

☆ 383- سید طاہر احمد شاہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج فیصل آباد میں گذشتہ تین سال سے ایم اے اسلامیات کی کلاسز جاری کر دی گئی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کالج متذکرہ بالا میں تین ہزار سے زائد طلباء زیر تعلیم ہیں اور اسلامیات کا مضمون ہر طالب علم کے لئے لازمی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ کالج میں اسلامیات کے صرف پانچ اساتذہ تعینات ہیں جنہیں سال اول سے ایم تک اسلامیات کی تدریس کرنا پڑتی ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ کالج متذکرہ کی طرف سے چھٹی نمبری ای۔ سی 2968 مورخہ 21 نومبر 1984ء کے ذریعے اسلامیات کے آٹھ مزید اساتذہ کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کالج میں اسلامیات کے اساتذہ کی کمی پوری کرنے کے لئے تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔ ماسوائے اس بات کہ اسلامیات کا مضمون ہر طالب علم کے لئے لازمی نہیں ہے۔

(ج) کالج میں اسلامیات کے اساتذہ کی منظور شدہ تعداد چھ ہے۔ فی الوقت پانچ اساتذہ کام کر رہے ہیں۔ جبکہ چھٹے کا تبادلہ حال ہی میں گورنمنٹ کالج لاہور میں ہو گیا ہے۔ یہ جگہ پر کی جا رہی ہے۔

(د) اس قسم کا کوئی مطالبہ صوبائی محکمہ تعلیم میں موصول نہیں ہوا ہے۔

(ہ) اسلامیات کے مزید تین اساتذہ کی اسامیاں مذکورہ کالج کے لئے 1-9-85 سے منظور کر دی گئی ہیں۔

گورنمنٹ ہائی سکول خانقاہ شریف کو ڈگری کالج کا درجہ دینا

☆ 394- میاں شہاب الدین اویسی: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ قصبہ خانقاہ شریف تحصیل و ضلع بہاولپور کی آبادی 10 ہزار نفوس پر مشتمل ہے اور اس کے گرد و نواح میں تین ہائی سکول اور تقریباً" دس میل سے زیادہ فاصلہ پر ایک ڈگری کالج قائم ہے۔

705

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ قصبہ کے گرد و نواح میں بسنے والے طلباء کی سہولت کے لئے خانقاہ شریف میں قائم شدہ گورنمنٹ ہائی سکول کو انٹر کالج کا درجہ دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) درست ہے ماسوائے اس حقیقت کے کہ قصبہ خانقاہ شریف بہاولپور سے تقریباً" دس میل کے فاصلے پر ہے اور بہاولپور میں لڑکوں کے لئے ڈگری کالج اور انٹر کالج پہلے ہی موجود ہیں۔

(ب) چونکہ خانقاہ شریف سے صرف دس میل کے فاصلے پر بہاولپور میں لڑکوں کے لئے انٹر کالج اور ڈگری کالج موجود ہیں اس لئے فی الحال خانقاہ شریف میں انٹر کی سطح کی تعلیم کی سہولت مہیا کرنا قابل عمل نہیں ہے۔

ان ٹرینڈ اساتذہ کی تنخواہوں کے سکیل میں تضاد

☆ 400- چودھری غلام رسول: کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع قصور میں محکمہ تعلیم نے بی۔ اے کے امیدواروں کو سکیل نمبر 9 فکسڈ دے کر ان ٹیرنڈ ٹیچر لگایا ہے۔ اگر ایسا ہے تو کتنے امیدواروں کو سکیل نمبر 9 فکسڈ دیا گیا ان کی تفصیل بتائی جائے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ضلع لاہور میں محکمہ تعلیم نے بی اے امیدواروں کو سکیل نمبر 7 فکسڈ دے کر انہیں ان ٹرینڈ ٹیچر لگایا ہے اگر ایسا ہے تو کتنے امیدواروں کو یہ سکیل دیا گیا ان کی تفصیل بتائی جائے۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو قصور کے امیدواروں کو سکیل نمبر 9 فکسڈ اور لاہور کے امیدواروں کو سکیل نمبر 7 فکسڈ دینے کی کیا وجوہات ہیں اور کیا محکمہ تعلیم مذکورہ تضاد کو ختم کرکے لاہور کے امیدواروں کو بھی سکیل نمبر 9 فکسڈ دینے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

706

وزیر اعلیٰ:

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ ضلع قصور میں بی اے' ایم اے اور ایف اے امیدوار جن کی تعداد نو ہے۔ ایس وی یا ای ایس ٹی کی اسامی پر تعیناتی کی گئی ہے اور سکیل نمبر 9 کلئڈ دیا گیا ہے۔ سروس رولز مروجہ کے مطابق ان ٹرینڈ امیدوار کی تعیناتی اسی سکیل میں کی جاتی ہے جو اس آسامی کا بنیادی سکیل ہوتا ہے۔ خواہ اس کی تعلیمی قابلیت کچھ بھی ہو۔ لیکن آسامی کے مقررہ تعلیمی استعداد سے کم نہ ہو۔ ان آسامیوں کی بنیادی تنخواہ سکیل نمبر 9 (620 - 29 - 1200) ہے۔

(ب) جی ہاں۔ یہ درست ہے محکمہ تعلیم کے قواعد کے مطابق ایسے امیدوار خواہ وہ کوئی بھی تعلیمی استعداد رکھتے ہوں۔ تعیناتی کے وقت جس آسامی پر ان کو تعینات کیا جاتا ہے اس کی بنیادی تنخواہ کلئڈ دی جاتی ہے۔ اگر ایک بی اے امیدوار کو ای ایس ٹی کی اسامی پر تعینات کیا جائے تو اسے سکیل نمبر 9 کلئڈ دیا جائے گا۔ جو کہ اس آسامی کی بنیادی تنخواہ ہے۔ اگر اسی امیدوار کو پی ٹی سی کی آسامی پر تعینات کیا جائے تو اسے سکیل نمبر 7 پر کلئڈ جو کہ اس آسامی کی بنیادی تنخواہ ہے' دیا جائے گا۔ لہٰذا اگر کسی ایسے امیدوار کی تعیناتی ایسی آسامیوں پر کی گئی ہے تو اسے اسی آسامی کا بنیادی سکیل دیا گیا ہے۔

(ج) اس کا جواب جزو (الف) و (ب) میں دیا جا چکا ہے کہ ہر امیدوار کو اس کی آسامی پر جس پر وہ تعینات کیا گیا ہو' اس کی بنیادی تنخواہ دی جاتی ہے۔ خواہ اس کی تعلیمی استعداد کچھ بھی ہو۔ لہٰذا محکمہ تعلیم اس سلسلے میں کچھ کرنے سے قاصر ہے۔

نارمل سکول کمالیہ کی ملکیتی اراضی کی الاٹمنٹ

☆ 420- **سردار الطاف حسین:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ نارمل سکول کمالیہ کی وہ ملکیتی اراضی جو 1926ء سے سکول کے زیر قبضہ ہے اور اس رقبہ پر محکمہ تعلیم نے سکول کی عمارت اور گندے پانی کے تالاب تعمیر کئے ہوئے ہیں۔ اس میں سے ایک کنال اراضی غیر قانونی طور پر کسی شخص کو الاٹ کر دی گئی تھی۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا اراضی واپس حاصل کرنے کے لئے کارروائی کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

707

وزیر اعلیٰ:

(الف) درست ہے یہ اراضی ایک شخص مسمی الٰہی بخش نے محکمہ مال اور سیٹلمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے حکم سے مل کر اپنے نام الاٹ کرائی ہے۔ محکمہ تعلیم نے اس ضمن میں ضروری قانونی کارروائی کی ہوئی ہے۔

(ب) محکمہ تعلیم کے ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کے مشورہ کے مطابق ڈپٹی کمشنر ٹوبہ ٹیک سنگھ سے مل کر زمین کو نارمل سکول کمالیہ کے Acquire کرنے کی درخواست دائر کر دی گئی ہے۔

خیر النساء سکول کے سابقہ عملہ کی بحالی

☆ 421- خان ظفر اللہ خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ خیر النساء ہائی سکول مسلم گنج کاچھو پورہ لاہور علاقہ کے مخیر حضرات نے 1979ء میں اپنی مدد آپ کے تحت سولہ سترہ لاکھ روپے زر کثیر صرف کر کے بنوایا تھا۔

(ب) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ 30 اپریل 1983ء کو چند سزا یافتہ غنڈوں' رسہ گیروں اور دیگر جرائم پیشہ افراد نے مدرسۃ البنات مصری شاہ کی ہیڈ مسٹریس کی مدد اور رضامندی سے خیر النساء ہائی سکول کی عمارت کی کھڑکیاں' دروازے اور دیواریں توڑ کر حملہ کر دیا تھا۔

(ج) آیا یہ حقیقت پر مبنی ہے کہ محکمہ تعلیم کا کچھ بدعنوان عملہ متذکرہ غنڈوں کی خواہش کے مطابق کاغذات میں رد و بدل کر کے خیر النساء سکول کے تدریسی عملہ اور دفتری عملہ کو برطرف کرنے اور اپنے منظور نظر عملے کو تعینات کرنے کے مرتکب ہوئے ہیں۔

(د) آیا یہ درست ہے کہ ضلعی رابطہ کمیٹی نے حکومت سے پرزور سفارش کی تھی کہ خیر النساء سکول اس کے بانیان کو واپس کر دیا جائے اور اس کے سابقہ عملہ کو بحال کیا جائے۔

(ھ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس معاملے کی تحقیقات کرنے اور خیر النساء سکول اس کے بانیان کے سپرد کرنے' سابقہ عملے کو دوبارہ تعینات کرنے' غنڈوں کی سرکوبی کرنے اور محکمہ تعلیم کے بدعنوان اہلکاروں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

708

وزیر اعلیٰ:

(الف) اس سکول کے لئے 2 کنال 3 مرلے کا ایک ٹکڑا مخیر خاتون مسماۃ خیر النساء نے وقف کیا تھا۔ جس پر ایک مقامی رفاہ عامہ کی انجمن نے مقامی لوگوں کے چندہ سے سکول کی عمارت بنائی تھی اور گورنمنٹ کی تحویل میں آنے سے قبل تک اس سکول کو مرکزی انجمن فروغ تعلیم (رجسٹرڈ) کاچھو پورہ چلاتی تھی۔

(ب) انجمن کے سرپرست اعلیٰ میاں شجاع الرحمان رئیس بلدیہ لاہور اور دوسرے عہدیداران کی پرزور سفارش/ درخواستوں پر حکومت نے مفاد عامہ کے پیش نظر اس سکول کی عمارت کو 16 جولائی 1983ء کو اپنی تحویل میں لیا تھا۔ اس تحریر میں بنیادی اصول وہی تھا جس کے تحت حکومت کسی علاقے میں اپنی مدد آپ کے تحت تعمیر کردہ تعلیمی ادارہ کو اپنی تحویل میں لے کر عملہ وغیرہ مہیا کرتی ہے۔

جہاں تک 30 اپریل 1983ء کے واقعہ کا تعلق ہے اس وقت سکول کا انتظام حکومت کے پاس نہیں تھا۔ اس لئے محکمہ تعلیم اس سلسلے میں کچھ کہنے سے قاصر ہے۔

(ج) جیسا کہ بتایا جا چکا ہے کہ خیر النساء گرلز ہائی سکول کاچھوپورہ لاہور کی عمارت کو محکمہ تعلیم نے اپنی تحویل میں لے لیا تھا۔ بحیثیت مجموعی اس سکول کو MLP-118 کے تحت قومیانہ (Nationalise) نہیں کیا گیا تھا۔ اگر اس سکول کو قومیایہ جاتا تو محکمہ اس سکول کے عملے کو سرکاری ملازمت میں لینے کا پابند ہوتا۔ مگر ایک ترمیم کی رو سے حکومت اب کسی سکول کو MLP-118 کے تحت قومیا نہیں سکتی۔ جہاں تک سکول کے سابقہ عملے کی بحالی کا تعلق ہے۔ کوئی سرکاری اہلکار کسی قسم کی بدعنوانی کا مرتکب نہیں ہوا۔ اور نہ ہی انہوں نے کسی کے کہنے پر سکول کے ریکارڈ میں رد و بدل کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب سکول کی عمارت کو سرکاری تحویل میں لیا گیا تو سکول کے تدریسی عملہ کے زیادہ تر ارکان نے سرکاری ملازمت کے لئے نئے سرے سے افسران مجاز کو درخواستیں دیں۔ ان میں سے جن افراد کو قواعد و ضوابط کی رو سے اہل پایا گیا ان کو سرکاری ملازمت میں لیا گیا۔ اور محض انسانی ہمدردی کے پیش نظر ان کی تعیناتی اس سکول میں کی گئی اور قواعد کے مطابق ان افراد کی تعیناتی کسی اور جگہ بھی ہو سکتی ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ ضلعی رابطہ کمیٹی لاہور نے ایک قرار داد میں سفارش کی کہ اس سکول کے مندرجہ ذیل سابقہ عملے کو بحال کیا جائے۔

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

(1) مسز عظمت شاہین ہیڈ مسٹریس (2) مس اقبال ناز لیڈی ٹیچر (3) مسز اقبال لیڈی ٹیچر (4) بشیر احمد کلرک کم کیشئر (5) سلطان محمد نائب قاصد (6) بابا حسن محمد چوکیدار۔ 709

جہاں تک مندرجہ بالا افراد کی بحالی کا تعلق ہے حکومت نے اس سکول کو قومیہ نہیں تھا اور نہ ان ملازمین کو اپنے کنٹرول میں لیا ہی تھا۔ اس لئے ان افراد کو بحال کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(ھ) مندرجہ بالا گذارشات کی روشنی میں یہ واضح ہے کہ خیر النساء گرلز ہائی سکول کاچھوپورہ لاہور کی عمارت کو علاقہ کے عوام کی خواہشات رئیس بلدیہ کی سفارشات اور عوامی مفاد کے پیش نظر سرکاری تحویل میں لیا گیا تھا۔ تاکہ علاقے کی بچیوں کا تعلیمی مستقبل محفوظ ہو جائے۔ اس لئے محکمہ تعلیم اس سکول کی عمارت کو واپس کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ جہاں تک سکول کے عملے کی بحالی کا تعلق ہے وہ قانونی طور پر ممکن نہیں ہے۔

ایڈھاک لیکچراروں کی مستقلی

☆ 430- **رانا پھول محمد خان:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اس وقت صوبہ میں تقریباً 1200 لیکچررز ایڈھاک بنیاد پر تعینات ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سال 1970ء 1972ء اور 1976ء میں تعینات شدہ ایڈھاک لیکچررز کو مستقل کر دیا گیا تھا۔

(ج) اگر جزو (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ بالا 1200 لیکچررز کو کب تک مستقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) صوبہ میں ایڈھاک بنیاد پر تعینات اساتذہ کی تعداد 1155 ہے جن میں 645 مرد اور 510 خواتین ہیں۔

(ب) جی ہاں۔ 1970ء میں ایسے ایڈھاک اساتذہ کی ملازمت پبلک سروس کمیشن کی منظوری کے بعد باقاعدہ (ریگولر) کر دی گئی تھی جن کی ملازمت چار سال ہو چکی تھی۔ اور ان کا ریکارڈ تسلی بخش تھا۔ اس طرح 1972ء اور 1976ء میں بھی ایسے اساتذہ کی ملازمت باقاعدہ کر دی تھی۔

(ج) یہ معاملہ اس وقت زیر غور ہے۔ تاہم اس سلسلہ کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ ایڈھاک لیکچررز میں سے کئی ایک یا اس سے زیادہ مرتبہ کوشش کے باوجود پبلک سروس کمیشن کے معیار پر پورے نہ اترے ہیں۔ ایسے لیکچررز کو مستقل کرنے کا ایک قدرتی اثر تعلیم کا مزید انحطاط ہے۔ اسی وجہ سے حکومت اس کوشش میں ہے کہ ایسی صورت وضع کی جائے جس سے معیار میں کمی بھی نہ ہو اور ایڈھاک لیکچررز کا معاملہ بھی جس حد تک ممکن ہو طے کیا جائے۔

710

ترقی پانے والے ہیڈ ماسٹروں کے نوٹیفکیشن کا اجراء

☆ 432- چودھری احسان الحق: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ گورنمنٹ سکولوں میں جن اساتذہ کو گریڈ 17 میں بطور ہیڈماسٹر ترقی دی جاتی ہے انہیں تین چار سال تک اپنی ہی تنخواہ اور گریڈ پر کام کرنا پڑتا ہے اور ہیڈ ماسٹر کی ترقی کا نوٹیفکیشن ان کی اطلاع حاضری سے نہیں بلکہ کافی مدت کے بعد جاری ہوتا ہے جس کی وجہ سے ایسے اساتذہ کو مالی نقصان کے علاوہ بہت سی ملازمت کی رعایتوں سے محروم ہونا پڑتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ آرڈر نمبر 20832/80-5/1 ایڈمن' 1 مورخہ 20 جولائی 1980ء کے مطابق کئی اساتذہ کو اپنی ہی تنخواہ اور گریڈ پر ہیڈ ماسٹر تعینات کیا گیا اور انہیں تین سال سے زیادہ عرصے کے بعد 20 ستمبر 1983ء میں بذریعہ حکم نمبر۔ ایس او / ایس۔ ای/1-47/82' ریگولر کیا گیا۔ جس کی وجہ سے متذکرہ اساتذہ تین سال سے زیادہ عرصہ تک فرائض بطور ہیڈماسٹر انجام دیتے رہے مگر قومی ترقی یافتہ عہدہ کی مراعات سے محروم رہے۔ اور ہزاروں روپے کا مالی نقصان ہوا جو تمام سروس تک محیط ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا اساتذہ کی تاریخ حاضری سے ریگولر نہیں کیا گیا جبکہ آسامیاں اس تاریخ سے قبل ہی خالی تھیں۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس طرح تعینات کئے گئے اساتذہ کو ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسرز مشروط طور پر تنخواہیں ادا کرتے ہیں اور بعض اوقات فائل مکمل نہ ہونے کی صورت میں تنخواہیں روک لی جاتی ہیں اور جب افسران بالا سے اس سلسلہ میں رابطہ قائم کیا جاتا ہے تو جواب ملتا ہے کہ ان اساتذہ کی سالانہ خفیہ رپورٹیں نہ ہونے کے سبب فائلیں مکمل نہیں ہیں حالانکہ ان فائلوں کو مکمل کرنا امیدواروں کی ذمہ داری نہیں۔

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

(ھ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بطور ہیڈ ماسٹر ترقی پانے والے اساتذہ کا نوٹیفکیشن ترقی دی جانے والی تاریخ سے ہی جاری کرنے اور ان کی فائلیں اور سروس ریکارڈ مکمل کرنے کے احکام دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

71/

وزیر اعلیٰ:

(الف) فوری طور پر ہیڈ ماسٹروں کی اسامیاں پر کرنے کے لئے سنیارٹی کی بناء پر ایس۔ ایس۔ ٹی۔ کو 17 گریڈ کی اسامی پر بطور ہیڈ ماسٹر اپنی ہی تنخواہ پر تعینات کر دیا جاتا ہے تاکہ تعلیمی حرج نہ ہو۔ انہیں مالی نقصان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ وہ پہلے ہی گریڈ 17 میں کام کر رہے ہوتے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ نوٹیفکیشن 20 ستمبر 1983ء کو ہی جاری ہوئی مگر ان ہیڈ ماسٹر صاحبان کو مستقبل قریب میں ان کی تاریخ تقرری سے ہی گریڈ 17 کی تنخواہ دی جا رہی ہے۔ لہٰذا کسی مالی نقصان کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(ج) گورنمنٹ کے مجوزہ احکام کے مطابق باقاعدہ ترقی پچھلی تواریخ سے نہیں بلکہ موجودہ تاریخ سے دی جاتی ہے۔

(د) ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسرز کا تعلق صرف تنخواہ دینا ہے خفیہ رپورٹوں کی فائلیں مکمل یا نامکمل ہونے سے ان کا کوئی سروکار نہیں۔

(ھ) جیسا کہ اوپر شق ج میں بیان کیا جا چکا ہے کہ گورنمنٹ کے مجوزہ احکام کے مطابق ترقی موجودہ تاریخ سے ہی دی جاتی ہے۔ مزید برآں ان ہیڈ ماسٹر صاحبان کو تاریخ تقرری سے ہیڈ ماسٹر کی پوسٹ کی تنخواہ مستقبل قریب میں دی جا رہی ہے جس کی وجہ سے کسی مالی نقصان کا کوئی اندیشہ نہیں۔

گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول ٹاؤن شپ لاہور کی عمارت میں توسیع

☆ 442- **جناب محمد رفیق:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بلاک نمبر 2 سیکٹر اے 2 ٹاؤن شپ لاہور میں گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول کا اجراء کیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس سکول کی عمارت ایک کمرہ پر ہی مشتمل ہے۔ جو کہ بچوں کی

تعداد کے مطابق ناکافی ہے نہ کوئی بیت الخلاء ہے اور نہ بجلی فراہم کی گئی ہے۔ مزید برآں چار دیواری نہ ہونے کی وجہ سے بے پردگی ہوتی ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ عمارت میں متذکرہ سہولتیں بہم پہنچانے اور عمارت کی مرمت و توسیع کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) جی ہاں۔ بلاک نمبر 2 سیکٹر اے 2 ٹاؤن شپ لاہور میں ایک گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول قائم ہے۔

(ب) جی ہاں۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول مذکورہ میں ایک ہی کمرہ ہے۔ بیت الخلاء اپنی مدد آپ کے تحت بنا دیا گیا ہے۔ بجلی کا کنکشن حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ نیز اپنی مدد آپ کے تحت چار دیواری کا کچھ حصہ تعمیر کر دیا گیا ہے۔

(ج) جی ہاں۔ حکومت مذکورہ عمارت میں مزید سہولتیں بہم پہنچانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ انشاء اللہ موجودہ مالی سال کے اختتام تک یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔

مشن ہائی سکول' فورمین گرلز سکول اور وکٹوریہ سکول کی عمارتوں کی مرمت

☆514- **بیگم فرحت رفیق خواجہ:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مشن ہائی سکول رنگ محل لاہور' فورمین گرلز سکول اور وکٹوریہ سکول کی عمارتوں کی حالت نہایت ناگفتہ بہ تھی اور جنہیں مکمل گرا کر دوبارہ تعمیر کرنے کی ضرورت تھی۔ مگر ٹھیکیداروں نے وقت اور چھتیں بچانے کے لئے معمولی و عارضی مرمت کر کے ان کی مکمل تعمیروں کے بل وصول کئے ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کی عمارات کو از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف)(i) مشن ہائی سکول رنگ محل کی عمارت کی ضروری مرمت ہو چکی ہے۔ سپریم

کورٹ کے احکام کے تحت اس کا ڈھانچہ بدلنا ممکن نہیں۔

(ii) وکٹوریہ گرلز سکول کی عمارت محکمہ آثار قدیمہ کی ملکیت ہے۔ اس کی مرمت وغیرہ کے تخمینہ جات تیار ہو چکے ہیں۔ محکمہ آثار قدیمہ ان پر غور کرنے کے بعد مناسب کارروائی کرے گا۔

(iii) فورمین گرلز سکول کی عمارت کی مرمت کے لئے اس سال 39 ہزار روپے دیئے گئے ہیں۔ نامکمل کام کے عوض پورا بل وصول کرنے کا تعلق محکمہ تعلیم سے نہیں ہے۔

(ب) (i) مشن ہائی سکول رنگ محل کی از سر نو تعمیر سپریم کورٹ کے جاری کردہ حکم امتناعی کی بنا پر اس وقت ممکن نہیں ہے۔

(ii) وکٹوریہ گرلز کی عمارت محکمہ آثار قدیمہ کی ملکیت ہے۔ اس کی رضامندی کے بغیر اس کا ڈھانچہ تبدیل کرنا ممکن نہیں۔

(iii) فورمین گرلز سکول کا معاملہ مشن ہائی سکول رنگ محل سے منسلک ہے۔ اور اس کی از سر نو تعمیر سپریم کورٹ کے جاری کردہ حکم امتناعی کی بنا پر اس وقت ممکن نہیں۔

پنجاب یونیورسٹی لاہور میں تدریسی و انتظامی آسامیوں پر تقرر

☆ 530- **بیگم فرحت رفیق خواجہ:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

آیا یہ امر واقعہ ہے کہ پنجاب یونیورسٹی لاہور میں بیک وقت ایک افسر کئی تدریسی و انتظامی آسامیوں کا چارج سنبھالے ہوئے ہے۔ جس کی وجہ سے تعلیمی معیار پست ہو چکا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور مذکورہ افسران کے نام اور عوضہ ذمہ داریوں کی تفصیلات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

پنجاب یونیورسٹی میں کچھ افسران تدریسی و انتظامی ذمہ داریوں کا کام سنبھالے ہوئے ہیں مگر اس سے تعلیمی معیار متاثر نہیں ہو رہا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی ایکٹ کی شق (4) 15 کے تحت وائس چانسلر کو اختیار ہے کہ بوقت ضرورت کسی افسر کو اپنی مخصوص ذمہ داریوں کے علاوہ عارضی طور پر اضافی ذمہ داریاں بھی سونپ سکیں۔ اس شق کی روشنی میں وائس چانسلر صاحب نے درج ذیل اصحاب کو اضافی فرائض دینے کے عارضی احکامات جاری کئے ہیں۔

(I) جناب منیر الدین چغتائی (پرو وائس چانسلر) عارضی طور پر ڈائریکٹر ادارہ تعلیم و تحقیق کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

(2) جناب ڈاکٹر محمد ظفر اقبال (پروفیسر آف کیمسٹری) عارضی طور پر رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

(3) جناب انوار الحق (چیف لائبریرین) عارضی طور پر صدر شعبہ لائبریری کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

(4) جناب ڈاکٹر خالد حمید شیخ (پروفیسر آف بائی) ان کو یونیورسٹی گرانٹس کمیشن لاہور کے سب آفس میں بطور ڈائریکٹر کام کرنے کی اجازت ملی ہوئی ہے۔

ڈائریکٹر ادارہ تعلیم و تحقیق اور رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی کی اسامیوں کو سیلکشن بورڈ کے ذریعے پر کرنے کے لئے ضروری اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ البتہ لائبریری سائنس کے صدر کے لئے ابھی تک کوئی موزوں استاد میسر نہیں آ سکا۔ کیونکہ اس شعبہ میں تربیت یافتہ لوگوں کی بہت کمی ہے۔

ان کے علاوہ کچھ اصحاب کے پاس اپنے بنیادی عہدوں کے علاوہ ڈین/ پرنسپل کا عہدہ بھی ہے۔ انہیں معمول کے مطابق اضافی ذمہ داریاں دی گئی ہیں۔ ڈین کی تقرری یونیورسٹی ایکٹ کے تحت کسی شعبہ کے صدر یا پرنسپل میں سے ہی پر کی جاتی ہے۔ اور یہ کوئی باقاعدہ اسامی نہیں ہے۔ اس طرح دیگر اضافی ذمہ داریوں کے لئے بھی کوئی مخصوص اسامیاں نہیں ہیں۔

سرکاری سکولوں کی عمارتوں کے لئے فنڈ کی فراہمی

☆591- **چودھری محمد اعظم چیمہ:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ تعلیم کے سکولوں کی سرکاری عمارتوں کو خطرناک قرار دے دیا گیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو مذکورہ سکولوں میں آئندہ بچوں کی تعلیم جاری رکھنا خطرے سے خالی نہیں۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ گوجرانوالہ میں نیشنلائز کئے جانے والے ہائی سکولوں کی عمارتیں جو کرایہ پر ہیں بوسیدہ اور مخدوش حالت میں ہیں اور ان میں تعلیم جاری رکھنا خطرناک ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ضلع گوجرانوالہ کے منظور شدہ سکولوں کے اجراء کے باوجود ابھی تک عمارتوں کا بندوبست نہیں کیا گیا اگر ایسا ہے تو کیا حکومت مذکورہ عمارتوں کے لئے فنڈز مہیا کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع گوجرانوالہ میں بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ نے بارہ سکولوں کی عمارتوں کو خطرناک قرار دیا ہے۔

(ب) گوجرانوالہ شہر میں قومیائے گئے چند سکولوں کی عمارت کو خطرناک قرار دیا گیا ہے۔ ان عمارت کے استعمال کی ممانعت کر دی گئی اور فوری طور پر عارضی متبادل انتظام کیا گیا ہے۔

(ج) نئے اجراء شدہ سکولوں میں مڈل اور ہائی کے لئے حکومت عمارت کے لئے فنڈز مہیا کرتی ہے جبکہ پرائمری سکول عوام کی اس یقین دہانی پر کھولے گئے ہیں کہ ان کی عمارت وہ خود مہیا کریں گے۔ لیکن اکثر حالتوں میں چونکہ پبلک نے اپنی یقین دہانی پر عمل نہیں کیا جس کی وجہ سے بہت سے پرائمری سکول بغیر عمارت کے رہ گئے جن کے لئے حکومت نے اس سال فیصلہ کیا ہے کہ ہر نئے گرلز پرائمری سکول کو مبلغ 60,000 روپے فی سکول کی گرانٹ دی جائے جس سے ایک کمرہ اور چار دیواری تعمیر ہو سکے۔

اس مالی سال میں مختلف سکیموں کے تحت ضلع گوجرانوالہ کے اجرا شدہ سکولوں کی عمارت کے لئے ایک کروڑ آٹھ لاکھ سینتالیس ہزار کی رقم رکھی گئی ہے اور اڑتالیس لاکھ انیس ہزار روپے متعلقہ محکمہ جات کو فراہم کر دیئے گئے ہیں۔ بقیہ فنڈز بھی عنقریب فراہم کر دیئے جائیں گے۔

گورنمنٹ سکول برائے ذہنی معذور اناغالی کے لئے وین کی فراہمی

☆ 608- جناب محمد اشرف بارا: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا گورنمنٹ سکول برائے ذہنی معذور اناغالی جو کہ 128- خیبر بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں واقع ہے' میں زیر تعلیم بچوں کو ان کے گھروں سے سکول تک اور سکول سے گھروں تک پہنچانے کے لئے محکمہ تعلیم نے سرکاری بس یا وین وغیرہ کا کوئی بندوبست کر رکھا ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ماضی قریب میں مذکورہ سکول کے بچوں کو گھروں سے سکول تک لانے اور سکول سے گھروں تک پہنچانے کے لئے وین کے مہیا کئے جانے کی ایک تجویز محکمہ تعلیم کے زیر غور تھی۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ بچوں کے والدین نے اپنے بچوں کے آنے جانے کی سہولت کے لئے محکمہ تعلیم کو متعدد بار مذکورہ بالا سکول کے لئے وین مہیا کرنے کو کہا ہے۔

(د) اگر جزو (الف) تا (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نے مطلوبہ وین مذکورہ سکول کو مہیا کر دی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) جی ہاں۔ (ب) جی ہاں۔

(ج) یہ اسکول پچھلے سال قائم کا گیا ہے اور نئی بلڈنگ میں ستمبر 1985ء سے کلاسیں شروع کی گئی ہیں۔ سکول کی فوری ضرورت کے پیش نظر وین مہیا کر دی گئی ہے۔

(د) سکول کو وین مہیا کی جا چکی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

اے۔ ای۔ او۔ وزیر آباد کے خلاف تحقیقات

39- **راجہ خلیق اللہ خان:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وائس چیئرمین ٹاؤن کمیٹی چودھری جناب مقصود احمد کی جانب سے اے۔ ای۔ او۔ وزیر آباد کے خلاف ایک تحریری درخواست کمشنر گوجرانوالہ کو دی جس میں یہ الزام عائد کیا تھا کہ اے۔ ای۔ او۔ مذکور بطور سیکرٹری خریداری کمیٹی ناقص سامان برائے سکول ہائے تحصیل وزیر آباد خرید کیا اور اس طرح کافی رقم خرد برد کی جس پر کمشنر گوجرانوالہ نے ڈپٹی ڈائریکٹر تعلیم گوجرانوالہ کو تحقیق پر مامور کیا۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ڈپٹی ڈائریکٹر مذکور کی جانب سے تحقیقات مکمل ہو چکی ہیں اور اس پر کیا عمل درآمد ہوا۔ بصورت دیگر تحقیقات نامکمل ہونے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال (چودھری محمد اقبال):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) ڈپٹی ڈائریکٹر تعلیمات (سکولز) گوجرانوالہ نے اپنی تحقیقاتی رپورٹ جناب کمشنر صاحب گوجرانوالہ کو مورخہ 12-08-1985 کو ارسال کر دی ہے۔

گورنمنٹ کالج میں گریڈ وائز آسامیاں

67- **جناب گل حمید خان روکڑی:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

گورنمنٹ کالجوں میں گریڈ وائز آسامیوں میں باہمی نسبت کیا ہے اور کیا یہ نسبت برقرار رکھی جا رہی

ہے اور ان آسامیوں کی کل تعداد کیا ہے نیز ان میں کتنی اور کب سے خالی ہیں؟

وزیر اعلیٰ: گورنمنٹ کالجوں میں پروفیسوں' اسسٹنٹ پروفیسوں اور لیکچراروں کی اسامیوں میں باہمی نسبت 17:6:1 کی ہے۔ ہر سال نئی آسامیوں کے باعث یہ نسبت ہمہ وقت برقرار نہیں رہ سکتی۔ اسے برقرار رکھنے کے لئے وقتاً" فوقتاً" لیکچراروں اور اسسٹنٹ پروفیسوں کی آسامیاں اپ گریڈ کی جاتی ہیں۔ اس وقت مذکورہ نسبت کو برقرار رکھنے کے لئے اپ گریڈیشن کے معاملہ پر کارروائی ہو رہی ہے۔ جو عنقریب مکمل ہو جائے گی۔

گورنمنٹ کالجوں میں گریڈ وائز کل اسامیوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

نام اسامی	مردانہ	زنانہ	میزان
پروفیسر	258	133	391
اسسٹنٹ پروفیسر	1605	834	2439
لیکچرار	4361	2310	6671
میزان	6224	3277	9501

گورنمنٹ کالجوں میں خالی اسامیوں کی تفصیل بمطابق 30-09-1985 درج ذیل ہے۔

نام اسامی	مردانہ	زنانہ	
پروفیسر	پی - 19	61	42
اسسٹنٹ پروفیسر	پی - 18	75	68
لیکچرارا	پی - 17	261	252

اسامیاں مختلف اوقات میں خالی اور پر ہوتی رہتی ہیں۔ ہر اسامی کے لئے اس کے خالی ہونے کی حتمی تاریخ دینا ممکن نہیں ہے۔ لیکچراروں کی اسامیاں جو سال رواں کے دوران وجود میں آئی ہیں ان میں پیشتر پر کی جا چکی ہیں۔

پبلک سروس کمیشن کو تمام تر خالی اسامیوں کو Requsition بھیج دی گئی ہے۔ اور منتخب امیدواروں کے آنے پر ان اسامیوں کو مستقل بنیادوں پر' پر کر دیا جائے گا۔ اسسٹنٹ پروفیسوں کی اسامیاں لیکچراروں کے مختلف گروپوں کے درمیان سنیارٹی کے تنازعہ کا کیس سپریم کورٹ میں ہونے اور نتیجتاً" پروموشن نہ ہونے کی وجہ سے خالی ہیں۔ تاہم ان میں سے اکثر اسامیوں پر لیکچرار کام کر رہے ہیں۔ پروفیسروں کی اسامیاں بھی پروموشن نہ ہونے کے باعث خالی پڑی ہیں تاہم یہ معاملہ زیر

کارروائی ہے جو جلد مکمل ہو جائے گا۔

اراکین اسمبلی کے لئے سرکاری ملازمت کا کوٹہ

68- میاں مختار احمد شیخ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت صوبائی اسمبلی کے اراکین کو ایک سال کے دوران کم و بیش پچاس ملازمین کو محکمہ تعلیم میں بھرتی کی سفارش کرنے کا اختیار دے رہی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کب تک اس پر عمل درآمد متوقع ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) فی الحال ایسی کوئی تجویز محکمہ کے زیر غور نہیں ہے۔

(ب) بمطابق جواب "جزو الف"

بی اے' بی ایڈ اساتذہ کی سنیارٹی کی بنیاد پر ترقی

76- جناب سردار محمد امجد فاروق خان کھوسہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گذشتہ پانچ سالوں کے اندر جن بی اے' بی ایڈ' اساتذہ کو سنیارٹی کی بنیاد پر ہیڈماسٹر یا ہیڈ مسٹریس تعینات کیا گیا ہے انہیں باقاعدہ ترقی دی گئی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ایسے اساتذہ کو خزانہ سرکار سے چارج الاؤنس کی ادائیگی کی جا رہی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ ایسے ترقی یافتہ اساتذہ کو صرف چھ ماہ کی مدت کے لئے Drawing Disbursing Officer کے اختیارات تفویض کئے جاتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو صرف چھ ماہ کے عرصہ کے تعین کا جواز کیا ہے؟

وزیر مال (چودھری محمد اقبال):

(الف) جن مردانہ اساتذہ کو 1981 سے جون 1983ء تک اور جن خواتین اساتذہ کو 1981ء سے 1982ء تک سنیارٹی کی بنیاد پر ہیڈماسٹر یا ہیڈ مسٹریس تعینات کیا گیا ہے انہیں محکمانہ پروموشن کمیٹی نے باقاعدہ ترقی دے دی ہے۔ بقیہ ہیڈ ماسٹروں اور ہیڈ مسٹریسوں کو مفاد عامہ کے تحت ان کی اپنی تنخواہ اور سکیل میں ان اسامیوں پر تعینات کیا گیا ہے ان کی ترقی کا معاملہ محکمانہ

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پرموشن کمیٹی کے زیر غور ہے اور اسی ماہ نپٹا دیا جائے گا۔

(ب) جو اساتذہ بطور ہیڈماسٹر یا ہیڈمسٹریس تعینات ہیں انہیں چارج الاؤنس باقاعدگی سے مل رہا ہے البتہ ایسے اساتذہ جو کہ اپنی تنخواہ اور سکیل میں بطور ہیڈماسٹر یا ہیڈمسٹریس تعینات ہیں انہیں یہ الاؤنس محکمہ مالیات کی پالیسی کے تحت نہیں مل رہا ہے۔

(ج) ایسے اساتذہ جن کو سنیارٹی کی بنیاد پر ہیڈماسٹر/ ہیڈ مسٹریس کی آسامی پر باقاعدہ نوٹیفکیشن کے ذریعے ترقی دی جاتی ہے انہیں ہیڈماسٹر/ ہیڈمسٹریس تعینات ہونے پر D.D.O. (Drawing & Dishursing Officer) کے اختیارات خود بخود حاصل ہو جاتے ہیں۔ چھ ماہ کے عرصہ کے لئے D.D.O. کے اختیارات صرف ان ہیڈماسٹر/ ہیڈ مسٹریس کو حاصل کرنے ہوتے ہیں جن کی ترقی کا نوٹیفکیشن نہیں ہوتا تاکہ اس عرصہ میں باقاعدہ نوٹیفکیشن ہو جائے اور وہ بھی مستقل بنیاد پر D.D.O. بن جائیں۔

چودھری محمد اکرم: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر: جی چودھری صاحب۔

چودھری محمد اکرم: جناب سپیکر! آج کے سوالات میں ایک سوال نمبر372 ہے۔ اس کا جواب غلط دیا گیا ہے۔ اس سے پچھلے سیشن میں وزیر موصوف نے 6 نومبر کے اجلاس میں میرے سوال نمبر15 کے جواب میں فرمایا تھا کہ ڈاھرانوالہ میں گیارھویں بارھویں کلاس کے اجراء کے لئے حکومت نے اصولی طور پر منظور کر لیا ہے اور شامل کر لیا ہے۔ یہ جواب پہلے دے چکے ہیں۔ مگر آج یہ لکھا ہے کہ ایسی وہاں کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس کی وضاحت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ یہ سوالات کے بارے میں سوال ہے اور وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے اس سلسلے میں آپ اپنے طور پر پرائیویٹ بات کر سکتے ہیں یا حسب ضابطہ یہاں تشریف لائیں کہ آپ کے سوال کا جواب غلط دیا گیا ہے۔ اس کے متعلق ایک ضابطہ ہے اس کے تحت آپ یہاں تشریف لائیں۔ ہم آپ کی بات کا جواب لے کر دیں گے۔

چودھری محمد اکرم: درست ہے۔

مسئلہ استحقاق

سرکاری ہسپتالوں میں بیڈ چارجز

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ جناب چودھری محمد رفیق صاحب کی طرف سے تحریک استحقاق ہے۔ جس کے لئے آج کا دن مقرر ہے۔

بیگم نجمہ حمید: جناب سپیکر میں نے جواب دینے کے لئے ایک دن کی مہلت لی تھی یہ تحریک استحقاق بیڈ چارجز کے متعلق تھی اگر آپ کہیں تو میں پہلے جواب دے دوں یا بعد میں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھئے ہم آپ کو زحمت دیں گے۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے تحریک استحقاق کو اس معزز ایوان کے سامنے پیش کر دیا تھا اگر اب اجازت ہو تو میں اپنی شارٹ سٹیٹمنٹ پیش کروں۔

جناب سپیکر: آپ نے اپنی شارٹ سٹیٹمنٹ دے دیں آپ نے یہ پڑھ دی تھی۔

چودھری محمد رفیق: جی جناب۔

جناب سپیکر: جی چودھری صاحب ارشاد فرمائیں۔

ڈگری کالج چک 333 گ ب ٹوبہ ٹیک سنگھ کو انٹرمیڈیٹ کالج کیا جانا

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! صوبائی کونسل پنجاب کے سیشن منعقدہ 6 مئی 1984ء میں ایک Debate کے دوران جناب گورنر صاحب کی طرف سے کمشنر فیصل آباد ڈویژن نے یہ اعلان کیا تھا کہ گورنمنٹ ایک انٹرمیڈیٹ کالج چک 333 گ ب ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کو ڈگری درجہ دے دیا گیا ہے اور اس اعلان سے دو دن پیشتر فیصل آباد ڈویژن کے چند معزز ارکان ایک وفد کی شکل میں جناب گورنر سے ملے جن میں فیڈرل ممبر بھی شامل تھے ان کی موجودگی میں جناب گورنر نے یہ وعدہ فرمایا تھا اس کالج کو ڈگری کا درجہ دے دیا جائے گا اور اگلے مالی سال سے یہ کالج بطور ڈگری کالج کام شروع کر دے گا۔ جناب والا! اس ڈائریکٹو پر کوئی عمل نہ ہوا جس پر میں نے پچھلے سیشن میں ایک سوال دیا تھا صوبائی کونسل 6 مئی 1984ء کے اجلاس کے اس اعلان کے ساتھ جس کے جواب میں محکمہ تعلیم نے

مجھے درست جواب نہ دیا جس کے لئے میں نے یہ تحریک استحقاق پیش کی تھی۔

محمد صدیق انصاری: جناب سپیکر! میرے فاضل ممبر رفیق صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ تحریک کو پڑھ چکے ہیں اور اس کے بعد یہ تحریک حسب ضابطہ ہاؤس میں پیش ہو کر منظور نہیں ہوئی ہے۔ یہ جناب سپیکر شارٹ سٹیٹمنٹ توضیح اوقات کے لئے ہے یا انڈر رولز ہے۔

جناب سپیکر: رولز اس کی اجازت دیتے ہیں یہ آپ کا پوائنٹ آف درست نہیں ہے کیونکہ جو تحریک استحقاق پیش کرے وہ اس کے متعلق شارٹ سٹیٹمنٹ دے سکتا ہے۔ ان کے بیان کے بعد یہ معاملہ ایوان میں پیش کیا جاتا ہے وزیر متعلقہ کو سننے کے بعد کہ ان کا پوائنٹ آف ویو کیا ہے؟

چودھری محمد رفیق: شکریہ جناب سپیکر۔ جناب والا! میں اب اس ادارے کے بارے میں مختصر سی تاریخ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ کالج جو کسی وقت ایک پرائمری سکول تھا جس کا اجراء 1908ء میں ہوا اور 1912ء میں یہ مڈل سکول بنا اور 1920ء میں یہ ہائی سکول بنا اور چالیس سال تک یہ ایک ماڈل ہائی سکول کے طور پر کامیابی کے ساتھ چلتا رہا اور اس کے متعلق انسپکشن ٹیم کے یہ ریمارکس ہیں۔

It was converted into a High School in 1920 and functioned remarkably for 40 years and was adjudged as first class Model High School in the whole of the Punjab by the Divisional Inspection team.

جناب والا! اس ادارے والی ایک انجمن تھی جس کے سربراہ جناب ڈاکٹر پیر بخش صاحب جو کہ اس علاقے کے سرسید کے نام سے مشہور ہیں اور جس انداز سے اور جن بنیادوں پر علی گڑھ کالج بنا یہ ادارہ بھی انہی بنیادوں پر بنا اور اس وقت جبکہ مالی وسائل بھی موجود نہ تھے اور حکومت کی اعانت نہ تھی اس انجمن کے ساتھ اس علاقے کا تعاون کے ساتھ اور ان ماؤں کی دعاؤں کے ساتھ جنہوں نے مٹھی بھر آٹا دے کر اس انجمن کی اعانت کی اور اس ادارے کو پروان چڑھایا جناب سپیکر 1964ء میں اسی انجمن کے زیر اہتمام ڈاکٹر پیر بخش ستارہ خدمت کی ذاتی کوششوں سے یہ انٹرمیڈیٹ کالج بنا اور جناب والا یہ ادارہ اسی انجمن اور ڈاکٹر پیر بخش کی کوششوں سے 1964ء میں ڈگری کالج بنا اور کامیابی کے ساتھ یہ دو سال تک چلتا رہا جناب والا! یہ ادارہ اس بات کا ثبوت ہے کہ آج بھی جب اس کو حکومت نے اپنے قبضہ میں لیا اور اس کو ڈگری کالج سے انٹرمیڈیٹ کالج کر دیا اور یونیورسٹی affiliation میں آج بھی اس کی Involvement بطور ڈگری کالج ہے' جناب والا 14 سال متواتر اس بات پر احتجاج کرتے رہے کہ اس ادارہ کو جس کا ڈاکٹر پیر بخش مرحوم نے خواب دیکھا تھا اور ان کی

انتک یہ کوشش تھی کہ یہ ادارہ ایک یونیورسٹی میں تبدیل ہو گا۔

جناب سپیکر: میں آپ کو یہ یاد دلانا چاہتا ہوں آپ شارٹ سٹیٹمنٹ

You will make short statement regarding the breach of privilege.

اس میں آپ یہ Justify نہیں کر سکتے۔

Regarding the breach of Privilege you will make the short statement. Please confine to the relevant question regarding breach of privilege.

چودھری محمد رفیق: جناب والا! شکریہ۔ میں اس کی تاریخ کو چھوڑتا ہوں اور میں Breach of Privilege پر آتا ہوں جناب سپیکر یہ ڈگری کالج تھا جب حکومت نے اس کو لیا تو اس کو انٹرمیڈیٹ کالج کر دیا جناب گورنر نے اس بات کا اعلان کیا تھا کہ اس کا سٹیٹس بحال کر دیا جائے گا اور جناب گورنر کے اس ڈائریکٹو کو جو جناب گورنر نے صوبائی کونسل کا اجلاس منعقدہ 6 مئی 1984ء میں یہ دیا تھا اس کے لئے میں نے ایک سوال پچھلے ہاؤس میں پیش کیا تھا جس کا جواب مجھے درست نہیں دیا گیا تھا جس کے لئے جناب میں نے یہ تحریک پیش کی تھی اور میرا مقصد یہی تھا کہ میں آپ کو تفصیل کے ساتھ بتا سکوں یہ ادارہ بطور ڈگری کالج چلتا رہا اور یونیورسٹی کے ساتھ آج بھی اس کا تعلق اور Involvement ہے۔ اس کے سٹیٹس بحال کیا جائے۔ جس کا حوالہ میں نے جناب گورنر کے ڈائریکٹو سے دیا تھا کہ وہ ڈگری کالج بنا رہے ہیں اور ڈگری کالج بنانے کا وعدہ فرمایا تھا اور محکمہ تعلیم نے اس سلسلے میں درست جواب نہیں دیا تھا کہ ان کے ریکارڈ میں یہ بات نہیں ہے۔ اس لئے میں نے جناب والا! یہ تحریک استحقاق دی تھی۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! اس میں آپ یہ ارشاد فرمائیں کہ گورنر ڈائریکٹو کا جو ذکر کیا ہے اس کی کاپی آپ کے پاس ہے اور یہ کاپی آپ نے ہمیں مہیا کی ہے؟

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ صوبائی کونسل پنجاب کی جو Debate مورخہ 6 مئی 1986ء کی ہے جس میں یہ سارا لکھا ہوا ہے اور اس ڈائریکٹو کا ذکر بھی اس Debate میں موجود ہے۔ وزیر تعلیم بھی اس وقت اس ادارے کے لئے کوشاں رہے۔

جناب سپیکر: اس Debate میں گورنر ڈائریکٹو کا ذکر ہے یا کمشنر کا ذکر ہے؟

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! کمشنر نے جناب گورنر کی طرف سے یہ اعلان کیا تھا اور جس وفد

میں گورنر صاحب نے اسے ڈگری کالج بنانے کا وعدہ فرمایا تھا اس وقت کمشنر صاحب موجود تھے اور اس دن اجلاس کی کارروائی روک کر گورنر صاحب کے اس ڈائریکٹو کو یہاں پڑھ کر سنایا گیا۔

جناب سپیکر: آپ کے خیال میں صوبائی کونسل میں جو جوابات دیئے گئے ان جوابات کی پابندی موجودہ گورنمنٹ کے محکمہ تعلیم پر عائد ہوتی ہے کہ وہ اس پر عمل کرے؟

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! چونکہ یہ گورنر صاحب ڈائریکٹو تھا اس لئے اس کا Honour تو ہونا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر: تو یہ breach of privilege کیسے بنا کہ صوبائی کونسل میں ایک سٹیٹمنٹ دی گئی ہے اور صوبائی کونسل میں دی گئی سٹیٹمنٹ پر عملدرآمد موجودہ گورنمنٹ نے نہیں کیا تو اس پر آپ breach of privilege کیسے بنا؟

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! breach of privilege تو اس وجہ سے بنا کہ میں نے جو سوال دیا تھا اور اس حوالے سے جناب گورنر کا ڈائریکٹو پڑھ کر سنایا گیا تھا لیکن میرے سوال کا جواب درست نہیں دیا گیا تھا۔

جناب سپیکر: بلا شبہ آپ کا سوال جو ہے وہ یہ ہے کہ آپ کا جو انٹرمیڈیٹ کالج ہے اس کو ڈگری کا درجہ دیئے جانے کے بارے میں کمشنر نے ایک سٹیٹمنٹ صوبائی کونسل کے اجلاس کے موقع پر دی تھی۔ آپ نے موجودہ حکومت سے یہ سوال کیا کہ اس کو ڈگری کا درجہ دینے کے بارے میں موجود حکومت کا کیا پروگرام ہے۔ تو محکمہ تعلیم کی طرف سے یہ جواب دیا گیا کہ ہمارے ریکارڈ میں اس ڈائریکٹو کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ کمشنر کی سٹیٹمنٹ کا ذکر نہیں ہے۔ تو اس سے breach of privilege کیسے بنتا ہے؟ یہ آپ مجھے سمجھا دیں۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! چونکہ یہ صوبائی کونسل کے اجلاس کی کارروائی تھی اور وزیر تعلیم اس وقت موجود تھے جنہوں نے ہمیں یہ خوشخبری اور مبارکباد دی تھی اور اس ادارے کو ڈگری تک لے جانے کے لئے ان کی ہمدردیاں بھی ہمارے ساتھ شامل تھیں۔ تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ اس اجلاس کی کارروائی محکمہ تعلیم کو نہ بھیجی جاتی۔

جناب سپیکر: جناب ریونیو منسٹر صاحب اس سلسلے میں کچھ ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر مال (جناب محمد اقبال): جناب والا! میں گزارش کرتا ہوں کہ میرے فاضل دوست

breach of privilege پر شائد اتنا زور نہیں دیں گے کیونکہ وہ تو ہوا ہی نہیں ہے۔ لیکن میں اس کی وضاحت کئے دیتا ہوں۔ وہ یہ کہ میں نے وہ سمری پڑھی تھی جس میں in principle لکھا ہوا تھا اور جناب گورنر نے اس پر اصولی طور پر agree کیا تھا اور انہوں نے اس کی feasibility منگوائی تھی۔ feasibility رپورٹ میں ان کے خلاف آ گئی تھی کہ یہ ڈگری کالج نہیں بن سکتا۔ تو اس پر انہوں نے دوبارہ کوئی حکم صادر نہیں فرمایا۔ اس لئے وہ کالج نہیں بن سکا۔ لیکن میرے فاضل دوست چونکہ اپنے مسئلے میں interested ہیں کہ ان کا مسئلہ کس طریقے سے حل کیا جائے۔ گورنر صاحب والی پچھلی ساری سمری ہمارے پاس موجود ہے آپ چاہیں تو ملاحظہ کروائے دیتا ہوں اور دوسری بات یہ ہے کہ اب ہم ان کے لئے ایک favourable summary سمری اس مسئلے پر بنا کر جناب چیف منسٹر کو بھیج رہے ہیں کیونکہ وہاں بڑا ابہام پایا جاتا ہے لہٰذا اس مسئلے پر غور کیا جائے اور یہ کالج بنا دیا جائے۔ favourable سمری محکمے کی طرف سے بنا کر جناب چیف منسٹر کو بھیج رہے ہیں۔ اگر میرے فاضل دوست ان گزارشات سے مطمئن ہوں تو وہ اس تحریک کو پریس نہیں کریں۔ میں ان کا مشکور ہوں گا۔

جناب سپیکر: چودھری رفیق صاحب کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! ایک تھوڑے سے لمحے کے لئے مجھے ایک عرض کرنے کی اجازت دی جائے۔ یہ ادارہ گو دیہات میں واقع ہے اور یہ سارے پنجاب میں ایک مثالی ادارہ ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ پورے ملک میں ایک مثالی ادارہ ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب اس سے تو کسی کو انکار نہیں ہے۔ ہم مانتے ہیں۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آپ کا یہ کالج ایک ڈگری کالج بننا چاہئے۔ وہ تو وزیر تعلیم بھی کہہ رہے ہیں کہ ہم اس کی سفارش کرنے کے لئے تیار ہیں اور ایک سمری بنا کر بھیجنے کو تیار ہیں۔ اس وقت آپ اس کی admissibility پر بات کریں یا اس کے facts پر بات کریں۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے جو feasibility report کا ذکر کیا ہے اس پر صرف یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اس کی feasibility اس لئے نامنظور کی گئی کہ یہ دیہات میں واقع ہے اور یہ سزا اس لئے دی گئی کہ یہ ایک دیہاتی کالج ہے اور دیہات میں ہونے کی وجہ سے اسے ڈگری کالج بنانے کے لئے محکمہ تعلیم نے feasibility نہیں بنائی۔ مجھے اعتراض صرف اس حد تک تھا۔ حالانکہ اس کے نتائج کسی بھی شہری کالج جیسے ہیں۔ گورنمنٹ ڈگری کالج ٹوبہ ٹیک سنگھ سے اس کے نتائج بہتر ہیں۔ گورنمنٹ ڈگری کالج گوجرہ سے بھی اس کے بہتر نتائج ہیں اور یہ ریکارڈ سے ثابت

ہے کہ گورنمنٹ کالج سمندری سے بھی اس کے بہتر نتائج ہیں حالانکہ اس میں ایسے سٹوڈنٹ جاتے ہیں جنہیں شہری کالجوں میں داخلہ نہیں ملتا۔ وہاں کا تعلیمی ماحول اتنا اچھا ہے کہ وہاں کبھی strike نہیں ہوئی اور ہنگاموں کے دنوں میں بھی کالج چلتا رہتا ہے اور بڑا Dedicated سٹاف ہے جس کی وجہ سے یہاں کے نتائج اچھے ہیں۔ جناب والا! چونکہ وزیر موصوف نے یہ وعدہ کیا ہے کہ اس پر ہمدردی سے غور کریں گے اور اس favourable summary بنا کر بھیجیں گے تو میں ان کے اس وعدے اور یقین دہانی پر اپنی اس تحریک کو پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

پیپلز ہاؤس میں ٹیلی فون کی سہولت کا فقدان

رانا پھول محمد خاں: جناب سپیکر! پیپلز ہاؤس میں رہائش پذیر ایم پی اے حضرات کی تحریک استحقاق تو میں پیش نہیں کر رہا بلکہ آپ کے نوٹس میں ایک تکلیف لانا چاہتا ہوں کہ ٹیلیفون کرنے کے لئے ہمیں سخت دقت کا سامنا ہے۔ دو دو گھنٹے تک ہمیں کوئی نمبر نہیں ملتا کیونکہ وہ ایکسچینج بہت چھوٹی ہے اور اس پر لوڈ بہت زیادہ ہے اگر ہمارے لئے یہ حالت ہے تو صوبے میں عام لوگوں کا کیا حال ہو گا۔ ہم پیپلز ہاؤس میں رہائش پذیر تمام اراکین آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتے ہیں کہ ہم سخت تنگ ہیں اور کسی سے بات بھی نہیں کر سکتے۔ ازراہ کرم محکمہ ٹیلیفون والوں کو کہہ کر یا حکومت سے کہیں یا مرکزی حکومت کو لکھیں یا جیسی بھی صورت ہو ہماری یہ تکلیف دور فرمائی جائے۔

گوجرانوالہ ہاؤسنگ سکیم میں رقبہ کو مستثنیٰ کیا جانا

جناب سپیکر: جناب عثمان ابراہیم صاحب کی پریویلیج موشن ہے۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! آپ کے حکم کے مطابق میں نے سبھی Documents آپ کو پیش کر دیئے تھے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ prima facie طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ محکمہ نے غلط بیانی سے کام لیا تھا۔ اس لئے میری استدعا ہے کہ اس تحریک کو پریویلیج کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ نے پریویلیج کمیٹی کو refer کرنے کے بارے میں move کیا ہے۔

جناب عثمان ابراہیم: جی ہاں۔

جناب سپیکر: جناب لاء منسٹر صاحب کچھ ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر قانون: جناب والا! میں تو پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اس سوال میں کوئی ایسی چیز موجود نہیں ہے۔ متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے اس بارے میں مزید Information حاصل کی ہیں اگر وہ مناسب سمجھیں تو ان سے پوچھ سکتے ہیں۔ ان کا جو سوال ہے اور اس کے جواب میں میں نے جو ریکارڈ دیکھا ہے اس سے ان کا کوئی Breach of privilege نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب کچھ ارشاد فرمانا چاہیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک عباس خان کھوکھر): جناب والا! معزز رکن نے جو یہ کہا ہے کہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے اور اس میں غلط بیانی کی گئی ہے' ہماری طرف سے کوئی غلط بیانی نہیں کی گئی ہے۔ جناب نے جو اس پر فرمایا تھا کہ وہ کاغذات پیش کریں۔ انہوں نے جو کاغذات پیش کئے ہیں۔ اس کے مطابق جو چیز ہم نے دیکھی ہے اس پر کوئی ایسی چیز نہیں آتی ہے جس میں ہماری کوئی غلط بیانی ہو۔ اس میں انہوں نے کہا ہے کہ فلاں خسرہ نمبر' فلاں فلاں کو مستثنیٰ قرار دیا جائے ہم نے جواب میں بھی بتایا ہے اور بعد میں تفصیل میں بھی بتا دیا تھا کہ ہم نے کوئی رقبہ مستثنیٰ قرار نہیں دیا ہے' ہاؤسنگ کمیٹی گوجرانوالہ نے سفارشات ضرور کی تھیں' کچھ وجوہات کی بنا پر کچھ رقبہ جات کے لئے کہ اس کو مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ لیکن گورنمنٹ نے اور ہائی کورٹ کے فیصلہ کے مطابق اس کو مستثنیٰ قرار نہیں دیا گیا ہے۔ یہ ہم نے جواب میں بھی بتا دیا تھا اور اب بھی بتا رہے ہیں۔ میں نے صرف تفصیل کے ساتھ ان کو ساری تشریح کر دی تھی باقی انہوں نے یہ کہا کہ 87 ایکڑ کا سنا دیا اور بقایا کیوں نہیں سنایا گیا۔ بقایا کے لئے ہاؤسنگ کمیٹی نے سفارش کی تھی کہ اس کو مستثنیٰ قرار دیا جائے لیکن گورنمنٹ نے اس کو مستثنیٰ قرار نہیں دیا ہے ہم نے وہ سارا رقبہ جو ہے اس کو Acquire کر رہے ہیں۔ کچھ ہم نے کر لیا ہے اور باقی کو بھی ہم کر رہے ہیں۔ اس میں کوئی مستثنیٰ قرار نہیں دیا ہے اور اس میں ان کا کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوتا ہے' میں اس لئے گزارش کروں گا کہ اس کو disallow کیا جائے۔

جناب سپیکر: عثمان ابراہیم صاحب اس کو پریویلیج کمیٹی میں پیش کرنے کے بارے میں تحریک پیش کر چکے ہیں۔ اب میں اس سلسلہ میں اس ایوان کو اجازت کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ معزز ایوان اس پریویلیج موشن کو پریویلیج کمیٹی کے پاس بھیجنے کی اجازت دیتا ہے۔ جو صاحبان اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجنے کی اجازت دیتے ہیں وہ اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو جائیں گے

_____ تو یہ ایوان اجازت سے انکار کرتا ہے۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! on a point of personal explanation یہ بڑا افسوس ناک فیصلہ ہوا ہے۔ مجھے اگر اجازت دی جائے تو میں اپنی پرسنل وضاحت سے کچھ الفاظ کہہ سکوں۔

جناب سپیکر: جناب عثمان ابراہیم صاحب۔ اب اسمبلی کا فیصلہ' اسی معزز ایوان کا فیصلہ جو ہے اس پر تنقید کی' میں آپ کو اجازت نہیں دیتا ہوں۔ اس لئے کہ کمیٹی میں ریفر کرنے کے معاملہ کی یہ ایوان صرف اجازت دے سکتا ہے۔ کہ یہ معاملہ استحقاق کا استحقاق کمیٹی کو جانا چاہیے یا نہیں؟

جناب عثمان ابراہیم: پھر تو محکمہ جات کو کھلی چھٹی مل گئی کہ جس سوال کا جو مرضی آئے وہ غلط جواب دے دیں وہ پھر پریویلیج کمیٹی کی طرف ریفر نہیں ہو گا۔ تو اس کا یہ مطلب ہے کہ اس ایوان نے یہ فیصلہ دے دیا ہے کہ آئندہ سے اگر کسی سوال کا غلط جواب ملے تو اس سے کوئی کسی رکن کا پریویلیج مجروح نہیں ہو گا۔ اور نہ ہی اسے کسی استحقاق کمیٹی کی طرف ریفر کیا جائے گا۔ یہ پھر اس ایوان کی روایات ہو گئی' آپ اکثر روایات کا حوالہ دیتے رہتے ہیں کہ اس ایوان کی روایات یہ رہی ہیں۔ تو اس ایوان نے ایک نئی روایت قائم کی ہے کہ اگر کسی سوال کا جواب غلط آ جائے تو وہ کسی کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا ہے اور نہ اسے پریویلیج کمیٹی کی طرف ریفر کرنے کی کوئی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کو یہ تجویز پیش کروں گا کہ آپ اس معزز ایوان کے فیصلے پر تنقید نہ کریں۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! جب آپ نے تحریک کے حق والوں کو کھڑا کیا ہے تو ہمیں تحریک کے (خلاف) والوں کو بھی کھڑا کرنا چاہئے تھا طریقہ کار یہی رہا ہے' یا تو ویسے' ہاں' نہیں' میں جواب دے دیتے یا پھر آپ کو چاہئے کہ ہمیں بھی کھڑا کرتے۔

جناب سپیکر: جناب رانا صاحب' میں اس بات سے اتفاق نہیں کرتا ہوں اس لئے کہ اگر اس میں کوئی ابہام ہو یا اس میں کوئی جھگڑا رہ جائے اور اگر گنتی میں کوئی فرق رہ جائے تو پھر تو اس کی ضرورت پیش آ سکتی ہے۔ لیکن اس کے لئے جو یہ پریویلیج موشن ہے اس کے لئے رولز میں صاف لکھا کہ اسمبلی نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ اس پریویلیج موشن کو پریویلیج کمیٹی کے پاس بھیجا جائے یا نہ بھیجا جائے۔ تو اس میں جو اس کو بھیجنا چاہتے ہیں ان کی رائے لے لی جائے اور جو نہیں بھیجنا چاہتے ہیں' وہ تو ظاہر ہے اب جو ایوان کی پوزیشن ہے وہ آپ کے بھی سامنے ہے اور میرے بھی سامنے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! علم غیب تو آپ نہیں جان سکتے ہیں۔ اصولاً" آپ کو ہمیں کھڑا

کرنا چاہئے تھا۔ ہماری رائے کا اظہار ہی تب ہوتا' جب آپ ہمیں کھڑا کریں۔

جناب سپیکر: آپ مجھے رولز بتایئے' لیکن اگر آپ روایات کی بات کرتے ہیں تو میں اس کو مزید Examine کروں گا۔

میاں عبدالمجید: جناب والا! فیصلے کے بعد اس پر بحث ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر: آپ بجا فرماتے ہیں۔ اس پر بحث نہیں ہو سکتی ہے۔ جناب مخدوم زادہ صاحب' پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: میں جناب والا! رانا پھول محمد خان کی اس لئے تائید کرتا ہوں کہ سکیورٹی کونسل میں ووٹنگ کا سسٹم نہیں ہے تو اس میں جو Far ہیں وہ بھی کھڑے ہوتے ہیں اور جو Against ہیں وہ بھی کھڑے ہوتے ہیں اور بعض Abstentions ہوتے ہیں جو کہ حصہ نہیں لیتے ہیں۔ لہٰذا ابہام ضرور پیدا ہوتا ہے۔ ان کی تجویز اس معاملہ میں درست ہے کہ اگر تھوڑی تعداد بھی کھڑی ہوئی تو اس کے مقابلے میں جو اس کی Favour میں نہیں ہیں' وہ کم تر بھی ہو سکتے ہیں۔

The rest should be counted as abstained.

جناب سپیکر: میں نے روایات کی بات کی ہے۔ رولز میں' تو یہ مجھے کہیں نظر نہیں آیا ہے۔ لیکن آپ نے روایات کی بات کی ہے۔ میں نے کہا ہے کہ میں اس کو Examine کروں گا۔

وزیر قانون: جناب والا! اس بارے میں' میں بھی کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔ آپ نے یہ بالکل درست فرمایا ہے کہ کس بات کی جب موشن کا ذکر آئے گا اور وہ موشن کے سلسلہ میں Far اور Against گننے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مثلاً اگر کسی بات کے لئے 160 کی ضرورت ہے کوئی موشن موو کرنے کے لئے کہ ہاؤس نے اجازت دی ہے یا نہیں دی ہے یا 146 کی ضرورت ہے اور وہ نمبر پورا نہیں ہوتا تو اس کے Against کسی کو کھڑا کرنے کی یا گننے کی ضرورت نہیں ہے۔

It means that the house has refused the permission. اس کا Automatically یہ ہو گا کہ اگر مطلوبہ نمبر نہیں آ سکے تو ایوان نے اس کا انکار کر دیا ہے۔ مخالف والوں کو اٹھانے کی یا رائے لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں اگر قانون سازی ہو رہی ہے اگر لیجسلیشن ہو رہی ہے اور اگر کوئی Decisive Matter آ گیا ہے جس کا تصفیہ ہونا ضروری ہو کہ کسی کے حق میں زیادہ اور کسی کے حق میں کم ہیں تو پھر یہ رولز بتاتے ہیں کہ Far اور Against ووٹنگ کروائی جائے۔ پھر جس طرح سے

میرے فاضل دوست نے ذکر کیا کہ سیکورٹی کونسل میں یا U.N.O. میں ہے تو وہاں پر Abstentions جو ہے وہ اس لئے لی جاتی ہے کہ اس وقت یہ فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ Far اور Against کتنے ہیں اور اس کو Explain کرنے' لیکن یہاں پر ہمارے رولز میں ایسی کوئی پروویژن نہیں ہے' البتہ قانون سازی کرتے وقت یہ صحیح ہے کہ Far اور Against لیا جانا چاہئے کہ Far کتنے ہیں اور Against کتنے ہیں لیکن موشن کو Carry کرنے کے لئے اس کی ضرورت نہیں ہے۔

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب والا! یہاں کی روایات تو یہی رہی ہیں کہ جب سپیکر صاحب مطمئن ہو جائیں کہ واقعی استحقاق مجروح ہوا ہے۔ چونکہ وہ تمام ارکان کے لئے یکساں ہی ہے اور اس میں جو وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے' تحریک التوائے کار الگ چیز ہے' تحریک استحقاق الگ چیز ہے' تحریک التوائے کار کسی واقعہ کے وقوع پذیر ہونے کے وقت ہے' لیکن تحریک استحقاق اس ایوان کے تمام ارکان چاہے وہ اپوزیشن کے ہوں یا سرکاری بنچوں کے ہوں یکساں ہوتا ہے اور عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ سپیکر صاحب ہی فرما دیتے رہے ہیں کہ اچھا یہ کمیٹی کو بھیج دیتے ہیں۔ وہ دیکھ لے گی۔ اس سے ممبران کی ذرا حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور ان کے حقوق کی حفاظت بھی ہوتی ہے۔

جناب محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ ابھی ابھی آپ کے ارشادات سے اور جناب وزیر قانون کے ارشادات سے مجھے یہ تاثر ملا ہے کہ دلوں کا بھید شاید آپ حضرات جانتے ہیں' حالانکہ ہم نے تو یہ سنا ہے کہ دلوں کا بھید صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔ جب آپ نے ووٹنگ کروائی' دوسری طرف سے آپ نے یہ کیسے Presume کر لیا ہے کہ یہ تمام حضرات اس کے خلاف جائیں گے' ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کچھ حضرات اپنا ووٹ دینا ہی نہ چاہیں۔

چودھری محمد رفیق: جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ ـــــــ

جناب سپیکر: جناب چودھری محمد رفیق صاحب رانا صاحب نے بھی آپ کو رولز کے بارے میں بتایا ہے اور روایات کے بارے میں بھی بتایا ہے اور میں بھی پہلے یہ عرض کر چکا ہوں کہ جہاں تک رولز کا تعلق ہے آپ کے لیڈر آف اپوزیشن یہاں تشریف رکھتے ہیں۔ آپ کے باقی ممبران یہاں پر تشریف رکھتے ہیں۔ جناب عثمان ابراہیم صاحب نے ایوان کی منظوری سے تحریک پیش کی ہے اور کہا ہے کہ میری تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ میں نے ایوان کی منظوری لی ہے کیونکہ رولز میں اس کی منظوری درکار ہے۔

This is the House to determine کہ اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجا جائے یا

نہ بھیجا جائے۔ اس سلسلے میں یہ ضروری نہیں ہے لیکن میں آپ کو یہ Quote کرکے بتاتا ہوں۔ Mays Parliamentary Practice میں یہ لکھا ہوا ہے کہ

For the member of the House: They are the only judges of their privileges

اور Parliamentary Procedure of India میں یہ لکھا ہوا ہے کہ

"The House alone is the master of its privilege"

پہلے میں نے ہاؤس آف کامن کی بات کی ہے۔ اب میں انڈین پارلیمنٹ کی بات کرتا ہوں۔ ان کی یہ رولز ہے کہ "The House alone is the master of its privilege

تو یہ ایوان نے Determine کرنا ہے کہ Breach of privilege ہے یا نہیں۔ آیا اس کو تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے یا نہ کیا جائے۔ جہاں تک اس سلسلے میں رائے لینے کا تعلق ہے میں پہلے ہی اظہار خیال کر چکا ہوں کہ رولز خاموش ہیں۔ رولز میں کچھ نہیں لکھا کہ کیا طریقہ کار ہو گا۔ لیکن میں روایات کو Examine کروں گا اور اگر اس میں کوئی Correction کرنے کی ضرورت ہے تو Correction کر لی جائے گی۔ ہم تو ارتقاء کے عمل سے گزر رہے ہیں۔ اس میں کافی Developments ہوتی ہیں۔ ہم نے کافی کچھ سیکھنا ہے۔ اس میں کافی چیزوں کا اضافہ ہونا ہے۔ یہ کوئی آخری اور حتمی بات نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! رولز آپ کی بات کو Support کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں رولز باقاعدہ موجود ہیں۔

جناب سپیکر: جی۔ فرمایئے۔

وزیر قانون: جناب والا! اس بارے میں رول 58 بڑا واضح ہے۔ اور 56 کے بعد یعنی جب تحریک پیش ہو اور Short Statement آ جائے تو اس کے بعد رول 58 ہے۔

"If the Speaker holds the motion to be in order."

جس طرح کہ آپ نے اسے Allow کیا اس پر Discussion ہوئی اور جواب آئے۔ دی اسمبلی یعنی لفظ ہے "اسمبلی"

"The Assembly may consider and decide a question of privilege or may, on a motion either by the member who raised the question or by any other member, refer it to the Committee on privileges for report"

یہ اسمبلی ہے جس نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ آیا یہیں اس کا فیصلہ کر لیا جائے اور اگر محرک تحریک کو Put کر دیتا ہے جس طرح سے آپ نے Put کر دی اور ایوان کے سامنے تحریک Put کر دی۔

Or on a motion either by the member who raised the question or by any other member, refer it to the Committee. The word is that Assembly may consider and decide. The Assembly may refer the matter of Privilege Committee. This has been supported by the Rules.

کہ یہ اسمبلی کی صوابدید پر ہے کہ اسمبلی اس کو چاہے تو استحقاق کمیٹی کو بھیج دے۔ اور اسمبلی چاہے تو نہ بھیجے۔ آپ کی جو رولنگ ہے اس کو یہ رول بھی Support کرتا ہے۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ اس میں کوئی ابہام نہیں ہے۔

جناب سپیکر: مخدوم زادہ سید حسن محمود

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا! آپ نے رولنگ صحیح دی ہے۔ اس وقت وزیر قانون کی بحث کی ضرورت نہیں تھی۔ چونکہ ابہام جو ہے وہ Procedure of voting یعنی یہ Assess کرنا ہے کہ اس کی Opinion کیا ہے؟ اس میں کوئی شک نہیں یہ ایوان استحقاق کو Criticize کرنے کا کلی اختیار رکھتا ہے۔ جو آپ نے رولنگ Reserve کی ہیں وہ اس بات پر کی ہے کہ پچھلی روایات کو دیکھتے ہوئے

The matter relates to the system of assessing the opinion of the House.

میری درخواست یہ تھی کہ اگر اس کے حق میں کم لوگ اٹھتے ہیں تو نہیں والوں کو بھی بلانا چاہئے تھا ممکن ہے Most of the House abstained اور دو یا تین آدمی کھڑے ہوتے ہیں۔ to object تو پھر آپ یہ کہیں گے کہ:

The people supporting it carried.

So many abstentions.

So much against.

یہ آپ اپنے چیمبرز میں Study کر لیں۔

It is a question of assessment of votes and opinions: not dispute over the authority of the House to decide about the privilege.

شاہ رکن عالم ہاؤسنگ سوسائٹی کے سیوریج کی بچھائی میں فراڈ
ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے کیس کی استحقاق کمیٹی کو سپردگی

جناب سپیکر: میاں مختار احمد شیخ صاحب کی طرف اور جناب حاجی محمد بوٹا صاحب کی طرف سے تحریک استحقاق پیش کی گئی ہے۔ میاں صاحب میرے خیال میں اس تحریک استحقاق کو پڑھ چکے ہیں اس لئے اسے پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ ایک ہی تحریک استحقاق کو کسی ایک کا پڑھ دینا کافی ہے۔

حاجی محمد بوٹا: جناب والا! اس پر مجھے بھی کچھ عرض کرنا ہے۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب آپ تشریف رکھیں۔

میاں مختار احمد شیخ: پہلے حاجی صاحب کچھ کہیں گے پھر میں عرض کروں گا۔

جناب سپیکر: آپ کا نام پہلے ہے اس لئے پہلے آپ ارشاد فرمائیں۔

میاں مختار احمد شیخ: جناب سپیکر! مجھے اس بات کی اجازت دی جائے کہ میں اپنا سوال پڑھ دوں تاکہ واضح ہو جائے کہ اس جواب میں کس طرح سے Concealment کی گئی ہے۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملتان ترقیاتی ادارے نے شاہ رکن عالم ہاؤسنگ سکیم میں' سیوریج بچھانے کے لئے تقریباً" ایک کروڑ روپے کے ٹنڈر طلب کئے تھے اگر جواب اثبات میں ہے تو شیڈول ریٹ اور ٹنڈر ریٹ میں کیا فرق تھا؟ اگر جواب نفی میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ملتان ترقیاتی ادارے نے شاہ رکن عالم ہاؤسنگ سکیموں سیوریج بچھانے کے لئے مزید ٹنڈر طلب کئے ہیں' سکیم کی مالیت ایک کروڑ روپے سے بڑھا کر تقریباً" دس کروڑ روپے تک کر دی ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو ملتان ترقیاتی ادارہ ملتان کے افسران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے۔ اور شیڈول ریٹ اور سکیم کی اضافہ شدہ مالیت میں

کتنا فرق ہے اور اگر جواب نفی میں ہے تو اصل صورت حال کیا ہے؟

جناب والا! یہ تو میرا سوال تھا۔ جس کے جواب میں فرمایا گیا ہے کہ:

"یہ درست ہے کہ ملتان ترقیاتی ادارے نے رہائشی سکیم شاہ رکن عالم حصہ دوئم و نیو شاہ شمس سکیم میں ترقیاتی کام شروع کئے ہیں۔"

جناب والا! یہ بات آپ پر واضح ہو گئی ہو گی کہ میں نے صرف شاہ رکن عالم ہاؤسنگ سکیم کے متعلق سوال کیا اور اس میں ابہام پیدا کیا گیا کہ نیو شاہ شمس سکیم کو خواہ مخواہ _____

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز

میاں مختار احمد شیخ: جناب والا! نیو شاہ شمس ہاؤسنگ سکیم کے بارے میں کوئی سوال نہیں کیا گیا لیکن نیو شاہ شمس سکیم کو جواب میں شامل کرکے اسے سکیم کے بارے میں Concealment کرنے کی کوشش کی گئی تاکہ ابہام پیدا ہو۔ تاکہ عوام کو رہائشی پلاٹ مہیا نہ کئے جا سکیں۔ رہائشی سکیم شاہ رکن عالم حصہ دوم میں سیوریج بچھانے کا منظور شدہ تخمینہ لاگت مندرجہ ذیل ہیں۔

مرحلہ اول 75.10 لاکھ' مرحلہ دوئم 86.46 لاکھ اور ہر قسم کے تعمیری کام _____ جناب والا! یہاں میں یہ وضاحت کر دوں کہ میں نے سوال ٹینڈر کے بارے میں کیا ہے' میں نے لاگت کے بارے میں نہیں پوچھا اور ٹنڈر کے معاملے کو Conceal کرنے کے لئے اس معاملے کو چھپانے کے لئے انہوں نے تخمینہ جات بتا دیئے ہیں۔ جناب والا! جواب میں ٹینڈر کے بارے میں رجوع نہیں فرمایا گیا۔ جناب والا! ہر قسم کے تعمیراتی کاموں کے شیڈول ریٹ حکومت پنجاب کے منظور شدہ (سی۔ ایس۔ آر) 79 میں دیئے گئے ہیں۔ اس شیڈول میں دیئے گئے ریٹ کے مطابق اور منظور شدہ پریمیم شامل کرنے کے بعد سیوریج بچھانے کے کاموں کے ٹھیکے _____

LAW MINISTER : Sorry to interrupt you, Sir.

جناب والا! میں نے یہ دیکھا ہے کہ استحقاق کا سوال پیدا ہو یا نہ ہو لیکن ہم اس تحریک استحقاق کی مخالفت نہیں کرتے۔ کیونکہ یہ معلوم ضرور ہوتا ہے کہ اس میں کچھ گڑبڑ ممکن ہو سکتی ہے۔ اس لئے ہم اس تحریک استحقاق کمیٹی کی مخالفت نہیں کرتے اور یہ چاہیں گے کہ اسے تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے تاکہ ایم۔ ڈی۔ اے۔ کا ریکارڈ دیکھ لیا جائے کہ اس میں کوئی ایسی بات تو نہیں ہوئی۔ اس لئے ہم اس کی مخالفت نہیں کریں گے اور چاہیں گے کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ اس طرح وقت کی بھی بچت ہو جائے گی کیونکہ آج ہم سات مرلہ سکیم اور کچی آبادی پر بحث

جاری رکھنا چاہتے ہیں ـــــــ

جناب عثمان ابراہیم: پوائنٹ آف آرڈر مسٹر سپیکر۔ جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق بھی ایک سوال کے غلط جواب کے سلسلے میں آئی ہے۔ تو میری یہ گذارش ہے کہ یہ ہاؤس کی روایات ہیں کہ اگر کسی سوال کا جواب غلط دیا جائے تو اسے استحقاق کمیٹی کی طرف پیش نہ کیا جائے۔ تو میری یہ درخواست ہے کہ اس مسئلہ کو استحقاق کمیٹی کی طرف نہیں جانا چاہیئے۔

وزیر قانون: جناب پھر اسے کہاں بھیجا جائے۔ کوئی اور منزل بتا دیں جس طرف اس کو بھیج دیا جائے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: ابھی اس کی ہاؤس میں ووٹنگ کرائیں گے۔

وزیر قانون: ہاؤس اس کی اجازت دیتا ہے۔

حاجی محمد بوٹا: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر: جناب حاجی محمد بوٹا صاحب آپ اس پر کچھ کہنا چاہتے ہیں یا کوئی اور بات کرنا چاہتے ہیں۔

حاجی محمد بوٹا: جناب والا! میں اس پہ کہنا چاہتا کہ ایس کمیٹی وچ سانوں وی شامل کیتا جاوے۔ تے اسی وی اپنا وی کافی امداد کراں گے۔ اسی ملتان وچ رہنے آں۔ سانوں پتہ اے اودے وچ جو کچھ وی ہویا تے بیری بیری جگہ تے ہویا۔

جناب رئیس مشتاق احمد: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب رئیس مشتاق احمد: جناب والا! وہ پنجابی میں بات کر رہے ہیں اور اس کی انہوں نے آپ سے پہلے اجازت نہیں لی ہے۔ پہلے اجازت لینی چاہیے اور بعد میں تقریر کرنی چاہیے۔ جبکہ یہ فیصلہ ہوا ہے کہ اردو میں بات کرنی پڑے گی۔

حاجی محمد بوٹا: جناب سپیکر! تہاڈی بڑی مہربانی مینوں مستقل اجازت دے چھڈو۔

(قہقہے)

جناب سپیکر: حاجی صاحب اس میں یہ ہے ـــــــ

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: پہلے آپ ذرا تشریف رکھیں۔ میں آپ کی بات سنتا ہوں۔ حاجی صاحب جب یہ موشن استحقاق کمیٹی کے پاس جائے گی تو آپ تو یقیناً اس میں بیٹھے ہوں گے کیونکہ آپ تو اس کے محرک ہیں اور آپ کے بغیر تو فیصلہ ہو ہی نہیں سکتا۔ تو حضرات یہ موشن جو ہے جناب میاں مختار احمد شیخ صاحب اور حاجی محمد بوٹا صاحب کی ان کے سوال کا جواب غلط دیا گیا ہے اس کو جناب لاء منسٹر صاحب کی طرف سے استحقاق کمیٹی کے سپرد کرنے کے بارے میں ایک تحریک پیش ہو چکی ہے۔ تو اس کو استحقاق کمیٹی کے پاس بھیج دینا چاہیئے۔

معزز ایوان: بھیج دینا چاہیئے۔

جناب سپیکر: اس پر کسی کو اعتراض ہے۔ اگر اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہو گا تو میں یہ سمجھوں گا کہ سارا ایوان یہ چاہتا ہے کہ اس موشن کو استحقاق کمیٹی کے پاس بھیج دیا جائے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر: آپ کو جناب کوئی اعتراض ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: ہم تو جناب ان کے ساتھ ہیں۔ اور ان کو یہی دکھانا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ ان کے ساتھ ہیں تو پھر کسی کو اس پر اعتراض نہیں ہے۔ تو یہ سمجھا جائے گا کہ سارا ایوان اس موشن کو استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجنے کی منظوری دیتا ہے۔ تو یہ تحریک استحقاق' استحقاق کمیٹی کو Refer کی جاتی ہے۔ جس کی رپورٹ اگلے سیشن سے پہلے ہی ہو سکتی ہے لیکن اس کے لئے کوئی میعاد مقرر ہو جانی چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ 31 مارچ تک اس کی رپورٹ آ جانی چاہیے۔

(حاجی محمد بوٹا ایم پی اے اور میاں مختار احمد شیخ ایم پی اے کی تحریک استحقاق' استحقاق کمیٹی کے سپرد کی گئی)

رانا پھول محمد خان: جناب نقطہ معلومات۔ جناب والا! سوال کا جواب غلط آنے والی جو تحریک ہے یہ استحقاق کمیٹی کو جاتی ہے یا جواب دہ کمیٹی جو ہے یقین دہانی والی اس کو جاتی ہے۔ یقین دہانی والی کمیٹی کو جانی چاہیے۔ یہ کام اس کمیٹی کا ہے۔ اس سے تو استحقاق کمیٹی کو ناجائز فائدہ پہنچانا ہے۔

وزیر قانون: آپ کی ناجائز فائدہ پہنچانے والے بات کا میں جواب نہیں دے سکتا۔ لیکن یہ تحریک

Assurance Committee کو نہیں جائے گی۔ وہ تو اس صورت میں ہو گا کہ اگر گورنمنٹ نے کسی تحریک کی Assurance دی اور اس کی Assurance کے مطابق وہ کام نہیں ہوا۔ تو پھر یہ Assurance Committee کے پاس جائے گی۔ یہ چونکہ استحقاق کا مسئلہ ہے۔ کہ آیا استحقاق Breach ہوا ہے۔ Occur ہوا ہے۔ واقعہ ہوا ہے۔ استحقاق مجروح ہوا ہے یا نہیں تو اسے استحقاق کمیٹی کے پاس صحیح بھجوایا گیا ہے۔ Assurance Committee کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

رانا پھول محمد خان: جناب کو گورنمنٹ کا جواب سمجھا جاتا ہے۔ یہ گورنمنٹ کی طرف سے ہے۔ وزیر گورنمنٹ کے ہیں۔

سیکرٹری اسمبلی: ایک ضروری اعلان عرض کرتا ہوں۔ اراکین پبلک اکاؤنٹ کمیٹی نمبر1 اور پبلک اکاؤنٹ نمبر2 کی اطلاع کے لئے گزارش ہے کہ ان کے جو اجلاس آج ہونا قرار پائے تھے وہ ملتوی کر دیئے گئے ہیں۔ اب پبلک اکاؤنٹ کمیٹی نمبر1 کا اجلاس مورخہ 27-02-1986 کو اڑھائی بجے دن اور پبلک اکاؤنٹ کمیٹی نمبر2 کا اجلاس مورخہ 27-02-86 کو ہی تین بجے بعد دوپہر کمیٹی روم اے میں ہو گا۔

تحریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہمارے پاس کچھ تحریک التوائے کار ہیں۔

وزیر قانون: تحریک التوائے کار کی کیا بات ہے۔ بتا دیں؟

سیکرٹری اسمبلی: ایک ممبر کی طرف سے Request آئی ہے۔

وزیر قانون: ٹھیک ہے۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! ہمیشہ ہمارے ساتھ یہ طریقہ کار رہا ہے کہ 11 بجے چائے کا وقفہ ہوتا ہے۔ لیکن اب یہاں ہوتا ہے ساڑھے گیارہ بجے اور ڈیڑھ بجے سے ایک بجے تک کھانے کا وقت ہوتا ہے تو اس لئے 11 بجے ہمیں چائے کے لئے وقفہ دینا چاہئے۔ ساڑھے بارہ بجے چائے کا وقفہ دینے کے بعد پھر ہم دوپہر کا کھانا نہیں کھا سکتے۔ اور اگر کوئی ممبر بیمار ہو جائے تو وہ بھی چونکہ فری علاج ہے۔ ہمارے خزانے پر بوجھ پڑتا ہے۔ اس لئے خزانے کو بچانے کے لئے 11 بجے چائے کا وقفہ ہونا چاہیئے۔

جناب محمد صدیق سالار (پارلیمانی سیکرٹری): سر میں عرض کروں گا کہ ہم میں سے بہت سے معزز ممبر عوام کے دکھ کے لئے یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ کچی آبادیوں کے مسئلہ پر پورے پنجاب کے عوام کی نظریں لگی ہوئی ہیں۔ کہ یہ ہاؤس کیا فیصلہ کرتا ہے اس کے لئے آپ کی وساطت سے معزز ممبر صاحبان سے درخواست ہے کہ وہ یہاں تشریف رکھیں۔ اور اپنے خیالات سے حکومت کو آگاہ کریں۔ تاکہ ہر روز کا کچی آبادیوں کے مسئلہ پر اور 7 مرلہ سکیم کے مسئلہ پر مکمل طور پر بحث ہو سکے۔ اور اس پر فیصلہ ہو سکے۔

جناب فضل حسین راہی: سب سے زیادہ مخالفت بھی آپ نے ہی کرنی ہے۔

جناب محمد صدیق سالار: 40 سال سے سب سے زیادہ ووٹ لے رہے ہیں۔

وزیر قانون: جناب والا! آپ کی اجازت سے میں عرض کروں گا کہ آپ کے فرمان کے مطابق اور ہاؤس کی آراء کو سامنے رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ آج ایک جو تھوڑی سی Legislation ہے جو کہ تھوڑا سا وقت لے گی اس کے بعد آج کا سارا دن اور کل کا سارا دن کچی آبادیوں' سات مرلہ سکیم اور 75 ہزار ایکڑ سکیم کو take up کیا جائے گا۔ یہ اس لئے ضروری تھا کہ ہاؤس کی یہ رائے تھی کہ اس پر زیادہ سے زیادہ وقت دیا جائے تو آج اور کل کا دن دونوں اس کے لئے مختص کر دیئے گئے۔

جناب سپیکر: تو آج بھی اگر معزز اراکین اسمبلی اس پر اظہار خیال کے لئے مناسب سمجھیں کہ وقت بڑھا دیا جائے۔ تو ہم وقت بڑھانے کے لئے بھی تیار ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو یہ سیشن بعد دوپہر بھی جاری رہ سکتا ہے۔ اگر آپ اس پر اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون: جناب والا! میں عرض کروں کہ آج ہمارے پارلیمنٹری گروپ کی 3 بجے میٹنگ ہے۔ اور آج ممکن ہے کہ وہ زیادہ ٹائم لے جائے۔ یا تو پھر مغرب کے بعد رکھ لیں یا پھر کل۔ اس کا وقت بڑھانا چاہیں تو بڑھا لیں۔

جناب سپیکر: اگر معزز اراکین پسند کریں تو ہم اس کو آج تین بجے تک چلا سکتے ہیں۔

وزیر قانون: کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر: تو پھر اب رانا صاحب کی بات کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

معزز ایوان: رانا صاحب کی تجویز سے اتفاق ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب کی تجویز سے اتفاق ہے تو پھر 15 منٹ کے لئے چائے کا وقفہ کر لیتے ہیں۔

(ایوان کی کارروائی 15 منٹ' چائے کے وقفہ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(اجلاس کی کارروائی چائے کے وقفہ کے بعد 12:16 پر زیر صدارت جناب سپیکر صاحب شروع ہوئی)

وزراء و سرکاری حکام کے دورے پر اخراجات

جناب سپیکر: یہ تحاریک التوائے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 21 ہے جو افضل حیات صاحب' سردار زادہ ظفر عباس صاحب اور جناب محمد رفیق صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ تینوں حضرات نہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار بھی انہی تینوں حضرات کی ہیں۔ موجود نہیں ہیں۔ اس سے اگلی میاں محمد اسحاق صاحب کی ہے وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ پھر ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی ہے وہ تشریف رکھتے ہیں۔ ریاض حشمت جنجوعہ

ریاض احمد جنجوعہ: جناب والا! میری ایک تحریک التوائے کار آج کے لئے ملتوی کی گئی تھی اس لئے کہ وزیر صحت موجود نہیں تھے۔ اس کا نمبر 14 ہے۔

جناب سپیکر: اس کے لئے پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ موجود ہیں اور وہ اس کے لئے تیار ہیں۔

ریاض حشمت جنجوعہ: وہ بھی موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: وہ ہاؤس میں موجود تھیں۔ انہوں نے مجھے کہا بھی تھا ان کے آنے تک اسے Pending رکھتے ہیں۔ اتنے میں آپ اپنی اگلی 24 کو لے لیں۔

ریاض حشمت جنجوعہ: اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

معاملہ یہ ہے کہ اعلیٰ سرکاری حکام اور وزراء جب دوروں پر جاتے ہیں تو بالحاظ عہدہ اور منصب سرکاری آرام گاہوں پر قیام پذیر ہوتے ہیں۔ جہاں ان کے اور ان کے ہمراہ عملے کے طعام کا انتظام مقامی ضلعی انتظامیہ کو کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ ضلعی انتظامیہ یہ فرض محکمہ مال کے قانون گوؤں اور پٹواریوں کے سپرد کر دیتی ہے۔ اور اس طرح ان اعلیٰ سرکاری حکام کی لذت طعام و دھن کے لئے

پر تکلف کھانوں پر اٹھنے والے ہزاروں روپیہ کے اخراجات محکمہ مال کے عملے کو ادا کرنا پڑتے ہیں جو بعد میں یہ اخراجات پورے کرنے کے لئے مفلوک الحال کاشتکاروں کے نحیف جسموں میں چھرے گھونپتے ہیں۔ اس بارے میں سب سے زیادہ شرم ناک بات یہ ہے کہ دوروں سے واپسی پر یہ حکام کا تو شاید آغاز ہی سے یہ رویہ رہا ہے مگر یہ امر باعث افسوس ہے کہ گذشتہ دنوں ایک وفاقی وزیر نے جھنگ کا دورہ کیا۔ تو جھنگ کی سرکاری آرام گاہ پر ان کے طعام کا اہتمام محکمہ مال کو کرنا پڑا جس پر ہزاروں روپے اخراجات ہوئے جو محکمہ مال کے عملے نے برداشت کئے اسی ماہ ایک صوبائی وزیر نے دو مرتبہ جھنگ کا دورہ اچانک منسوخ کیا دونوں مرتبہ کھانے کے انتظامات مکمل تھے۔ اس لئے کھانا ضائع ہوا۔ تیسری دفعہ وہ تشریف لے گئے اور اس طرح تین مرتبہ کھانے پر ہزاروں روپے خرچ ہوئے۔ اگر آپ میری اس گذارش سے اتفاق فرمائیں تو میں یہ عرض کر دوں کہ یہ اخراجات محکمہ مال کے پٹواری اپنی تنخواہ سے ادا نہیں کرتے بلکہ میرے اور آپ کے رائے دہندگان غریب کاشتکاروں کی جیبیں کاٹ کر پورے کرتے ہیں۔ عالی جاہ! اس صورت حال سے پنجاب کے عوام میں جو نفرت' ہیجان اور اشتعال پیدا ہو رہا ہے وہ اس نمائندہ ایوان کی فوری مداخلت کا تقاضا کرتا ہے۔ اس لئے میری درخواست ہے کہ اس معاملے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ جناب والا! اصل مسئلہ یہ ہے اور اگر آپ اصرار کریں گے تو مجھے کم از کم اس صوبائی وزیر کا نام بتانے میں کسی قسم کا کوئی بار نہیں ہے اور اس سلسلے میں میں کسی بھی ذہنی تحفظ کو حاصل کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ میں بتانے کے لئے تیار ہوں۔ انہوں نے دو مرتبہ جھنگ کا دورہ کیا۔ اور ان کے کھانے کا انتظام محکمہ مال کے عملہ کو کرنا پڑا۔ دونوں مرتبہ انہوں نے اس دورے کو منسوخ کیا۔ تیسری بار وہ وہاں پر تشریف لے گئے اور پھر ان کے کھانے کا انتظام محکمہ مال کے عملہ کو کرنا پڑا۔

MINISTER FOR LAW: Sir, we must stick to the rules. We oppose it.

اور اس میں رول 69 کے تحت میں سمجھتا ہوں کہ پہلے

leave of the House may be obtained. We oppose it. No specific matter is there. So first leave of the House be obtained.

Rule 69 (1) If the Speaker is of the opinion that the matter proposed to be discussed is in order, he shall read the statement to the Assembly and ask whether the member has the leave of the Assembly to make the adjournment motion and if objection is taken, he shall request such of the members as may be in favour of leave being granted to rise in their seats.

اس لئے میں عرض کروں گا کہ ابھی تقریر کا تو ٹائم ہی نہیں آیا۔

The adjournment motion is read before the House.

اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے

We oppose it that it does not relate to any specific occurrence .....

اور اس میں بے شمار چیزیں Nerrate کی گئی ہیں۔

It is put to the House for discussion. the leave of the House may please be obtained and the member may be asked if he has such a leave ....

جناب سپیکر: اس میں لاء منسٹر صاحب کی جو رائے ہے اس سے میں اتفاق کرتا ہوں کہ تحریک التوا پیش کرنے کے بعد ہاؤس کی منظوری سے قبل اس پر تقریر کرنے کی اجازت نہیں ہے اور Leave of the Assembly سپیکر کی Consent کے بعد درکار ہے۔ اور ابھی تو میں نے اس پر اپنی Consent نہیں دی تو جناب لاء منسٹر صاحب اس کی Admissibility کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

وزیر قانون: جناب والا! جہاں تک اس سبجیکٹ کا تعلق ہے میں نے عرض کر دیا ہے۔

مہر ظفر اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جو معزز ممبر نے فرمایا ہے کہ جھنگ میں وزراء صاحبان گئے ہیں اور ان کے کھانے دانے کا خرچہ محکمہ مال نے برداشت کیا ہے۔ تو اس ضمن میں گزارش ہے کہ انہوں نے کسی منسٹر کا نام نہیں لیا لیکن مجھے پتا ہے کہ تین مواقع ایسے ہیں کہ وہاں وزراء صاحبان تشریف لے گئے۔ میں اتفاق سے ریسٹ ہاؤس میں گیا اور مجھے پتا چلا کہ ان کے کھانے کا بندوبست نہیں تھا۔

MR SPEAKER: This is not a point of order.
I can't allow you as this is not a point of order.

مہر ظفر اللہ خان: جناب والا! میں نے اپنی جیب سے خرچ کیا۔ ایک دفعہ میرے گھر سے پک کر کھانا آیا اور دو دفعہ میں نے اپنی جیب سے خرچہ کیا۔

MR SPEAKER: This is not a point of order.

Please take your seat.

چودھری محمد صدیق سالار: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! انہوں نے اپنے گھر سے خرچہ کیا۔

گورنمنٹ کا خرچہ نہیں ہوا۔

MR SPEAKER: This is not a point of order.

جناب لاء منسٹر صاحب کی Admissibility پر بات کرنا چاہتے ہیں (قطع کلامیاں) جناب رانا صاحب Will you please take your seat.

وزیر قانون: جناب والا! میں آپ کی اجازت سے عرض کر رہا تھا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ واقعاتی طور پر اس بارے میں اس دوران ایک Statement اس کی سچائی کے بارے میں آ گئی ہے کہ یہ درست ہے یا نہیں ہے۔ اور یہ بات آپ کے سامنے آ گئی کہ جس صاحب نے اپنی جیب سے خرچ کیا وہ آپ کے سامنے بیان کر رہے ہیں۔ میں تو لیگل Objection کے طور پر آپ سے عرض کروں گا۔

جناب سپیکر: آپ اس کے Legal aspect پر بات کریں۔

وزیر قانون: جس اس کے Legal aspect پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ تو میں رول 67 کا حوالہ دیتے ہوئے عرض کروں گا کہ اس میں تین چار وزراء بے شمار واقعات' وفاقی اور صوبائی اور اس میں جو قدغن ہے وہ یہ ہے۔

Rule 67. (b) The motion shall relate to a single specific matter of recent occurrence;

تو اس میں ٹائم کا احاطہ بڑا لمبا چوڑا کیا گیا ہے۔ دوسرا وفاقی اور صوبائی اور کئی ایک وزراء اور جہاں تک ان کی بات کا تعلق ہے یہ اخبارات کے موضوع کے لئے تو بہت اچھی بات ہے لیکن اسے تحریک التوا کے طور پر Admit کرنے کے خلاف میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ان رولز میں Fall نہیں کرتی۔ اور میں اس پر اعتراض کرتا ہوں کہ یہ بات درست بھی نہیں ہے اور Legally ان رولز میں Fall بھی نہیں کرتی۔

جناب سپیکر: جناب جنجوعہ صاحب آپ اس کی Admissibility پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جی۔ جناب والا۔

جناب سپیکر: مخدوم زادہ صاحب آپ بات کرنا چاہتے ہیں یا جناب جنجوعہ صاحب؟

وزیر قانون: جناب والا! اس میں رولز کسی اور کو Premit نہیں کرتے۔

جناب سپیکر: تقریر کرنے کے لئے رولز ہرگز Permit نہیں کرتے۔ اس کے Facts narrate کرنے کے لئے رولز Permit نہیں کرتے۔ لیکن Admissibility determine کرنے کے لئے میں ابھی کسی کی رائے دریافت نہیں کرتا۔

وزیر قانون: آپ اپنی طرف سے تو کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے ابھی اپنی Consent نہیں دی۔

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: Sir, I disagree with the arguments of the Law Minister in which he again stressed on the point where more than one Minister or more than one person is involved it doesn't become an instance of a specific nature.

یہ طریقہ کار غلط ہے۔ مثلاً دس آدمی ایک ہی Malpractice کرتے ہیں تو واقعہ ایک ہی بنتا ہے۔ چاہے وہ کھانے کا ہو یا چائے ناشتے کا۔ واقعہ ایک ہی بنتا ہے۔ اس میں کتنی تعداد تھی اس سے کوئی سروکار نہیں۔ اس لئے لاء منسٹر صاحب کی یہ Plea کہ یہ Admissibility میں آتا ہے اور Admissibility نہیں ہونی چاہیے۔ میں اس سے اتفاق نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: مخدوم زادہ صاحب! آپ کے خیال میں یہ تحریک التواء قواعد و ضوابط کے لحاظ سے Admissible ہے؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا! قواعد و ضوابط کے لحاظ سے جناب کی عنایت اگر ہو تو Admissible ہے۔ اور جناب کے ارادے اور ہوں تو پھر ہم بھی سر تسلیم خم کریں گے۔

(قطع کلامیاں)

وزیر صنعت و معدنی ترقی: یہ جناب کی عنایت کے بغیر Admissibility میں رولز اور قاعدے کے مطابق نہیں آتی۔ (قطع کلامیاں)

رانا پھول محمد خان: جناب والا! یہ تحریک التواء نہیں بنتی۔ ایک سوال بنتا تھا۔ فیصلہ جناب نے دینا ہے کہ واقعی بنتی ہے یا نہیں بنتی۔ لیکن ایسا معاملہ کہ اس ہاؤس کے کسی معزز رکن یا وزراء کے متعلق یعنی وزراء بھی ہماری صوبائی اسمبلی کے ارکان تو ہیں ان پر روٹی وغیرہ کا الزام لگانا ویسے بھی درست نہیں اور اگر سوال کے جواب میں وہ یہ کہے _____

جناب سپیکر: یہ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کیا ارشاد فرما رہے ہیں؟

رانا پھول محمد خان: میں جناب سے گزارش کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: کیسے؟

رانا پھول محمد خان: جناب والا! یہ آپ نے فیصلہ دینا ہے۔

جناب سپیکر: کس ضابطے کے تحت

رانا پھول محمد خان: جناب والا! یہ آپ نے فیصلہ دینا ہے کہ آیا تحریک استحقاق بنتی ہے یا نہیں بنتی۔ جناب والا! پہلے اس کا جواب آنا چاہئے تھا۔ اگر جواب میں وہ کہتے کہ میں نے روٹی اپنی جیب سے کھائی ہے پھر وہ پٹواری کا بیان یا تحریری ثبوت لا کر اس کو تحریک استحقاق بنا سکتے تھے۔ ویسے کسی کے متعلق تحریک استحقاق بنا دینی مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: جناب لاء منسٹر صاحب یہ ارشاد فرمائیں گے کہ جناب رانا صاحب کس طریقہ کار کے تحت ارشاد فرما رہے ہیں؟

وزیر قانون: جناب والا! میں معذرت خواہ ہوں کہ رانا صاحب پارلیمنٹیرین ہیں۔ ان کی ایک روایت ہے۔ اور روایت ہاؤس میں چلتی ہے اور اس کے تحت یہ ارشاد فرما رہے ہیں۔

مہر ظفر اللہ خان: جناب والا! میں پوائنٹ آف پریولج پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کس پوائنٹ پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

مہر ظفر اللہ خان: جناب والا! پوائنٹ آف پریولج پر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف پریولج Involve ہو گیا۔

مہر ظفر اللہ خان: جناب والا! میں عرض کرتا ہوں۔ اگر نہ بنے تو آپ اسے رد کر دیں۔ جناب والا! ہمارا جھنگ کے ممبران کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ ہاؤس میں یہ بات کہہ کر کہ انہیں پٹواریوں نے کھانا دیا ہے۔ میں جناب کے سامنے عرض کر رہا ہوں کہ میں نے تین دفعہ اپنی جیب سے خرچ کیا ہے اور وہاں پر روٹی دی ہے۔ یہ ثابت کیا جائے کہ کس وزیر کے کس کھانے پر خرچہ کیا گیا ہے۔ جناب والا! ویسے بھی یہ ہماری توہین ہے کہ کوئی صاحب ہمارے ہاں آئے اور ہم اسے کھانا بھی نہ دیں

کھلائیں۔ یہ ہماری توہین ہے۔ معزز ممبر یہ الفاظ واپس لیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جناب مہر صاحب یہ آپ کا پوائنٹ آف پریولیج نہیں بنتا اور اس کے بعد میں یہ بھی عرض کروں گا کہ اس قسم کے پوائنٹ آف پریولیج پر میں آئندہ بات کرنے کی اجازت بھی نہیں دوں گا۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! ایک ممبر کو پٹواری بنا دیا جائے یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ جب کھانا انہوں نے کھلایا ہے تو پھر انہیں پٹواری قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔ وہ ایک معزز رکن ہیں۔ جنجوعہ صاحب نے انہیں پٹواری بنا دیا ہے جنہوں نے کھانا کھلایا ہے۔ ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ کسی ممبر کے خلاف وہ کچھ کر نہیں سکتے۔ انہیں اپنے الفاظ واپس لے لینے چاہئیں۔

جناب سپیکر: جناب چیمہ صاحب اس کی Admissibility پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! یہ پریولیج موشن رولز کے مطابق جناب نے صحیح فیصلہ کیا ہے۔ بھروانہ صاحب چاہتے ہیں کہ جو بات رہ بھی گئی ہے وہ بھی پوری کر دیں' اس لئے قانونی دائرے میں جیسا کہ لاء منسٹر نے فرمایا ہے' جناب اس میں ملاحظہ فرمائیں کہ ایسے مفروضے پریولیج موشن کے دائرے میں نہیں آتے ہیں۔

جناب سپیکر: تو یہ تحریک التوائے کار کے ضابطے کے مطابق نہیں ہے۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! مجھے تو آپ نے کہنے کی اجازت ہی نہیں دی ہے' میرے ضلع کے ایک معزز ممبر نے بھی بہت کچھ اس بارے میں کہا ہے اور میں جو اس ایوان میں جو کچھ کرتا ہوں اپنے خدا کو حاضر ناظر جان کر کرتا ہوں اور جو کچھ چاہتا ہوں' سچ کہتا ہوں۔ آپ اس پر کمیٹی بنائیں۔ اگر وزیر قانون صاحب اس بارے میں وسیع ظرفی کا مظاہرہ کریں تو وہ ایک کمیٹی بنائیں جو جھنگ میں جا کر تمام حالات کا جائزہ لے اور اس بات کا بھی پتہ چلائے کہ مہر ظفر اللہ صاحب نے وزیر صاحب کو کھانا دیا تھا یا انہوں نے خود بھی وزیر صاحب کے ساتھ کھانا کھایا تھا۔

جناب سپیکر: جناب جنجوعہ صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔ مہر صاحب آپ تشریف رکھیں۔ اور محترمہ نجمہ حمید صاحبہ پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت بھی تشریف لا چکی ہیں' ____ تو بیگم صاحبہ آپ اس تحریک التوائے کار کے لئے جو کہ کل Pending ہو گئی تھی' آپ اس بارے میں کچھ کہنا پسند

فرمائیں تو جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب' آپ نے یہ تحریک پڑھ دی تھی۔ تو بیگم صاحب اب یہ دوبارہ اپنی تحریک التوائے کار پڑھ دیں۔

سرکاری ہسپتالوں میں بستر چارجز

پارلیمانی سیکرٹری (صحت) (بیگم نجمہ حمید) : میرے خیال میں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں عرض کرتی ہوں یہ 10 روپے بیڈ چارجز جو کہ سرکاری ہسپتالوں میں عائد کئے گئے ہیں۔

جناب عثمان ابراہیم: پوائنٹ آف آرڈر' جناب والا! یہ لکھا ہوا جواب پڑھ رہی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (صحت) (بیگم نجمہ حمید) : اچھا جی میں زبانی جواب دے دیتی ہوں۔ میں زبانی بھی دے سکتی ہوں۔ اگر یہ کہیں تو میں زبانی بھی جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: ویسے یہ جو بات کہتے جائیں گے وہ آپ مانتی جائیں گی' ـــــ بیگم صاحبہ آپ پڑھ کر بھی جواب دے سکتی ہیں' تحریک التوائے کار چونکہ آپ کو Facts and figures بتانے ہوتے ہیں' اس لئے آپ پڑھ کر بتا سکتی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (صحت) (بیگم نجمہ حمید) : شکریہ جناب والا! یہ معاملہ کیبنٹ میٹنگ میں غور و خوض کے لئے پیش کیا جا رہا ہے۔ جہاں ٹی بی وارڈز کے چارجز کا تعلق ہے یہ بھی زیر غور ہے۔ ایسے وارڈز میں بیڈ چارجز بالکل ختم کر دیئے جائیں گے' دوسرا انہوں نے ایک اور کہا ہے کہ وارڈز بالکل خالی ہیں تو ایمرجنسی میں مریض آتے جاتے رہتے ہیں۔ کوئی وارڈز خالی نہیں ہیں' آپ تناسب نکال کر دیکھ لیں اور آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ ہر ماہ وہی Figure مریضوں کا رہا ہے۔ جو کہ بیڈ چارجز لگانے سے پہلے کا تھا۔ اور جو بعد کا ہے وہ بھی اتنا ہی ہے۔ اس کے علاوہ ہم 30 فیصد لوگوں کو (مریضوں) کو مفت بھی علاج مہیا کرتے ہیں جو کہ مستحق مریض ہوتے ہیں' اس میں ان کو زکوۃ فنڈز اور کچھ ایم ایس کو یہ اختیار دیئے گئے ہیں کہ جو مستحق مریض ہیں اور جو Deserve کرتے ہیں ان کے لئے وہ ادویات' علاج اور بیڈ چارجز معاف کر سکتے ہیں۔

جناب والا! میں یہ معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ آپ بے شک جتنے بھی سرکاری ہسپتال ہیں' ان سے بیڈ خالی ہوتے بھی ہیں اور مریض آتے جاتے رہتے ہیں۔ شکریہ جناب۔ ویسے ایک Patient welfare society بھی بنی ہوئی ہے۔ جو کہ ڈاکٹرز Recommend کرکے

Cases بھیجتے ہیں۔ اس قسم کے کہ جو غریب مریض ہوتے ہیں' تو ان سے بالکل ہی کوئی چارجز نہیں لئے جاتے ہیں۔ نہ ہی بیڈ چارجز اور نہ ہی دوائیوں کا خرچہ لیا جاتا ہے وہ سارا خرچہ' جو بھی ان پر اخراجات آتے ہیں۔ وہ زکوٰۃ فنڈز سے دیئے جاتے ہیں اور ایم ایس صاحب جو بھی سفارش کریں' اس پر بالکل مفت علاج ہوتا ہے۔ شکریہ جناب والا۔

وزیر قانون: جناب والا! میں آپ کی اجازت سے عرض کر رہا ہوں کہ یہ تو اس بات کا واقعاتی جواب تھا کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمارے ہسپتالوں کے اخراجات اتنے بڑھ گئے تھے کہ اس میں کچھ خیال یہ تھا کہ ان کی Condition کو Improve کیا جائے اور کچھ جو ہسپتال کی سروسز ہیں ان کو بھی بہتر بنایا جائے اور ایک وقت میں حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ مریضوں سے کچھ Nominal fees چارج کی جائے تاکہ اگر اس سے کچھ فنڈز ملیں تو اس سے ہسپتال کی حالت بہتر کی جائے اور اچھی سروسز شہریوں کو میسر آئیں' یہ تو اس کی غرض و غایت تھی' لیکن اس کے جواب میں یہ بات بھی آ گئی ہے کہ یہ مسئلہ کابینہ کے زیر غور ہے' اس کو ہم کس طریقہ سے Re-consider کریں' لیکن اس تحریک التوائے کار کی Admissibality کے بارے میں' میں عرض کروں گا کہ یہ Recent occurrence نہیں ہے۔ یہ تو بہت پہلے کی بات ہے' یہ تو بجٹ سیشن سے بھی بہت پہلے کی بات ہے۔ جب ہم نے اس کو 1985ء سے پہلے نافذ کیا تھا۔

اس وقت سے یہ صورت حال Examine کی جا رہی ہے' اس لئے میں یہ عرض کروں کہ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والا یہ واقعہ نہیں بنتا ہے۔ اور یہ ایک بہت پرانا واقعہ ہے اور یہ بھی بات سامنے آ گئی ہے کہ اس کو موجودہ صورت حال کے پیش نظر اور ہسپتالوں کی Condition اور اس میں جو غریب لوگ ہیں' جو کہ یہ اخراجات برداشت نہیں کر سکتے ہیں' اس کے لئے Provision رکھی گئی ہے کہ ان کا مفت علاج ہو اور اس کے لئے کوئی فیس وصول نہ کی جائے اور جو اس زمرے میں جو مریض بھی آئے گا' اس سے کوئی فیس وصول نہیں کی جائے گی اگر وہ خود اس چیز کو ظاہر کرے' تو میں یہ عرض کروں کہ Un-Legal footings یہ تحریک التوائے کار قابل پذیرائی نہیں ہے۔ اور اس ایوان کو اس کی اجازت نہیں دینی چاہیے تو میں ہی جناب کی وساطت سے یہ عرض کروں گی کہ اس سے قبل کہ یہ ایوان کے سامنے رکھی جائے۔ یہ قانونی طور پر Admissable نہیں ہے۔ آپ خود بھی اس میں Decision دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جناب جنجوعہ صاحب! آپ اس کی Admissability پر آپ بات کرنا چاہیں گے۔

وزیر قانون کا یہ اعتراض ہے کہ یہ رولز کے مطابق Admissable نہیں ہے۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! میرا اس تحریک کو زیر بحث لانے کا جو مقصد تھا وہ یہ ہے کہ اس وقت سرکاری ہسپتالوں کے وارڈز نصف سے زیادہ خالی پڑے ہوئے ہیں' لیکن محترمہ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ نے یہ فرمایا ہے کہ _____

پارلیمانی سیکرٹری (صحت) (بیگم نجمہ حمید): یہ بتائیں کون سے وارڈز خالی ہیں' میں ان کو Figures منگوا کر دے سکتی ہوں' نشتر میڈیکل کالج کا' ہولی فیملی ہسپتال کا' سروسز کا اور میو ہسپتال کا میں سب کا ان کو بتاتی ہوں کہ جب سے بیڈ چارجز شروع ہوئے ہیں اور ریکارڈ کے ساتھ بات کرتے ہیں میرے پاس Figures موجود ہیں' یہ بتائیں (نعرہائے تحسین)

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! میں بھی Fact & figures پر بات کرنا چاہتا ہوں آپ اس وقت ایک کمیٹی مقرر کریں اور جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ میرے ساتھ جھنگ تشریف لے جائیں اور اگر وہاں پر نصف سے زیادہ ہسپتال خالی نہ پڑا ہو تو میں استعفیٰ دے دوں گا اور اگر نصف سے خالی ہو تو پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کو غلط بیانی پر استعفیٰ دینا چاہیئے۔

پارلیمانی سیکرٹری (بیگم نجمہ حمید): اچھا جی میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ میں ان کے ساتھ جھنگ جانے کے لئے تیار ہوں' ویسے وہاں کے لوگ صحت مند ہو کر گھر چلے گئے ہوں گے۔ 10-20 روپے کے علاج کے لئے کوئی نہیں مرتا اور نہ کوئی ایسا کرتا ہے۔ میں آپ کو اور فاضل ممبر کو یہ بتانا چاہتی ہوں۔ (نعرہائے تحسین)

رانا پھول محمد خان: کچھ بھی ہو۔ ہم یہ اجازت جنجوعہ صاحب کو کبھی نہیں دیں گے کہ وہ جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کو جھنگ لے جائیں' یہ زیادتی ہے' انہیں اپنے الفاظ واپس لینے چاہئیں۔

جناب سپیکر: جنجوعہ صاحب Strictly on the admissability please

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ مقام تعجب ہے کہ جب اس ایوان کے ارکان کو ہارس اینڈ کیٹل شو کے کارڈ نہیں ملتے ہیں تو وہ سراپا احتجاج بن جاتے ہیں' لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج جبکہ نادار مریض بستر علالت پر پڑے تڑپ اور سسک رہے ہیں' اور ان کے پاس چونکہ ان کی جیبوں میں پیسے نہیں ہیں' اس لئے وہ لوگ ہسپتال میں داخل نہیں ہو سکتے ہیں' ان کی چیخیں اور ان کی فریادیں اس ایوان کی پختہ دیواروں سے ٹکرا ٹکرا کر واپس لوٹ رہی

ہیں۔ جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ اگر ہم یہاں پر ہارس اینڈ کیٹل شو دیکھنے کے لئے نہیں آئے ہیں' ہم یہاں پر غور و خوض کرنے اور ان کا حل تلاش کرنے کے لئے آئے ہیں۔

جناب والا! اگر ہم نے عوام کے مسائل کے بارے میں یہی طرز عمل اختیار کیا تو پھر وہ دن دور نہیں جب کروڑوں غریب عوام کے ہاتھ ہمارے گریبانوں کی طرف بڑھیں گے اور پھر

کوئی نہ ہو گا کہ جو بچا لے
سزا جز سب یہیں پہ ہو گی
یہیں عذاب و ثواب ہو گا
یہیں سے اٹھے گا شور محشر
یہیں پہ روز حساب ہو گا

جناب سپیکر پنجاب کے غریب عوام کے مسائل کے بارے میں پنجاب اسمبلی جس بے حسی کا مظاہرہ کر رہی ہے میں اس پر احتجاجاً" واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے ارکان نے مشترکہ واک آؤٹ کیا)

(قطع کلامیاں)

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں میری آواز شاید ہمارے معزز ارکان حزب اختلاف تک پہنچ گئی ہو گی کہ آج ان کی تحریک بے وقت پیش کی گئی تھی' گو ہمیں اس بات سے ہمدردی ہے اور ہم سب یہ چاہتے ہیں کہ اس فیس کو ہسپتالوں سے ختم کر دیا جائے۔ لیکن اپوزیشن کے ارکان کا آج کا واک آؤٹ جائز نہیں ہے۔ میں ان سے اپیل کرتا ہوں کہ ان کو ایوان میں واپس آنا چاہیے وہ ہمارے بھائی ہیں۔ ہم ٹھنڈے دل سے ان کی بات کو سنیں گے اور اس کا جواب دیں گے۔ لیکن انہیں ایوان میں تشریف لے آنا چاہیے۔ آج وہ اس بات کا انتظار نہ کریں کہ ہر روز کوئی خوش آمدید کے لئے آئے گا۔ (ضربائے تحسین)

جناب سپیکر: یہ تحریک التواء ضابطے کے مطابق نہیں ہے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر تحریک التوائے کار کے لئے آدھ گھنٹہ گزر چکا ہے۔ اس لئے اب اسمبلی کا اصل Business take up کر لینا چاہیے۔

چودھری محمد افضل: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ صرف ہنسنے سے یہ بات نہیں بات بنے گی۔ جناب والا کل بھی ایک بہت اہم مسئلہ یہاں ایوان میں پیش ہوا تھا۔ اور ہمارے حقوق کی

کل بات ہوئی تھی۔ لیکن بدقسمتی سے میں ایوان میں حاضر نہیں تھا۔ کیونکہ اگر زمینداروں کا یہ ایوان خود اپنے گلے پر چھری رکھتا ہے تو اس سے بڑی بات ہمارے لئے اور کوئی نہیں ہے۔ میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ اپنے حقوق کے لئے ہم کسی سے ووٹ لے کر نہیں آئے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اور لوگوں سے یہ وعدہ کرکے آئے ہیں کہ آپ کے حقوق کو ہم پامال نہیں ہونے دیں گے۔ کل میں نے سنا ہے کہ اس ایوان میں ہمارے اپنے حقوق پامال ہوئے ہیں۔ اس لئے میری تمام بھائیوں سے یہ گزارش ہے کہ یہ بات ٹھیک ہے کہ ہم سارے کے سارے پاکستان مسلم لیگ میں ہیں لیکن اگر زمینداروں کے حقوق کی خلاف ورزی ہوئی تو ہم یہ سیٹیں چھوڑنے کے لئے بالکل تیار ہیں۔ کوئی اتنا بے غیرت نہیں ہے کہ سیٹ کے لئے وہ اپنے حقوق کو پامال کرے۔

میاں ممتاز احمد تمیانہ: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر مجھے اپنے فاضل رکن کے ان الفاظ پر اعتراض ہے کہ یہ زمینداروں کا ایوان ہے میں یہ کہوں گا کہ یہ کسانوں کا ایوان ہے' یہ مزدوروں کا ایوان ہے' اور ہمیں تمام پنجاب کو ساتھ لے کر چلنا ہے اس لئے کہ کسی ایک طبقے کی خاطر نہ ہم یہ سیٹیں چھوڑ سکتے ہیں اور نہ ہی کسی قسم کی سودے بازی کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری محمد افضل چن: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب والا! جو اپنے حقوق کے لئے نہیں بول سکتے وہ کسی کے لئے کیا سیٹیں چھوڑ سکتے ہیں؟ اور اگر میں کل اس ایوان میں موجود ہوتا تو میں دیکھتا کہ وہ ٹنگ کیسے ہوتی۔ ہم زمیندار ہیں کسی سے دبنے والے نہیں ہیں۔ آپ زمیندار کے نام سے کیوں گھبراتے ہیں جس کے دو مرلے زمین ہے وہ بھی زمیندار ہے جس کے پاس چار مرلے زمین ہیں وہ بھی زمیندار ہے۔ ہمارے ماں باپ' دادا سب زمیندار تھے ____

جناب سپیکر: میاں صاحب تشریف رکھیں۔

چودھری محمد افضل چن: جناب والا! ہم کاشت کار ہیں' کسان ہیں' زمیندار ہیں' ہم اپنے حقوق کا تحفظ کریں گے ____ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: اس وقت یہ مسئلہ زیر بحث نہیں ہے۔ سب لوگ تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ حضرات ہمارے پاس ایک بل ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں کچھ ____

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر: جناب احمد خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر کس بات پر اٹھایا گیا ہے۔ ابھی تو بل پیش ہونا ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب والا! میں کل کا ریزولیشن یاد کروانا چاہتا ہوں۔ جناب نے وعدہ کیا تھا کہ رولز کو معطل کرکے قرار داد پیش کی جائے گی۔ اس لئے میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ بل پیش کرنے سے پہلے پہلے وہ قرار داد پیش کی جائے۔

جناب سپیکر: اس بل کے بعد ہم آپ کے ریزولیشن کو Teke up کریں گے۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ: جناب والا! اپوزیشن کے ارکان کے آنے جانے سے رونق رہتی ہے اور وہ تشریف لے آئے ہیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا انہوں نے ہماری درخواست پر غور فرما لیا ہے۔

جناب رئیس مشتاق احمد: جناب والا! اس سلسلے میں ہمیں یہ کہنا چاہیئے کہ ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور انہوں نے مہربانی کی ہے اور تشریف لے آئے ہیں۔

جناب سپیکر: جناب مخدوم زادہ سید حسن محمود۔

مسودہ قانون

پنجاب لوکل گورنمنٹ ترمیمی بل 1986ء

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD: I draw your attention before you grant leave to the Minister to introduce the Bill. I refer you to page 34 of the Rules of Procedure - Part-II, Publication of Bills, where the spirit is:

"The Governor may order the publication in the Gazette a Bill, together with the statement of object & reasons accompanying it, before its introduction and if it is so published it will not be necessary to publish it again after its introduction.

مسودہ قانون

Sir, the purpose is and I also refer you another one where I will not ask you to suspend the Rules because you may not agree with my request. But in all ethics you would persuade the Law Minister that while introducing, he should give reasons and objects.

تاکہ ممبران کو یہ علم ہو جائے کہ اس بل کے پیش کرنے کا مقصد کیا ہے' کیونکہ جب تک اس بل کے مقاصد ایوان کے سامنے نہ ہوں تو ان کی سمجھ میں یہ نہیں آئے گا کہ یہ پروویژن کیا ہیں؟

Sir, I refer you to page 32- Section (B) - Government Bills. It is no longer an ordinance. It is being presented in the Bill.

MR SPEAKER: Page 32?

MAKHDOOMZADE SYED HASSAN MAHMOOD: Yes, page 32, Section (B) 75. A Minister may introduce a Bill after giving a notice and I will refer a Section 2 of it.

"The notice shall be accompanied by a copy of the Bill together with a statement of objects and reasons, and if the Bill one that requires the precious consent, sanction or recommendation of the Government ..... وہ تو Apply نہیں کرتا۔

But the emphasis is that it should accompany the Reasons and Objects of the Bill to be introduced, and,

"Provided that no statement of objects and reasons should be required for a Bill which stand introduced".

As it is the stage of introduction, I would request you to please request the law minister to place the reasons & objects and purposes of the proposed to be introduced before the Member so that they all understand what is the purpose behind this Bill.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میرے فاضل دوست نے اس بل کو بغور نہیں پڑھا اور اس بارے میں قانون بڑا واضح ہے کہ قانون میں دو Situations ہیں۔

ایک تو یہ ہے کہ ہم جو بل بھی پیش کرتے ہیں وہ ایوان میں Originate ہوتا ہے۔ ایک بل وہ ہوتا ہے جبکہ آرڈی ننس کو بطور بل کو ایوان میں پیش کیا جاتا ہے۔ تو اس کی Publication کی ضرورت نہیں ہوتی۔

میں عرض کروں گا کہ میرا خیال ہے کہ Objection لینے سے پہلے میرے فاضل دوست کو اس بارے میں Relevant Provisions کا اچھی طرح مطالعہ کر لینا چاہیئے تھا۔ میں 76 کا Proviso پیش کروں گا کہ:-

I would like to refer to your honour proviso of Rule 76 of Rules of Procedure.

اس کی جناب Proviso آگئی ہے میں صفحہ نمبر33 کو Refer کروں گا۔ اس کا سیکشن 76 ہے۔

"The Secretary shall cause every bill that has been introduced to be published in the Gazette as early as possible."

اس بارے میں تو میرے فاضل دوست درست ہیں۔ آگے پڑھیں کہ:-

Provided that it shall not be necessary to publish in the Gazette the Bill which stands introduced under clause (3) of Article 128 of the Constitution.

یہ بل جو ہے یہ :—— .. —— . Clause (3), Article 128 of the constitution

کے تحت پیش کیا گیا ہے۔ کیونکہ گورنر صاحب کی طرف سے آرڈی ننس نافذ ہوا تھا۔ 128 کی Provision یہ ہے کہ: Sir, I would like to read section 128

128. (1) TheGovernor may, except when the Provincial Assembly is in session, if satisfied that circumstances exist which render it necessary to take immediate action, make and promulgate an ordinance as the circumstances may require.

2. An Ordinance promulgated under this Article shall have the same force and effect as an Act of the Provincial Assembly and Shall be Subject to like restriction as the power of the provincial Assembly to make laws, but every such ordinance.

(a) Shall be laid before the Provincial Assembly and shall stand repealed at the expiration of three months from its promulgation or, if before the expiration of the period a resolution disapproving it is

passed by the Assembly, upon the passing of that resolution; and
(b) may be withdrawn at any time by the Governor.

نمبر3 جس کے تحت یہ Introduce ہوا ہے۔

"Without prejudice to the provisions of clause (2), and Ordinance laid before the Provincial Assembly shall be deemed to be a bill introduced in the provincial Assembly"

تو میں نے اس بل کو Article 128 of Constitution کی دفعہ (3) کے تحت اسمبلی میں Lay down کیا تھا اور اس کی بابت رولز میں Roviso of 176 جو ہے یہ بڑی واضح ہے کہ اس کی Official Gazatte میں Publications ضروری نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ میں نے پہلے یہ واضح کر دیا ہے کہ 76 کے لئے یہ بڑا واضح Provision موجود ہے۔

"Provided that if shall not be necessary to publish in the Gazette the Bill which stands introduced under clause (3) or Article 128 of the Constitution.

تو یہ اگر اس کی Earlier کارروائی سٹینڈنگ کمیٹی کے Reference سے پہلے پڑھ لیں تو یہ سمجھ جائیں گے کہ میں نے کو Clause 3, Article 128 of the Constitution کے تحت Lay down کیا تھا اور جو Clause (3), Article 128 کے تحت بل Introduced کیا گیا ہو۔

That will be deemed as Bill to be introduced

پھر Publications کی جو Restrictions ہیں وہ اس پر نہیں ہوں گی۔ اس کے لئے Publish کیا جانا ضروری نہیں ہے۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ اس کی Consideration کے لئے اور 75 کے تحت بل Introduce ہوا ہے۔ یہ بل 75 کے تحت Introduce ہو چکا ہے۔ اور سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ واپس آنے کے بعد آج اس کو اس پر غور کے لئے فوری مود کیا جانا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ میرے فاضل دوست کا Objection جو ہے یہ لاء کے مطابق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: تو اس میں Statement of objects and reasons کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں۔

وزیر قانون: Ordinance کے طور پر جو بل Already introduce ہو چکا ہے اس بارے میں ہم نے صرف آرڈیننس ٹیبل پر Lay down کرنا ہے۔ اس کے لئے کسی Objects & Reasons دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے وہ Ordinance ٹیبل پر رکھ دینا ہے کہ ہم نے Introduce کر دیا

ہے اور اگر ہم اس کو تین مہینے کے اندر اندر Introduce نہیں کرتے اس کو پاس نہیں کرتے۔ تو یہ خود بخود Expire ہو جائے گا۔ اور اگر اس سے پہلے Expire ہو جائے گا۔ اس لئے Ordinance جو ہے وہ

No doubt that will be considered as an Act to be laid down under the constitution of the Assembly.

لیکن اس کے لئے Separate objects and conditions کی شرط ضروری نہیں ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! لمبی بحث فرماتے ہیں۔ میرے حساب سے انہوں نے کوئی Relative بات نہیں کی ہے۔ میں نے تو اب کہا ہے کہ یہ Ordinance نہیں بل کی Form میں ہاؤس میں آیا ہے۔ اور اس کے لئے یہ اچھی چیز ہے کہ ایوان کو یہ مطلع کیا جائے کہ یہ بل جو ایکٹ بنے گا یہ کن مقاصد کے پیش نظر حکومت پیش کر رہی ہے۔ اب انہوں نے جتنے قوانین پڑھے ہیں مجھے یہ بتا دیں کہ کہیں پر یہ لکھا ہوا Mandatory کہ

Statement of objects and reasons shall not be necessary.

وزیر قانون: جناب میں بتا دیتا ہوں کہ 75 کی Proviso پڑھ لیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: اسے پھر جناب چھپانے کی کیا بات ہے۔

وزیر قانون: میں اس لئے آپ کو عرض کر دیتا ہوں۔ مجھے اب حوصلے سے سن لیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ چھپانے کی بات کا مقصد نہیں ہے۔ مقصد یہ ہے کہ یہ Mandatory ہے یا نہیں ہے۔ اس بل کے Introduction کے وقت اس کے Objects & Reasons دینے Mandatory یا نہیں ہے۔

وزیر قانون: جناب میں وہ بھی بتا دیتا ہوں۔ یہ رول 75 ہے اور Sub rule 2 کی Proviso ہے کہ

A Minister may introduce a Bill after giving to the Secretary a written notice of his intention to do so.

The notice shall be accompanied by a copy of the Bill together with a statement of objects and reasons, and if the Bill is one that requires the previous consent, sanction or recommendation of the Government or the President for its introduction, the notice shall also be accompanied by such consent, sanction or recommendation.

And here is proviso:

Provided that no statement of objects and reasons shall be required for a Bill which stands introduced under clause (3) of Article 128 of the Constitution.

جو بل آرٹیکل 128 کلاز 3 کے تحت Introduce ہوا اس کی Objects and reasons رول کے تحت دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ____

MR SPEAKER: I think this is self explanatory.

MINISTER FOR LAW: This is very clear. I think that may learned friend must have prepared himself on this subject.

(تقتیہ)

MAKHDOOMZADE SYED HASSAN MAHMOOD: Mr. Speaker, if the submission was on my side, I would have had the rules suspended.

MINISTER FOR LAW: Suspension? There is no question of suspension as we have already introduced it; we have sent it to the Standing Committee; we have received back the Report and now it is be introduced for consideration.

مخدوم زادہ سید حسن محمود: میں جواب دوں گا کہ ابھی میں ایوان کو دکھاتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس میں جناب مخدوم زادہ صاحب اور آپ کیا ارشاد فرما رہے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب میں عرض کرتا ہوں۔ انہوں نے جو کرنا ہے وہ کریں۔ اس ایوان کو جو Statment of objects & reasons ہیں اگر وہ معلوم ہوں۔ ان کی غرض و غایت معلوم ہو تو ممبروں کے علم میں ہو گا کہ اس لاء بنانے کا فائدہ یا نقصان کیا ہے۔ جونہی مجھے موقع ملے گا میں اپنی تقریر میں ممبران کی خدمت میں عرض داشت پیش کروں گا۔ اس کے مقاصد کیا ہیں۔

جناب سپیکر: جی۔ وہ آپ کا حق ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جی ہاں وہ حق استعمال کروں گا۔

جناب سپیکر: اب لاء منسٹر صاحب تحریک پیش کریں گے۔

وزیر قانون: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"دی پنجاب لوکل گورنمنٹ (امنڈمنٹ) بل 1986ء جیسا کہ مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و اوقاف نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے' کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ "دی پنجاب لوکل گورنمنٹ (امنڈمنٹ) بل 1986ء جیسا کہ مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و اوقاف نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے' کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔"

(اپوزیشن بینچز کی طرف سے مخالفت کی گئی)

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! میرے فاضل دوستوں نے اور بالخصوص قائد حزب اختلاف نے گڈمڈ کرکے Oppose کرنے کے طریقے کا ستیاناس کر دیا ہے۔ اب

(نعرہ ہائے تحسین)

اکٹھا Oppose کرنے کا مطلب یوں ہو گا کہ لیڈر آف اپوزیشن کی تقریر کے بعد ان کو حق نہیں دیا جا سکتا۔ اگر الگ الگ Oppose کرتے تو وہ الگ الگ حق لے سکتے تھے۔

(حزب اختلاف کے بینچز کی طرف سے اس کی تردید کی گئی)

نہیں سب نے اکٹھا کیا ہے۔ میں سپیکر صاحب کی رولنگ چاہتا ہوں۔ جناب اس کے متعلق رولنگ دیں اور ان کو طریقہ سکھائیں۔ انہوں نے رنگروٹ بھرتی کئے ہیں۔

میاں ریاض حشمت: جناب والا پوائنٹ آف آرڈر۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ رانا صاحب باقی سب باتیں تو ہمیں بتاتے رہتے ہیں لیکن یہ بات انہوں نے ہمیں نہیں بتائی۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اس بل میں کچھ ترامیم آئی ہیں جو مخدوم زادہ سید حسن محمود' میاں محمد اسحاق' عثمان ابراہیم صاحب' بیگم شاہین منور' فضل حسین راہی صاحب' جناب محمد رفیق صاحب' میاں محمد افضل حیات صاحب اور سید طاہر احمد شاہ صاحب کی طرف سے آئی ہیں۔

MINISTER FOR LAW: I oppose it sir.

جناب سپیکر: ہم پہلے ان ترامیم کو Dispose of کر لیں اس میں جناب مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب سے کہوں گا کہ وہ ترامیم پیش کریں۔

MAKHDOOMZADE SYED HASSAN MAHMOOD: Sir, I move:- I Move "That the Punjab Local Government that the (Amendment) Bill, 1986 as recommended by the standing committee on local Government and Auqaf, by circulated for the Purpose of eliciting public opinion thereon by 31st March, 1986.

MR SPEAKER: The amendment moved is:-

"That the Punjab Local Government that the (Amendment) Bill, 1986, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Auqaf, be circulated for the Purpose of eliciting public thereon by 31st March, 1986.

MINISTER FOR LAW: I oppose it sir.

جناب سپیکر: اب جناب مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب اپنی ترامیم کے بارے میں کچھ کہنا چاہیں گے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! پہلے اعتراض کی غرض و غایت یہ تھی کہ اس ایوان کے ممبران کو علم ہو جائے کہ اس ایکٹ سے ان کا نفع اور نقصان کیا ہوتا ہے۔

وزیر قانون:- علم میں ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: نہیں جناب علم میں نہیں ہے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں وہ ہے اس کا سیاسی پس منظر۔ اور جناب سپیکر! آپ کو علم ہے کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار لوکل باڈیز کو یونین کونسل کی سطح پر سیاسی اکھاڑا بنایا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی انصاری صاحب۔

محمد صدیق انصاری: جناب سپیکر! مخدوم زادہ صاحب نے ممبران کے علم پر تنقید کی ہے یہ ایسا نہیں کر سکتے۔ یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

میاں عبدالمجید: جناب سپیکر! جو بل کو بالکل Oppose کرتا ہے کیا وہ اس میں ترمیم بھی دے سکتا

ہے۔

جناب سپیکر: ترامیم دینے میں اسے کیا امر مانع ہے؟ ترامیم دے سکتا ہے۔ جناب مخدوم زادہ صاحب۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! آج تک' جب سے پاکستان بنا ہے یا پاکستان بننے سے پہلے Indo Pak Sub-continent میں کسی پولیٹیکل پارٹی نے لوکل باڈیز میں سیاسی ٹکٹیں امیدواروں کے لئے نہیں دیں۔ یہ جو کلاز Omit کر رہے ہیں۔ یہ وہ کلاز ہیں جو آزادی کے بعد سیاست میں لوکل باڈیز میں مختلف Levels پہ حصہ لینے والے لوگوں پہ جو قدغن لگی تھی وہ ہٹا دی جائے۔ وہ 21 (اے) میں ہے۔ اگر کہیں تو میں پڑھ کے سنا دیتا ہوں۔

21-A (1) No candidate contesting selection under the provisions of the Ordinance shall, directly or indirectly.

(h) If he has, at any time on or after the 20th December, 1971 been a member of any Executive Committee, by whatever name called, or an office-bearer, of a political party at local, district, divisional, provincial or national level;

اس کو Omit کرنے کی ایک غرض تو یہ تھی۔ دوسری کلاز (ایف) کو Omit کرنی ہے۔

(f) If he has in any manner contravened any of the provisions of subsection (1) of section 21-A of the Ordinance." and

دوسری ترمیم جو انہوں نے تجویز کی ہے وہ 21 (اے) میں ہے۔ اس میں انہوں نے تجویز کیا ہے کہ

Clause 8 and (j) shall be omitted
Section 29, Clause (f) and Clause (g) shall be omitted.

Clause 21 (a)

(i) After subsection (1), the following Explanation shall be added:- Explanation. ____ For the purposes of this subsection, a political party means a political party which was in existence immediately before the promulgation of MLR 48".

جہاں تک سیکشن 29 (سی) کا تعلق ہے' اس کا بھی مفہوم وہی کا وہی ہے اور اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ حکومت وقت بڑے زور شور سے لوکل باڈیز کی ہر سطح پر سیاسی پارٹیوں کو Involve کرنا چاہتی ہے۔ ہمارے دیہی علاقوں کی یونین کونسلز میں برادری سسٹم بھی ہے اور ہمارے تعلقات بھی ہوتے ہیں

اور مل جل کر ایک ایم پی اے کا یا ایم این اے کا حلقہ نیابت بنتا ہے۔ اگر یونین کونسلز کے وارڈ وائز پانچ پانچ امیدوار کھڑے ہو جائیں اور ایک ہی جماعت کے ہوں۔ آپ ٹکٹ ایک کو دیں تو آپ باقی چار کو دشمن بنا لیتے ہیں۔ یہ ایم پی اے حضرات ذرا سوچیں۔ کیونکہ آپ کے سپورٹر آپ سے امداد مانگیں گے اس چھوٹی سطح کے الیکشن میں۔ جب اس میں آپ Involve ہوں گے تو آپ بہرحال ایک آدمی کو Support کریں گے۔ اور چار سپورٹر ناراض ہو جائیں گے۔ جب آپ ایم پی اے کا الیکشن لڑنے جائیں گے تو جس ایک آدمی کی سپورٹ آپ نے کی ہے وہ چار آدمی کہیں گے اس کے پاس جاؤ۔ اس سے ووٹ لو۔ ہمارے پاس آپ کیوں آئے ہیں۔ یہ ایک زبردست ہیجان پیدا ہو گا۔ اسی طرح جناب سپیکر ایم این اے کے الیکشن میں بھی یہی خطرہ پیدا ہوتا ہے۔ میں اس حکومت سے درخواست کرتا ہوں کہ ہمیں چھوٹے چھوٹے دھڑوں میں تقسیم کرکے محلوں میں ہماری لڑائی نہ کرائیں۔ اس کو کھلا چھوڑیں۔ اگر پارٹی کو Organize کرنا ہے تو تھانیداروں سے کرائیں وہ آسان ہے۔ ایم پی اے کو Involve نہ کریں۔ ایم پی اے چھوٹی چھوٹی دشمنیاں مول نہیں لے سکتا۔ وہ یونین کونسل کے الیکشن میں آزاد رہنا چاہتا ہے۔

ایم پی ایز کو ملوث نہ کریں۔ ایم پی اے چھوٹی چھوٹی حالت میں مسئول نہیں لے سکتا۔ وہ یونین کونسل کے الیکشن میں آزاد رہنا چاہتا ہے۔ Neutral رہنا چاہتا ہے تاکہ وہ بوقت الیکشن ہر ایک سے امداد لے سکے۔ اگر آپ نے ایم پی اے پر یہ مصیبت ڈال دی تو میں یقین سے کہہ دیتا ہوں کہ ہر گاؤں میں انسان برادریوں میں بٹ جائیں گے' گروہوں میں بٹ جائیں گے اور ملک میں تفریق پیدا ہو جائے گی۔ ملک کی یک جہتی اور سالمیت کو خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ اس قانون کو منظوری نہ کریں۔ اس قانون کو Withdraw کریں ورنہ اتنا انتشار اور اتنی دھڑے بندیاں' اتنی مخالفتیں آپ پیدا کریں گے کہ آپ کے ایم پی ایز اور ایم این ایز کے لئے وہ مصیبت کھڑی ہو جائے گی کہ ان کے دشمن زیادہ ہوں گے اور دوست کم ہوں گے۔ دوسرا ترجیحی سلوک پیدا ہو گا کہ جو منتخب شدہ ممبر ہیں وہ کہے گا کہ میرا کوچا تو ہو جائے دس کوچے جس کے نمائندوں سے اس نے ووٹ لیا ہو گا وہ کوچے مرمت نہیں ہوں گے۔ چاہے یہ شہری علاقہ ہو چاہے یہ دیہی علاقہ ہو۔ اس لئے میں اغراض و مقاصد پر زور دے رہا تھا کہ ہمیں اور آپ کو یہ سمجھ آ جائے کہ آیا آپ پارٹی سسٹم کو Lower Lavel پر لے جانا چاہتے ہیں۔ یا وہاں آزاد بیٹھ کر خونی لڑائی چاہتے ہیں کہ ہم کسی کے طرف دار نہیں' آپ آپس میں لڑ لیں آپ سب ہمارے ہیں یہ آپ کی مقامی لڑائی ہے اور ہم اس میں ملوث نہیں ہونا چاہتے۔ اس قانون کا مقصود ہے کہ پارٹی کو نچلی سطح پر لے جانا' آپ یہ خود

سوچ لیں کہ آپ اپنی یونین کونسل میں اپنے دشمن کا اضافہ کرنا چاہتے ہیں یا دوستوں کا' اگر آپ دوستوں کا اضافہ کرنا چاہتے ہیں تو پھر للہ آپ اپنی یونین کونسلوں اور یونین کمیٹیوں کو جو کہ شہروں میں ہیں اس میں پارٹی سسٹم کو بالکل نہ لے کر جائیں ہر ایک کو آزاد چھوڑیں۔ وہ آپ کے حامی ہیں اور ان میں تفریق اور انتشار پیدا نہ کریں۔ یہ پہلا واقعہ ہو رہا ہے جب سے پاکستان بنا ہے' میں بھی مقامی حکومت کا وزیر رہ چکا ہوں لیکن ہم نے کبھی پارٹی ٹکٹ مقامی حکومت کے معاملے میں نہیں دیئے اور اس لئے نہیں دیئے کہ ہمیں یہ خدشات تھے کہ ہم محلے میں برادریوں کو لوگوں کو ایک دوسرے کا دشمن بنا دیں گے اور آپ اس ایک امیدوار کی حمایت کرکے دس آدمیوں کی مخالفت مول لیں گے۔ میں اس وقت یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بل نہایت خطرناک ہے۔ گورنمنٹ کو اپنے Intrest کے ساتھ اس کا بچاؤ کرنا چاہیے' مقامی حکومت کے معاملے میں کوئی کسی سیاسی پارٹی کو یہ اجازت نہیں ہونی چاہیے کہ وہ اپنے امیدوار کھڑے کرے۔ اور اگر آپ ایسا کرتے ہیں تو اس کا خمیازہ معصوم لوگوں کو بھگتنا پڑے گا جو اس میں ملوث نہیں تھے۔ میں پھر درخواست کرتا ہوں کہ یہ بل دوبارہ غور کے لئے لایا جائے اور اسے رائے عامہ کے لئے متداول کیا جائے کہ آیا لوگ اس کے حق میں ہیں کہ سیاسی پارٹیاں محلے کی سیاست میں جا کر دخل انداز ہوں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! جناب مخدوم زادہ صاحب نے ترمیم کی مخالفت کی ہے اور میرا بنیادی حق ہے کہ میں اس پر عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ میں مخدوم زادہ صاحب سے اعتراف کرتے ہوئے عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: تو جناب اس ترمیم کے جو محرک حضرات ہیں ضابطے کے تحت پہلے ان سب کا حق بنتا ہے۔ اس کے بعد پھر کسی اور کا حق بنتا ہے۔

رانا پھول محمد خان: یہ صحیح ہے جناب والا! میں تو ان کی ترمیم پر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی نہیں ایک ہی ترمیم پر سب صاحبان کے دستخط ہیں۔ جن حضرات کے دستخط نہیں ہیں میں ضابطے کے مطابق پہلے اس پر ان کو بولنے کی اجازت دوں گا۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! اب دلائل تو ہمارے بھی سنتے جایئے۔

جناب سپیکر: جی نہیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! بڑی مہربانی ہو گی اگر ایک منٹ عنایت فرمائیں گے۔

جناب سپیکر: اب جناب میاں محمد اسحاق صاحب

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

(نعرہائے تحسین)

رانا پھول محمد خان: جناب والا! اگر ایک ترمیم پر دس یا بیس آدمیوں کے دستخط ہوں تو وہ ایک ترمیم شمار ہو گی یہ قانون کے لحاظ سے ہے۔

جناب سپیکر: جی بلا شبہ۔

رانا پھول محمد خان: اگر دستخط اکٹھے ہوں اور پھر قائد حزب اختلاف نے اس پر تقریر فرما دی تو پھر ان کو Oppose کرنے والے کو حق دینا چاہیے اس کے بعد بے شک آپ ان کو حق دیں ہم ان کے حق کو نہیں روکتے لیکن ان کا جواب بروقت دینا ہمارے لئے بھی لازم ہے۔

جناب سپیکر: اس میں آپ ہمیشہ طریقہ کار کی مثال دیا کرتے ہیں۔ طریقہ جو رہا ہے وہ یہی ہے کہ ترمیم کو حرکت میں لانے والے صاحبان کو پہلے بولنے کی اجازت دی جائے تاکہ ان کا جو بھی نقطہ نظر ہو وہ Treasurery Benches کے سامنے آ جائے۔ اس کے بعد Treasury Benches میں سے جو بھی صاحبان بولنا چاہیں اس پر بول سکتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! اگر ایک ترمیم پر ایک آدمی سے زیادہ دستخط ہوں تو وہ ایک ہی ترمیم تصور ہو اور اس پر ایک ہی مقرر اظہار خیال کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات سے اتفاق کر رہا ہوں ترمیم تو ایک ہی تصور ہو گی۔

رانا پھول محمد خان: کیا یہ مختلف ترامیم ہیں۔

جناب سپیکر: یہ ایک ہی ترمیم ہے۔

رانا پھول محمد خان: تو پھر جناب والا ایک ہی ترمیم پر آپ اتنی تقریروں کی اجازت دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ ذرا رولز پڑھیں۔

رانا پھول محمد خان: جی کیا کہا؟

جناب سپیکر: آپ ذرا رولز پڑھیں۔

رانا پھول محمد خان: آپ نے تو رولز پہلے ہی دے دیئے ہیں کہ مختلف دستخطوں والی ترمیم ایک ہی تصور ہو گی۔ لیکن اس پر تمام حضرات کو بولنے کی اجازت تب ہو گی کہ آپ اس پر ترمیم کو Oppose کرنے والے کو بھی حق دے دیں گے اس کے بعد پھر وہ فرما دیں گے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب میں آپ کو حق دے دوں گا کہ آپ اتنے اضطراب میں کیوں ہیں۔ جناب میاں محمد اسحاق صاحب۔

قائد حزب اختلاف: جناب والا! یہ رائے تو بعد میں دیں گے۔

جناب سپیکر: جی ہاں' جناب میاں محمد اسحاق صاحب

میاں محمد اسحاق: جناب والا! میں سید حسن محمود کے خیالات کی تائید کرتے ہوئے عرض کروں گا کہ اس سے پہلے جب ہمارے ہاں پی ڈی نظام تھا تو اس وقت ہم نے یہ طریقہ دیکھا کہ وہاں اس وقت کسی کو کوئی ٹکٹ نہ دیا گیا تھا اور اتنی زیادہ لڑائی جھگڑے نہ ہوئے تھے۔ اگر ہم اپنی چھوٹی چھوٹی سیاست میں یہ پارٹی نظام لے جائیں گے تو پھر یہ ایسے ہی ہو گا کہ اگر وہاں پر ایک حلقے میں دس آدمی کھڑے ہوتے ہیں تو ایک آدمی ہمارے لئے خوش ہو گا اور باقی نو (9) آدمی ناراض ہو جائیں گے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ نچلی سطح پر پارٹی کو نظام کو لے جانا گویا کہ ہمارے معاشرے کو اور زیادہ دور لے جانے والی بات ہو گی۔ کیوں نہ ایسا ہو کہ ہم M.N.A's اور M.P.P's تک پارٹی نظام کو قائم رکھیں۔ اور نیچے کونسل کی سطح پر مشیر کی سطح پر ہمیں پارٹی نظام دارہ نہیں کھانا کیونکہ اگر ایسا ہوا تو پھر ہمارے حلقے کے جو تعمیری کام ہیں ان میں رکاوٹ پیدا ہو گی' میں ان کے خیالات کی تائید کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا ایک تو اس کو عوام کی رائے کے لئے بھیجا جائے اور لوگوں کی آراء کو اول مقام دیا جائے اور لوگوں سے رائے لے کر پھر اس پر فیصلہ کیا جائے اور دوسرا یہ ہے کہ اگر ہم چھوٹے چھوٹے معاملات میں الجھیں گے تو ہماری اوپر کی سیاست زیادہ الجھے گی اور اس میں ہم صحیح فیصلے نہیں کر سکیں گے۔ تو میں ان کی تائید کرتے ہوئے عرض کروں گا کہ پارٹی نظام کو اوپر کی سیاست تک رائج کیا جائے اور نیچے تک اس کو نہ لے جایا جائے۔ شکریہ!

جناب سپیکر: جناب عثمان ابراہیم صاحب

جناب عثمان ابراہیم: جناب والا! میں Purpose کیا ہے کہ اس بل کو عوام کی آراء کے لئے

مشتہر کیا جائے۔ جناب والا یہ جو ترمیم بل ہے اس میں Section repeal کے لئے بل پیش کیا ہے وہ بنیادی طور پر Disqualification of candidates and members اور سیکشن 21 یہ ہے۔ Candidates not contasting election as party basis جناب والا یہ بڑا ہی اہم مسئلہ ہے اور جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ موجودہ Local Bodies کے الیکشن 1987ء کے آخر میں ہو رہے ہیں۔ اور ابھی کوئی اتنی جلدی نہیں ہے کہ اس بل کو Persue کیا جائے ہمارے پاس بہت وقت ہے۔ جہاں تک موجودہ ممبرز ہیں Section 21-H میں یہ Provision ہے کہ گورنمنٹ امیدوار کو یا جو ممبر ہو ان کو اس بل کے Provision سے Exampt کر سکتی ہے۔ یہ ایک اہم مسئلہ ہے اور اتنی جلدی بھی نہیں ہے۔ کیونکہ جو انتخابات ہو رہے ہیں وہ اگلے سال میں ہو رہے ہیں۔ اس لئے میری گزارش یہی ہے کہ ابھی اس بل کو Deffer کیا جائے اور رائے عامہ کے لئے اسے مشتہر کیا جائے۔

BEGUM SHAHEEN MUNAWAR AHMAD: Sir, I want your permission to speak in English.

MR. SPEAKER: Yes, please.

BEGUM SHAHEEN MUNAWAR AHMAD: The main reason for the amendment which has been given from my side, I would say, to begin with, is that elections of the Provincial and National Assemblies or the Senate in this country were held on non-party basis. Our commitment and our mandate to our people was that we have come here on non-party basis. But when we came here, suddenly nearly after a year, we decide to form a party and we talk about democracy and we talk about Democratic processes. When we talk about democracy, the first country towards which we look is England or United States of America or it European Countries where you see that democratic processes are working freely. What happens there is, that when elections are held there on party basic and Elected members come into the House, the Leader of the House makes his first speech and he says, "Now I don't belong to any party and this House is my House." But over

here, while talking about Democracy and democratic processes, we have done exectly the opposite. We came here as a non-party House and the moment we were here, we say "oh; this is my party", and we go back on our words to the people. After having given them a firm commitment, I think, no betrayed their trust because they voted for us an non-party people. If we had announced our party affiliations at that time, I am sure, half of us would not be here because after coming here on a non-party basis we gave than this party and that was not the will of the people. What over the party, what over the reasons, for it or against it, I am not going into it but after having given then the non-party mandate when you come into this House and form a party you would be betraying the people by giving them a ready made party. A party always comes from the roots it has never grown on top. It is no use talking about corruption. If you want to eradicate corruption, you have to catch the man sitting at the top. So, we have done enough for our National and Provincial Assemblies by forming a party and we have been doing what we generally like because we have brute majority. But this lower teer of democratic process in our country, that is the Local Government, has been doing pretty well without being involved in politics of the parties. They have done a lot for the country and in this way they have done a lot for their Halqas and after they have done this, I think it is very unfair that we start dividing them by taking away this law which was binding on them that they should not belong to any party. Now, we want them that they should not belong to any party. Now, we want them to join us - the Muslim League - because we have Muslim League there. We have forced them into it. You have been reading in the newspapers that there will this much amount of money which will be disbursed by MNA's and MPA's of the ruling party. You are welcome to do that but as a Pakistani, I think, it is my right to tell

you that today it is this party and, my dear brothers, tomorrow there might be another party which might have its roots in the people and not in this Assembly. We are elected members at the moment without any mandate to the public but when a party with a mandate to the public comes, I fear that day and hope that our members do realise what the consequences of that would be.

Since they have taken this decision for us, they will be able to face it but god may bless the common man in the street to face it also. Do they want that there should be strife even in the Gallis, even in the streets. At the moments, a constituency consists of over 80,000 people but now we want it to take down to the lower level. The result would be that there would be more discontentment amongst the people and the work that has been done would stand cancelled. So, without having been given reasons for this, the Bill has been brought into the House. We are in a very small majority - not majority. I would say in a very small number but even a small number can at least make you realise, and let it be on record, that we want you to use your sensibility and not your emotions. Our motions are a totally different thing but when you make a law you have to think of the repercussions because laws cannot be changed every day. So, when you are making the law kindly think over it and don't be in a hurry. What is the hurry. Does the majority party is afraid of the fact that they are going to lose their majority and therefore cannot give this date of 31st March for Eliciting public opinion? Why can't they send it to the public? It is such a big party and it has get so much majority and it is so popular in the public. It should not be afraid to circulate the Bill. 31st March is quite near. People will give you their opinion what they want. All I can say is that just to show your majority and popularity, circulate this bill for eliciting public opinion.

جناب سپیکر: جناب فضل حسین راہی۔

چودھری فضل حسین راہی: جناب والا! میں نے اس میں جو ترمیم پیش کی ہے' اس کا مقصد یہ تھا کہ آپ نے جن لوگوں پر حکومت کرنی ہے' ان کی رائے بھی اس میں شامل ہو جانی چاہیئے۔ اگر آپ 31 مارچ تک کے لئے اس کو لوگوں کی رائے حاصل کرنے کے لئے مشتہر کرتے ہیں تو اس سے بہتر نتائج برآمد ہونے کی توقع کی جا سکتی ہے۔ جناب سپیکر! اس بل کا مقصد جو ہماری سمجھ میں فوری طور پر آتا ہے' وہ یہ ہے کہ حکومت چودھریوں کے ذریعے پنجاب کے عوام کو کنٹرول کرنا چاہتی ہے۔ آج تک حکومت جو یہ کہتی رہی ہے اور یہ کریڈٹ مانگتی رہی ہے کہ ہم نے غیر سیاسی بنیادوں پر بلدیاتی اداروں کو چلوایا ہے' میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ ان کو اب سیاسی بنیادوں پر چلائیں گے تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ گلی گلی میں دھڑے بندی ہو جائے گی اور وہ حالات جن کا ذکر کرکے آپ اس ملک میں اقتدار پر براجمان ہوئے ہیں' وہ حالات پیدا ہو سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ سیاسی شعور اجاگر کرنا سیاسی جماعتوں کا کام ضرور ہوتا ہے۔ لیکن وہ حکومت کے تابع نہیں ہونا چاہیے۔ سیاسی عمل کو جاری رہنا چاہیے۔ اسے روکنا نہیں چاہیے۔ لیکن اس انداز میں سیاست کرنا' کہ ان اداروں کو جو خالصتاً" لوگوں کے چھوٹے چھوٹے مسائل سے تعلق رکھتے ہیں' جو رفاہ عامہ کے ادارے ہیں' جن کے ذریعے لوگوں کے گلی محلوں کے کام ہوتے ہیں' پارکوں کے کام ہوتے ہیں' لائٹوں کے کام ہوتے ہیں' سکولوں کے کام ہوتے ہیں یا لوگوں کو چھوٹے چھوٹے بنیادی مسائل کے کام ہوتے ہیں' ان میں آپ اپنی مرضی چاہیں گے یا اپنی سیاست کے تابع انہیں چلائیں گے تو اس سے کبھی بھی بہتر نتائج برآمد نہیں ہو سکتے۔ یہ ٹھیک ہے کہ پاکستان کے ہر شہری کا یہ حق ہے اور ہونا چاہیے کہ وہ پاکستان میں اپنی مرضی کی سیاسی جماعت بنائے' اس میں شامل ہو اور اس کے ذریعے سیاسی عمل کرے۔ لیکن جناب سپیکر! جہاں ہمیں سیاسی اور جماعتی بنیادوں پر الیکشن کروانے کی ضرورت ہے وہاں آپ صوبائی اسمبلی' قومی اسمبلی اور سینٹ کے الیکشن تو سیاسی اور جماعتی بنیادوں پر نہیں کرواتے۔ لیکن جو چھوٹے بلدیاتی الیکشن ہیں' ان کے لئے آپ یہ سوچتے ہیں کہ انہیں سیاسی یا جماعتی بنیادوں پر کروائیں۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ اس ملک کو سیاسی بنیادوں پر چلانا چاہتے ہیں تو جس ملک کا وفاقی آئین ہے' اس میں طرز حکومت وفاقی ہونا چاہیے' اس میں پارلیمانی طرز حکومت ہونا چاہیے۔ ان اداروں میں تو آپ پارلیمانی طرز حکومت نہیں چلاتے۔

اس ملک کا آئین جبکہ وفاقی آئین ہے۔ اس لئے اس کا وفاقی طرز حکومت ہونا چاہیے۔ آپ

پاکستان کے وفاق کو قائم رکھنے کے لئے وفاقی طرز حکومت نہیں چلاتے۔ لیکن آپ محلے کی سطح پر لڑائیاں کھڑی کرنے کے لئے یا گاؤں کی سطح پر یونین کونسل کی حدود کے اندر یا کونسلر کے حلقے کے اندر لڑائیاں کھڑی کرنے کے لئے آپ اس قسم کا بل زیر غور لا رہے ہیں۔ میری درخواست ہے اور میں یہ چاہوں گا کہ آپ اس کو کم از کم پبلک کی رائے کے لئے مشتہر کرائیں تاکہ لوگوں کی رائے کی روشنی میں کچھ بہتر نتائج برآمد ہو سکیں۔ لیکن یہ طریقہ جو اپنایا گیا ہے۔ ایک سرکاری جماعت کی تشکیل کا یا اس کو مضبوط کرنے کے لئے یہ بالکل غلط طریقہ ہے۔ اگر آپ کسی ملک کے سیاسی مسائل کا حل سیاسی بنیادوں پر نہیں کرتے تو اس کے نتائج کبھی بھی بہتر برآمد نہیں ہو سکتے۔ میری یہ خواہش کہ اس بل کو مشتہر کرانے کے لئے اس کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جناب چودھری محمد رفیق صاحب

رانا پھول محمد خان: جناب والا! آج کچھ وقت بڑھا دیا جائے کیونکہ تین بجے پارٹی میٹنگ ہے اس میں شامل ہو جائیں۔

جناب سپیکر: ابھی دو تو بجنے دیں۔

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر! میں ایک بات آپ کے نوٹس میں لانا چاہوں گا اسمبلی میں نماز کی جماعت ہوتی ہے جب ہم پہنچتے ہیں تو جماعت ہو چکی ہوتی ہے اور یہ تمام ذمہ داری کہ ہمیں جماعت نہیں ملتی آپ کے کندھوں پہ ہے بے شک آپ اجازت دیں یا نہ دیں۔ ہونا تو یہ چاہیئے کہ یہاں پر جب وقت مقررہ پر جب نماز ہو اس وقت ہمیں جناب والا! کی طرف سے باجماعت نماز پڑھنے کی اجازت ہونی چاہیے۔ اس وقت ہمیں تھوڑی دیر کے لئے اجلاس ملتوی ہونا چاہیے تاکہ یہ ذمہ داری آپ پر نہ ہو۔ ممبران پر ہو کوئی پڑھے یا نہ پڑھے۔ یہ ان کی ذمہ داری ہے۔ لیکن آپ کی طرف سے ہمیں اجازت ہونی چاہیے۔ دوسرا ہمیں نماز کے لئے اسمبلی کے اندر نماز کے لئے وقت لینا ہے۔ یا باہر کا وقت لینا ہے جب یہاں جماعت ہوتی ہے تو ہمیں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! اسمبلی کا جو جماعت کا وقت ہے۔ اگر ممبران ان کو تسلیم نہیں کرتے تو اسمبلی کے رولز اینڈ ریگولیشن کو ہم کیوں تسلیم کریں۔ اگر آپ نے ہمیں جماعت کے لئے وقت کی رعایت نہیں دینی تو پھر رولز اینڈ ریگولیشن بعد میں ہیں۔ پہلے نماز ہمارے لئے ضروری ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو یاد ہے کہ میں ہمیشہ وقفہ نماز کرتا ہوں اور باقاعدہ طور پر جو صاحبان باجماعت

نماز ادا کرنا چاہتے ہیں وہ باجماعت نماز ادا کریں اس میں آپ ایک چیز طے کر دیں کہ ابھی میاں محمد اسحاق صاحب فرما رہے ہیں کہ نماز کا وقفہ ایک بجے یا سوا بجے ہونا چاہیے۔ ادھر فرما رہے ہیں کہ نماز سوا دو بجے ہوتی ہے۔ آپ وقت کا تعین کر دیں تو جناب میاں صاحب دو بجے ٹھیک ہیں۔

میاں محمد اسحاق: جو آپ کی اسمبلی میں نماز کا وقت ہے یہاں بھی سٹاف نماز پڑھتا ہے۔ ہم ایک مہینے کے لئے یا 15 دن کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ آپ کا سٹاف اور دیگر ملازمین بھی یہاں نماز پڑھتے ہیں۔ ہم ان کے ساتھ نماز پڑھیں گے۔ اور اپنے وقت کا تعین کرنا یہ ہماری سپریمی ہو گی۔

جناب سپیکر: یہ بات صاف ہو گئی کہ نماز کا وقت دو بجے ہو گا۔ چودھری محمد رفیق۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! حکومت مختلف باتوں میں اپنے اپنے ادوار میں اپنے اپنے سیاسی مقاصد کے لئے مختلف قوانین اور ایکٹس بناتی رہی ہیں آپ ایوب خان کی مثال لے لیں ایوب نے 'بی ڈی سسٹم جاری کیا تھا اور اس کے نتائج ساری قوم کے سامنے ہیں گھر گھر فساد' لڑائی' طاقتیں اور دوسرے تمام قسم کی برائیاں پیدا ہوئیں یہاں تک خاندان آپس میں بٹ گئے' اس کا نتیجہ خلفشار۔ انتشار میں ثابت ہوا۔ اس میں کوئی شک شبہ کی بات نہیں ہم جتنا دائرہ تنگ کرتے جائیں گے کسی خاص مقصد کے لئے اتنا ہی اس میں خلفشار ہو گا۔ جتنا ہم اس کو فراخ کرتے جائیں گے اتنے خلفشار اور انتشار کے اندیشے کم ہو جائیں گے۔

جناب والا! میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ اکثریت کی بنیاد پر Introduce ہو رہا ہے وہ پاس کیا جا سکتا ہے اور اکثریت کی بنیاد پر جو قانون بھی پاس ہو گا۔ سر تسلیم خم ہو گا لیکن میری درخواست یہ ہے کہ قوانین عوام کی فلاح و بہبود کے لئے بنائے جانے چاہئیں نہ کہ ایسے قوانین بنائے جائیں جس میں عوام میں نچلی سطح پر نہ صرف گھر گھر میں بلکہ سڑکوں گلیوں کوچوں کی سطح پر بھی انتشار اور خلفشار کے اندیشے ہوں تو ایسے قوانین نہیں بنائے جانے چاہئیں۔ میری یہ درخواست ہے کہ جیسا کہ قائد حزب اختلاف نے کہا ہے اور اپنی تقریر میں استدعا کی ہے کہ اس کو پبلک میں مشتہر کرانے کے لئے 31 مارچ تک توسیع کی جائے۔ جیسا کہ مختلف ادوار میں حکومتیں آتی رہی ہیں اور اپنے سیاسی مقاصد کے لئے مختلف قوانین بناتی رہی ہیں۔ یہ قانون بھی ایسا ہی نہ ثابت ہو۔ اس لئے نہ صرف معزز اراکین کا بلکہ ایوان کا اور گلی کوچوں کی سطح پر یہ جاننا ضروری ہے کہ جو قانون بنایا جا رہا ہے ان کے بہترین مفاد میں ہے یا نہیں ہے۔

لہٰذا میری یہ درخواست ہے کہ 31 مارچ تک کے لئے اس بل کو مشتہر کیا جائے تاکہ تمام لوگ

یہ جان لیں کہ ان کے مفاد میں ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر: جی وائیں صاحب ابھی کچھ آدمی رہتے ہیں۔ میاں افضل حیات صاحب

میاں افضل حیات: جناب سپیکر! یہ لوکل گورنمنٹ آرڈی ننس 1979ء میں نافذ کیا گیا اور اس کے تحت لوکل باڈیز کے الیکشن کرائے گئے اور اس کے بعد 1983ء میں اسی قانون میں ترمیم کی گئی اور نئے قوانین نافذ کئے گئے جن کے تحت امیدواروں پر یہ پابندی لگائی گئی کہ ان کا کسی پارٹی سے تعلق نہ ہو۔ اب اس قانون کو جو 1983ء میں ترمیم کیا گیا اب اس کو 1986ء میں ترمیم کیا جا رہا ہے۔ اس سے ایک بات ثابت ہوتی ہے۔

ایک معزز رکن: جناب سپیکر! وہ تمام وقت تقاریر میں لے جاتے ہیں اور ہمیں بولنے کا موقع نہیں دیا جاتا۔

جناب سپیکر: یہ بل پر جو ترمیم دیں گے وہ ان پر بولیں۔

میاں افضل حیات: میرے معزز دوست ترمیم دیں اور بولیں۔

جناب سپیکر: ترمیم ایک ایسا Subject ہے اس کے سکوپ کے اندر جتنا بھی بولنا چاہیں وہ بول سکتے ہیں۔ لیکن سکوپ کے اندر بولنے پر وقت کی کوئی پابندی نہیں ہے۔

میاں محمد افضل حیات: جناب والا! 1979ء میں کوئی پابندی نہیں تھی۔ (قطع کلامیاں)

چودھری محمد رفیق: جناب والا! چودھری نذیر صاحب کی خدمت میں ایک شعر عرض ہے

غم شوق ان قدسیوں کے بس کا نہیں
انہیں کا کام ہے کہ جن کے حوصلے ہیں زیاد

جناب سپیکر: جناب میاں افضل حیات صاحب

میاں محمد افضل حیات: جناب سپیکر! 1979ء میں کسی سیاسی جماعت کے کسی رکن پر کوئی پابندی نہیں تھی۔ 1983ء میں یہ پابندی لگائی گئی اور 1986ء میں یہ پابندی اٹھائی جا رہی ہے۔ اب ایک چیز ظاہر ہوتی ہے کہ کہیں نہ کہیں تو غلطی ہوتی رہی ہے جس کو بار بار ترمیم کرنا ضروری سمجھا جا رہا ہے۔ اگر 1983ء میں بھی یہ Public Opinion کے لئے چلا جاتا اور اس کی تشہیر ہوتی اور اس کو سوچ سمجھ کر پاس کیا جاتا تو شاید آج اس کی ضرورت پیش نہ آتی۔ آج بھی یہ آرڈیننس جلد بازی میں پیش

کیا گیا اور کوشش یہ کی جا رہی ہے کہ یہ جلدی سے پاس ہو جائے گا۔

جناب والا! یہ قانون ایسا ہے جس سے ہر شخص سے تعلق ہے۔ اور جن سے یہ متعلقہ ہے ان کی رائے بھی اس میں شامل ہونی ضروری ہے۔ اگر اسے رائے عامہ کے لئے تشہیر کیا گیا تو پریس کے ذریعے اور دوسرے ذرائع ابلاغ کے ذریعے وہ اپنی اپنی آراء دے سکیں گے اور اس کے مطابق یہ ضروری ہے کہ ہم اس ترمیم کو منظور کریں یا نہ کریں۔ اب ہم نے اس کے لئے کوئی زیادہ وقت بھی نہیں مانگا زیادہ وقت مانگنے سے شاید یہ تاثر پیدا ہوتا ہو کہ ہم اس میں بہت دیر کرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ 31 مارچ کوئی زیادہ دور نہیں ہے۔ اور 31 مارچ تک یہ ملتوی ہو جائے تو اس سے کوئی کسی قسم کا نقصان نہیں ہو گا اور نہ ہی کسی کے پروگرام میں کوئی فرق پڑے گا۔ جناب والا! جہاں تک ان ترامیم کا تعلق ہے اس کی وجہ سے سیاسی پارٹی بازی گل کوچوں میں چلی جائے گی۔ لوکل کونسلر کا کام یہ ہے کہ وہ ڈویلپمنٹ کے کام میں حصہ لیں اور جب وہ اپنے الیکشن کر چکیں تو وہ اپنی ساری رنجشیں بھول کر آپس میں مل جل کر کام کریں۔ اور ڈویلپمنٹ کے لئے اپنے آفس کو صحیح استعمال کریں۔

جہاں تک اس قانون کا تعلق ہے اس کے ذریعے نظریات گھر گھر چلے جائیں گے اور جو ڈویلپمنٹ کا کام ہے جس کے متعلق سب کو متفق ہونا چاہیے وہ رک جائے گا۔ اور اس سے ملک کے کونے کونے میں نقصان ہو گا۔ اس لئے ضروری یہ ہے کہ لوکل کونسل کی Level پر پارٹی بازی نہ کی جائے۔ اور جہاں تک پارٹی سسٹم کا تعلق ہے اس کی ضرورت نیشنل اور پروونشل اسمبلی کے الیکشن میں ہے۔ یہاں پر اسے Introduce نہ کیا گیا۔ اور اب جہاں پر اس کی ضرورت نہیں ہے وہاں پر اسے Introduce کیا جا رہا ہے۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ رائے عامہ کو حاصل کرنے کے لئے بل کو تشہیر کیا جائے اور 31 مارچ تک اسے Defer کیا جائے۔

جناب سپیکر: جناب سید طاہر احمد شاہ صاحب نہیں ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! میں حاضر ہو گیا ہوں۔

جناب سپیکر: جناب سید طاہر احمد شاہ صاحب۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! اگر آپ تھوڑی سی نوازش فرمائیں تو میں ایک سپیکر کے بعد اگلی ٹرن پر بات کروں گا۔

جناب سپیکر: اب آپ آخری مقرر ہیں جنہوں نے ترمیم Move کی ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں معذرت خواہ ہوں کہ میں طبیعت کی خرابی کی وجہ سے تاخیر سے ایوان میں حاضر ہوا ہوں۔

جناب والا! جو ترمیمی بل سرکاری بنچز یا حکومت کی طرف سے پیش کیا گیا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ مقامی حکومت کے ادارے غیر جانب رہنے چاہئیں۔ اور حکومت نے ماضی میں یا کسی بھی حکومت نے مقامی حکومتوں کے اداروں میں سیاست کو اس میں Penetrate نہیں کیا اور ماضی میں جب لوکل گورنمنٹ کے انتخابات ہوئے تو اس میں سیاسی جماعتوں کی طرف سے امیدوار نامزد نہیں کئے گئے اس سے اگر یہ ترمیمی بل منظور کر لیا جاتا ہے تو سب سے بڑا جو نقصان ہو گا وہ اس معزز ایوان کے اراکین کو انفرادی طور پر پارلیمنٹ کے ارکان کو بھی اپنی اپنی جگہ انفرادی طور پر بہت پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس لئے کہ ہم لوگ جب صوبائی اسمبلی کے لئے یا قومی اسمبلی کی نشست کے لئے انتخابات میں حصہ لیتے ہیں اور منتخب ہو کر ان معزز ایوانوں کے ارکان کی حیثیت اختیار کرتے ہیں تو ہمارے علاقوں میں مقامی سطح پر خواہ وہ میونسپل کمیٹی کے الیکشن ہوں یا میونسپل کارپوریشن کے ہوں' یا ضلع کونسل کے ہوں یا یونین کونسل کے ہوں بے شمار ہمارے ساتھی جو ہمارے دست و بازو ہوتے ہیں' اگر سیاسی جماعتوں کی طرف سے ان کو اپنا نمائندہ نامزد کر دیا جائے تو ظاہر ہے کہ ہر رکن اسمبلی صرف ایک امیدوار کی حمایت کر سکے گا اور دیگر امیدوار جو ان انتخابات میں حصہ لے رہے ہو گے ان سے ان کی دل آزاری ہو گی' دل شکنی ہو گی اور اس طریقے سے خواہ مخواہ کی تفرقہ بازی ایک ہی رکن اسمبلی کے احباب میں دوستوں میں پیدا ہونے کا بہت بڑا خدشہ پیدا ہو جائے گا۔

جناب والا! اگر یہ بل منظور کر لیا جاتا ہے اور یقینی طور پر سرکاری بنچز کی طرف سے اکثریت کی بنیاد پر یہ منظور تو کر ہی لیا جاتا ہے۔ یہ ہمیں علم ہے مگر جیسا کہ ہم اگر بات کرتے ہیں تو حکومت کی طرف سے کوئی بھی نامزد کردہ یا بااختیار وزیر ہمیں کہتا ہے کہ اس بات پر غور کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنا دی جائے اور ہم جو بہتر تجاویز ہوتی ہیں یا مثبت انداز میں ان کا جواب دیتے ہوئے ان تجاوز کو تسلیم کر لیتے ہیں تو اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اہم بل ہے۔ اس کے بہت مضر اور پریشان کن اثرات مرتب ہونے کا خدشہ ہے۔ اس لئے اسے مزید غور و فکر کرنے کے لئے رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے مشتہر کیا جانا ضروری ہے تاکہ اس پر پورے غور و خوض کرنے کے بعد اسے ایوان میں پیش کیا جائے کیونکہ اس سے یہ بھی ہو گا کہ حلقہ انتخاب مقامی اداروں میں چھوٹے ہوں گے اور ایک ہی برادری میں یا برادریوں میں تفریق پیدا ہونے کا بھی خدشہ ہے۔ اور یہ میں سمجھتا ہوں کہ کسی طریقے سے بھی مقامی حکومت کے اداروں کے لئے مفید نہیں ہو گا۔ شکریہ!

جناب سپیکر: جی رانا پھول محمد خان صاحب۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! مجھے اجازت دیں میں اس پر بولنا چاہتا ہوں اور میرے جذبات مجھے بولنے پر مجبور کر رہے ہیں' کہ میں ان لیڈروں کے لئے جو کہ جمہوریت کے بنیادی اصولوں کے دعوے دار ہیں _____

جناب سپیکر: رانا صاحب' آپ اجازت تو لے لیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! آپ نے فرما دیا تھا پہلے' کہ ان کے بعد آپ کو اجازت ہو گی۔ جناب کے فرمان کے مطابق میں کھڑا ہوں۔ جناب نہیں چاہتے تو بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں رانا پھول محمد خان کو اجازت دیتا ہوں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! یہ آرڈی ننس جو کہ گورنر پنجاب صاحب نے جاری کیا اور جس کو ایک بل کی شکل میں وزیر بلدیات اور وزیر قانون صاحب نے یہاں پر پیش کیا ہے' اس پر میں انہیں مبارک باد دیتا ہوں' اس بل کا مقصد ہرگز یہ نہیں ہے کہ اہالیان اور ارکان بلدیات کو کسی سیاسی جماعت میں شامل ہونے پر مجبور کیا جائے گا بلکہ یہ بل ارکان بلدیات کو ان کے بنیادی حقوق دینے کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) کہ وہ جس جماعت میں چاہیں' شامل ہو جائیں' مجھے مخدوم زادہ صاحب کی تقریر پر افسوس ہے کہ وہ ایک ملکی سطح کے لیڈر ہیں' اور بنیادی حقوق اور جمہوریت کے لئے وہ زندگی بھر مسلسل جدوجہد کرتے رہے ہیں۔ حاجی محمد اسحاق صاحب نے جو ترمیم دی ہے وہ خود بلدیات کے ایک رکن ہیں۔

جناب والا! وہ لوگ جو ہم سے بہتر ہیں جنہوں نے اپنے محلے میں اپنے ضلع کونسل کے حلقہ میں' اپنی یونین کونسل کے حلقہ میں جو بھی لوگ عوام کے نمائندے ہیں' وہ بھی ہماری طرح سے منتخب ہوئے ہیں' لیکن آپ کو چونکہ یہ محسوس ہو گیا ہے کہ ایک جماعت' ایک گروہ کو کہتے ہیں' جماعت چند افراد کا مجموعہ ہے' جیسا کہ اپوزیشن پارٹی بھی یہاں بن چکی ہے جس کے قائد جناب مخدوم صاحب ہیں اور مجھے ان کی اس تجویز سے اب کچھ اتفاق ہونے لگا ہے کہ وہ بھی اس ہاؤس میں بیٹھنے کے نااہل ہو چکے ہیں کیونکہ وہ بھی ایک جماعتی شکل اختیار کر چکے ہیں' جناب والا! اس بل میں کوئی ایسی شرط نہیں ہے کہ وہ لوگ مسلم لیگ میں ہوں گے وہ کسی اور جماعت میں ہوں گے' ہر آدمی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنے نظریہ کے مطابق اور اس ملک کی بہتری کے لئے اور اس ملک کے مفاد کے مطابق جس

جماعت میں شامل ہونا چاہے ہو جائے۔

اب جب آئین بحال ہو گیا ہے اور سیاسی جماعتوں سے پابندی اٹھ گئی ہے تو پھر ارکان بلدیات کو مجبور کرنا کہ ایک عامرانہ حکم کے تابع بنیادی حقوق سے محروم رہو گے' یہ بے انصافی ہے۔ اس لئے میں نہایت ادب کے ساتھ قائد حزب اختلاف سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ بنیادی حقوق کے داعی ہیں' بنیادی حقوق کی بحالی کے داعی ہیں' جمہوری طرزوں کو اجاگر کرنے کے' لہٰذا انہیں اپنی ترامیم واپس لے لینی چاہئے۔ اس میں کسی جماعت کو شامل نہیں کیا جا رہا ہے' یا حاجی محمد اسحاق صاحب بتائیں کہ ان کو کس نے مجبور کیا ہے اور نہ ہی کوئی ایسا اعلان ہوا ہے اور نہ ہی کوئی ایسا قانون بنا ہے کہ جماعتی طور پر بلدیاتی انتخابات کرائے جائیں گے۔ اور اگر کرائے جائیں تو میں یہ کہتا ہوں کہ اس سے زیادہ اچھا قانون اور کوئی نہیں ہو سکتا کہ ہر اس رکن کو جو کہ بنیادی طور پر بلدیات کے انتخابات میں حصہ لے اور سیاسی جماعتیں اس بات پر رضامند ہو جائیں کہ وہ محض ٹکٹ جاری کریں گی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ صحیح سیاسی جماعت میں شامل ہو کر جس کو بھی وہ پسند کریں' کر سکتے ہیں' لیکن ابھی کوئی ایسا کوئی قانون ہی نہیں بنا ہے' لیکن ابھی تو ایسا کوئی قانون ہی نہیں ہے۔ یہ تو صرف یہ قانون ہے کہ بلدیاتی ارکان پر یہ پابندی تھی کہ وہ کسی سیاسی جماعت میں شمولیت نہیں کر سکتے ہیں' اب ان کو ان کے بنیادی حقوق سے محروم کرنا میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک کے ایک منتخب طبقہ کو جو کہ اس ملک کی کریم ہیں' ان کو ان حقوق سے محروم کرنے کے لئے یہ تقریر فرمانی قائد حزب اختلاف کے بنیادی حقوق کے منافی ہے۔ میں ان سے پھر اپیل کرتا ہوں کہ وہ ان منتخب ارکان کو جو وہ ان کے ساتھ بھی بیٹھے ہوئے ہیں' یہ اجازت دینے کے لئے اپنی ترامیم واپس لے لیں جو اس ملک کے ہر شہری کو آزادی ہے' ان کے شہری حقوق کو سلب نہیں کیا جا سکتا ہے۔ (نعرہائے تحسین)

ہر شہری زاد ہے کہ وہ اپنے نظریہ کے مطابق جس جماعت میں چاہے جائے اور وہ لوگ جو بلدیات کے رکن ہیں' ان ارکان کی اہمیت ہم سے زیادہ ہے وہ اپنے ایک ایک محلہ سے' ایک ایک گلی سے منتخب ہو کر آئے ہیں' اور پھر حاجی اسحاق صاحب خود منتخب ہو کر آئے ہیں' حاجی محمد اسحاق صاحب' وہاں یہ قائد بھی ہیں' یا نائب قائد ہیں اور یہاں پر اپنے گلے پر خود ہی چھری چلانا چاہتے ہیں' اس لئے اس قانون میں کہیں یہ درج نہیں ہے کہ فلاں جماعت اپنانی پڑے گی' یہ بنیادی حقوق ہمیں ارکان بلدیاتی کو دینے چاہئیں اور میں امید کرتا ہوں کہ اپوزیشن کے وہ ارکان' وہ لیڈر' وہ میرے بھائی جو کہ بنیادی حقوق کی بحالی چاہتے ہیں' اگر واقعی حقیقت ہے اور یہ واقعی پردے میں کچھ اور نہیں ہیں' تو انہیں اپنی ترامیم کو فوری طور پر واپس لینا چاہیئے اس ملک کے ایسے طبقے کو جنہیں عوام نے

چنا ہے' ان کو نہیں روکا جا سکتا کہ وہ اپنی مرضی کی کسی سیاسی جماعت میں شمولیت کرنے سے محروم رہے۔ یہ ان کی حق تلفی ہے اور اس قانون کو فوری طور پر منظور کرنا چاہیے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میں پہلے جناب غلام حیدر وائیں صاحب کو اجازت دیتا ہوں۔

وزیر صنعت (جناب غلام حیدر وائیں): جناب سپیکر! آج جو مسودہ قانون' محترم وزیر قانون نے یہاں پر منظوری کے لئے پیش کیا ہے' اور اس پر جو ترامیم اور ان پر اظہار خیال ہمارے اپوزیشن کے فاضل اراکین نے کیا ہے' ان کو سن کر مجھے کئی حیثیتوں سے پریشانی بھی ہوئی اور افسوس بھی ہوا' پریشانی اس بات پر کہ ایک آرڈی ننس جو کہ بل کی صورت میں یہاں پر منظوری کے لئے پیش کیا گیا ہے اور اس کی تشہیر کے لئے ایک ہی بات پیش کی گئی ہے کہ اس سے لوکل باڈیز کی سطح پر ہم ایک ایسی افراتفری ان کے خیال کے مطابق پیدا کر دیں گے جس سے ہمارے مقامی حلقے ہمارے دیہاتی حلقوں میں اور انتشار آئے گا' جناب سپیکر! مجھے افسوس ہے کہ مجھے ایسے محسوس ہوتا ہے کہ ہماری اپوزیشن کے فاضل اراکین نے اس قانون کی روح کو اس کے مقصد کو بالکل سمجھا ہی نہیں ہے وہ اس لئے کہ لوکل باڈیز کے دو انتخابات جو کہ پنجاب میں اور اس ملک میں ہوئے ہیں وہ مارشل لاء کے دور میں ہوئے اور مارشل لاء کے دور میں سیاسی سرگرمیوں پر پابندی تھی' لہٰذا یہ قانون اس لئے اس قانون میں نافذ کیا گیا کہ چونکہ انتخابات میں سیاسی سرگرمیوں پر پابندی ہے' لہٰذا اس کا احترام کیا جائے اور اب ایک ایسے وقت میں جبکہ خدا کے فضل و کرم سے _____

MR SPEAKER: I would request the honourable member not to interrupt the speaker.

جناب فضل حسین راہی: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آج پاکستان کے اندر سیاسی جماعتیں پوری طرح بحال ہو گئی ہیں۔

MR. SPEAKER : This is not a point of order.

جناب فضل حسین راہی: نہیں جناب یہ Statement دے رہے ہیں کہ مارشل لاء کے دور میں سیاسی سرگرمیوں پر پابندی تھی تو کیا آج سیاسی جماعتیں بحال ہو گئی ہیں۔

جناب سپیکر: میرے بھائی یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر جو ہے وہ Procedural Matte پر ہو سکتا ہے۔ Constitutional Matter پر ہو سکتا ہے۔

وزیر صنعت: جناب سپیکر میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ _____

جناب سپیکر: جناب وائس صاحب میں نے کل بزنس دیکھا ہے اس میں صرف ایک رپورٹ Lay ہونی ہے۔ اس لئے اس بل کو ہم کل Take up کر لیں گے اور آپ کی تقریر سے ہی کارروائی شروع کر لیں گے۔ کیونکہ اس وقت دو بج گئے ہیں لہذا کل تک کے لئے اس اجلاس کو ملتوی کرتے ہیں۔

وزیر صنعت: جناب والا! اگر ایوان کی خواہش ہو تو آج کے اجلاس کا وقت Extend کر دیا جائے۔ کیونکہ یہ بات زیر بحث آئی بھی تھی ورنہ پھر آپ کے حکم کے مطابق میں کل بات کر لوں گا۔

جناب سپیکر: اب ایوان کی کارروائی تو میرے خیال میں میں نے ملتوی کر دی ہے۔ اس لئے باقی کام کل کریں گے۔

(اجلاس کی کارروائی کل صبح 9:30 بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے)

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی 27 فروری 1986ء بروز جمعرات صبح 9:30 تک کے لئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

جمعرات' 27 فروری 1986ء
(پنج شنبہ ۱۷ جمادی الثانی ۱۴۰۶ھ)
جلد 5 ---- شمارہ 9

سرکاری رپورٹ

مندرجات

جمعرات 27 فروری 1986ء		صفحہ نمبر
تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ	------	777
تحاریک التوائے کار		
بہاول پور میں مجاہد فورس کا عوام الناس سے نازیبا سلوک	------	779
سرکاری مسلم لیگ کا مسلم لیگ ہاؤس پر قبضہ	.....	780
مسودات قانون		
غیر جماعتی انتخابات کی قانونی حیثیت	.....	792
لوکل گورنمنٹ ترمیمی بل 1986ء (اوقاف)	.....	803

(جاری) .....

.....(جاری)

صفحہ نمبر

اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹیں برائے سال (1977 تا 1984)
کا پیش کیا جانا ------ 805

قراردادیں (مفاد عامہ کے لئے)

کچی آبادیوں 5 مرلہ، 5 مرلہ رہائشی سکیم والوں سے
ترقی اخراجات کی وصولی ------ 807

جناب سپیکر کی رولنگ (غیر جماعتی انتخابات
کی قانونی حیثیت ------ 837

قراردادیں (مفاد عامہ کے لئے) (جاری)

کچی آبادیوں 5 مرلہ، 7 مرلہ رہائشی سکیم والوں
سے ترقی اخراجات کی وصولی ------ 849

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس

جمعرات 27 فروری 1986ء
(بتاریخ شنبہ 17 جمادی الثانی 1406ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 10 بجے منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا
مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ
وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا
فِيْهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿٢٦٧﴾

سورۃ البقرہ - آیت 267

مومنو! جو پاکیزہ اور عمدہ مال تم کماتے ہو اور جو چیزیں ہم تمہارے لئے زمین سے نکالتے ہیں ان میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور ایسی ناقص اور ناپاک چیزیں دینے کا قصد نہ کرو جو تمہیں ملیں تو نہ لوگے سوائے اس کے کہ چشم پوشی کر جاؤ اور جان لو کہ اللہ یقیناً غنی اور حمید ہے۔

وما علینا البلاغ

جناب سپیکر: آج وقفہ سوالات نہیں ہے۔ اس لئے ہم پریولیج موشن کو لیں گے مگر پریولیج موشن نہیں ہے؟ بیگم صاحبہ آپ بتا رہی تھیں کہ آپ کی کوئی تحریک استحقاق ہے میرے پاس تو آپ کی کوئی تحریک استحقاق نہیں پہنچی ہے۔ آپ نے کس وقت دی ہے؟ کیا یہ بیگم نجمہ تابش صاحبہ کی تحریک نہیں آئی ہے۔

بیگم نجمہ تابش الوری: اجلاس سے ایک گھنٹہ قبل میں نے دے دی تھی۔

چودھری خادم حسین: جب تک اس کا پتہ چلتا ہے' جو پینڈنگ بل ہیں جو کہ کافی دنوں سے پینڈنگ پڑے ہوئے ہیں' ان پر فیصلہ کر لیا جائے۔ یہ بہت ضروری بل ہیں۔ میرے خیال میں پہلے ان کو Discuss کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کس بل کی بات کرتے ہیں۔

چودھری خادم حسین: یہ لوکل گورنمنٹ بل اور دوسرے جو بل ہیں۔

جناب سپیکر: لیکن اس میں ایک طریقہ کار کے مطابق' پہلے ہم تحریک استحقاق کو لیتے ہیں' پھر تحریک التوائے کار کو لیتے ہیں' آج وقفہ سوالات نہیں ہے اگر تحریک استحقاق نہیں ہے تو پھر ہم تحریک التوائے کار کو لیں گے اور اس کے بعد پھر لیجسلیشن ہو گی۔ ہم ان کا ریکارڈ منگوا رہے ہیں' ان کا اعتراض ہے کہ تحریک میں نے دی ہے۔

جناب محمد صدیق سالار: جناب والا! جیسا کہ میں نے پہلے بھی یہ عرض کیا ہے کہ پنجاب کے عوام جو کہ کچی آبادیوں میں آباد ہیں' ان کی نظریں ہم پر لگی ہوئی ہیں وہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہماری قسمت کا فیصلہ یہ اسمبلی کرے اور یہ حکومتی بنچ بھی یہ چاہتے ہیں کہ ہم یہ فیصلہ ضرور کریں گے' تو یہ درخواست ہے کہ آج اس کے لئے وقت زیادہ سے زیادہ نکالا جائے اور گورنمنٹ فنکشن جو ہے' اس کو ملتوی کیا جائے۔ یہ رپورٹیں جو ہیں وہ بھی پیش ہونی چاہئیں۔ جس مقصد کے لئے ہم یہاں موجود ہیں اگر وہ کام نہ ہوا اور ہم اپنے انہیں سوالات کو' جو کہ ایک ہی بات ہر آدمی کرتا ہے اور اس سے وہ وقت صرف ہوتا ہے۔ خدارا وقت بچایئے تاکہ ہم عوام کی بات سن سکیں۔

بیگم نجمہ تابش الوری: جناب سپیکر! اس پر مجھے بات کرنے کی اجازت ہے۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ پہلے ہم یہ Determine کر لیں کہ آپ کی یہ پریویلج موشن In time

ہے۔ یا یہ Admissable ہے یا نہیں ہے؟

بیگم نجمہ تابش الوری: جناب والا! میں اسی کے بارے میں بات کرنا چاہتی ہوں' میں نے ابھی ابھی ایجنڈا پڑھا ہے اس میں لکھا ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی طرف سے موصول ہونے والی رپورٹیں برائے سال 78-1977ء' 79-1978ء اور 82-1981ء' 83-1982ء' 84-1983ء ایوان کی میز پر رکھنی ہیں۔ تو میری تحریک استحقاق بھی اسی ضمن میں تھی تو جب یہ رپورٹیں آگئیں ہیں' تو میں اپنی اس تحریک کو Withdraw کرتی ہوں' جب یہ ایوان کی میز پر آگئی ہیں تو وہ اسی لئے تھی۔

جناب سپیکر: تو چلیں' یہ مسئلہ تو ختم ہو گیا۔

جناب محمد رفیق: یہ رپورٹیں تو ایوان کی میز پر نہیں آئی ہیں' اور محترمہ نے قبل از وقت ہی اپنی تحریک استحقاق واپس لے لی ہے۔

بیگم نجمہ تابش الوری: یہ تنقید برائے تخریب ہو رہی ہے۔ برائے تعمیر ہونی چاہئے۔ اچھے بچے ایسا ہی کرتے ہیں۔

تحریک التوائے کار

بہاولپور میں مجاہد فورس کا عوام الناس سے نازیبا سلوک

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار نمبر 25 ہے' جناب احمد خان بلوچ کی طرف سے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ "بہاولپور شہر میں مجاہد فورس کا دفتر ہے یعنی یہاں پر ان کا ہیڈکوارٹر ہے' یہ مجاہد فورس والے بھی فوجی یونیفارم پہنتے ہیں یہ فوجی ٹرک لے کر آس پاس کے قصبوں میں جاتے ہیں' اس طرح سے یہ قصبہ گیلے وال تحصیل لودھراں میں بھی جاتے ہیں' یہ قصبہ گیلے والا شہر نما قصبہ ہے' یہاں پر آس پاس کے دیہات کے لوگ ضروریات زندگی لینے کے لئے آتے ہیں' کوئی دوائی لینے آتا ہے' کوئی مزدور فیکٹری گیلے وال میں مزدوری کرنے آتا ہے' کوئی ریڑھی بان ریڑھی لے کر مزدوری کرنے آتا ہے' کوئی دوکاندار دکان پر بیٹھا ہوا ہوتا ہے' یہ انہیں زبردستی اٹھا کر لے جاتے ہیں اور ان سے زبردستی کام

کراتے ہیں۔ جب ان کے غریب والدین روتے ہوئے جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ رقم لے کر آویں پھر چھوڑیں گے' کسی کا والد بیمار ہوتا ہے' وہ دوائی کے لئے تڑپتا رہتا ہے۔ یہ اس کے لڑکے کو لے کر چلے جاتے ہیں۔ کسی کی ریڑھی گم ہو جاتی ہے' کسی کی دکان لٹ جاتی ہے' یہ پرواہ نہیں کرتے ہیں آپ برائے مہربانی اس کو بحث کے لئے اجازت دیں تاکہ غریب عوام اس ظلم سے نجات حاصل کر سکیں۔

وزیر قانون: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ واقعی ایک بڑی Serious بات ہے۔ اس کے لئے باقاعدہ انکوائری کی جا رہی ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ نہ صرف آپ کے اس مسئلہ کے اٹھانے پر' بلکہ جس وقت معزز رکن کی یہ تحریک آئی' اس وقت ہم یہ مسئلہ فیڈرل گورنمنٹ کے نوٹس میں لائے ہیں' چونکہ مسلح افواج سنٹرل گورنمنٹ کا محکمہ ہے' لیکن میں یہاں یہ یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ ہم نے صوبائی گورنمنٹ نے وفاقی حکومت کو لکھ دیا ہے اور ان کے علم میں یہ بات لائے ہیں' اور ہم انشاء اللہ اس بات کو Persue بھی کریں گے' اور یہ وہاں سے موقع پر سے بھی معلومات اکٹھی کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے' اگر ایسا کوئی واقعہ ہے جس کو فیڈرل گورنمنٹ کے نوٹس میں لائے' اور ہم اس کو Persue کریں گے' میرا خیال ہے کہ معزز رکن کی مہربانی ہے کہ یہ مسئلہ نوٹس میں لائے' انشاء اللہ اس کی اصلاح اور سدباب کے لئے مناسب کارروائی کی جائے گی۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس بارے میں اپنی تحریک التوا کار کو پریس نہیں کریں گے۔ ہم Already اس کے متعلق لکھ بھی چکے ہیں اور انشاء اللہ اس کو Persue بھی کریں گے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب والا! اس یقین دہانی پر میں اس کو پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: جناب احمد خان بلوچ اس کو پریس نہیں کرتے ہیں _____ اب ہم تحریک التوائے کار نمبر 26' جناب میاں افضل حیات' طاہر احمد شاہ' بیگم شاہین منور احمد صاحبہ' جناب محمد رفیق صاحب' جناب عثمان ابراہیم' چودھری محمد اسلم' سردار غلام عباس اور میاں محمد اسحاق صاحبان کی طرف سے _____ تو یہ تحریک میاں افضل حیات صاحب پیش کریں گے۔

سرکاری مسلم لیگ کا مسلم لیگ ہاؤس پر قبضہ

میاں محمد افضل حیات: جناب والا! اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے اور اسمبلی میں اس اہم اور خصوصی مسئلہ پر بحث کی

جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ:

"روزنامہ "جنگ" لاہور مورخہ 19-02-1986 میں یہ افسوس ناک خبر شائع ہوئی ہے "سرکاری مسلم لیگ" نے مسلم لیگ ہاؤس پر قبضہ کر لیا ہے اور غلام حیدر وائیں کی موجودگی میں کارکنوں نے اسلحہ کے زور پر دفتر کی سیلیں توڑ ڈالیں۔ اس خبر کی اشاعت سے ان تمام قوانین کا احترام کرنے والے عوام میں سخت خوف و ہراس اور غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے جو حکمران پارٹی سے ایسی لاقانونیت کی توقع نہیں رکھتے تھے' ان میں یہ احساس شدت سے پیدا ہو رہا ہے کہ حکومت وقت نے وزیر اعظم کا نام استعمال کر کے قانون کا مذاق اڑایا ہے۔ اس سلسلہ میں مسلم لیگ کے رہنماؤں نے مطالبہ کیا ہے کہ عمارت کو ناجائز قابضین سے خالی کرایا جائے کیونکہ یہ عمارت پولیس عدالت اور الیکشن کمیشن کے ریکارڈ کے مطابق اس مسلم لیگ کے قبضہ میں ہے۔"

جناب والا! آج جبکہ ہر طرف امن عامہ کی بگڑتی ہوئی صورت حال پر تشویش کا اظہار کیا جا رہا ہے اور ہر طرف سے حکومت پر یہ زور دیا جا رہا ہے کہ لاقانونیت کو ختم کیا جائے اور امن عامہ کی صورت حال کو بہتر کیا جائے۔ حکومت کا ایسی لاقانونیت میں ملوث ہونا ہر ایک کے لئے افسوس ناک ہے۔ ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں کہ اس عمارت کا کون حق دار ہے۔ اصل بات جو ہر حلقے میں تشویش ناک ہے وہ یہ ہے کہ کس طریقے سے اس عمارت پر قبضہ کیا گیا۔ جو خبریں آج تک آئی ہیں ان کی حکومت کی طرف سے نہ تو کوئی تردید ہوئی ہے اور نہ ہی کوئی صفائی پیش کی گئی ہے۔

مولانا محمد غیاث الدین: جناب والا! خبر کی اصطلاح عربی میں جو تعریف کی گئی ہے وہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ یقال یقال انہ صادق او کاذب خبر کی تعریف یہ ہے کہ اس کے کہنے والے کو یہ کہا جائے کہ یہ سچا ہے یا جھوٹا ہے؟ جب خبر سچ اور جھوٹ پر مبنی ہوتی ہے پھر اس پر اعتماد کر کے تحریک پیش کرنا یہ کوئی جواز نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار میاں محمد افضل حیات نے پیش کی ہے۔ یہ باقی سب صاحبان کی طرف سے پیش شدہ تصور ہو گی۔ تحریک التوائے کار جب تک Admit نہ ہو جائے اس سے پہلے کسی کو بولنے کی اجازت رولز میں نہیں ہے۔

بیگم شاہین منور احمد: مجھے اس پر بولنے کی اجازت دی جائے۔ کیونکہ میں نے بھی اس سلسلے میں تحریک التوائے کار پیش کی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں یہ پہلے سے روایت چلی آ رہی ہے کہ تحریک التوائے کار اگر ایک ہی نفس

مضمون ہے تو وہ اگر کوئی ایک صاحب پڑھ دیں تو سب کی طرف سے پڑھی ہوئی تصور ہو گی۔

بیگم شاہین منور احمد: لیکن ہمیں یہ حق تو حاصل ہے کہ ہم اسے پڑھ سکیں۔ تحریک التوائے کار پیش کریں گے اگر ان کا نفس مضمون ایک ہے تو جس صاحب کی پہلے نمبر پر تحریک ہو گی صرف وہی صاحب اپنی تحریک پیش کریں گے اور وہ سب کی طرف سے پڑھی گئی تصور ہو گی۔ جناب والا! ہمارا Right تو ہے کہ ہم اپنی تحریک کو پڑھ سکیں۔

جناب سپیکر: نہیں میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اپنی روایات (Conventions) کے مطابق چلنا چاہیئے۔

(قطع کلامیاں)

بیگم شاہین منور احمد: جناب سپیکر! میں نے تو صرف آپ سے پوچھا ہے مگر یہ سارا ایوان ہی سپیکر بن گیا ہے۔

I think that I have the right to answer and discuss. I have every right to address your chair and ask you....

MR. SPEAKER: Please, do not interrupt the speaker.

بیگم شاہین منور احمد: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ہمیں اس بات کی اجازت ہونی چاہیئے کہ ہم اپنی تحریک التوا پر اگر بول نہیں سکتے تو پڑھ تو سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: Short statement کی اجازت رولز نہیں دیتے۔

بیگم شاہین منور احمد: جی میں Short statement کی بات نہیں کر رہی۔

جناب سپیکر: مخدوم زادہ صاحب آپ کے پاس تشریف رکھتے ہیں۔ یہ اس سلسلے میں آپ کی رہنمائی کر سکتے ہیں کہ جس وقت تک کسی تحریک التواء پر اجازت نہیں مل جاتی اس سے پہلے Short Statement نہیں ہو سکتی۔

BEGUM SHAHEEN MANAWAR AHMAD: Can we read the Tehrik (Motion)?

جناب سپیکر: پڑھنے کے بارے میں میں نے آپ کو عرض کیا ہے کہ اس سے پہلے بھی ہمارے تین اجلاس منعقد ہو چکے ہیں ہم نے یہ طے کیا ہے کہ ایک ہی قسم کی تحریک ہائے التوائے کار پر ایک

معزز رکن پڑھ دے گا اور وہ سب کی طرف سے پیش تصور ہو گی۔

BEGUM SHAHEEN MANAWAR AHMAD: What I want to know is: Can we not be allowed to read this? Can I read it? traditions

جناب سپیکر: میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری روایات ایسی ہیں کہ جب میاں محمد افضل حیات صاحب کی طرف سے تحریک پیش کر دی گئی ہے تو اب یہ سب کی طرف سے پیش شدہ تصور ہو گی۔

BEGUM SHAHEEN MANAWAR AHMAD: But what about the Rules?

جناب سپیکر: کیونکہ یہ غیر ضروری Repetition ہو گی کیونکہ سب ایک ہی نفس مضمون ہے۔

BEGUM SHAHEEN MANAWAR AHMAD: But what about the Rules. Rules do allow to read out our adjournment motions. If you give the leave, you discuss it later on, it is the next step

جناب سپیکر: رولز اس سلسلے میں خاموش ہیں _____

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! رولز اس سلسلے میں خاموش نہیں ہیں۔ رولز بڑے واضح ہیں۔ آپ رول 69 ملاحظہ فرمائیں۔ رولز تو تحریک کو پڑھنے کی بھی اجازت نہیں دیتے۔ رولز کے مطابق تحریک سپیکر صاحب نے پڑھنی ہوتی ہے۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ رولز تو اس کی بھی اجازت نہیں دیتے۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا رولز بھی تو آپ نے بنائے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: نہیں میری بھی مجبوری ہے یہ رولز میرے بنائے ہوئے نہیں ہیں۔ یہ رولز پہلے کے چلے آ رہے ہیں اور یہ وہی رولز ہیں جو پہلی اسمبلیوں میں چلتے آ رہے ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ رول 68 یہ ہے۔ ملاحظہ فرمالیں۔

"Leave to make a motion for adjournment shall be asked for after questions and before the List of Business is entered upon.

If the Speaker is of the opinion that the matter proposed to be discussed is in order, he (Speaker) shall....

جناب والا رول نمبر 69 بھی سن لیں

"If the Speaker is of the opinion that the matter proposed to be discussed is in order, he shall read the statement to the Assembly and ask whether the member has the leave of the

Assembly to make the adjournment motion and if objection is taken, he shall request such of the members as may be in favour of leave being granted to rise in their seats".

"If members less than one-sixth of the total membership of the Assembly rise in their seats, the Speaker shall inform the Member that he has not the leave of the Assembly."

اور اس کے بعد اگر Leave grant ہو جائے۔ پھر سپیکر صاحب اس کے بعد دو گھنٹے کسی بھی دن تین دن کے اندر اندر بحث کے لئے وقت مقرر کر سکتے ہیں۔ اور اس سلسلے میں رول 70 میں یہ ہے کہ:

"On any one day, the aggregate time for the asking of leave under rule 68 and the granting or withholding of leave under rule 69, shall not exceed half an hour."

تو میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جو پڑھ دی گئی ہے یہ کافی ہے اور اس کے علاوہ جتنی بھی تحریک ہائے التوائے کار ہیں ان کو پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے اب تو صرف Leave کے لئے Objection is taken اور objection کے لئے اگر آپ پوچھتے ہیں تو جناب غلام حیدر وائیں صاحب اس بارے میں جواب دے دیتے ہیں۔ اس کے بعد Leave of the House حاصل کر لیں پھر اس پر بحث ہو سکتی ہے۔

BEGUM SHAHEEN MANAWAR AHMAD: According to the version of Law Minister we understand that if a persons moves a Adjournment Motion, he is not allowed to read his Adjournment Motion. To read the Adjournment Motion. I just want to read the Adjournment Motion.

جناب سپیکر: اس پر میں نے جو پہلے عرض کی ہے ــــــ

مولانا محمد غیاث الدین: جناب والا! بیگم صاحبہ کو کہیں کہ اردو میں بات کیا کریں اور پھر انہوں نے انگریزی میں بات کرنے کے لئے آپ سے اجازت مانگی ہے۔

بیگم شاہین منور احمد: وزیر قانون صاحب نے رولز کا انگریزی میں ہی حوالہ دیا ہے۔

(قطع کلامیاں)

وزیر صنعت (جناب غلام حیدر وائیں): جناب سپیکر! اس سلسلے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں

جناب سپیکر: جناب وائیں صاحب آپ ابھی تشریف رکھیں میں آپ کو ابھی زحمت دیتا ہوں۔

اس تحریک التواء کے سلسلے میں جناب وزیر قانون صاحب کی طرف سے جو رولز Quote کئے گئے ہیں نہ تو تحریک التوا پڑھنے کے لئے کوئی بات واضح کی گئی ہے اور نہ ہی نا پڑھنے کے لئے کہیں واضح لکھا ہوا ہے۔ اس لئے ہماری جو روایات Traditions چلی آ رہی ہیں' جس طرح سے ایوان کی کارروائی چلتی آ رہی ہے اس کے مطابق ہمیں چلنا ہو گا اور اس کے مطابق ہمیں اپنے فیصلے (Decisions) کرنے ہوں گے۔

وزیر قانون: جناب والا پڑھنے کے متعلق تو لکھا ہوا ہے کہ ـــــــ

LAW MINISTER: He shall read the statement to the Assembly.

BEGUM SHAHEEN MANAWAR AHMAD: I should be allowed to read it.

جناب سپیکر: اس میں یہ بات تو واضح ہے کہ سپیکر اس تحریک التواء کو پڑھیں گے لیکن محرک نے اس Statement کو پڑھنا ہے یا نہیں پڑھنا۔ یہ چیز رولز میں واضح نہیں ہے۔ جناب دستی صاحب رولز کے بارے میں اسی مسئلہ کے بارے میں کچھ کہنا چاہیں گے۔

سردار امجد حمید دستی: جناب والا! میں یہی گزارش کر رہا ہوں کہ جناب نے فرمایا ہے کہ دیگر صاحبان اس تحریک کو نہیں پڑھ سکتے۔ لہٰذا اس میں خاتون نہیں آتیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! رول 69 جو اس وقت زیر غور ہے۔ یعنی جب کوئی تحریک التواء پیش ہو گی تو وہ پڑھی جائے گی لیکن رول 69 کے تحت آپ کی Discretion کا آغاز ہو گا۔ اگر آپ کی رائے کے مطابق وہ Matter discussion کے قابل نہیں بنتا تو اس کا Decision آپ نے دینا ہو گا۔ اگر وہ Discussion کے قابل ہے تو پھر بھی آپ کے Decision کے بعد اس کی بحث کا یا Short statement کا آغاز ہو گا۔ جہاں تک جناب نے فرمایا ہے کہ اگر ایک موشن پر ایک سے زیادہ محرکین ہوں اور اس کے مطابق جناب نے جو Precedent quote کیا ہے کہ وہ ایک تصور ہو گی اور اصولی طور پر ایک آدمی کی گئی جائے گی۔ آپ کے فیصلے کے بعد اس کو In order قرار دینے کے بعد ان کو اپنی اپنی رائے دینے کا اختیار ہو گا۔ لیکن وہ Strictly آپ کی Discretion پر مبنی ہو گی۔

جناب سپیکر: شکریہ! تو اس پر یہ طے ہوا کہ جتنے بھی صاحبان ایک ہی نفس مضمون کی تحریک التواء ہاؤس میں پیش کریں گے اس تحریک التوا کو ان صاحبان میں سے جو نمبر ایک پر محرک ہیں وہ اس کو پڑھیں گے اور پھر سپیکر متعلقہ منسٹر کی رائے سننے کے بعد اس کی Admissibility کو Determine

کریں گے اور اگر وہ Admissible ہو گی تو پھر سپیکر اس Statement کو پڑھیں گے۔ اس کو پڑھنے کے بعد ہاؤس کو سوال Put کریں گے۔

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب والا! وزیر متعلقہ یا وزیر قانون کو جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ اس کے پڑھنے کے بعد اگر سپیکر صاحب یہ سمجھیں کہ یہ قاعدہ کے مطابق نہیں بنتی تو آپ خود ہی متعلقہ منسٹر کے جواب سے پہلے اس پر فیصلہ دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ سپیکر اس پر خود Determine کر سکتا ہے۔ لیکن اگر Admissibility پر گورنمنٹ کا کوئی Point of view ہو تو سپیکر اسے معلوم کرنا مناسب خیال کرے گا۔

سردار زادہ سید ظفر عباس: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس سیکشن کی طرف دوبارہ دلوانا چاہتا ہوں۔

"If the Speaker is of the opinion that the matter proposed to be discussed is in order, he shall read the statement"

جناب یہ ممبر کے لئے تو نہیں ہے یہ Statement under rule 69 سپیکر صاحب پڑھیں گے۔

جناب سپیکر: سردار زادہ صاحب اس پر میں اپنی رولنگ دے چکا ہوں۔ اس پر فیصلہ ہو چکا ہے۔ آپ غالباً" دیر سے تشریف لائے ہیں۔

وزیر صنعت (جناب غلام حیدر وائیں): جناب سپیکر مجھے اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی جناب غلام حیدر وائیں صاحب

وزیر صنعت و معدنی ترقی (جناب غلام حیدر وائیں): جناب سپیکر! میں بے حد شکر گزار ہوں کہ اس تحریک التواء پر مجھے بھی اظہار خیال کا موقع دیا گیا۔ کہ میں اس کی اصل صورت حال کو واضح کروں۔ مجھے افسوس ہے کہ اس تحریک التوا میں جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں وہ بہت افسوس ناک ہیں اور پاکستان مسلم لیگ کو سرکاری مسلم لیگ قرار دیا گیا اور پھر اسلحہ کے زور سے دفتر پر سیلیں توڑنے کا الزام لگایا گیا۔ اور پھر حکمران پارٹی پر ایسی لاقانونیت کی توقع کا الزام لگایا گیا اور پھر جناب وزیر اعظم کے نام کو استعمال کرنے کے بارے میں غلط باتیں اس میں تفویض کی گئیں۔ اس سلسلے میں میں اصل صورت حال اور اس کی قانونی صورت حال کی وضاحت کرنے سے پیشتر یہ تمام جو یہاں پر

مفروضے بیان کئے گئے ہیں ان کو نہایت افسوس ناک کہتے ہوئے یہ گذارش کروں گا کہ ان کا واقعات اور حقائق کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور جن دوستوں نے اس بات کو تشہیر کا ذریعہ بنایا ہے۔ ان کی خدمت میں یہ گذارش کروں گا کہ وہ بات سارے افسانے میں جس کا ذکر نہ تھا وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ یہ مسلم لیگ خدا کے فضل و کرم سے پاکستان مسلم لیگ ہے۔ یہ مسلم لیگ سرکاری مسلم لیگ نہیں ہے۔ بلکہ پاکستان مسلم لیگ کی سرکار ہے۔ یہ سرکاری مسلم لیگ نہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

دوسری بات یہ ہے کہ جو انہوں نے یہ کہا ہے کہ اسلحہ کے زور سے سیلیں توڑی گئیں میں نہ صرف یہ کہ اس کی پرزور تردید کرتا ہوں بلکہ اس پر افسوس کا اظہار کرتا ہوں کہ کسی دوست نے تحریک التواء لاتے ہوئے حقائق کو بھی ذہن میں نہیں رکھا۔ واقعہ یہ ہے کہ پاکستان مسلم لیگ کی یہ جائیداد ہے اور 1965ء میں جب یہ جائیداد خریدی گئی اس وقت مغربی پاکستان مسلم لیگ تھی اور مغربی پاکستان مسلم لیگ جو ہے وہ اس کی وارث قرار پائی چونکہ اس وقت مغربی پاکستان' پاکستان ہے اور مغربی پاکستان مسلم لیگ جو ہے وہ پاکستان مسلم لیگ ہے۔ لہٰذا اس جائیداد کی وارث پاکستان مسلم لیگ ہے جو کہ ایک رجسٹرڈ جماعت ہے۔ اس کے علاوہ جو یہ بات کہی گئی ہے کہ اس کی سیلیں توڑی گئیں اور زبردستی توڑی گئیں۔ میں اس بات پر اس کو آگے لے جاتا ہوں کہ مارشل لاء کے نافذ ہونے کے بعد تمام سیاسی جماعتوں کے دفاتر کو سیل کیا گیا اور مارشل لاء کے ختم ہونے کے بعد تمام سیاسی جماعتوں نے اپنے دفاتر کھول لئے۔ اس کے لئے نہ کسی کی منظوری کی ضرورت تھی اور نہ اس کے لئے مزید کسی اقدام کی ضرورت تھی۔ ایک مارشل لاء کے حکم کے تحت سیاسی جماعتوں کے دفاتر سیل کئے گئے تھے جس وقت پاکستان مسلم لیگ کے کارکنوں نے اس دفتر کو کھولا اس تحریک التوا کے مفہوم کے مطابق اس وقت اس کی سیلیں لگی ہوئی تھیں۔ لہٰذا اس کو پاکستان مسلم لیگ نے جو کہ اس کی وارث ہے اور اس کے کارکنوں نے اپنے دفتر کو کھول لیا چونکہ وہ اس کے وارث ہیں۔ اسلحے کا وہاں پر لے جانا اور اسلحے کے زور سے اس دفتر کو کھولنے کا تو سوال اس لئے پیدا نہیں ہوتا کہ وہاں پر نہ کوئی آدمی تھے وہ تو سیل بند تھی۔ اور کام شروع کرنے کے لئے دفتر کی سیلوں کو کھولنے کی نہ تو کسی کی منظوری کی ضرورت تھی اور نہ ہی اس کے لئے کسی سے اجازت لینے کی ضرورت تھی۔ جناب یہ اس کی اصلی صورت حال ہے۔

دوسری بات جناب میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پاکستان مسلم لیگ کسی کی جائیداد نہیں ہے اور اس کی جائیداد جو ہے وہ کسی کا ذاتی ورثہ نہیں ہے۔ یہ ایک عوامی جماعت ہے۔ یہ ایک

تاریخی جماعت ہے۔ اور پاکستان مسلم لیگ اور اس کے کارکن جو ہیں وہی اس کے وارث ہیں۔ اگر کوئی اسے اپنی ذاتی جائیداد سمجھتا ہے تو وہ غلطی پر ہے اسے اس غلطی کی تلافی کرنی چاہیے۔ جناب سپیکر اس صورت حال کے پیش نظر اصل صورت حال یہ ہے کہ اس مسلم لیگ ہاؤس کے تین کمرے جو ہیں اس پر مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن قابض تھی اور وہ تین کمرے سیل نہیں ہوئے تھے۔ کیونکہ ان کو اس وقت اجازت تھی۔ ان تین کمروں میں جو کہ ریکارڈ میں موجود ہے وہاں پر سٹوڈنٹس کے دو گروپ آپس میں الجھ پڑے۔ اس میں ایک ارشد امین تھا اور ایک دوسرا لڑکا تھا۔ چنانچہ پولیس نے اس میں Cognizance لیں۔ ان کے خلاف کوئی قانونی چارہ جوئی ہوئی۔ ان دو سٹوڈنٹس کے گروہوں کے درمیان جھگڑے کے بعد حکومت نے ان تین کمروں کو دفعہ 145 کے تحت سیل کر دیا۔

اب جناب! ان تین کمروں کے متعلق ایک طالب علم غیر حاضر ہو گیا اور اب وہاں پر تیسرے آدمی جناب ملک قاسم صاحب نے کوئی دو تین ہفتہ سے ناجائز طور پر اپنے آپ کو Represent کرکے ان تین کمروں پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ اب جناب سپیکر! ان تین کمروں کا سٹوڈنٹس کے دو گروہوں کے درمیان تنازعہ ہے اور ان دو گروہوں میں طے کرنے کے لئے کہ ان تین کمروں کا اصل قابض کون ہے اس کے لئے دفعہ 145 کی کارروائی کی گئی اب اگر کسی کو اس کا قبضہ دینا ہے تو یا تو سٹوڈنٹس کا ایک گروپ ہو سکتا ہے یا دوسرا گروپ ہو سکتا ہے اس میں ملک قاسم صاحب یا اور کوئی تیسرے آدمی کے آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور اس وقت کورٹ میں جو یک طرفہ کارروائی کرائی گئی ہے مجھے افسوس ہے کہ حقائق کو مسخ کرکے کورٹ کو غلط بنا کر کارروائی کروائی گئی ہے۔ چنانچہ ہم نے ان تین کمروں کو بالکل ہاتھ نہیں لگایا۔ ہم نے اس کے متعلق قانونی چارہ جوئی کی ہے۔ ہم ایڈیشنل جج کی عدالت میں گئے ہیں اور اس حکم کو Suspend کروایا ہے اور یہ مسئلہ اس وقت ایڈیشنل سیشن جج کی عدالت میں زیر کارروائی ہے۔

بیگم شاہین منور احمد: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر: جی۔ بیگم صاحبہ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتی ہیں۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی (جناب غلام حیدر وائیں): اور عدالت ان تین کمروں کے بارے میں جو بھی فیصلہ کرے گی ہم انشاء اللہ اس کی تعمیل کریں گے اس لحاظ سے یہ مسئلہ اس وقت ویسے ہی Sub Judice ہے۔ کہ اس کا ایک پورشن تین کمروں کا مسئلہ ہے اس وقت کورٹ آف لاء میں ہے

And being the matter sub judice _____

یہ اس وقت ویسے 67 (اے) کے تحت زیر بحث آ ہی نہیں سکتا۔ دوسری بات جو اس کے باقی چدرہ کمرے ہیں جن پر مسلم لیگ نے قبضہ کیا ہے وہ اس کی وارث تھی۔ اس میں کوئی غیر قانونی کارروائی نہیں کی گئی۔ اس میں کسی کو وہاں بٹایا نہیں گیا اور پاکستان میں سیاسی جماعتوں کے دفاتر کی سیلیں کھولنے کے بعد وہاں پر جس طرح سے کام شروع ہوا ہے پاکستان مسلم لیگ نے وارث ہونے کے بناء پر اس کے کارکنوں نے وارث ہونے کی بناء پر اس طریقے سے اس میں آ کر اپنا کام شروع کیا ہے۔ جس کے ہم سیاسی لحاظ سے، قانونی لحاظ سے، اخلاقی لحاظ سے وارث ہیں۔ اس لئے جناب سپیکر میں یہ گزارش کروں گا۔ چونکہ یہ مسئلہ Subjudice ہے اور میں واقعات بھی حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے پیش کر دیئے ہیں۔ اس کو رول آؤٹ کیا جائے۔ اس وقت اس کے تین کمروں کا ایک پورشن کا معاملہ عدالت میں ہے۔ اور پاکستان مسلم لیگ جو عدالت کا فیصلہ ہو گا اس کی تعمیل کرے گی۔

جناب سپیکر: بیگم شاہین منور احمد پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتی ہیں۔

بیگم شاہین منور احمد: جناب سپیکر! جب وہ بول رہے تھے۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر اس وقت تھا۔

Sir, my point of order is that he is not restricting himself to what is given in the Adjournment Motion. We have not mentioned Malik Qasim any where in this Adjournment Motion and it has nothing to do with those three rooms.

لیکن وائیں صاحب نے اتنا وقت ملک قاسم صاحب پر لگایا ہے اور ان کو اندر نہیں آنے دیا۔

My point of order was that we should restrict ourselves to the Adjournment Motion and not going to talk about on irrelevant matters which are not connected with the adjournment motion

جناب سپیکر: یہ آپ کی بات درست ہے۔ لیکن ان کی تقریر ختم ہو چکی ہے۔

بیگم شاہین منور احمد: آپ کو چاہیئے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر تو ہمیں وقت دیا کریں۔ جب وزراء بول رہے ہوں تو پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

جناب سپیکر: جی بیگم صاحبہ! ایسی بات نہیں ہے۔

BEGUM SHAHEEN MANWAR AHMAD: You let him finish his speech. This is not fair Mr. Speaker Sir.

جناب سپیکر: نہیں بیگم صاحبہ ایسی بات نہیں ہے۔

بیگم شاہین منور احمد: پھر میں کھڑی ہوئی آپ نے مجھے وقت نہیں دیا۔

رانا پھول محمد خان: یہ بات تعزیرات پاکستان کے خلاف ہے۔ چونکہ وہ دفتر پاکستان مسلم لیگ کا ہے اور بے شک پاکستان مسلم لیگ کا ہے۔ ایک مالک کو یہ حق ہے اگر چابی اس کے پاس نہیں اور ایک مسلم لیگی کی حیثیت سے تالا توڑ دے _____

جناب سپیکر: جناب رانا صاحب آپ کس طرح سے یہ بیان دے رہے ہیں۔ میں آپ کو اس پہ بولنے کی اجازت نہیں دیتا۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ اپنے طور پر اس معاملے کو Move کریں۔ جناب مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: اگر آپ مجھے اجازت دیں تو چونکہ معاملہ بڑی اہمیت حاصل کر گیا ہے۔ میرے بولنے کا ارادہ نہیں تھا لیکن جو حقائق آپ کے اور اس ایوان کے سامنے رکھے گئے ہیں' وہ بھی کافی غلط ہیں۔ جناب وائیں صاحب نے فرمایا ہے کہ ویسٹ پاکستان مسلم لیگ تھی۔ اور یہ بھی انہوں نے سوچا _____

جناب سپیکر: جناب چودھری اکرام الحق صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بولنا چاہتے ہیں۔

چودھری اکرام الحق: جناب والا! ابھی تک یہ Motion Move نہیں ہوئی تو آپ نے مخدوم زادہ صاحب کو کس ضابطہ کے تحت اجازت دی ہے کہ وہ اس پہ تقریر کریں یا سٹیٹ منٹ دیں۔ پہلے اس کو ہاؤس میں Put تو کر لیں۔

جناب سپیکر: جس ضابطہ کار کے تحت میں نے جناب غلام حیدر وائیں کو اجازت دی ہے اسی ضابطہ کار کے تحت مخدوم زادہ حسن محمود صاحب کو اجازت دی ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! _____

چودھری اکرام الحق: یہ Mistake ہے۔

MR. SPEAKER: This is not a mistake.

وزیر صنعت و معدنی ترقی: میں یہ گزارش کروں گا کہ میں نے سرکاری بنچوں کی طرف سے اس تحریک التوائے کار سے متعلق اظہار خیال کیا ہے۔ اور میں عام ممبروں کے تحاریک التوائے کار

کے Admit ہونے سے پہلے ان ممبر حضرات کے دائرہ کار میں نہیں آتا جس کے متعلق ارشاد فرمایا گیا ہے۔ میں نے اس تحریک التوائے کار پر سرکاری نقطہ نظر کو Explain کیا ہے اور اس کے بعد میں سمجھتا ہوں جو چودھری اکرام صاحب نے پوائنٹ اٹھایا ہے۔ وہ بجا ہے اور اس پر مہربانی کرکے غور فرمایا جائے۔

جناب سپیکر: جناب چودھری غلام رسول صاحب

چودھری غلام رسول: جناب سپیکر رول 67 بہت واضح ہے۔ No motion shall be moved اس کا "کے" جزو جیسا کہ وائیں صاحب نے حوالہ دیا ہے اس میں ہے کہ

The motion shall not deal with any matter which is subjudice

تو اس کے مطابق تحریک پیش نہیں ہو سکتی۔ اس پر بحث حسن محمود صاحب یا دوسرے لوگ کریں گے۔ یہ Mandatory provision ہے۔ No motion shall be moved اس میں بحث کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب آپ تشریف رکھیں۔ اس میں میں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ اس ہاؤس کی روایات رہی ہیں کہ جب قائد ایوان یا قائد حزب اختلاف کسی معاملے پر بات کرنا چاہیں تو ان کے احترام کے پیش نظر ان کو بات کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ اس میں رولز کو Violate کرنے والی بات نہیں ہے۔ اور اس پہ میں اپنی رولنگ دے چکا ہوں۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود اپنی بات جاری رکھیں گے۔

ملک طیب خان اعوان: جناب سپیکر۔ پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: ملک صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

ملک طیب خان اعوان: جناب والا! آپ نے فرمایا ہے کہ میں جس طریقہ سے غلام حیدر وائیں کو اجازت دے چکا ہوں اسی طریقہ سے میں مخدوم زادہ سید حسن محمود کو اجازت دے رہا ہوں۔ اگر آپ نے غلام حیدر وائیں صاحب کو ناجائز اجازت دی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہاؤس میں ناجائز ہوتا ہی رہے۔ اگر وہ ناجائز کر رہے ہیں اور یہ بھی ناجائز کر رہے ہیں تو یہ زیادتی ہے۔ لہذا ہاؤس میں قانون کے مطابق کارروائی ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر: شکریہ ملک صاحب! میں اس سلسلہ میں کہہ چکا ہوں کہ جناب غلام حیدر وائیں

صاحب کو بھی میں نے ضابطے کے مطابق اجازت دی ہے اور جناب مخدوم زادہ صاحب کو بھی میں اس ہاؤس کی روایات کے مطابق اجازت دیتا ہوں کہ وہ بات کریں۔

جناب سپیکر: جناب چودھری اکرام الحق صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بولنا چاہتے ہیں۔

چودھری اکرام الحق: میں اس پوائنٹ پہ آپ کی رولنگ چاہتا ہوں کہ
Can the traditions supersedc the rules.

جناب سپیکر: جہاں رولز خاموش ہوں وہاں ہمیں روایات پہ جانا ہو گا۔ اس میں رولز سپیکر کو کسی بھی ممبر سے رائے لینے سے نہیں روکتے ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جناب مخدوم زادہ صاحب

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! جہاں تک قبضہ یا تالہ توڑنا یا دھاوا بولنے کا تعلق ہے اس سے میرا سروکار نہیں ہے میں تو بے چاری مسلم لیگ جو مظلوم ہے اس کی داستان ــــــــ

وزیر قانون: مسلم لیگ اس وقت مظلوم تھی۔ جب آپ کے آدمیوں کے ہاتھ میں تھی۔ اب نہیں ہے۔

(شور)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ رانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بولنا چاہتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان: بانی جماعت مسلم لیگ کو بیچاری کہنا مخدوم زادہ صاحب کے منہ سے زیب نہیں دیتا۔ مسلم لیگ کوئی پارلیمنٹری سیکرٹری نہیں ہے کہ بے چارے کا لفظ استعمال کیا جائے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

مسودہ قانون

غیر جماعتی انتخابات کی قانونی حیثیت

جناب سپیکر: اب جناب احمد خان بلوچ ایک ریزولیوشن ہے جناب احمد خان بلوچ صاحب کا۔ جس

کے بارے میں ایوان میں یہ طے ہوا تھا کہ ہم اسے اس کی اہمیت کے پیش نظر رولز کی Suspension کرکے بھی اس کی اجازت دیں گے۔ اور اس کے لئے طے ہوا تھا کہ اس کی Redrafting ہو جائے۔ نمبر 2 Legislation ہے اور لوکل گورنمنٹ کا بل ہے جس پر دائیں صاحب اپنی تقریر کا آغاز کریں گے اور اس کے بعد ٹائم ہوا تو سات مرلہ سکیم پر جیسے آپ مناسب خیال کریں گے اس پر بحث کے لئے یہ ہاؤس جاری رہے گا۔

جناب سپیکر : رانا صاحب آداب یہ ہیں کہ جب سپیکر بات کر رہے ہوں تو There will be no interruption at all تو اس پر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج Constitutional issue جو جناب مخدوم زادہ صاحب نے اٹھایا ہے جناب چیف منسٹر صاحب کے بارے میں' جناب غلام حیدر وائیں کے بارے میں' جناب اعظم چیمہ صاحب کے بارے میں کہ اس Constitutional issue کی رو سے یہ اس ایوان کے رکن نہیں رہے اور اس پر میں اپنی رولنگ دینا چاہتا ہوں۔ لیکن اس سے پہلے میں جناب مخدوم زادہ سید محمود صاحب اور جناب وزیر قانون صاحب سے اس سلسلے میں اپنی ذاتی ایک بحث کرنا چاہتا ہوں۔ تو اس کے مطابق کارروائی جاری رہے گی۔ کوئی ڈیڑھ بجے کے قریب میں اس پر اپنی رولنگ دے سکوں گا۔

(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ میں معزز اراکین سے التماس کروں گا کہ وہ تھوڑی سی توجہ میری طرف مبذول فرمائیں۔ یہ احمد خان بلوچ کی طرف سے جو قرار داد تھی جو کہ آج کے دن کے لئے پرائیویٹ اراکین کے دن کے لئے التواء میں رکھا گیا تھا جو کمیٹی مقرر کی گئی تھی انہوں نے متفقہ طور پر یہ قرار داد آپ کی منظوری کے لئے پیش کی ہے۔ تو میں آپ کی اجازت سے رولز کو معطل کرتے ہوئے یہ قرار داد آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں۔ کیا آپ اجازت دیں گے۔ جی احمد خان بلوچ صاحب۔

جناب احمد خان بلوچ : جناب والا! میری یہ گذارش ہے کہ ایوان اس بات کی سفارش کرے کہ ووٹروں کی نئی فہرست کی ترتیب کے وقت ناموں کے اندراج کے لئے شناختی کارڈ دکھانے کی پابندی اٹھا لی جائے اور اس امر کو یقینی بنانے کے لئے کہ فرضی ووٹ نہ ڈالے جائیں' ووٹنگ کے وقت

شناختی کارڈ دکھانے کی پابندی لازمی قرار دی جا سکتی ہے۔ نیز یہ کہ شناختی کارڈ بناتے وقت پیچیدگی اور دشواری کو دور کرنے کے لئے طریقہ کار کو آسان بنایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: احمد خان بلوچ صاحب کی طرف سے یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرکے کہ ووٹروں کی نئی فہرستوں کی ترتیب کے وقت ناموں کے اندراج کے لئے شناختی کارڈ دکھانے کی پابندی اٹھا لی جائے اور اس امر کو یقینی بنانے کے لئے کہ فرضی ووٹ نہ ڈالے جا سکیں ووٹنگ کے وقت شناختی کارڈ کی پابندی لازمی قرار دی جا سکتی ہے۔ نیز یہ کہ شناختی کارڈ بناتے وقت موجودہ پیچیدگی اور دشواری کو دور کرنے کے لئے طریقہ کار آسان بنایا جائے۔ تو جو حضرات اس قرار داد کے حق میں ہیں وہ ہاں کہیں گے۔ جو اس کے خلاف وہ نا کہیں گے۔

ایوان کی آواز: ہاں

جناب ڈپٹی سپیکر: تو یہ قرار داد متفقہ طور پر منظور ہوئی۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب دائیں صاحب آپ کی کل کی تقریر باقی ہے جس پر آپ تقریر فرما رہے تھے۔

جناب وزیر صنعت: جی ہاں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ آج غالباً ہمارا اجلاس ختم ہو رہا ہے اور بلدیات کے متعلق جو آرڈی ننس اس بل کی شکل میں آیا ہے اس کی 29 تاریخ تک اگر منظوری نہ دی گئی تو وہ بے کار ہو جاتا ہے۔ فوت ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس کو جلد نمٹانا ہمارے لئے ضروری ہے اس کو پہلے نمٹا لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر بات ہو رہی ہے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! میں جناب کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ اس پر بحث لمبی نہ کریں اس کو منظوری کے لئے پیش کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی دائیں صاحب۔

جناب وزیر صنعت و معدنی ترقی: جناب والا! میں بے حد شکر گزار ہوں کہ مجھے زیر بحث بل پر جو ترامیم حزب اختلاف کی طرف سے پیش کی گئی ہیں اس پر اظہار خیال کا موقع دیا گیا۔ جناب والا! میرے فاضل Opposition benches سے اراکین نے کل اس ترمیمی بل پر جو لوکل گورنمنٹ Ordinance کے سلسلے میں ہے' کافی عرصہ لے کر جن خیالات کا اظہار کیا گیا اس کا مقصد اور مرکزی کردار ایک دو باتوں پر مبنی تھا۔ ایک یہ کہ اس بل کو مشتہر کیا جائے 31 مارچ تک کے لئے اور دوسرے یہ کہ ان کے خیال کے مطابق اس ترمیم بل کی منظوری نہ دی جائے کیونکہ اس سے مقامی حکومت اور بلدیاتی سطح پر جماعتی بنیادوں پر انتخابات مناسب نہ ہوں گے۔ جناب والا! میں ان دونوں باتوں پر مختصراً" گزارش کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ جیسا کہ میں کل گزارش کر رہا تھا کہ مقامی حکومت کے Ordinance کے تحت گزشتہ دونوں انتخابات مارشل لاء کے دور میں ہوئے چونکہ اس دور میں سیاسی جماعتوں پر پابندی تھی اس لئے اس قانون میں یہ شق رکھی گئی کہ کوئی آدمی جماعتی بنیادی پر Local Bodies کے انتخابات میں حصہ نہیں لے سکتا۔

اب جبکہ مارشل لاء خدا کے فضل سے واپس جا چکا ہے۔ اور ملک میں جمہوریت بحال ہو چکی ہے اور آئین بحال ہو چکا ہے' آئین کی بحالی کے بعد بنیادی حقوق بحال ہو چکے اور بنیادی حقوق بحال ہونے کے بعد سیاسی سرگرمیوں پر ہمارا آئین اجازت دیتا ہے۔ موجودہ حالات میں اب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کی یہ شرائط جن کے تحت بنیادوں پر انتخابات میں لوکل باڈیز کو حصہ لینے یا کسی سیاسی جماعت کا رکن ہونے پر پابندی ہے' وہ خلاف آئین بات ہے اور وہ عوام کے سیاسی اور جمہوری حقوق پر تالا لگانے والی بات ہے۔ اب جبکہ ہمارا آئین بنیادی حقوق کو بحال کر چکا ہے۔ سیاسی سرگرمیوں اور سیاسی جماعتوں میں حصہ لینے اور ان کا رکن بننے کی اجازت ہے۔ ان حالات میں بھی لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں یہ ترمیم آئینی تقاضوں کے مطابق عوام کے جمہوری حقوق بحال کرنے کا ایک اہم ذریعہ اور طریقہ ہے۔

جناب فضل حسین راہی: پوائنٹ آف آرڈر۔ ایوان میں کورم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے ____ دائیں صاحب آپ جاری رکھیں۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ ملک میں 9 سال کے سجدہ سہو کے بعد عوام کو سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی اجازت ملی ہے تو ہمیں مقامی سطح پر عوام کو سیاسی سرگرمیوں میں ان کے ضمیر کے مطابق' ان کی خواہشات کے مطابق حصہ لینے کی آزادی دینی ہو

گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم پورا نہیں ہے۔ گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی) اب کورم پورا ہوا ہے۔ وائیں صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ آئین کی بحالی کے بعد اور ملک میں سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے اور سیاسی جماعتوں میں شامل ہونے کی رعایت اور حق ملنے کے بعد اب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کا آئین سے متصادم ہے۔ لہٰذا عوام کو ان کا حق دینے کے لئے اور لوکل باڈیز کی سطح پر گاؤں اور شہروں میں لوگوں کو ان کے مزاج اور ان کے خیال اور سوچ کے مطابق سیاسی جماعتوں کا رکن بننے اور اس میں حصہ لینے کی یہ ترمیم پیش کی جا رہی ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! وائیں صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ آئین کی بحالی کے بعد۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا کہ اس ملک میں کون سا آئین بحال ہوا ہے؟ کیا 1973ء کا آئین بحال ہوا ہے؟ یہ 1985ء کے آئین کے لاگو ہونے کی بات کریں۔ 1973ء کے آئین کی بحالی کی بات نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی: جناب سپیکر! ان حالات میں عوام کو ان کا حق استعمال کرنے کے لئے اس بات کی اشد ضرورت تھی کہ ترمیمی بل کے ذریعے لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کی اس شق کو نکالا جائے اور ایوان اس کی منظوری دے۔ دوسری بات جو میں نہایت ضروری طور پر آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں' وہ یہ ہے کہ سیاسی سرگرمیوں پر سے پابندی اٹھنے کے بعد لوکل باڈیز کے اراکین' اس ایوان کے اور دوسری اسمبلیوں کے اراکین اپنے اپنے مزاج کی مطابق سیاسی جماعتوں میں شامل ہو رہے ہیں اور یہ آرڈیننس جس میں کہ لوکل گورنمنٹ کے اراکین پر یہ پابندی تھی کہ نہ وہ کسی جماعت میں شامل ہو سکتے ہیں اور نہ اس کا رکن بن سکتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ چیمہ صاحب نے کراس کیا ہے۔ انہیں واپس بھیجا جائے۔ انہوں نے دیکھا ہی نہیں کہ وائیں صاحب تقریر کر رہے ہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: میں آپ کے ہر حکم کی تعمیل کرنے کے لئے تیار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب ہر معاملے میں آئین اور قانون کا حوالہ دیتے ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ خود پابندی نہیں کرتے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: میں نے سنا تھا کہ اگر نیچے جھک کر گزر جائیں تو کوئی بات نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جی فرمایئے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی: جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا تھا کہ یہ آرڈیننس' جس قانون کے ذریعے لوکل باڈیز کے اراکین کو سیاسی جماعتوں میں شامل ہونے کی اجازت دی گئی ہے' اگر یہ آرڈیننس جاری نہ کیا جاتا اور اگر اسے نوے دن کے اندر اندر منظور نہ کیا جائے تو جناب' اس معزز ایوان کے پچاس فیصد سے زائد اراکین اپنی رکنیت کھو بیٹھیں گے۔ فی الحقیقت اپوزیشن ایک ایسا ماحول پیدا کرنا چاہتی ہے جس میں کہ ایک سیاسی خلا پیدا ہو اور عوام نے جن امنگوں اور آرزوؤں کے ساتھ اپنے اپنے علاقوں سے اپنے اپنے نمائندوں کو منتخب کرکے بھیجا ہے' یہ معزز اراکین شاید ان کے شعور کا مذاق اڑانا چاہتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: نکتہ وضاحت۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ نکتہ وضاحت کا وقت نہیں ہے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! نکتہ وضاحت کا وقت ہے اور رولز کے مطابق ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اپوزیشن کون سا سیاسی خلا پیدا کر رہی ہے؟ اگر وائیں صاحب واقعی عقل مند ہیں تو انہیں سوچنا چاہیئے کہ سیاسی خلا اس وقت پیدا کیا گیا جب سیاسی جماعتوں کو Elections میں حصہ لینے سے روکا گیا۔ جب سیاسی جماعتوں کو الیکشن سے دور رکھا گیا۔ جب سیاسی جماعتوں کو بند کر دیا گیا۔ گورنمنٹ نے سیاسی خلا پیدا کیا ہے۔ جناب سپیکر' موجودہ حکمرانوں نے سیاسی خلا پیدا کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب' تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی: چند آدمیوں نے سیاسی خلا پیدا نہیں کیا۔ یہ اپوزیشن پر سراسر الزام ہے اور میں اس کی پرزور مذمت کرتا ہوں۔ ہم گیارہ' پندرہ یا سولہ آدمیوں نے سیاسی خلا پیدا نہیں کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب' تشریف رکھیں۔ براہ کرم بیٹھ جائیں۔

جناب فضل حسین راہی: ہم سولہ آدمی ملک کے اندر سیاسی خلا پیدا نہیں کر سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب' قانون کی پابندی کریں۔ آج آخری دن ہے۔ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ براہ کرم دوسروں کی بات بھی سنا کریں اور حکم کی تعمیل کیا کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! وہ ہمارا نام لے کر کہہ رہے ہیں کہ اپوزیشن والے سیاسی خلا پیدا کر رہے ہیں۔ سیاسی خلا ہم پیدا نہیں کرتے۔ یہ حکومت نے پیدا کیا ہے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں اپوزیشن کی اس ترمیم کی روشنی میں یہ ثابت کروں گا کہ اپوزیشن اس ملک میں سیاسی خلا پیدا کرنے کے لئے شعوری طور پر کام کر رہی ہے۔ ان کی ایک ترمیم جو کل ایوان نے سنی' صرف یہ کہتی ہے کہ اس ترمیم کو پاس کرنے سے پہلے اس کو عوام میں 31 مارچ تک مشتہر کیا جائے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اس میں تاخیر کی جائے اور جس آرڈیننس میں عوام کے نمائندوں کو سیاسی جماعتوں میں سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی اجازت دی گئی ہے' اگر ان کی اس تجویز کو مان لیا جائے تو یہ ایوان 31 مارچ سے پہلے اس مسودہ قانون پر غور نہیں کر سکے گا۔ مقصد یہ ہے اس وقت تک 90 دن کے اندر اندر وہ آرڈیننس ساکت ہو جائے گا۔ اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں رہے گی۔ نتیجتاً" اس معزز ایوان کے 50% سے زائد ارکان اپنی رکنیت کھو بیٹھیں گے اور یہی 13 پیارے کہیں گے۔

سنیاں ہو جان گلیاں تے مرزا وچ پھرے

یہی چاہتے ہیں اور میں یہی ثابت کر رہا ہوں یہ تاخیری حربے جو عوام کے شعور کا مذاق اڑانے کے مترادف ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ ہم گھروں کی سطح پر' ہم محلے کی سطح پر عوام سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جس طرح وائیں صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ گلیاں ہو جان سنیاں مرزا یار پھرے میں ان کے متعلق یہ کہوں گا کہ

اجڑیاں باگاں دے گالڈ پٹواری

وزیر صنعت و معدنی ترقی: ان حالات میں میں یہ گزارش کرتا ہوں یہ ترمیم مخالفت برائے

مخالفت کی ترمیم ہے۔ یہ عوام کے شعور کا مذاق اڑانے کی ترمیم ہے۔

میاں محمد اسحاق: یہ جو وائیں صاحب نے فرمایا کہ گلیاں ہو جان سنیاں مرزا یار پھرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وائیں صاحب چاہتے ہیں اسمبلیاں ہو جان خالی تے وچ مارشل لاء پھرے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی: جناب سپیکر! میں تو یہی عرض کر رہا تھا فی الحقیقت ہمارے یہ احباب چاہتے ہیں اور مجھے ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے یہ فوری طور پر مارشل لاء والوں کی یہ نمائندگی کر رہے ہیں۔ میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں انشا اللہ اس ملک میں مارشل لاء پھر کبھی نہیں آئے گا۔ اور مسلم لیگ اور پاکستان کی عوام یہاں جمہوری اقدار کی روانی کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دیں گے اور میں آپ کو یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں۔ مارشل لاء کی خواہیں دیکھنے والوں وہ نہ آئیں گے انتظار نہ کر اب عوام کا شعور بیدار ہو چکا ہے۔ حزب اقتدار کی یہ محض تاخیری اور مخالفت برائے مخالفت اور اس آرڈیننس کو ختم کرکے فی الحقیقت یہ ایک بہت بڑی ان کی شعوری سازش ہے۔ یہ ملک کے عوام کو نمائندوں کو جو سیاسی جماعتوں میں شامل ہوئے ہیں ان تاخیری ہتھکنڈوں سے ان کی رکنیت کو ختم کرایا جائے۔ لہٰذا اس معزز ایوان سے گزارش کروں گا کہ وہ اس ترمیم کو مکمل طور پر رد کرے اور اس اصلی بل کو جو وزیر قانون صاحب نے پیش کیا ہے اس کو بھاری اکثریت سے یا متفقہ طور پر منظور فرمائیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اب کسی مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اب مزید کسی تقریر کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اب یہی ہو گا کہ ان کی ترمیم ہاؤس میں پیش کر دی جائے۔ آیا یہ ایوان منظور کرتا یا رد کرتا ہے۔ اس کے بعد کوئی اور ترمیم نہیں ہے اس کے بعد ہم باقی کام کریں گے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر یہ میرا جواب دینے کا حق بنتا ہے آپ مجھے اجازت دیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی ترمیم پر بات کر چکے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب مجھے جواب دینے کا حق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ مختصر فرما دیں۔

(قطع کلامیاں)

وزیر قانون: مخدوم صاحب کبھی تو کوئی صحیح بھی بتا دیا کریں ہمیشہ غلط بتاتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: آپ نے تو فرمایا ہے کہ ذرا مختصر فرما دیں اس کے بعد پھر وزیر قانون کھڑے ہو گئے ہیں وہ کس قانون کے تحت بول رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمایئے مخدوم صاحب

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب! میں سپیکر صاحب کے کمرے میں تھا میں وائیں صاحب کی تقریر سے محروم رہا نہ مجھے مارشل لاء کا سمجھ میں آیا _____

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ سے التماس کروں گا کہ اصل پوائنٹ کی طرف آئیں۔

رانا پھول محمد خان: یہ درست ہے کہ قائد حزب اختلاف تشریف نہ رکھتے ہوں لیکن ان کے ڈپٹی لیڈر یہاں موجود تھے وائیں صاحب ان کا جواب دے سکتے تھے اب ان کا یہ عذر قابل قبول نہیں ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! ہم محب وطن ہیں اور پاکستان کے استحکام اور جدوجہد میں پوری طور شریک ہیں۔ لیکن آپ کا یہ الزام لگانا کہ یہ سازش ہے بالکل بہتان ہے اور میں اس پر اعتراض کرتا ہوں۔ جناب والا آپ ان سیاست دانوں سے عرض کریں۔ کہ اگر یہ پاکستان کی سیاست کی تاریخ کو سمجھیں تو ہمیں اتنے سبق ملیں گے کہ آئندہ ہم غلطیوں کے مرتکب نہیں ہوں گے اور اس ملک میں آئندہ مارشل لاء نہیں آئے گا۔ شروع سے خواجہ ناظم الدین کی حکومت کو لے لیں۔ ان کی حکومت کو ہٹایا گیا دوسرے آدمی کو وزیر اعظم بنایا گیا وہ بھی مسلم لیگ کا وزیر اعظم تھا۔ جناب والا! اس ایوان میں پنجاب اسمبلی میں دولتانہ صاحب کی کامل اکثریت تھی۔ 7 آدمی حزب اختلاف میں تھے۔ وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ جناب ڈپٹی سپیکر! آپ اپنے موضوع کی طرف آئیں۔ جو ترمیم دی ہے اس کے متعلق جو کچھ فرمانا چاہیں فرمائیں۔ آپ اس کو بحث کا موضوع نہ بنائیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا! میرا یہی موضوع تھا کہ یہ لوکل گورنمنٹ میں سیاست کو پارٹیوں کو لے جا رہے ہیں۔ اس سے کیا نتائج واقع ہوں گے۔ اس کا پس منظر بیان کرکے ان کو سمجھانا چاہتا ہوں' جو یہ خیال کر رہے ہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! بجائے اس کے کہ تاریخ کو چھیڑیں 1986ء ہے اور یہ بل

سامنے ہیں' بل اور 1986ء کے بارے میں بات ہونی چاہیئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھئے میں نے ان سے یہی کہا ہے؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود: میں اپنے دلائل کا جواز یہ دے رہا ہوں' آپ اپنی تاریخ کو دیکھیں اپنے سیاسی کردار کو دیکھیں واقعات کو دیکھیں ان کے مدنظر اس بل کو پاس کریں۔ دولتانہ صاحب کی اپوزیشن میں 7 آدمی تھے۔ وہ ختم ہوئی کسی اکثریت نے اس کو ہرایا نہیں پھر آپ کے یہاں کنونشن کی اکثریت آئی اس کو کسی نے اقلیت نے Defeat نہیں کیا۔ اس کے بعد ایوب خان کی حکومت آئی کسی اقلیت نے اس کو Defeat نہیں کیا۔ اگر کوئی حکومت Defeat ہوئی ہے تو اس کو عوام نے Defeat دی ہے۔ وہ اور عوامل تھے کہ مارشل لاء لگا۔ لہذا ہمیں محتاط ہو کر اس بارہ میں سوچنا چاہئے۔

جناب محمد صدیق انصاری: جناب سپیکر! رولز کے مطابق چلنے کے لئے رولز کا استعمال کیا جائے اور جواب کی حد تک بات ہونی چاہیے۔ یہ جواب نہیں دے رہے بلکہ یہ تو تاریخ کو دھرا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے ان سے عرض کر دیا آپ تشریف رکھیں۔ مخدوم صاحب سے عرض کروں گا کہ وقت کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے جواب کو اپنے موضوع تک ہی محدود رکھیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا! میں وقت کی نزاکت کو دیکھوں یا اپنے ملک کے حالات کی نزاکت کو دیکھوں۔ میں ملکی نزاکت کو ترجیح دیتا ہوں۔ میں ملک کے حالات کو ترجیح دیتا ہوں۔ یہ کیوں دو دن اور نہیں بیٹھتے۔ یہ دو دن اسمبلی کو کیوں نہیں بڑھا رہے۔ اتنی جلدی میں کیوں ہیں۔ یہ تاریخ سے کیوں سبق نہیں لیتے۔ جو Defeat ہوئی ہے کہ مارشل لاء نے دی ہے اکثریت کو کبھی اقلیت نے Defeat نہیں کی میں یہ چاہتا ہوں کہ مارشل لاء اٹھ جانے کے بعد ہم سیاست دانوں کو ایسا کردار اور ایسی روایات پر چلنا چاہیے کہ دوسری دفعہ موقع نہ ملے کہ فوج ملک میں مارشل لاء لگائے اور یہ کہیں کہ سیاست دان فیل ہو چکے ہیں۔ یہ نچلی سطح پر انتشار پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہر گلی میں لڑائی ہر خاندان میں لڑائی اس کے برعکس میں چاہتا ہوں کہ یہ لوکل گورنمنٹ میں سیاسی سسٹم کو رائج نہ کریں۔ اگر اس میں یہ سبق نہیں لیتے تو یہ اپنی اکثریت پر ناز نہ کریں۔ جیسے پہلے اکثریت اڑی ہے یہ بھی اڑ جائے گی۔ جناب ڈپٹی سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ مخالفت کا نقطہ نظر بھی سن لیا کریں۔

راجہ خلیق اللہ خاں: جناب والا! ہمارا تو ان سے کوئی اختلاف نہیں ہے یہ بھی مسلم لیگ کے ممبر ہیں ہم بھی مسلم لیگ کے ممبر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے ساتھ جو ترمیم ہے وہ مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کی طرف سے ہے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے جناب مخدوم زادہ صاحب سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ ہم بھی اور مخدوم زادہ صاحب بھی بالکل غیر جماعتی طور پر منتخب ہو کر آئے ہیں اور اب مخدوم زادہ صاحب اور میں اپنے آپ کو مسلم لیگی کہلانے پر فخر محسوس کرتے ہیں تو بلدیات والوں کا کیا گناہ ہے وہ کسی جماعت کو پسند نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! اس بل کو میں نے بھی اپوز کیا تھا اس لئے مجھے اس پر اپنے خیالات کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں جناب۔ اب اس وقت اجازت نہیں دی جا سکتی۔ قائد حزب اختلاف اپنا حق استعمال کر چکے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! ویسے ہمارے استدلال کا جواب سرکاری بنچز کی طرف سے نہیں دیا گیا۔ ہم نے یہ کہا تھا کہ جن الیکشن کو جماعتی بنیاد پر کروانے کی ضرورت تھی انہیں تو نہیں کروایا گیا اور جنہیں ضرورت نہیں تھی انہیں چھیڑا گیا ہے۔ اس کا جواب ہمیں نہیں دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ یہ باتیں آپ اپنے قائد حزب اختلاف کو بتا دیا کریں۔ اب جو پینڈنگ بل ہیں جو کہ کافی دنوں سے پینڈنگ پڑے ہوئے ہیں' ان پر فیصلہ کر لیا جائے۔ یہ بہت ضروری بل ہیں۔ میرے خیال میں پہلے ان کو Discuss کر لیا جائے۔

میں مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کی ترمیم ہاؤس میں پیش کرتا ہوں۔

لوکل گورنمنٹ ترمیمی بل 1986ء (اوقاف)

MR. DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:-

> "That the Punjab Local Government (Amendment) Bill, 1986, as recommended by the standing Committee on Local Government and Auqaf, be circulated for the purpose of eliciting public opinion thereon by 31st March, 1986."

Those in favour would say "Ayes"
and those against would say "Noes"

(The Motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: The Motion moved and the question is:-

> "That the Punjab Local Government (Amendment) Bill, 1986, as recommended by the standing Committee on Local Government and Auqaf, be taken into consideration at once."

Those in favour would say "Ayes"
and those against would say "Noes".

I think that "Ayes" have it. And "Ayes" have it.
(The Motion was carried)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now we take up the Bill clause by clause. Now clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

That clause 2 do stand part of the Bill.

Those in favour would say "Ayes", and
Those against would say "Noes".

I think that "Ayes" have it. "Ayes" have it.
(The Motion was carried)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now clause 3 of the bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is that clause 3 do stand part of the Bill.

Those in favour would say "Ayes", and
Those Against would say "Noes".

I think that "Ayes" have it.
(The Motion was carried)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is that clause 1 do stand part of the Bill.

PREAMBLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now we take up Preamble of the Bill. Since there is no amendment in it. The question is that preamble do stand part of the Bill.

Those in favour would say "Ayes",
Those against would say "Noes".

I think that "Ayes" have it. "Ayes" have it.

(The Motion was carried)

LONGTITLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. It becomes part of the Bill.

MINISTER FOR LAW: Sir I move. That the Punjab Local Government (Amendment) Bill, 1986 be passed.

MR. DEPUTY SPEAKER: The Motion moved and the question is:

That the Punjab Local Government (Amendment) Bill, 1986 be passed.

Those in favour would say "Ayes", and
Those against would say "Noes".

I think that "Ayes" have it. "Ayes" have it.
(The Bill is passed)

اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹیں برائے سال 1977ء تا 1984ء
(ایوان کی میز پر رکھی گئیں)

MR. DEPUTY SPEAKER: A Minister to lay on the Table of the House the Reports of the Council of Islamic ideology for the years 1977-78, 1978-79, 1st January, 1980 to 27th May, 1981, 1981-82, 1982-83 and 1983-84.

وزیر اوقاف (ملک خدا بخش خان): جناب والا! میں اسلامی نظریاتی کونسل کی طرف سے موصول ہونے والی رپورٹیں برائے سال 78-1977ء، 79-1978ء، یکم جنوری 1980ء تا 27 مئی 1981ء، 82-1981ء، 83-1982ء اور 84-1983ء آئین کے آرٹیکل نمبر230 سب آرٹیکل نمبر4 کے مطابق اس معزز ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اسلامی نظریاتی کونسل کی طرف سے موصول ہونے والی رپورٹیں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ آپ حضرات جو یہ رپورٹیں حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ کمرہ نمبر9 میں وصول کر سکتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! میری التجا ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹوں کو بحث کے لئے پیش کیا جائے۔ اور اس کے لئے کوئی دن مقرر کیا جائے۔ (قطع کلامیاں)

میاں محمد افضل حیات: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹوں کو بحث کے لئے پیش کیا جائے۔

وزیر قانون: جناب والا! یہ درست ہے کہ آئینی ضرورت کے تحت رپورٹ آنے کے چھ ماہ کے اندر اندر اسے ایوان میں پیش کیا جانا ضروری ہے۔ رپورٹ ایوان میں پیش ہو چکی ہے اور ہم اس بات کے لئے آپ کے سامنے یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ اس رپورٹ پر بحث کے لئے آئندہ سیشن میں باقاعدہ دن مقرر کئے جائیں گے اور اس پر تفصیلاً بحث ہو گی۔ ہم نے یہ میز پر رکھی ہے۔ سارے ممبر صاحبان اس کا مطالعہ کر لیں۔ اور انشاء اللہ اگلے سیشن میں اس پر سیر حاصل بحث ہو گی۔ اس لئے میں فاضل ممبران کی اطلاع کے لئے دوبارہ عرض کر دوں کہ اس پر بحث ہو گی اور اسمبلی میں بحث کے لئے دن مخصوص کئے جائیں۔

جناب محمد افضل حیات: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ یہ اتنا اہم مسئلہ ہے کہ اس کے لئے چاہے بجٹ سیشن سے پہلے پورا اجلاس بلانا پڑے، تو اجلاس بلا کر اس پر بحث کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو اس کے متعلق میرے خیال میں جناب لاء منسٹر صاحب وضاحتی طور پر اپنی

بات کر چکے ہیں' میرے خیال میں اس کے بعد گنجائش نہیں رہتی ہے۔ اب سات مرلہ سکیم پر بحث جاری رہے گی۔

وزیر قانون: جناب والا! ایک ریزولیشن Pending ہے۔

قرار دادیں (مفاد عامہ کے لئے)

کچی آبادیوں 5 مرلہ' 7 مرلہ رہائشی سکیم والوں سے ترقی اخراجات کی وصولی

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ ریزولیشن Move ہو گیا ہے _____ تو چودھری جاوید اقبال چیمہ صاحب' بحث کا آغاز کریں گے _____ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب محمد صدیق سالار

چودھری محمد صدیق سالار: جناب صدر محترم! میں شکر گزار ہوں کہ جناب والا نے مجھے وقت دیا ہے۔ اس وقت کچی آبادیوں کو پہلے لیا جائے گا۔ کچی آبادیوں میں لوگ 30-35 سال سے اپنے چھوٹے چھوٹے گھر بنا کر آباد ہیں اور اس وقت حکومت یا ایل ڈی یا ایف ڈی یا ایم ڈی اے' یا جہاں پر جو جو گورنمنٹ کے ڈیپارٹمنٹس ہیں' وہ ان سے 178 روپے مرلہ لینے کی بجائے کہیں پر کمرشل ریٹ لگا رہے ہیں اور کہیں پر پانچ مرلہ سے اوپر ان سے رائج الوقت قیمت وصول کرنے کی کوشش کر رہے ہیں' میری یہ درخواست ہے کہ وہ غریب آدمی جو کہ پاکستان کے لئے اپنے گھر بار چھوڑ کر جہاں بھی انہیں جگہ ملی ہے وہ لوگ وہاں پر آباد ہو گئے ہیں۔ تو آج میں جناب وائیں صاحب کو اور حکومت پنجاب کو اور جناب نواز شریف صاحب کو اس بات کی مبارک باد دیتا ہوں کہ جنہوں نے یہ کوشش کی ہے کہ اس دیرینہ مسئلہ کو حل کیا جائے اور نئے سرے سے ان کچی آبادیوں کا سروے کروایا جائے اور ان میں جو لوگ قابض ہیں' ان کو وہ گھر منتقل کئے جائیں۔ ان سے کوئی کمرشل قیمت وصول نہ کی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور پانچ مرلے سے اوپر جو جگہ ہے' اس کو بھی سات مرلہ پر مستثنیٰ قرار دے کر باقی کم قیمت لی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی درخواست ہے کہ ڈویلپمنٹ کے اخراجات جو کہ کہیں ایف ڈی اے' کہیں ایم ڈی اے' کہیں ایل ڈی اے جو کہ ان کی طاقت سے زیادہ ہیں' وصول کرنے کے نوٹس دے رہے ہیں' جبکہ حکومت پنجاب یہ تہیہ کر چکی ہے کہ ہم نے ان لوگوں کو آباد کرنا ہے۔ تو میری درخواست ہے کہ آپ آباد کاری کے وقت یہ احکامات دیں اور جناب نواز

شریف صاحب تک اس ایوان کی یہ آواز پہنچا دیں کہ وہ ان سے جائز قیمت' کمرشل قیمت اور ڈویلپمنٹ چارجز کم کریں جیسا کہ رپورٹ میں موجود ہے' اس کے ساتھ _____

میاں محمد اسحاق: جناب والا! میں فاضل ممبر سے پوچھ سکتا ہوں کہ ان کی آواز میاں نواز شریف صاحب تک کون ان کے علاوہ پہنچائے گا۔

چودھری محمد صدیق سالار: یہ ایوان کی آواز ہم پہنچائیں گے۔ اور حکومت پنجاب اس بات کا تہیہ کر چکی ہوئی ہے اور اسحاق صاحب تو رات دن وہاں رہتے ہیں' یہ پہنچا دیں گے' اب بھی وہاں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔ وقت ضائع نہ کریں۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ کہیں رپورٹ میں لکھا ہے کہ نہری زمینیں جو ہیں وہ کچی آبادیوں کو نہ دی جائیں' جہاں پر نہر کی پٹڑیاں بن چکی ہیں' اور کینال والوں کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اور وہاں پر 20 برس سے لوگ آباد ہیں۔ ان کو وہ گھر منتقل کئے جائیں' اس سے حکومت کو ایک فائدہ ہو گا کہ جہاں پر آبادیاں ہیں' اگر اس کو وہیں پر منتقل کر دیا جائے' تو اس میں کوئی بد دیانتی نہیں پائی جائے گی۔ اور اگر کسی آبادی کو اٹھایا جائے' تو پھر راستے میں ایسی غلطیاں ہوں گی' لوگ ایسے مارے مارے پھریں گے جو کہ ناقابل برداشت ہو گا۔ اور اس کے ساتھ ہی دیہاتی آبادیوں کے لئے کہوں گا کہ ذرا سات مرلے دینے سے ساتھ ساتھ ان دیہات میں بسنے والے غریب انسانوں کو آپ دیکھیں جن کے آباؤ اجداد سے اور پشت ہا پشت سے ان دیہاتوں میں رہ رہے ہیں۔ وہ فوت ہو گئے' اب ان کے لڑکے رہ رہے ہیں' ان کے بعد ان کی اولادوں کو آج تک علم نہیں ہے کہ یہ احاطہ کس کے نام ہے' لہٰذا دیہاتوں میں وہ احاطہ جات جو آباد ہیں اور لوگ وہاں پر رہ رہے ہیں' وہ ان کے نام کئے جائیں' اور اسی طرح سے جن کے پاس گھر نہیں ہے' اس کو 7 مرلہ کا اور گھر دیا جائے' کہیں یہ نہ ہو کہ میں یا مجھ جیسے وہاں پر کوئی اور احاطہ جات حاصل کر لیں' آپ کے حلقہ کا ایم پی اے جو ہے وہ ان کی درخواست لینے کے بعد جیسا کہ ہوا ہے تو وہ ان کو ہر گھر کے سات مرلے کے حساب سے سکیم دی جائے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کا احسن اقدام ہے۔ آخر میں میں جناب وائس صاحب کو اس بات کی مبارکباد دوں اور جناب چودھری اقبال صاحب کو اس بات کی مبارک باد دوں یہ کہتے ہوئے کہ 100 گھر کی ایک بستی کو آپ 40 گھروں تک لے آئے ہیں' میں کہتا ہوں کہ چالیس کی بجائے اگر 30 بھی ہوں' اگر وہ راستے میں نہ ہوں' سڑک بن گئی ہو تو وہ جہاں

تک گیا ہو' اس کو وہاں پر آباد کر دیا جائے تاکہ لوگ دربدر نہ پھریں' 30 گھروں تک کی آبادی کو بھی آباد کیا جائے۔ آخر میں جناب والا! میری درخواست ہے کہ ہم سب کو اس کو ہمدردی سے حاصل کرنا ہو گا۔ یہ حل ایک ایسا حل ہے کہ ہر آنے والی حکومت یا کوئی سیاسی جماعتیں دھوکہ دیتی چلی گئیں ان لوگوں کے ساتھ' ان کے جذبات کے ساتھ کھیلتے چلے گئے' جلسہ گاہوں میں جا کر جلسوں کی رونقیں بڑھاتے چلے گئے' مگر کچی بستیوں میں بسنے والے انسانوں کے لئے کوئی بہتر قدم نہ اٹھ سکا۔ ماسوا موجودہ حکومت کے کہ اس نے اب یہ کام شروع کیا ہے۔ شکریہ

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! سالار صاحب کی تائید کرتے ہوئے کچی آبادیوں اور 7 مرلہ کی سکیم کی مخالفت نہیں کرتا ہوں بلکہ حمایت کرتا ہوں اور میری گذارش یہ ہے کہ ان غریبوں کو بغیر قیمت کے کچی آبادی میں حقوق ملکیت دیئے جائیں اور 7 مرلہ بھی مفت تقسیم کئے جائیں' لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسلام کی رو سے انصاف کی رو سے اور قانون کی رو سے بعض کچی آبادیاں ایسے مالکوں کی ملکیت ہیں' کہ لوگ اس پر زبردستی قبضہ کر کے بیٹھے ہوئے ہیں' اور دیہات میں بھی یا تو زمین کو Acquire کر کے 7 مرلہ سکیم کے تحت کی جائے گی' جیسا کہ آپ بھی ایک دیہات کے رہنے والے ہیں' تو جناب والا! ان مالکان اراضی کو ان کا حق دیا جائے۔ چونکہ دریائی زمین کی قیمت اور اوسط بیچ ایک سالہ یا اوسط بیچ تین سالہ کے مطابق نہیں ہے' بلکہ نیلامی کے مارکیٹ ریٹ کے مطابق ان مالکان کو قیمتیں ادا کی جائیں اور حکومت وہ خرچ برداشت کرے اور وہ غریبوں کو مفت تقسیم کی جائے۔

لیکن اسلام کی رو سے کسی کی ملکیت' کسی کو حکومت حقوق ملکیت دینے کے اختیار' اس کی خواہش کے خلاف دینے کا اختیار نہیں رکھتی ہے۔ قانون کے مطابق حکومت Acquire کر سکتی ہے' لیکن اس کی قیمت دیہی زمین کے برابر لگائی جائے۔ زرعی زمین کے برابر نہ لگائی جائے کہ اس بیچارے کو نقصان ہو' میری یہ گزارش ہے' چونکہ وزیر متعلقہ سے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس سکیم پر عمل درآمد کرتے ہوئے بالخصوص وزیر مال صاحب جو کہ دیہات کے رہنے والے ہیں' جن کو نیلامی کا اور گاؤں سے دور کی زمین کا اندازہ ہے وہ اس پر خاص توجہ فرمائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ظفر اللہ خان صاحب

جناب ظفر اللہ خان: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے تقریر کرنے کے لئے وقت دیا ــــــ

جناب ڈپٹی سپیکر: صدیق سالار صاحب سے التماس ہے کہ وہ اپنی تقریر کر چکے ہیں تو دوسروں کی

تقریریں بھی سنیں اور اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔

جناب ظفر اللہ خان: جناب والا! چند روز پیشتر جب پہلے دن پنجاب اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا تو پاکستان ریلوے کے کچھ افسران نے جی۔ ٹی۔ روڈ اور فیض باغ میں عین اس وقت جس وقت اجلاس ہو رہا تھا ایک کچی آبادی مسمار کر دی جس کی اطلاع میں نے وزیر اعلیٰ کو بھی دی اور اس کے بارے میں میں نے تحریک التوائے کار بھی پیش کی لیکن آج تک اس تحریک التوا کی باری نہیں آئی میں آپ کا نہایت مشکور و ممنون ہوں کہ آج آپ نے میری اپیل پر مجھے ٹائم دیا۔

جناب سپیکر! مجھے کہنا یہ ہے کہ ایک طرف تو وزیر اعظم پاکستان اور وزیر اعلیٰ پنجاب کچی آبادیوں کو حقوق دینے کی بات کرتے ہیں اور اس مخلص کام کے متعلق میں یہ ضرور کہوں گا کہ وہ نہایت مخلص ہیں اور دیانت داری سے اس کام کو کر رہے ہیں لیکن دوسری طرف میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پاکستان ریلوے پنجاب میں نہیں ہے یا ہمارے ملک میں نہیں ہے کہ ان کو وزیر اعظم صاحب کے احکامات نہیں پہنچ رہے۔ کیا وہ ان کی تقریریں نہیں سن رہے۔ کیا وہ ان کے عزائم نہیں سمجھ رہے؟ کہ وہ کچی آبادیوں کے لئے کیا کر رہے ہیں اور اس کے برعکس ریلوے حکام نے کچی آبادی کو مسمار کیا اور جی۔ ٹی روڈ فیض باغ میں انہوں نے ایک کچی آبادی کو برباد کیا اس کچی آبادی کو گرانے کے بعد انہوں نے یہاں تک زیادتی کہ کچھ لوگ آج بھی ہسپتال میں پڑے ہیں۔ نہ چادر اور چاردیواری کا کچھ خیال کیا۔ عورتیں بچے اور بوڑھے تمام لوگ برسات کے موسم میں پڑے رہے اور اس سردی اور گرمی میں انہیں سخت پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ میں نے اس بارے میں جناب وزیر اعلیٰ صاحب کو بار بار گزارش کی۔ انہوں نے کمشنر صاحب کو کہا وہ خود موقع پر گئے _____

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر گستاخی نہ سمجھیں تو گورنمنٹ کی جو سکیم ہے اس کے متعلق فرمائیں اور تحریک التواء کے متعلق نہ فرمائیں۔

جناب ظفر اللہ خان: جناب والا! سکیم کی جو حمایت ہوئی اور جو اس سکیم کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے میں اس کے بارے میں عرض کر رہا ہوں۔

جناب والا! ڈپٹی کمشنر اور کمشنر صاحب کے کہنے کے باوجود ان لوگوں پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ میرے ساتھ متعلقہ حکام نے وعدہ کیا کہ آپ دوبارہ ان کو جا کر بنوا لیں اور ہم ان کو کچھ نہیں کہیں گے۔ لیکن انہوں نے جب دوبارہ تعمیرات شروع کیں تو وہ لوگ پھر مسمار کرنے کے لئے چلے گئے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ استدعا کر رہا ہوں کہ آیا وہ ریلوے کے جو افسران ہیں وہ ان ہدایات پر

کیوں عمل نہیں کر رہے اور وہ کچی آبادیوں کو کیوں حقوق نہیں دے رہے اور وہ کیوں بار بار ان کے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں۔ جو کچھ وزیر اعظم صاحب کہہ رہے ہیں اور جو کچھ وزیر اعلیٰ صاحب کہہ رہے ہیں میرا فرض بنتا ہے کہ میں ان کی تابعداری کرتے ہوئے ان کے حقوق کے بارے میں بات کروں۔ لیکن ایک طرف تو ہم حقوق کے بارے میں بات کر رہے ہیں اور ان کی حمایت کر رہے ہیں۔ دوسری طرف جو کچی آبادی والوں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اس پر کیوں توجہ نہیں دی جا رہی۔

میں آپ کی وساطت سے پھر یہی استدعا کروں گا کہ یہ کام رکنا چاہیے جب وہاں پچاس ساٹھ مکان پہلے سے موجود ہیں' جب وہاں پر آبادی بن چکی ہے تو اب کیوں گرا رہے ہیں۔ جس وقت یہ آبادی تعمیر ہو رہی تھی اس وقت انہوں نے کیوں نہیں روکا اور اب ریلوے حکام یہ بہانہ تراش رہے ہیں کہ یہ زمین کچی آبادی کے لئے نہیں ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ زمین کچی آبادی کے لئے نہیں تھی تو اس کو بننے کیوں دیا گیا۔ جب یہ کچی آبادی بن گئی' جب ان کو پانی کے بل آنا شروع ہو گئے' بجلی کے بل آنا شروع ہو گئے اور ان کو سوئی گیس کے کنکشن تک ملے ہوئے ہیں۔ جناب والا! جب ان کو اتنی سہولتیں مل رہی تھیں اس وقت وہ لوگ ان کے رکاوٹ کیوں نہیں بنے۔ انہوں نے متعلقہ محکمہ جات کو کیوں نہیں لکھا کہ آپ ان کو کسی قسم کے کوئی کنکشن نہ دیں اور یہ ناجائز لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب ان کو ہر طرح کی سہولتیں میسر آ گئیں۔ انہوں نے اپنی تمام زندگی کی پونجی اس پر صرف کر دی تو اب اس آبادی کو مسمار کر دیا گیا ہے۔

میری آپ کی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ اور جناب وزیر اعظم سے یہ استدعا ہے کہ ان ریلوے کے افسران کو فوری طور پر منع کیا جائے کہ ان کی آبادی کو دوبارہ مسمار نہ کیا جائے اور اس آبادی کو وہاں پر بننے دیا جائے کیونکہ یہ آبادی آج سے پندرہ سولہ سال سے بنی ہوئی ہے اور پچاس ساٹھ کے قریب وہاں پر مکان ہیں اور ان لوگوں کے پاس اس بات کے ثبوت ہیں۔ اور محکمہ سے انہوں نے مختلف قسم کی مراعات حاصل کی ہوئی ہیں۔ پھر انہیں کیوں گرایا جا رہا ہے۔ میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ بعض جگہوں پر کچی آبادیاں تو نہیں ہیں' لیکن دس دس پندرہ پندرہ مکان بنے ہوئے ہیں وہاں پر ہم کچھ سہولتیں دینا چاہتے ہیں۔ مثلاً سکول' یا کالج وغیرہ بن رہے ہیں۔ اب جو سات سات مرلے کے پلاٹ تقسیم کئے جا رہے ہیں ان مکینوں کو سب سے پہلے پلاٹ دیئے جائیں تاکہ پبلک کی سہولتوں کے لئے جو پلاٹ مختص ہیں ہم ان پر کوئی ترقیاتی کام کروا سکیں۔ وہ لوگ بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ بجائے اس کے کہ ہم نئے لوگوں کو پہلے پلاٹ دیں ہمارا حق سب سے پہلے بنتا ہے۔ ہمیں جو آپ بے گھر کر رہے ہیں' سب سے پہلے ہمیں پلاٹ مہیا کئے جائیں۔ اور ریلوے کے حکام جو

کچی آبادیوں کو بار بار مسمار کر رہے ہیں ان کو سخت سے سخت ہدایات جاری کی جائیں کہ وہ اس کام کو کرنے سے رکیں اور ان کو دوبارہ کچی آبادی بنانے کی اجازت دی جائے۔ مہربانی

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب حاجی محمد بوٹا صاحب

جناب حاجی محمد بوٹا: جناب سپیکر!

بڑی مشکل سے دل کی بے قراری کو قرار آیا

جناب سپیکر اے پنجواں سیشن اے اس توں چار سیشن پہلے میں بڑی کوشش کردا ریاں کہ کچی آبادیاں دی کوئی گل ہووے۔

جناب رئیس مشتاق احمد: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر! حاجی صاحب نے آپ سے اجازت نہیں لی کہ میں اپنی تقریر پنجابی میں کروں _____

جناب حاجی محمد بوٹا: جناب والا! اج توں چار سیشن پہلے میں ایہہ گل کرناں چاہندا سی کیونکہ میرے حلقے وچ کم از کم بتیس یا چونتیس کچی آبادیاں موجود نیں۔ میں جس ویلے اجلاس توں واپس اپنے حلقے وچ جاندا سی تے لوکی مجھدے سن حاجی صاحب تسی ساڈے واسطے کی کیتا اے۔ تسی ساڈے نال وعدہ کیتا سی۔ تے میں ایویں لارا لپا لاندا رایا۔ پر پچھلی دفعہ میں گیا تے دو ڈھائی سو آدمی میرے گل پے گئے۔ تے فیر میں اناں نوں اک لطیفہ سنایا تے اپنی جان چھڑائی جے حکم ہوے تے ادھے منٹ دا لطیفہ میں تہانوں وی سنا دینا۔

آوازیں: سناؤ۔ سناؤ

جناب والا! اک چودھری صاحب نے میراثی نوں پچھیا۔ یار تیرا منڈا منگیا کے نئیں۔ میراثی کہن لگا کہ موج بنی اے' اللہ دی رحمت اے' نبی دا کرم اے' ادا اک منگیا اے۔ چودھری کہن لگا کہ ادھا کیویں۔ میراثی کہن لگا کہ اسی تے راضی آں اگوں کڑی والا منے ناں اے۔ (قہقہے)

جناب اسے طرح میں اناں نوں آکھیا کہ میں تے تہاڈے واسطے بڑی کوشش کرناں اگوں گورنمنٹ تہاڈی گل ناں سنے تے میں کی کراں (قہقہے)

تے جناب تہاڈی بڑی مہربانی۔ اور جناب دی دی بڑی مہربانی تسی دی مینوں موقع دتا اے۔ جناب والا کچیاں آبادیاں دی اے پوزیشن اے کہ کچیاں آبادیاں دی ڈویلپمنٹ ایم۔ ڈی۔ اے دی کردی اے تے کارپوریشن وی کردی اے۔ مثال دے طور تے مشرقی سائیڈ تے کارپوریشن دو چار دس

لکھ روپے لاندی اے تے مغربی سائیڈ تے ایم۔ ڈی۔ اے دو چار لکھ روپے لاندی اے۔ جے ایم ڈی اے خرچ کرے تے او کہندے نیں کہ ڈویلپمنٹ چارجز دیو۔ جیہڑا کارپوریشن خرچ کر دی اے او کوئی پیسہ نہیں لیندی اوے کہندے نیں ٹھیک اے ساڈے حق بندا اے گلیاں نالیاں بنانیاں چاہیدیاں نیں۔ اس طرح لوکاں وچ Clash ہوندا اے۔ او کہندے نیں حاجی صاحب برا حال اے اسی کی کریے۔ چار گلیاں او بناندے نیں چار گلیاں او بناندے نیں تے کارپوریشن پیسے نی منگدی تے ایم۔ ڈی۔ اے والے کیوں منگدے نیں۔ اس واسطے میری اے اپیل اے کہ ڈویلپمنٹ چارجز بالکل ناں لئے جان۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

جناب حاجی محمد بوٹا: جناب والا! جیہڑے 152 روپے 167 روپے جیہڑے وی مقرر کیتے گئے نیں او وصول کیتے جان۔ جدوں کارپوریشن والے کوئی پیسے نئیں لیندے تے ایم۔ ڈی۔ اے والے کیوں وصول کر دے نیں۔ حالانکہ ایم ڈی اے اپنی پوزیشن اے ہے کہ اناں نے لوکاں کول 125 روپے مرلہ زمین کھو کے جس ویلے فروخت کیتی اے تے ساڑھے تین ہزار روپے مرلہ فروخت کیتی اے۔ ایدا مطلب اے ہے کہ ساڑھے تین ہزار روپے مرلہ اناں نے ڈویلپمنٹ چارجز وصول کیتے نیں۔ اس واسطے میں اے گزارش کراں گا کہ ڈویلپمنٹ چارجز بالکل نہیں ہونے چاہیدے۔ جناب والا تسی 7 مرلے سکیم دیہاتاں وچ شروع کیتی اے تے غریب ہر جگہ تے موجود نیں۔ میری گزارش اے ہے کہ شہراں وچ صرف تین مرلہ سکیم دے تحت غریب لوکاں نوں تین مرلے دے پلاٹ دیتے جان۔

اس توں بعد میں کچی آبادی عارف پورہ دے بارے وچ گل کراں گا کہ دس سال پہلے اک سکول تے ڈسپنسری 6 لکھ روپے دی بنائی گئی سی۔ تے اک چار لکھ روپے دی سڑک دی بنائی گئی سی۔ کہندے نیں اے پیسے وی تسی دیو۔ دو سو گھر اتھے موجود نیں تو او بچارے کیہو پیسے دین۔

دوسری گل اے ہے کہ کچی آبادیاں والیاں دا اے مطالبہ ہے کہ 5 مرلہ سکیم دے تحت 172 روپے وصول کیتے گئے نیں۔ جیدے کول ست مرلے نیں او دو مرلیاں دے دس ہزار روپے دیوے۔ اے تے بڑا ظلم اے۔ اس واسطے اے گل میری نوٹ کر لیتی جاوے۔ کسے کول دو مرلے ہون' 5 مرلے ہون' 7 مرلے ہون ساریاں نوں اکو ریٹ نال زمین دینی چاہیدی اے۔

جناب والا! کچیاں آبادیاں وچ ایم ڈی اے فی مرلہ 9 سو روپے توں لے کے 15 سو روپے تک ڈویلپمنٹ چارجز مقرر کر رہی اے۔ ایدے واسطے میں پہلے وی عرض کیتی اے کہ ڈویلپمنٹ واسطے اناں

غریب آدمیاں کول کوئی پیسہ نہیں لینا چاہیدا۔

اس توں علاوہ کچی آبادیاں دی اے پوزیشن اے کہ کئی لوک تے اتھے بیٹھے اوے نیں تے کئی لوک فروخت کر گئے نیں۔ لہٰذا جیہڑے نویں لوک اتھے پیسے بھر کے بیٹھے اوے نیں اناں نوں مالکانہ حقوق دتے جان اور اناں کولوں پیسے لے لیتے جان۔ او کیندے نیں 1978ء وچ جیہڑا سروے ہویا اے اودے وچ تہاڈا کوئی ناں نئیں ہے گا۔ اس واسطے میں اے عرض کراں گا کہ جیہڑے لوک اتھے بیٹھے نیں انہاں نوں ڈویلپمنٹ دے حقوق دینے چاہی دے نیں جیہڑے اتھے او زمین خرید کے بیٹھے نیں۔

دوسری میری گزارش اے کہ ساڈے اوتھے ملتان وچ جیہڑے دیہات نے اوناں دیہاتاں دے وچ کھواں دے اتے 12، 15 یا 20 کار وسدے نے۔ ایس توں زیادہ نئیں ہوندے اور 15، 20 کار جیہڑے نے اوناں واسطے تساں اے قانون بنا دتا اے کہ جتھے 100 کار وسدا ہووے او تے کچی آبادی اے تے جتھے 99 یا 90 کار وسدے ہون او کچی آبادی نئیں اونوں بلڈوز کر دیو۔ اتھے او جیہڑے کھواں تے بیٹھے نے پہلاں تے اوناں کولوں زمیناں کھو لیاں۔ اک اوناں تے اے ظلم ہویا تے ہون 20، 20 مکان اوناں دے گرا دیو اوناں دا تے گھر ناں ریا۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔

حاجی محمد بوٹا: اوناں نوں فیر واپس آن دی کی ضرورت سی۔ ایس واسطے اوناں دا خیال رکھیا جائے۔ جتھے 100 توں کٹ مکان نے اوناں نوں وی کچی آبادیاں دے وچ شمار کیتا جاوے۔ اوناں کولوں وی اونے ای پیسے لے کے اوناں نوں مالکانہ حقوق دتے جان۔ باقی جناب جیہڑی ساڈھے بارہ ایکڑ دی سکیم اے۔ اے کسے ضلعے وچ تھوڑی زمین اے تے کسے ضلعے وچ زیادہ اے ایدے واسطے میری تجویز اے دے کہ ایہوں 29 ضلعیاں وچ تقسیم کر کے تے اونوں برابر برابر ونڈ دتا جاوے۔ اکو جیا۔ خواہ ملتان والے نوں خانیوال لیجے۔ خانیوال نہ ہووے تے وہاڑی لیجے۔ تے ہر ضلعے دا برابر حق ہونا چاہی دا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ریاض حشمت جنجوعہ صاحب۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: آعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ○ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○
جناب قابل احترام و افتخار سپیکر صاحب!

تیرے سپرد لہو کی یہ لو شب مقتل
اسے طلوع سحر تک امان میں رکھنا

جناب سپیکر! وہ شخص بہت بڑا ظالم ہو گا جس نے سب سے پہلے اللہ کی زمین پر اپنے ہاتھ سے لکیریں کھینچ کر اسے حصوں اور بخروں میں تقسیم کیا اور تیری اور میری کی تفریق پیدا کی۔

جناب والا! جب سے انسانی معاشرہ وجود میں آیا ہے اس وقت سے انسان جن معاشی' سماجی اور تمدنی مسائل کا شکار رہا ہے۔ رہائش کے مسئلہ کو بھی اس میں زبردست اہمیت حاصل رہی ہے۔ جناب وزیر مال اور جناب وزیر بلدیات و مقامی حکومت نے 7 مرلہ سکیم' کچی آبادیوں اور دیہات کے چھوٹے زمینداروں چھوٹے مالکوں اور بے زمین مزارعین میں زمین تقسیم کرنے کے لئے جو سکیمیں اس ایوان کے روبرو پیش کی ہیں۔ گو اس قلیل وقت میں اور سکیموں کے متعلق اظہار خیال کرنا اگر مشکل نہیں تو ناممکن ضرور ہے لیکن پھر بھی میں یہ کوشش کروں گا کہ اس مختصر سے وقت میں اپنی معروضات اس ایوان کے روبرو پیش کروں۔

جناب والا! اس رپورٹ میں ایک دانشور وزیر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ سابقہ حکومت نے 5 مرلہ سکیم سیاسی مقاصد کے لئے شروع کی تھی اور موجودہ حکومت یہ سکیم جو شروع کر رہی ہے یہ عین اسلام کے مطابق ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ کیا منطق ہے کہ جب سابقہ حکومت یہی کام کرتی ہے تو وہ سیاسی مقاصد کے لئے ہے اور جب موجودہ حکومت وہی کام کرتی ہے تو وہ اسلام کی خدمت ہے۔ جناب والا! یہ تو اس طرح کی بات ہے کہ اگر شیر آدمی کو مار دے تو درندگی کہلاتی ہے اور اگر آدمی شیر کو مار دے تو شکار۔

محمد سلیم باجوہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمایئے۔

محمد سلیم باجوہ: جناب سپیکر کوئی بھی کام ہو اس کا انحصار آدمی کی نیت پر ہوتا ہے۔ اگر ایک آدمی مال کمانے کے لئے کام کرتا ہے اور دوسرا دین کے لئے کرتا ہے تو طریقہ دونوں کا ایک ہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ٹھیک فرما رہے ہیں۔ تشریف رکھیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! اس رپورٹ میں ایک جگہ یہ فرمایا گیا ہے کہ سابقہ حکومت نے جو سندات دیہات کے بے گھر لوگوں میں تقسیم کی تھیں انہیں منسوخ کر دیا جائے گا۔

جناب والا! ان سندات کو تو منسوخ کیا جا سکتا ہے لیکن ان تحریروں کو نہیں مٹایا جا سکتا جو سابقہ دور حکومت کے طرز عمل کی وجہ سے غریبوں کے دلوں پر لکھی گئی ہیں۔ تو جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ 7 مرلہ سکیم پر اس وقت کوئی لمبی بحث نہیں کی جا سکتی لیکن پھر بھی میں یہ کوشش کروں گا کہ سابقہ حکومت نے یہ سکیم دیہات کے بے گھر لوگوں کو جاگیرداروں کے سیاسی معاش اور سماجی تسلط سے نجات دینے کے لئے شروع کی تھی اور اس کا مقصد یہ تھا کہ ہر نئے پیدا ہونے والے بچے کو یہ شعور دیا جائے کہ وہ اپنے گھر میں پیدا ہو رہا ہے ایک پرائے گھر میں پیدا نہیں ہو رہا۔

جناب والا! اس وقت میں چند تجاویز اس سکیم کے بارے میں پیش کرنا چاہوں گا کہ یہ رہائشی سکیمیں پختہ سڑکوں یا کم از کم کچی سڑکوں کے کنارے آباد کی جائیں۔ کیونکہ اکثر دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ جب وہ لوگ مقامی زمینداروں کی مرضی کے مطابق اپنی رائے کا اظہار نہیں کرتے تو پھر ان لوگوں کے راستے بند کر دیئے جاتے ہیں اس لئے ایسی سکیمیں بنائی جائیں کہ ان لوگوں کو بعد و رسل و رسائل کی کسی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

جناب والا! میری دوسری تجویز یہ ہے کہ پنجاب کے نو آباد چکوک میں جو احاطے زمینداروں کو الاٹ کئے جاتے ہیں وہ تو بعد میں قیمت وصول کرکے مالکانہ حقوق ان کو دے دیئے جاتے ہیں لیکن وہاں غیر کاشتکاروں کو جو احاطے الاٹ کئے جاتے ہیں ان کے حقوق ملکیت ان کو نہیں دیئے جاتے اس لئے جناب وزیر مال اس طرف بھی توجہ فرمائیں۔ اور چکوک آبادیوں میں جو غیر مالک اور غیر کاشتکار لوگ رہائش پذیر ہیں ان کو اس جگہ پر حقوق ملکیت دے دیئے جائیں۔

جناب والا! میری تیسری تجویز یہ ہے کہ دیہاتوں میں جو پرانی بستیاں شاملات دیہی اراضی پر واقعہ ہیں اور یہاں پر لوگ کئی نسلوں سے آباد ہیں ان کو اس جگہ مالکانہ حقوق دے دیئے جائیں۔

جناب والا! میری چوتھی تجویز یہ ہے کہ ہر ضلع میں پلاٹوں کی تعداد کو مخصوص نہ کیا جائے بلکہ تمام بے گھر انسانوں کو جو دیہاتوں میں ہیں ان کو پلاٹ الاٹ کرنے کے لئے اراضی مخصوص کی جائے۔

اب جناب والا! 75 ہزار ایکڑ اراضی جو دیہات کے بے زمین کاشتکاروں میں تقسیم کرنے کے لئے مخصوص کی گئی ہے اس کے بارے میں اتنی گزارش ہے کہ اگر وزیر مال اس بات کی وضاحت فرما دیتے اور اس اراضی کی تفصیل دے دیتے کہ وہ اراضی کس جگہ واقعہ ہے وہ قابل کاشت بھی ہے یا نہیں ہے تو پھر اس کو سمجھنے میں زیادہ آسانی ہوتی۔ بہرحال اگر حکومت دیہات کے لوگوں کو مالکانہ حقوق دینے میں مخلص ہے تو پھر اسے اپنے سابق جذبہ کا اظہار کرتے ہوئے ان لوگوں کو بھی مالکانہ حقوق دینے چاہئیں جو قیام پاکستان سے لے کر آج تک سرکاری زمینوں پر آباد ہیں اور انہوں نے ان

بے آباد اور بنجر زمینوں کو لہلہاتے کھیتوں میں تبدیل کیا ہے۔ اب وہاں پر باغات ہیں اب وہاں پر جناب والا لوگوں نے نجی اخراجات سے ہزاروں کی تعداد میں ٹیوب ویل لگائے ہوئے ہیں۔ تو ان لوگوں کو بھی مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔ جن لوگوں کو Grow more food کے تحت اور مختلف سکیموں کے تحت قطعات اراضی الاٹ کئے گئے تھے۔

جناب والا! اسی طرح اب میری یہ گزارش کچی آبادیوں کے متعلق ہے تو کچی آبادیوں کے متعلق 100 گھروں کی جو پابندی تھی اس کے متعلق رپورٹ میں لکھا گیا ہے کہ اسے 40 گھروں تک کر دیا جائے گا۔ جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو بھی جس جگہ اور جس حال میں بھی ہے اس کو اس جگہ جب یہ اس رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ حکومت یہ ارادہ نہیں رکھتی کہ کسی ایک بھی شخص کو وہاں سے بے دخل کیا جائے گا۔ تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کیا حرج ہے کہ جو جس حال میں اور جہاں بھی ہے اس کو وہیں مالکانہ حقوق دے دیئے جائیں۔ اور جناب والا! کچی آبادیوں کا جو سروے ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ محکمہ دیہی ترقی نے جو اس کے بارے میں رپورٹیں تیار کی ہیں وہ بڑی مہمل اور مبہم قسم کی ہیں۔ اس لئے دوبارہ مقامی ایم پی اے کی موجودگی میں ان کچی آبادیوں کا سروے کروایا جائے اور دوسرا 75 ہزار ایکڑ زمین کی تقسیم کے سلسلے میں ایم پی اے کو Involve نہ کیا جائے بلکہ انتظامیہ کو اس میں Involve کیا جائے اور ایم پی اے کے سپرد صرف یہ ہونا چاہیے کہ وہ دیکھیں کہ انتظامیہ کہیں اقربا پروری' دوست نوازی تو نہیں کر رہی اور ایم پی اے کا کام صرف یہ ہے کہ وہ انتظامیہ کے کام پر اپنی نظر رکھیں۔ ایم پی اے کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ اس قسم کی تقسیم میں اپنے آپ کو ملوث کریں۔

آوازیں: شیم شیم (No hear ___ No hear ___ Shame ___ Shame)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ان آبادیوں کے ساتھ ایک کمی جو میں نے محسوس کی ہے اور میرے خیال میں اس ہاؤس کے تمام ارکان بھی اس کمی کو محسوس کریں گے کہ سات مرلہ سکیم اور کچی آبادیوں کے ساتھ قبرستانوں کے لئے بھی کچھ جگہ مخصوص ہونی چاہیئے۔ مسجدوں کے لئے بھی مخصوص ہونی چاہیے۔ درسگاہوں کے لئے بھی جگہ مخصوص ہونی چاہیئے اور طبی سہولتوں کے لئے بھی جگہ مخصوص ہونی چاہیے اور ان الفاظ کے ساتھ ہی جناب والا میں آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری ارشاد علی صاحب۔

چودھری ارشاد علی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے تو میں جناب سپیکر آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقعہ دیا کہ میں بھی کچھ عرض کر سکوں۔ میں اس سلسلے میں سب سے پہلے بے زمین کاشتکار اور مزارعین کی بات کرنا چاہوں گا۔ میرے بھائی نے ابھی بات کی تھی کہ سابقہ حکومت نے بہت منصفانہ تقسیم کی تھی میں اس کی ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ کہ ہمارے علاقہ میں وہ لوگ Stud farms میں رہائش پذیر ہیں جب سے یہ زمین آباد کی گئی ہے وہ وہاں نسل در نسل مزارعین چلے آ رہے ہیں۔ اور وہ بے زمین اور بے مالک ہیں۔ جب یہ 5 مرلہ سکیم بنائی گئی تو ان کو اس وقت اس حق سے محروم رکھا گیا۔ حالانکہ میں یہ سمجھتا ہوں وہ لوگ سب سے زیادہ مستحق تھے۔ ایک تو وہ مزارعین تھے۔ دوسرا بے مالک۔ اور ان کا کوئی اپنا گھر نہیں تھا۔ اس لئے ان کا سب سے زیادہ حق بنتا تھا۔ لیکن ان کو اس سکیم سے محروم رکھا گیا۔

وزیر مال صاحب یہاں تشریف فرما ہیں۔ میں ان سے التجا کروں گا کہ رینالہ اسٹیٹ اور شیر گڑھ سٹڈ فارم کے مزارعین اور دیپالپور فارم کے مزارعین کو بھی اس سکیم میں شامل کیا جائے اور ان لوگوں کو یہ احساس نہ رہے کہ ہمارا پرسان حال نہیں ہے۔ پہلی حکومتیں بھی ان کے ساتھ ناانصافی کرتی رہی ہیں اور یہ حکومت بھی ہمارے ساتھ نا انصافی کر رہی ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ کم از کم یہ حکومت جس میں ہم اور آپ شامل ہیں یہ تو انصاف کرے۔ اور یہ دلیل جو میں نے دی ہے اس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔

اسی طرح جناب والا! ان بے زمین کاشتکاروں کے مسائل بھی ہیں۔ جن کی زمین ان سے چھڑائی گئیں اور وہاں فوجی چھاؤنی قائم کی گئی ہے۔ اوکاڑہ میں فوجی چھاؤنی قائم کی گئی اور وہاں کے مزارعین کو وہاں سے نکالا گیا۔ اور ان میں سے اکثر آج تک دربدر کی ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں۔ جبکہ ان کے آباؤ اجداد نسل در نسل وہاں آباد تھے۔ انہوں نے وہ زمینیں آباد کی تھیں۔ یہ بھی ان کے ساتھ بڑی نا انصافی ہوئی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں جو ان بے مالک اور بے آسرا کاشتکاروں کو جو مزارعین تھے ان کی فہرست بنائی جائے اور سروے کیا جائے۔ ان کو زمین کی اس الاٹمنٹ میں شامل کیا جائے۔ تاکہ وہ بھی اپنا روزگار کما کر کھا سکیں۔ اسی طرح جناب والا کچی آبادیوں کا مسئلہ ہے۔ اس میں ایک آبادی رینالہ خورد میں ریلوے کی زمین پر آباد 295 گھروں کی ہے۔ جس کو وہاں کے ارباب اختیار نے سیاسی چپقلش کی بنا پر کبھی بھی سروے میں نہ آنے دیا اور آج تک

نہیں آئی۔ میں گذارش کرتا ہوں کہ وہاں کا سروے کرایا جائے۔ اور اس آبادی کو ریلوے خورد کی آبادی میں شامل کیا جائے۔ اس آبادی کا نام بستی لال شاہ ہے۔ جس میں 295 گھر ہیں۔ اگر کسی صورت میں بھی آپ کو مرکزی حکومت سے این او سی نہیں ملتا۔ تو پھر اس کے لئے جیسا کہ وائیں صاحب نے اپنی رپورٹ میں متبادل تجویز دی ہے کہ ان کو متبادل جگہ دی جائے۔ تو ان کو متبادل جگہ دیئے بغیر وہاں سے بے دخل نہ کیا جائے۔ اس وقت ان کے لئے 31- مارچ آخری تاریخ مقرر کی گئی ہے۔

جناب والا! اگر 31 مارچ کو ریلوے نے اپنے گینگ لا کر 295 گھروں کو بے آباد کر دیا' ان کو برباد کر دیا اور ان کو وہاں سے نکال دیا تو پھر میں سمجھتا ہوں دوبارہ ان کو بحال کرنے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ اور نہ وہ دوبارہ آباد ہو سکیں گے۔ اس لئے جب تک ان کو متبادل جگہ نہیں دی جاتی اس وقت حکومت کا فرض ہے کہ آبادی کو گرانے کا جو پروگرام ہے اس کو روکا جائے۔ ان کو تسلی دی جائے کہ جب تک ان کو متبادل جگہ نہیں ملتی اس وقت تک ان کو وہاں سے نہیں نکالا جائے گا۔ 31 مارچ آخری تاریخ ہے اور یہ میں وائیں صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ 31 مارچ سے پہلے پہلے ان کا مسئلہ حل کیا جائے۔

جناب والا! وائیں صاحب کی رپورٹ میں نے بڑے غور سے پڑھی ہے۔ اس میں مسئلہ آبادیوں کے نام رکھنے کا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ بستیوں کے نام رکھے جانے چاہئیں۔ پہلے بھی رکھے گئے ہیں اور اب بھی رکھنے ضروری ہیں۔ لیکن "فلاحی کالونی" اور "بہبودی کالونی" یہ میں سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں کو ہمیشہ کے لئے احساس دلانے کے مترادف ہو گا کہ وہ غریب آدمی ہیں اور ان پر ترس کھا کر خدا واسطے یہ رقبہ دیا گیا ہے۔ ان کی انا کو ہمیشہ ٹھیس پہنچے گی۔ آنے والی نسلیں بھی یہی سمجھیں گی کہ یہ "یتما" اور غربا" ہیں اور مساکین ہیں۔ میں یہ سمجھتا کہ ان کو یہ رقبہ خدا واسطے یا ترس کھا کر نہیں دیا جا رہا بلکہ ایک پاکستانی ہونے کی حیثیت سے یہ ان کا حق بنتا ہے۔ انہوں نے بھی پاکستان کے لئے ہمارے ساتھ اسی طرح قربانیاں دی ہیں جس طرح کہ دوسروں نے دی ہیں۔ اس لئے ان کو وہ زمین بطور حق دی جانی چاہیے۔ اس طرح ان کالونیوں کے نام جیسے کہ پہلے پیپلز کالونی اور اسی طرح کے نام رکھے گئے ہیں کیوں نہ ان کا نام مسلم لیگ ٹاؤن یا مسلم لیگ کالونی رکھا جائے۔ میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ جو نئی بستیاں بسائی جائیں ان کا نام مسلم لیگ ٹاؤن رکھا جائے۔

جناب والا! میں تھوڑا سا وقت اور لوں گا۔ ایک مسئلہ یہ ہے کہ ان آبادیوں کی آبادکاری میں ناانصافی ہو گی۔ اس کے لئے میں ایک تجویز یہ دیتا ہوں ایک بیان حلفی بھی شامل کیا جائے اور جس کی

تصدیق کی جائے۔ صرف اسی آدمی کو ترجیح دی جائے جو بے مالک ہے اور بے مکان ہے۔ اگر یہ بات بعد میں ثابت ہو جائے کہ کسی نے دھوکا دہی اور فراڈ سے یہ جگہ الاٹ کروالی ہے تو پھر اس مکان کو بمع ملبہ ضبط کیا جائے۔ اور اس کو ساتھ ہی تعزیری سزا بھی دی جائے اور اگر ایسی تعزیری سزا نہ رکھی گئی کوئی تادیبی کارروائی نہ رکھی گئی تو آج میں یہ کہنے میں برحق ہوں کہ اس میں کنبہ پروری بھی ہو گی۔ اس میں بے انصافی بھی ہو گی اور غلط الاٹمنٹیں بھی ہوں گی۔ اس لئے اس قانون میں ایک ایسی شق رکھی جائے جس کے تحت تادیبی کارروائی کا مسئلہ موجود ہو۔

جناب والا! یہ نہایت خوش آئند بات ہے کہ ہماری حکومت کے ہاتھوں جو یہ نیک کام ہو رہا ہے اس کے لئے ہماری حکومت مبارکباد کی مستحق ہے۔ اور انشاء اللہ اگر انہوں نے ایسے کام کئے تو جیسے پہلے کبھی ٹوٹی کبھی بنی ایسا کبھی نہیں ہو گا۔ مسلم لیگ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بڑھے گی' پھولے گی۔

جناب سپیکر: بشیر احمد انصاری

بشیر احمد انصاری: پہلے تو میں جناب سپیکر آپ کا مشکور ہوں کہ اتنے اجلاسوں کے بعد مجھے وقت دیا گیا ہے۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ دیہاتوں میں غریبوں کو جو 7 مرلہ پلاٹ دینے کا پروگرام بنایا گیا ہے یہ بڑی اچھی بات ہے اور مجھے پنجابی میں بولنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اجازت ہے۔

بشیر احمد انصاری: اس کے بعد میں شہروں کی طرف آتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو اجازت تو مل گئی ہے پھر بھی آپ اردو میں بول رہے ہیں۔

بشیر احمد انصاری: پنجابی میں ہی تقریر کر لیتا ہوں۔ شہروں میں بھی ایسی آبادیاں ہیں جہاں ایک مرلہ میں دس دس افراد رہتے ہیں۔ اور جانوروں جیسی زندگی گزار رہے ہیں۔ وہاں بھی یہ سکیم شروع کی جائے۔ ہمارے ایم پی اے یا کارپوریشن جو کچھ کر رہی ہیں۔ ان غریبوں سے ڈویلپمنٹ کا خرچہ اس شکل میں لیا جا رہا ہے کہ وہ اپنی زمین بیچ کر بھی نہیں دے سکتے۔ جیسا کہ اسلام نگر' مائی دی جھگی کی آبادیاں ہیں۔ وہاں ساٹھ ساٹھ ہزار روپے فی مرلہ کے نوٹس دیئے گئے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ تجارتی ادارہ ہے جب کوہ نور ملز کو _____

محمد صدیق سالار (پارلیمانی سیکرٹری): انہوں نے دو آبادیوں کا نام لیا ہے۔ ایسا پورے شہر میں کیا

جا رہا ہے۔ ہر کچی آبادی میں ایسا کیا جا رہا ہے۔ ان کو روکیں۔

جناب فضل حسین راہی: ان کو اپوزیشن والے منع کریں اگر وہ ان سے منع نہیں ہوتے تو وہ ان کا ساتھ چھوڑ دیں۔

بشیر احمد انصاری: میں یہ گزارش کروں گا کہ جب ایک مل جو کہ ایک تجارتی ادارہ ہوتا ہے اس کو زمین دی جاتی ہے اور ایک آدمی کو رہنے کے لئے زمین نہیں دی جاتی۔ غریب آدمی دو مرلہ میں اگر دوکان بناتا ہے تو اس سے کمرشل ریٹ لئے جاتے ہیں۔ مہربانی کرکے یہ کمرشل ریٹ ختم کئے جائیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ 1954ء میں غلام احمد آباد اور سمن آباد جیسی کالونیاں بنائی گئی تھیں۔ ان کالونیوں کے مکانات میں جو لوگ ناجائز قابض ہیں ان سے 172 روپے فی مرلہ قیمت لی جا رہی ہے لیکن دوسرے لوگوں سے چار سو روپے فی مرلہ قیمت لی جا رہی ہے۔ کیونکہ ان کا بھی حق بنتا ہے کہ وہ جائز طریقے سے بیٹھے ہیں۔ ان سے چار سو روپے فی مرلہ قیمت لی جا رہی ہے اور ناجائز طریقے سے بیٹھے ہیں ان سے 172 روپے فی مرلہ کے حساب سے قیمت وصول کی جا رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔

جناب بشیر احمد انصاری: جناب والا! کمرشل ریٹ ختم کرنے چاہئیں کیونکہ وہ غریب لوگ ہیں وہ اتنا نہیں دے سکتے۔ شہروں میں جو بھی سکیم شروع کی جائے ان غریب لوگوں میں تین مرلے' پانچ مرلے یا ساڑھے سات مرلے کے حساب سے زمین دی جائے۔ اس کے بعد میں ایک واقعہ آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں آج سے دو ماہ قبل وہاں سے ایک وزیر صاحب کا گزر ہوا اور ایک طوفان اٹھا حادثہ ہوا اور وہاں جو 32 عدد مکانات تھے وہ فوری طور پر گرا دیئے گئے۔ اس سلسلے میں مجھے دو مہینے ہو گئے ہیں۔ میں کبھی ڈی سی صاحب کے پاس جاتا ہوں' کبھی ایف ڈی اے کے پاس چکر لگاتا رہا ہوں مگر ان کی کوئی نہیں سنتا وہ کھلے آسمان تلے بیٹھے ہیں۔ ان کو فوری طور پر کہیں جگہ دی جائے۔ اور انہیں آباد کیا جائے۔ اس کے بعد جناب والا غلام احمد آباد ساڑھے تین مرلے سکیم تھی وہاں پر غریب لوگ تھے اور انہوں نے مکانات بنائے تھے وہاں پر ان لوگوں کو مبلغ 172 روپے ڈویلپمنٹ کا خرچہ تھا' اسی طرح سمن آباد ہے' غلام احمد آباد ہے۔ دو نمبر کالونی بھی اس کے ساتھ ہے۔ کنک بستی بھی اس کے ساتھ ہے ان کی قیمتیں بھی مبلغ 172 روپے فی مرلہ رکھی جائے جو وہاں پر جائز قابض ہیں ان کو بھی مبلغ 172 روپے فی مرلہ کے حساب سے زمین دی جائے۔ اس کے بعد میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کے لئے ایوان میں ٹائم دیا۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب آپ کی باری آ جائے گی آپ تشریف رکھیں۔ جناب مہر ظفر اللہ بھروانا صاحب فرمائیں۔

ڈاکٹر شیلا چارلس: ادھر بھی نظر کرم فرما لیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے جناب حکم کی تعمیل ہو گی۔

مہر ظفر اللہ خان بھروانا: جناب والا! آج اسمبلی میں ممبران کو جن باتوں پر اظہار خیال کرنے کے لئے کہا گیا ہے ان میں تین چیزیں ہیں ایک تو سات مرلہ سکیم' ایک کچی آبادیاں اور ایک 75 ہزار ایکڑ کا رقبہ۔ جناب والا! جو بھی اس دنیا میں Under-developed countires ہیں ان کے لئے غربت ایک مسئلہ بنی ہوئی ہے۔ اتفاق سے ہمارے ملک میں بھی وسائل کم ہیں لہٰذا یہاں بھی غربت ہر آنے والی حکومت کے لئے ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اور ہم اگر اپنے پاکستان کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو جو بھی حکومتیں آئی ہیں انہوں نے اس مسئلہ کے پیش نظر اپنا اپنا منشور پیش کیا ہے۔ یہ میں مانتا ہوں کہ پچھلے دور میں 1970ء کے الیکشن سے پہلے پیپلز پارٹی نے اپنے منشور میں روٹی' کپڑا اور مکان کا نعرہ لگایا اور انہوں نے کہا کہ جب ہماری حکومت بنے گی تو ہم یہ تینوں چیزیں اس ملک کے غریب عوام کو مہیا کریں گے۔ تو جناب والا! یہ کوئی ایسی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ ہمارے سامنے وہ دور بھی گزرا ہے۔ اور اس حکومت نے سات سال کے لگ بھگ یا ساڑھے سات سال حکومت کی۔ ہم بھی اس وقت تھے اور اس نے یہ روٹی' کپڑا اور مکان کا نعرہ لگا کر غرباء کو خاصا متوجہ کیا۔ لیکن جناب والا! دیکھنا یہ ہے اگر ایک نعرہ نعرہ ہی رہے اور اس پر عمل نہ ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا' اس وقت جناب والا! ہمارے سامنے ہی پانچ مرلہ کی سکیم بنی اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ پانچ مرلہ کی سکیم بنی تھی اور اب تک وہ لوگ موجود ہیں جن کو وہ نہ پانچ مرلے ملے نہ ہی ان کو مالکانہ حقوق ملے۔ اس کے متعلق پچھلے اجلاس میں کچھ تحاریک التواء بھی آئی تھیں۔ کچھ قرار دادیں بھی آئیں تھیں ابھی تک ان کو حقوق ملکیت نہیں ملے۔

جناب والا! ہماری اس موجودہ حکومت نے بھی اپنے اس منشور میں اپنے غریب عوام کے لئے پروگرام رکھا ہے کہ ہم ان کو کم از کم رہنے کے لئے سات مرلہ سکیم کے تحت کچی آبادیوں میں جگہ دیں' جو لوگ آباد ہیں ان کو مالکانہ حقوق دیں۔ اور پھر اس حکومت کی کوشش سے آپ اندازہ لگائیں کہ اگر ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں اور یہ ثابت کر سکیں کہ ہم نے اپنے دور میں جو فیصلہ کیا تھا اس پر عمل کر دکھایا ہے تو پھر تو یہ ہمارے لئے ایک مفید اور اچھی بات ہے اور اس کے پیش نظر جناب والا

کل ہی ہم نے اپنے لیڈر سے سنا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ 30 جون تک یہ سکیم کے 75 ہزار ایکڑ بھی تقسیم ہو جانے چاہئیں اور سات مرلہ سکیم بھی مکمل ہو جائے اور کچی آبادیوں کو حقوق ملکیت بھی مل جائیں۔

جناب والا! یہ مسئلہ ایسا ہے کہ اگر کوئی اس حکومت کو یہ کہے کہ اس کا منشور خراب ہے یا اس نے اپنا منشور اچھا نہیں پیش کیا یا کسی کی نقل کی ہے یہ غلط ہے۔ غربت ہمارا ایک مسئلہ ہے اور اس کو دور کرنے کے لئے ہم نے اپنے وسائل کے پیش نظر یہ ہمارا سلسلہ درست کرنا ہے۔ جناب والا! میں عرض کروں گا کہ ہمارے وزیر اعظم صاحب نے اور ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے اس سکیم کے بارے میں جو بات بھی اپنے منشور میں رکھی ہے تو ہم اس کی طرف اس نقطہ نظر کی حیثیت سے نہ دیکھیں کہ یہ کس کی نقل اتار رہے ہیں بلکہ ہم نے تو اس پر عمل کرنا ہے اور انشاء اللہ عمل کر کے دکھائیں گے۔ اس میں جناب کچھ ایسی تجاویز میرے ذہن میں ہیں کہ ایک تو یہ کہ سات مرلہ سکیم کے تحت حکومت نے لوگوں کو زمین دینی ہے اور ساتھ حکومت ان کو قرضہ بھی دے رہے ہیں جو کہ بغیر سود کے ہو گا۔ کیونکہ اگر کسی غریب کو سات مرلہ زمین دے دی جائے اور اس میں مکان بنانے کی بھی سکت نہ ہو کیا فائدہ' اس لئے غریب لوگوں کو بلاسود قرضہ کی سہولت بھی فراہم کی گئی ہے۔

اور جہاں تک 75 ہزار ایکڑ اراضی کا مسئلہ ہے اس کے متعلق اس حکومت کا منشا یہ ہے کہ وہ نہ صرف غریب عوام کو 75 ہزار ایکڑ اراضی دینا چاہتی ہے بلکہ قرضہ بھی دینا چاہتی ہے۔ آج کے اخبار میں آپ نے پڑھا ہو گا کہ سرکار کے پاس کوئی ایک کروڑ کے قریب ایسا رقبہ پڑا ہے جو یہ حکومت لوگوں کو روبرد دینا چاہتی ہے۔ اس کے علاوہ جناب والا میں عرض کروں گا کہ کچی آبادیوں کا جہاں تک ذکر ہے اس میں ایک کچی آبادیاں شہری ہیں اور ایک کچی آبادیاں دیہاتی ہیں۔ دیہاتی کچی آبادیوں کے متعلق میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر مال سے عرض کروں گا کہ بعض کچی آبادیاں پٹواریوں نے اپنے مالی ریکارڈ میں ظاہر نہیں کی ہیں اس کے متعلق میں گزارش کروں گا کہ اپنے حلقے کے ایم پی ایز کو اس بات کا اختیار دیا جائے جو کہ ایسی کچی آبادیاں ان فہرستوں سے رہ گئی ہیں ان کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔ کیونکہ جناب والا! ایسی کئی مثالیں ہیں اور پھر اس حکومت کا یہ پروگرام نہیں ہے کہ اس 30 جون تک ہم الاٹمنٹ کر کے ختم کر دیں بلکہ یہ جتنا عرصہ اس حکومت کا ہے اس میں اس حکومت کا یہ پروگرام انشاء اللہ جاری رہے گا۔ اور اگر ہم نے اس پر عمل کر کے نہ دکھایا تو پھر تو لوگ ہم پر اعتراض کریں گے لیکن اگر ہم عمل کر کے دکھائیں تو پھر میرے خیال میں کسی کو اعتراض کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہو گی۔ مہربانی۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب سپیکر! اس کے بارے میں بہت سی باتیں ہوئیں اور ابھی بہت سی باتیں ہوں گی۔ آپ نے جس انداز سے مجھے اظہار بیان کے لئے کہا ہے' اس کے لئے تو میں یہ عرض کروں گی کہ:

یوں مسکرا کے اذن تکلم نہ دو مجھے
پھر کچھ نہ سن سکو گے میری داستاں کے بعد

جناب والا! سات مرلہ سکیم کے بارے میں مجھے جو کچھ عرض کرنا ہے' وہ اس کے ترقیاتی اخراجات کے بارے میں ہے۔ کیونکہ میں نے اکثریت سے بات چیت کرکے دیکھی ہے اور لوگوں کا مزاج اور رجحان بھی دیکھا ہے۔ اس سے یہ پتہ چلا ہے کہ جو لوگ کچی آبادیوں میں آکر بسنا چاہتے ہیں' اگر ان کے پاس اتنی حیثیت ہوتی کہ وہ اتنے زیادہ ترقیاتی اخراجات ادا کر سکتے تو وہ کچی آبادیوں میں کیوں آتے' وہ پکی آبادیوں میں کیوں نہ چلے جاتے۔ اس ضمن میں بھی بہت سی تجاویز ہیں۔ ایک بار ایک بات یہ بھی ہوئی تھی کہ عشر اور زکوٰۃ کے محکمے سے پیسے لئے جائیں گے اور ان جگہوں کو ڈویلپ کیا جائے گا جہاں پر کہ کچی آبادیوں میں لوگوں کو آباد کیا جائے گا۔

لیکن جناب والا! ایک اور محکمہ اوورسیز پاکستانی فاؤنڈیشن کا بھی ہے۔ ان کے پاس لکھوکھا بلکہ کروڑ ہا فنڈز جمع ہیں۔ وہ کس دن کے لئے ہیں؟ اگر آپ ان آبادیوں کو آباد کرنا چاہتے ہیں تو ان سے فنڈز لے لیجئے اور ان کو آباد کیجئے اور جو ان کو خریدنے والے اور ان میں آکر بسنے والے ہیں ان کی حالت زار کا خیال کیجئے۔ ان پر صرف چند سینکڑوں کا بوجھ ڈالیئے' ہزاروں کا بوجھ نہ ڈالیئے' وہ یہ بوجھ نہیں اٹھا سکیں گے اس کے لئے ہمیں ایک لائحہ عمل بنانا پڑے گا کہ کس طرح انہیں ان چارجز سے آزاد کیا جائے۔ یہ آج کی بنیادی ضرورت ہے جس کے اوپر آپ کو' تمام اراکین ایوان کو غور فرمانا پڑے گا کہ کس طرح انہیں ان چارجز سے آزاد کیا جائے۔ ایک اور تجویز میں عرض کرنا چاہتی ہوں وہ یہ ہے کہ کچی آبادیاں تو خود بخود آباد ہو جاتی ہیں۔ جس طرح خود رو جھاڑیاں ہوتی ہیں' خود رو پودے ہوتے ہیں' انسان جہاں پر سایہ اور پانی دیکھتا ہے وہیں پر جا کر بس جاتا ہے۔ اور اس کو آبادی کہنا شروع کر دیا جاتا ہے۔ لیکن آبادی میں سے انسان کی جھلک اگر نظر آئے تو اس کے لئے ایک پلاننگ کی ضرورت ہوتی ہے۔

یہ آبادیاں محلات نہ ہوں' کچی آبادیاں ہی کیوں نہ ہوں تو ان کے لئے بھی پلاننگ کی ضرورت ہے۔ ابھی کوئی صاحب یہ فرما دیں گے کہ پلاننگ کے اوپر بہت زیادہ پیسے لگتے ہیں' میرا خیال ہے کہ پلاننگ کے لئے صرف عقل کی ضرورت ہوتی ہے۔ بہت سے پیسوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جہاں

جہاں بھی کچی آبادیاں ہیں' اگر وہاں کے ایم پی اے حضرات یا جن کے بھی آپ سپرد کر دیں گے' وہ تھوڑی سی محنت کریں اور انہیں آبادیوں کو ایک اچھی سی صورت دے دیں کہ ان میں سے گلیاں بھی نکل آئیں اور سڑکیں بھی نکل آئیں اور ان کی صورتیں بھی ٹھیک ہو جائیں' یا آپ ایک واضح نقشہ دے دیں کہ ہر جگہ جہاں کچی آبادیاں آباد کی جائیں ان کا ایک ہی نقشہ ہو تو یہ بھی زمین کے اوپر خوبصورتی کا اضافہ کرنے کے برابر ہو گا۔ پھر یہ ہے کہ کچی آبادیوں کو ہمیشہ کچی آبادیاں نہ کہا کیجئے۔ اس لئے کہ کچی آبادیوں میں بڑے پکے ارادے سے لوگ آ کر بستے ہیں۔ اس لئے میں تو یہ عرض کروں گی کہ ان کے لئے خوبصورت نام تجویز کئے جائیں اور وہ ہر آبادی کو بخشے جائیں یا ایسی تمام آبادیوں کے سپرد کئے جائیں۔ جناب والا! آپ کا بے حد شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری غلام رسول صاحب۔

چودھری غلام رسول: مہربانی۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بہت شکر گذار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا ہے۔ میں سات مرلہ سکیم کے متعلق گزارش کروں گا۔ اس میں حکومت کو ایک تخمینہ لگانا چاہیے۔ ایک حویلی' چار دیواری اور ایک کمرے کی جو قیمت پڑتی ہے وہ تقریباً" پانچ سے دس ہزار تک ہے۔ غریب آدمی کی حالت یہ ہے کہ اگر اس کو سات مرلے دے دیئے جائیں تو وہ اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ وہ اس پر تعمیر کر سکے۔ اس طرح ان میں جھگڑے اور تنازعات ہوتے ہیں اور بعد میں کوئی دوسرے کے پلاٹ پر قبضہ کر لیتا ہے اور دوسرا کسی اور کے پلاٹ پر۔ اس میں حکومت کو وقت کی حد مقرر کر دینی چاہیے۔ عشر اور زکوۃ کے محکمے سے بڑی آسانی سے پیسہ لیا جا سکتا ہے۔ جب کسی آدمی کو کنسٹرکشن کے لئے پلاٹ دیا جائے تو اسے ساتھ ہی دس ہزار روپے کا چیک دیا جائے۔ اور وقت کی حد مقرر کی جائے کہ ایک مہینے کے اندر آپ کو چار دیواری کرنی ہے اور اس پر ایک کمرہ بنانا ہے۔ تاکہ آئندہ کے لئے ان میں مقدمہ بازی اور جھگڑے پیدا نہ ہوں۔

جناب سپیکر! میں یہ تجربے کی بنا پر کہہ رہا ہوں کہ میرے پاس بہت سے مقدمات پانچ مرلہ سکیم کے بارے میں تھے جو انہوں نے ایک دوسرے کے پلاٹوں پر قبضے کئے ہوئے تھے اور لڑائی جھگڑے کئے ہوئے تھے۔ اس کی وجہ کیا تھی؟ کہ پانچ مرلے تو انہیں مل گئے۔ لیکن ان کے پاس ذرائع نہ تھے کہ وہ ان پر تعمیر کر سکیں۔ لوگوں کے پلاٹ چار چار سال سے ویسے ہی پڑے ہوئے تھے۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ Time limit کے ساتھ بیک وقت انہیں چیک اور سات مرلے کے حق ملکیت کا سرٹیفکیٹ دیا جانا چاہیے۔ انہیں دو یا تین ماہ کا وقت دینا چاہیے کہ اس مدت میں وہ چار دیواری

کرے ورنہ یہ الاٹمنٹ منسوخ ہو جائے گی۔

مزید برآں میں یہ گزارش کروں گا کہ کچھ دیہات میں سرکاری زمینیں دستیاب ہیں اور کچھ دیہات' جو پرانی آبادیاں ہیں' وہاں سرکاری زمینیں دستیاب نہیں ہیں۔ یہ کام مرحلہ وار ہو سکتا ہے۔ ایک دن یا ایک ہفتے میں یہ کام نہیں ہو سکتا۔ جن مواضعات میں سرکاری زمینیں موجود ہیں ان میں فوری طور پر الاٹمنٹ کی جائے اور انہیں قبضہ کیا جائے اور جن گاؤں میں سرکاری زمین نہیں ہے وہاں پراپرٹی ایکوائر کی جائے۔ اور اس طرح نہ ہو جیسے پانچ مرلہ سکیم میں ہوا تھا۔ گڑھوں اور دور دراز علاقوں میں جہاں نہ بجلی پہنچ سکے اور نہ کوئی سہولتیں پہنچ سکیں' ایسی جگہوں پر الاٹمنٹ نہیں ہونی چاہیے۔ بلکہ گاؤں سے ملحقہ جگہوں پر ہونی چاہیے' تاکہ ان میں یہ تاثر پیدا نہ ہو' جس طرح میرے ایک بھائی پہلے بھی کہہ چکے ہیں' کہ ہم ایک الگ بستی سے تعلق رکھتے ہیں۔ گاؤں کے ساتھ اور اچھی آبادی ہو' اس کے ساتھ پلاٹ دیئے جائیں۔ اس کا نام اس طرح رکھا جائے کہ ایک گاؤں مثلاً چک نمبر38 ہے' اس کا نیو چک 38 رکھ دیا جائے۔ یعنی نیو آبادی کا نام دیا جائے۔

اس کے علاوہ کچی آبادیوں کا مسئلہ ہے۔ میرے فاضل دوست جنجوعہ صاحب نے جو بات کی ہے' میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ سو کی یا چالیس کی حد کے علاوہ جہاں بھی کسی غریب آدمی نے دو تین سال سے مکان بنا لیا ہوا ہے۔ خودبخود اس کو اس کا مالک ڈکلیئر کیا جائے۔ اس کو وہاں سے بے دخل نہ کیا جائے۔ ترقیاتی اخراجات کی پوزیشن یہ ہے کہ وہ بہت زیادہ رکھے گئے ہیں۔ منڈی بہاؤ الدین میں ہماری تین کچی آبادیاں ہیں۔ اس کچی آباد میں پہلے ہی بہت عرصے سے گلیاں اور نالیاں بنی ہوئی ہیں۔ کمیٹی نے بنائی ہوئی ہیں۔ لیکن ان بے چاروں پر اب چار سو ستر یا ساٹھ کے لگ بھگ ڈویلپمنٹ چارجز لگائے گئے ہیں۔ جو غریب آدمی چھابڑی لگا کر سو روپے کا کام کرتا ہے اور جس نے ایک کٹیا بنائی ہوئی ہے اس کو پانچ یا چھ ہزار کی یکمشت ادائیگی کرنی پڑے تو وہ کہاں کرے گا؟ میں یہ گزارش کروں گا کہ ڈویلپمنٹ چارجز بالکل ختم کئے جائیں اور انہیں بلاقیمت حقوق دیئے جائیں۔

اس کے علاوہ سروے رپورٹ پر عرض کروں گا۔ کبھی ایک مجسٹریٹ کی ڈیوٹی لگ جاتی ہے۔ اس میں یہ سروے رپورٹ آ جاتی ہے کہ اس پلاٹ پر فلاں کا قبضہ ہے۔ اس کے بعد کوئی دوسری رپورٹ شروع ہو جاتی ہے۔ پانچ چھ سالوں سے آج تک سروے رپورٹ فائنلائز نہیں ہو سکی۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ایم پی اے کی نگرانی میں سروے رپورٹ کو فوری طور پر فائنل کیا جائے۔ جہاں ایم پی اے صاحب موقع پر دیکھ کر یہ لکھ دیں کہ یہ فلاں آدمی کے قبضے میں ہے تو فوری طور پر اسے حقوق دیئے جائیں۔ مہربانی جناب۔ میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔ آپ نے بہت ٹائم دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مسز خورشید بیگم۔

مسز خورشید بیگم: جناب سپیکر! میں آپ کی بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے نظر عنایت کی ہے اور مجھے بولنے کے لئے کچھ وقت دیا ہے۔ جناب والا! میں حکومت پنجاب اور بالخصوص وزیر اعلیٰ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے شہروں اور دیہاتوں میں بے گھر لوگوں کی رہائش کا مسئلہ حل کرنے کے لئے پالیسی وضع کی ہے۔ وہ قابل تعریف ہے۔ اس پالیسی کو مرتب کرنے سے بے گھر لوگوں میں اعتماد کی لہر دوڑ جائے گی۔ اور حکومت کے قدم غریب عوام کی مدد سے یقیناً مضبوط ہوں گے۔

جناب والا! حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کو بنیادی ضروریات فراہم کرے۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ اور یہ مسلم لیگ کے منشور میں بھی یہ شامل ہے کہ اس پر اگر صحیح طریقے سے عمل کیا جائے تو نتائج نہایت اطمینان بخش ہوں گے۔ لیکن میں یہ ضرور عرض کروں گی کہ حکومت کو غریب کسانوں کے لئے بھی سوچنا ہو گا۔ غریب کاشتکار جو عیال دار جس کے پاس صرف ایک ہی احاطہ ہے ان کے رہائش کے مسئلے کو حل کرنا بھی حکومت کا فرض ہے۔ حکومت کی پہلے سے مرتب شدہ پالیسی میں ترمیم کرکے ان غریب کاشتکاروں کے لئے بھی رہائش کے لئے جگہ مخصوص کی جائے عام ہے کہ ایک احاطہ میں رہنے والے چار بیٹوں کا باپ جب اپنے شادی شدہ بیٹوں میں احاطہ تقسیم کرتا ہے تو ان کے حصہ میں تین چار مرلے سے زیادہ جگہ نہیں آتی۔ جو ناکافی ہے۔ میری تجویز ہے کہ ان کی رہائش کے لئے منصوبہ بندی کی جائے۔

جناب والا! جن غریب کسانوں اور مزدوروں نے دیہات میں سرکاری رقبہ پر اپنی مجبوری یا کسی اور وجہ سے اپنے خون پسینے کی کمائی سے مکانات بنا رہے ہیں' میری یہ تجویز ہے کہ ان سے مناسب قیمت وصول کرکے حقوق ملکیت عطا کئے جائیں۔ تاکہ ان میں احساس محرومی نہ ہو اور وہ ملک کی تعمیر و ترقی میں دل جمعی سے کام کر سکیں۔ کیونکہ جناب والا! اسی طرح تجاوزات کے کیس 24 فروری 1986ء کو فیصل آباد کے اے۔سی کے دفتر میں تقریباً 19 کے قریب تھے یہ انتہائی اور ضروری مسئلہ ہے کہ ان کو بھی حقوق ملکیت دی جائے۔

جناب والا! دیہاتی نوجوان ملکی ٹیموں میں شامل ہیں مگر دیہات میں آج تک کسی بھی حکومت نے کھیلوں کے باقاعدہ گراؤنڈ وغیرہ فراہم نہیں کئے۔ دیہاتوں میں فٹ بال' ہاکی' کرکٹ کی چھوٹی چھوٹی Clubs بنی ہوئی ہیں۔ ڈپٹی کمشنروں کو فوری ہدایت کی جائے کہ وہ اے سی صاحبان کو بھیج کر کھیلوں کے لئے گراؤنڈ وغیرہ خود مخصوص کی ہے۔ جناب والا! مسلم لیگ کا منشور ایک انقلابی منشور ہے۔

حکومتی پارٹی ہونے کی وجہ سے ملک کی تعمیر و ترقی اس کے ذمہ ہے۔ میری تجویز کہ سرکاری رقبہ جو گاؤں کے نزدیک ہے رہائش کے علاوہ بنیادی طبی یونٹ' سکولز' دستکاری مراکز کے لئے بھی مخصوص کیا جائے۔ بڑھتی ہوئی آبادی کو پیش نظر رکھتے ہوئے شہروں اور دیہاتوں میں قبرستانوں کے لئے جگہ ناکافی ہے۔ اس بات کو مدنظر رکھا جائے۔ 7 مرلہ سکیم پر عمل درآمد کرانے کے لئے رقبہ درکار ہے۔ اکثر دیہات میں سرکاری رقبہ موجود ہے لیکن کئی دیہات ایسے ہیں جہاں رقبہ ناکافی ہے۔

جناب والا! بیشتر دیہاتی آبادی چھوٹے چھوٹے کاشتکاروں پر مشتمل ہے۔ جن کی گزر اوقات دو یا چند ایکڑ زمین ہے ان کی زمین حاصل نہ کی جائے۔ اگر زیادہ پلاٹ کی ضرورت پڑے تو قریب زمین گاؤں میں جہاں سرکاری رقبہ زیادہ ہو وہ جگہ الاٹ کی جائے۔ آخر میں جناب سپیکر! میں یہ ضرور عرض کروں گی شہر اور دیہات دونوں میں غریب بے سہارا بیوہ خواتین کے لئے پلاٹس میں 10% کوٹہ کم از کم مخصوص کیا جائے۔ انہیں گذارشات کے ساتھ میں اجازت چاہوں گی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: نعیم چٹھہ صاحب۔

جناب نعیم حسین چٹھہ: جناب سپیکر! یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے۔ جب سے منتخب حکومت معرض وجود میں آئی ہے اس نے سب سے پہلے جو ترجیحات مقرر کیں وہ ملک سے مارشل لاء کا خاتمہ اور بحالی جمہوریت۔ اس کے بعد جب مسلم لیگ حکومت نے اقتدار سنبھالا انہوں نے جو ترجیحات مقرر کیں اس میں غربت کا خاتمہ اور ناخواندگی کا خاتمہ اور دوسرے عام بنیادی مسائل کا بیڑا اٹھایا۔ یا 7 مرلہ سکیم اور کچی آبادیوں کو حقوق ملکیت دینا اور 75 ہزار ایکڑ کو بے گھر بے زمین کسانوں میں کاشت کرنا یقیناً خوش آئند قدم ہے۔ اس ضمن میں میری تھوڑی سی تجاویز ہیں۔ جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں بعض دیہاتوں میں جو لوگ مالک ہیں وہ اپنے مکانوں کے تو مالک ہیں وہ زمین کے مالک نہیں ہیں۔ ان کو اسی جگہ فوری طور پر مالکانہ حقوق دیئے جانے چاہئیں اور اگر کوئی جگہ بچ جائے۔ اس دیہات کے ملحقہ بازاری قیمت پر خرید کر باقی ماندہ لوگوں کو بھی مکان بنانے کے لئے زمین دی جائے۔ اور 75 ہزار ایکڑ کو فوری طور پر بے زمین کاشتکاروں کو تقسیم کئے جائیں۔ جس میں کہ ایک حکومت وقت کو اچھا کام کرنے کے ساتھ ساتھ یہ گارنٹی بھی دینا ہو گی کہ اس میں کسی قسم نیپوٹیزم فیورٹیزم یا کوئی غیر موزوں بندے کو کوئی پلاٹ جانے نہ پائے۔ کیونکہ لوگوں کا اعتماد سابقہ حکومتوں پر سے بے ایمانی اور بے انصافی کی وجہ سے مجروح ہے اس اعتماد کو بحال کیا جانا ضروری ہے۔ جس کے لئے ہر لحاظ سے دیانت داری اور انصاف کا دور دورہ لازم ہو گا۔ اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ کچی آبادیوں کا مسئلہ

ایک دفعہ مکمل طور پر حل ہونا چاہیے اور اس میں کسی قسم کی تاریخ کا تعین نہیں ہونا چاہیے کہ 1975ء یا 1970ء تک کی آبادیوں کو ہی کچی آبادیاں سمجھا جائے۔ میں کہتا ہوں کہ ان کو بیک قلم حقوق ملکیت دیئے جائیں۔ تاکہ اس مسئلے کو ختم کیا جائے۔

اس کے علاوہ جناب والا! ایک قدغن جو لگائی گئی ہے کہ 40 گھروں سے کم کی کچی آبادی کو کچی آبادی شمار نہ کیا جائے یہ بھی قرین انصاف نہیں ہے۔ مثلاً شیخوپورہ میں میرا خیال ہے 14/12 گھروں پر ایک سڑک اور ایک گندے نالے کے درمیان ایک چھوٹی سی لکیر ہے جو میرا خیال ہے کہ 1947ء سے لوگ آباد ہیں ان کو بھی کچی آبادی شمار کئے جائیں۔ اور ان کو بھی حقوق ملکیت عطا کئے جائیں۔ اس امر کا نوٹس میں وزیر مال کے نوٹس میں لایا تھا اور انہوں نے شاید اس کی رپورٹ کے ڈی سی شیخوپورہ کو لکھا ہے۔ پتہ نہیں اس کا کیا حشر بنا۔ بہرحال جو کچھ بھی ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان غریبوں کو بھی محروم نہیں رہنا چاہیئے۔

علاوہ ازیں میری یہ گذارش ہو گی کہ بڑا اہم پہلو ہے جو میں آپ کی وساطت سے حکومت وقت کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ بحالیات کا محکمہ آج تک Pending ہے۔ 1947ء سے لے کر آج تک جو لوگ دربدر دھکے کھا رہے ہیں اور وہ مقدمہ بازی میں الجھے ہوئے ہیں۔ اور پیسے لگا رہے ہیں۔ اس کو بھی اس حکومت کو چاہیے کہ فوری طور پر ختم کرنے کی کوشش کرے اور جہاں بھی کسی کا قبضہ ہے اس کو قبضہ دے کر اس کو حقوق ملکیت دے دیں۔ اور کلیمنٹ سے قیمت لے کر دے دیا جائے۔

وزیر مال (محمد اقبال): جناب والا! میرے فاضل دوست کو معلوم ہونا چاہیئے کہ محکمہ ختم ہو گیا ہے۔ اس کے کیس صرف Pending ہیں۔ محکمہ Wind up کر دیا گیا ہے۔

جناب نعیم حسین چٹھہ: جو لوگوں کی آپس میں مقدمہ بازی ہے اور زحمت میں مبتلا ہیں اس کا مداوا مستقل طریقے پر کرنا چاہیے۔ اس کے علاوہ جناب والا میں سمجھتا ہوں غربت کے خاتمے کے لئے اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی لازم ملزوم ہے۔ غریب لوگ جو مقدمہ بازی کرکے شہروں کو آ رہے ہیں' ایک دوسرے نے یہاں کہا تھا کہ بنیادی سہولتوں کے فقدان کی وجہ سے دیہاتوں کو چھوڑ رہے ہیں۔ یہ بھی ایک وجہ ہے لیکن اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہ وہاں معاشی اعتبار سے محفوظ نہیں ہیں۔ اس لئے یہاں آتے ہیں۔ روزگار کی تلاش میں آتے ہیں۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ وہاں کاٹیج انڈسٹری پیدا کی جائے اور کچھ اس قسم کی انڈسٹری لگائی جائے۔ جس کا خام مال وہاں میسر اور بے روزگاروں کو روزگار میسر ہو اور یہ ملک کی خوش حالی بہتری اور قوم کی ترقی میں قابل غور اضافہ ہو گا۔ ان تمام

خیالات کے ساتھ میں چاہوں گا کہ یہ تمام کا تمام کام بہت جلدی اور نہایت دیانتداری اور مستقل طور پر حل ہو جانا چاہیے تاکہ عوام کو پتہ ہے کہ موجودہ حکومت عوامی حکومت کو صحیح طور پر دیانتداری سے نگرانی کرنے کی اہلیت رکھتی ہے۔ ان معروضات کے ساتھ میں اجازت چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مخدوم زادہ سید حسن محمود

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! میں نے یہ تمام تجاویز غور خوض سے پڑھیں۔ مجھے دیہات کا بھی تجربہ ہے۔ شہروں کی کچی آبادیوں کا بھی تجربہ ہے۔ زمینوں کے الاٹ منٹ کا بھی تجربہ ہے۔ لہٰذا میں کچھ گزارشات کروں گا کہ:

(اس مرحلہ پر نعیم حسین چٹھہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

کچی آبادی کا یا 7 مرلہ سکیم کا جہاں تک تعلق ہے آپ کو معلوم ہے۔ کچھ مستقل چکوک ہیں جس میں ہم نے چراگاہوں کے لئے، مسجد اور سکول کے لئے اسی طرح کھیل کود کے میدان کے لئے رقبہ دیا تھا۔ جہاں آبادی بڑھ گئی ہے وہاں اگر چکوک کی طرح یہ 7 مرلہ سکیم نافذ کی جائے اور اس میں جیسا کہ آپ نے خود تجویز کیا ہے۔ زمینوں کی قلت کی وجہ سے کچھ تو دوکانداری میں چلے گئے ہیں لیکن کچھ لوگ غریب سے غریب تر ہو گئے۔ ان کے مکانات کے لئے جو قرضہ جات دیئے جائیں گے وہ ایسے مکانات تجویز کئے جائیں جو انسانی رہائش کے لئے صحیح اور مفید ثابت ہوں۔ یہ کہہ دینا ہم قرضہ دیں گے اور اس پر سود نہیں ہو گا اس کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ کہ یہ فنڈ کہاں سے مہیا ہو گا۔ آیا یہ پرجوش سکیم کو عوام کے سامنے رکھنے کے لئے ایک خواب ہے لیکن اس پر عمل درآمد تب ہی ممکن ہے اگر حکومت ہمیں یہ بتا دے کہ کتنا روپیہ ان کو فراہم ہوا ہے اور کس فنڈ سے ملا ہے اور اس کا سود کون ادا کرے گا۔ اس پر میں آپ کی رائے سے یہ بھی اتفاق کرتا ہوں کہ کاٹیج انڈسٹریز جب تک ان چکوک میں نہیں ہو گی اور ان کے خام مال سے استفادہ نہیں اٹھایا جائے گا تو جو رجحان بڑے شہروں کی طرف آبادی کی منتقلی کا ہے وہ جاری رہے گا۔ لہٰذا ایک سروے Villagewise کرنا چاہیے۔ Comprehensive Plan بننا چاہیے۔ جو دونوں مکانوں کے ڈیزائن اور ان لوگوں کی خوشحالی کی ضمانت دے سکیں۔ اس کے علاوہ کچھ دیہات ایسے ہیں جہاں طبی سہولتیں اور پینے کا پانی نہیں ہیں۔ ویٹری ڈسپنسری نہیں ہے اور سڑکیں بھی نہیں ہیں۔ جہاں سے وہ اپنے ٹریکٹر لا سکیں۔ اپنی کاشت کردہ فصلیں اٹھا سکیں۔ یہ سات مرلہ سکیم رورل ڈویلپمنٹ کا ایک Rural development minute part ہے۔ اس پر کہیں کہ Popularity حاصل ہو جائے گی۔ یہ نہیں ہے۔ یہ Rural Socio-economice welfare plan کی ایک پکی تجویز بننی چاہیئے۔ جس کا یہ

معمولی سا حصہ ہے۔

جناب والا! اب میں کچی آبادیوں کی طرف آتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ اس اجلاس کی کارروائی ختم ہونے سے پہلے گورنمنٹ کم از کم ہمیں یہ مطلع کر دے گی کہ یہ فنڈز ان کے خزانے میں آ چکے ہیں تاکہ ہم اپنے علاقے میں لوگوں کو خوشخبری تو سنائیں کہ عمل درآمد کب ہو گا؟ آپ نے دیکھا ہو گا کہ کچی آبادیوں میں جو خالی زمین پڑی تھی۔ اس پر لوگوں نے گھر بنانے شروع کئے۔ ایل ڈی اے یا باقی شہروں میں جو ترقیاتی کام ہوئے اس کے اندر یہ Slums پیدا ہوئے ہیں۔ اور جو Standard of living وہ Substandard ہے۔ Human living کی حد سے نیچے ہے۔ جانور اور انسان ایک ہی طریقے سے رہتے ہیں۔ وہاں تالاب بھی ہیں جہاں مچھر پلتے ہیں۔ وہاں سڑکیں بھی نہیں ہیں۔ گلی کوچے بھی نہیں ہیں۔ پلاننگ بھی نہیں ہے۔ جیسے بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ نے کہا ہے کہ پلاننگ پر کوئی زیادہ خرچ نہیں ہوتا۔ آپ کو ایک سروے ٹیم بنانی چاہیے ایل ڈی اے کو آپ استعمال کریں۔ ان کو سکیمیں بنانے دیں کیونکہ جو بے ڈھنگے گھر بنے ہوئے ہیں۔ راستے نہیں ہیں۔ وہاں ہسپتالوں کی کوئی چیز نہیں ہے وہاں بھی کاٹیج انڈسٹریل ہومز کی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی دیہات میں ضرورت ہے۔ کیونکہ ہماری پردہ نشین مستورات بیچاری اپنے میاں یا اپنے بیٹے کی کمائی پر گزر اوقات نہیں کر سکتیں۔ انہوں نے بچوں کو تعلیم دینی ہوتی ہے۔ بچیوں کو پڑھانا ہوتا ہے۔ شادی وغیرہ کے اخراجات ہوتے ہیں۔

جناب والا! آپ کو ایک Socio-economic project ضرور بنانا چاہیے جیسے 1957ء میں میں نے شروع کیا تھا۔ یہ جو آپ کا ویلفیئر ہوم بنا ہے۔ جسے آپ نے جنرل ہسپتال کوٹ لکھپت کا نام دیا ہے۔ ایک میں نے ویلفیئر ہوم فیصل آباد میں بنایا تھا۔ ایک سیالکوٹ میں بنایا تھا۔ ایک راولپنڈی میں بنایا تھا۔ ایک ملتان میں بنایا تھا اور اس غرض سے بنایا تھا کہ ہمارے غریب گزارہ کر سکیں۔ ہمارے امیر تو متمول ہیں۔ لیکن جو مڈل کلاس' لوئر مڈل کلاس طبقہ ہے وہ ساری تکالیف میں مبتلا ہے۔ کیونکہ مستورات پردہ کرتی ہیں۔ ان کی بیٹیاں پردہ نشین ہیں۔ ان کو کام کرنے کے لئے کوئی چیز مہیا نہیں ہوتی۔ تو اس کے ساتھ ہم نے چیپ فوڈ کا سلسلہ شروع کیا تھا کہ گھروں میں کھانا پکانے کی زحمت گوارا نہ ہو اور سستی روٹی کھانا انہیں مل جائے۔ اور انہیں آپ ان کے حالات کے مطابق Piecework دیں۔ سویٹر بنوائیں۔ میز کی چادریں بنوائیں۔ Napkin بنوائیں۔ سیالکوٹ میں ہم نے سپورٹس گڈز کے لئے کیا تھا۔ فرنیچر کے لئے کیا تھا۔ لاہور کے لئے ہم نے شامیانوں کے لئے کیا تھا۔ تنبوؤں کے لئے کیا تھا تاکہ گزر اوقات کے لئے سلائی کا کام اور کڑھائی کا کام ان بچیوں کو اگر گھر میں مل جائے

اور ان کو عزت نفس قائم رکھتے ہوئے Per piece روزی بھی مل جائے تو وہ خوشحال ہو سکتی ہیں اور اپنے میاں اور بیٹوں کے ساتھ ساتھ اپنی آمدنی میں اضافہ کر سکتی ہیں۔ Socio-economic project تو اس طرح کا ہونا چاہیے۔ صرف یہ کہہ دینا کہ کچی آبادیوں کو ہم یہ مراعات دے دیں گے۔ ان کو الاٹ کر دیں گے یہ کافی نہیں ہو گا۔ اسی طرح آپ کے Disabled لوگ جو شہروں میں آباد ہیں اور عموماً ان طبقات سے ان کا تعلق ہے جن کی آمدنی اتنی کافی نہیں ہے کہ وہ الاٹ کرا سکیں۔ آپ کو یہ Institution دینے پڑیں گے۔ ایسے ایسے بچے ہیں جن کی نگہداشت کے لئے ماؤں کو سارا دن بیٹھنا پڑتا ہے اور وہ کام نہیں کر سکتیں۔ اسی طرح علاج کی سہولتیں میسر نہیں ہیں۔ آپ بیگم فرحت خواجہ رفیق صاحبہ سے پوچھیں کہ اس طرح علاج کی کیا سہولیات ہیں۔ ڈیڑھ سو روپے سے کم فیس ڈاکٹر قبول نہیں کرتا۔ آپ موبائیل ڈسپنسریاں بھیجیں۔ آپ Surgical instruments بھیجیں۔ آپ ان کچی آبادیوں کی نگہداشت اس طرح کریں جس طرح ایک آدمی مستحق کی کرتا ہے۔ صرف ان کو جگہ بنا دینی اور وہ بھی معمولی سی۔ یہ ان کے لئے باعث اطمینان نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر! ایک نکتہ متنازعہ ہے اور وہ یہ کہ غلام حیدر وائیں صاحب نے ایک معیاد مقرر فرمائی ہے کہ 1978ء تک جن لوگوں کو مستحق قرار دیا اور جو اس کے بعد اس میں آباد ہوئے ہیں وہ مستحقین ہیں۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ کیا آپ انہیں بلڈوز کریں گے؟ کیا آپ انہیں اٹھا دیں گے؟ جو وہاں پر آباد ہیں انہیں آپ برباد نہ کریں۔ آج تک جو لوگ کچی آبادیوں میں بیٹھے ہیں' انہیں وہی مراعات اور وہیں حقوق دیں جو آپ 1978ء سے پہلے والوں کو دے رہے ہیں۔ ورنہ اس سے آپ کے لئے مشکلات بڑھیں گی۔

جناب والا! اب میں یہ عرض کروں گا کہ ساتھ ہی ساتھ جیسے میں نے تجویز پیش کی ہے کہ دیہاتوں میں اگر کاٹیج انڈسٹریز کی فراوانی کر دیں اور انتقال آبادی کو روکنے کے تجویز کر لیں تو پھر آپ کے لئے یہ مسئلہ آسان ہو جائے گا۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ بعض Encroachment آپ کی زمین پر نہیں ہیں وہ کسی کی پرائیویٹ ملکیت ہیں اور پھر بعض ایسے ہیں جو گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے ہیں۔ اب آپ نے انہیں بلڈوز کرنا شروع کر دیا ہے۔ ایک طرف آپ کچی آبادیوں کو آباد کرنے کا وعدہ کر رہے ہیں دوسری طرف آپ گرا رہے ہیں۔ اس سلسلے میں میں آپ کو تصاویر دکھا سکتا ہوں۔ اس روز غلط بیانی سے کام لیا گیا تھا کہ راتوں رات کچی دیواریں کھڑی کر لی گئیں اور وہ ہم نے بلڈوز کر دیں۔ بیس بیس سال کے پکے مکانات بلڈوز کئے گئے۔

میاں فضل حق: جناب والا! مخدوم صاحب فرما رہے ہیں کہ اس دن یہ کہا گیا _____

مخدوم زادہ سید حسن محمود: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر Raise کر رہے ہیں؟

میاں فضل حق: جی ہاں۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: صرف پوائنٹ آف آرڈر پر بولئے گا۔

میاں فضل حق: جناب والا! مخدوم صاحب نے فرمایا ہے کہ جو بیس بیس سال سے لوگ رہ رہے تھے یا راتوں رات دیوار بن گئی تھی۔ یہ واقعی بنائی گئی تھی۔ وہ میرا حلقہ نیابت ہے۔ مجھے پتا ہے کہ وہ Civil Aiviation والوں کا Area تھا اور جس چیز کا انہوں نے حوالہ دیا ہے کہ گرائی گئیں۔ حالانکہ وہ لوگ وہاں بیس سال سے موجود نہیں تھے۔ اس سے پیچھے کی آبادی بیس سال سے موجود ہے اور انہیں مالکانہ حقوق سب کچھ دیئے جا چکے ہیں۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھئے گا۔ جی مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا! یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں تھا۔ آپ کا جب لیڈر اٹھے گا تو میرے بنچز سے کوئی دخل نہیں دے گا۔ یہ آداب ہیں۔ یہ ضروریات ہیں۔ انہیں آپ پیش نظر رکھیں۔

جناب چیئرمین: بالکل ٹھیک ہے۔ اور یہ ویسے بھی ہاؤس کے آداب میں سے ہے کہ جو سپیکر بول رہا ہو اس کی بلا وجہ Interruption نہ کی جائے اور اس کے بعد جو سب سے زیادہ حقدار یا مستحق ہے وہ قائد ایوان اور ان کے بعد قائد حزب اختلاف ہیں اور ان دونوں کے لئے یہ اور بھی ہمارے لئے واجب ہو جاتا ہے۔ کہ جب وہ بول رہے ہوں کوئی آدمی بلا وجہ مداخلت نہ کرے۔ یہ آداب ہاؤس میں ہے۔ اور آئندہ اس پر عمل کی جانے کی کوشش کی جایا کرے گی۔

مولانا محمد غیاث الدین: جناب سپیکر! اسلامی روایات کے مطابق تمام احباب استحقاق کا برابر حق رکھتے ہیں۔ اسلام کے اندر تفاوت نہیں ہے۔ امتیاز نہیں ہے۔ حقوق سب کے برابر ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین: اسلام میں بھی تفاوت ہے لیکن تفاوت کا جو معیار ہے وہ تھوڑا سا علیحدہ ہے۔ جسے کہ تقویٰ کہا جاتا ہے۔ اور تقویٰ پر میں سمجھتا ہوں کہ وہاں بھی آپ جب دیکھیں گے وہاں بھی تھوڑا سا امتیاز تقویٰ کردار پر لازم ہوتا ہے اور اسلام میں اس بات کی اجازت ہے۔

مولانا محمد غیاث الدین: اسلام میں قائد بھی بری الذمہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: بہرحال آپ تشریف رکھیں۔ بحث نہیں کریں۔ مخدوم صاحب کو اپنی تقریر جاری رکھنے دیں۔ یہ آپ ذہن میں رکھئے گا کہ قائد حزب اختلاف بول رہے ہیں۔ اور ان کے لئے دوسروں سے 10-15 منٹ زیادہ وقت ہوتا ہے۔ اس لئے' آپ خواہ مخواہ اعتراض نہ کیجئے۔ ان کی یہ حیثیت بھی ہے کہ وہ قائد حزب اختلاف ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! وائیں صاحب بھی تشریف لے آئے ہیں۔ انہوں نے وہ پوائنٹ سنا نہیں ہو گا _____

جناب چیئرمین: Please اس میں Repetition نہیں ہونی چاہیئے۔ وائیں صاحب' اگر باہر بیٹھے تھے تو سن رہے تھے۔ میں آپ سے استدعا کروں گا کہ جو کچھ آپ کہہ چکے ہیں وہ دھرایئے گا نہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: بہت اچھا جناب۔ اب جو تناسب تھا۔ وہ شہروں کی طرف 15 سے 20 فیصد ہوا۔ اور اگر میری تجاویز پر عمل کیا جائے تو شاید یہ تجاوز نہ بڑھے' ورنہ یہ ہو سکتا ہے کہ دو تین سال میں یہ 45 فیصد تک بھی ہو سکتا ہے۔ اب جناب میں آتا ہوں 75000 ایکڑ زمین کی طرف۔ جناب والا! وہ صوبہ جس میں لاکھوں ایکڑ زمین پڑی ہے۔ صرف جو خطہ بہاولپور ہے جہاں بیس لاکھ ایکڑ زمین تھل کا علاقہ' جہاں پر 40 سے 50 لاکھ ایکڑ زمین پڑی ہوئی ہے' وہاں پر یہ مذاق نہیں کر رہے ہیں؟ کہ 75000 ایکڑ رقبہ چنا جائے۔ Untenanted یا کم زمین والوں کے لئے' اور پھر وہ رقبہ کہ جس کے متعلق یہ بھی خبر نہ ہو کہ اس کا Soil survey کیسا ہے۔ Sand Dunes ہے۔ سیم اور تھور ہے۔ Cultivable ہے' بارانی ہے' دریائی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ آٹے میں شاید نمک بھی زیادہ ہوتا ہے۔ چہ جائیکہ 75,000 ایکڑ کی ایک تجویز آپ اس ایوان میں لے آئیں' جو کہ شاید ایک نہر سے بھی آپ کو مل سکتا ہے۔ صرف ایک نہر پر 8 لاکھ ایکڑ تو عباسیہ کینال پر موجود ہے' پھر مسئلہ کیا ہے' کیا آپ کی حکومت آج ہر جگہ جو نعرے لگا رہی ہے' کہ مسلم لیگ کی حکومت ہے۔ اور یہ ہر جگہ سر جوڑ کے بیٹھی ہے اور پانی کا جو حق پنجاب کا بنتا ہے' وہ اس پر تو بول نہیں رہے ہیں۔ فالتو پانی سمندر میں جاتا ہے اور آپ کو پنجاب کے لئے 28 لاکھ ایکڑ مہیا کرتا ہے۔ اور پھر مجھے اعتراض یہ ہے کہ پہلے تو یہ زمینیں ناکافی ہیں' اور ناقابل کاشت ہیں' غیر ممکن ہیں اور بنجر قدیم ہیں۔ آپ نے اس میں خود لکھا ہے' اور پھر آپ اس کی قیمت وصول کرنا چاہتے ہیں۔ 200 روپیہ Per produce index unit اور جبکہ پہلے آپ سو روپے پر دیتے رہے ہیں' وہ Developed ہے۔ جناب چیئرمین! یہ Un-developed اور جب الاٹمنٹ کرتے وقت آپ یہ قیمت وصول کریں

گے' تو آپ دیکھیں گے کہ وہ مزارع جب جائیں گے تو ان کی سکت اور ہمت اور ان کی Investment Capacity سے یہ بات باہر ہو گی کہ وہ اس کو آباد کرے۔ تو یہ مذاق نہ بنائیں۔ آپ مہربانی کرکے اس ایوان میں وہ نقشے پیش کریں اور علاقہ جات بتائیں تاکہ ہم بھی یہ دیکھیں' یہ ایم پی اے حضرات دیکھیں وہاں کے علاقے کے ایم پی اے حضرات دیکھیں' جو آپ رقبہ جات دے رہے ہیں' وہ قابل کاشت بھی ہیں یا کاغذی ہیں۔ لہٰذا چونکہ جناب سپیکر گھنٹی بجا چکے ہیں' اور گو مجھے آدھے گھنٹے کا حق پہنچتا ہے' اور ابھی شاید میرے پانچ منٹ باقی ہیں۔

جناب چیئرمین: پانچ منٹ ہیں۔ 25 منٹ ہو چکے ہیں۔ یہ میں نے ایک وارننگ کے طور پر بجائی ہے تاکہ آپ بحث کو سمیٹ سکیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: وہ ٹھیک ہے جناب۔ تو وہ دو منٹ پہلے بجائی جاتی ہے۔ وہ وارننگ وائنڈنگ کے لئے ہوتی ہے' اس سے توجہ Divert ہو جاتی ہے۔ یہ جناب میں عرض کر رہا تھا کہ آپ صرف پانی کا مسئلہ حل کریں۔ On first priority اور اس کے لئے میں Uolunteer کرتا ہوں آپ کی مدد کرنے کے لئے' کہ میں آپ کو مواد فراہم کروں گا اور آپ کو Justifications دیتا ہوں آپ کو Dams کے Rights دیتا ہوں۔ آپ کو Barrages کے Rights دیتا ہوں' آپ کو میں یہ Calculate کرکے دیتا ہوں' کہ جو آپ مانگ رہے ہیں وہ آپ کا حق ہے۔ پچھلی مرتبہ جو یہ شور مچا وہ Shortage کی وجہ سے مچا تھا۔ اور جناب سپیکر لڑائی ہوتی ہے ہار اور جیت کے وقت سدھارتے وقت ذمہ داری کس پر پڑتی ہے اور جیتتے وقت جیت کا مال کیسے بانٹا جاتا ہے۔ جب Shortage ہوتی ہے تو Shortage share ہوتی ہے اور اس وقت تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ اس دفعہ انشاء اللہ بارشیں پڑی ہیں کوئی پانی کی کمی نہیں ہو گی' اور آپ کے سندھ کی جو Barrages ہیں وہ آپ کے پنجاب کی براجز کے بعد بنی ہیں۔ وہ Inundation System تھا۔ آپ 7 کیوسک لے رہے ہیں' وہ 20 کیوسک لے رہے ہیں' سندھ ڈوب رہا ہے۔ اور پنجاب سوکھ رہا ہے' خشک ہو رہا ہے۔ اور اگر آپ کی حکومتیں بیٹھ کر سر جوڑ کر یہ طے کر لیں اور آپ کو آپ کے حصے کا پانی مل جائے تو آپ کا 45 لاکھ ایکڑ رقبہ آباد ہوتا ہے۔ جس پر آپ تمام Tenats کو آباد کر لیں اور پنجاب کو Peasantless society بنا لیں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

تاکہ مزارع اور زمیندار کا جھگڑا ہی نہ رہے۔ تو اس لئے میں یہ آپ سے گزارش کروں گا کہ اس مسئلہ کو اولین فرصت میں' اس کی اولیت کے مطابق اس کو لے آئیں' اور یہ 75,000 ایکڑ کا یہ جو

مذاق اس ایوان کے ساتھ آپ نے کیا ہے کم از کم اس مذاق کو واقعی صحیح سمجھانے کے لئے ہمیں وہ نقشے ضرور دے دیں کہ کتنا کتنا علاقہ کس کس ایریا میں موجود ہے تاکہ ایم پی اے حضرات سروے کر لیں، جن کا آپ کو الاٹمنٹ آرڈر ہو گا وہ واقعی قابل کاشت ہے، اور قیمت میں بھی کمی کا اعلان کریں۔

جناب سپیکر: حاجی سردار خان

بیگم شاہین منور: جناب سپیکر! کورم نہیں ہے۔ گنتی کرائیں۔

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔

جناب سپیکر: کورم پورا ہو گیا ہے۔

میں نے آج مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کے Constitutional point پر رولنگ دینے کا اعلان کیا تھا۔ یہ رولنگ انگریزی زبان میں ہی Draft کی گئی ہے۔ یہ Constututional issue اور آئین بھی چونکہ انگریزی میں لکھا ہوا ہے۔ Rules of procedure بھی انگریزی میں لکھے ہوئے ہیں۔ اس لئے اس میں کافی Terms ہیں۔ اس لئے اگر اس رولنگ کو انگریزی زبان میں ہی پڑھا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس کا صحیح مفہوم ادا کر سکے گی۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! ٹھیک ہے۔ اس رولنگ کو انگریزی زبان میں ہی پڑھا جائے۔ مگر مسئلہ یہ ہے کہ بعض اوقات جو ارکان انگریزی کو پوری طرح نہیں سمجھتے ان کے لئے اس رولنگ کے ترجمے کی کاپیاں ارکان اسمبلی میں تقسیم کی جائیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے بعد ازاں ہم اس کی کاپیاں ارکان میں تقسیم کر دیں گے۔

مولانا محمد غیاث الدین: جناب والا! آپ نے جو یہ فرمایا ہے کہ انگریزی میں ہی مفہوم کو واضح کیا جا سکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اردو زبان مفہوم ادا کرنے میں عاجز ہے۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب یہ آپ نے مطلب نکالا ہے۔ میرا مطلب یہ نہیں تھا۔

غیر جماعتی انتخابات کی قانونی حیثیت
جناب سپیکر کی رولنگ

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood, MPA has raised a Constitutional issue that Mian Nawaz Sharif, the Chief Minister, Mr. Ghulam Hyder Wyne, Minister for Industries and Mr. Muhammad Azam Cheema, MPA having joined Pakistan Muslim league on 30-1-1986 and having been elected respectively, the President, General Secretary and the Information Secretary of the Punjab provincial Muslim League have ceased to be the Members of the Provincial Assembly by virtue of section 10 (2) (b) (7-a) of the Houses of Parliament and Provincial Assembly (Election) Order, 1977, and that their cases be referred to the Chief Election Commissioner under Article 63 (2) of the Constitution for his decision.

The Minister for Law and Parliamentary Affairs objected to the moving of such an issue as according to him, there was no such provision in the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1973. He maintained that the mover should indicate the provisions of the Rules of Procedure in clear terms. Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood, MPA answered that he was raising a Constitutional issue, which he could raise at any time without any reference to the Rules of Procedure which are sub-servient to the Constitution. Since he had not raised that question as a point of order or Privilege Motion or as any other motion permissible under the Rules, the raising of such a question was out of order. Mr. Hassan Mahmood clarified the position and contended that he had raised it as a Constitutional Issue. The Law Minister was of the view that inside the House a matter can be raised only in accordance with the Rules of procedure of the Provincial Assembly. I would like to dispose of this question first.

In respect of the question raised by Mr. Hassan Mahmood, no decision of the Assembly is required. The question is nether to be debated by the house nor is it to be put up before the House for

decision. All the same this matter relates to the Constitution of the House itself and the presence of certain Members in the House. Their right to sit and vote in the Assembly is also involved. Therefore, this question can be raised by a Member on the floor of the House.

Under Article 63 (2) read with Article 127 of the Constitution, if any question arises whether a Member has become disqualified from being a Member, the Speaker shall refer the matter to the Chief Election Commissioner. If the Chief Election Commissioner is of the opinion that the member has become disqualified he shall cease to be a member and his seat shall be become vacant.

Under this provision of the Constitution, a question can be raised inside or outside the House by any person. The only requirement is that the disqualification of a member should be brought to the notice of the speaker alongwith the relevant material. If the Speaker is satisfied, he may refer the question to the decision of the Chief Election Commissioner. No specific procedure has been laid down in the constitution or the Rules of Procedure for raising such a question. In the absence of any specific procedure a member can raise the question regarding the disqualification of another Member, by inviting the attention of the Speaker through a written representation, a point of order or by any other recognized mode of intimation. An important question like this cannot be ignored or over looked on the technical ground of the mode of moving. I, therefore, over rule the objection of the learned Law Minister and hold that Mr. Hassan Mahmood could raise this point as Constitutional issue.

(Applause)

Before considering the validity of the point raised by Mr. Hassan Mahmood, it would be necessary to find out as to how the Speaker has to act and make reference to the Chief Election Commissioner under Article 63 (2) of the Constitution. Mr. Hassan

Mahmood was of the view that the scope in this regard is very limited and whenever such question arises or is raised, it would be incumbent on the Speaker to refer it for the decision of the Chief Election Commissioner. If this interpretation is accepted then in every case, foul or frivolous the Speaker would be required to refer the question to the Chief Election Commissioner.

I am afraid this cannot be the intention of the framers of the Constitution. If that would have been so, there was no need of introducing the Speaker in between a complainant and the Chief Election Commissioner. It could be provided that any person may represent to the Chief Election Commissioner that a particular member has become disqualified from being a Member. The speaker is required to refer the question to the Chief Election Commissioner and a reference is not invariably made in routine. It is made when there is a prima facie case for reference or there is some material to substantiate the contention of a complainant or a mover. Therefore, in my opinion, before making a reference to the Chief Election Commissioner, there must be a prima facie case of disqualification of a Member. The ultimate decision shall of course rest with the Chief Election Commissioner.

Now I would deal with the question which has been raised before me, on merits and consider the arguments advanced before me:-

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood has relied upon the following provisions of Constitution and law:-

(1) Article 63 (1) (p) (Constitution of Islamic Republic of Pakistan, 1973)

"A person shall be disqualified from being elected or chosen as, and from being, a member of the Majlis-e-Shoora (Parliament), if.....

"(p) he is, for the time being disqualified from being elected or chosen as Member of the Majlis-e-Shoora (Parliament) or of a Provincial Assembly under any law for the time being in force."

(2) Article 63 (2)

"If any question arises whether a member of the Majlis-e-Shoora (Parliament) has become disqualified from being a members, the Speaker or, as the case may be, the Chairman shall refer the question to the Chief Election Commissioner and, if the Chief Election Commissioner is of the opinion that the member has become disqualified, he shall cease to be a member and his seat shall become vacant."

(3) P.O. 5 of 1977 - Section 10 (2) (b) (7a)

"he is a member of a Political Party which is not eligible under the Political Parties Act, 1962 (III of 1962), to participate in an election to a seat in a House of Parliament or a Provencal Assembly or to nominate or put up a candidate at any such election;

(4) Political Parties Act, 1962 - Section 3B (6)

"A Political Party which has not been registered under sub-section (3), or the registration of which has been cancelled under sub-section (4), shall not be eligible to participate in an election to a seat in a House of Parliament or a Provincial

Assembly or to nominate or put up a candidate at any such election."

Invoking the above provisions of Law & Constitution, Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood has challenged that Mian Nawaz Sharif, Chief Minister, Mr Ghulam Hyder Wyne, Minister for Industries and Ch. Muhammad Azam Cheema, MPA, who were elected President, General Secretary and Information Secretary of the Punjab Branch of the Pakistan Muslim League joined un-registered political party namely 'Pakistan Muslim League' on 30-1-1986 whereas Pakistan Muslim League was registered on 9-2-1986. As such they have become disqualified under Section 10 (2) (b) (7a) of P.O. 5 read with Article 270-A of the Constitution, Section 3B (6) of the Political Parties Act, 1962, read with sub-clause (p) of clause (1) of Article 63. He is not sure about the other members, but in respect of the afore mentioned persons as members of an un-registered Political Party and its office bearers under the aforesaid provisions of law, of a non-registered political party have become disqualified and the Speaker of the Provincial Assembly has no option but to refer the matter to the Chief Election Commissioner as required under Article 63 (2) ibid.

The Law Minister, while arguing the case, contended:-

(i) That the question to attract the provisions of Article 63 (2) could only arise if a member has become disqualified and that the provision of sub-clause (p) of clause (1) of Article 63 is not applicable in the present case.

(ii) The law for the time being in force is Political Parties Act, 1962, which provides for the disqualification for being a member of a Provincial Assembly, under the provisions contained in Section 8 (1) and (2).

(iii) That P.O. 5 of 1977 was promulgated for the holding of elections and Section 10 (2) (b) (7a) applied to persons taking part in the elections.

(iv) That elections held under P.O. 5 were deemed to have been held under the Constitution as required under Article 270-B of the Constitution.

(v) That under section 3B of Political Parties Act, 1962, it was incumbent on a political party to submit a copy of the Constitution, a list of the names of its office-bearers at National level and a list of its total membership in each province to the election Commission before getting its registration.

(vi) That fundamental rights of the citizens have been restored and under Article 4 and Article 17 read with section 3B section 3B (2) every political party has to give the names of its office-bearers before registration and that the joining of certain individuals in a political party was a lawful political activity.

Mr. Ghulam Hyder Wyne, Minister for Industries and Labour referred to Section 4 of Political Parties Act, 1962, which reads as under:-

> "Subject to the provisions of Section 3, it shall be lawful:- (1) for anybody of individuals or association of persons to form, organize or set up a political party."

He further maintained that before registration of Pakistan Muslim League they had formed an association of persons to set up a political party and that they assumed the party office only after the Punjab Muslim League had been registered. He asserted that under the fundamental rights which have been restored they were competent to form an association of persons.

The Advocate General was of the view that P.O. 5 is a continuing law. It covers both pre-election and post-election situation but para (7a) of sub-section (2) of section 10 touches pre-election period and that it deals only with the holding of elections. As for Political Parties Act, 1962, he stated that Section 8 of the aforesaid Act deals with disqualifications from being a member of Provincial Assembly and that sub-sections (1) and (2) of Section 8 having no relevance with the issue and sub-sections (3) and (4) which were promulgated under Ordinance No.III of 1985 on 12-1-1985 having been omitted vide Ordinance No. VI of 1985 dated 17-1-1985 is no longer in operation as that was the only provision which could have been attracted.

Now in view of the contention of Mr. Hassan Mahmood and the Law Minister it is to be seen whether the three members mentioned above have actually in cured any disqualification and have ceased to be members of this Assembly.

To come to a correct decision, it would be necessary to keep it in mind that the Punjab Branch of the Pakistan Muslim League is said to have been established on 30-1-1986 and its office-bearers namely, the Chief Minister as President, Mr. Ghulam Hyder Wyne as General Secretary and Mr. Muhammad Azam Cheema, MPA as Information Secretary, were elected on 30-1-1986. However, the Pakistan Muslim League was reportedly registered by the Election commission on 9-2-1986.

The precise contention of Mr. Hassan Mahmood is that as soon as the above named three members had joined the Pakistan Muslim League on 30-1-1986 and were elected as its office-bearers, they had ceased to be the members of this Assembly as on that date Pakistan Muslim League had not yet been registered and being the members of an un-registered Political Party they were disqualified to be

members under Article 10 (2) (b) (7a) of P.O. 5 of 1977. This provision lays down that a person shall be disqualified from being elected or chosen and from being a member of the Assembly if he is a member of the political party which is not eligible under the Political Parties Act, 1962 to participate in an election to a seat in the Provincial Assembly. Under Section 3B (6) of the Political Parties Act, 1962, a political party which has not been registered under sub-section (3) shall not be eligible to participate in election to a seat in a Provincial Assembly.

The Political Parties Act lays down the procedure for the formation and registration of a Political Party. The political party is required to submit a copy of its constitution, the list of its office-bearers and a copy of the manifesto to the Election Commission before registration. It presupposes the joining of the members and the election of the office-bearers before the formation and registration of a Political Party.

Before I give my finding on the law points, I would like to emphasize that while arriving at correct interpretation, I have kept the following principles in view:-

(i) The cardinal principle of the Interpretation of Statutes is that the interpretation must not lead to absurdity.

(ii) A ruling cannot be given in a manner that it would amount to creating a vacuum, crises, or would hamper the lawful political process.

If the interpretation of Mr. Hassan Mahmood is adopted then it would mean that a member of the Provincial Assembly cannot be a member of a Political Party without losing his seat in the Assembly; whereas another person living in the country can become its members.

This cannot be the intention of the law. a perusal of the Article 10 (2) (b) (7a) of P.O.5 of 1977 only envisages that only the members of a registered Political Party should take part in the election. After the dissolution of the Political Parties by MLR 48, now the Political Parties are being formed afresh and if the elected members are declared ineligible to join without running the rist o losing their seats, it would hamper the formation of the political parties and as such it would be against spirit of the Political Parties Act, 1962.

Under Section 3B (6), a political party which has not been registered under sub-section (3) or the registration of which has been cancelled under sub-section (4), is not eligible to participate in an election. The language shows that this provision related to such a political party which has not been registered. It applies to a party which has applied for registration and whose registration has been refused. Sub-section (6), therefore, does not apply to the political party which is in the proceses of formation as was the case of the Muslim League.

The contention of Mr. Hassan Mahmood that during 30-1-1986 and 9-2-19686 by joining the Pakistan Muslim League, the three members have become disqualified is again not tenable because during this period it could not be said that the Pakistan Muslim League was a party not eligible to fight election as it was not a registered political party. The eligibility of a party was yet to be determined and it was pre-mature to say that the Pakistan Muslim League was a party not eligible to fight elections. After the refusal of the registration only it could be said so but not earlier.

Even if for the sake of arguments we assume that the said three members had incurred any disqualification on account of Pakistan Muslim League being not a registered party on 30-1-1986, it is clear

that the said disqualification stood removed on 9-2-1986 when the party was registered with the Election Commission.

The point was raised on 17-2-1986 and on that date the disqualification was no longer in existence. If at all there was any disqualification that was only from 30-1-1986 to 9-2-1986 during which period neither any question was raised nor any representation was made by anybody to me. After 9-2-1986 when the Pakistan Muslim League was registered, the disqualification stood removed.

It could not be said on 17-2-1986 that any particular member was disqualified from being a member on that account. Article 63 (2) of the Constitution only speaks of an existing disqualification and not a past disqualification. The words used are that if a question arises whether a member of the Provincial Assembly has become disqualified from being a members, the Speaker shall refer the question to the chief Election Commissioner. The disqualification should, therefore, be an existing one and not a past disqualification.

In PLD 1969 Supreme Court 42 (Dr. Kamal Hussain & others Vs. Muhammad Siraj-ul-Islam and others) it was held that the disqualification attached to certain persons for election of elective bodies under the Elective Bodies Disqualification Order itself was intended to disappear on a certain date, there is no point in the argument that the disqualification was to persist in respect of the Bodies that may be established after the cessation of the disqualification. In this case the members of the Pakistan Bar Council were under some disqualification till 31st December, but on the expiry of that date they were to shed their disqualification and became eligible for election to any elective body which may have been established before the order, at the time of the order or thereafter.

Similarly in another Judgment i.e. AIR 1954, Allahabad High Court, page 227, a member of the Election Tribunal was not qualified to act as a member on the date of his appointment but on the date of hearing of the petition he had become so qualified and there was nothing to bar his reappointment. The High Court has refused to entertain application under Article 226 of the Constitution on the ground that on the date of hearing of the Election petition he had become so qualified and the disqualification had ceased to exist.

Again in PLD 1967 LAH. 227 (A.M. Khan Leghari Vs. Govt of Pakistan) it was held that relief under Article 98 of the Constitution is no longer available because whatever disqualification existed has been removed by the impugned legislation. The principle of law propounded is that if the alleged disqualification had ceased to exist, no relief can be granted to a petitioner alleging or complaining such disqualification. Similarly, in the instant case on 17-2-1986, when the point was raised before me, there was no existing disqualification and as such it could not be said that at the time the question was raised, the above three members were disqualified from being members of the Provincial Assembly.

It is further pointed out that under the Political Parties Act, the main Section that provides for disqualification is Section 8. No provision of this section is attracted to the instant matter.

In view of the above discussion, I rule out the Constitutional Point raised by Mr. Hassan Mahmood and hold that no prima facie case has been made out to refer the case of Mian Nawaz Sharif, Mr. Ghulam Hyder Wyne and Ch. Muhammad Azam Cheema to the Chief Election Commissioner under Article 63 (2) of the Constitution.

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب سپیکر! میں اجازت چاہوں گا۔ عرض یہ ہے کہ ____

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ آپ کے حکم کے بغیر ہی ان کا مائیک کھلا ہوا ہے اور ہمارا مائیک اجازت کے بعد بھی نہیں کھلتا۔ تو کیا اس سے یہ تاثر نہ لیا جائے کہ بولنا انہیں ہی ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے خود اس کا اندازہ کر لیا ہو گا کہ جب آپ کھڑے ہو کر بات کرنے لگے ہیں تو آپ کا مائیک بھی کھلا ہوا تھا۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD:
Thank you very much for supplying me a copy of your ruling. You have given like accepted that on 30th, thirteen people stood disqualified. But you have relied on subsequent registration and given them that life. I wish to put on record.....

چودھری محمد اعظم چیمہ: کسی قاعدہ کے مطابق استحقاق نہیں بنتا کہ فاضل سپیکر کی رولنگ Announce ہونے کے بعد کسی قسم کی Criticize کیا جا سکے۔

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD:
Sir, the honourable member is wrong because I have other avenues.

غلام حیدر وائیں:

Mr. Speaker, this is not a point of order. I would request that this should be ruled out of order. He wants to put something on record which is out of order.

جناب سپیکر: مخدوم زادہ آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ کھڑے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: میں پوائنٹ آف آرڈر پہ نہیں کھڑا۔

According to your rules, I wish to put my self on record.

He is on a point of order.

جناب سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں کھڑے لیکن اس سلسلہ میں آپ کیا فرمانا چاہیں گے کہ کیا رولنگ کے بعد آپ اپنے Comments دے سکتے ہیں۔ رولز کے مطابق اور اس ہاؤس کی روایات کے مطابق۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: I can because

جناب سپیکر: رانا صاحب کے تجربہ سے استفادہ کرنا چاہیے۔

رانا پھول محمد خان: سپیکر کی رولنگ کے بعد کوئی بحث یا پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

ہاں ایک چیز ہو سکتی ہے کہ آپ نے الہ آباد انڈیا کے حوالہ جات دیئے ہیں اگر اس میں کسی صفحہ کی غلطی یا پیرا کی غلطی ہو کہ فلاں پیرا آپ نے غلط لکھ دیا ہے تو وہ پوائنٹ آف آرڈر پہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ورنہ جب رولنگ آ جائے تو پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ کے فیصلہ میں کوئی ایسی غلطی نکل آئے خدا نخواستہ کہ آپ نے جن جن قواعد کا حوالہ دیا ہے اگر کسی غلطی کی وجہ سے کوئی دفعہ غلطی لکھی جاتی ہے تو مخدوم زادہ صاحب آپ سے اجازت لے کر فرما سکتے ہیں۔ کہ میرے پاس یہ ثبوت ہے' یہ غلط درج ہو گیا ہے۔ ورنہ اس پر پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

جناب سپیکر: شکریہ

SYED MAKHDOOMZADA HASSAN MAHMOOD: I only wish to put on record that in your Ruling all recitations made from various courts do not relate to my case. I wish to put on record.

MINISTER FOR INDUSTRIES: Mr. Speaker, that is no point of order.

جناب سپیکر: میں اس سلسلے میں جناب مخدوم زادہ صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ وہ بہت پرانے Parliamentarian ہیں اور اس ہاؤس کے نوجوان ممبران نے ان سے کافی کچھ سیکھنا ہے تو ایسی کوئی نئی روایات قائم نہ کی جائیں۔

قائد حزب اختلاف: جناب والا! میں کوئی نئی روایت قائم نہیں کر رہا ہوں۔

I only wish to be on record. After receiving a copy of that alongwith your ruling, I want to seek a remedy.

MINISTER FOR INDUSTRIES: On what accord? Nothing can be said after the ruling of the Speaker.

جناب سپیکر: میں اس رولنگ پر آپ کو Comment کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! میں کچھ عرض کرنے سے قبل ــــــ

جناب سپیکر: آپ بھی رولنگ کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: نہیں جناب میں رولنگ کے بارے میں عرض نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر: You are on a point of order

چودھری محمد اعظم چیمہ: میں اجازت چاہوں گا کہ آپ نے جس غیر جانبداری سے، جس لگن سے اس میں کوئی خوشامد نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر: جی نہیں چیمہ صاحب۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: سوال یہ ہے کہ میں اجازت چاہتا ہوں۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر آئینی مسئلے پر بات کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب مجھے افسوس ہے۔

I would not allow. I am sorry.

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! وہ پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کی تعریف کرنا چاہتے ہیں انہیں تعریف کرنے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری سوشل ویلفیئر (جناب پیر جان): جناب والا! اس طرح مداخلت کرنا کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ جناب والا! اب رولنگ اس پر آ چکی ہے اگر معزز اراکین نے کچی آبادیوں پر اور سات مرلہ سکیم پر اپنا اظہار خیال کرنا ہے تو ان کو براہ کرم وقت دیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ اس پر اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ اس پر بات کر چکے ہیں۔ آپ نے

اس پر اظہار خیال نہیں کیا تو پھر فرمایئے آپ سے ہی شروع کرتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (جناب پیٹر جان): جناب والا! میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع فراہم کیا اور وقت کی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے میں کوشش کروں گا کہ اس مختصر وقت میں میں آپ کی وساطت سے اپنی معروضات پیش کروں۔ موجودہ حکومت کے ارباب اختیار جیسا کہ محمد خان جونیجو اور جناب وزیر اعلیٰ پنجاب میاں نواز شریف بارہا اس بات کا اظہار کر چکے ہیں کہ وہ خالی نعروں پر یقین نہیں رکھتے وہ عمل پر ہی یقین رکھتے ہیں۔ یہ سات مرلہ سکیم کا اجراء اور یہ 75 ہزار ایکڑ اراضی اور کچی آبادیوں کے مسئلہ پر ترجیحات دینا اس بات کا عملی ثبوت ہے کہ موجودہ حکومت اپنے عوام کے لئے ان کے مسائل کے حل کے لئے خلوص دل سے یقین رکھتی ہے اور ان کو حل کرنا چاہتی ہے۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے ایک بات اس معزز ہاؤس کے سامنے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ کچی آبادیوں کے سلسلے میں اور سات مرلہ سکیم کے سلسلے میں

(اس مرحلہ پر جناب نعیم حسین چٹھہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: ذرا ایک منٹ کے لئے توقف کیجئے۔ کچھ ممبران کی یہ حرکت While speaker is making a speech میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ آپس میں کوئی گفتگو نہ کریں اور ہاؤس کے Decorum کو مدنظر رکھتے ہوئے خاموشی اختیار کریں اور ارکان کو اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کا پورا موقع دیا جائے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! کسی قانونی مسئلے پر یا کسی بل پر اراکین آپس میں آہستگی سے صلاح مشورہ کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: ہاؤس کے اندر نہیں کر سکتے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! آہستگی سے ہاؤس کے اندر کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: یہ ہاؤس کے Decorum کے خلاف ہے۔

رانا پھول محمد خان: ہاؤس کے اندر بات کر سکتے ہیں۔ جناب اگر آپ میرے ساتھ بات کریں گے تو میں سپیکر صاحب کو شکایت کر دوں گا کیونکہ آپ میرے آگے بیٹھتے ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں نہیں ازراہ کرم میں تو آپ سے گزارش کر رہا ہوں کہ میں نے اس مداخلت

کو سنتے ہوئے انہیں منع کیا ہے لہٰذا اس قسم کی جو چیزیں ہیں وہ Decorum میں حائل ہوتی ہیں میں ان کو اس کی اجازت نہیں دے سکتا۔ لہٰذا میں جناب پیر جان صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنے خیالات حسب معمول جاری رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (جناب پیر جان): جناب والا! میں آپ کی وساطت سے یہ گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ ان سکیموں میں یہ شق رکھی گئی ہے اور یہ خیال کیا جا رہا ہے کہ الاٹیوں کو قرضہ لینے کے لئے اپنے الاٹ شدہ پلاٹ رہن رکھنے کی اجازت ہونی چاہیے۔ عشر اور زکوٰۃ سے مستحق افراد خصوصاً بیواؤں، یتیموں اور معذور افراد کے لئے فنڈز کی گنجائش رکھی جائے اور دوسرے مستحق خاندانوں کو قرض حسنہ دیا جائے۔ اس طرح جناب والا کچی آبادیوں کی سکیم میں بھی ایسے ہے کہ انہیں عشر اور زکوٰۃ سے یہ فنڈ مہیا کیا جائے۔

جناب والا! یہ شرعی بات ہے کہ عشر اور زکوٰۃ سے غیر مسلم استفادہ نہیں کر سکتا لیکن غریب اور مستحق افراد اس طرح اقلیت میں بھی ہیں، جو یتیم ہیں، بیواہ ہیں اور مستحق لوگ ہیں وہ اس فنڈ سے محروم رہ جائیں گے۔ میری آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ گزارش ہے کہ اقلیتوں کے لئے بھی ایک ایسا فنڈ رکھ دیں کیونکہ جب یہ سہولت ہمارے اکثریت کے دوستوں کو ملے گی ہمارے مسلمان بھائیوں کو ملے گی تو اقلیت میں جو لوگ ہیں ان کا بھی یہ حق بنے گا کہ وہ بھی اس طرح کے کسی فنڈ سے مستفید ہوں۔ اگر ہمارے پاس ایسا کوئی فنڈ نہیں ہو گا تو پھر ہم ان کی کسی طرح بھی مدد نہیں کر سکیں گے۔ لہٰذا میں یہ چاہتا ہوں کہ وفاقی حکومت کی طرز پر صوبائی سطح پر بھی اقلیتوں کی فلاح و بہبود کے لئے ایک فنڈ مقرر کیا جائے۔ جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ سات مرلہ سکیم میں جہاں مساجد کے لئے جگہ رکھی جاتی ہے وہاں پر ہر اقلیت کے لئے اپنے عقائد کے لئے اپنی عبادت کے لئے ایک گرجا گھر یا مندر یا جو بھی وہ پسند کریں پلاٹ مختص کیا جانا چاہیے تاکہ وہ لوگ اپنے مذاہب کے مطابق اپنی اپنی عبادت کر سکیں۔

جہاں تک جناب والا کچی آبادیوں کا تعلق ہے جب ان کا سروے کیا گیا تو پنجاب میں ایسی بے شمار کچی آبادیاں ہیں جو یہ معیار مقرر کیا گیا ہے، اس معیار کے مطابق ہیں۔ ان کو بنے ہوئے تقریباً سو سال ہو گئے ہیں اور ان کی تعداد سو گھرانوں سے بھی زیادہ ہے۔ وہاں پر وہ بہت عرصہ سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ نہ تو ان کا آج تک کوئی سروے کیا گیا ہے نہ ان کی کچی آبادیاں Declare کی گئی ہیں اس طرح وہ اس سہولت سے محروم رہ جائیں گے۔ میری آپ سے یہ التماس ہے کہ جتنے بھی پنجاب بھر میں مسیحی آبادیاں جو کہ شہروں میں ہیں مسیحی بستیاں ہیں ان کو بھی مالکانہ حقوق کی سہولت دی جائے۔

اس میں ایک چیز جناب والا! ذہن میں رکھی گئی ہے کہ جو بھی الاٹمنٹ کمیٹی مقرر کی جائے گی اس میں اس علاقے کا ایم پی اے چیئرمین ہو۔

جناب چیئرمین: آپ کا وقت اب ختم ہو چکا ہے۔ ذرا مختصر کیجئے۔

پارلیمانی سیکرٹری (جناب پیٹر جان): ایک منٹ جناب والا! مجھے کسی کی نیت پر شک نہیں ہے۔ لیکن میں آپ کی وساطت سے اپنے تمام ایم پی اے حضرات سے یہ گزارش کروں گا کہ جہاں پر وہ اپنے مسلم بھائیوں کا اپنے ووٹروں کا خیال رکھیں گے کہ ان کو سہولت مل سکے اور اس سکیم سے وہ فائدہ میں آ سکیں۔ وہاں پر ان سے میری یہ گزارش ہو گی کہ وہ اقلیت کے لوگوں کو نظرانداز نہ کریں اور ان کے جائز حلقوں کا خیال رکھیں۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ شکریہ

جناب چیئرمین: اس سے قبل کہ میں رائے رب نواز خان کو اظہار خیال کی دعوت دوں اس سے پہلے میں محمد اعظم چیمہ صاحب کو اظہار خیال کی دعوت دیتا ہوں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم موقع پر بولنے کا موقع دیا۔ جہاں تک اس سات مرلے سکیم اور 75 ہزار ایکڑ اراضی اور کچی آبادیوں کا تعلق ہے یہ وقت کی اہم ضرورت ہے اور ہمیں اس لحاظ سے اپنی آبادی کو Settle کرنے کے لئے ان کی ضرورت کے مطابق یہ سکیمیں لازم ہیں اور جہاں تک دیہاتی آبادی کا تعلق ہے جناب والا! آپ کے نوٹس میں یہ بات ہو گی کہ آج کل شہروں میں لوگ ہجرت اس لئے کر رہے ہیں کہ وہاں لوگوں کو رہنے کے لئے جگہ میسر نہیں ہے اور اس طرح کچی آبادیوں میں بھی لوگ عدم تحفظ محسوس کر رہے ہیں۔ وہ سابقہ دور میں بھی وجوہات کی بناء پر نہ ہو سکا اور اس وقت کی اہم ضرورت تھی مگر افسوس یہ ہے کہ آج بھی چند اصحاب کی طرف سے ایسی سکیموں پر جو ہمارے عوام کی بنیادی ضرورتیں ہیں وہ تنقید کی جاتی ہے اور آئینی نکات اٹھائے جاتے ہیں۔ تو میں عرض کروں گا کہ انسان کو اصولی طور پر اپنا ذہن اور ضمیر کو قائم رکھنا چاہیے۔ آئینی اور اصولی بات کرنی چاہیے۔ انسان کو یہ جذبہ مدنظر رکھنا چاہیے کہ ہر انسان کا بنیادی فرض یہ ہے خواہ وہ بطور ممبر ہو یا عام انسان ہو وہ اپنے عوام کی ترجمانی کرے۔

میں یہ دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ہم لوگ نہ جاگیردار ہیں اور نہ سرمایہ دار' لیکن ہم نے ایک ہی بات ٹھانی ہے کہ اللہ کے فضل سے ہم نے ان لوگوں کی ترجمانی کرنی ہے اور اللہ کے فضل سے ہر وہ کام کرنا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ آج بھی تنقید کی گئی۔ بلکہ قائد حزب اختلاف کی طرف

سے بھی کی گئی۔ میں یہ افسوس سے کہنا چاہتا ہوں کہ وہ آئینی نکات اٹھاتے ہیں اور ہر روز وہ دعوے سے کہتے ہیں کہ وہ عوام کے ہمدرد ہیں۔ انہیں چند دنوں میں انہوں نے اٹھاون ایکڑ رقبہ کراچی میں سپیشل گرانٹ کے ذریعے صدر محترم سے اپنے ذاتی اثر و رسوخ کی بنا پر حاصل کیا ہے۔ یہ ان کے لئے اچھی بات نہیں ہے۔ اگر وہ اتنے ہی محب وطن ہیں' اگر وہ قوم کے اتنے ہی ساتھی ہیں تو وہ اپنی زمین فروخت کر دیں جس کی مالیت کروڑوں بلکہ اربوں روپے میں ہے۔ ان کا پرانا ماحول دیکھئے۔ کبھی 1953ء کی بات کرتے ہیں۔ کبھی ایوبی دور کی کرتے ہیں۔ کبھی بھٹو دور کی بات کرتے ہیں۔

ہمارے قائد جناب جونیجو صاحب اور ہم بھی یہ کہتے ہیں۔ ہم تو آغاز 1986ء سے کر رہے ہیں۔ ہم سابقہ دور پہ نہیں جانا چاہتے۔ اگر وہ اتنے ہی مخلص ہیں۔ وہ 58 ایکڑ رقبہ جو کراچی میں حاصل کیا گیا ہے۔ وہ کن مراعات کی شکل میں حاصل کیا گیا ہے۔ سیٹ یہ ہو یا وہ۔ انسانیت اور اصول کا ضمیر ہوا کرتا ہے۔ اگر وہ اتنے ہی ٹھیک ٹھاک ہیں تو میں عرض کروں گا کہ وہ اراضی فروخت کریں۔ وہ عوام کو دے دیں۔ وہ کچی آبادی کو دے دیں۔ وہ سات مرلے کی سکیم میں دے دیں۔ میں ایسی تنقید کم از کم اصولی طور پر ان لوگوں کے لئے عرض کروں گا کہ انسان کو اپنے اصول کے مطابق رہنا چاہیے۔ اپنی گزارشات کو مختصر کرتے ہوئے' تاکہ دوستوں کو بھی موقع مل جائے۔ یہ عرض کرتا ہوں:

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

ان گزارشات کے بعد میں اجازت چاہوں گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ رائے رب نواز صاحب۔ (تشریف نہ رکھتے تھے)
سردار ظفر عباس صاحب (تشریف نہ رکھتے تھے) جناب محمد غیاث الدین صاحب۔
(تشریف نہ رکھتے تھے)

میر مقبول احمد فتیانہ: جناب والا! مجھے اجازت دیجئے۔

جناب چیئرمین: آپ فرمایئے۔

میر مقبول احمد فتیانہ: جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اپنے خیالات کا اظہار کرنے کا موقع فراہم فرمایا۔

جناب طاہر احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ آپ ہمیں اپنی اپنی تقاریر کرنے کا موقع فراہم کریں

گے یا نہیں؟

جناب چیئرمین: انشاء اللہ ضرور کریں گے۔ کیوں نہیں کریں گے؟ یہ آپ کو کیسے شک ہوا ہے؟

جناب طاہر احمد شاہ: آپ کرسی صدارت پر تشریف فرما ہیں۔ آپ کو ہنچز نظر آ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: جن کے نام لسٹ میں ہیں' انہیں ترتیب سے بلاؤں گا۔

جناب طاہر احمد شاہ: آپ بتا دیں کہ کس ترتیب سے ہمارے نام ہیں؟

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

جناب طاہر احمد شاہ: میں استدعا کرتا ہوں کہ کیا آپ ہمیں تقاریر کرنے کا موقع فراہم کر رہے ہیں؟ اگر کر رہے ہیں تو کون سی ترتیب سے ہمارے نام لکھے ہوئے ہیں؟

جناب چیئرمین: آپ دوران تقریر اس قسم کے استفسارات نہیں کر سکتے۔ تشریف رکھیے۔

میر مقبول احمد فتیانہ: اس سے پیشتر کہ میں اپنے خیالات کا اظہار کروں۔ میں جناب وزیر اعظم' جناب وزیر اعلیٰ کا بے حد شکر گزار ہوں اور مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ سات مرلہ سکیم کا اجرا کیا ہے۔ اور 75,000 ایکڑ اراضی چھوٹے بے زمین غریب کاشتکاروں میں تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس سے پیشتر ہمارے بزرگ مخدوم زادہ صاحب فرما رہے تھے کہ پچھتر ہزار ایکڑ اراضی تو آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ ہماری یہ خواہش ہے کہ غریبوں کو جو چیز ملتی ہے۔ وہ تو ملنے دیں۔ اس کے بعد بڑی زمینوں کا بھی فیصلہ ہو جائے گا۔ یہ ہماری حکومت کا بہت بڑا کارنامہ ہے کہ وہ غریبوں کے لئے یہ کوشش کر رہی ہے اور غریب عوام اس سے مستفیض ہوں گے اور ہمیں دعائیں دیں گے۔ خدا تعالیٰ کا حکم بھی یہ ہے کہ غریبوں میں مساویانہ تقسیم ہونی چاہیے۔ اس سے پیشتر سابقہ حکومتوں نے جو وعدے کئے تھے' انہوں نے صرف نعرے بازی کی تھی اور انشاء اللہ' ہماری حکومت اس پر عمل کر کے دکھائے گی۔ ہماری حکومت یہ جو کام کر رہی ہے' یہ غریبوں کے لئے بہت ہی بڑا کارنامہ ہے۔ اس میں ہماری حزب اختلاف کو رکاوٹ پیدا نہیں کرنی چاہئیں۔ عوام کے حقوق کی خاطر جو چیز بھی غریبوں کو ملتی ہے' وہ ملنی چاہیئے۔

سات مرلہ سکیم کے بارے میں عرض ہے کہ غریبوں کو یہ پلاٹ فری ملنے چاہئیں۔ اس میں کوئی معاوضہ نہیں ہونا چاہیئے۔ جو پچھتر ہزار ایکڑ اراضی ہے' اس کا بھی زیادہ سے زیادہ ریٹ ایک سو

روپے فی یونٹ کے حساب سے ہونا چاہیئے۔ اس سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔ کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق دینے کے لئے حکومت بہت جلد احکامات جاری کر رہی ہے۔ اس میں سب ایم پی اے حضرات کو جن میں' میں بھی شامل ہوں' غریب عوام کے حقوق کا تحفظ کرنا چاہیئے۔ وہ ہم کر رہے ہیں اور ہم انشاء اللہ پچھلی حکومتوں کا کردار نہیں ادا کریں گے۔ اس کے ساتھ میں اجازت لیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جناب محمد اشرف بارا صاحب۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس: جناب سپیکر! میں بھی بات کرنے کی اجازت چاہتی ہوں۔

جناب چیئرمین: ذرا اپنی باری کا انتظار کیجئے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ آپ اس ترتیب سے آگاہ کر دیں جو فہرست آپ نے بنائی ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: سید طاہر احمد شاہ صاحب کا نام دوسرے صفحے پر ہے اور آپ کا نام تو ابھی یہاں کہیں نظر ہی نہیں آرہا!

جناب فضل حسین راہی: آپ کے پاس میرا نام ہی نہیں ہے؟

جناب چیئرمین: اس لسٹ میں تو فی الحال نہیں ہے۔

جناب فضل حسین راہی: اگر نہیں ہے تو یہ بڑی عجیب بات ہے کہ آپ کے پاس ہم چٹ بھیجتے ہیں اور ہمارے سامنے وہاں آپ کی سیٹ پر ملتی ہے اور ہمارا نام شامل نہیں کیا جاتا۔ جناب سپیکر! یہ تو بڑے افسوس کی بات ہے۔ By the way میں آپ کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے پہلے دن' جس دن یہاں سیشن کا آغاز ہوا۔ میں پہلے دن کی بات کرتا ہوں۔ جب یہ اسمبلی لگی تھی' اس دن کی بات کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: دیکھ لیتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: میں نے اس وقت بھی کہا تھا کہ سپیکر صاحب اپنی مرضی سے لوگوں کی چٹیں آخر میں رکھ دیتے ہیں اور جن لوگوں کو بلانا چاہتے ہیں انہیں آپ بلا رہے ہیں۔ جناب سپیکر! اس وقت آپ نے تین آدمیوں کو آواز دی۔ تینوں آدمی ایوان میں نہیں ہیں۔ اور میں آپ سے بار بار یہ درخواست کر رہا ہوں کہ وہ نہیں ہیں' آپ مجھے ٹائم دے دیں۔ اور سپیکر صاحب کا رویہ

یہ ہے کہ جناب منظور وٹو صاحب کا کہ ہمارے محترم دوست کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ آپ سے آغاز کر لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ زبردستی فلور کو قابو کرنے کی کوشش نہ کریں۔ میں ایک ترتیب کے مطابق چلا رہا ہوں۔ آپ کو یہ شک نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ پچھلے دنوں سے آپ کو جتنا وقت مل رہا ہے' آپ خود اس سے مطمئن ہیں کہ آپ کو ان لوگوں سے زیادہ وقت ملا ہے۔ آپ کو پھر بھی یہ شکایت ہے کہ آپ کو وقت نہیں مل رہا۔ اور سپیکر پر بے جا اعتراض کر رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ مناسب نہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! میں نے ان پر اعتراض نہیں کیا۔ میں نے یہ عرض کیا ہے کہ وٹو صاحب کے ہوتے ہوئے میرے دوست نے کہا تھا کہ ہم کچی آبادیوں کا مسئلہ Discuss کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: بالکل کریں گے۔

جناب فضل حسین راہی: انہوں نے کہا کہ آپ نے تقریر کی؟ انہوں نے' نہیں۔ کہنے لگے۔ آپ سے آغاز کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جناب وقت آپ نے اب لیا ہے' اس میں ایک سپیکر اپنی بات کا اظہار کر سکتے تھے۔

جناب فضل حسین راہی: میری خواہش یہ ہے کہ یہ رویہ اس قسم کا ہونا چاہیے کہ اس سے یہ ظاہر نہ ہو کہ جان بوجھ کر لوگوں کو روکا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کا نام بھی درج کر لیتے ہیں۔ تشریف رکھئے۔ اب وقت کا صحیح استعمال کرنے کی اجازت دیجئے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! آپ اندازہ کیجئے کہ ایوان میں کورم نہیں ہے۔ لیکن اس مسئلے کی اہمیت کے پیش نظر کوئی رکن اعتراض نہیں کرتا۔ صرف اس لئے نہیں کرتا کہ کچی آبادیوں کا مسئلہ زیر بحث ہے۔

جناب چیئرمین: بڑی اچھی بات ہے۔

جناب فضل حسین راہی: ہماری خواہش ہے کہ اس میں ہمارا نقطہ نظر بھی آنا چاہیے۔

جناب چیئرمین: آپ اتنا وقت اس طرح لے لیتے ہیں! آپ کو تھوڑا سا وقت دے دیا جائے گا۔

جناب فضل حسین راہی: ہم تو درخواست کر رہے ہیں۔ ہم آپ سے وقت تو نہیں لے رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

وزیر صنعت و معدنی ترقی: جناب والا! کچی آبادیوں کا مسئلہ ہے۔ ہمارا مقصد ہے کہ وقت ضائع نہ ہو اور یہ وقت ضائع کرانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے اتنا وقت برباد کر دیا ہے' ورنہ دو فاضل رکن اس وقت میں بات کر سکتے تھے۔

جناب چیئرمین: آپ درست فرماتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: مسٹر سپیکر! میرا مقصد یہ تھا کہ دائیں صاحب نے جو یہ رپورٹ یہاں پیش کی ہے' میں اس کے سارے نکات پر یہاں بحث کر سکتا ہوں۔

وزیر صنعت: لیکن مسئلہ تو یہ ہے کہ آپ کچی آبادیوں پر کچھ کہنے ہی نہیں دیتے اور یہ وقت ضائع کر رہے ہیں تاکہ اس موضوع پر بات ہو ہی نہ۔

جناب فضل حسین راہی: کیا میں ان سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ ان کی رپورٹ کس Capacity میں ہے؟ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: میری گزارش ہے کہ سب حضرات تشریف رکھیں۔ وقت کا صحیح طور پر مصرف ہونے دیجئے۔ اس قسم کی باتوں سے وقت ضائع نہ کیجئے۔ آپ کی باری آنے والی ہے۔ آپ تھوڑا سا انتظار کیجئے۔ لسٹ کے مطابق ہی باری آئے گی۔ زبردستی باری لینے کی کوشش نہ کیجئے گا۔ اور آپ کا نام لسٹ کے مطابق آنا ہے۔ زبردستی کوشش نہ کیجئے۔ اب میں صرف بارا صاحب کو دعوت دوں گا کہ وہ اپنا اظہار خیال فرمائیں۔ اب میں سب حضرات سے درخواست کروں گا کہ وہ خاموشی سے اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔

مہر سعید احمد ظفر (پارلیمانی سیکرٹری): جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ کورم کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ہاؤس اس وقت کورم میں نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: ممبران کی گنتی کی جائے۔ اگر ہاؤس کورم میں نہیں ہے تو گھنٹی بجائی جائے۔ تاکہ

کورم پورا ہو سکے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے نشان دہی کی ہے کہ کورم پورا نہیں ہے اور کچی آبادیوں کا مسئلہ زیر غور ہے۔ اس لئے آپ کورم پورا کرائیں۔

(گھنٹیاں بجائی گئیں)

(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: آپ دو منٹ تشریف رکھئے کورم پورا ہونے پر آپ کی بات سنیں گے۔ کورم پورا ہونے دیں۔

میں لابی میں بیٹھے ہوئے جملہ فاضل ارکان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ہاؤس کے اندر تشریف لا کے کورم پورا کریں تاکہ ہاؤس کی کارروائی حسب معمول چل سکے۔ تمام فاضل ارکان سے التماس ہے وہ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں تاکہ گنتی کی جا سکے۔ روایت کے مطابق 5 منٹ گھنٹیاں حسب روایت بجائی جا چکی ہیں۔ اگر کورم پورا نہ ہوا پھر اس ہاؤس کو ملتوی یا Prorogue کرنا پڑے گا۔ گنتی کی جائے۔ گنتی کے مطابق کورم پورا نہیں ہے شاید کورم کی وجہ سے ہاؤس کو ملتوی کرنا پڑے اب چونکہ صرف 15 منٹ باقی ہیں۔ اب اس کی Prorogument کے لئے اعلان سنئے۔

SECRETARY ASSEMBLY: In exercise of the powers conferred by Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973, I, Makhdoom Muhammad Sajjad Hussain Qureshi, Governor of the Punjab, hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab with effect from and on 27th of February, 1986 after the termination of the sitting of the Assembly on that date.

جناب چیئرمین: یہ ہاؤس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی ہوتا ہے۔ آپ سب کا شکریہ۔